

مکمل۔ ای۔ بک۔

یاروں کے یار، دلدار

رائٹر: آمرینہ انصاری

#Boyfriendship Base Novel #Bold Urdu Novels #Four Couples Novel #Funny Urdu Novels #Rudehero Base Novel #Amreenyansarinovels



Episode 1

گھڑی صبح کے ساڑھے سات بج رہی تھی۔ پر بے خبر سونے والے کو، کوئی ہوش نہیں تھی۔ وہ بالکل بے خبر سا اپنے بستر پر سویا ہوا تھا۔ اسکی ماں اسے کئی دفعہ جگانے کی ناکام کوشش کر چکی تھی۔ پر وہ ڈھیٹ بنا سو رہا تھا۔

عیس تم اٹھ رہے ہو، کہ میں تمہارے ابا کو بلاؤں۔
شاہدہ بیگم نے تنگ آ کر دھمکی دی۔۔ جواب اسے چوتھی بار جگانے کے لیے کمرے میں آئی تھیں۔۔۔
اور یہ دھمکی کام کر گئی تھی۔۔ کیونکہ وہ آنکھیں کھولنے پر مجبور ہو چکا تھا۔۔

کیا ہے شاہدہ بیگم۔۔۔ ہر وقت بس اپنے شوہر جلا د کی دھمکیاں دیتی رہتی ہو۔۔ تم سب کیوں مجھ معصوم کے پیچھے پڑے ہو۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اسکا ماننا تھا۔۔۔ کہ ہمیشہ لیٹ جانا چاہیے۔۔ اس سے اپنی قدر بڑھتی ہے انتظار کرنے والا آپکو مصروف سمجھ کر آپکے وقت کی قدر کرتا ہے۔۔۔۔

پر وہ یہ نہیں سمجھ سکتا تھا۔ کہ انتظار کرنے والے کا بھی وقت قیمتی ہو سکتا ہے۔۔۔۔

میں ناشتہ بنانے جا رہی ہوں۔ شاہدہ جاتے ہوئے اسے آواز لگائیں تھیں۔ تاکہ وہ جلدی باہر نکل آئے۔

یہ اک نارمل مڈل کلاس گھر تھا۔ جس میں تین کمرے، ایک کچن اور دو واشروم تھے۔ کمروں میں ہر مڈل کلاس گھروں کی ہی طرح معمولی پینٹ کر کے سجاوٹ کی گئی تھی۔

گھر چھوٹا ہونے اور سلیقے سے سنوارنے کی وجہ سے کافی پیارا لگتا تھا۔۔۔

ایک کمر عیس جبکہ دوسرا کمر اس کے والدین کے پاس تھا۔ اور تیسرے کمرے کو بیٹھک کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔۔۔

عیس یمدانی کے والد حسن ہمدانی ایک فیکٹری میں معمولی ملازم تھے۔ چونکہ انکی عیس کی صورت میں اک ہی اولاد تھی۔ تو انکا گزر بسر ہو جاتا تھا۔ پر ہر باپ کی طرح وہ بھی اپنی اولاد کو کامیاب دیکھنا چاہتے تھے۔۔۔

پر عیس کی حرکتیں، انکو بہت غصہ دلاتی تھیں۔ انکے غصے کی وجہ اک تو عیس کا حلیہ تھا۔ اور دوسرا اسکا بہت لا پر واہ ہونا تھا۔۔۔

اسی بات پر دونوں کی آپس میں بنتی نہیں تھی۔ جس کی عیس کو تو کوئی پرواہ نہیں تھی پر حسن صاحب کا بی پی اس بات پر بھی ہائی رہتا تھا۔ کہ یہ ڈھیٹ کیوں ہے۔۔۔۔

اور عیس کا کہنا تھا کہ حسن ہمدانی جان بوجھ کر اسے مار چر کرنے کے لیے ایسا کرتے ہیں۔ وہ تو بس اپنے کونفیڈینس کی وجہ سے بچ جاتا ہے۔۔۔ اور پریشان نہیں ہو پاتا۔۔۔۔



یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

گاڑی اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی۔ بلو جینز پر وائیٹ شرٹ پہنے، اک ہاتھ میں واچ پہنے، آنکھوں پر گلاسز لگائے وہ سنجیدگی سے ڈرائیور کر رہا تھا۔۔

نبلی آنکھوں میں ہر وقت رہنے والی سنجیدگی اب بھی قائم تھی۔۔ اور گولڈن بال جیل کی مدد سے اپنے مخصوص سٹائل میں سیٹ تھے۔۔

گوری رنگت میں مائل سرخی انکے پٹھان ہونے کا واضح ثبوت تھی۔۔ شرٹ کے اوپری کھلے بٹن سے واضح کسرتی جسم دیکھنے والوں کو متاثر کرتا تھا۔ شرٹ کے کھلے بٹن انکے سب دوستوں کو مخصوص انداز تھا۔

وہ سب مختلف ہو کر بھی اک جیسے تھے۔ اپنی اپنی شخصیت میں وہ اک خاص کشش رکھتے تھے۔۔ کیونکہ وہ دوست نہیں بلکہ اک جان تھے۔۔ انکا لڑنا، جھگڑنا اور ہنسنا اک دوسرے سے ہی جڑا تھا۔ جس میں کسی اور کی گنجائش نہیں تھی۔۔

سب کے لیے سنجیدہ نظر آنے والے سلطان احمد خان اپنے دوستوں کے لیے اک الگ ہی شخصیت کے مالک تھا۔۔

اپنے گاؤں میرپور میں سردار شاہ میر خان کے لاڈلے سلطان احمد خان تھے۔۔۔ جن کی جان اپنے اس پوتے میں ہی تھی۔۔

سلطان شہر میں اپنی پڑھائی کے سلسلے میں فلیٹ میں رہتا تھا۔۔

سلطان نے اپنا موبائل اٹھا کر ٹائم دیکھا۔ تو اٹھ بجے کا وقت تھا۔

اور نوبے انکی کلاس تھی۔۔۔

اس نے عیس کو کال ملائی پر مسلسل بیل ہونے کے بعد کال بند ہو گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان نے ڈیش بورڈ پر موبائل رکھا۔۔۔ اور گاڑی کی سپیڈ بڑھادی۔ تاکہ جلدی پہنچ سکے۔۔

ٹھیک دس منٹ بعد، وہ عیس کے گھر کے دروازے پر کھڑا تھا۔ چونکہ اسکا فلیٹ اسی راستے پر تھا تو وہ روز جاتے ہوئے عیس کو پک کر لیتا تھا۔۔۔

کیونکہ خود عیس تو شاید دس بجے تک بھی یونیورسٹی نہیں آئے۔۔۔

عیس کی انہی حرکتوں کو دیکھتے ہوئے، ان سب نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ عیس کو سلطان خود ساتھ لے کر جایا کرے گا۔۔۔

سامنے سے آتے ہوئے حسن ہمدانی، سلطان کو دروازے پر کھڑے دیکھ کر اسکی طرف آئے۔ فجر کی نماز پڑھ کر وہ تھوڑی دیر چہل قدمی کرتے تھے۔ اور روز اسی وقت ان کی واپسی ہوتی تھی۔۔

تو سلطان انکو اپنی طرف آتا دیکھ کر آگے بڑھ کر انکے گلے ملا۔۔

کیسے ہیں آپ انگل۔۔۔

سفید شلوار قمیض میں سر پر ٹوپی پہنے اپنے سخت گیر طبیعت کے باوجود وہ سلطان سے بہت محبت ملتے تھے۔۔۔

سلطان کو وہ حق پر لگتے تھے۔ اگر وہ عیس کے ساتھ سختی سے پیش آتے تھے۔۔ تو اس میں کچھ بھی غلط نہیں تھا۔۔۔

ہر باپ کی طرح وہ بھی اسے کامیاب دیکھنا چاہتے تھے۔۔۔

الحمد للہ بیٹا تم کیسے ہو۔ وہ سلطان کو ساتھ لیے وہ گھر کے اندر آئے۔۔ اور معمول کے مطابق، اسے بیٹھک میں بٹھا کر اس کے لیے چائے کا کہنے کچن میں چلے گئے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

بیٹھک میں اک طرف کرسیاں جبکہ دوسری طرف صوفے رکھے گئے تھے۔ اور درمیان میں اک شیشے کی میز تھی۔ دیواروں پر سفید پینٹ کیا گیا تھا۔۔۔

سلطان صوفے پر بیٹھ کر عیس کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔

توپانچ منٹ بعد وہ نک سک سا تیار اسے اندر آتا دیکھائی دیا۔۔۔۔

پرنٹڈ بلیک شرٹ پر بلیک جینز پہنے ہوئے تھا۔ لمبے بال سلیقے سے اس وقت پونی میں قید تھے۔ اور ہاتھوں میں بے شمار بینڈز پہنے وہ چلتا ہوا اس کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔۔

اور شرٹ کے بازو فولڈ کرنے لگا۔۔۔

میں پوچھ سکتا ہوں۔۔۔ کہ تم روز مجھے اپنی گرافریٹڈ سمجھ کر پک کرنے کیوں آجاتے ہو۔۔۔

عیس نے گھورتے ہوئے سلطان سے پوچھا۔۔۔

کیونکہ اس نمونے کی وجہ سے اسکی نیند پوری ہونے سے رہ جاتی تھی۔۔۔ اور جلدی جانے کی وجہ سے اسکی قدر بھی کم ہو رہی تھی۔۔۔

نہیں میری جان!..

تم نہیں پوچھ سکتے۔ بس ہر روز ایسے ہی اچھی پتی (بیوی) بن کر مجھے تیار ہوئے ملا کروں۔۔۔ تاکہ تمہیں دیکھ کر میری ساری تھکاوٹ دور ہو جایا کرے۔۔۔

سلطان نے بھی اسکی کے انداز میں جواب دیا۔

عیس مزید کچھ کہتا، کہ شاہدہ ناشتے کے ٹرے لیے اندر داخل ہوئی۔

تو انکو اندر آتے دیکھ کر سلطان اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

شاہدہ نے ناشتے کی ٹرے عیس کے سامنے رکھ کر سلطان کی طرف آکر اسکا ماتھا چوما۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس اپنا ناشتہ شروع کر چکا تھا۔ کیونکہ جانتا تھا ابھی انکا پیار چلے گا۔۔۔ تو وہ ناشتہ ٹھنڈا ہونے کا انتظار نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

کیسے ہو میرے بیٹے۔۔

میں اک دم فرسٹ میری جان!

سلطان نے انکے گال کھینچتے ہوئے شرارت سے جواب دیا۔۔

ہٹ بے شرم۔۔۔

تو شاہدہ شرماکر اسے تھپڑ جھڑ گئیں۔

گوری رنگت پر بلو سوٹ پہنے وہ ہستی ہوئی سلطان کو بہت کیوٹ لگی تھیں۔۔

وہ سچ میں بہت پیاری تھیں۔۔ وہ بہت نرم مزاج تھیں جبکہ انکے مقابل حسن ہمدانی کافی سخت طبیعت کے تھے۔۔

اس لیے سلطان جب بھی آتا تھا انکو چھیڑنے سے باز نہیں آتا تھا۔۔۔

وہ اسے اپنی مورے کی طرح ہی پٹھانی لگتیں تھیں۔۔ جبکہ عیس کی رنگت اور شخصیت حسن ہمدانی پر تھی۔ پر شوخہ چنچل طبیعت وہ اپنی ماں پر تھا۔۔۔

اس لیے وہ جب بھی آتا تھا انکو چھیڑنے سے باز نہیں آتا تھا۔

انکے شرمانے پر سلطان قہقہہ لگاتے ہوئے دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

میں ابا کو بتاتا ہوں۔۔۔

کہ آپ نے ایک فرینڈ بنایا ہوا ہے۔۔۔

عیس نے ناشتے سے انصاف کرتے ہوئے پھلجھڑی چھوڑی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

پھر تم اپنے باپ سے کم اور مجھ سے زیادہ جوتے کھاؤ گے۔۔۔۔

شاہدہ نے اسکی پھلجڑی پر اسے گھور کر وارننگ دی۔۔

تو وہ دانتوں کی نمائش کر گیا۔۔

کیا بات ہے شاہدہ بیگم۔۔۔

اب بھی ڈرتی ہوں حسن ہمدانی سے۔۔۔ وہ اب بھی چھیڑنے سے باز نہیں آ رہا تھا۔

ہوش میں آتے ہی اکاکام شروع ہو جاتا تھا اور وہ کام دوسروں کو زچ کرنا ہوتا تھا۔۔

اور یہ کام وہ خوشی سے کرتا تھا۔۔ بقول اسکے اسے دوسروں کا خون پی کر انرجی ملتی ہے۔۔

شاہدہ اسے گھور کر سلطان کی طرف متوجہ ہوئی۔۔ جو عیس کے ساتھ ہی ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گیا تھا۔۔

دونوں نے ناشتہ ختم کر کے جانا ہے۔۔ اب میں ذرا کچن دیکھ لوں۔۔

وہ نصیحت کرتے ہوئے باہر کی طرف چلی گئی۔۔

سچ بتا کیے۔۔

مجھے لینے آنے کے بہانے تو فری کا ناشتہ کرنے آتا ہے نہ۔

سلطان کو اپنا آملیٹ کھاتے دیکھ کر وہ تفشیشی انداز میں پوچھنے لگا۔

کیونکہ وہ روز اسکا آملیٹ کھا جاتا تھا۔ اور پھر شر مندہ بھی نہیں ہوتا تھا۔۔

تو بھی تو فری ہی کھاتا ہے نہ۔۔۔

بقول حسن صاحب کے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان نے بھی چائے کا سیپ لیتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

تو عیس اسے گھور کر رہ گیا۔۔

ٹیشو سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے، عیس اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

اب نہیں لیٹ ہو رہے تم۔۔۔

عیس نے اسے مسلسل چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے گھورا۔۔۔

جو روز وقت سے پہلے اسے لینے آجاتا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے اسکی نیند خراب ہوتی تھی۔

اسے پھر اپنی نیند کا غم یاد آگیا تھا۔۔۔

اور اب چائے کی جان نہیں چھوڑ رہا تھا۔۔۔

کیا کروں۔۔۔

شاہدہ ڈارلنگ چائے بہت مزے کی بناتی ہے۔۔۔ چھوڑنے کو دل ہی نہیں کرتا۔

سلطان بھی آخری سپ لے کر ہی کھڑا ہوا۔۔۔

تو دونوں باہر کی جانب چل پڑے۔۔۔

حسن صاحب باہر راہداری میں پڑے ہوئے پودوں کو پانی دے رہے تھے۔

سلطان اور عیس کو باہر آتے دیکھ کر انکی نظر دونوں پر پڑی۔۔۔

عیس کو پرنٹڈ شرٹ میں دیکھ کر وہ بل کھا کر رہ گئے۔۔۔

انکو عیس کی اس طرح کی ڈریسنگ سے سخت چڑ تھی۔ انکے مطابق انکو عیس کی جگہ کوئی منی پیدا کرنی

چاہیے تھی۔ کیونکہ انکے منے کو منی والے پھولوں کے ڈیزائن کے کپڑے پسند آتے تھے۔۔۔

شاہدہ۔۔۔

گملوں میں پھول نہیں لگ رہے تو کوئی بات نہیں۔۔۔

ادھر لوگ خود پھول بن کر گھوم رہے ہیں۔ ان سے چند پھول لے کر گلہ ستہ بنالیا کرو۔۔

حسن ہمدانی نے پانی دیتے ہوئے اپنی بیگم کو زور سے مخاطب کیا۔۔۔

اور دروازے کے پاس کھڑے عیس اور سلطان بھی انکی آواز سن چکے تھے۔۔۔

عیس بھی اپنے باپ کا اشارہ سمجھ چکا تھا۔ کہ یہ پھولوں بھرا طعنہ اسے ہی مارا گیا ہے۔۔۔

جبکہ سلطان اپنا قہقہہ روکنے کے لیے گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

جبکہ شاہدہ کچن سے باہر نکل کر اپنے شوہر کی بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھیں۔۔

دروازے کے پاس کھڑے عیس کو بلیک شرٹ میں دیکھ ساری بات سمجھنے پر ہنس پڑی۔

اور وہ دانت پیستے ہوئے باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔

عیس کے گاڑی میں بیٹھتے ہی اسکے کانوں میں سلطان کا قہقہہ گونجا تھا۔۔۔

تو شرمندہ نہیں ہوتا کیا۔۔۔

سلطان نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے ہنس اسے پوچھا۔۔۔

نہیں تو ساتھ ہوتا ہے نہ۔۔۔ اس لیے اپن بھی شرمندہ نہیں ہوتا۔۔۔

عیس نے اسکے قہقے کا اپنے انداز میں بدلا لیا۔۔۔

تو سلطان اسے گھور کر رہ گیا۔۔۔ جو کبھی بھی شرمندہ نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

Episode 2

رات کے اندھیرے میں منہ پر ماسک لگائے سڑک پر، وہ بالکل سیدھا چلتا جا رہا تھا۔۔۔ دائیں کان میں لگے، بلوٹو تھپر ساتھ وہ کسی سے بات کرنے میں بھی مصروف تھا۔

ڈارک براؤن بال ماتھے پر، اس وقت بکھرے ہوئے تھے۔ سفید رنگت میں گرمی کی شدت سے سرخی گھلی ہوئی تھی۔۔

بلیک پینٹ اور ٹی شرٹ پہنے، وہ اس وقت رات کا ہی حصہ معلوم ہو رہا تھا۔۔ کیونکہ اپنے سیاہ لباس میں وہ سڑک پر چلتا کوئی کالا ہیولا ہی لگ رہا تھا۔

ہاتھوں میں پہنے گلوں کے اندر چھوٹے چھوٹے بلیڈ چھپائے گئے تھے۔۔ جنہیں یقیناً وہ ضرورت کے وقت استعمال کرتا تھا۔

اسکارخ اب سڑک پر بائیں طرف، اک بیلڈنگ کی طرف تھا۔ جہاں اسکا ساتھی اس کے انتظار میں ہی کھڑا تھا۔

بلیڈنگ کے اندر داخل ہوتے ہی، وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔ اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ مصطفیٰ جلدی کرو۔۔۔ وہ لوگ نکلنے والے ہیں۔۔۔

کان میں لگے بلوٹو تھپر سے اسے اپنے ساتھی کی آواز سنائی دی۔۔ جو اسے جلدی پہنچنے کا کہہ رہا تھا۔۔

تو مصطفیٰ کے قدموں میں تیزی آگئی۔ اور وہ تھرڈ فلور پر پہنچ کر، سامنے اک کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھولتے ہی اسے سامنے اپنا ساتھی نظر آیا۔۔ جو بالکل اسی کے جیسے حلیے میں موجود تھا۔ اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ یقیناً وہ مصطفیٰ کے انتظار میں کھڑا تھا۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

بلیک رنگ انکی شخصیت کا حصہ بن چکا تھا۔۔۔ اسی لیے انکی گینگ کا نام بھی "بلیک گینگ" کے نام سے مشہور ہو چکی تھی۔۔

کس طرف موجود ہیں وہ پاشا۔۔۔

مصطفیٰ نے قریب آتے، پاشا کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔

سامنے کمرے میں ہیں۔ پاشا نے انگلی کے اشارے سے بتایا۔۔۔

چلیں پھر کیا۔۔

مصطفیٰ نے سوالیہ نظروں سے پاشا کو دیکھا۔۔۔

تم پچھلے دروازے کی جانب جاؤ۔ میں سامنے سے دیکھتا ہوں۔ پاشا نے اسے ہدایت کی۔۔۔

تو وہ سر ہلاتا پچھلے دروازے کی جانب چلا گیا۔۔۔



یہ اک کمرے کا منظر تھا۔ جہاں بیس سے پچیس سال کے پانچ لڑکے میز کے گرد جمع تھے۔

کسی کو شک تو نہیں ہوا نہ یہاں آتے ہوئے۔۔۔

ان میں سے سب سے بڑے لڑکے نے باقیوں کو پوچھا۔۔

نہیں ہم بہت احتیاط سے آئے ہیں۔۔

سب نے اسے یقین دلایا کہ وہ یہاں بہت دھیان سے آئے ہیں۔۔۔ اس لیے وہ بے فکر رہے۔۔۔

رات کے اس پہر یہ خوفیہ میٹنگ اک خاص مقصد کے لیے رکھی گئی تھی۔ اور رات کے اندھیرے میں

کیے جانے والے بیشتر ایسے کاموں کا مقصد عموماً غلط ہی ہوتا ہے۔۔۔۔

اور یہ خاص مقصد ان لڑکوں کو ڈر گزرا ہم کرنا تھا۔ جو اپنے ہو سٹل سے چپکے سے نکل کر اس وقت

یہاں اس کمرے میں موجود تھے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تاکہ وہ واپس جا کر ہو سٹل اور اپنی اپنی یونیورسٹی میں نشے کے عادی لڑکے اور لڑکیوں کو ڈر گزرنے سکیں۔
پانچویں لڑکے کسی اک جگہ سے تعلق رکھنے والے نہیں تھے۔۔۔

بلکہ پانچویں ہی مختلف یونیورسٹیوں کے سٹوڈنٹس تھے۔۔۔

اس کاروبار کو چلانے کے لیے کافی محنت کی گئی تھی۔ جس کا پہلا مقصد اک نیٹ ورک بنانا تھا۔ تاکہ یہ کام اک باقاعدہ طریقے سے سرانجام دیا جاسکے۔۔۔۔

ان میں سب سے بڑا لڑکا عامر جس کی عمر پچیس سال تھی۔ وہ ڈر گزریلر سے ڈر گزلے کر آگے ان لڑکوں کو دیتا تھا۔ جسے وہ پھر سٹوڈنٹس کو بیچتے تھے۔۔۔۔

اور یہ کام عامر پچھلے اک سال سے کر رہا تھا۔۔ جس کی وجہ سے نجانے کتنے ہی لڑکے اور لڑکیاں نشے کے عادی ہو کر اپنی زندگی خراب کر چکے تھے۔۔

ابھی عامر سب لڑکوں کو ڈر گز تقسیم کر ہی رہا تھا۔ کہ اسے بند دروازے کے پیچھے کسی کے قدموں کی آواز آئی۔۔۔

باہر کوئی ہے۔ عامر نے کسی خدشے کے تحت کہا۔۔۔

پوری بلڈنگ خالی ہے باس۔۔۔ باہر کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔ ان میں سے اک نے اسے یقین دلایا۔۔ کہ وہ وہاں اکیلے ہی موجود ہیں۔۔

عامر بھی اپنا وہم سمجھ کر پھر کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔

کہ اک دم سے کسی نے زوردار کک مار کر دروازے کو توڑ دیا۔۔۔

تو وہ پانچویں ہڑ بڑا کر آنے والے کی طرف دیکھنے لگے۔۔۔

جو فل بلیک ڈریس میں موجود ہاتھوں پر گلوں پہنے کھڑا انہی کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔ میٹنگ جاری نہیں رکھو گے کیا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

پاشانے انکے قریب آتے ہوئے، سرد نگاہوں سے پوچھا۔۔ اور اک نظر میز پر موجود ڈر گز کے تھیلیوں کو دیکھا۔۔۔

کون ہو تم۔۔! عامر نے کہلاتے ہوئے پوچھا۔ تو عامر سمیت سب اپنی اپنی کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔

میرا تعارف تو بعد میں بھی ہو جائے گا۔ پہلے بتاؤ آرام سے میرے ساتھ چلو گئے یا کوئی خاطر تواضع کی خواہش ہے۔۔

پاشانے میز پر انکے بکھرے سامان کو ہاتھ سے الٹ پلٹ کرتے پوچھا۔۔

جہاں صرف ڈر گز کے پیکٹ اور سٹوڈینٹ بیگز پڑے تھے۔۔

شاید وہ ڈر گز انہی بیگز میں کے کر جاتے تھے۔۔۔

پیچھے کھڑے اک لڑکے نے پاشا پر وار کرنا چاہا۔ تو پاشانے اسکے ہاتھ کو پکڑ کر اسکا سر دیوار سے دے مارا۔

کیونکہ وہ بے خبر نہیں تھا۔۔ وہ اگر انجان بن کر بات کر رہا تھا۔ تو اسکا مطلب ہر گز نہیں تھا۔ کہ ہو انجان ہے۔۔۔

نیکسٹ۔۔۔ پاشانے سر کو گھوماتے ہوئے، ہاتھ کے اشارے سے لڑنے کے لیے استفسار کیا۔ کہ اگلا کون آنا چاہتا ہے۔۔۔

تو باقی چار اپنے ساتھی کا حال دیکھ کر صرف بھاگنے کا سوچنے لگے۔

کیونکہ مقابل ان سے زیادہ طاقتور تھا۔ اور اپنے ساتھی کا حال وہ دیکھ ہی چکے تھے۔۔ اس لیے لڑنے کا خطرہ ہو مول نہیں لینا چاہتے تھے۔۔

وہ چاروں دروازے کی طرف بھاگنے لگے۔۔ تو پاشانے آگے بڑھ کر دو کو پکڑ لیا۔

جبکہ باقی دو پچھلے دروازے کی طرف بھاگ گئے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

لیکن وہ یہ نہیں جانتے تھے۔ کہ ان کے لیے اک موت کافرشتہ ادھر بھی موجود ہے۔۔۔۔
وہ جیسے ہی دروازے کو کھول کر آگے بڑھنے لگے تھے۔۔۔

مصطفیٰ نے اپنی ٹانگ آگے کر دی۔ جس کے باعث وہ منہ کے بل گرے۔۔۔

گرنے کی وجہ سے انکی ٹھوری پر شدید چوٹ لگی۔ انہوں نے درد کو برداشت کرتے ہوئے آنکھیں کھول کر گرانے والے کی سمت دیکھا۔۔ توفل بلیک حلیے میں، منہ پر ماسک لگائے اک شخص دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔۔۔

اسی حلیے میں موجود اندروالے شخص کو بھی دیکھ چکے تھے۔۔۔

کسی کو یہاں مدد چاہیے کیا۔۔۔

مصطفیٰ نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جو اس کی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔۔
تو دونوں لڑکے ڈر کے مارے پیچھے کو کھسکنے لگے۔

مصطفیٰ نے آگے بڑھ کر ان دونوں کو گردن سے پکڑ کر اٹھایا۔

تم لوگوں کو اتنی جلدی کیوں ہے بھاگنے کی۔۔۔ مصطفیٰ نے محبت سے پوچھا۔۔۔

پلیز ہمیں جانے دو۔۔۔ ہم نے کچھ بھی نہیں کیا۔۔ ہم آئندہ ایسا کوئی کام نہیں کریں گئے۔۔۔ پلیز ہمیں جانے دو۔۔۔

اک التجا کرتے ہوئے، مستقبل کے لیے وعدہ بھی کر گیا۔ کہ وہ آئندہ ایسا کوئی کام نہیں کرے گا۔۔۔

تو مصطفیٰ اسکی بات پر مسکرا اٹھا۔ جیسے چھوٹا بچہ اپنی غلطی مان کر آئندہ کے لیے توبہ کر لیتا ہے۔ بالکل ویسا ہی حال ان دونوں کا تھا۔ جو صرف منٹوں میں اپنی غلطی سدھارنا چاہ رہے تھے۔ جو وہ پتہ نہیں کتنے عرصے سے کر رہے تھے۔۔۔

کوئی بات نہیں اب جتنی غلطیاں تم لوگ کر چکے ہو۔ پہلے اسکا حساب کتاب کر لیں۔ پھر معافی کا بھی سوچ لیں گئے۔۔۔

یہ کہتے ہی مصطفیٰ نے ان دونوں کی مخصوص رگ دبا دی۔ تو بے ہوش ہو کر انکے چہرے اک طرف لٹک گئے۔۔

کیونکہ انکا مقصد ان لڑکوں کو صرف پکڑنا تھا۔۔ تاکہ وہ مزید پتہ لگا سکیں۔ کہ اس کام میں اور کتنے لوگ ملوث ہیں۔۔۔

دونوں کو زمین پر لٹا کر وہ اندر پاشا کی طرف بڑھا۔۔۔

تو اندر موجود لڑکے بھی بے ہوش پڑے تھے۔۔

مصطفیٰ کو اپنی طرف آتے دیکھ کر پاشا نے اپنا ماسک چہرے سے ہٹا دیا۔ کیونکہ اب اسکی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ گرے آنکھوں میں اس وقت سنجیدگی تھی۔ کالے بال اس وقت الجھ چکے تھے۔۔۔

سفید رنگت پسینے سے شرابو تھی۔۔ اور کچھ ایسا ہی حال مصطفیٰ کا بھی ہو گیا تھا۔۔۔

کیا کرنا ہے انکا۔۔ مصطفیٰ نے پاشا نے پوچھا۔۔۔

میں نے کال کر دی ہے۔۔ انکے مہمان نواز آتے ہی ہونگے انکو لینے کے لیے۔۔۔

پاشا نے اک نظر انکو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

اور پھر وہ دونوں بلڈنگ سے باہر نکل کر رات کے اندھیرے میں ایسے ہی گم ہو گئے جیسے وہ آئے تھے۔



رات لیٹ ہو جانے کی وجہ سے وہ ضرار کے فلیٹ میں ہی رک گیا تھا۔۔۔

ابھی الارم پر اسکی آنکھ کھلی۔۔ تو اٹھ بچے کا ٹائیم تھا۔ اس نے موبائل اٹھا کر دیکھا تو

سلطان اور عیس کی کافی مسڈ کالز تھیں۔ جنہیں وہ بعد پر چھوڑ کر، تیار ہونے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

شاہور لے کر اور چہنچ کر وہ ضرار کے روم کی طرف گیا۔ تو دیکھا۔۔ وہ شیشے کے سامنے تیار کھڑا تھا۔۔

وایٹ شرٹ کے ساتھ بلو جینز پہنے، اپنے کالے بالوں کو سیٹ کیے وہ بالکل ریڈی تھا۔

"ضرار پاشا حیدر" بلوچستان کے سردار حیدر پاشا کی اکلوتی اولاد تھا۔

اور یہاں شہر میں اپنے فلیٹ پر رہتا تھا۔

جبکہ "سنان مصطفیٰ کاظمی" کے والد مصطفیٰ کاظمی اک گورنمنٹ کالج میں ٹیچر تھے۔

پراکٹر لیٹ ہو جانے کی وجہ سے، وہ ضرار کے پاس رک جاتا تھا۔۔

سنان بلیک چیک شرٹ پر بلیک ہی جینز میں اپنے ڈارک براؤن بالوں کو سیٹ کیے اسے سامنے کھڑا تھا۔

خیر ہے آج۔۔

ضرار نے اسکی شرٹ کی طرف اشارہ کیا۔

تو سنان ہنس پڑا۔ کچھ نہیں یار۔

وہ عیس پر نٹڈ بلیک پہن کے یونیورسٹی پہنچا ہوا ہے۔ اور انکل نے صبح صبح اسکی پھولوں والی شرٹ کو اپنے

لفظوں سے دھو ڈالا ہے۔۔

تو اب مجھے بھی کچھ ویسا پہنے کے لیے میسجز کیے ہیں۔ تاکہ وہ اکیلا پھول نا لگے۔۔ سنان نے اسکے میسجز یاد

کرتے ہوئے، شرارت سے تفصیلی گویا ہوا۔

تو ضرار مسکرا کر سر جھٹک گیا۔ کیونکہ وہ بھی سلطان کے میسجز پڑھ چکا تھا۔ جس میں اس نے تفصیل سے

عیس کو گلہ ستہ بنایا تھا۔

عیس اپنی روز کی عزت افزائی پر بھی کبھی شر مندہ نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ اپنی بے شرمی میں ان میں سے

بھی کسی اک کو شامل کر لیتا تھا۔ تاکہ وہ اکیلا کمینہ نہ لگے۔۔

کیونکہ عیس کے علاوہ وہ تینوں ہی فارمل ڈریسنگ ہی کرتے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔

چاروں کی ڈریسنگ کوڈ ہمیشہ دو سے میچ کرتا تھا۔

جیسے سنان کافل بلیک عیس سے کر رہا تھا۔ اور ضرار کا سلطان سے۔

Episode 3

یونیورسٹی کے گیٹ پر ایک ساتھ دو گاڑیاں آکر رکی تھیں۔

اک گاڑی میں ضرار سن گلاسز لگائے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔ جبکہ اسکے ساتھ سنان بیٹھا تھا۔

اور ساتھ والی گاڑی میں سلطان کے ساتھ عیس بھی اپنے مخصوص سٹائل میں موجود تھا۔

چاروں اک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرا اٹھے۔

وہ چاروں اپنی اپنی شخصیت میں منفرد تھے۔

انکی گاڑیوں کے رکنے کی آواز پر یونیورسٹی میں موجود سٹوڈنٹس کی نظریں انکی طرف اٹھیں تھیں۔

جن میں زیادہ تر لڑکیاں ہی شامل تھیں۔ جو ان چاروں کو دیکھ کر بس آہیں بھر رہیں تھیں۔ لیکن ان کے قریب جانے کی کسی کی ہمت نہیں تھی۔

وہ چاروں اپنی طرف اٹھی نظروں سے اچھی طرح واقف تھے۔ پر انہیں کسی کی پرواہ نہیں تھی۔

وہ سب آپس میں جتنے شرارتی تھے۔ دوسروں کے لیے اتنے ہی سرد مزاج تھے۔ اس لیے ان سب کے بچ کسی اور کی گنجائش نہیں تھی۔

کتنی ہی لڑکیاں انکو پوز کر چکی تھیں۔ بدلے میں عیس ہی جواب میں سب کو باجی کہہ کر کہانی ختم کر دیتا تھا۔

تو وہ منہ بناتیں چلی جاتیں تھیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

گاڑیوں کو پارکنگ میں کھڑا کر کے چاروں یونیورسٹی کے اندر کی طرف بڑھ گئے۔

سلطان اوہ ضرار اک جیسی وائیٹ شرٹ اور بلو جینز کے ڈریسنگ میں تھے۔ جبکہ سنی (سنان) اور عیس فل بلیک میں تھے۔



تمہیں کتنی دفعہ کہا ہے کہ اپنے منگل سوتر کو اندر چھپا کر رکھا کرو۔

اگر کسی نے حملہ کر دیا تو۔۔۔

کفے ٹیریا کی جانب بڑھتے ہوئے سنی نے عیس کو تپایا۔

شرٹ کے اوپری بٹن کھلے ہوئے ہونے کی وجہ سے، عیس کے گلے میں پہنی ہوئی چین نظر آرہی تھی۔ جس کو سنی نے منگل سوتر کہہ کر نشانہ بنایا تھا۔

کیونکہ عیس سب کچھ برداشت کر سکتا تھا۔ اپنے فیشن پر سوال نہیں، پر یہاں سنی نے سوال نہیں بلکہ پورا پورا مزاق بنادیا تھا۔ جس پر وہ رک کر اسے گھورنے لگا۔۔۔

عیس کے رکنے پر وہ تینوں بھی رک کر اسکی جانب دیکھنے لگے۔۔۔

خود جو تو لوڈوسٹائل والی شرٹ پہن کر آگیا ہے۔۔۔

اس کے بارے میں کیا کہو گئے۔

عیس نے گھورتے ہوئے، سنی کی چیک والی شرٹ کو ٹارگٹ کیا۔

یہ تو میں اس لیے پہن کر آیا ہوں کیونکہ کوئی آج پھول بن کر آیا ہے نہ۔۔۔

تو سوچا میں بھی تھوڑا سا خوبصورت لگ جاؤں گا۔

سنی نے دانت نکالتے ہوئے اسے اسکی صبح والی عزت افزائی یاد کروائی۔

جو سلطان ان دونوں کو مسیج پر بتا چکا تھا۔

کیونکہ وہ عیس کی ایسی بے عزتی کو بہت انجوائے کرتے تھے۔۔۔

تو آج میرے ہاتھوں سے نہیں بچے گا۔۔۔

یہ کہتے ہی عیس اور سنی کی ریس شروع ہو گئی تھی۔۔۔

جبکہ ضرار اور سلطان ان دونوں کو دیکھ کر رہ گئے۔

یہ دونوں کبھی نہیں سدھر سکتے۔۔۔ اب انکے چکر میں کلاس نہ لیٹ ہو جائے۔۔۔

عیس اور سنی کو آگے پیچھے بھاگتے دیکھ کر ضرار نے سلطان سے کہا۔۔۔

سنی اپنے پیچھے عیس کو دیکھتے ہوئے آگے کی طرف بھاگ رہا تھا۔

جس کی وجہ سے اسکا دھیان سامنے نہیں گیا تو سامنے کھڑی لڑکی سے وہ ٹکرا گیا۔۔۔ سنی کے اچانک ٹکراؤ کی وجہ سے وہ نیچے گری تھی۔

اور اب وہ نیچے تھی جبکہ سنی اسکے اوپر تھا۔۔۔

سنی کو لڑکی کے اوپر گرتے دیکھ کر عیس وہیں رک گیا۔۔۔

یہ پوزیشن دیکھتے ہی عیس کی آنکھوں کے ساتھ اسکا منہ ضرورت سے زیادہ کھل تھا۔

کیونکہ صورتحال ہی ایسی ہنگامی تھی۔۔۔

دور کھڑے سلطان اور ضرار بھی بھاگ کر عیس اور سنی کے پاس پہنچے۔

انکے قریب آتے ہی ضرار نے پہلے عیس کا کھلامنہ بند کیا اور سنی کی طرف دیکھنے لگے۔۔۔

لیکن وہ تینوں یہ دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

۔ کہ سنی اس لڑکی کے اوپر سے اٹھ کیوں نہیں رہا۔۔۔۔

سنی جو اس اچانک صورتحال کا شکار ہوا تھا۔

اپنے نیچے موجود نازک وجود کے چہرے پر نظر پڑتے ہی کھوسا گیا جن۔۔۔

اسے ارد گرد کا بھی ہوش نہیں رہا تھا۔ کہ سب اسے دیکھ رہے ہیں۔۔۔

نسوانی نازک وجود کو پہلی بار اپنے اتنے قریب محسوس کر کے اسکے دل کی حالت بری ہو چکی تھی۔۔۔

گولڈن بالوں کے ساتھ، سفید رنگت پر چھوٹی سی تیکھی ناک اس وقت غصے سے پھول چکی تھی۔۔۔

وہ اسے اپنے اوپر سے اٹھنے کا کہہ رہی تھی۔۔

پر سنی ہوش کی دنیا میں ہوتا تو شاید اسکی آواز سن پاتا۔

بلکہ عیس اب گھٹنوں کے بل جھک کر اپنے دوست کو دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کہ زندہ تو ہے۔۔

یہ کوئی حرکت کیوں نہیں کر رہا۔ نہ ہی اسکے اوپر سے اٹھ رہا ہے۔۔ کہیں کوئی اور معاملہ تو نہیں ہو گیا۔

پھر اپنی سوچ پر خود ہی لعنت بھیج کر، وہ نیچے جھکا ہی، ضرار اور سلطان کی طرف آنکھوں کے اشاروں سے

صورتحال کا پوچھنے لگا۔۔۔

جس پر وہ نا سمجھی سے کندھے آچکا گئے۔۔۔

یہ لڑکی کے اوپر سے کیوں نہیں اٹھ رہا۔۔۔

سلطان نے ضرار سے پوچھا۔۔۔

پتہ نہیں کیا چاہ رہا ہے کمینہ۔۔۔

لگتا ہے یہ آج بدنام کروا کے چھوڑے گا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ضرار کو بھی اب تشویش ہونے لگی تھی۔۔۔

اسے چھوڑ پہلے اس نمونے کو اٹھاؤ۔ سلطان نے عیس کی جانب اشارہ کیا جو فل جھک کر سنی کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

تاکہ اسکے تاثرات سے پتہ چلا سکے۔۔ کہ ماملہ کتنا خراب ہوا ہے۔۔۔

اب تو صرف نکاح کی گنجائش رہ گئی ہے۔۔ عیس نے لیٹے لیٹے ہی پیش گوئی کی۔۔۔

تو سلطان اور ضرار اپنی ہنسی کنٹرول کر گئے۔۔۔

کیونکہ جتنی دیر سے سنی لڑکی کے اوپر گرا ہوا تھا۔۔ کوئی کچھ بھی کہہ سکتا تھا۔۔

سلطان اور ضرار نے آگے بڑھ کر پہلے عیس کو اپنے قدموں پر کھڑا کیا۔۔۔

اور پھر سنی کی جانب آئے۔۔۔

جو لیٹے لیٹے ہی زندگی گزارنا چاہ رہا تھا۔۔۔

جبکہ آس پاس اب سٹوڈنٹس بھی جمع ہو گئے تھے۔۔۔

جنہیں ضرار نے وہاں سے غائب کروایا۔۔۔

جبکہ کب سے نیچے گری "ایڑہ داؤد" اب مکمل جلال میں آچکی تھی۔

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا۔۔۔ اندھے موٹے انسان، میری کمر توڑ دی ہے۔۔۔

کب سے چلا رہی تھی۔۔ تمہیں سنائی نہیں دیتا کیا۔۔۔

لگتا ہے، آنکھوں کے ساتھ تمہارے کان بھی خراب ہیں۔۔۔

دیکھ کر نہیں چل سکتے کیا تم۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سنی، جو کہ کب سے ہوش گنوائے تھا۔

اپنے کانوں میں نسوانی میٹھی آواز کے پڑتے ہی ہوش میں آیا۔

اور اپنے سامنے کھڑی دوشیزہ کو غور سے دیکھنے لگا۔۔

جو اسکے دل کی دنیا اٹھل پٹھل کر چکی تھی۔۔

ویوی بالوں کی ٹیل پونی بنائے شارٹ پنک کرتی کے ساتھ جینز پہنے وہ سنی کو ہی گھور رہی تھی۔۔

جبکہ عیس، سلطان اور ضرار حیراں و پریشان کھڑے تھے۔

کہ اب یہ بول کیوں نہیں رہا۔۔

اس سالے کے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔۔ پہلے اسکے اوپر سے اٹھ نہیں رہا تھا۔ اب جواب نہیں دے رہا۔۔

ضرار کو سنی کی خاموشی پر تپ چڑھنے لگی تھی۔۔

دیکھا، یہ حال ہوتا ہے۔۔ اگر اچانک کسی لڑکی سے ٹچنگ وچنگ ہو جائے۔۔ تو انسان اپنے ہوش کھودیتا

ہے۔۔۔

جیسے اس کمینے نے کھوئے ہوئے ہیں۔۔

کتنی دفعہ میں کہا تھا۔ کہ کوئی تو گر لفرینڈ بنا لو۔۔

نہ خود بنائی تم لوگوں نے، نہ مجھے بنانے دی۔

عیس نے سنی کی مکمل خاموشی پر پھلجھڑی چھوڑی۔۔

عیس کی زبان سنی کا حال دیکھ کر شروع ہو چکی تھی۔

کیونکہ وہ اپنے حلیے کے ساتھ ساتھ تھوڑا بہت ٹھکر کی بھی تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔

اور یہ ٹھہرک پن اسکا صرف باتوں کی حد تک تھا۔۔۔ حقیقت میں تو وہ کسی لڑکی کے قریب بھی نہیں جا سکتا تھا۔۔۔

کیونکہ یونیورسٹی کی میک شدہ لڑکیاں اسے زہر لگتیں تھیں۔۔۔

سلطان نے عیس کی گر لفرینڈ والی بات پر اس کے بالوں کی چھوٹی سی پونی کھنچی اور بولا۔۔

تم ماسی شکیلہ منہ بند کرو۔۔ تمہیں تو ہر بات پر گر لفرینڈ یاد آ جاتی ہے۔۔۔

تو عیس منہ بنا کر سنی کی طرف پھر متوجہ ہو چکا تھا۔۔

جو بھی تھا۔۔ وہ سنی کا یہ سین مس نہیں کر سکتا تھا۔۔

دیکھیں، میں سوری کرتا ہوں میرا دھیان نہیں تھا۔ سو سوری۔

سنی نے اپنی بے اختیاری کے لیے ایرہ سے معذرت کی۔

اور سارے معاملے میں سنی کی آواز سن کر اس کے تینوں دوستوں نے اللہ کا شکر ادا کیا تھا۔۔۔

شکر ہے اس نے اپنے زندہ ہونے کا ثبوت تو دیا۔۔۔

عیس ہاتھ منہ پر پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔

سنی کے ساتھ پہلی مرتبہ ہی ایسا ہوا تھا۔۔

اپنی بے اختیاری پر اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ کہ سامنے والی کو کہے کیا۔۔۔

لیکن ایرہ کچھ سننے کے موڈ میں نہیں تھی

کمر پر بازو لگاتے ہوئے وہ فل لڑنے کے موڈ میں آگئی تھی۔

اپنی گولڈن آنکھوں سے وہ سنی کو مسلسل گھور ہی تھی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

پتہ نہیں کس منحوس گھڑی میں ادھر، میرے ابا نے ایڈمیشن کروادیا تھا۔۔۔

صبح ریگنگ والوں نے دماغ خراب کیا۔۔ اور اب رہی کسرتم نو منے نے پوری کر دی۔۔۔

دیکھیں محترمہ میں آپ سے۔۔۔

یہ محترمہ کون ہے وہ تیکھے نقوش سے اسے ٹوک گئی۔۔۔

ایرہ داؤد نام ہے میرا۔۔۔ سنی کو ٹوکنے کے ساتھ اپنا نام بھی بتایا گیا۔۔۔

دیکھیں مس آری۔۔ میرا مطلب ہے ایرہ۔

سنی کے آری کہنے پر عیس کا قہقہہ نکل گیا۔۔ اور ایسا ہی کچھ حال ضرار اور سلطان کا بھی تھا۔

سنی عیس کو گھور کر رہ گیا۔۔ جو اس کے مزے لے رہا تھا۔۔۔

سنی نے ایرہ کے نام کو بگاڑ کر اک اور غلطی کر دی تھی۔

سنی کی مشکل صورت حال کو دیکھتے ہوئے سلطان نے آگے بڑھ کر معاملہ ختم کیا۔۔ اور پھر وہ سنی کو لے

کر کلاس کی جانب بڑھ گئے۔

کیونکہ کیفے ٹیریا کا وقت یہاں پر برباد ہو چکا تھا۔۔۔

پیچھے وہ بل کھا کر رہ گئی اور اک دفعہ پھر اپنی کلاس ڈھونڈنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔



جبکہ عیس کے نہ رکنے والے قہقہے شروع ہو چکے تھے۔

کچھ ایسا ہی حال سلطان اور ضرار کا بھی تھا۔

سنی اپنی بے اختیاری کو کوس رہا تھا۔۔۔

پر اب وہ صرف انکو برداشت ہی کر سکتا تھا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

آویئے سچ بتا جا رہا تھا۔۔۔۔۔

عیس نے معنی خیزی سے سنی کو دیکھا۔۔۔

سالے تو میرے ہاتھوں سے نہیں بچے گا آج۔ سنی دانت پیتے ہوئے اسکی طرف بڑھنے لگا۔

تو سلطان اور ضرار نے سچ میں ہی انکو روک لیا۔

اور ایسے ہی ہستے ہوئے وہ اپنی کلاس کی جانب چل دیے۔۔۔



بلیک کلر کے گاؤن پر بلیک ہی حجاب کی وہ اپنی کلاس ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی تھی۔

سفید رنگت پر اس وقت اکتاہٹ اور پریشانی کے دونوں تاثرات تھے۔۔۔

وہ کاریڈور میں کھڑی ہر کلاس کے دروازے پر لگے نوٹس کو دھیان سے پڑھ رہی تھی۔ تاکہ اسے اسکی کلاس مل جائے۔

سکیوزمی۔۔۔ سیکالوجی کی کلاس کس طرف ہے۔۔۔

علیزے نے آئیرہ سے پوچھا۔۔۔

جو کاریڈور میں ہی کھڑی تھی۔۔۔

آپ کا آج پہلا دن ہے کیا۔۔۔ آئیرہ نے پوچھا۔۔۔

تو علیزے بامشکل ہاں میں سر ہلا پائی۔ اسے ڈر تھا۔ کہیں یہ بھی اسے نیو سٹوڈنٹ جان کر ریگنگ نہ کر لے۔۔۔

ہائے میں "آئیرہ داؤد" ہوں۔۔۔

میرا بھی آج پہلا دن ہے اور خوش قسمتی سے میں بھی سیکالوجی ہی کی سٹوڈنٹ ہوں۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ایرہ کے جواب پر علیزے نے تشکر بھری سانس خارج کی تھی۔۔



ہائے میں "علیزے ابراہیم" ہوں۔۔

چلیں آجائیں کلاس شروع ہونے والی ہے باقی تعارف بعد میں کریں گئے۔۔۔

ایرہ اسے ساتھ لیے کلاس کی جانب چلی گئی۔۔ کیونکہ آج کے پورے دن میں دونوں کے لیے ہی اک دوسرے سے ملنا ہی بس اک اچھا لمحہ تھا۔۔

ورنہ پورا دن وہ ریگنگ میں زلیل ہوتی رہیں تھیں۔۔۔

Episode 4

یونیورسٹی سے واپسی پر سلطان عیس کو گھر کے دروازے پر اتار کر، خود اپنے فلیٹ کی طرف چلا گیا۔۔

عیس گھر کے اندر داخل ہوا۔ تو غیر متوقع گھر میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔ جو اسے عجیب لگی۔

عیس نے جینز کی پاکٹ سے موبائل نکال کر ٹائم دیکھا۔ تو شام پانچ بجے کا وقت تھا۔

خیر ہے آج گھر میں ٹی وی کی آواز نہیں گونج رہی۔ خود سے بڑبڑاتے ہوئے عیس نے کچن میں جھانکا۔

لیکن اسے شاہدہ بیگم ادھر بھی نظر نہیں آئیں۔

تو عیس کو تشویش ہونے لگی۔

کیونکہ اسکی اماں آج معمول سے ہٹ کر نہ ٹی وی دیکھ رہیں تھیں۔ نہ ہی کچن میں موجود تھیں۔

اس وقت انکے معمول کے یہ دو کام ہی ہوتے تھے۔۔۔ جو آج دونوں ہی نہیں ہو رہے تھے۔۔ گھر میں

داخل ہوتے ہی عیس کو پتہ چل جاتا تھا۔ کہ اسکی اماں ٹی وی دیکھ رہی ہے۔ کیونکہ ٹی وی کے فل والیوم

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کے ساتھ انکے تبصرے بھی جاری ہوتے تھے۔۔۔ اور اگر ٹی وی نہیں دیکھ رہیں۔ تو دوسرا کام وہ کچن میں کھانے بنانے میں مصروف رہتیں تھیں۔ لیکن آج خود شاہدہ بیگم بھی غائب تھیں۔
تو وہ فکر مند سا اماں کو دیکھنے کے لیے انکے کمرے کی جانب گیا۔ لیکن وہ اپنے کمرے بھی موجود نہیں تھیں۔

وہ بے چینی سے اپنے کمرے کی جانب آیا تو اسے شاہدہ بیگم پریشان سی بیڈ پر بیٹھی نظر آئیں۔۔۔
اماں کیا ہوا ہے آپکی طبیعت تو ٹھیک ہے نہ۔۔۔ عیس انکی جانب آکر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر شاہدہ کے ماتھے اور گال پر ہاتھ رکھ کر چیک کرنے لگا۔ کہ کہیں بخار تو نہیں ہو گیا جو وہ اس طرح بیٹھیں ہیں۔۔۔۔
کیونکہ اسکی اماں کبھی ایسے نہیں بیٹھ سکتیں تھیں۔۔۔ وہ تو ہمیشہ مسکراتے ہوئے عیس کو نظر آتیں تھیں۔

اماں کیا ہوا ہے۔۔۔ ایسے کیوں بیٹھی ہیں۔

عیس نے پریشانی سے پھر پوچھا۔۔

کیونکہ وہ بالکل خاموش بیٹھی تھیں۔۔۔ اور خاموش نظروں سے اس کی جانب دیکھ رہیں تھیں۔
کیا ابا سے لڑائی ہوئی ہے۔۔۔ عیس نے خود سے اخذ کرتے پوچھا۔۔۔ کیونکہ اس کے مطابق حسن ہمدانی کے سوا اس گھر میں اور کوئی پریشان کر ہی نہیں سکتا تھا۔
نہیں کچھ نہیں ہوا ایسا۔۔۔

تم بتاؤ، کھانا لاؤ تمہارے لیے۔۔۔ عیس کی ساری باتوں کو نظر انداز کر کے شاہدہ نے اسے کھانے کا پوچھا۔
کھانے کو چھوڑیں یا۔۔۔

پہلے اپنی اس اداسی کی وجہ تو بتائیں۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اسے مسلسل تشویش ہو رہی تھی۔۔

پہلے تم فریش ہو کر کھانا کھا لو۔۔ پھر بتا دیتی ہوں تمہیں۔۔۔

عیس کے پاس سے اٹھ کر وہ کمرے سے باہر نکل گئیں۔۔۔

تو وہ پیچھے انہیں اک نظر دیکھ کر اٹھ کر فریش ہونے کے لیے چلا گیا۔۔ تاکہ جلدی وجہ معلوم کر سکے۔۔ اتنا تو اسے پتہ چل گیا تھا۔ کہ کھانا کھلائے بنا اسکی اماں اسے کچھ نہیں بتانے والی۔۔۔

وہ فریش ہو کر سادہ سے ٹراؤزر، شرٹ پہنے باہر آیا۔ تو وہ کھانا لیے کھڑی تھیں۔۔۔

عیس خاموشی سے بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔۔ تو وہ پھر باہر چلی گئیں۔۔۔

کھانے کے بعد وہ خود برتن کچن میں رکھ کر، شاہدہ کا ہاتھ پکڑ کر کمرے میں لے کر آیا۔۔

انہیں بیڈ پر بٹھا خود انکی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔۔۔

اماں اب جو بھی بات ہے نہ۔۔ بنا وقفہ لیے شروع کر دیں۔۔۔

آنکھیں بند کر وہ شاہدہ کے بولنے کا انتظار کرنے لگا۔۔

شاہدہ بیگم اک نظر عیس کو دیکھ کر بولنا شروع ہوئیں۔ عیس، تمہیں وہ میری سہیلی یاد ہے۔ جس کے پاس ہم بچپن میں کراچی گئے تھے۔

عیس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے وہ پوچھنے لگیں۔۔۔

کون سہیلی اماں۔۔۔ مجھے تو نہیں یاد ہے آپکی کوئی بھی سہیلی۔۔۔۔۔

وہ زہن پر زور ڈالتے ہوئے بولا۔۔ کیونکہ اسے سچ میں نہیں یاد تھا۔۔

تم تب بہت چھوٹے تھے۔ اس لیے شاید تمہیں یاد نہیں۔۔۔۔۔

اماں بات کیا ہے وہ تو بتائیں۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

وہ اک دفعہ پھر انکو پوچھنے لگا۔۔۔ جو سہیلی کا زکر لے کر بیٹھ گئی تھیں۔۔۔

ٹھیک ہے۔ میری بات غور اور تحمل سے سنو۔۔۔

شاہدہ کا سنجیدہ انداز عیس کو بے چین کر رہا تھا۔ لیکن وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔

عیس کی بے چینی کو دیکھتے ہوئے شاہدہ بیگم گہرا سانس لے کر بولنا شروع ہوئیں۔۔۔

میری سہیلی انعم نے گھر سے بھاگ کر شادی کی تھی۔۔۔ اور کیسے کیوں ہوئی۔۔۔ یہ وجہ جاننے کا کوئی فائدہ نہیں۔

کیونکہ گھر سے بھاگ کر کی جانے والی ہر شادی کی طرح اس شادی کا انجام بھی ویسا ہی بدترین تھا۔ جیسے ہر شادی کا ہوتا ہے۔۔۔ اور شادی کے بعد وہ کراچی میں ہی رہنے لگی تھی۔

وہ چپ کر کے غور سے سن رہا تھا۔۔۔

پھر اک دن پتہ نہیں کیسے میرا پتہ حاصل کر کے انعم نے مجھ سے رابطہ کیا۔۔۔ کیونکہ انعم اور میں اک محلے میں ہی رہتے تھے۔ ایک ساتھ ہم نے جوانی میں قدم رکھا تھا۔

انعم کے گھر والے تو اسکا ساتھ تب ہی چھوڑ گئے تھے۔ جب اس نے گھر سے باہر قدم نکال کر اپنے گھر والوں کی عزت کی پرواہ نہیں کی تھی۔۔۔

اسکے رابطہ کرنے پر اس نے مجھے بتایا۔ کہ وہ مشکل میں ہے۔۔۔ اور اسے میری مدد کی ضرورت ہے۔۔۔

تمہارے ابا سے مشورہ کر کے ہم اگلے دن ہی تمہیں ساتھ لے کر، کراچی کے لیے روانہ ہو گئے تھے۔

تم تب دس سال کے تھے۔۔۔

وہاں جا کر پتہ چلا۔ کہ انعم بہت بیمار رہتی ہے۔۔۔ جس سے بھاگ کر شادی کی تھی۔ وہ اسے زمانے میں

اکیلا چھوڑ کر خود کب کا جا چکا ہے۔۔۔ اور اب وہ اکیلی زمانے کی ٹھوکریں کھا رہی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

انعم کی اک بیٹی بھی تھی۔۔۔ خود وہ ہر وقت بیمار ہونے کی وجہ سے خدشوں کا شکار ہو گئی تھی۔۔۔ کہ اگر اسے کچھ ہو گیا۔ تو اسکی بیٹی کا کیا ہو گا۔

اسی لیے اپنی بیٹی کی حفاظت کے لیے انعم نے مجھ سے اک درخواست کی۔
کہ تمہارا اور مشعل کا نکاح کر دیا جائے۔۔۔

شاہدہ کی اس بات پر، عیس کی آنکھیں پٹ سے کھلیں۔۔۔ وہ خاموش نگاہوں سے اپنی اماں کے مزید بولنے کا انتظار کرنے لگا۔۔۔ اور امید کر رہا تھا۔ کہ جیسا وہ سوچ رہا ہے ویسا بالکل نہ ہو۔
تو شاہدہ اسکی طرف دیکھتی ہوئیں مزید بولیں۔۔۔

میں اپنی دوست کو اسکے مشکل وقت میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتی تھی۔۔۔ اس نے بہت مان سے مجھ سے کچھ مانگا تھا۔ اور اگر میں بھی اسے اکیلا چھوڑ دیتی۔ تو شاید انعم وقت سے پہلے مر جاتی۔ کیونکہ وہ پہلے ہی اپنی غلطی کی سزا بھگت رہی تھی۔

اس لیے تمہارے ابا نے تمہارا نکاح دو سالہ مشعل سے کر دیا تھا۔۔۔
تو عیس اک دم سے اٹھ بیٹھا۔۔۔

اماں۔۔۔۔

میرا نکاح وہ تو صدمے سے کچھ بول ہی نہیں پایا۔۔۔۔
تو شاہدہ نے بات آگے بڑھائی۔۔۔

مشعل کے نکاح کے بعد انعم کی بھی حالت میں سدھار آنے لگا تھا۔

اپنے شوہر کی بے وفائی اور پھر بیٹی کی فکر نے اسے بیمار کر دیا تھا۔۔۔

پر بیٹی کے نکاح کے بعد وہ ٹھیک ہونے لگی تھی۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

پھر ہم تمہارے نکاح کے دو تین دن تک کرواپس آگئے تھے۔۔

میں نے انعم کو اپنے ساتھ آنے کو بولا تھا۔ پر وہ نہیں مانی تھی۔۔

انعم تو چاہتی تھی۔ کہ ہم مشعل کو ساتھ لے جائیں۔ پر انعم کے اکیلے ہو جانے کو وجہ سے میرا دل نہیں مانا تھا۔۔

تو ہم اس وعدہ پر واپس آگئے۔ کہ انعم کے پاس مشعل ہماری امانت ہے۔۔۔ جسے صحیح وقت پر ہم رخصت کروا کے لے آئیں گے۔۔۔

یہاں واپس آنے کے بعد بھی میرا انعم سے رابطہ رہا تھا۔ اب کچھ عرصہ پہلے وہ کینسر جیسے مرض میں مبتلا ہو کر اس دنیا سے جا چکی ہے۔

اب دو تین دن پہلے ہی انعم کا انتقال ہوا ہے۔ لیکن مجھے آج پتہ چلا ہے۔۔

انعم مرنے سے پہلے اپنے کسی جاننے والے کے پاس تھی۔ تو آج صبح تمہارے جانے کے بعد انہی کا فون آیا تھا۔۔

مرنے سے پہلے انعم نے انکو مشعل کے نکاح کے بارے بتا دیا تھا۔

میں ان سے مشعل کو ادھر لانے کو کہا ہے۔ تو انہوں نے منع کر دیا ہے۔۔

کیونکہ وہ لوگ خود کسی دوسرے شہر شفٹ ہونے لگے ہیں۔ تو وہ لوگ ہمارے پہنچنے کا انتظار نہیں کر سکتے۔۔ اس لیے وہ لوگ اب مشعل کو ٹرین میں بٹھا دیں گے۔۔۔

اور کل صبح تک وہ آبیہاں پہنچ جائے گی۔۔۔

تمہارے ابا نے ان سے بات کر لی ہے۔۔۔

ساری بات بتا کر وہ عیس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگیں۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جو صدمے سے اپنی اماں کو تک رہا تھا۔۔۔

عیس۔۔۔ شاہدہ نے اسے پکارا۔۔۔ کیونکہ وہ ساری بات بتا چکی تھیں۔۔۔ اب عیس کا رد عمل دیکھنا چاہ رہی تھیں۔ جو ضرورت سے زیادہ آنکھیں کھول کر انکی طرف دیکھ رہا تھا۔

عیس بیڈ سے ہی اٹھ کھڑا ہو۔۔۔

اسکے کھڑے ہوتے ہی شاہدہ بھی کھڑی ہو گئیں۔۔۔

آپ دونوں میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔

دس سال کے لڑکے کا نکاح کون کرواتا ہے یا۔۔۔

صدمے سے وہ کچھ بول ہی نہیں پارہا تھا۔۔۔

اس حقیقت کو تسلیم ہی نہیں کر پارہا تھا۔۔۔ کہ اسکا بچپن میں ہی نکاح ہو چکا ہے۔۔۔ جس کا اسے علم تک نہیں ہے۔۔۔

بے چینی سے اس نے کمرے میں چکر لگانا شروع کر دیے۔۔۔

عیس تم سمجھو بیٹا۔۔۔ اس وقت ہمیں جو صحیح لگا۔۔۔ ہم نے وہ ہی کیا۔۔۔

ایسے کیسے کر دیا اماں یا۔۔۔ مجھے خوبصورت بیوی ڈھونڈنی تھی۔۔۔ اچانک ملے صدمے سے وہ کچھ بھی بولے جا رہا تھا۔

اس نکاح کے جھٹکے سے وہ حیرت و غصے کی ملی جلی کیفیت میں مبتلا ہو چکا تھا۔۔۔

لوگ تو لڑکیوں سے بھی انکی مرضی پوچھ لیتے ہیں۔ آپ نے تو وہ بھی مجھ سے نہیں پوچھی۔۔۔

وہ سر کے بالوں کو پکڑے چیخ ہی اٹھا۔۔۔ کہ دس سال کی عمر میں اس کے نکاح کے وقت اسکی مرضی نہیں پوچھی گئی۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تمہارا دماغ خراب ہے کیا۔۔۔ تم تب دس سال کے تھے۔ تب کیا مرضی پوچھتے تمہاری۔۔

عیس کی بنا سر پیر کی بات پر شاہدہ بھی سلگ اٹھیں۔۔۔

جو عجیب حرکتیں کیے جارہا تھا۔۔۔

میں دس سال کا نہیں بھی نہ ہوتا۔ تب بھی آپ لوگ مجھے نہیں پوچھتے۔۔۔ وہ رک کر انکی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

تم چاہے، تیس سال کے بھی ہو جاؤ نہ۔۔۔ تو ہم تب بھی تمہیں نہیں پوچھیں گئے۔۔۔

اپنے پیچھے حسن صاحب کی آواز سن کر وہ دونوں پلٹے۔۔۔

جن کے آنے کی دونوں کو خبر نہیں ہوئی تھی۔۔۔ اور یقیناً وہ عیس کی ساری بات بھی سن چکے تھے۔۔۔

شاہدہ بھی انہیں فون پر سری صورتحال سے پہلے ہی آگاہ کر چکی تھیں۔۔۔ اس لیے وہ شاید آج جلدی گھر آ گئے تھے۔

دیکھا۔۔۔ سنے انکی بات۔۔۔ کیا کہہ رہے ہیں یہ۔۔۔

مجھے تو کبھی کبھی لگتا ہے۔۔۔ میں آپ دونوں کی اولاد ہی نہیں ہوں۔۔۔

حسن ہمدانی کی بات سن کر وہ اور غصے سے بولا۔۔۔

تو حسن صاحب بھی غصے سے اسکی طرف بڑھے۔۔۔

جیسی تمہاری حرکتیں ہیں نہ۔۔۔ میرا بس چلے تمہیں سچ میں اپنی اولاد ہی نہیں مانو۔۔۔

لیکن میں مجبور ہوں۔۔۔ کیونکہ یہ لمبا گدھا میرا ہی ہے۔۔۔

شاہدہ پریشان صورت لیے دونوں باپ بیٹے کو دیکھ رہیں تھیں۔۔۔ جو اصل بات کو بھلا کر اپنی جنگ شروع کر چکے تھے۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اس لیے شرافت سے اب جو ہو گیا ہے اسے قبول کر لو۔۔۔

وہ مزید گویا ہوئے۔۔ کوئی ڈرامہ کرنے کی ضرورت نہیں۔۔ غضب خدا کا لڑکیوں جیسے کپڑے پہن
پہن کر حرکتیں بھی ویسی کرنے لگے ہو۔۔۔ حسن ہمدانی نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔ تاکہ وہ مزید کچھ نہ
کہہ پائے۔۔۔

ایسے کیسے قبول کر لوں۔۔ خود تو آپ کو اتنی خوبصورت بیوی مل گئی۔۔ اور مجھے ایوں کوئی بھی تھما دیں
گئے۔۔۔

عیس نے شاہدہ بیگم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دہائی دی۔۔۔

عیس اگر تم مجھ سے جوتے نہیں کھانا چاہتے۔ تو منہ بند لو۔۔۔

حسن صاحب نے اسے غصے سے گھورا۔۔۔ جو باپ کو ہی اپنی اماں کی خوبصورتی کے طعنے دینے لگا تھا۔
میں جا رہا ہوں۔۔۔ مجھے اس گھر میں ہی نہیں رہنا۔۔۔ جس کا مرضی نکاح کروائیں۔۔۔ نہیں تو کوئی
دوسرا بیٹا پیدا کر لیں۔۔۔

وہ مشورہ دیتے ہوئے، غصے کی کیفیت میں گھر سے ہی نکل گیا۔۔۔



جبکہ شاہدہ جو اسے روکنے لگیں تھیں۔ حسن صاحب نے انہیں منع کر دیا۔۔۔

جانے دہ۔۔۔ خود ہی واپس آجائے گا۔۔۔ ایوں ڈرامے کر رہا ہے۔۔۔

یہ کہہ کر وہ اپنے کمرے کی طرف چلے گئے۔۔۔

پیچھے وہ سر پکڑ کر بیڈ پر بیٹھ گئیں۔۔۔ انہیں عیس کے اتنے شدید رد عمل کی توقع نہیں تھی۔۔۔ اوداب
گھر سے جا کر وہ انہیں اور تشویش میں مبتلا کر گیا تھا۔

وہ سلطان کو فون کرنے کی غرض سے اٹھیں۔۔۔ کیونکہ انہیں یقین تھا عیس ادھر ہی جائے گا۔۔۔



یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان جو کہ فریش ہو کر ٹراؤزر شرٹ پہنے لیٹا ہوا تھا۔۔۔

اپنے فون کی بیل پر اس نے آنکھیں کھول کر نمبر دیکھا۔۔۔ تو یس کر موبائل کان سے لگا لیا۔۔۔

ساری بات جاننے کے بعد وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔۔ سلطان نے انہیں مطمئن کر کے فون بند کر دیا۔۔۔

فون بند کر وہ موبائل کو ہاتھ میں گھومتے ہوئے کسی گہری سوچ میں پڑ گیا کیونکہ جو اسے بات پتہ چلی تھی۔ وہ اتنی ہی غیر متوقع تھی۔ جتنی وہ سنجیدگی سے سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

پھر اس نے ضرار اور سنی کو کال کر ساری بات سے آگاہ کیا۔۔۔

تو ان دونوں نے تھوڑی دیر میں آنے کا کہہ کر کال بند کر دی۔۔۔

اب سلطان کو انکے آنے کا ہی انتظار تھا۔

کیونکہ عیس تو خود ہی ٹھنڈا ہو کر آجاتا۔۔۔ تو ہی وہ تینوں اس سے بات کر کے اسے کچھ سمجھا پاتے۔۔۔

Episode 5

سلطان کچن میں کافی بنانے میں مصروف تھا۔ جبکہ ضرار اور سنی اندر بیڈروم میں موجود تھے۔۔۔

ڈور بیل کی آواز پر ان تینوں کا انتظار ختم ہو گیا تھا۔ کیونکہ عیس آچکا تھا۔۔۔ سلطان ڈور کھولنے کے لیے باہر کی جانب بڑھا۔

تو ضرار اور سنی بھی بیڈروم سے نکل کر لاؤنج میں آ بیٹھے۔

دو بیڈروم کا یہ اک خوبصورت فلیٹ تھا۔ لاؤنج کے سامنے ہی کچن موجود تھا۔

عام طور پر اک بیڈروم سلطان کے زیر استعمال تھا۔ جبکہ دوسرا ان تینوں میں سے جب کوئی اسکے پاس آکر رکتا تھا۔ تو دوسرا بیڈروم تب ہی استعمال ہوتا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ورنہ وہ خالی پڑا رہتا تھا۔۔

ضرار کے فلیٹ کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔۔

عیس اور سلطان آگے پیچھے لاؤنج میں داخل ہوئے۔ تو عیس صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔



جبکہ سلطان اک نظر عیس کو دیکھ کر پچن سے کافی لینے چلا گیا تھا۔۔

سلطان نے کافی کے گمزا کر ان تینوں کے سامنے رکھے۔ اور خود سنی اور ضرار کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔۔

اب سلطان، ضرار اور سنی اک ساتھ صوفے پر بیٹھے تھے۔ جبکہ عیس ان تینوں کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ یہ اتنا اور ریکٹ کیوں کر رہا ہے۔۔۔

سنی نے ان دونوں سے سرگوشی کرتے ہوئے پوچھا۔
تو وہ دونوں مسکرا دیے۔۔۔

جب تیرا بھی اچانک بچپن کا نکاح سامنے آئے گا۔ پھر تجھ سے یہ سوال پوچھے گئے۔۔

ضرار نے کافی کا گھونٹ پیتے ہوئے سنی کو جواب دیا۔۔

سلطان بھی اسکی بات پر پھر مسکرا اٹھا تھا۔۔

سنی ان دونوں کو گھور کر رہ گیا۔۔

مجھے خوبصورت بیوی چاہیے۔۔

عیس نے مسکینوں کی طرح آواز نکالتے ہوئے اپنا مدعا بیان کیا۔۔۔

تو ان تینوں نے اچھنبے سے عیس طرف دیکھا۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جو کب سے خاموش بیٹھا تھا۔۔۔ اور اب اگر بولا تھا تو نرا لاہی بولا تھا۔۔

عیس نے معصوم شکل بناتے ہوئے ان تینوں کی طرف دیکھا۔ جو پہلے ہی اسے آنکھیں پھاڑے دیکھ رہے تھے۔۔۔

اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے فلیٹ ان تینوں کے قہقہوں سے گونج اٹھا۔۔۔

جب کہ سنی تو اسکے انداز پر لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔۔

جو بچوں کی طرح اپنی فرمائش بتا رہا تھا۔۔۔

تو عیس منہ بنا کر انہیں دیکھنے لگا۔۔۔

مطلب تجھے اچانک نکاح سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ تجھے صرف خوبصورت لڑکی چاہیے۔۔

ضرار عیس کی طرف دیکھتے ہوئے شرارت سے پوچھنے لگا۔۔۔

سلطان اور سنی بھی اسکی طرف دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔۔

جو منہ کے ڈیزائن بنانے میں مصروف تھا۔۔

اتنا خوبرونو جوان ہو کر اس وقت بچہ بنا ہوا تھا۔۔

اپنے حلیے سے وہ اگر شریف نہیں لگتا تھا۔ تو برا بھی نہیں لگتا تھا۔ وہ اپنی سانولی رنگت پر اپنے انداز سے انتہائی دلکش تھا۔۔۔

مجھ سے انہوں نے میری مرضی بھی نہیں پوچھی۔۔۔

عیس کو اک اور غم یاد آیا۔۔

سالے۔۔۔ تجھے تب پیٹ پہنے کا نہیں پتہ تھا۔۔۔

تجھ سے مرضی کیا پوچھتے وہ۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان نے اسے جھڑکا۔۔۔ جو فضول میں بار بار اک ہی بات کیے جا رہا تھا۔۔

چل اگر بھا بھی نہ بھی خوبصورت ہوئی۔۔ تو ہم انہیں بیوٹیٹی پارلر لے جائیں گے۔۔

وہاں تو خوبصورتی کے شہکار تیار ہوتے ہیں۔۔

سلطان اور ضرار مزے سے ان دونوں کی تکرار دیکھ رہے تھے۔۔ جو ہمیشہ اک دوسرے کو چڑانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے تھے۔۔

سنی نے اسے مزید تپایا۔۔۔ کیونکہ وہ میک اپ سے سخت الرجک تھا۔۔

کمینے خود تو مس آری کے اوپر سے اٹھ نہیں رہا تھا۔۔

اور مجھے بیوٹی پارلر کے مشورے دے رہا ہے۔۔

عیس کی صبح والی بات پر سنی کو کھانسی کا دوڑا پڑا۔۔ اسے اچانک اپنی صبح والی بے اختیاری یاد آئی۔۔ تو اسکے دل میں اک بار پھر ہلچل ہونے لگی۔۔ دل نے وہ حسین چہرہ دیکھنے کی پھر خواہش کی تھی۔۔۔

چپ، اب بس۔۔۔ بہت ہو گیا مذاق۔۔۔

اب سیرس ہو جاؤ۔۔

اور عیس تم ساری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ کہ اگر تمہارے علم میں یہ نکاح نہیں تھا۔

تو ہو سکتا ہے اس لڑکی کے بھی علم میں نہ ہو۔۔۔

اور اس وقت، وہ لڑکی تم سے زیادہ مجبور ہے۔۔ کیونکہ وہ بالکل اکیلی ہے۔۔ تو تم اسکی بھی سیچوشن کو دیکھو۔۔

تم تو مرد ہو۔۔۔ اسکا سوچو جو بالکل ہی تنہا ہے۔۔

سلطان کے دوسرا رخ دیکھانے پر، عیس چپ اختیار کر گیا۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اس نے سچ میں اس بارے میں نہیں سوچا تھا۔۔۔

لیکن اب سوچنے لگا۔ تو اسے محسوس ہو رہا تھا۔ کہ اسکی زندگی میں اچانک شامل ہونے والی لڑکی ہمدردی کی زیادہ مستحق ہے۔۔۔

عیس کو گہری سوچ میں دیکھ کر ان تینوں نے اک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔۔

وہ اسے سمجھانے کے لیے ہی اکھٹے ہوئے تھے۔۔۔

کیونکہ وہ اک دوسرے کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑتے تھے۔ انکی زندگی میں آنے والی مشکل چاہے چھوٹی ہو یا بڑی۔۔۔ وہ اک دوسرے کے ساتھ مضبوطی سے کھڑے تھے۔۔۔

اب بھی شاہدہ بیگم سے ساری بات معلوم ہونے پر سلطان نے ضرر اور سنی کو بلا لیا تھا۔۔۔

کہ ہنسی مزاق میں ہی سہی وہ عیس کو ضرور سمجھائے گئے۔۔۔

اور انہیں یقین تھا۔ کہ وہ ضرور سمجھ جائے گا۔۔۔

ضرر کے موبائل فون کی بیل پر ان تینوں کی توجہ اس پر ہوئی۔۔۔

ضرر موبائل سکرین پر نمبر دیکھ کر لب بھیج گیا۔۔۔

اسکا یہ انداز ان تینوں نے غور سے دیکھا تھا۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔۔۔ سب ٹھیک ہے نہ۔۔۔

عیس کے پوچھنے پر وہ گہرا سانس بھرا۔۔۔

بابا سائیں، صبح حویلی بلارے ہیں۔۔۔ ضرر نے موبائل بند کرتے ہوئے انہیں بتایا۔۔۔

تو اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔

سنی نے کچھ حیرانی سے پوچھا۔۔۔

یہ ای۔۔۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جو صرف اک کال پر اتنا پریشان ہو گیا تھا۔۔۔

ضرار ان تینوں کو دیکھ کر بولنے کے لیے الفاظ ڈھونڈنے لگا۔۔۔

کیونکہ جانتا تھا۔۔ اسکی بات کسی دھماکے سے کم نہیں ہوگی۔۔۔

اماں سائیں اور بابا سائیں میرا نکاح کرواں ماچا رہے ہیں۔۔۔

ضرار کی بات مکمل ہونے پر اب تینوں کی آنکھیں اک ساتھ کھلیں تھیں۔۔۔ جس جگہ پر تھوری دیر پہلے عیس تھا۔۔۔ اب وہاں ضرار تھا۔۔۔

سالوں آج کیا نکاح ڈے ہے۔۔۔

سنان کو تو تپ ہی چڑھ گئی تھی۔۔ پہلے عیس کے نکاح کی خبر اور اب ضرار۔۔۔ ایسا ہی کچھ حال سلطان کا بھی تھا۔۔

تو کیوں جل رہا ہے۔۔ تجھے صبح اپنی مس آری مل تو گئی تھی۔۔۔

عیس کے بار بار یاد دلانے پر سنی نے اسکے منہ کی طرف کشن اچھالا۔۔۔
چپ کرو تم دونوں۔۔۔

اور ضرار تم بتاؤ۔۔ تم کیوں پریشان ہو رہے ہو۔۔۔

سلطان نے ان دونوں کو باز کر کے، ضرار سے پوچھا۔۔۔

یار۔۔۔ میں اپنی فیملی میں نکاح کرنا ہی نہیں چاہتا۔۔۔

کیونکہ ہمارے خاندان کی لڑکیوں کو آگے پڑھایا نہیں جاتا۔۔۔ اور مجھے کوئی ایسی لڑکی چاہیے جو مضبوط ہو،۔۔۔ رسم و رواج کی جکڑی ہوئی نہ ہو۔۔۔

ضرار نے ان تینوں کو اپنی الجھن کی وجہ بتائی۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تو ہو سکتا ہے۔۔ جیسا تو سوچ رہا ہے ویسا نہ ہو۔۔۔

عیس نے اسے اچھا ہونے کی امید دلائی۔۔۔

ویسے تمہارے بابا سائیں اتنی جلدی کیوں کر رہے ہیں۔۔۔

سلطان نے کب سے سوچا ہو اسوال پوچھا۔۔۔

بابا سائیں نہیں کر رہے۔۔ میری اماں سائیں کر رہیں ہیں۔۔۔

انکی کوئی دور کی کزن تھی۔ جس نے سارے خاندان کے خلاف جا کر شادی خاندان سے باہر کی تھی۔۔۔

اور اب کچھ مہینوں پہلے ہی ایکسیڈنٹ میں انکی کزن اور ہزبنڈ کی موت ہو گئی ہے۔۔۔

تو بس انکی بیٹی کا مجھ سے نکاح کروانا چاہ رہے ہیں۔۔۔

ضرار کے ساری بات بتانے پر وہ تینوں اک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔۔

ہو سکتا ہے۔۔ وہ لڑکی پڑھی لکھی ہو۔۔۔ خود تو بتا رہا ہے۔ کہ آنٹی کی کزن نے خاندان سے باہر شادی کی تھی۔۔۔

تو ہو سکتا ہے۔ انہوں نے اپنی بیٹی کی تربیت خاندان جیسی نہ کی ہو۔۔۔

سنان نے اس کی پریشانی دور کرنے کوشش کی۔۔۔

خیر یہ تو صبح پتہ چلے گا۔۔۔ ضرار نے گہری سانس بھرتے ہوئے موضوع بدلا۔۔۔

تو نے کیا سوچا ہے۔۔۔

عیس نے سلطان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

کس بارے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان نے الٹا سوال کیا۔۔۔

ضرار اور سنان بھی عیس کا سوال سمجھنے کو کوشش کرنے لگے۔۔۔

میرا تو بچپن میں نکاح ہو گیا تھا۔۔۔ اسکا صبح ہو جائے گا۔۔۔

عیس نے ضرار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

اور سنی کا بھی سمجھو آدھا ہو ہی گیا ہے۔۔۔ کیوں کہ یہ جنتی دیر صبح مس آری کے اوپر گرا رہا ہے نہ۔۔۔

تو سمجھو، اس پر نکاح فرض ہو ہی گیا ہے۔۔۔

تو نے اپنے بارے کیا سوچا ہے کیسی لڑکی چاہیے۔۔۔

عیس نے تفصیل سے اپنی بات سمجھاتے ہوئے، سلطان سے پوچھا۔۔۔

عیس کے بات مکمل کرنے پر سلطان اور ضرار کا قہقہہ گونجا۔۔۔

جبکہ سنی اسے خونخوار نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔۔۔ جس پر عیس اسے دانتوں کی نمائش کر گیا۔۔۔

یار میں پٹھان ہوں۔۔۔ ہمارے پٹھانوں میں، میں نے ہر رنگ کی آنکھیں دیکھیں ہیں لیکن میں نے

بلیک کلر کی آنکھیں آج تک نہیں دیکھیں۔۔۔

سلطان نے ٹیبل پر پاؤں پھیلاتے ہوئے کہا۔۔۔

تو ان آنکھوں کا لڑکی سے کیا تعلق ہے۔۔۔

ضرار نے الجھن سے پوچھا۔۔۔

تعلق تو ہے میری جان۔۔۔۔ اور وہ یہ، کہ میں اس لڑکی کو اپنی زندگی میں شامل کروں گا۔۔۔ جس کی کالی

آنکھیں ہو گئیں۔۔۔ سمندر جیسی گہری کالی۔۔۔۔

سلطان نے خیالوں میں کھوئے ہوئے ضرار کی بات کا جواب دیا۔۔۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تو اس کے دوست اسے سمجھنے کی کوشش کرنے لگے۔۔۔ جو عجیب بات کر رہا تھا۔۔
مجھے لگتا ہے۔ آج پاگلوں کا دن ہے۔۔۔

کوئی ادھر سے انوکھی بات کر دیتا ہے تو کوئی ادھر سے کر دیتا ہے۔۔
عیس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔

اگر تجھے ایسی لڑکی نہیں ملی تو۔۔

سنان نے سلطان نے پوچھا۔۔۔

مل جائے گی۔۔ مجھے یقین ہے کہ مجھے ملنے والی ہے۔۔

سلطان کے یقین سے کہنے پر وہ سر ہلا گئے۔۔۔

چلو اٹھو۔۔ اب سوتے ہیں۔۔۔

صبح میں حویلی کے لیے نکل جاؤں گا۔۔۔ پھر تم دونوں اسکے ساتھ جا کر بھابھی کو لے آنا۔۔

ضرار نے اٹھتے ہوئے ان تینوں سے کہا۔۔

تو جواب میں وہ تینوں ہی سر ہلا گئے۔

ضرار اور عیس دوسرے کمرے کی طرف چلے گئے۔۔

جبکہ سلطان سنان کو لیے اپنے بیڈ روم کی طرف چلا گیا۔۔

ان چاروں کو اندازہ نہیں تھا۔ کہ قسمت انہیں کس موڑ پر لے کر جانے والی ہے۔۔

انکی زندگی جب اک دم سے پلٹنا چاہیے گی۔۔ تو چاروں کچھ نہیں کر پائیں گئے۔۔

محبت کی داستان میں ان چاروں کے عشق کی کہانی بھی لکھی جائے گی۔۔۔



ٹرین کی سیٹ سے ٹیک لگائے وہ کھڑکی سے چاند کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

بچپن سے لے کر اب تک اسکی زندگی نے اس صرف امتحان لیے تھے۔۔۔

باپ کی بے وفائی کے بعد اسکی ماں اور وہ زمانے میں تنہا ہو کر رہ گئیں تھیں۔۔۔

اور اب اسکی ماں بھی اسے اکیلا چھوڑ کر چلی گئی تھی۔۔۔

ماتھے پر بکھرے اپنے بے بی ہسیر زکو مشعل بار بار ہاتھ سے پیچھے کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

کالے گھنے شولڈر کٹے بالوں میں وہ کوئی چھوٹی سے گڑیا محسوس ہوتی تھی۔۔۔

سفید روشن چہرہ اس وقت ادا تھا۔۔۔

اور یہ ادا سی اسکی زندگی میں شروع سے ہی شامل تھی۔۔۔

صبح اسکی زندگی کا اک نیا باب شروع ہونے والا تھا۔۔۔

ہوش سنبھالتے ہی، اسکی ماں نے اس کے زہن میں یہ بات پختہ کر دی تھی۔۔۔ کہ اسکا نکاح ہو چکا ہے۔

اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ وہ اس نام کو سوچنے لگی تھی۔۔۔

جس سے وہ آج تک ملی نہیں تھی۔۔۔

اس نے اک نظر باقی مسافروں کو دیکھا، تو سب سوئے ہوئے تھے۔۔۔ صرف وہ اکیلی جاگ رہی تھی۔

سندھی سٹائل کی پٹیا لہ شلوار اور شارٹ فراق میں دیکھنے والوں کی نظروں سے صبح سے خائف ہو رہی

تھی۔۔۔ اسکی وجہ اسکا حسن اور چہرے کی معصومیت تھی۔۔۔ لیکن اب وہ نظریں بند تھیں۔۔۔ تو وہ

سکون سے بیٹھی تھی۔

پر اسے اب صرف صبح کا انتظار تھا۔۔۔

تاکہ دیکھ سکے، اسکی ماں جسے اسکا محافظ بنا کر گئی تھی۔۔۔ وہ کیسا ہے۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

یہ سب سوچتے ہوئے اسکی آنکھ لگ گئی۔۔۔ اور نیند کی آغوش میں اترتی چلی گئی۔۔



علیزے یونیورسٹی سے واپسی پر اپنے ہوٹل کے روم میں آکر سو گئی تھی۔۔

وہ بچپن سے ہی ایسی زندگی گزار رہی تھی۔۔ کیونکہ وہ یتیم تھی۔۔۔

باپ کے مرنے کے بعد اسکی ماں نے دوسری شادی کر لی تھی۔۔

اور اسے اپنے ساتھ اسکے سوتیلے باپ کے گھر لے گئی تھی۔

جہاں اسکے سوتیلے باپ نے سوتیلے پن کو ظاہر کرنے میں کوئی حد نہیں چھوڑی تھی۔

اور پھر جیسے ہی اسکی ماں کی زندگی میں اسکے دوسرے بچے آئے۔۔۔ تو اسکی ماں نے علیزے بالکل ہی نظر انداز کر دیا۔۔۔

وہ سارا سارا دن گھر کے اک کونے میں بیٹھی رہتی۔۔

اپنے سوتیلے باپ کی گندی نظروں سے چھوٹی سی علیزے پریشان رہتی تھی۔۔۔

جو بہانے بہانے سے اسے چھونے کی کوشش کرتا تھا۔

اس نے کتنی دفعہ اپنی ماں کو بتانے کی کوشش کی تھی۔ پر اسکی ماں الٹا اسے ہی مار کر چپ کر دیتی تھی۔

پھر جیسے جیسے وہ بڑی ہوتی گئی۔۔۔

اسکا حسن اسکی زندگی میں ویسے ہی رکاوٹ بنتا گیا۔

اپنی ماں کو اپنی ذات کی نفی اسے بہت کچھ سمجھا گئی۔۔۔

پھر اٹھارہ کی عمر میں وہ ہوٹل میں شفٹ ہو کر ہمیشہ کے لیے اپنی ماں کو چھوڑ کر آگئی۔۔ اور یہ قدم اس

نے اپنے محلے کی لڑکی کو دیکھتے ہوئے اٹھایا۔ جو پڑھائی کے سلسلے میں دوسرے شہر ہوٹل رہنے جا رہی

تھی۔۔ اک دن وہ بھی چپکے سے گھر سے نکل آئی۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سکالر شپ پر پڑھتے ہوئے اسے کبھی پڑھائی کے لیے مشکل کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ اپنے باقی خرچوں کو پورا کرنے کے لیے وہ اکیڈمی میں پڑھانے لگی تھی۔۔۔ پھر آج تک وہ تنہا تھی۔۔۔۔

Episode 6

ٹرین کے رکتے ہی، عیس کا دل دھڑکنا شروع ہو گیا تھا۔ اور اپنے دل کے دھڑکنے کے اس انداز سے حیران تھا۔ بے چینی اس کے ہر انداز سے جھلکنے لگی تھی۔۔۔

کیا ہو رہا ہے تجھے۔۔۔ کل تک تو نکاح کا سنتے ہی ڈرامے کر رہا تھا۔ اب ایسے بھابھی کو دیکھنے کے لیے اتار لا کیوں ہو رہا ہے۔۔۔۔

سنی نے عیس پر طنز کے تیر برسائے۔ جو اپنی ٹانگ ہلاتے ہوئے، بے چینی سے اسٹیشن کی جانب ہر طرف نظریں دہرا رہا تھا۔۔۔

وہ تینوں اسٹیشن پر مشعل کو لینے کے لیے آئے تھے۔۔۔ کیونکہ ضرار صبح ہی حویلی جانے کے لئے نکل چکا تھا۔

حسن ہمدانی کو عیس پر زرا یقین نہیں تھا۔ کہ وہ مشعل کو کچھ الٹا سیدھا نہ کہہ دے۔۔۔ جس سے اسے برا محسوس ہو۔

اس لیے انہوں نے سلطان کو ساتھ جانے کی خاص طور پر نصیحت کی تھی۔۔۔

چونکہ وہ مشعل کو پہنچانتے نہیں تھے۔ اس لیے حسن صاحب نے سلطان کو مشعل کی تصویر بھیج دی تھی۔ تاکہ وہ لوگ آسانی سے مشعل کو پہچان سکیں۔۔۔

لیکن سلطان نے عیس سے تصویر کا زکر نہیں کیا تھا۔ ویسے بھی وہ تصویر میں کافی چھوٹی لگ رہی تھی۔

ابا حضور نے اپنی بہو کو لینے کے لیے تو بھیج دیا ہے۔۔۔ پر یہ نہیں بتایا کہ انکی بہو کو پہچانے کیسے۔۔۔

عیس نے جلے کٹے انداز میں ادھر ادھر نظریں دوہراتے کہا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان نے عیس کی بات سنتے ہی سنی کو کہنی ماری۔۔ تو سنی نے اشارے سے جواب میں پوچھا۔۔

تو سلطان نے موبائل کی سکرین اسکی جانب کی۔ جس میں اک لڑکی بلیک کلر کا ڈوپٹہ لیے بیٹھی تھی۔۔ اور دیکھنے میں کافی چھوٹی لگ رہی تھی۔۔ روشن چہرے پر صرف معصومیت ہی تھی۔۔ اور ماتھے پر کالے بال بکھرے ہوئے تھے۔

تو سنی نے تصویر دیکھتے ہوئے سلطان کی طرف ہونٹوں کو گول کرتے اوو کیا۔۔

یہ بھابھی کافی چھوٹی نہیں لگ رہیں۔۔ سنی نے سرگوشی کرتے ہوئے استفسار کیا۔۔

بھابھی کو چھوڑا سکی بے چینی دیکھ، سلطان نے عیس کی جانب توجہ دلائی۔۔ جو خود کو روک نہیں پارہا تھا۔ کہ اڑ کر مشعل کے پاس پہنچ جائے۔ خوبصورت بیوی نہ ملنے کا اتنا ڈر دماغ پر سوار تھا۔

عیس بے چینی سے پہلو بدلتے ہوئے، گاڑی سے ہی باہر نکل آیا۔۔

عیس کو باہر نکلتے دیکھ کر، پچھلی سیٹ پر بیٹھے سلطان اور سنی بھی اس کے پیچھے باہر نکل آئے۔

اسٹیشن پر ہر طرف مسافروں کا رش تھا۔۔ ہر انسان اپنے پیاروں کو ڈھونڈ رہا تھا۔ کہ رش ہونے کی صورت میں کچھ بھی سمجھ پانا مشکل تھا۔

لیکن عیس کو اپنی بے تابی کو ختم کرنے کے لیے وہ چہرہ نہیں مل رہا تھا۔ جس کو دیکھنے کے لیے وہ یہاں موجود تھا۔۔

تو نے اسے تصویر کا نہیں بتایا۔۔

سنی نے پھر سرگوشی میں سلطان سے پوچھا۔۔ وہ دونوں عیس کے پیچھے کھڑے سرگوشیوں میں، اک دوسرے کو پیغام رسانی کر رہے تھے۔

نہیں، مجھے اسکی بے چینی اچھی لگ رہی تھی۔ اس لیے نہیں بتایا۔ اور پھر اسکو ڈرنے دو۔۔ یہ سوچ سوچ کر کہ اسکو خوبصورت بیوی نہیں ملی تو۔۔ دیکھا نہیں کل کیسے ڈرامہ کر رہا تھا۔ اور آنٹی لوگوں کو

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کہہ رہ تھا۔ کہ دوسرا بیٹا پیدا کر کے اسکا نکاح کروالو۔۔ اب خود سوچو، اس عمر میں وہ بچہ پیدا کرتے کیسے لگتے۔۔۔

سلطان نے سنی کو کسی پھاپے کٹنی آنٹی کی طرح اپنے تصویر نہ دیکھانے کی تفصیلی وجہ بتائی۔۔ تو سنی اپنا قہقہہ کنٹرول کرتے ہوئے، اسے تھمز آپ کا اشارہ کر گیا۔۔ کیونکہ عیس کل تک اسے "آیرہ داؤد" کے حوالے سے جتنے طنز کے تیر برسا چکا تھا۔۔ یہ حساب بے باک کرنے کا اچھا موقع تھا۔ اس لیے وہ اسکی حالت پر چپ ہی رہا۔

سلطان نے نظریں دوہراتے ہوئے سامنے دیکھا۔ تو اسے سامنے بلیک سندھی چادر میں اک لڑکی کھڑی نظر آئی۔۔ ماتھے پر آئے بالوں کو وہ پریشانی سے ہاتھ سے ہٹا کر ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ شاید وہ بھی خود کو لینے آنے والوں کو ڈھونڈنے کی کوشش میں تھی۔

اسے ٹرین میں بٹھاتے ہوئے سٹمس الدین صاحب نے بس اتنا بتایا تھا۔ کہ اسکا شوہر ہی اسے لینے کے لیے آئے گا۔ پر اسکا شوہر دکھتا کیسا ہے۔ یہ بات وہ بتانا بھول گئے تھے۔

چہرے پر پریشانی کے تاثرات صاف عیاں تھے۔ اور آنکھوں میں اڈ آنے والے آنسو بھی باہر نکلنے کو بے چین تھے۔۔۔

سلطان تیزی سے اپنی چھوٹی سی بھابی کی طرف بڑھا۔۔ جو رونے کی تیاری میں تھی۔۔۔ وہ مشعل کی کالی چادر اور اسکے ماتھے کے بالوں سے پہچان چکا تھا۔۔۔ یہ کس طرف جا رہا ہے۔۔۔

عیس نے سلطان کو اسٹیشن کی جانب مسافروں میں جاتے دیکھ کر سنی سے پوچھا۔۔۔

تو وہ لاعلمی سے کندھے آچکا گیا۔۔۔ کیونکہ مشعل کو تو وہ بھی دیکھ چکا تھا۔ پر عیس کے سامنے ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ ورنہ اسکے سوال شروع ہو جاتے۔ کہ انہوں نے مشعل کو کیسے پہچانا۔

سلطان مشعل کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا۔۔۔ اور اسے مخاطب کرتے ہوئے بولا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

آپ "مشعل سلیمان" ہیں نہ۔۔۔

اپنے نام کی پکار پر وہ جھٹکے سے مڑی تو دیکھا۔

بلوڈریس شرٹ اور بلیک جینز میں ملبوس نیلی آنکھوں اور سنہرے بالوں کے ساتھ اک خوبصورت مرد
اسی کی سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا ہے۔۔۔

جی۔۔۔ جی میں ہی ہوں۔۔۔ وہ ہکلاتے ہوئے بولی۔۔۔

انجانے شہر میں خود کو اکیلا سوچ سوچ کر وہ اب رونے والی ہو چکی تھی۔۔۔

سلطان نے اسکی بھیگی آنکھوں کی طرف دیکھا۔۔۔ تو اسے اس چھوٹی پیاری سی لڑکی پر بے اختیار ترس
آیا۔۔۔

سو سوری بھا بھی۔۔۔ اپکو اتنی تکلیف ہوئی۔۔۔

چلیں اپنی، آپکو عیس کے پاس لے کر چلتا ہوں۔۔۔ وہ اسے دیکھ کر "عیس علی ہمدانی" ہی سمجھی تھی۔۔۔
پراسکی زبان سے خود کے لیے بھا بھی سن کر اسے پتہ چلا۔۔۔ کہ جسے وہ اپنا ستمگر سمجھ رہی ہے۔ وہ یہ
نہیں ہے۔۔۔

سلطان نے آگے بڑھ کر مشعل کے ہاتھ سے بیگ لیا۔۔۔

عیس دور سے سلطان کو اک لڑکی سے بات کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اسکا دل مشعل کو سوچ کر انجانے
انداز میں دھڑکا۔

پر وہ اس لڑکی کے چہرے کو نہیں دیکھ پارہا تھا۔ کیونکہ وہ پوری کی پوری سلطان کے پیچھے چھپی کوئی تھی۔
سنی بھی عیس کی بے تابی بھر انداز دیکھ رہا تھا۔ پر خاموش کھڑا رہ کر انجوائے کرتا رہا۔ جو آج الگ ہی
مجنوں بنا ہوا تھا۔

سنی اور عیس نے سلطان کو بیگ اٹھائیے، اک لڑکی کو ساتھ لیے گاڑی کی طرف آتے دیکھا۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تو عیس کی ساری توجہ ساتھ آتے وجود کی طرف مرکوز ہو گئی۔۔۔

ریڈ کلر کے شیشوں سے بنائی سندھی سٹائل کی شارٹ فرائک اور پٹیا لہ شلوار میں وہ اسے کوئی چھوٹی سی گڑیا لگ رہی تھی۔۔۔

بالوں کے سلکی ہونے کی وجہ سے سر پر اوڑھی ہوئی چادر بار بار ڈھلک رہی تھی۔

جس کی وجہ سے اسکے شولڈر کٹے کالے گھنے بال نظر آرہے تھے۔۔۔

جیسے جیسے وہ قریب آتی جارہی تھی۔ عیس کو لگ رہا تھا۔ کہ اسکے دل کی دنیا لٹتی جارہی ہے۔

وہ دم سادھے آنے والے وجود کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ محبت کی پہلی جھلک اسکے دل پر دستک دے چکی تھی۔۔۔

وہ پہلی نظر کی محبت کا گرفتار ہو چکا تھا۔۔۔

عیس مہبوت ہو کر اسکی طرف دیکھے جارہا تھا۔۔۔ جو قریب آتی جارہی تھی۔۔۔

سلطان مشعل کو لیے گاڑی کے پاس آکر رکا۔۔۔

تو مشعل عیس کے سامنے رک گئی۔

جود یوانہ وارا اسکے چہرے کی جانب تکے جارہا تھا۔۔۔

سلطان اور سنی نے اسکی بے خبری کو دیکھتے ہوئے، اپنی ہنسی دبائی۔۔۔

کل تک جو سنی کو باتیں کر رہا تھا۔ آج خود دنیا بھلائے کھڑا تھا۔۔۔

مشعل نے سوالیہ نظروں سے سلطان کی طرف دیکھا۔۔۔ کیونکہ عیس اسے ٹکٹتی باندھے بنا کچھ بولے

صرف دیکھنے میں مصروف تھا۔۔۔ اور وہ اسکی نظروں اسے اب کنفیوز ہونے لگی تھی۔

بھا بھی یہ آپکے سرتاج عیس علی ہمدانی ہیں۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان کے تعارف کروانے پر مشعل نے گھبرائی نظروں سے اپنے سامنے کھڑے مرد کی طرف غور سے دیکھا۔۔۔

جونوی بلوکلر کی ڈریس شرٹ اور وائٹ جینز میں اسکے سامنے کھڑا تھا۔۔۔ مشعل کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ بچپن سے اپنی ماں کے منہ سے سنا جانے والا نام کا حوالہ، آج حقیقت کی شکل میں اسکے سامنے موجود تھا۔

اور آج وہ اس ڈریسنگ میں بھی سلطان اور سنی کی وجہ سے تھا۔۔۔ کیونکہ انہوں نے زبردستی اسے ایسی ڈریسنگ کروائی تھی۔

اور اسے اسکی گنڈوں والی ڈریسنگ پہنے سے روکا تھا۔۔۔ جس میں وہ آوارہ بد معاش لگتا تھا۔۔۔

لیکن شرٹ کے کھلے گریبان سے گلے میں پہنی چین صاف نظر آرہی تھی۔ اور شرٹ کے بازو فولڈ ہو کر، ہاتھوں میں پہنے بینڈز اپنے مخصوص انداز میں موجود تھے۔۔۔

وہ ابھی اپنے انداز میں ہی مشعل کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔

عیس چلیں اب۔۔۔ سلطان نے اسے ہوش دلایا۔۔۔ تو اس نے اپنے سامنے دیکھا۔ جہاں موجود وجود اب غائب تھا۔ مشعل گاڑی میں پیچھے بیٹھ چکی ہے۔۔۔

پر وہ اب بھی وہیں کھڑا تھا۔۔۔ جہاں اسکے دل کی دنیا لٹ چکی ہے۔۔۔

جا کر بھا بھی کے پاس پیچھے بیٹھو۔۔۔ سلطان نے اسے کہا، تو وہ سر ہلاتا گاڑی کی پچھلی جانب بڑھ گیا۔۔۔

سلطان ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔ تو سنی اسے ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔

عیس صاحب تو گئے کام سے۔۔۔ سنی نے بیٹھتے ہوئے سلطان سے آہستہ آواز میں کہا۔۔۔

جہاں مشعل سہمی گھبرائی سی کھڑکی کے ساتھ لگی بیٹھی تھی۔ اور اسکے گھبرانے کی وجہ عیس علی ہمدانی تھا۔ جو فرصت سے اسے اب دیکھ رہا تھا۔۔۔

سالہ، کل تک مجھے باتیں سنارہا تھا۔ سنی نے عیس کے مسلسل دیکھنے پر دانت پیستے ہوئے کہا۔
یہ ڈرائے گا پچی کو۔۔۔ سلطان نے اک نظر انہیں دیکھ کر ہستے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔

Episode 7

وہ دوپہر کے قریب حویلی پہنچا تو حویلی میں ہمہ وقت قائم رہنے والا شور اس وقت گہرے سکوت میں تبدیل تھا۔

جو ضرار کو حیران ضرور کر گیا تھا۔ کیونکہ اسکے تینوں چچا سائیں کی اولادیں اسے نظر نہیں آرہیں تھیں۔۔۔
جو ضرار کو دیکھتے ہی اسکی طرف شہد کی مکھیوں کی طرح بڑھنے لگتے تھے۔ یہ سب یاد آتے ہی ضرار نے
براسامنے بنایا۔ اور ساتھ شکر ادا کیا۔ کہ آج اس کو فت میں مبتلا نہیں ہونا پڑا۔ اسے اپنے خاندان سے اک
انجانی سی چڑ تھی۔

"ضرار پاشا حیدر" کے والد "شیراز پاشا" کے اور تین بھائی بھی تھے۔۔۔

صرف ضرار ہی شیراز پاشا کی اکلوتی اولاد تھی۔ ورنہ شیراز پاشا کے باقی تینوں بھائیوں کی اولادیں اکلوتی
ہونے سے زیادہ ہی تھیں۔۔۔

تمام بھائیوں میں صرف شیراز پاشا ہی پڑھے لکھے تھے۔ لندن سے بزنس پڑھ کر شیراز پاشا اپنے باپ
"مراد پاشا" کے کہنے پر واپس آکر حویلی کو سنبھالنے لگے تھے۔۔۔

تھوڑے عرصے کے بعد "مراد پاشا" چل بسے تھے۔ تو پھر حویلی کی مکمل طور پر زرداری "شیراز پاشا"
پر آگئی۔۔۔

شیراز پاشا کی شادی خاندان میں ہی اپنی کزن "گل جہاں" بیگم سے ہوئی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

"گل جہاں" اتنی پڑھی لکھی عورت نہیں تھیں۔ لیکن انکی خوبصورتی پر متضاد انکی معصومیت نے "شیراز پاشا" کو مکمل طور پر انکا دیوانہ بنا دیا تھا۔ اسی وجہ سے گل جہاں تھوڑے ہی عرصے میں اپنے شوہر کی محبوب ترین بیوی کو رتبہ پاچکی تھیں

"شیراز پاشا" کو اگر اپنی بیوی کی خوبصورتی میں سب سے زیادہ کچھ پسند تھا تو وہ انکی گرے آنکھیں تھیں۔ جو ضرار نے اپنی ماں سے ہی وراثت میں چرائی تھیں۔۔۔

"شیراز پاشا" کے باقی بھائیوں کی زندگی کامرکزا گر کچھ تھا تو وہ حویلی کے بعد اپنی تمام زمینوں کی حفاظت کرنا ہی تھا۔ وہ مکمل طور پر بلوچی سرداروں کے طور پر ہی جانے جاتے تھے۔۔

وہ تینوں بھائی زمرہ اور صلح جو انسان تھے۔۔ اپنے بڑے بھائی کو باپ کی جگہ ہی سمجھتے تھے۔۔

پران تینوں کی بیویاں بالکل ویسی نہیں تھیں۔ ہر روایتی دیورانی اور جیٹھانی کی طرح انکا بھی آپس میں مقابلہ چلتا رہتا تھا۔۔

اور یہ مقابلہ صرف اک انسان کے لیے ہی تھا۔ اور وہ انسان "ضرار پاشا حیدر" تھا۔

اسکی تینوں چچی سائیں اپنی بیٹیوں کی شادی ضرار سے کرنا چاہتیں تھیں۔ تاکہ انکی بیٹی حویلی کی مالکن بن سکے۔۔ لیکن انکی اس کوشش کو اک وجود ناکام بنا چکا تھا۔

گل جہاں کی چچا زاد بہن "گل نشین" نے بغاوت مول لے کر خاندان سے باہر اپنے کلاس فیلو "سکندر علی" سے شادی کی تھی۔ چونکہ ان کے خاندان میں لڑکیوں کو پڑھانے کا رواج نہیں تھا۔ پر "گل نشین" اپنے بھائیوں کی لاڈلی ہونے کی وجہ سے یونیورسٹی میں پڑھائی حاصل کرنے کی کوشش میں کامیاب رہی تھی۔ جہاں پھر "گل نشین" کے خاندان سے باہر شادی کی ضد نے اس کے بھائیوں کو شدت سے اپنی غلطی کا احساس دلایا تھا۔ کہ انہوں نے اپنی بہن کو پڑھنے کی اجازت دے کر بہت بڑی غلطی کر دی ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سزا کے طور پر پورے خاندان نے گل نشین سے تعلق ختم کر لیا۔۔

شادی کے بعد "سکندر علی" اپنی بیوی "گل نشین" کو لے کر ہمیشہ کے لیے امریکہ شفٹ ہو گیا۔ جہاں شادی کے کچھ عرصے بعد ان کی زندگی میں انکی بیٹی "منیزے سکندر" کی آمد ہوئی۔ تو انکی زندگی مکمل ہو گئی تھی۔

کچھ عرصہ پہلے سکندر علی اپنی بیوی اور بیٹی کو ساتھ لے کر پاکستان آئے۔ جہاں وہ اک دن شاپنگ کرنے کی غرض سے تینوں گھر سے نکلے تھے۔۔۔ کہ واپسی پر روڈ ایکسیڈنٹ میں ان دونوں میاں بیوی کی حالت اتنی بری ہوئی کہ سکندر علی موقع پر ہی دم توڑ گئے۔ جبکہ گل نشین کو بری حالت میں ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔

لیکن خوش قسمتی سے منیزے سکندر بچ گئی تھی۔۔۔ پر ڈرنے کے باعث وہ اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو چکی تھی۔

مرنے سے پہلے "گل نشین" نے اپنی "کزن گل" جہاں سے رابطہ کر کے اپنی بیٹی کی ذمہ داری سونپ کر خود ہمیشہ کے لیے چلی گئی۔

گل جہاں اور گل نشین بچپن سے اک دوسرے کے بہت قریب رہیں تھیں۔ لیکن پھر گل نشین کے اک فیصلے نے انہیں الگ کر دیا۔ اور اب قسمت نے انہیں ملوایا تھا۔ تو وہ ہمیشہ کے لیے جا چکی تھی۔

گل جہاں اس دن سے ہی گھرے صدمے میں تھیں۔ گل نشین اور سکندر علی کی تدفین کر کے وہ سترہ سالہ منیزے سکندر کو اپنے ساتھ حویلی لے آئی تھی۔ اسی دن سے منیزے اپنے کمرے میں بند تھی۔

اور پھر اچانک ضرار کے منیزے سے نکاح کی خبر نے حویلی کے شور کو خاموشی میں بدل دیا تھا۔

لیکن شیراز پاشا اپنی محبوب بیوی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اس لیے انہوں نے سختی سے حکم دیا تھا۔ کہ ضرار کا نکاح انکا اپنا ذاتی فیصلہ ہے۔ جس میں کوئی کچھ نہیں بولے گا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سارے بھائی اپنے بڑے بھائی کے حکم کو مان چکے تھے۔ پر مسئلہ انکی بیویاں تھیں۔ جو باہر کی لڑکی کو حویلی کی مالکن کے روپ میں برداشت نہیں کر سکتیں تھیں۔۔۔

ضرار بیگم گل جہاں کے کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا۔ کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ ضرار نے سوئچ بورڈ کی طرف بڑھ کر لائیٹ آن کی۔

توروشنی نے ہوتے ہی سامنے بیڈ پر بیگم "گل جہاں" سر پر بازو رکھے آنکھیں موندے لیٹی ہوئیں نظر آئیں۔

ضرار انکی طرف بڑھ کر انکے سرہانے بیٹھ گیا۔

ضرار نے انکا بازو آنکھوں سے ہٹایا۔ تو اسکی نظر انکے چہرے کی طرف پڑی، جو سرخ ہوا پڑا تھا۔ اس نے ہاتھ لگا کر دیکھا۔ تو وہ بخار میں تپ رہیں تھیں۔۔

گل جہاں نے کسی کی موجودگی محسوس کر کے آنکھوں کو کھولا تو سامنے ضرار کو بیٹھے پایا۔

ضرار کو سامنے دیکھتے ہی وہ اٹھنے لگیں۔ تو ضرار نے انہیں روک دیا۔

اماں سائیں۔۔۔ اپ نے ابھی طبیعت کیوں خراب کی ہوئی ہے۔۔

لب بھینچے آنکھوں میں شکوہ لیے وہ پوچھ رہا تھا۔۔۔

تو اسکی فکر پر وہ مسکرا اٹھیں۔ کیونکہ دونوں باپ بیٹا ہی انکے لیے جنونی تھے۔ ابھی کچھ دیر پہلے شیراز پاشا بھی ناراض ہو کر گئے تھے۔۔۔

آپ آگئے ہونہ تو میں بھی ٹھیک ہو جاؤں گی۔۔

گل جہاں بیگم نے تسلی دی۔ تو وہ بس انہیں دیکھے گیا۔۔

جواپنے بولنے اور پہنے اوڑھنے سے کہیں سے بھی روایتی بلوچی نہیں لگتی تھیں۔ کیونکہ اپنی شادی کے وقت محض سولہ سال کی تھیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

پر شادی کے بعد شیراز پاشا کی محبت نے انہیں اپنے رنگ میں رنگ لیا تھا۔ کہ وہ بالکل انکے مطابق انکے جیسی ہو گئی تھیں۔۔

بے شک عورت کے وجود کو محبت سے تخلیق کیا گیا ہے۔ محبت سے اس وجود کو جس سانچے میں ڈالا جائے یہ ویسی شکل اختیار کر لے گا۔

بالکل اسی طرح "گل جہاں شیراز پاشا" ہو گئیں تھیں۔۔ کہ وہ اپنی دیورانیوں سے بلک الگ لگتیں تھیں۔

انکی حویلی میں سب بلوچی روایت کے مطابق ہی کپڑے پہنتے تھے۔۔ پر "گل جہاں بیگم ان سب سے الگ شیراز پاشا کے رنگ میں رنگی نظر آتیں تھیں۔

کہ عمر کے اس حصے میں اک جوان بیٹے کے ہونے کے باوجود وہ بہت خوبصورت لگتی تھیں۔

اپنی باوقار شخصیت اور نرم مزاجی کی وجہ سے وہ باپ بیٹے دونوں کے لیے دنیا تھیں۔

کیونکہ شیراز پاشا نے انہیں محبت سے ڈھال تھا۔ اسی لیے وہ دیکھنے والوں کو اب بس محبت کا مجموعہ ہی نظر آتیں تھیں۔

اب بھی وہ ریڈ کلر کے لان کے خوبصورت سوٹ میں ضرار کے سامنے بیٹھیں تھیں۔۔۔

بابا سائیں کہاں ہیں۔ ضرار نے ابھی پوچھا ہی تھا۔ کہ کمرے کا دروازہ کھولتے شیراز پاشا اندر داخل ہوئے۔

برخوردار آگئے ہیں۔۔۔

شیراز پاشا ضرار کو گلے ملتے ہوئے اپنے اندر سکون اترتا محسوس کیا۔۔

بابا سائیں مجھے چھوڑ دیں۔ نہیں تو اماں سائیں جیلز ہو جائیں گیں۔

خود کو دیر سے گلے لگائے رکھنے پر ضرار نے شرارت سے کہا۔ تو گل جہاں جھنپ گئیں۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

انکے شرمانے پر شیراز پاشا اور ضرار کا قہقہہ کمرے میں گونجا۔

آپ لوگ نہیں سدھر سکتے کبھی۔ وہ اپنی خفت مٹانے ہوئے بولیں۔۔۔

بیگم اگر اتنی خوبصورت ہوگی تو کون کافر سدھرے گا۔۔۔

شیراز پاشا نے محبت پاش نظروں سے گل جہاں کی طرف دیکھا۔

پھر ضرار کی مخالف سمت گل جہاں کے بائیں طرف بیٹھ گئے۔۔۔

برخوردار آپ کو اندازہ ہے نہ آپ کو ادھر کیوں بلایا گیا ہے۔

شیراز پاشا نے بات کا آغاز کرتے ہوئے ضرار سے استفسار کیا۔۔۔

کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ وہ کل ہی واپس جانے کی کوشش کرے گا۔ اس لیے وقت کو ضائع کیے بنا انہیں ضرار کو یاد دلایا۔

جی بابا سائیں۔۔۔ وہ لب بھینچے صرف اتنا ہی بول پایا۔۔۔

گل جہاں بھی اپنے سپوت کی طرف متوجہ تھیں۔ جو ہونٹوں کو بھینچے سنجیدگی سے بیٹھا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے والی شوخی اب کہیں بھی نظر نہیں آرہی تھیں۔۔۔

وہ جانتی تھیں۔ کہ وہ اپنے والدین سے بہت محبت کرتا ہے۔ اس لیے انکے کسی بات کو نہیں ٹالے گا۔ چاہے اس میں اسکی مرضی ہو یا نہیں۔۔۔

میں جانتی ہوں تم اس سب کے لیے راضی نہیں ہو۔۔۔ میری جان۔۔۔!

پر ہم پر یقین کرو، یہ فیصل تمہارے لیے کبھی غلط نہیں ہوگا۔

میں تمہیں کبھی مجبور نہیں کرتی۔ اگر میں نے گل نشین سے وعدہ نہ کیا ہوتا۔۔۔

گل جہاں گل نشین کو یاد کرتے پھر رونے لگیں۔ تو شیراز پاشا جلدی سے انکی طرف متوجہ ہوئے۔

بیگم یار، یہ رونا ضروری ہوتا ہے کیا آپ کے لیے۔ پہلے مشکل سے آپکی طبیعت تھوڑی سنبھلی ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

شیراز پاشا نے انکے انسو صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔

تو گل جہاں انکے کندھے پر سر رکھے سسک اٹھیں۔

سائیں میں کیا کروں۔۔۔ مجھے گل نشین کی حالت نہیں بھول رہی۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ وہ ہر پل میرے سامنے کھڑی مجھے یاد کروا رہی ہے۔۔۔ کہ اسکی امانت میرے پاس ہے۔۔۔

گل جہاں روتے ہوئے بولیں۔۔۔

تو ضرار نے گہرا سانس بھرا۔ اور اٹھ کر اپنی اماں سائیں کی دوسری جانب بیٹھا۔۔۔

ضرار نے انکا سراٹھا کر اپنے سینے سے لگایا۔ اور پھر محبت سے انکے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔

اماں سائیں آپ جیسا چاہیں کیئیں۔ ویسا ہی ہوگا۔ لیکن اب آپ بالکل نہیں روئیں گیں۔۔۔

شیراز پاشا نے اک نظر ضرار کی طرف دیکھا۔ جو سب کچھ بھلا کر اپنی ماں کی فکر میں سب مان گیا تھا۔۔۔

بے شک یہ اک عورت ان دونوں مردوں کی محبت کا کل مجموعہ تھیں۔۔۔

پر آنے والا وقت ثابت کرنے والا تھا۔ کہ ضرار پاشا حیدر محبت و جنون کی داستان میں شیراز پاشا کو بھی

پیچھے چھوڑنے والا تھا۔۔۔

اور شیراز پاشا یہ بات جانتے تھے۔ کیونکہ وہ اس صنف نازک سے مل چکے تھے۔۔۔ جو انکے بیٹے کی زندگی

کا حصہ بننے والی تھی۔۔۔

انہیں پورا یقین تھا کہ وہ ضرار کو اپنی طرف مائل کر ہی دم لے گی۔ اور پھر ضرار کی محبت کی اکلوتی حق دار

بن کر اسکی زندگی کو اپنے وجود سے مہکا دے گی۔

شیراز پاشا ماں بیٹے کی جانب دیکھنے لگے۔ جو اپنی محبت میں انکو بھلا چکے تھے۔۔۔

Episode 8

شیزہ ایڑہ کہاں ہے۔ سلطانہ بیگم نے روٹیوں کو ہاٹ پاٹ میں رکھتے شیزہ سے پوچھا۔۔

یونیورسٹی سے آکر سو گئی تھی ماما۔ ابھی تک کمرے میں ہی ہے۔ شیزہ نے فریج سے دودھ نکالتے مصروف انداز میں جواب دیا۔۔

اس لڑکی کو اس کے بھائی اور باپ نے سر پر چڑھا رکھا ہے بس۔۔ جو ایسے دن بدن لا پرواہ ہوتی جا رہی ہے۔۔۔

سلطانہ بیگم نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"داؤد وہاج" کا اپنا گارمنٹس کا بزنس تھا۔ کہ وہ اپنے بزنس سے اک اچھی زندگی گزار رہے تھے۔ انکی شادی انکے ماں باپ نے "سلطانہ شاہ" سے اپنی پسند کی کروائی تھی۔ سلطانہ شاہ اک ملنسار اور نرمہ دار بیوی ثابت ہوئی تھیں۔۔ جس سے "داؤد وہاج" کی زندگی آسان اور پرسکون تھی۔۔

داؤد وہاج کی دو اولادیں تھیں۔ بڑے بیٹے "اسد داؤد" نے اپنی پسند سے شادی کی تھی۔ "شیزہ کریم" سے شادی کر کے اسد اپنی زندگی کا نیا باپ شروع کر چکا تھا۔ اور پھر انکی زندگی میں ان کے بیٹے علی اسد نے آکر انکی زندگی کو ہر طرح سے مکمل کر دیا۔

شیزہ کریم اسد داؤد کی کلاس فیلو تھی۔ وہ اک مکمل خوبصورت اور پیار کرنے والی لڑکی تھی۔ شادی کے بعد اس نے سلطانہ بیگم اور داؤد وہاج کو اپنے ماں باپ کی جگہ دے کر پورے گھر کی ذمہ داری اٹھا لی۔۔ جس سے اسد مزید اسکی محبت میں گرفتار ہو گیا۔۔ اور اسے اپنی پسند پر فخر ہونے لگتا تھا۔

اسد داؤد کے بعد "ایڑہ داؤد" تھی۔ ایڑہ داؤد اپنے بھائی اسد سے کافی چھوٹی تھی۔ اور پھر اپنی شوخ و چنچل طبیعت کی وجہ سے وہ اپنے باپ اور بھائی کی لاڈلی تھی۔ لیکن ہر ماں کی طرح سلطانہ بیگم اسکی لا پرواہ

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

طبیعت سے عاجز تھیں۔۔ ایسا نہیں تھا۔ کہ وہ آئیرہ سے محبت نہیں کرتیں تھیں۔ پر ہر ماں کی طرح انہیں بھی اپنی بیٹی کی فکر تھی۔ کیونکہ ہر لڑکی کی طرح انکی بیٹی کو بھی سسرال جانا تھا۔ اور وہ نہیں چاہتی تھیں۔ کہ آئیرہ کی لاپرواہ طبیعت اس کے لیے کسی بھی طرح کی مشکل پیدا کر دے۔۔۔

لیکن آئیرہ اپنی مرضی کی مالک تھی۔ آئیرہ کی اگر کسی چیز سے جان جاتی تھی۔ تو وہ صرف پڑھائی تھی۔ لیکن اس معاملے میں اسکے باپ اور بھائی نے اسکی اک نہیں مانی۔ اور اسکا ایڈمیشن یونیورسٹی میں کروا کے ہی چھوڑا۔۔ جس پر وہ آج کل گھر والوں سے ناراض تھی۔ اور اسی وجہ سے یونیورسٹی سے واپس آکر وہ ابھی تک کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔

پر داؤد صاحب اور اسد اس معاملے میں اسکی نہیں سننا چاہتے تھے۔۔ ان دونوں کے مطابق آئیرہ کو اگے مزید پڑھائی کرنی چاہیے۔ جس پر آئیرہ کا اک ہی جواب ہوتا تھا۔ کہ کیا فائدہ مجھے پڑھا کر، جب سسرال میں مجھے روٹیوں کی گنتی ہی کرنی ہے، اور اتنی گنتی مجھے آتی ہے۔۔۔ جس پر وہ اسے بس گھور کر رہ جاتے۔۔۔

باربی ڈیزائن کے نائیٹ سوٹ میں ملبوس گولڈن بالوں کورف جوڑے میں باندھے وہ لاؤنج میں آکر صوفے پر بیٹھ گئی۔۔ چھوٹی سی ناک اس وقت غصے سے پھولی ہوئی تھی۔۔۔

آگئی مہارانی صاحبہ نیچے۔۔۔ سلطانہ بیگم نے کچن سے باہر آتے ہوئے کہا۔۔۔ اسی وقت اسد اور داؤد صاحب بھی لاؤنج میں داخل ہوئے تھے۔۔۔

جی مہارانی صاحبہ آگئی ہیں۔ اب کچھ کھانے کو بھی دے دیں مہارانی کو۔۔

آئیرہ نے اک شان بے نیازی سے جواب دیا۔۔ اسکے جواب پر جہاں اسد اور داؤد صاحب کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ وہیں سلطانہ بیگم سلگ اٹھیں۔

بی بی تمہیں مہارانی کہا ہے۔ اسکا مطلب یہ نہیں کہ تم سچ میں مہارانی ہو۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اسد اور داؤد صاحب ماں بیٹی کی تکرار دیکھتے ہوئے ہستے ہوئے جا کر ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھ گئے۔۔ کیونکہ کل سے آئیرہ چپ تھی۔ اس لیے وہ اسے بالکل بھی اب بولنے سے روکنا نہیں چاہتے تھے۔۔۔
جب مہارانی سمجھنا نہیں ہوتا تو کہتی کیوں ہیں۔

آئیرہ پھر بے نیاز بنتے ہوئے جا کر ٹیبل پر بیٹھ گئی۔ جیسے سچ میں مہارانی کی شان میں گستاخی کر دی گئی تھی۔
پھوپھو آپ غصہ کیوں ہیں سب سے۔۔ اسد کے ساتھ بیٹھے علی نے آئیرہ سے پوچھا۔۔ تو آئیرہ سب کو دیکھتے ہوئے منہ چڑا گئی۔۔۔

میں نہیں غصہ کسی سے جانو۔۔ بس میرے سے کوئی پیار نہیں کرتا۔

آئیرہ نے اپنے لہجے میں دکھ سموتے کہا۔ تو اسکی ایکٹنگ پر سلطانہ بیگم نے بے زاری سے پہلو بدلا۔۔۔
کیونکہ وہ جانتی تھیں۔ کہ وہ بس اتنی دیر ہی چپ رہ سکتی ہے۔ جتنی وہ کل سے کوشش کر چکی تھی۔
جبکہ داؤد صاحب نے مسکراتے ہوئے اسے پاس بلایا۔ تو وہ منہ بناتے ہوئے انکے ساتھ جا کر بیٹھ گئی۔
میری چندا کیوں اتنی دکھی ہے۔ داؤد صاحب نے پیار سے پوچھا۔ جبکہ باقی سب بھی انکی طرف متوجہ تھے۔ اور شرزا بھی کچن سے آکر اپنی نشست پر بیٹھ گئی تھی۔۔۔

آپ دونوں میری بات نہیں مانی۔ آئیرہ نے اسد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یاد دلایا۔ کیونکہ اس نے اسد کو ہی اپنی عرضی منوانے کے لیے داؤد صاحب کے پاس بھیجا تھا۔ الٹا وہ جا اسکا ایڈمیشن کروا آیا تھا۔۔
میری چندا۔۔ ہم آپکی ہر بات مانتے ہیں نہ۔ اگر یہ نہیں مان رہے تو آپ سمجھ جائیں نہ۔۔ کہ اس میں آپکی کوئی بھلائی ہوگی۔ داؤد صاحب نے اسے اسے پیار سے سمجھایا۔ تو وہ محض سر ہلا گئی۔۔ کیونکہ آج یونیورسٹی جا کر اسکی اک دوست بن گئی تھی۔ اور وہ اب وہاں ایڈونچر کے طور پر اور بھی بہت کچھ کر سکتی تھی۔۔ اس لیے احسان جتانے کے لیے وہ مان گئی۔

ٹھیک ہے لیکن آپ لوگوں کو بھی میری اک بات ماننی ہوگی۔ ایرہ نے بدلے میں کہا۔۔
اور وہ بات کیا ہے۔ اسکی بات کو جاننے کے لیے اسد نے پوچھا۔ تو وہ سلطانہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے
کہنے لگی۔

ماما مجھے مہارانی کہتیں ہیں۔۔ تو انہیں بولیں کہ پھر مجھے مہارانی سمجھا کریں۔ ویسے ہی میری خدمت بھی
کیا کریں۔۔ ایرہ نے شرارت سے کہا۔ تو سب کا بے ساختہ قہقہہ گونجا۔۔ جبکہ سلطانہ بیگم محض اسے
گھور کر رہ گئیں۔



نجانے کتنے دنوں سے وہ اپنے کمرے میں بند تھی۔
وہ صرف یہ سوچ سوچ کر پاگل ہوئے جارہی تھی۔ کہ اگر وہ پاکستان آنے کی ضد نہ کرتی۔ تو اسے مام ڈیڈ
کے ساتھ وہ حادثہ نہ ہوتا۔ اور آج وہ اس کے ساتھ ہوتے۔۔
پر شاید وہ یہ نہیں جانتی تھی۔ کہ جب جانے والوں کا وقت قریب آجاتا ہے۔ تب وہ کسی نہ کسی بہانے
سے واپس اپنے پروردگار کے پاس لوٹ جاتے ہیں۔۔
جیسے گل نشین اور سکندر کا آخری وقت پاکستان میں ہی لکھا تھا۔ تو وہ منیزے کی ضد پر پاکستان آگئے۔۔
پھر اس ایکسیڈنٹ میں اپنے جان کھو بیٹھے۔۔
اتنے دن گزرنے کے باوجود بھی اپنے اسی حلیے میں موجود تھی۔
لیکن اب پہلے سے سنبھل چکی تھی۔۔۔

منیزے کی نظر بیڈ پر موجود کپڑوں کی طرف گئی۔ تو اسے بے ساختہ وہ دن یاد آیا۔۔
جس دن وہ گل جہاں کے ساتھ اس حویلی میں آئی تھی۔ حویلی کی لڑکیاں اسکے کپڑوں پر ناپسندیدگی کا
اظہار کرنے لگی تھیں۔۔ لیکن گل جہاں نے اسے کہا تھا۔ وہ جیسے رہنا چاہتی ہے۔۔ ویسے رہ سکتی ہے۔
یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اسے نے اک نظر اپنے کپڑوں کو دیکھا۔ تو وہ اسی دن کے وائیٹ ٹی شرٹ پر وہ بلیک جینز میں ملبوس تھی۔ شرٹ پر موجود خون کے دھبے اب سوکھ چکے تھے۔ ان دھبوں کو ہاتھ سے چھوتے وہ دوبارہ ان بلوچی سٹائل کپڑوں کو دیکھنے لگی۔ ایسے کپڑے اس نے زندگی بھر نہیں پہنے تھے۔ امریکہ جیسے ملک میں رہتے، وہ بہت بولڈ ڈریسنگ نہیں کرتی تھی۔۔ لیکن پھر بھی پہنے میں مغربی طرز کے کپڑے پہنتی تھی۔ مشرقی طرز کے کپڑے وہ آج پہلی بار دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ انہی سوچوں میں گم تھی۔ کہ دروازے سے گل جہاں اندر داخل ہوئیں۔۔۔

بلیک شیفون کے خوبصورت سوٹ میں گل جہاں، منیزے کو بہت خوبصورت لگیں۔۔

کمرے کے اندر آکر وہ منیزے کے قریب بیٹھ گئیں۔ اور اسکی طرف غور سے دیکھنے لگیں۔ جو آج بھی انہی کپڑوں میں ملبوس تھی۔۔۔ اور خوبصورت چہرے پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان تھے۔

کیا سوچ رہی ہے میری جان۔ گل جہاں نے شفقت سے استفسار کیا۔ تو منیزے کی آنکھوں میں پھر آنسو آ گئے۔۔

گل جہاں نے آگے بڑھ کر اسے خود سے لگالیا۔۔۔

آپ ایسے بار بار روئیں گیں۔ تو گل نشین مجھ سے ناراض ہوگی۔ کہ اسکی بیٹی کا میں صحیح سے خیال نہیں

رکھ رہی۔ گل جہاں نے اسکے آنسو صاف کرتے پیار سے کہا۔ تو منیزے انہیں غور سے دیکھنے لگی۔۔۔

اتنے دنوں سے اسے بالکل بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ کہ وہ ان سے پہلی بار ملی ہے۔ یا شاید گل جہاں

اسے خود سے مانوس کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ تاکہ وہ اپنی تکلیف سے باہر آسکے۔۔۔

ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں آپ۔۔۔ گل جہاں نے مسکرا کر اس سے پوچھا۔۔۔

آپ بالکل مام جیسی لگتیں ہیں۔ منیزے نے اپنے دل کی بات بتائی۔ تو گل جہاں مسکرا اٹھیں۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

میں بھی آپکی ماما ہی ہوں۔ اب سے آپ نے مجھے ماما ہی کہنا ہے۔۔۔

تو منیزے آنسو بھری آنکھوں سے مسکرا اٹھی۔۔۔

یہ حقیقت تھی۔ کہ گل جہاں نے اسے بالکل ماں کی طرح سنبھال کر اپنی آغوش میں سمیٹ لیا تھا۔ کہ اپنی تکلیف میں کافی حد تک سنبھل چکی تھی۔ ورنہ شاید وہ نجانے کتنے عرصے تک وہ اسی حادثے کے زیر اثر رہتی۔۔۔

اپکو پتہ ہے نہ۔۔۔ آج شام کو آپکا نکاح ہے۔ گل جہاں نے اسے یاد دلایا تو وہ اپنی سوچوں سے باہر آئی۔

لیکن آنٹی۔۔۔ منیزے ابھی کچھ کہنا ہی چاہتی تھی۔ کہ گل جہاں نے اسکے لبوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کروادیا۔

منیزے کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر وہ بولنا شروع ہوئیں۔ تو منیزے مکمل طور پر انکی طرف متوجہ ہو گئی۔

آپکو یاد ہے نہ گل نشین نے آپ سے اور مجھ سے کیا بات کی تھی۔۔۔ گل جہاں نے اس دن کا حوالہ دیتے منیزے کو یاد دلایا۔ جب گل نشین نے اپنی آخری لمحات میں منیزے کی ذمہ داری گل جہاں کو سونپی تھی۔ اس لیے میری جان مجھے اپنا وعدہ پورا کرنے دیں۔ اور آپ بھی اس بات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ کہ اگر میں آپکی بات مان کر بھی آپکو واپس امریکہ بھجوادوں۔ تو تب بھی غیر ملک میں آپ محفوظ نہیں ہوگی۔ اور پھر آپکی عمر بھی اتنی نہیں ہے۔ کہ آپ اپنا اچھا برا سمجھ سکیں۔ اس لیے میری جان مجھے اپنا وعدہ پورا کرنے دیں۔ اور مجھ پر یقین رکھے۔ کہ میرا بیٹا "ضرار پاشا حیدر" آپکو عزت، محبت سب دیں گئے۔ بس آپ نے انکے دل میں اپنی جگہ بنانی ہے۔

ٹھیک ہے۔۔۔ گل جہاں نے بات ختم کرتے منیزے کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ کیونکہ وہ پہلے بھی واپس جانے کا کہہ چکی تھی۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تو منیزے کچھ سیکنڈز بعد بولی۔۔۔

ٹھیک ہے آنٹی۔۔۔ جیسا اچکھٹیک لگے۔۔۔ لیکن اگر مجھے محسوس ہوا۔ کہ میرا وجود کسی پر بھی بوجھ کی طرح ہے۔ تب آپ مجھے نہیں روکیں گی۔

منیزے نے گل جہاں کی بات مانتے ہوئے اپنی شرط رکھی۔

پہلے تو مجھے آنٹی نہیں ماما بلاؤ۔ اور ایسا وقت نہیں آئے گا۔ کہ میری چندا کو واپس جانا پڑے۔

گل جہاں نے پیار سے اسکے ماتھے کو چھوتے کہا۔ اور شکر ادا کیا۔ کہ وہ بات کو سمجھ چکی تھی۔

میں تمہارے لیے کپڑے بھجواتی ہوں۔ آپ یہ کپڑے بدل لو ابھی۔ اور جب ضرار کے ساتھ شہر چلی جائیں۔ تب وہاں جیسی مرضی ڈریسنگ کیجیے گا۔ کیونکہ یہاں ایسے کپڑے کوئی نہیں پہنتا نہ۔ اور آپ اتنی پیاری لگتی ہو۔ کہیں نظر نہ لگ جائے۔ گل جہاں شرارت سے گویا ہوئیں۔۔۔

گل جہاں نے اسے کپڑے بدلنے کے ساتھ یقین دلایا۔ کہ وہ اپنی مرضی سے رہ سکتی ہے۔ وہ منیزے کو کسی قسم کا دباؤ کا شکار نہیں کرنا چاہتیں تھیں۔۔۔

تو منیزے بھی انکے انداز پر مسکرا اٹھی۔ جو اسے بالکل بچوں کی طرح منارہیں تھیں۔



وہ ماسک لگائے کمرے میں داخل ہوا۔ تو ہر روز کی طرح کمرہ آج بھی اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔

ہوسٹل کے سنگل بیڈ پر موجود اپنے توبہ شکن حسن سے بے خبر نیند میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔

سلطان کی نظریں اسکے چہرے پر گئیں۔ جہاں اسکی سمندر جیسی گہری کالی آنکھیں اس وقت بند تھیں۔

سلطان کو وہ لمحہ یاد آیا۔ جب اس نے ان آنکھوں کو دو سال پہلے بک شاپ پر دیکھا تھا۔ اور پھر وہ ان

آنکھوں کو کبھی بھول نہیں پایا تھا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اسے بے ساختہ وہ دن یاد آیا۔ جب وہ اپنے دوستوں کو کہہ رہا تھا۔ کہ وہ اس لڑکی کو اپنی زندگی میں شامل کرے گا۔ جس کی آنکھوں کا رنگ سیاہ ہو گا۔ یہ سلطان نے اس لیے کہا تھا۔ کیونکہ وہ ان آنکھوں کو دو سال پہلے ہی اپنی زندگی بنا چکا تھا۔۔۔

علیزے کی ساری معلومات نکالنے پر اسے حیرانی ہوئی تھی۔ کہ وہ چھوٹی سی لڑکی اپنی عمر سے بڑی لگتی تھی۔ اور وہ شاید اس لیے تھا۔ کہ وہ چھوٹی سی عمر میں ہی زندگی کی تمام تلخیوں کو اکیلے دیکھ چکی تھی۔۔۔ سلطان نے بیڈ کے قریب نیچے زمین پر بیٹھتے اسکی جانب دیکھا۔ پورے بیڈ پر اسے کے مہرون گنگریالے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اپنی آنکھوں کے ساتھ وہ خود بھی بہت مختلف تھی۔ اسکا حسن جہاں نظر ٹھہرا دینے والا تھا۔ وہیں بے مثال بھی تھا۔۔۔

ہوسٹل کے اس کمرے کی چیزوں اور "سلطان احمد خان" کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ کہ ہر وقت برقعے میں رہنے والی یہ لڑکی ایسے انوکھے حسن کی مالک بھی ہو سکتی ہے۔

سلطان احمد خان تو بس اسکی آنکھوں کا دیوانہ ہوا تھا۔ مگر "علیزے ابراہیم" کو جاننے کے بعد وہ سرتاپہر اسکے عشق میں گرفتار ہوتا چلا گیا۔۔۔

وہ دو سالوں سے روزرات کو اسے دیکھنے آرہا تھا۔ علیزے نیند میں کسی کی موجودگی محسوس کرتی تھی۔ پہلے پہل وہ خوفزدہ ہو گئی تھی۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آنے والے کی عادی ہوتی گئی۔ کیونکہ اسے روز صبح اٹھ کر اپنے تکیے کے پاس سیاہ گلاب ملتا تھا۔

اور پھر وہ سیاہ گلاب اکٹھے کرنے لگی۔ کیونکہ آنے والا اگر اسے کوئی نقصان پہنچانا چاہتا۔ تو یقیناً وہ اتنا عرصہ انتظار نہ کرتا۔ اور پھر وہ اس بارے کسی کو بتا کر اپنے کردار کو مشقوق نہیں کر سکتی تھی۔ اس لیے علیزے نے خاموشی اختیار کر لی۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

وہ روزرات کو اپنے کمرے میں اک مخصوص خوشبو محسوس کرتی تھی۔ اور پھر ہر فکر سے آزاد ہو کر گہری نیند میں اتر جاتی۔۔

سلطان کو علیزے کے نیند میں پہلے بے چینی اور سکون بھرے تاثرات بہت حیران کرتے تھے۔ اسکا مطلب تھا۔ وہ اسکی موجودگی سے اب پر سکون ہونے لگی تھی۔ جس سے سلطان کی خوشی کا ہوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ کہ اسکا محبوب اسے قبول کر رہا تھا۔۔

نیند میں ہونے والی بنا کسی اظہار کی یہ گفتگو سلطان کو بہت مزادیتی تھی۔ جہاں وہ نیند میں ناک منہ چڑاتی رہتی تھی۔ اور پھر خود ہی پر سکون ہو جاتی تھی۔

آج سلطان کا رادہ رات بھر رکنے کا تھا۔ کیونکہ وہ کل ضرار کے نکاح کے لیے جا رہا تھا۔ ورنہ عام طور پر دو سے تین گھنٹے رک کر چلا جاتا تھا۔ مسلسل علیزے کو دیکھتے ہوئے وہ خود سے اختیار کھونے لگتا تھا۔ اور کل تو وہ اسے دیکھنے نہیں آسکے گا۔ اس لیے وہ آج ہی اسے جی بھر کر دیکھنا چاہتا تھا۔۔ اس لیے اسکے بیڈ کے کنارے ٹک کر بیٹھ گیا۔۔۔

YouTube Channel Link - [Click Here](#)

FaceBook Page Link – [Click Here](#)

Website Link – [KOH NOVELS URDU](#)

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

Episode 9

ضرار اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑا کسی گہری سوچ میں مبتلا تھا۔

اتنے میں اسکے دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔

یس کم ان۔۔۔۔۔ ضرار نے وہیں کھڑے آنے والے کو اجازت دی۔۔

تو شیراز پاشا اپنی رعب دار شخصیت سے اندر داخل ہوئے۔۔۔

ضرار کو کھڑکی میں کھڑے دیکھ کر وہ اسکی جانب چلے آئے۔۔

جب کہ ضرار ابھی تک آنے والے سے بے خبر اپنی سوچوں میں ہی گم تھا۔

کن سوچوں میں ڈوبے ہو۔۔۔ شیراز پاشا نے اسکے ساتھ کھڑے ہوتے ہوئے، ضرار کی طرح ہی سامنے نظریں مرکوز کرتے پوچھا۔۔۔

تو ضرار ہوش میں آیا۔۔۔۔۔ اپ کب آئے۔۔۔۔۔ ضرار نے انکی دیکھتے پوچھا۔۔۔

جو آج بھی اپنی سحر انگیز شخصیت سے سامنے والے کو بوکھلانے پر مجبور کر دیتے تھے۔۔۔

جب تم اپنی سوچوں کے جہاں میں گم تھے۔ شیراز پاشا نے باہر کی جانب دیکھتے ہوئے ہی جواب دیا۔

ایسا کچھ نہیں ہے بابا سائیں۔۔۔۔۔ ضرار نے پھر سامنے کی جانب نظریں مرکوز کر دیں۔۔۔

جہاں حویلی میں اک گاڑی داخل ہو رہی تھی۔۔ اور گاڑی کے سامنے والے شیشے سے ضرار نے آنے والے کو پہچان لیا تھا۔۔۔

میں جانتا ہوں۔۔۔ تم شروع سے اپنے خاندان میں شادی کرنے کے حق میں نہیں ہو۔۔۔۔۔

یہ ای۔۔۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

وہ چاورں جب ساتھ ہوتے تھے۔ تو اپنے الگ ہی روپ میں ہوتے تھے۔ کہ کوئی دوسرا یقین نہیں کر پاتا تھا۔ کہ یہ وہ چاورں انسان ہی ہیں۔۔۔

ضرار گاڑی کے پاس پہنچتے ہی سلطان کو زور سے خود میں بھیج گیا۔۔۔ اسے جن کی ضرورت تھی۔ وہ اسکے پاس آچکے تھے۔۔۔

جبکہ سلطان کا انداز بھی ویسا تھا۔ ضرار پچھلے کتنے گھنٹوں سے ان تینوں سے الگ تھا۔۔۔ وہ جب بھی تھوڑے وقت کے لیے اک دوسرے سے الگ ہوتے تھے۔ تو ایسے ہی اک دوسرے کی کمی محسوس کرتے تھے۔۔۔

سلطان سے پیچھے ہٹتے ہی اس نے گاڑی میں بیٹھے سنی اور عیس کی جانب اشارے سے پوچھا۔ کہ ماجرہ کیا ہے۔ جہاں وہ دونوں انجان بنے گاڑی میں بیٹھے تھے۔۔۔

تو سلطان ہستے ہوئے اسے بتانے لگا۔۔۔

میں غلطی سے ان نمونوں کو کہہ بیٹھا ہوں۔ کہ گاڑی سے جو بعد میں نکلتا ہے۔ وہ "ہیر و" ہوتا ہے۔ اب یہ دونوں اپنے آپ کو ہیر و ثابت کرنے کے لیے کوششیں کر رہے ہیں۔۔۔ کہ جو بعد میں نکلے گا۔ وہ ہی ہیر و ہوگا۔ اس لیے نکل نہیں رہے۔۔۔

تو ضرار اسکی بات سن کر قہقہہ لگا گیا۔۔۔ کیونکہ وہ خود ہی ان دونوں نمونوں کو چھیڑ بیٹھا تھا۔۔۔

ضرار جھک کر گاڑی کی کھڑکی سے سنی اور عیس کو دیکھنے لگا۔۔۔

جہاں عیس اس سے انجان بنتے ہوئے کسی فیشن ایبل ہیر و کی طرح اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کے ناخن دیکھ رہا تھا۔ اور سنی اپنی شرٹ کے بٹن کبھی بند اور کھول رہا تھا۔۔۔ پتہ نہیں آج خود کو ہیر و ثابت کرنے کے چکر میں وہ کس ترتیب سے بٹن بند کرنے کی کوشش کرنا چاہ رہا تھا۔۔۔

اگر دو سیکنڈز میں تم دونوں باہر نہیں نکلے۔ تو میرے نکاح میں صرف اکیلا سلطان شامل ہوگا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ضرار نے ابھی اتنا ہی کہا تھا۔ کہ وہ دونوں جھٹ سے گاڑی کے باہر موجود تھے۔۔۔

شرم نہیں آتی تم دونوں کو اس اکیلے کو کھیلتے ہوئے۔ ضرار نے دونوں کو لتاڑنے ہوئے کہا۔۔۔

کیونکہ دونوں اک دوسرے کو تنگ کرنے کے چکروں ساتھ والے کو کھیلا دیتے تھے۔۔۔

جانو آپ موجود ہی نہیں تھے۔ ورنہ اپکو بھی تنگ کر لیتے۔ عیس نے شرماتے ہوئے کہا۔ تو ضرار کی ہنسی نکل آئی۔۔۔

پھر چاروں آگے بڑھتے گلے لگ گئے۔ اور حویلی ان چاروں کے قہقہوں سے گونج اٹھی۔۔۔

اور حویلی کے ملازم ضرار کو ہستے دیکھ کر حیرت کا شکار تھے۔ جبکہ شیراز پاشا بھی نیچے انکے پاس آگئے تھے۔

مجھے نہیں پتہ تھا۔ کہ اس کے شہر میں رہنے کی وجہ زنانہ نہیں بلکہ مردانہ ہے۔

شیراز پاشا نے ضرار کی طرف اشارہ کرتے کہا۔ تو وہ تینوں پھر ہسنے لگے۔ جبکہ ضرار نجل سا ہو گیا۔۔۔

پھر وہ باری باری شیراز پاشا سے ملے۔ جو انکو ضرار کی طرح کی سمجھ رہے تھے۔۔۔

شیراز پاشا انہیں لے کر مردان خانے کی جانب چلے گئے۔۔۔



عیس مشعل کو گھر کے اندر چھوڑ کر خود کہیں جا چکا تھا۔

اور اسے جانے پر مشعل کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ کہ وہ اسے کسی بوجھ کی طرح اتار کر پھینک گیا تھا۔ عیس کی نظر میں اسکی اتنی اہمیت بھی نہیں تھی۔ کہ وہ رک جاتا۔۔۔ وہ خود سے منفی سوچوں کا شکار ہو چکی تھی۔

گھر میں شاہدہ بیگم اور حسن صاحب دونوں ہی موجود تھے۔

جنہوں نے اسے بیٹی کی طرح ہی ویلکم کیا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جبکہ شاہدہ بیگم اسکے پاس بیٹھ کر کتنی دیر اس سے باتیں کرتیں رہیں تھیں۔ اور حسن ہمدانی کہیں باہر نکل گئے تھے۔ دونوں اسے بیٹی کی طرح ہی سمجھ رہے تھے۔۔ کیونکہ دونوں ہی حقیقت میں بیٹی کی کمی محسوس کرتے تھے۔۔

شاہدہ بیگم اسے عیس کے کمرے میں چھوڑ کر خود کچن کی جانب چلی گئیں۔

مشعل غور سے کمرے کو دیکھنے لگی۔ کمرہ بہت بڑا نہیں تھا۔ کمرے کے درمیان اک درمیانے سائز کا بیڈ موجود تھا۔ اور دائیں جانب کپڑوں کی الماری تھی۔ جبکہ بائیں جانب واشروم تھا۔ کمرہ صاف ستھرا اور پیارا تھا۔

وہ اپنے کپڑے نکال کر واشروم میں گھس گئی۔



علیزے صبح اٹھی تو ہمیشہ کی طرح بیڈ کی دائیں جانب سیاہ گلاب موجود تھا۔ گلاب کو پکڑ کر اس نے اسکی خوشبو محسوس کی۔۔ گلاب سے آنے والی خوشبو ویسی تھی۔۔ جیسی وہ روز رات کو کمرے میں محسوس کرتی تھی۔

گلاب کو الماری میں باقی پھولوں کے ساتھ رکھتے وہ کپڑے نکال کر واشروم میں چلی گئی۔

فریش ہونے کے بعد وہ یونیورسٹی کے لیے تیار ہونے لگی۔ اپنے گنگریا لے بالوں کو جوڑے کی شکل دے کر عکیزے نے اپنا سفید گاؤن پہنا۔ پھر حجاب کر کے اس نے اپنا بیگ ریڈی کیا۔

اور ناشتہ کرنے کے لیے ہو سٹل کے میس کی جانب چلی گئی۔۔۔



اویئے تم نے بھابھی کو دیکھا کیا۔۔ کیسی دکھتی ہیں۔۔۔۔ سنی نے رازداری سے ضرار سے پوچھا۔۔

وہ چاروں مردان خانے میں اس وقت موجود تھے۔ اور شام میں ضرار کے نکاح کے بارے کوئی نہ کوئی بات چھیڑ دیتے تھے۔۔ جس سے ضرار انہیں گھور کر رہ جاتا۔۔۔

ضرار نے سنی کو گھورا۔۔۔ تو وہ بھی جواب میں اسے گھورنے لگا۔

جبکہ سلطان اپنا سگریٹ پینے کا شوق پورا کر رہا تھا۔ اور عیس اپنے سامنے موجود کھانے کے لوازمات سے انصاف کرنے میں مصروف تھا۔

یہ تجھے ہر تھوڑی دیر بعد میرا نکاح کیوں یاد آ جاتا ہے۔ ضرار نے تیکھے چتون لہجے میں سنی سے پوچھا۔۔ عیس اور سلطان بھی انکی گفتگو غور سے سن رہے تھے۔

تو سالے ہم یہاں لنگر بانٹنے آئے ہیں۔ تیرے نکاح پر آئے ہیں۔ تو ظاہر ہے۔ اسی بارے بات کریں گئے نہ۔

سنی نے بھی اسے کرار جواب دیا۔ جو کب سے اس موضوع کو نظر انداز کیے جا رہا تھا۔

مجھے چھوڑا سکا بتاؤ۔۔ بھابھی کیسی تھیں۔ ضرار نے عیس کی جانب اشارہ کرتے پوچھا۔ تو سنی کی آنکھوں میں شرارت چمک اٹھی۔۔

عیس جو کہ پستہ کھانے میں کم بلکہ اسے ختم کرنے میں مصروف تھا۔ اپنی جانب اٹھتے سوالوں پر اس نے مشکل سے پستے کو گلے سے اتارا۔۔

بس کچھ نہ پوچھو یا۔۔۔ بھابی بالکل پیاری نہیں ہیں۔ بس میں سوچ لیا۔ کہ ہم تینوں مل کر انکل آنٹی سے بات کریں گئے۔ کہ عیس کو یہ رشتہ نبھانے پر مجبور نہیں کریں۔۔

سنی نے ہمدردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔۔

تو عیس اسکی بات پر بدک اٹھا۔ خبردار کمینے انسان۔۔۔!

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اگر تم نے میری خوبصورت بیوی کو مجھ سے دور کرنے کی کوشش کی۔ تو تیرا خون کر دوں گا۔ عیس کے تیش بھرے انداز نے ان تینوں کو ہسنے پر مجبور کر دیا۔ وہ گڑیا جیسی دکھنے والی پہلی نظر میں اسے اپنا اسیر کر چکی تھی۔۔۔

ان تینوں کے ہسنے پر وہ شرما کر بیٹھ گیا۔ اور اپنی بے اختیاری کا اندازہ بھی ہوا۔۔۔ ایسا کچھ نہیں جیسا تم لوگ سوچ رہے ہو۔۔۔ وہ بس تھوڑی سی پیاری ہے۔۔۔ میرا اتنے میں ہی گزارا ہو جائے گا۔۔۔ عیس نے اپنی صفائی دینی چاہی۔۔۔ تو سلطان اسے ٹوک گیا۔۔۔

بکو اس کر رہا یہ سال۔۔۔ بھا بھی کو دیکھتے ہی دنیا جہاں بھلا بیٹھا تھا۔ اور اب دیکھو کتنا مینا بن رہا ہے۔۔۔



سلطان کے بولنے پر عیس اسے خونخوار نظروں سے دیکھنے لگا۔۔۔ اور پستے والی پلیٹ کو نیچے رکھ کر سلطان کی جانب بڑھا۔

سلطان اسے اپنی جانب آتے دیکھ کر پیچھے کھسک گیا۔۔۔

لیکن عیس سلطان پر دھاوا بول چکا تھا۔۔۔ اور سلطان پر مکوں کی بارش کر دی۔۔۔

ضرار اور سنی نے اسے پیچھے ہٹایا۔ تو عیس پھر اپنی جگہ پر بیٹھ کر اپنی پلیٹ کو اٹھا گیا۔۔۔ اب یہ کبھی اپنی والی کی تصویر بھی نہیں دیکھے گا۔

عیس اس سے مشعل کی تصویر چھپانے کا بدلہ لے لیا تھا۔

جبکہ سلطان اپنی بگڑی حالت میں اسے گھورتا رہ گیا۔۔۔

شام میں گھر والوں کی موجودگی میں ضرار اور منیزے کا نکاح کر دیا گیا تھا۔

عیس اور سنی نے منیزے کو بہانے سے دیکھنے کی بھرپور کوشش کی تھی۔ جس کے جواب میں انہیں شیراز پاشا کی گھوریاں ہی ملی تھیں۔۔۔۔۔
اب ان چاورں کو کل واپس شہر کے لیے نکلنا تھا۔۔۔۔۔

Episode 10

صبح کے وقت جہاں وہ چاورں واپس جانے کے لیے تیار تھے۔ وہ چاورں مردان خانے کے باہر کھڑے، شیراز پاشا کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔
فل وائیٹ کلر کے ڈریس کوڈ میں چاورں دل دھڑکا رہے تھے۔
ہمیشہ کی طرح شرٹ کے بٹن کھولے بالوں کی پونی بنائے، ہاتھوں میں بینڈز پہنے عیس پھلجھڑیاں چھوڑ کر سب کو ہسنے پر مجبور کر رہا تھا۔
جبکہ سنی اپنی کیوٹ پر سنیلیٹی سے آنکھوں میں شرارت لیے، عیس کو مشعل کا نام لے کر چھیڑ دیتا تھا۔ جس پر عیس اسکو آری کہہ کر چڑا دیتا تھا۔
جبکہ ان کے برعکس ضرار اور سلطان آنکھوں میں سنجیدگی لیے اپنی چارمنگ پر سنیلیٹی سے انکی مستیاں دیکھ رہے تھے۔
دونوں بلیک مرسدیز گاڑیاں تیار کھڑی تھیں۔ اک گاڑی میں سلطان اور سنی، جبکہ دوسری میں ضرار اور عیس جانے والے تھے۔

یہ انکل کہاں رہ گئے ہیں۔ عیس نے حویلی کے اندر جھانکنے کی کوشش کرتے پوچھا۔
یہ جو کل سے تم دونوں حویلی میں جھانکیاں مار رہے ہو نہ۔ بابا سائیں سے پٹ جاؤ گئے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ضرار نے انہیں ڈرانے کی کوشش کی۔ جس کا عیس اور سنی دونوں پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

ہاں تو ہم کیا کریں۔ نکاح کروادیا تمہارا۔ لیکن بھابھی نہیں دکھائی ہمیں۔۔۔

عیس نے منہ ٹیڑھا کرتے کہا۔۔۔ تم نے کہا تھا تمہاری کافی کزنز ہیں۔۔۔ مجھے تو حویلی سنسان ہی نظر آئی ہے۔ جتنی دفعہ بھی چکر لگا کے آیا ہوں۔۔۔ ہاں بالکل ایسا ہی تھا۔ سنی نے بھی عیس کی تائید کی۔

یہ تم دونوں کب حویلی میں مٹر گشت کرنے گئے ہو۔ ضرار نے ان دونوں کو تیکھی نظروں سے پوچھا۔ جو اسکے علم میں لائے بنا حویلی گھوم بھی آئے تھے۔

جب تم دونوں رات کو اپنی کسی سنگین صورت حال پر گفتگو کر رہے تھے تب۔۔۔ سنی اور عیس نے دانتوں کی نمائش کرتے بتایا۔

تو ضرار کو یاد آیا۔ کہ وہ دونوں رات کو کچھ دیر کے لیے غائب ہوئے تھے۔ وہ تاسف سے سر ہلا گیا۔ جبکہ سلطان سگریٹ پیتے ہوئے، الجھن کا شکار لگ رہا تھا۔۔۔

خیر ہے نہ۔۔۔ رات سے تم زیادہ ہی نشیبی نہیں بن گئے۔ سنی نے ہاتھ سے سگریٹ کے دھوئیں کو پرے کرتے کہا۔

عیس اور ضرار بھی اسکی جانب دیکھنے لگے۔ جو خاموشی سے صرف سگریٹ کا دھواں اڑانے میں مصروف تھا۔

عیس نے آگے بڑھتے ہوئے سلطان کے منہ سے سگریٹ نکالا۔۔۔ کیونکہ وہ کل رات سے ہی بہت سگریٹ پی رہا تھا۔۔۔

میرے بھائی۔۔۔ مانتے ہیں آپ رات کو گرلز ہو سٹل کا چکر نہیں لگایئے۔ اسکا مطلب یہ نہیں کہ آپ اپنے گردوں پر ظلم کی انتہا کر دیں۔۔۔

عیس نے شرارت سے کہا۔ تو سلطان گڑ بڑا گیا۔۔۔ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ سلطان نے انجان بنتے کہا۔۔۔ سلطان نے ان تینوں کی جانب دیکھا۔ جو پہلے ہی اسے آنکھوں سے نکلنے کی کوشش کر رہے تھے۔ خود کو دیکھنے پر وہ اپنی بے اختیاری پر خود کو کونسنے لگا۔۔۔

کہ اپنے دل کی حالت کی وجہ سے وہ ان نمونوں کو کیسے بھول گیا تھا۔ جواب اسکی جان اتنی آسانی سے نہیں چھوڑنے والے تھے۔۔۔

اتنے میں حویلی کے داخلی درازے سے شیراز پاشا کے ساتھ گل جہاں آتی دیکھائی دیں۔۔۔ پنک کلر کے سوٹ میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔ اور شیراز پاشا کے ساتھ نے انکے چہرے کو اور پر رونق بنا دیا تھا۔

ضرار تم نے بتایا نہیں۔۔۔ کہ تمہاری کوئی بڑی بہن بھی ہے۔۔۔ سنی نے ضرار کی طرف دیکھتے پوچھا۔ اے گدھے۔۔۔ وہ میری اماں سائیں ہیں۔۔۔ ضرار نے سنی کی کمر پر مکہ جھڑتے کہا۔ تو بے یقینی سے ضرار کی جانب دیکھنے لگا۔۔۔

اتنی چھوٹی اماں سائیں۔۔۔ عیس نے حیرانی سے کہا۔۔۔ شیراز پاشا اور گل جہاں ان کے قریب آکھڑے ہوئے۔ اور ضرار ان تینوں کا تعارف گل جہاں سے کروانے لگا۔ جو پہلے ہی ان تینوں کو جانتی تھیں۔ کیونکہ ضرار کی باتوں میں اسکے دوستوں کے سوا کسی اور کا ذکر نہیں ہوتا تھا۔۔۔

اور بتاؤ لڑکوں۔۔۔ رات کیسی گزری۔۔۔ شیراز پاشا نے ان تینوں سے پوچھا۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تو عیس کیوٹ سامنہ بنا گیا۔۔۔ بھا بھی تو آپ نے دیکھنے نہیں دی۔۔۔

عیس کے انداز پر گل جہاں کا قہقہہ نکلا۔۔۔ جو بالکل بچوں سا شکوہ کر رہا تھا۔

برخوردار مجھے علم ہے۔۔۔ کیسے آپ دونوں رات کو اپنی بھا بھی کو دیکھنے کے چکر میں حویلی میں بدروحوں کی طرح بھٹک رہے تھے۔۔۔

شیراز پاشا نے انکی پول کھولی۔۔۔ تو وہ دونوں انجان بنتے ادھر ادھر نظریں دوہرانے لگے۔۔۔

ویسے تم لوگوں کو اپنی بھا بھی کو دیکھنے کا اتنا شوق کیوں ہے۔۔۔ شیراز پاشا نے کب کا سوچا ہوا سوال پوچھا۔ کیونکہ وہ دونوں کسی محلے کی آٹیوں کی طرح دلہن دیکھنے کے لیے بے تاب تھے۔ اور اس کے لیے بہت کوششیں بھی کر چکے تھے۔۔۔

وہ اس لیے کہ ہم چاروں نے فیصلہ کیا تھا۔ ہم خوبصورت بیویاں لائیں گئے۔۔۔ عیس نے گوہر فشان کی۔۔۔ تو باقی تینوں اسے گھورنے لگے۔۔۔

شیراز پاشا عیس کی بات پر مسکرا دیے۔۔۔ بیوی کا خوبصورت ہونا ضروری کیوں ہے۔۔۔ انہوں نے دلچسپی سے اسکی منطق جاننا چاہی۔۔۔

بیوی خوبصورت ہو۔۔۔ تو زندگی خوبصورت گزرتی ہے۔ آپ خود ہی دیکھ لیں۔ آپ اب بھی جوان اور خوش نظر آتے ہیں انکی بدولت اور شان سے خوبصورت بیوی کو پہلو میں لیے پھرتے ہیں۔۔۔ جیسے میرے ابا حضور کرتے ہیں۔۔۔ عیس نے گل جہاں کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

گل جہاں کھلکھلا اٹھیں۔۔۔ جبکہ باقی بھی اسکی باتوں پر مسکرا دیے۔۔۔ کچھ بھ ہو جائے۔۔۔ عیس حسن ہمدانی کو ٹارگٹ کرنے سے باز نہیں آسکتا تھا۔۔۔

دیکھیں کتنی خوبصورت ہیں انٹی۔۔۔ پیچھے ہٹیں۔۔۔ اک سیلفی بنانے دیں خوبصورت لیڈی کے ساتھ۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ابے گدھے یہ میری ہے۔۔ تم اپنی والی کے ساتھ جا کر بنوانا۔۔ شیراز پاشا نے جیلیسی سے اسے گل جہاں سے دور ہٹایا۔ جو گل جہاں کے ساتھ جڑ کر کھڑا ہوں چاہ رہا تھا۔
تو عیس پھر اک دفعہ منہ بگاڑ گیا۔

اچھا۔۔! تو اپ ہو وہ دونوں۔۔ جو کل تانکہ جھانکی کر رہے تھے۔ گل جہاں نے پوچھا۔۔ تو سنی نے سر اثبات میں ہلایا۔۔ جیسے کوئی عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہو۔۔
ویسے آپ تینوں اتنے پیارے ہو گے۔۔ میں سوچا نہیں تھا۔۔
گل جہاں نے ان تینوں کی تعریف کی۔۔ تو سنی بلش کرنے لگا۔۔۔۔

کیونکہ وہ تینوں اپنے اپنے مخصوص سٹائل اور سحر انگیز شخصیت کے ساتھ ماحول پر چھائے ہوئے تھے۔
سنی کے بلش کرنے پر وہاں سب ہسنے لگے۔۔ اماں سائیں یہ تھوڑا اثر میلا ہے۔۔۔۔
ضرار نے سنی کی جانب اشارے سے بتایا۔ تو گل جہاں پھر مسکرا دی۔۔ جب کہ شیراز پاشا بھی دلچسپی سے سب دیکھ رہے تھے۔۔ وہ چاروں سچ میں مکمل لگتے تھے۔ انکا اک بیٹا تھا۔ پر اب انہیں لگ رہا تھا۔
کہ انکے تین اور بھی بیٹے ہیں۔۔۔۔

ضرار منیزے تمہارے ساتھ شہر جائے گی۔ اور وہیں تمہارے ساتھ رہے گی۔ میں نے تمہاری یونیورسٹی میں ہی اسکا داخلہ کروا دیا ہے۔۔۔۔

شیراز پاشا نے ضرار کو مخاطب کرتے ہوئے بتایا۔ تو ضرار نے حیران کن نظروں سے گل جہاں اور شیراز پاشا کی جانب دیکھا۔۔۔

لیکن اس بارے آپ لوگوں نے پہلے تو کچھ نہیں بتایا مجھے۔۔۔ ضرار نے سنجیدہ انداز سے پوچھا۔۔۔

اک تو وہ پہلے ہی یہ سب قبول نہیں کر پارہا تھا۔ دوسرا ایسے یہ سب اچانک ہونا ضرار کو ضرورت سے زیادہ سنجیدہ کر گیا۔۔۔

ایسی بھی کوئی انوکھی بات نہیں ہے بر خودار۔۔۔ جو پہلے اپکو اطلاع کرتے۔ ویسے بھی وہ اب تمہاری بیوی ہے۔ اور اسکا تمہارے ساتھ ہی رہنا بنتا ہے۔۔۔ شیراز پاشا نے رعب دار لہجے میں کہا۔ تو ضرار خاموشی سے جا کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔۔

انکل آپ بھابھی کو بھیجے۔۔۔ پھر ہم نکلتے ہیں۔۔۔ سلطان نے آگے بڑھ کر شیراز پاشا سے کہا۔ تو وہ سرہاں میں ہلا گئے۔۔۔

گل جہاں بھی ضرار کی سنجیدگی دیکھ رہیں تھیں۔ لیکن ابھی وہ اسے کچھ نہیں کہنا چاہتی تھیں۔ جو ہو رہا تھا۔ اس میں ہی ضرار اور منیزے کی بھلائی تھی۔ کہ وہ دونوں اک ساتھ رہ کر ہی قریب ہو سکتے تھے۔ اور اک دوسرے کو سمجھ سکتے تھے۔۔۔

رائل بلوکلر کے شیشوں سے آراستہ سوٹ میں منیزے ملازمہ کے ہمراہ وہاں آئی۔ کالے بال اس وقت پونی ٹیل میں مقید تھے۔ جبکہ سوٹ کچھ بلوچی سٹائل میں ہی تھا۔ گل جہاں نے اسکا سامان گاڑی میں رکھوایا۔ وہ منیزے کو کل نکاح کے بعد ہی بتا چکی تھیں۔ کہ وہ شہر میں ضرار کے پاس رہے گی۔ اور پڑھائی بھی وہیں کرے گی۔

جس پر خاموشی سے منیزے نے انکی بات مان لی تھی۔ کیونکہ وہ خود بھی اس حویلی میں رہنے کے لیے راضی نہیں تھی۔

رات کو ہی وہ موبائل میں اسے ضرار کی تصویر دیکھا چکی تھیں۔ جس پر منیزے زیادہ دیر نہیں دیکھ پائی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ ابھی صرف سترہ سال کی تھی لیکن اپنی ہائٹ اور سٹائل کی وجہ سے وہ کچھ میچور ہی لگتی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ضرار نے جب بلوچی کپڑوں میں اک لڑکی کو باہر آتے دیکھا۔ تو ضبط سے آنکھیں بند کر گیا۔ کیونکہ اسے جتنی چڑ بلوچی کپڑوں سے تھی۔ منیزے کو انہی کپڑوں میں دیکھ کر وہ اپنا ضبط کھو رہا تھا۔

اسے شیراز پاشا کی بات یاد آئی۔ جب انہوں نے کہا تھا۔ "کہ بلوچی کپڑوں کو تمہاری طرح ہی دیکھتی ہے۔" وہ تو بلوچی کپڑوں کو دیکھتے ہی آنکھیں بند کر لیتا تھا۔ کیونکہ اسکی ناپسندیدگی کی حد ہی یہ تھی۔۔۔ پر یہاں وہ میڈم پہن کر گھوم رہی تھی۔ غصے سے ضرار کی رگیں پھول گئیں۔

سلطان، سنی اور عیس جا کر دوسری گاڑی میں بیٹھے۔ جبکہ منیزے ضرار کے ساتھ آکر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ تو ضرار نے اسکی جانب دیکھا تک نہیں تھا۔۔۔ اور گاڑیاں حویلی سے نکل آئیں۔۔۔

آپکا شہزادہ منیزے کو بلوچی کپڑوں میں دیکھ کر غصے سے گھور رہا تھا۔ گل جہاں نے شیراز پاشا کی جانب دیکھتے کہا۔

تو وہ ہس دیے۔۔۔ دیکھنے دیں اسے۔۔۔ جب ہماری بہو ویسٹرن کپڑوں میں سامنے آئیں گئیں۔ جناب کی خود عقل ٹھکانے آجائیں گی۔ خود ہی یہ کپڑے پہنے کو کہے گا۔ گل جہاں انکی پلینگ پر نفی میں سر ہلا گئیں۔

ویسے سائیں اپکو برا نہیں لگا۔ کہ اپکی بہو ویسٹرن ڈریسنگ کرتی ہیں۔ گل جہاں نے جاننا چاہا۔ کیونکہ انکی روایت کے مطابق ایسے کپڑے معیوب سمجھے جاتے تھے۔۔۔

خوبصورت بیگم۔۔۔! مجھے بالکل برا نہیں لگا۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں۔ کہ منیزے کو ضرار اپنے رنگ میں خود رنگ لے۔ جیسے میں نے اپکو اپنے جیسا بنا لیا ہے۔۔۔ ہھر چاہے ہماری بہو ضرار کی پسند سے ویسٹرن پہنے یا مشرقی۔۔۔

تو گل جہاں کھلکھلا پڑی۔ اور محبت سے انہوں نے شیراز پاشا کے کندھے پر سر رکھ دیا۔

انہیں یقین تھا۔ کہ ضرار منیزے کو اپنے رنگ میں رنگ کے گا۔



یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

آئیرہ یونیورسٹی میں داخل ہوئی۔ تو علیزے سفید گاؤن میں اسے اپنا انتظار کرتی نظر آئی۔

ہائے خوبصورت لڑکی۔۔۔ آئیرہ نے اسے مخاطب کرتے کہا۔ تو علیزے اس کے انداز پر مسکرا دی۔۔۔

آئیرہ آج بھی اپنی مخصوص ڈریسنگ شارٹ کرتی کے ساتھ جینز میں ملبوس تھی۔ براؤن بال پونی ٹیل میں ہی تھے۔ اور منہ میں ببل کے ساتھ اسکا لاپرواہ انداز اسے خوبصورت بناتا تھا۔

جبکہ علیزے اپنے اندر کو چھپائیے، گاؤن میں اپنی باوقار شخصیت کے ساتھ موجود تھی۔۔۔

صبح صبح ناشتہ نہیں ملا کیا۔۔۔ جو ببل کھا رہی ہو۔ علیزے نے پوچھا۔۔۔

یار یہ ببل منہ میں نہ ہونہ تو میرا دماغ گھوم جاتا ہے۔۔۔ آئیرہ نے ادھر ادھر نظریں دوہراتے جواب دیا۔

کسے ڈھونڈ رہی ہو۔۔۔ علیزے نے آئیرہ کے نظریں دہرانے پر پوچھا۔

میں دو لڑکیاں ڈھونڈ رہی ہو۔۔۔

لڑکیاں کیوں ڈھونڈ رہی ہو۔۔۔ علیزے نے الجھن سے پوچھا۔۔۔

اپنا گروپ مکمل کرنے کے لیے۔۔۔ ہمیشہ چار لوگوں کی دوستی کا گروپ ہونا چاہیے۔ جس میں اک سنجیدہ، اک شرارتی، اک بے وقوف اور اک غصے والا ہوتا ہے۔۔۔ ایسے مختلف لوگوں سے دوستی کرنے سے زندگی مزے دار ہو جاتی ہے۔۔۔ اب تم تو سنجیدہ ہو اور میں شرارتی۔۔۔ تو ہمیں اک بے وقوف اور اک غصے والی کو ڈھونڈنا ہے۔۔۔ اور ساتھ انکا طرف بھی دیکھنا ہے۔ کیونکہ دوستی کے رشتے کو نبھانے کے لیے ظرف بھی ہونا چاہیے۔۔۔ جو دوستوں کے لیے قربانی اور جان دینے سے بھی پیچھے نہ ہٹیں۔۔۔ مجھے آستین کے سانپ نہیں چاہیئے۔۔۔ وہ میرے رشتے داروں میں بہت ہیں۔۔۔

آئیرہ کے تفصیلی جواب پر علیزے سچ میں متاثر ہوئی تھی۔ اور آخر میں اسکی سانپ والی بات پر ہنس دی۔
لگتا ہے آج نہیں ملے گی کوئی۔۔۔ چلو کل ڈھونڈتے ہیں۔۔۔ آئیرہ علیزے کا بازو پکڑ کر کلاس کی جانب چل دی۔۔۔



یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

This eBook is written by **Amreeny Qais** and was converted PDF by **KOH NOVELS URDU**.

Note: Is Paid eBook Ki Kisi Bhi Kisam Ki Chori, Aap Pr Legal Case Krwa Sakti Hai But Writer Ki Taraf se TikToks and YouTube Shorts Bnane Ki Ijazat Hai.

Episode 11

کل رات وہ بے چینی سے کروٹیں بدلتی رہی تھی۔ لیکن اسے اپنے کمرے میں پچھلے اتنے عرصے سے محسوس ہونے والی کلون کی خوشبو نہیں ملی۔ علیزے کی ساری رات بے چینی میں ہی گزر گئی تھی۔ اور اپنی اس بے چینی پر وہ خود حیران تھی۔ کہ اک نامعلوم انسان کی موجودگی اس کے لیے اتنی اہمیت کی حامل کیوں ہو گئی ہے۔۔۔

لیکن اسکے پاس ان سب باتوں کا کوئی جواب نہیں تھا۔۔۔

رات وہ آنکھوں کو بند کیے سونے کی کوشش کر رہی تھی۔ کہ شاید اسی طرح بے چین دل کو قرار جائے۔ اور وہ نامعلوم شخص چلا جائے۔

یہ سچ تھا۔ کہ پچھلے دو سالوں سے علیزے رات کو اسکی موجودگی میں بے فکر ہو کر سونے لگی تھی۔ ورنہ ہر وقت اسے اپنے عزت کی فکر لگی رہتی تھی۔ ہو سٹل کے اس کمرے کی چار دیواری بھی اسے تحفظ کا احساس نہیں دلا پائی تھی۔ جو احساس اسے رات کے آخری پہراک اجنبی انسان کی موجودگی میں ملتا تھا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے خود نہیں جانتی تھی۔ کہ وہ اس اجنبی انسان سے خوفزدہ کیوں نہیں ہے۔ ان ساری باتوں کو سوچتے آخر کار کل رات اس پر نیند مہربان ہو ہی گئی تھی۔۔۔ وہ اک رات میں ہی اسکے زہن پر بری طرح سوار ہو گیا تھا۔

صبح اٹھنے پر جب بیڈ پر ہمیشہ ملنے والا گلاب نظر نہ آیا۔ تو اک دم سے علیزے کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا۔ اسے خود میں ادھور اپن محسوس ہونے لگا تھا۔۔۔

وہ بو جھل دل کے ساتھ یونیورسٹی کے لیے تیار ہونے لگی۔ کہ اب وہاں ایڑہ سے مل کر ہی وہ بہتر محسوس کر سکتی تھی۔ اس حالت میں رہتی تو شاید اب وہ رونے لگتی۔۔۔



مشعل کو آج یہاں دوسرا دن تھا۔ پر جس کے نام سے منسوب ہو کر وہ اس گھر میں آئی تھی۔ وہ کل کا اسے چھوڑ کر غائب ہو چکا تھا۔

مشعل کو خود کا وجود بے معنی لگنے لگا تھا۔ اور یہ سوچ کر ہی اس کا دل بھر رہا تھا۔ کہ وہ اس گھر کے لوگوں پر بوجھ بننے والی ہے۔۔۔ وہ چھوٹی سی لڑکی منفی سوچوں میں لپٹی ہوئی تھی۔۔۔ عیس کے کمرے میں پورے حق سے اس کے بیڈ پر براجمان ہو کر وہ اسی کے بارے غلط سوچوں کا شکار ہو رہی تھی۔

کیونکہ وہ عیس کے بارے کچھ نہیں جانتی تھی۔ یہاں تک کہ دونوں میں ابھی اک دفعہ بھی بات چیت نہیں ہوئی تھی۔ جس سے وہ اندازہ ہی لگا پاتی۔ کہ عیس اس بارے کیا سوچتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی حقیقت تھی۔ بچپن سے اپنی ماں کی زبان سے خود کے لیے اک نام سنتے ہوئے مشعل عیس سے محبت کر چکی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی۔ کہ اسکی یک طرفہ محبت کا کیا انجام ہوگا۔ لیکن ابھی اس سنگ دل کی اس طرح کی نظر اندازی اسے بری طرح کھل رہی تھی۔۔۔۔ بنا کسی اظہار کے بھی وہ اسے ناراض ہو گئی تھی۔

بچوں کی طرح آنکھوں کو مسلے وہ رویے جارہی تھی۔ کہ اگر عیس اسکو اس طرح اپنی وجہ سے روتے دیکھ لیتا۔ تو ضرور سزا کے طور پر سنی کو اپنی پونی کھینچنے کے لیے کہہ دیتا۔

پر افسوس وہ بے خبر تھا۔ کہ جس کو دیکھ کر وہ اپنے دل کو مشکل سے سنبھالے ہوئے تھا۔ وہ اس طرح اسے یاد کر کے رویے جارہی ہے۔ وہ تو پہلی نظر میں ہی دل و جاں سے اس پر مر مٹا تھا۔ پر یہ چھوٹی سی جان بے خبر اپنی سوچوں میں ہی الجھی ہوئی تھی۔۔۔

حلانکہ حسن اور شاہدہ بیگم نے اسے کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہونے دی تھی۔ کل سے ہی وہ مشعل کے ساتھ وقت گزار رہے تھے۔ کہ وہ اکیلا محسوس نہ کرے۔۔۔ لیکن انکی اتنی توجہ دینے کے باوجود وہ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور تھی۔۔۔

انہی سوچوں میں اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی ہوئی تھیں۔ آنسو صاف کرنے کے چکروں میں آنکھوں کو مسلتے ہوئے لال کر چکی تھی۔۔۔

وہ عیس کے بیڈ پر بیٹھی رونے میں مصروف تھی۔

کہ شاہدہ بیگم اور حسن صاحب اسکے کمرے میں داخل ہوئے۔

مشعل کو روتے دیکھ کر وہ دونوں جلدی سے اسکی جانب آئے۔۔۔

مشعل میری جان کیوں رورہی ہو۔۔۔ شاہدہ بیگم نے بیڈ پر اسکے قریب بیٹھتے پوچھا اور اسے اپنے ساتھ لگایا۔۔۔

جبکہ حسن ہمدانی صاحب بیڈ کے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گئے۔

اور غور سے مشعل کے ستائے ہوئے چہرے کو دیکھنے لگے۔۔۔

وہ اچھی طرح محسوس کر رہے تھے۔ کہ وہ کیوں دکھی ہو رہی ہے۔ وہ کل سے یہاں موجود تھی۔ پر جس کی وجہ سے موجود تھی۔ وہ گدھا کہیں نہیں موجود تھا۔۔۔

حسن صاحب کو بے اختیار عیس پر بے تحاشا غصہ آیا۔۔۔ جس کی وجہ سے انکی چھوٹی سی بہو رو کر پاگل ہو رہی تھی۔

عیس کی کلاس کا ارادہ تہیہ کرتے، انہوں نے شاہدہ بیگم اور مشعل کی جانب توجہ مرکوز کی۔ جہاں شاہدہ بیگم اسے کو بہلانے میں کامیاب ہو چکی تھیں۔۔۔ بچوں کی طرح رونے میں اگر حلدی کرتی تھی۔ تو بچوں کی طرح اتنی ہی آسانی سے بہل بھی جاتی تھی۔ وہ ضرورت سے زیادہ معصوم تھی۔

مشعل بلیک سوٹ میں اپنے کالے بالوں اور سفید رنگت سے کوئی گڑیا معلوم ہو رہی تھی۔۔۔

مشعل کو دیکھتے ہوئے، حسن صاحب کو بے اختیار یاد آیا۔ جب عیس کہہ رہا تھا۔ کہ اسے خوبصورت بیوی چاہیے۔ یقیناً انکی خوبصورت بہو اس گنڈے کو وہ اتنی آسانی سے نہیں دینے والے تھے۔

جتنا وہ انہیں تنگ کر چکا تھا۔ اب انکی باری تھی۔ یہ سب سوچتے حسن صاحب کے چہرے پر اک مسکراہٹ تھی۔ کہ انکا پھولوں والے کپڑے پہنے والا گدھا اب سدھرے گا۔۔۔

آپ کیوں خود ہی مسکرا رہے ہیں۔۔۔ شاہدہ بیگم نے حسن صاحب کو مخاطب کیا۔ جو اپنے خیالوں میں کھوئے مسکرائے جارہے تھے۔۔۔

میں اس لیے مسکرا رہا ہوں۔ کہ میری پیاری بیٹی سے گھر میں رونق ہو گئی ہے۔ حسن نے شفقت سے مشعل کی جانب دیکھا۔ جو انہی کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

آپکی بہو جو فضول میں روئے جارہی ہے۔ اسکا بھی خیال رکھیں۔ اور اپنی بہو کو بتائیں۔۔۔ کہ ہم انکو بچپن سے جانتے ہیں۔۔۔ شاہدہ بیگم نے حسن صاحب کو کہا۔ تو وہ مسکراتے ہوئے بولنا شروع ہوئے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

آپکو پتہ ہے بیٹا جی۔۔۔ آپ ہمارے لیے اجنبی نہیں ہیں۔۔۔ جب سے آپکا اور عیس کا نکاح ہوا تھا۔ تب سے ہی انعم بہن سے ہم رابطے میں تھے۔۔۔

اور آپکے بارے بھی ہم ساری خبر ہوتی تھی۔ اس لیے آپ ہماری بہو نہیں بٹی ہیں۔ کیونکہ آپکو ہم بچپن سے جانتے ہیں۔ آپکے بارہ سال کی عمر تک ہم آپ سے ملنے جاتے رہے تھے۔۔۔ لیکن پھر ہم بعد میں نہیں جاپائے۔۔۔

اس لیے اب آپ نے ہمارہ ساتھ دینا ہے۔ کہ آپ کے شوہر مطلب گدھے کو سدھار سکیں۔۔۔ حسن صاحب مشعل سے باتیں کرنے لگے۔ تاکہ وہ اس گھر کو اپنا ہی سمجھے۔ جبکہ شاہدہ بیگم ان دونوں کو باتیں کرتا دیکھ کر خود کمرے سے چلی گئیں۔ اور حسن صاحب عیس کو راہ راست پر لانے کے لیے مشعل کے ساتھ پلینگ کرے لگے۔۔۔



ضرار منیزے کو لے کر اپنے فلیٹ پر پہنچ چکا تھا۔ جبکہ راستے میں ہی سلطان لوگ اسے مل کر اپنے فلیٹ کی جانب چلے گئے تھے۔۔۔

جبکہ منیزے کو ضرار پر یہ سوچ سوچ کر غصہ آ رہا تھا۔۔۔

جو گاڑی میں خود کے سوا آسکی موجودگی کو بھی محسوس نہیں کر رہا تھا۔

پورے رستے میں ضرار چہرے پر بارہ بجائے ڈرائیو کرتا رہا تھا۔ منیزے نے ضرار کی جانب اک دو مرتبہ دیکھا تھا۔ پر اسکے چہرے کے سرد تاثرات دیکھ کر وہ لب بھینچ گئی۔۔۔

اور اسے اب تک چڑھور ہی تھی۔ کہ اس نے اس رشتے کے لیے ہاں ہی کیوں کی تھی۔ کیونکہ وہ بالکل بھی اک کمزور لڑکی نہیں تھی۔ امریکہ میں رہتے ہوئے اسے اچھے سے معلوم تھا۔ کہ اپنا حق کیسے لینا

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ہے۔۔۔ اور ضرار کی صورت حال دیکھ کر اسے اندازہ ہو رہا تھا۔۔۔ کہ۔۔۔ اسے یہاں اپنے حق کے لیے محنت کرنی پڑے گی۔۔۔

حویلی سے نکلتے ہوئے بھی گل جہاں اسے اچھے سے سمجھا چکی تھی۔ کہ ضرار اگر اسے نظر انداز کرنے کی کوشش کرے گا۔ تو منیزے کو اسے بالکل اجازت نہیں دینی۔۔۔

ضرار فلیٹ انلاک کرواپس گاڑی کی جانب آیا۔ تو منیزے گاڑی سے نکل کر فلیٹ کے اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

جبکہ منیزے کو اس طرح فلیٹ میں منہ اٹھا کر جاتے دیکھ کر ضرار کو طیش آیا۔ کیونکہ وہ اپنا بیگ گاڑی میں ہی چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ جس کا مطلب تھا۔ کہ ضرار اسکا بیگ لے کر آجائے۔۔۔ کیا وہ ضرار حیدر پاشا کو اپنا نوکر سمجھ رہی تھی۔

اگر وہ۔ ایسا سمجھ رہی تھی۔ تو وہ منیزے سکندر کی غلط فہمی بہت جلد دور کرنے والا تھا۔۔

پہلے ہی گاڑی میں وہ اس کے بلوچی کپڑوں کو مشکل سے برداشت کرتے ہوئے یہاں تک آیا تھا۔۔

اور اب منیزے سکندر کا ایڈیٹیوڈ اسے غصے میں مبتلا کر گیا تھا۔۔

کل اگر وہ انہی بلوچی کپڑوں میں یونیورسٹی چلی گئی تو۔۔۔ کیونکہ وہ یہ بات انکور نہیں کر سکتا تھا۔ کہ منیزے سکندر اسکے نام سے منسوب ہو چکی ہے۔ اس لیے اپنے غصے کو کنٹرول کرتے ہوئے وہ فلیٹ کے اندر آگیا۔ جبکہ منیزے کا بیگ اب تک گاڑی میں ہی پڑا تھا۔۔

اندر داخل ہوتے اسے دوسرے کمرے کا دروازے بند ملا۔ تو اسے حیرانی ہوئی۔ کہ وہ لڑکی پہلی بار اس کے ساتھ یہاں آئی تھی۔ لیکن اسکے طور طریقے بتا رہے تھے۔ کہ وہ یہاں کافی عرصے سے رہ رہی ہے۔ جو روٹھی ہوئی بیوی کی طرح اپنے شوہر کو چھوڑ کر دوسرے کمرے میں چلی گئی ہے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

دروازے کو سخت نظروں سے دیکھتے ضرار اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔

گوٹو ہیل۔۔۔ اک تو بنا اجازت کے میرے میری زندگی میں چلی آئی۔ اور اب میرے فلیٹ میں ایسے مٹر گشت کر رہی ہے۔ جیسے یہاں کی مہارانی ہو۔ غصے سے اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے ہوئے وہ واش روم میں شور لینے چلا گیا۔ تاکہ خود کو ٹھنڈا کر سکے۔۔۔

جبکہ دروازہ بند ہونے کی آواز پر منیزے اپنے کمرے سے نکلی۔ اور ضرار کے بند دروازے کو دیکھتے وہ باہر گاڑی سے اپنے بیگ لینے چلی گئی۔۔۔

اس نے یہ حرکت ہی ضرار کو طیش دلانے اور اپنے آپ کو گاڑی میں اگنور کرنے کا بدلا لیا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ کمزور رونے دھونے والی کڑکی ہر گز نہیں تھی۔

اسے اپنی اہمیت اچھے سے بتانا آتی تھی۔ اگر ضرار کا غصہ آسمان کو چھوتا تھا۔ تو منیزے کا بھی کوئی ثانی نہیں تھا۔۔۔

بیگ اندر لاتے ہوئے ضرار کے دروازے کو گھورتے زبان نکال کر چڑا گئی۔ جیسے دروازے کی بجائے ضرار اسکے سامنے موجود ہے۔۔۔ ضرار کا سوچ کر وہ اور گندے منہ بنانے لگی۔

کیونکہ وہ اتنا تو جانتی تھی۔ کہ ضرار اسکا بیگ اندر نہیں لائے گا۔ جس نے گاڑی میں اپنے اور اسکے درمیان قائم ہونے والے رشتے کے باوجود اسے مخاطب کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ وہ اسکا سامان کیسے اندر لاتا۔ دروازے کو چڑا کر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

یہاں آنے سے پہلے شیراز پاشا اور گل جہاں نے اسے اچھے سے سمجھا دیا تھا۔ اور یہ بھی بتایا تھا۔ کہ فلیٹ میں دو کمرے ہیں۔ اور اک کمرے میں ضرار اور دوسرے کمرے میں منیزے رہے گی۔۔۔ منیزے اور ضرار کو ساتھ رکھنے کا مقصد ان دونوں کو قریب لانا تھا۔ لیکن ان کی قریبی بھی اس حد تک تھی۔ کہ

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

دونوں کو اک دوسرے کی اہمیت کا اندازہ ہو سکے۔ وہ انہیں اک دوسرے پر بوجھ نہیں بنانا چاہتے تھے۔ نہ ہی یہ چاہتے تھے۔ کہ منیزے اور ضرار اس رشتے کو مجبور ہو کر نبھائیں۔

جب منیزے کے پاس ضرار کو پیدا کرنے والوں کی سپورٹ تھی۔ تو ضرار کس کھیت کی مولی تھا۔۔۔ نہیں مولی فی میل ہوتی ہے۔ یہ آلو ہے۔ منیزے نے اپنی تصحیح کرتے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔۔۔ آنے والا وقت ثابت کرنے والا تھا۔ کہ اس فلیٹ میں ٹوم اینڈ جیری کا قیام ہونے والا ہے۔۔۔

فریش ہونے کے بعد منیزے نائیٹی پہن کر باہر آئی۔ پھر شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر روشن لگانے لگی۔ سامان صبح سیٹ کرنے پر چھوڑ کر وہ بیڈ پر لیٹ گئی۔ کیونکہ کل صبح اسے یونیورسٹی کے لیے جلدی اٹھنا تھا۔۔۔ اور اب وہ صرف سونا چاہتی تھی۔۔۔



واپس آتے ہوئے انہیں شام ہو گئی تھی۔۔۔ پھر ضرار کو اسکے فلیٹ پر چھوڑ کر سنی اور عیس دونوں ہی سلطان کے فلیٹ پر تھوڑی دیر رک گئے۔ اور اب رات کے آٹھ بجے عیس گھر میں داخل ہوا۔ تو اسے گھر میں معمول سے ہٹ کر روشنی محسوس ہوئی۔۔۔

کبھی گھر آؤ تو خاموشی ملتی ہے۔ کبھی ضرورت سے زیادہ شور اور آج تو روشنی ہی ہو گئی ہے۔۔۔ یہ میرا گھر ہے یا بگ بوس کا شو۔۔۔

عیس نے خود سے بڑبڑاتے چاروں طرف نظریں دوہراتے کہا۔

تھکاوٹ کی وجہ سے وہ بھلا چکا تھا۔ کہ اک دن پہلے اس گھر میں اک اور فرد کا اضافہ ہو چکا ہے۔۔۔

بالوں کو ماتھے سے ہٹاتے وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ تو لائیٹ جلانے پر اسے لگا۔ کہ وہ کسی چھوٹی لڑکی کے کمرے میں داخل ہو گیا ہے۔ پر اسکی تو کوئی بہن ہی نہیں تھی۔ پھر یہ کمر اس کا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کہیں حسن صاحب نے اماں کی گلابی سوٹ میں تعریف تو نہیں کر دی۔ اس لیے گھر بار بی ڈول بنا دیا ہے۔

لگتا ہے میں آج حسن صاحب کے کمرے میں آگیا ہوں۔ عیس تھکاوٹ سے چور کچھ بھی سوچے جا رہا تھا۔ لائیٹ آف کر کے وہ دوسرے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ جسے وہ اپنا کمرہ سمجھ رہا تھا۔

کمرے میں داخل ہوا تو سامنے بیڈ پر اسے حسن صاحب ٹی وی پر خبریں دیکھتے ہوئے نظر آئے۔ آپ میرے کمرے میں کیا کر رہے ہیں۔ اور یہ ٹی وی کیوں ادھر رکھا ہے۔ عیس نے ٹی وی کی جانب اشارہ کرتے استفسار کیا۔

برخوردار دماغ پر کوئی چوٹ لگ گئی ہے کیا۔ تمہارا کمرہ کب سے ہو گیا۔ حسن صاحب نے تیکھی نظروں سے اسے کہا۔

تو پھر میرا کونسا کمرہ ہے۔ آہستہ آواز میں کہتے وہ حسن صاحب کو ان سنا کرتے دوبارہ اپنے کمرے کی طرف آیا۔

لائیٹ آن کرتے اس نے کمرے کو غور سے دیکھا۔ تو بیڈ پر گلابی رنگ کی بیڈ شیٹ تھی۔ اور کھڑکیوں پر پردے بھی اسی رنگ کے تھے۔

اپنے کپڑوں کی الماری کو کھولتے اسے اپنے کپڑے اک سائیڈ پر لگے نظر آئے۔ بالکل اسی طرح جیسے کوئی دبلا پتلا انسان کسی موٹے انسان کے ساتھ بیٹھا محسوس کرتا ہے۔

عیس کو الماری میں اپنے کپڑے بھی اسی طرح محسوس ہو رہے تھے۔ کیونکہ باقی لیڈیز کپڑے بڑے سلیقے سے ہینگ کیے ہوئے تھے۔ جبکہ اسکے کپڑے سائیڈ پر لگے معصوم شکل بنائے ایڈجسٹ ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

وہ یہ سب دیکھ ہی رہا تھا۔ کہ حسن صاحب کمرے کے اندر داخل ہوئے۔

یہ سب کیا ہے۔ عیس نے الجھن سے ان سے پوچھا۔

نظر نہیں آ رہا کیا۔۔ کہ تمہاری بیوی کے کپڑے ہیں۔۔ دماغ کے ساتھ آنکھیں بھی کمزور ہو گئیں ہیں کیا۔۔ حسن صاحب نے اسے سخت نظروں سے گھورتے کہا۔ جو اپنی بیوی کو اکیلا چھوڑ کر غائب تھا۔ اور اب اسے بھلا بھی چکا تھا۔

میری بیوی۔۔ عیس نے سرگوشی میں کہا۔۔

عین اسی وقت شاہدہ بیگم کے ساتھ مشعل کمرے میں داخل ہوئی۔

عیس کی مشعل پر نظر پڑتے ہی اسے بیوی جیسی بلا لفظ کی سمجھ آ گئی تھی۔

جوبلیک پٹیا لہ شلوار قمیض میں اپنی بالوں کی کٹنگ کی وجہ سے گڑیا لگ رہی تھی۔ چہرے پر عیس کو دیکھتے ہوئے گھبراہٹ کے واضح نشان تھے۔۔

آج سے یہ کمرہ مشعل کا ہے۔ تم بیٹھک میں رہنا چاہو تو تمہاری مرضی۔ نہیں تو بچن بھی ہے۔

عیس جو کہ مشعل کو دیکھنے میں مصروف تھا۔ حسن صاحب کے نئے فرمان پر سلگ اٹھا۔

شاہدہ بیگم بھی خاموشی سے باپ بیٹے کی تکرار دیکھ رہیں تھیں۔۔ اور عیس کی نظروں سے گھبراتے مشعل شاہدہ بیگم میں گھسنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

ماشاء اللہ سے پہلا گھر دیکھ رہا ہوں۔ جہاں بہو کے آتے ہی بیٹے کو گھر سے نکالا جا رہا ہے۔ لوگ گھر

جائیں۔ تو انکو سکون دیا جاتا ہے۔ میں گھر آؤ تو مجھے فرمان دیے جاتے ہیں۔

عیس نے سلگتے ہوئے کہا۔

تو حسن صاحب بے نیازی سے کندھے آچکا گئے۔ یہ ڈرامہ بعد میں کر لینا۔ ابھی کمرے سے باہر چلو۔
میری بہو کا سونے کا وقت ہو گیا ہے۔ کیونکہ صبح میری بہو کو یونیورسٹی بھی جانا ہے۔
حسن صاحب نے عیس کو باہر نکلنے کا اشارہ کرتے بتایا۔

آج دن میں ہی وہ اسکا ایڈمیشن کروا کے آئے تھے۔ تاکہ وہ آگے اپنی پڑھائی کر سکے۔ پھر عیس کے خلاف منصوبہ بندی کرتے وہ مشعل کو اپنے ساتھ ملا چکے تھے۔ کہ کیسے وہ انکا ساتھ دے کر عیس کو سیدھا کرنے میں مدد کرے گی۔ تب تو مشعل نے حسن صاحب کے ساتھ ہامی بھر لی تھی۔ پر اب عیس کو دیکھتے ہوئے اسے اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔

حسن صاحب کی بات سن کر عیس نے متاثر ہوتے واہ کہا۔

حسن صاحب نے خود عیس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کمرے سے نکالا اور مشعل کو آرام کا کہہ کر وہ خود بھی باہر آ گئے۔ جبکہ شاہدہ بیگم پہلے ہی اپنے کمرے میں جا چکی تھیں۔

اور اب عیس بیٹھک میں بیٹھا دانت پیس رہا تھا۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ جا کر اس چھوٹی سی لڑکی کے ہوش ٹھکانے لگا دیتا۔ وہ خوبصورت پدی ثابت ہوئی تھی۔ جو اسکے پورے گھر پر اک دن میں ہی قبضہ جما چکی تھی۔

سلطان کی طرف جانے کا ارادہ کر کے وہ اپنے کمرے سے کپڑے لینے کے لیے باہر آیا۔ تو حسن صاحب اسے باہر ہی نظر آئے۔

چلو اب یہ بہو کے کمرے کی پہرہ داری بھی کریں گے۔ تو بہو لائیں ہی کیوں ہیں۔ پھر کہتے ہیں پوتے پوتیاں لیٹ پیدا ہوتے ہیں۔ خود سے باتیں کرتے وہ اپنے کمرے کے دروازے پر آیا۔

اپنے کپڑے بھی لے سکتا ہوں کہ نہیں۔۔۔ حسن صاحب کے خود کو دیکھنے پر عیس نے چڑ کر کہا۔

جلدی لے کر آؤ۔

خبردار بچی کو ڈرایا۔ حسن صاحب نے اسے تنبیہ کی۔

بچی کی اتنی فکر ہے۔ تو بچی کو میرے حوالے ہی نہ کرتے۔

کچھ سوچتے عیس کے لبوں پر پراسرار مسکراہٹ آئی۔

مشعل کے دروازہ کھولنے پر وہ اندر کی جانب بڑھ گیا۔ اور پھر کچھ سوچ کر حسن صاحب کی جانب مڑا۔

آپکو شرم نہیں آئے گی۔ بہو اور بیٹے کی پرائیویسی میں آتے ہوئے۔ عیس نے مڑتے ہوئے کہا۔

بے شرم انسان۔۔۔ جارہا ہوں میں۔۔۔ پراگر تم نے میری بہو کو ڈرایا تو یاد رکھنا۔ حسن صاحب اسے

وارنگ دیتے اپنے کمرے کی جانب چلے گئے۔ کیونکہ وہ بے شرمی سے انکی کاروائی روک چکا تھا۔

تو عیس اطمینان سے دروازہ بند کر کے مشعل کی طرف دیکھنے لگا۔

جو ڈری سہمی بیڈ کے کنارے پر بیٹھی تھی۔

عیس کو اندازہ ہو گیا تھا۔ کہ محترم ماڈر پوک ہیں۔ بس اپنے سسر صاحب کی وجہ سے بہادری کا مظاہرہ کر رہی تھیں۔

دروازے سے چلتے ہوئے وہ جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

جبکہ مشعل گھبراہٹ سے انگلیوں کو مڑوڑنے لگی تھی۔

ادھر آؤ۔ عیس نے اسے سخت آواز سے اپنے پاس بلایا۔ تو وہ ڈر کے مارے رونے لگی۔۔

مشعل کو بچوں کی طرح روتے دیکھ کر وہ جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔

کیوں رو رہی ہو۔ عیس نے غور سے اس کے رونے کے انداز کو دیکھا۔ جو آنکھوں کو مسلے جا رہی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کھڑی ہو جاو۔ عیس کے زور سے کہنے پر مشعل روتے ہوئے کھڑی ہو گئی۔

وہ بامشکل اسکے کندھے تک آرہی تھی۔

یہ اتنی چھوٹی ہے تو میں رو مینس کیسے کروں گا۔ عیس نے اسکی ہائیٹ دیکھتے سوچا۔

مشعل سوں سوں کرنے میں مصروف تھی۔ اگر اسے عیس کی سوچوں کا علم ہو جاتا۔ تو یقیناً غش کھا کر گر جاتی۔

نام کیا ہے تمہارہ۔۔۔ عیس نے اسکی جانب دیکھتے پوچھا۔ تاکہ وہ اسکا دھیان بٹا سکے۔ پر مشعل پھر بھی رونے میں ہی لگی رہی۔

مشعل کے جواب نہ دینے پر عیس کو تپ چڑھنے لگی۔ تمہیں بون ویٹا کے ساتھ ساتھ عقل کی گولیاں بھی دینی چاہیے۔ تاکہ تمہیں معلوم ہو سکے شوہر کے ہر سوال کا جواب دینا ضروری ہوتا ہے۔ سارا موڈ خراب کر دیا۔

مشعل کو تیکھی نظروں سے دیکھتے وہ کپڑے لے کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ ارادہ سلطان کی طرف جانے کا تھا۔

KOH NOVELS - URDU

YouTube Channel Link - [Click Here](#)

FaceBook Page Link – [Click Here](#)

Website Link – [KOH NOVELS URDU](#)

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

Episode 12

رات کے گیارہ بجے عیس پھر اک دفعہ سلطان کے فلیٹ کے دروازے پر موجود تھا۔ اور اس وقت نیند اور تھکاوٹ سے اسکا برا حال ہو چکا تھا۔

سوچا تھا۔ خوبصورت پدی سے اپنی تھکاوٹ دور کر لوں گا۔ پر بھلا ہو حسن ہمدانی کا اور اس پدی کا۔ جس کو رونے سے ہی فرصت نہیں ملی۔۔ لگتا ہے اسکو ساری ٹریننگ خود دینی پڑے گی۔ عیس کو اس وقت خود سے ہمدردی محسوس ہو رہی تھی...

سلطان نے نیند کے باعث سرخ آنکھوں سے دروازہ کھولا۔ تو سامنے عیس کو کھڑا دیکھ کر دانت پیس گیا۔..

لوگوں کو گھٹی میں چینی یا شہد ملتا ہے۔ پر مجھے گھٹی میں شاید تم مل گئے تھے۔

کیا موت پڑی ہے جو آدھی رات کو بھٹکتے ادھر آ گئے ہو۔ سلطان نے دانت کچکچاتے کہا۔..

تو عیس سلطان کو اک سائیڈ پر کر کے فلیٹ کے اندر آ گیا۔

سلطان بھی دروازہ بند کر اس کے پیچھے چلتا ہوا اندر آیا۔

عیس سیدھا چلتا ہوا دوسرے بیڈروم میں جا کر بیڈ پر گر گیا۔ کیونکہ اب نیند سے بے حال ہو چکا تھا۔۔ لمبے بال اس وقت پورے بکھرے ہوئے تھے۔ نیند سے اسکی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔۔۔

اب پھوٹو گئے۔ کچھ منہ سے کہ نہیں۔۔ آدھی رات کو کیوں نکل پڑے ادھر۔۔۔

سلطان نے عیس کی پیٹھ کو تیکھی نظروں سے دیکھتے کہا۔۔۔ کیونکہ خود وہ نیند کے باعث مشکل سے کھڑا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مجھے کیوں سنار ہے ہو۔ خود کو سناؤ اور حسن ہمدانی کو کو سو۔۔ جنہوں نے میرا بچپن میں نکاح کر دیا تھا۔
اور اب میرا کمر اس کالے بالوں والی پدی کو دے دیا ہے۔۔ مجھے کچن میں سونے کا فرمان جاری کر دیا
ہے۔ اب بتاؤ میں کدھر جاؤں۔۔۔

آنکھوں کو میچے وہ رونے والا منہ بنا کر عیس نے سلطان کو جواب دیا۔۔۔

تو سلطان اسکی بات کو سمجھتا صبح تفصیل معلوم کرنے پر چھوڑ کر روم میں آکر بیڈ پر گر گیا۔۔

دن بھر کی ڈرائیو نے سب کا حال برا کر دیا تھا۔ اس لیے وہ دونوں اب ہوش و حواس سے بے گانہ ہوئے
پڑے تھے۔ کیونکہ وہ ابھی کچھ بھی سمجھنے کو پوزیشن میں نہیں تھے۔۔۔



صبح کے وقت سنان اپنے روم میں یونیورسٹی کے لیے تیار ہو رہا تھا۔ کہ دروازہ کھول کر روم میں کلثوم بیگم
داخل ہوئیں۔۔

بیڈ کے سائیڈ پر صوفے پر بیٹھتے ہوئے سنی کو گھورنے لگیں۔۔

سنی چونکہ شیشے میں انکو ہی دیکھ رہا تھا۔ اس لیے انکی طرف دیکھتا ہوا بولا۔۔۔

مام گھورنے سے کیا ہو گا یار۔۔ جو بات ہے وہ کہہ دیں۔

سنان نے گھڑی پہنتے کہا۔۔۔

کوئی شرم ہے تم میں۔۔ گھر سے کتنے کتنے دن غائب رہتے ہو۔ اتنا بھی خیال نہیں آتا کیا۔ کہ ماں بچاری
پریشان ہو رہی ہو گی۔۔۔

کلثوم بیگم نے سنی کو شکوہ بھری نظروں سے دیکھا۔ جو آج تین دن بعد رات کو گھر آیا تھا۔ اور اب پھر
جانے کی تیاری میں تھا۔

سنان کے والد مصطفیٰ کاظمی اک گورنمنٹ کالج میں پروفیسر تھے۔ جبکہ انکی اہلیہ کلثوم بیگم ڈاکٹر ہیں۔ اور سنان کی صورت میں انکی اک ہی اولاد ہے۔ جو اکلوتی اولاد کم اور گم شدہ اولاد زیادہ تھا۔ کیونکہ وہ کئی کئی دن گھر سے غائب رہتا تھا۔ اسی وجہ سے کلثوم بیگم سنی سے خفا رہتیں تھیں۔ اب بھی اسکے روم میں بیٹھی وہ اسے احساس دلارہیں تھیں۔

ادھر اپنی بیٹھے۔۔۔ کلثوم بیگم کو صوفے سے اٹھا کر بیڈ پر بیٹھا کر وہ انکے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔۔۔ میں اس لیے غائب تھا۔۔۔ کیونکہ ضرار کا پر سوں نکاح تھا۔ ہم سب ادھر موجود تھے۔۔۔ کل رات ہی سب واپس آئے ہیں۔ بس جلدی میں آپکو انفارم نہیں کر پایا۔ سنی نے کلثوم بیگم کو اپنے غائب ہونے کی وجہ بتائی۔ وہ جو سنی کو خفگی سے دیکھ رہیں تھیں۔ ضرار کے نکاح کا سن کر کھل اٹھیں۔۔۔

سچ میں ضرار کا نکاح ہو گیا کیا۔ کلثوم بیگم نے خوشی سے پھر پوچھا۔ تو سنی اثبات میں سر ہلا گیا۔۔۔ بڑا کوئی بے وفا ہے۔ مجھے نکاح پر بلایا ہی نہیں۔۔۔

ضرار کے نہ بلانے پر وہ منہ بنائے پھر بولیں۔۔۔

تو سنی اپنی مسکراہٹ دبا گیا۔ تھوڑی دیر پہلے وہ آنکھوں میں آنسو لیے اسے دیکھ رہیں تھیں۔ اب ضرار کے نکاح کا سن کر خوش ہونے کے ساتھ اداس ہو گئیں تھیں۔۔۔

وہ کہیں سے بھی سنی کی ماں نہیں لگتیں تھیں۔ اپنی نرم اور دوستانہ طبیعت کی وجہ سے وہ سنی کے لیے اسکی دوست ہی تھیں۔۔۔

صرف ضرار ہی نہیں بلکہ عیس کا بھی بچپن کا نکاح سامنے آیا ہے۔۔۔

سنی نے کلثوم بیگم کو مزید بتایا۔ تو وہ حیران رہ گئیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ہیں ہیں۔۔۔ اس خوبصورت لڑکے کا بھی نکاح ہو گیا۔ اور مجھے بتایا تک نہیں کسی نے۔۔۔ سب کو اچانک ہو کیا گیا ہے۔۔۔

کلثوم بیگم نے مارے صدمے کے کہا۔ تو سنی قہقہہ لگا گیا۔۔۔

انکی اسی بچوں والی طبیعت کی وجہ سے عیس اور ضرار انہیں بے بی ڈاکٹر کہہ کر چھیڑتے تھے۔۔۔ کیونکہ وہ بچوں کی طرح ہی منہ بسورے باتیں کرتیں تھیں۔ اور اتنی ہی جلدی بہل بھی جاتیں تھیں۔ اسی بات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ سب انکی توجہ اصل بات سے ہٹا دیتے تھے۔ جیسے اب سنی انکی سوچ کو ضرار اور عیس کے نکاح پر لگا گیا تھا۔

مام ضرار خوبصورت نہیں کیا۔۔۔ سنی نے ہستے پوچھا۔۔۔

نہیں ضرار پر بیٹی بوائے ہے۔۔۔ کلثوم بیگم نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔ اور سلطان ہینڈ سم ترین ہے۔۔۔ جیسے لوگ امیر ترین ہوتے ہیں۔ اسی طرح تم چاروں مجھے خوبصورت ترین لگتے ہو۔۔۔ کلثوم بیگم نے سنی کے ماتھے کو چھوتے ہوئے کہا۔

سنی انکی محبت پر پھر اک دفعہ مسکرا دیا۔ چلیں مام مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔۔ رات میں ملتے ہیں۔۔۔ وہ انکے پاس سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آیا۔

کیون ناشتہ نہیں کرو گئے کیا۔ کلثوم بیگم نے سنی کے پیچھے آتے پوچھا۔۔۔ نہیں مام وہاں ہی کچھ کھالوں گا۔ سنی روم سے نکل کر سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ لاونج میں اسے مصطفیٰ کاظمی ٹیبل پر ناشتہ کرتے نظر آئے۔۔۔ ہائے ڈیڈ۔۔۔ سنی مصطفیٰ کاظمی کی طرف چلا آیا۔ اور گلاس میں جوس ڈال کر پینے لگا۔

تمہاری ماں تمہیں آدھے گھنٹے سے بلانے لگی تھی۔۔۔ مجھے پتہ تھا۔ اتنی جلدی انکی واپسی نہیں ہونی۔ اس لیے میں ناشتہ شروع کر چکا ہوں۔

مصطفیٰ کاظمی نے ٹوسٹ کھاتے ہوئے سنی کو بتایا۔ تو سنی اک نظر کلثوم بیگم کو دیکھ کر مسکرا دیا۔ جو کرسی پر بیٹھ رہیں تھیں۔۔۔

آپکو بیوی سے محبت ہو۔ تو آپ بیوی کو انتظار کریں نہ۔ کلثوم بیگم نے نروٹھے پن سے کہا۔۔۔
تو مصطفیٰ کاظمی کندھے آچکا گئے۔ اب آپ کے بیٹے کے سامنے میں پیار نہیں جتا سکتا۔ ورنہ آپ شرما جائیں گیں۔

مصطفیٰ کاظمی نے سنی کو آنکھ مارتے کہا۔ تو کلثوم بیگم سچ میں شرم سے سرخ پڑ گئیں۔
جبکہ سنی اور مصطفیٰ کاظمی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ چلیں آپکا بیٹا جارہا ہے۔ اب آپ لوگ پیچھے سے اپنا رومینس جاری رکھ سکتے ہیں۔

سنی جلدی سے کلثوم بیگم اور مصطفیٰ کاظمی کو مل کر دروازے کی جانب چلا گیا۔۔۔
کیونکہ سلطان اور عیسٰی اسے لینے کے لیے پہنچ چکے تھے۔ جبکہ ضرار آج منیزے کے ساتھ یونیورسٹی جانے والا تھا۔ اس لیے سنی کو وہ دونوں لینے کے لیے آئے تھے۔



علیزے اور آئیرہ یونیورسٹی کے گیٹ سے آتے ہوئے اندر داخل ہو رہیں تھیں۔ دونوں کا رخ یونیورسٹی کے کیفے ٹیریا کی جانب تھا۔

ابھی وہ دونوں چند قدم ہی آگے بڑھی تھیں۔ کہ انہیں ٹی پنک کلر کے پٹیا لہ شلوار قمیض میں اک گھبرائی سی لڑکی کھڑی نظر آئی۔ جو ڈر کے مارے یونیورسٹی کی چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔ شاید اسکا آج پہلا دن تھا۔ اس لیے اتنی گھبرائی ہوئی سی تھی۔

لیزے یا اس لڑکی کو دیکھو۔ یہ تو بچاری رونے والی ہے۔ آئیرہ نے گھبرائی ہوئی مشعل کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ہاں لگتا ہے اسکا پہلا دن ہے۔ اور معصوم سی لگ رہی ہے۔۔۔ ورنہ ایسے گھبرائی نہ ہوتی۔ علیزے بھی اسکی تائید کی۔۔

چلو اسکے پاس چلتے ہیں۔ وہ دونوں جلدی سے مشعل کی جانب بڑھیں۔

کیا تمہارا آج پہلا دن ہے یہاں۔ ایڑہ نے اسے پوچھا۔

چونکہ مشعل پہلے ہی کافی ڈری ہوئی تھی۔ دوانجان لڑکیوں کو دیکھ کر وہ مزید ڈر گئی۔ کیونکہ حسن صاحب اسے صبح یہاں چھوڑ کر اور کافی نصیحتیں کر کے گئے تھے۔

کہ وہ یہاں ڈرے نہیں۔ پر انہیں وہ یہ بات نہیں بتا پائی۔ کہ آج تک وہ صرف پرائیویٹ ہی پڑھی تھی۔ اس طرح پہلی بار اتنے لوگوں کا سامنا اس کے لیے مشکل ترین تھا۔

اور یہاں پہنچے کے بعد اک سٹوڈنٹس کا گروپ اسکی اچھی خاصی ریگنگ کر چکا تھا۔ اس لیے اب اسکا یہ حال تھا۔ کہ وہ بس رونے کی کسر رہ گئی تھی۔ عیس تو کل رات کا گھر سے غائب تھا۔ حسن صاحب اسے بتا کر گئے تھے۔۔ کہ عیس اسی یونیورسٹی میں پڑھتا ہے۔ پر مشعل کو وہ کہیں بھی نظر نہیں آیا تھا۔

ایڑہ اور علیزے کو دیکھ کر وہ مزید ڈر گئی۔

یہ تو کافی معصوم اور بچی سی لگ رہی ہے۔ دیکھو کیسے ڈری ہوئی ہے۔۔۔ علیزے نے مشعل کی جانب دیکھتے کہا۔

اچھا دھر آؤ ہمارے ساتھ۔۔۔۔ ڈرو نہیں ہم بھی یہاں نیے ہی ہیں۔ ایڑہ نے اسے پرسکون کرنے کے لیے کہا۔ تو مشعل کو کچھ ڈھارس ملی۔ ورنہ اسے یہ ہی لگ رہا تھا۔ کہ جیسے پہلے سٹوڈنٹس نے اسے ساتھ کیا۔ یہ بھی ویسا ہی کچھ کریں گیں۔

مشعل کو ساتھ لیے وہ دونوں کیفے ٹیریا کی جانب چلی آئیں۔ اک ٹیبل پر اسے بٹھا کر ان دونوں نے اسے پانی کا گلاس دیا۔ اور پھر وہ کچھ بولنے کے قابل ہوئی تھی۔

مشعل سے اسکا سارا انٹروال لے کر آئیرہ پر جوش سی ہو گئی۔۔ کیونکہ وہ انہی کے ڈیپارٹمنٹ کی تھی۔ کیونکہ اسے اپنے گروپ کے لیے تیسری دوست مل چکی تھی۔ اس لیے اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ اتنی پیاری تو ہو۔ پھر کیوں اتنا ڈر رہی تھی۔ آئیرہ نے ہستے ہوئے کہا۔ تو وہ شرم سے سرخ پڑ گئی۔

پنک کلر کی پٹیا لہ شلوار قمیض میں اپنے ہیر کٹنگ سے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ اسکا حسن اسکی طرح معصومیت سے بھرپور تھا۔ پر وہ جس کے نام لکھی گئی تھی۔ وہ اتنا ہی بے باک تھا۔۔

مشعل کے شرمانے پر علیزے اور آئیرہ ہنس دیں۔

آپ لوگ بھی بہت پیاری ہیں۔۔ مشعل معصومیت سے بھرپور بولی۔

تو آئیرہ اور علیزے محفوظ ہوئیں۔ جیسے وہ بچوں کے انداز میں بدلہ اتارنے کے انداز میں تعریف کر رہی تھی۔۔

ہم تو ہیں ہی خوبصورت لوگ۔۔ آئیرہ نے اتراتے ہوئے کہا۔

ہمیشہ کی طرح بلیک کرتی اور جینز میں اپنے گولڈن بالوں کے ساتھ وہ تیکھی مرچی لگ رہی تھی۔ کیونکہ اسکی خوبصورتی دل پر وار کر دینے والی، تیکھی مرچی کی طرح تھی۔

جبکہ اسکے برعکس علیزے بھی بلیک گاؤن میں کوئی سنہرا راز تھی۔ اسکی خوبصورتی ہر کسی کے لیے راز ہی تھی۔

چلو یہ توفٹ ہے۔ اپنے گروپ میں آئیرہ نے خوش ہوتے کہا۔ تو مشعل اور علیزے اسکی خوشی پر نفی میں سر ہلا گئیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اور پھر وہ تینوں وہاں بیٹھی باتوں میں مشغول ہو گئیں۔۔۔



ضرار کب سے تیار بیٹھا حال میں منیزے کا کمرے سے نکلنے کا انتظار کر رہا تھا۔ پروہ تھی۔ کہ نکل ہی نہیں رہی تھی۔

میڈم منیزے آپ اگر برا نہ مانے۔ تو باہر نکلنا پسند کریں گیں۔ ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔

ضرار نے اسکے کمرے کے دروازے پر دستک دیتے چباتے ہوئے کہا۔۔

اسکا انداز اسکی برداشت کو ظاہر کر رہا تھا۔ سلطان لوگ یونیورسٹی پہنچ چکے تھے۔ اور اب اسے آنے کا پوچھ رہے تھے۔۔ وہ انہیں کیا بتاتا۔ کہ ادھر کس مصیبت میں پھنسے ہوئے ہے۔

صحیح کہتا ہے عیس۔۔۔ جس نے عورتوں کے لئے میک اپ ایجاد کیا تھا۔ اسے اکیس توپوں کی سلامی دے کر بھی بخشنا نہیں چاہیے۔۔۔

ضرار نے غصے سے بڑبڑاتے کہا۔ کیونکہ وہ یہ ہی سمجھ رہا تھا۔ کہ وہ اندر میک اپ کرنے میں مصروف ہے۔۔

ٹک کی آواز سے اسکے کمرے کا لاک کھلا۔ تو اسی وقت ضرار کو سلطان کی کال آگئی۔ تو اس نے موبائل کان سے لگا لیا۔

منیزے بلیک ٹوپ اور جینز کے ساتھ ہائی ہیل میں باہر نکل کر آئی۔ تو ضرار کو فون پر مصروف پایا۔ وہ چونکہ اسکی موجودگی کو محسوس کر چکا تھا۔ اس لیے بنا اسکی طرف دیکھے منیزے کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اندر کمرے میں ضرار کی زبان سے اپنا نام سن کر اسکا دل دھڑکا تھا۔ پر اب اسکی بے نیازی دیکھ وہ پھر کڑھ کر رہ گئی۔۔ جس نے اک نظر اسکی طرف دیکھنا گوارہ نہیں کیا تھا۔ ضرار کے پیچھے آتے منیزے پھر زبان نکال کر گندہ سامنہ بنا کر اسکی پیٹھ کو چڑانے لگی۔

کیونکہ وہ ابھی صرف یہ ہی کر سکتی تھی۔ دونوں میں براہ راست کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔ پھر بھی دونوں اک دوسرے سے ایسے چڑرہے تھے۔ جیسے بچپن سے اک دوسرے کو جانتے تھے۔ یا پھر انکے درمیان قائم ہونے والے رشتے کا اثر تھا۔ کہ اجنبی ہو بھی وہ اک دوسرے سے اجنبیت محسوس نہیں کر رہے تھے۔

منیزے چپ کر کے جا کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔ ضرار فلیٹ لاک کر کے ڈرائیونگ سیٹ پر آبیٹھ گیا تھا۔ وہ ابھی تک کال پر ہی مصروف تھا۔۔

گاڑی فلیٹ کی حدود سے نکل کر یونیورسٹی کے روڈ پر بھی آچکی تھی۔۔



ضرار کی کال بند ہو کر دوسری شروع ہو چکی تھی۔

اور پھر اسی طرح مصروف وہ یونیورسٹی پہنچ چکے تھے۔ جبکہ رستے میں منیزے بھی موبائل میں یونیورسٹی کی ویب سائٹ کو چیک کرتی رہی۔۔ اس نے بھی ضرار کو مخاطب کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ ضرار نے پارکنگ میں گاڑی روکی۔ تو منیزے کو ہاتھ سے باہر نکلنے کا اشارہ کر وہ خود بھی باہر نکل آیا۔ منیزے اپنا بیگ پکڑ کر ضرار کے پیچھے قدم اٹھانے لگی۔ کیونکہ وہ ابھی یونیورسٹی کے بارے کچھ نہیں جانتی تھی۔ اس لیے اس کھڑوس کو فالو کرنا ضروری تھا۔ یہ ضرار کہاں رہ گیا ہے۔۔ سلطان نے گھڑی میں دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ تینوں اپنی مخصوص جگہ پر کھڑے ضرار کا انتظار کر رہے تھے۔ جہاں سے گیٹ سے آنے والا ہر انسان انکو صاف نظر آ رہا تھا۔

آجائے گا ضرار۔۔ اب وہ بھی میری طرح بیوی بیٹی۔۔۔

عیس جو کہ بیوی کے نام پر اپنی بے بسی ظاہر کرنے کا ارادہ کیے تھا۔ سامنے گیٹ سے ضرار کے پیچھے آتے وجود کو دیکھ کر اسکے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے۔

تم کیوں چپ ہو گئے۔ سنی نے عیس کی نظروں کی پیروی میں سامنے دیکھا۔ تو اسکا بھی منہ کھل گیا۔ سلطان نے جب دونوں کو بولتی ہوئی زبان کو چپ ہو جانا محسوس کیا۔ تو اس نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا۔ تو دیکھ کر مسکرا دیا۔

ہمیں بھا بھی کو دیکھنے کو شوق تھا۔ پر ولایتی سٹائل میں دیکھنے کا تو نہیں کہا تھا۔ عیس نے مارے صدمے سے کہا۔

بھا بھی کو چھوڑ۔۔ ساتھ والے بزنس مین کو دیکھ۔ جس کو پتہ ہی نہیں۔۔ کہ اسکی بیوی جوالہ مکھی بنی آ رہی ہے۔ جو تھوری دیر میں اسے جلادے گی۔

سنی اور عیس کی باتیں سنتے ہوئے سلطان زور سے ہنسا۔ کیونکہ آج بہت مزا آنے والا تھا۔

ضرار ان کے قریب پہنچ کر اک دفعہ پھر اپنے پیچھے منیزے کو آگے جانے کا اشارہ کر کے سلطان لوگوں کی جانب متوجہ ہو گیا۔

جبکہ سنی اور عیس نے شراتی مسکراہٹ سے منیزے کو ہاتھ سے ہیلو کیا۔ تو اس نے بھی جواب میں مسکرا کر جواب دیا۔ کیونکہ ان تینوں سے منیزے کا کل ہی تعارف ہو چکا تھا۔ تو وہ آگے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی تلاش میں بڑھ گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ضرار نے موبائل کان سے اتار کر اپنی پاکٹ میں رکھا۔ اور ان تینوں کی جانب دیکھا۔۔

جو پہلے ہی عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

کیا ہے بے غیرتوں۔۔ کیا بہت ہنڈ سم لگ رہا ہوں۔ جو اس طرح گھورے جارے ہو۔

ضرار نے ان تینوں کے گھورنے پر الجھن سے کہا۔

تمہارا تو پتہ نہیں۔۔ پر آج کوئی اور بہت پیارا لگ رہا ہے۔۔ سنی نے مسخرے پن سے کہا۔۔

کون لگ رہا ہے۔۔۔

تو یہ سب چھوڑ یہ بتا۔ نواز شریف سے بات ہو گئی کیا تیری۔ کس کی اتنی اہم کال تھی۔ کہ تجھے ارد گرد کا

بھی ہوش نہیں تھا۔۔ عیس نے اسے تیکھی نظروں سے پوچھا۔۔

کیا بولے جارے ہو۔ ضرار کو ان دونوں کی کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی۔ تو ضرار نے سوالیہ نظروں سے

سلطان کی طرف دیکھا۔ تو وہ انجان بن گیا۔

کیونکہ ضرار کی بے خبری کی سزا تو بنتی تھی۔

کوئی نہیں پتر۔۔ ہماری سمجھ تمہیں آج کے دن میں ہی آجائے گی۔ سنی نے اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھتے

کہا۔ اور اسے لیے کلاس کی جانب چلے گئے۔۔ ضرار نے بھی مزید نہ پوچھا۔ کیونکہ اسے لگا۔ وہ صرف

اسکی ٹانگ کھینچنے کے لیے کچھ بھی بولے جارے ہیں۔



منیزے بامشکل اپنی کلاس ڈھونڈ پائی تھی۔ کلاس میں بھی وہ دس منٹ لیٹ پہنچ پائی تھی۔ لیکن اسکے

پہلے دن کی وجہ سے پروفیسر نے اسے کچھ بھی نہیں کہا تھا۔

کلاس میں ہر کوئی اسے ستائشی نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔۔ اور دیکھنے والوں میں لڑکے زیادہ شامل تھے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

منیزے جا کر لاسٹ والی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اور لیکچر کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔

واہ کیا پیس آیا ہے آج کلاس میں۔۔۔ کلاس کے اک لڑکے نے منیزے کو دیکھتے ہوئے غلیظ الفاظ کہے۔۔

یہ لڑکا کوئی اور نہیں بلکہ یونیورسٹی کے اوباش گروپ کے لیڈر وہاج علی کا چھوٹا بھائی منہاج علی تھا۔ جو منیزے کو دیکھ کر اٹے سیدھے جملے کسنے لگا تھا۔

کلاس کے ختم ہونے پر ملنا۔ منیزے نے منہاج کو دیکھ کر آنکھ ماری۔ تو وہ خوشی سے کھل اٹھا۔۔

جبکہ لاسٹ رو میں بیٹھیں آئیرہ، علیزے اور مشعل بھی انکی ساری گفتگو سن رہیں تھیں۔ حیران کن نظروں سے منیزے کی جانب دیکھنے لگیں۔ جو ایسے خراب لڑکے کو لفٹ کروا رہی تھی۔

ایسے کیا دیکھ رہیں ہیں آپ تینوں۔۔۔ منیزے نے ان تینوں سے پوچھا۔۔

آپ نے اسے ملنے کا کیوں کہا۔۔ وہ اچھا لڑکا نہیں ہے۔ آئیرہ نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔۔

تو منیزے شرارت سے آنکھ دبا گئی۔ کلاس ختم ہونے پر آپ نے بس شو دیکھنے کے لیے تیار رہنا ہے۔۔ منیزے نے تجسس پھیلاتے ہوئے کہا۔ تو وہ الجھن کا شکار ہو گئیں۔

پھر خاموشی سے لیکچر کی طرف سب متوجہ ہو گئے۔

کلاس ختم ہونے پر سب اٹھ کر باہر چلے گئے۔ تو وہ چاروں بھی یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں چلی آئیں۔ اور

منیزے کو نظروں کے حصار میں رکھا۔۔ کیونکہ وہ ابھی اسکی بات کو سمجھ نہیں پائی تھیں۔۔

آپ کس شو کی بات کر رہیں تھیں۔ علیزے نے منیزے سے پوچھا۔۔

وہ چاروں گراؤنڈ کے وسط میں کھڑی تھیں۔ جہاں ارد گرد سٹوڈنٹس بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔۔

اسی وقت منہاج علی بھی ان چاروں کی طرف چلا آیا۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ہائے خوبصورت گرل۔۔۔ منہاج نے میزے کو گندی نظروں سے اوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

ویسے تو تمہارے گروپ میں خوبصورتی میں کوئی بھی کم نہیں ہے۔ پرا بھی میرا دل صرف تم پر آیا ہے۔ باقیوں کو بعد موقع ملے گا۔ منہاج نے میزے کی جانب اشارہ کرتے ان تینوں کو بھی اپنی گندی نظروں کے حصار میں رکھا۔

جس سے وہ تینوں بے سکون ہو گئیں۔ آئرہ اور علیزے چونکہ پہلے دن سے آرہیں تھیں۔ اس لیے منہاج سے دوری بنائے رکھتیں تھیں۔ مشعل بھی اسکی نظروں سے ڈر کر علیزے سے چپک گئی۔ کیونکہ وہ پہلے ہی بہت ڈرپوک تھی۔

منہاج نے قریب آتے ہوئے میزے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ تو میزے نے اسرار مسکراہٹ ان تینوں کی جانب اچھالی۔۔۔

گرلز بی ریڈی فار انر ٹینمینٹ۔۔۔ تو منہاج نے الجھن سے اسکی طرف دیکھا۔ کیونکہ اسکے چہرے پر ڈر کے آثار نہیں تھے۔۔۔

منہاج نے میزے کا جو ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔ میزے نے اسکا اپنے ہاتھ سے ہٹا کر پہلے اک زور کا تھپڑ منہاج کے چہرے پر ثبت کیا۔ تھپڑ کی آواز سے باقی سٹوڈنٹس بھی متوجہ ہو گئے۔ جبکہ منہاج کے چودہ طبق روشن ہو چکے تھے۔

منہاج نے جب سب کو اپنی طرف متوجہ پایا۔ تو ذلت کے احساس سے میزے کی طرف بڑھا۔۔۔ جبکہ وہ تینوں منہ کھولے ساری کاروائی ملاحظہ کر رہیں تھیں۔۔۔ کیونکہ منہاج کو کون نہیں جانتا تھا۔ اور میزے کا اس پر ہاتھ اٹھانا معمولی بات نہیں تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

یہ اس طرف اتنا رش کیوں لگا ہے۔۔۔ عیس نے سامنے کی طرف دیکھتے کہا۔ وہ چاروں گراؤنڈ کی اک طرف کھڑے باتیں کرنے میں مصروف تھے۔۔

چلو آؤ دیکھتے ہیں۔ سلطان ان تینوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے رش کی طرف بڑھا۔

ان چاروں کو اس طرف آتے دیکھ کر سٹوڈنٹس خود پیچھے ہٹتے جا رہے تھے۔۔

منہاج کو اک لڑکیوں کے گروپ میں دیکھ کر وہ کچھ کچھ معاملہ سمجھ چکے تھے۔۔ لڑکیوں کو چھیڑنا ان دونوں بھائیوں کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔

پر منیزے کو منہاج کے سامنے کھڑے دیکھ کر وہ تینوں اک دوسرے کو دیکھ کر ضرار کی جانب متوجہ ہوئے۔

جو حیرت و غصے سے منہاج کے سامنے کھڑی منیزے کو دیکھے جا رہا تھا۔

بلیک ٹاپ اور جینز میں منیزے کو دیکھ کر اس کا خون کھول رہا تھا۔ ہائی ہیل میں وہ کہیں سے بھی اپنی عمر کی نہیں لگ رہی تھی۔ اس کا پہنا لباس اسکے وجود کی تمام رعنائیوں کو واضح کر رہا تھا۔

کالے کھلے بالوں پر اسکی سنہری رنگت ضرار کو حیران کر گئی تھی۔ کہ یہ کل والی لڑکی نہیں تھی۔ جو اسکے ساتھ گاڑی میں آئی تھی۔

اب منہاج اسے نہیں چھوڑے گا۔ آئیرہ نے گھبراہٹ سے کہا۔

منہاج اک دم سے منیزے کی جانب بڑھا۔ اور اسکے بالوں کو پکڑنا چاہا۔

جبکہ منیزے نے اسکا ہاتھ روک کر گھوم کر اپنی ٹانگ اسکے سینے پر مار دی۔ تو منہاج نیچے گر گیا۔ وہ اٹھ کر اس سے پہلے منیزے کی جانب بڑھتا۔

منیزے اسکے سینے پر اپنی ہیل رکھ چکی تھی۔

اتنے میں بس ہو گئی بے بی کی۔۔۔ منیزے نے افسوس سے سر نفی میں ہلاتے کہا۔

تو منہاج کا چہرہ ذلت آمیز ہو گیا۔ باقی سب سٹوڈنٹس بھی منیزے کی بہادری پر اسے حیرانی سے دیکھنے لگے۔

جبکہ علیزے، آئیرہ اور مشعل تو صدمے میں چلی گئیں تھیں۔

معاملہ بڑھتے دیکھ کر ضرار آگے بڑھا۔ اور اسکے پیچھے سلطان، عیس اور سنی بھی اسکے ساتھ آگے آئے۔ کیا ہوا ہے یہاں۔۔۔ ضرار نے منیزے کو اک نظر دیکھا۔۔

منیزے اسے وہاں موجود پا کر منہاج کے سینے سے اپنی ہیل ہٹا گئی۔

کچھ نہیں بس یہ چھیڑ رہا تھا۔ منیزے نے معصوم شکل بنائے ضرار کو اسکی شکایت لگائی۔ کیونکہ اسکے سامنے وہ اپنے اصلی تیور نہیں دکھا سکتی تھی۔

سنی نے وہاں سٹوڈنٹس کو ہٹایا۔ تو درخت کے ساتھ چھپ کر کھڑی وہ تینوں نظر آئیں۔

تمہیں اسکا حساب دینا پڑے گا۔ منہاج نے منیزے کو دیکھتے کہا۔ تو ضرار منیزے کے سامنے آکھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی سلطان عیس اور سنی بھی اسکے ساتھ کھڑے تھے۔

کوئی بھی دھمکی دینے سے پہلے یہ سوچ لینا۔ کہ پیچھے کھڑی لڑکی کا تعلق ہم سے ہے۔۔ سلطان نے اسے سرد تاثرات سے کہا۔ منہاج ان چاروں کو اک ساتھ دیکھ کر پیچھے ہٹا۔

کیونکہ وہ ان چاروں کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔۔ چاروں ہی سرد تاثرات سے منہاج کو دیکھ رہے تھے۔ یونیورسٹی میں ہر کوئی جانتا تھا۔ کہ وہ چاروں اپنے آپ میں گم رہنے والے ہیں۔ اور اگر کوئی غلطی سے ان سے الجھنے کا سوچتا تھا۔ تو دوسرے دن وہ یونیورسٹی میں نظر نہیں آتا تھا۔

اسی لیے وارننگ دیتی نظروں سے وہاں سے چلا گیا۔۔

منیزے جو کہ انکے پیچھے چھپی ہوئی تھی۔ اپنے پیچھے کھڑی مشعل، علیزے اور آئیرہ کو پکڑ کر اپنے ساتھ کھڑا کر گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

وہ چاورں منیزے کی طرف مڑے تو منیزے کے ساتھ تین اور وجود کو کھڑے پایا۔

مشعل کو آئیرہ کے ساتھ لگے دیکھ کر عیس دھنگ رہ گیا۔ کہ یہ یہاں کیا کر رہی ہے۔ پھر اسے کل رات کے حسن صاحب کے الفاظ یاد آئے۔

علیزے نے مخصوص خوشبو محسوس کر کے سلطان کی جانب دیکھا۔ تو سلطان انجان بن گیا۔

جبکہ سنی آئیرہ کو اتنے دنوں بعد اپنے سامنے دیکھ کر پھر ہوش کھو بیٹھا تھا۔

ضرار منیزے کو سلگتی نظروں سے دیکھے گیا۔

یہ میری دوستیں ہیں۔۔ منیزے نے ان تینوں کی طرف اشارہ کرتے بتایا۔

تم کس کے ساتھ آئی ہو یہاں۔۔ عیس مشعل کی طرف گھوم کر آیا۔

تو وہ ڈر کے مارے آئیرہ کے ساتھ مزید چپک گئی۔

آپ میری دوست سے ایسے بات کیوں کر رہے ہیں۔ آئیرہ نے عیس کو تیکھی نظروں سے دیکھا۔

مس آرتی۔۔۔ یہ میری مسسز ہیں۔ اس لیے ان سے ایسے بات کر رہا ہوں۔۔۔

آئیرہ کو صدمہ دے کر وہ مشعل کو بازو سے پکڑ کر سائیڈ پر لے آیا۔

البتہ ضرار اب بھی خاموش نظروں سے منیزے کو دیکھے جا رہا تھا۔

پہلے دیکھ نہیں رہا تھا۔ اب نظریں نہیں ہٹا رہا۔ منیزے نے سوچا۔۔۔

ضرار تم بھابھی کو گھر چھوڑ کر آؤ۔ پھر اس بارے بعد میں بات کرتے ہیں۔ ضرار نے اثبات میں سر

ہلایا۔ اور منیزے کا ہاتھ پکڑ کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔

آپ لوگ بھی گھر چلیں جائیں۔ باقی کے لیکچرز رہنے دیں آج۔۔ سلطان نے سنی کو ہوش دلاتے علیزے

اور آئیرہ سے کہا۔

تو آئیرہ ہاں میں سر ہلا کر علیزے کا ہاتھ پکڑے چلی گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جبکہ علیرے مڑ کر سلطان کی طرف دیکھتی رہی۔

سلطان عیس کی طرف متوجہ ہوا۔ جو اپنی بد معاشی سے مشعل کو رلا چکا تھا۔

سنی نے عیس کی پونی کھینچ کر اسکی زبان کو کنٹرول کیا۔

بھا بھی کو گھر چھوڑ کر آؤ بد تمیز انسان۔۔۔! اور خبردار بھا بھی کو مزید دلایا۔۔۔۔۔ سلطان نے گاڑی کی چابی عیس کی طرف اچھالتے کہا۔۔

عیس مشعل کو لے کر چلا گیا۔ جبکہ سنی اور سلطان ضرار اور عیس کالوٹنے کا انتظار کرنے لگے۔۔

Episode 13

شدید غصے کے عالم میں ضرار گاڑی کو ڈرائیو کرتے فلیٹ تک لایا پایا تھا۔۔۔

جبکہ ضرار کے برعکس منیزے سکون سے بیٹھی تھی۔

پتہ نہیں سرتاج اتنا اور کیوں ہو رہے ہیں۔ بندہ تب ہی اک نظر اپنی بیوی کو دیکھ لے۔ تو بعد میں منہ

لال نہیں ہوتا۔ منیزے ضرار کے غصے کے باعث سرخ چہرے کو دیکھتے سوچ رہی تھی۔

یونیورسٹی میں ہونے والے سارے واقعے کی بریفنگ وہ شیراز پاشا کو ٹیکسٹ پر واپس آتے وقت بتا چکی

تھی۔ جس پر انہیں نے پہلے قہقہہ لگایا۔ اور پھر منیزے کو شاباش دی۔ کیونکہ ان کے مطابق انکی بہو کو

ایسے ہی بہادر اور دلیر ہونا چاہیے۔۔

منیزے نے جب ضرار کے غصہ میں ہونے کا بتایا۔ تو شیراز پاشا نے صاف منیزے کو کہا۔ کہ ضرار کے

غصے کی وجہ اسکی ڈریسنگ ہو سکتی ہے اور کوئی بھی نہیں وجہ نہیں ہوگی۔۔۔ کیونکہ وہ منیزے کے لائف

سٹائل سے بالکل بے خبر تھا۔۔ اس سب کے باوجود بھی شیراز پاشا سے مطمئن کر چکے تھے۔ کہ وہ

پریشان نہ ہو۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اسی لیے منیزے اب ریلکس تھی۔ کہ اب اس کھڑوس بندر کو وہ اپنے طریقے سے ہینڈل کر لے گی۔
کوئکہ وجہ تو اسے تقریباً معلوم ہی تھی۔ اس لیے ضرور سے نیٹنے کا لائحہ عمل زہن میں تیار کرنے لگی۔
گاڑی اک جھٹکے سے فلیٹ کے باہر کی۔ تو منیزے کا سرڈیش بورڈ سے ٹکراتے بچا۔۔۔ کیونکہ وہ
سوچوں میں گم تھی۔۔

اوچ۔۔۔ گاڑی آرام سے بھی رک سکتی تھی۔ منیزے نے ماتھے پر ہاتھ رکھتے کہا۔
تو ضرار اسے خونخوار نظروں سے گھورتے اپنی سیٹ سے نکل کر گھوم کر اسکی سیٹ کی جانب آیا۔
اور دروازہ کھول کر منیزے کو کھینچ کر باہر نکالا۔

منیزے کو اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے، وہ فلیٹ کے اندر لایا۔ اور پھر اسی طرح منیزے کو بیڈ روم میں
لے جا کر بیڈ پر پٹخ دیا۔ جس سے اسکے کالے گھنے بال ہر طرف بکھر گئے۔ وہ بیڈ پر اوندھے منہ گری ہوئی
تھی۔

اگر سسرال اچھا ملا ہے۔ تو یہ سرتاج کا ڈونگا ہلا ہوا نکلا ہے۔ منیزے ضرار کی حرکت پر تلملاتے
اٹھی۔۔۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ کہ پورے کا پورا سسرال اچھا نکل کر اپنا ریکارڈ توڑ دے۔۔۔ کسی نہ
کسی کا کھسکا ہونا ضروری ہوتا ہے۔۔۔

یہ کیا پہنا ہے۔۔۔ ضرار نے ضبط سے منیزے کو سر سے پاؤں تک اشارہ کیا۔
کیوں پیاری نہیں لگ رہی کیا۔ منیزے وہیں ضرار کے سامنے کھڑی ڈریسنگ مرد میں خود کو دیکھ کر پوز
کرنے لگی۔۔۔

اپنے سوال کے اٹے جواب پر ضرار نے ضبط سے بند کیں۔ اور خود کو برداشت کرنے کا کہا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

منیزے چلتے ہوئے ڈریسنگ مرمر کے آگے جا کر کھڑی ہو گئی۔ اور ضرار کی پرفیوم اٹھا کر اسکی خوشبو کو ناک کے قریب محسوس کیا۔ اور پھر خود پر سپرے کرنے لگی۔۔۔

ضرار نے جب منیزے کی بیک سے اسکے ٹاپ کو دیکھا۔ تو مزید تیش و جلال سے اسکا دماغ خراب ہو گیا۔ کیونکہ پیچھے کمر سے ٹاپ اوپر ہو جانے کی وجہ سے اسکا گورا جسم صاف نظر آ رہا تھا۔۔۔

اسکا پورے کا پورا ڈریس ہی ضرار کی برداشت سے باہر تھا۔ صبح اس نے جان بوجھ کر منیزے کی جانب نہیں دیکھا تھا۔ کیونکہ وہ اسے ان بلوچی کپڑوں میں نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ پر اسے معلوم نہیں تھا۔ کہ اسکے نظر انداز کرنے پر اسے اتنا بڑا جھٹکا ملے گا۔ کہ اسکی بیوی اسے ویسٹرن ڈریسنگ میں ہی یونیورسٹی نکل پڑے گی۔۔۔ اب اسے شیراز پاشا کی باتوں کے مطلب سمجھ آئے تھے۔

اور پھر رہ رہ کر اسے عیسٰی، سنی اور سلطان کی باتیں اور طنز یاد آ رہے تھے۔ کہ کیوں وہ صبح چڑھائی کر رہے تھے۔۔۔

اگر ان تینوں کی اس پر نظر پڑی تھی۔ تو اور اس بلا کو کس کس نے گندی نظروں سے دیکھا ہو گا۔ اسی لیے منہاج علی نے بھی منیزے سے بد تمیزی کی۔ کیونکہ اسکا ڈریس ہی سب سے بڑی دعوتِ نظارہ تھا۔ یہ سب باتیں ضرار کا خون کھولنے پر مجبور کر گئیں۔۔۔

ماتھے پر بل ڈالے اس نے منیزے کی جانب قدم بڑھائے۔ تو وہ میڈم اسکے ڈریسنگ مرمر پر بیٹھی، اسکی چیزوں سے چھیڑ چھاڑ کرتی نظر آئی۔

وہ منیزے کی حرکتوں پر جتنا حیران ہوتا کم تھا۔ جو کل سے ایسے اسکے ساتھ پیش آرہی تھی۔۔۔ جیسے ان دونوں کا جنموں سے ساتھ ہو۔ اور اب ڈریسنگ مرمر پر وہ جس انداز سے بیٹھی تھی۔ ضرار اسے غور سے دیکھنے لگا۔

کالے کھلے بالوں پر اپنی دہمکتی رنگت اور گرین آنکھوں سے وہ ضرار کی نظروں کا زاویہ بدل چکی تھی۔۔۔
اور یہ سب سوچتے ضرار خود کو باز کر گیا۔

اس سب سے متضاد منیزے کی ڈریسنگ ضرار کو جب پھر یاد آیا۔ تو وہ اسے گھورنے لگا۔ جو جان بوجھ کر
ویسی حرکتیں کر رہی تھی۔ کہ ضرار اصل بات بھلا دیتا۔

سرتاج ادھر آئیں۔ منیزے نے ضرار کو اشارے سے اپنے پاس بلایا۔ تو ضرار نے ایبر و آچکایا۔
ریلی اس پوز میں اپنے پاس بلا رہی ہو۔۔۔

ضرار اپنی شرٹ کو اوپری بٹن کھول کر منیزے کی جانب بڑھا۔
ضرار کی اس حرکت سے منیزے گھبرا گئی۔ پر ظاہر نہ ہونے دیا۔۔۔

ضرار جا کر اسکے قریب کھڑا ہو گیا۔ تو منیزے نے اسکی پرفیوم ضرار کی گردن کے پاس سپرے کرنے
لگی۔

وہ بغور اسکی نظروں میں دیکھ رہا تھا۔ گرین آنکھوں میں لگا کا جل آنکھوں کو بہت دلکش بنا رہا تھا۔۔۔ اور پھر
اسکے پتلے ہونٹوں پر لگی ہلکی سے لپسٹک ضرار کے اندر خواہش پیدا کر رہی تھی۔ وہ منیزے کے ہر نقش
اور ہلتے ہوئے ہونٹوں کو دیکھ کر کہیں گم ہو گیا تھا۔

یہ بہت اچھی ہے۔ منیزے نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے کہا۔ تو ضرار اس کے انداز سے متاثر ہوئے بنانہ
رہا۔ جو خود کو مضبوط ظاہر کرنے کے چکروں میں کچھ بھی کیے جا رہی تھی۔۔۔ وہ صاف اسکی رنگت کے
بدلتے رنگوں کو دیکھ رہا تھا۔

ضرار نے اسکی کلائی پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ تو وہ ضرار کے اوپر گرتے گرتے بچی۔ منیزے نے اسکے
کندھوں پر ہاتھ رکھ کر خود کو گرنے بچایا۔ لیکن پھر بھی وہ ضرار کے اتنے قریب آچکی تھی۔ کہ دونوں
کے چہرے قریب ترین ہو گئے تھے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

آج پہلی اور آخری دفعہ تمہیں سمجھا رہا ہوں۔ آئندہ مجھے تم ان بے ہودہ کپڑوں میں نظر نہیں آؤ۔ ضرار نے اسے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے سرد تاثر سے کہا۔۔۔

تو منیزے مسکرا دی۔ اور اپنے چہرے کو ضرار کے کان قریب کر کے کہنے لگی۔۔

میں صبح آپکے ساتھ ہی گئی تھی سرتاج۔۔ آپکو اعتراض تھا۔ تو تب مجھے کہتے۔۔۔ لیکن افسوس آپ اب بھی مجھے کچھ نہیں کہہ سکتے۔۔۔ کیونکہ میں ایسے ہی کپڑے پہنتی ہوں۔ اور انکو پہنے کالائسنس بابا سائیں سے بھی لے چکی ہوں۔ منیزے نے ضرار کی جانب دل جلاتی مسکراہٹ اچھالی۔۔۔ بے شک وہ ضرار کا خود کو انور کرنے کا بدلا بہت اچھے طریقے سے لے چکی تھی۔۔۔

ضرار نے منیزے کا اپنے قریب آنے پر دل کو سنبھالا تھا۔ پر وہ اس لڑکی کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔۔ ضرار کو پرے دھکیل کر وہ نیچے اتر آئی۔ کل ملتے ہیں سرتاج۔ ضرار کی طرف فلائنگ کس اچھال کر وہ اپنے کمرے میں چلی آئی۔۔۔

بہت کو نفیڈینس سے ضرار کے کمرے سے باہر پیر رکھتے ہی وہ اپنی کمرے کی طرف ڈور لگائی۔ جلدی سے دروازہ بند کر کے گہرے گہرے سانس لینے لگی۔۔

شو خا پاشی کہیں کا۔ خود صبح دیکھا نہیں۔۔ اب ایسے رعب جمار ہا تھا۔ ہائے اگر مجھے پکڑ لیتا تو۔۔ منیزے ضرار کا نام بگاڑ کر دانتوں تلے انگلی دبا گئی۔ پھر ہر سوچ جھٹک کر فریش ہونے چلی گئی۔ کیونکہ جب اسے اپنی ساس سسر کی سپورٹ تھی۔ تو کیوں اس ڈونگے سے ڈرتی۔۔۔

پیچھے ضرار وہیں کھڑا رہ کر صرف سمجھنے کی کوشش کرتا رہ گیا۔ کہ اسکو کس گناہ کی سزا ملی ہے۔۔۔ پھر سنجیدگی سے فلیٹ سے باہر نکل آیا۔۔



علیزے اپنے ہوٹل کے کمرے میں بیٹھی مسلسل اس نیلی آنکھوں والے شخص کے بارے سوچ رہی تھی۔ جو اس سے نظریں چرا رہا تھا۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کیا یہ وہی شخص تھا۔ جو روزرات کو اسکے کمرے میں آتا تھا۔ یہ سوچ آتے ہی اسکا دل شدت سے دھڑکا۔ پروہ ابھی اس بارے حقیقت نہیں جانتی تھی۔۔

بیڈ سے اٹھ کر وہ الماری کے پاس آئی۔ اور الماری سے اک گلاب نکال کر دیکھنے لگی۔ پھر گلاب کو ناک کے قریب کر کے خوشبو محسوس کی۔ تو گلاب کی اپنی خوشبو کے علاوہ بھی، اس میں اک اضافی خوشبو آ رہی تھی۔

وہیں کھڑے وہ سوچتی رہی۔ کہ کیسے وہ معلوم کر سکے گی۔ پر اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔ ابھی تک وہ صبح والے گاؤن میں ہی تھی۔ کسی فیصلے پر پہنچ کر گلاب اپنی جگہ پر رکھ کر، وہ آرام دہ سوٹ نکال کر واشروم کی طرف چلی گئی۔ فریش ہونے بعد وہ باہر نکلی۔ تو لمبے بال پشت پر بکھرے ہوئے تھے۔ کالی آنکھیں خود میں کسی راز کی طرح بے تاثر تھیں۔ ہر سوچ کو پس پشت ڈال کر وہ بست پر سونے کے لیے لیٹ گئی۔ بشک نیند ہر چیز سے فرار کا اچھا حل تھا۔



پورے رستے مشعل سوں سوں کرتے آئی۔ عیس تو اسکے رونے والے انداز دیکھ کر خود رونے والا ہو گیا تھا۔ کیونکہ وہ اسے کہیں سے بھی اک شادی شدہ لڑکی نہیں لگ رہی تھی۔ اپنے قد اور پہناوے سے وہ زیادہ کاکی لگتی تھی۔

اسے چپ نہ ہوتے دیکھ کر عیس نے اک جھٹکے سے گاڑی سائیڈ پر روکی۔ اور مشعل کو خونخوار نظروں سے گھورا۔ تو وہ سمٹ کر کھڑکی سے جا لگی۔

کیا میں تمہیں کچھ کہا ہے۔

مشعل نے سرنفی میں ہلایا۔

تو پھر یہ منہ پھاڑ پھاڑ کر کیوں رہ رہی ہو۔۔۔ عیس نے چباتے ہوئے کہا۔

آپ ادھر مجھ ہر چلائے تھے۔ آنکھوں کو دونوں ہاتھوں سے صاف کرتے وہ سرخ ناک سے بولی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تو عیس کی نہ چاہتے ہوئے بھی ہنسی نکل آئی۔

اور وہ غور سے اسے دیکھنے لگا۔ بے بی کٹنگ اور سنہری رنگت والی پری اسے ملی تھی۔ پر یہ روندو پری تھی۔

عیس کا دل تو کیا۔ کہ اسے اپنے طریقے سے چپ کروائے۔ ہر اسکا کوئی بھروسہ نہیں تھا۔ اپنی معصومیت میں حسن صاحب کے آگے اسکی پول کھول دیتی۔ اس لیے وہ یہ رسک نہیں لے سکتا تھا۔ ابھی اسکی ٹرینک ضروری تھی۔ پھر ہی وہ اسے کچھ کہنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

تم آئندہ یونیورسٹی میرے ساتھ جاؤ گی۔ ٹھیک ہے۔۔ عیس نے مشعل سے پوچھا۔ تو وہ نہ کری گئی۔۔ اپنی بات سے انکار پر عیس نے اسے گھورا۔ جس نے رونے کے علاوہ اب کوئی دوسرا کام کیا تھا۔ میں بابا کے ساتھ ہی جاؤں گی۔ آپکے ساتھ مجھے نہیں جانا۔ مشعل نے اپنی طرف سے ہتھی فیصلہ کیا۔ تو عیس نے ایبر و آچکایا۔

تمہارے بابے اور تم سے تو میں رات کو آکر نبٹ لیتا ہوں۔ پدی نہ ہو تو۔ کندھوں تک آتی نہیں ہے۔ اور مجھے نہ کر رہی۔ عیس نے منہ بگاڑ کر مشعل کی نقل اتاری۔۔

تو مشعل حیرانی سے عیس کو دیکھنے لگی۔ پر بولی کچھ بھی نہ۔ اسکا کوئی بھروسہ نہیں تھا۔ پھر اسے ڈانٹ دیتا۔

عیس نے اسے گھر کے سامنے اتارا۔ تو بنا عیس کی جانب دیکھے بھاگ کر گھر کے اندر چلی گئی۔ بھاگ کر تو ایسے گئی ہے نہ۔ جیسے پردیس سے لوٹی ہے۔ پھر سر جھٹکتے عیس واپس گاڑی بھگالے گیا۔



وہ اپنے سیکرٹ فلیٹ پہنچا۔ تو لاؤنچ میں اسے سلطان، سنی اور ضرار بیٹھے نظر آئے۔

لو آگیا استعمال میں یہ فلیٹ بھی۔ اپنی جگہ پر بیٹھتے عیس نے کہا۔

سلطان اور ضرار کے فلیٹ کی نسبت یہ فلیٹ کافی بڑا تھا۔ آمنے سامنے چار کمرے تھے۔ اور چاروں کمروں کے اوپر ان چاروں کے ناموں کے پہلے لیٹر لکھے تھے۔ جو نشانہ ہی کرتے تھے۔ کہ کس کا کمرہ کونسا ہے۔

جبکہ اسکے علاوہ اینڈ پراک اور بہت بڑا کمرہ تھا۔ جو ان چاروں کا ڈریسنگ روم تھا۔ چاروں کے کمرے میں ہی ڈریسنگ روم میں داخل ہونے کا رستہ موجود تھا۔ جبکہ اس فلیٹ کی اک بیسمنٹ بھی تھی۔ تمہیں کیا لگتا تھا۔ کہ نہیں استعمال ہوگا۔ سنی نے عیس کو دیکھا۔ زندگی میں بیویاں آجائیں۔ تو ویرانے بھی استعمال ہو جاتے ہیں۔ عیس نے کسی دکھی شوہر کی طرح کہا۔ وہ چاروں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

کیوں بھا بھی نی تھے اتنا تنگ کر دیا ہے۔ جو تو ایسے کہہ رہا ہے۔ ضرار نے عیس سے استفسار کیا۔ اپنی چھوٹی سی بھابی کو سوچ کر وہ مسکرا دیا۔ اور پھر اپنے سامنے اس لمبے بالوں والے دیو کو دیکھا۔ نہیں اس پدی نے کہا تو کچھ نہیں۔۔۔ پراک ٹینشن ہے۔ عیس نے دکھی انداز سے کہا۔۔۔ کونسی ٹینشن۔۔۔ تینوں نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ یار تمہاری بھابی کا قد اتنا چھوٹا ہے۔ میرا رو مینس کیسے۔۔۔ ابھی عیس نے اتنا ہی کہا تھا۔۔۔ کہ ان تینوں نے کشن اٹھا کر عیس کے سر پر دے مارے۔۔۔

بے غیرت انسان شرم کر لے کچھ۔۔۔ جبکہ سنی تو باقاعدہ شرم سے لال ہو گیا تھا۔۔۔ اپنی پریشانی تم لوگوں کو نہ بتاؤ تو کسے بتاؤ۔ عیس منہ بگاڑ گیا۔۔۔

تو زبان بند کرتا ہے۔۔۔ کہ لگاؤ اک۔۔۔ سلطان نے اسے وارننگ دی۔ تو وہ چپ کر منہ پرانگی رکھ کر بیٹھ گیا۔۔۔

عیس کی زبان بند ہونے پر سلطان سنجیدگی سے گویا ہوا۔

وہاج علی اتنی آسانی سے اپنے بھائی کی بے عزتی برداشت نہیں کرے گا۔ وہ ضرور بدلہ لینے کی کوشش کرے گا۔

ضرار نے بھی سلطان کی تائید کی۔۔۔

ساری باتیں چھوڑو یار۔۔۔ ویسے بھابھی نے کک بہت کمال کی ماری تھی۔۔۔۔۔ اور پھر بھابھی کی یونیورسٹی میں انٹری تو نہ ہی پوچھو۔۔۔ عیس نے مسخرے پن سے ضرار کو جتاتے ہوئے بتایا۔ سنی تو اس لمبے بالوں والی چڑیل کے پاس بیٹھ۔۔۔ اب یہ فضول بولانہ۔ تو بس اسکی دم کھینچ دینا۔ سلطان نے عیس کی پونی کی طرف اشارہ کیا۔ تو سنی اٹھ کر عیس کو شکنجے میں لے گیا۔ اور موقع سے پہلے کی اسکی پونی کھینچ دی۔

سالے میں بولتا، پھر کھینچنے کو کہا تھا۔ عیس نے پونی پر ہاتھ رکھتے سنی کو خطرناک نظروں سے دیکھا۔ اوپس سوووری۔۔۔۔۔ اتنی چھوٹی سی تو ہے۔ ویسے ہی کھینچنے کو دل کرتا ہے۔ سنی نے دانتوں کی نمائش کرتے کہا۔

عیسس۔۔۔ سنپیسی۔۔۔۔۔ ضرار نے دونوں کو مخاطب کیا۔ تو دونوں سیریس ہو کر بیٹھ گئے۔ منہاج علی پہلے ہی ہمارہ ٹارگٹ تھا۔۔۔ پر معاملے کی نوعیت بدل گئی ہے۔ اس لیے اسکا انتظام بھی کر لینا۔ سلطان نے ضرار کو دیکھتے کہا۔ تو وہ اسکے اشارے کو سمجھ کر سر ہلا گیا۔ اور تم بھی کر لینا۔۔۔ سلطان نے عیس کو یاد دلایا۔ تو سر ہلا گیا۔

وہ سب تو ٹھیک ہے۔ پر یہ جو نیچے حسینائیں ہیں۔ انکا کیا کرنا ہے۔ قسم سے انکی چینخوں سے کان کے پردے ہل گئے ہیں۔ سنی نے کان کو ہلاتے گویا ہوا۔

کیا ابھی تک کوئی انفارمیشن نہیں ملی۔ عیس کے پوچھنے پر وہ تینوں نفی میں سر ہلا گئے۔ چلو صبح تک مل جائے گی۔ عیس نے انہیں تسلی دی۔ تو شکر کر گئے۔ کیونکہ عیس اپنے کس روپ سے انفارمیشن نکلوانا جانتا تھا۔ یہ بات وہ تینوں افراد ہی جانتے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

Episode 14

شام کو ضرار چیلنج کرنے کے لیے واپس فلیٹ آیا۔ تو اسے کچن سے منیزے کے بولنے کی آوازیں سنائی دیں۔ تو وہ سیدھا کچن کی طرف چلا آیا۔ تاکہ دیکھ سکے وہ اکیلی کس سے باتیں کر رہی ہے۔۔

تو سامنے ہی منیزے ڈھیلے ڈھالے ٹراؤزر، ٹی شرٹ پہنے کچن میں اپنے لیے نوڈلز بنا رہی تھی۔ اور ساتھ ویڈیو کال پر شیراز پاشا اور گل جہاں سے باتیں کرنے میں مصروف تھی۔

یہ سچ میں میرے خاندان کی لڑکی ہے نہ۔ منیزے کو ہاف سلیزوٹی شرٹ میں دیکھ کر ضرار سوچنے لگا۔ جو بڑے دھڑلے سے شیراز پاشا سے باتوں میں لگی تھی۔۔ اس نے یونیورسٹی میں لڑکیوں کو ویسٹرن ڈریسنگ میں دیکھ رکھا تھا۔ پر اپنے خاندان کی لڑکی کو وہ ایسے ہضم نہیں کر پا رہا تھا۔

اما آپکا بیٹا بہت کھڑوس ہے۔۔ کل سے کچھ کھانے کو بھی نہیں پوچھا۔ منیزے نے نوڈلز بناتے کہا۔

آپ بے فکر ہو جائیں۔۔ میں کل ہی اپنی بیٹی کے لیے یہاں سے ملازمہ کو بھیج دوں گا۔ پھر آپکو ان سب چیزوں کو فیس نہیں کرنا پڑے گا۔ اور ضرار کو بھی اس کا پرواہی پر پوچھا جائے گا۔

شیراز پاشا نے اسے تسلی دی۔ تو وہ سر ہلا کر ان سے صبح کے واقعے کے بارے بتانے لگی۔ جس کو سنتے گل جہاں ہنسنے جا رہی تھیں۔

جبکہ پیچھے کھڑا ضرار یہ سوچتا رہ گیا۔ کہ اسکے شہر میں رہتے ہوئے آج سے پہلے بابا سائیں کو ملازمہ بھیجنے کا خیال کیوں نہیں آیا۔

بہو کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے وائی۔۔ بیٹی کی تو کبھی اتنی فکر ہوئی نہیں۔۔ منیزے فون بند کر کے مزے سے نوڈلز سے انصاف کرنے لگی۔۔ ساتھ موبائل پر سکروولنگ بھی جاری تھی۔ تاکہ کسی اچھے ریسٹورنٹ سے وہ کھانا آرڈر کر سکے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

صبح ضرار کے کے جانے کے بعد سے وہ سو گئی تھی۔ لیکن شدید بھوک کی وجہ سے تھوڑی دیر پہلے اسکی آنکھ کھلی تھی۔ تو اسے خیال آیا۔ کہ وہ کافی وقت سے بھوک کی ہے۔ اسی لیے فریش ہو کر کچن میں آگئی۔ کچن میں کچھ بنا ہوتا تو کھانے کو بھی موجود ہوتا۔ کیونکہ منیزے کے آنے سے پہلے تک ضرار کھانا باہر ہی کھاتا تھا۔ یا پھر جس دن وہ سب فری ہوتے۔ تو کبھی عیس یا سنی کی طرف کھانا کھانے نکل پڑتے۔۔۔ لیکن ضرار شاید بھول چکا تھا۔ کہ وہ اب سنگل نہیں رہا۔۔۔

کھانے کی تلاش میں منیزے کو کچن کے کینبٹ میں صرف نوڈلز کے پیک نظر آئے تھے۔

فریج میں بھی صرف فروٹس اور بس دودھ ہی موجود تھا۔ یا کافی کا سامان پڑا تھا۔

بھوک نہ برداشت ہونے پر وہ جلدی سے نوڈلز بنا کر اب کھانے میں مصروف تھی۔۔۔ کیونکہ کل وہ حویلی سے کھانا کھا کر نکلی تھی۔ اور اب اسی کھانے کے سہارے وہ دن بھی گزار چکی تھی۔

وہ قدم اٹھاتے ہوئے منیزے کے پیچھے جا کر کھڑا ہوا

اپنے پیچھے کسی کی موجودگی محسوس کر کے منیزے پلٹی۔ تو ضرار کو کھڑا دیکھ کر چونک گئی۔

اور نہ محسوس انداز میں اپنے اور ضرار کے درمیان فاصلے کو قائم کر گئی۔۔۔

براؤن ڈریس شرٹ اور بلیک پینٹ میں سنجیدگی سے وہ منیزے کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

منیزے نے اک نظر ضرار کا معائنہ کیا۔ پھر نوڈلز کی جانب توجہ مرکوز کر گئی۔ کیونکہ وہ اسکی نظروں میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔ جو بہت غور سے اس کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ سو پھر ضرار سے اٹھتی اسکے کلون کی خوشبو منیزے پر چھا رہی تھی۔

بہو بنے ابھی اک دن ہوا ہے۔ اور میرے گھر والوں سے میری شکایتیں شروع بھی ہو گئیں ہیں تمہاری۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ضرار آنکھوں میں سنجیدگی سمویٰ منیزے کے بنائے گئے فاصلے کو پھر ختم کر گیا۔۔

تو منیزے نوڈلز کا باؤل پکڑے پیچھے کی جانب گرسی گئی۔۔ اب ان دونوں کے درمیان صرف نوڈلز کا باؤل تھا۔

میں کچھ غلط تو نہیں کہا۔ کل سے یہاں آئی ہوں۔ کھانے کو کچھ پوچھا ہی نہیں آپ نے۔۔

منیزے ضرار کی نظروں سے گھبرا کے بولی۔۔ کیونکہ اگر ضرار اسکی باتیں سن چکا تھا۔ تو وہ اب مکر نہیں سکتی تھی۔ پھر اسے بیوی کے کھانے کی ذمہ داری کا احساس دلانا بھی ضروری تھا۔

تو ضرار منیزے کے چہرے پر گھبراہٹ دیکھ کر مسکرا دیا۔۔

چلو شکر ہے۔۔ کہ شرم و حیا اسکی ڈریسنگ سے میل نہیں کھاتیں۔۔ ضرار نے مسکراتے سوچا۔۔

کیا ہوا۔ اتنا گھبرا کیوں رہی ہو۔ صبح تو خود میرے قریب آرہی تھی۔۔ ضرار نے منیزے کے اوپر جھکتے اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔

تو منیزے زور سے ڈھڑکتے دل کے ساتھ آنکھیں میچ گئی۔

آپ پیچھے ہٹ کر بات کریں۔۔ منیزے نے گھبراتے کہا۔۔

تو ضرار اسکی غیر ہوتی حالت دیکھ کر پیچھے ہو گیا۔ کیونکہ وہ تسلی کر چکا تھا۔ کہ صرف ڈریسنگ میں ہی وہ بے شرم ثابت ہوئی تھی۔ ورنہ باقی اہم کام میں وہ بھیگی بلی بننے والی تھی۔ اور بے شک ضرار کو شرماتے ہوئے پسند آنے والی تھی۔

جبکہ منیزے نے ضرار کے پیچھے ہونے پر کب کار کا ہوا سانس بحال کیا۔۔

میں فلحال جا رہا ہوں۔ کھانا آرڈر کر دیا ہے۔ کھا لینا۔ میں لیٹ واپس آؤں گا۔۔ ضرار نے اسے اطلاع دی۔ تاکہ وہ اکیلے ہونے پر ڈر محسوس نہ کرے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اور پھر اک نظر منیزے کو خاموش دیکھ کر کمرے کی طرف چلا گیا۔

پچھے منیزے اپنے دل کی رفتار کو معمول پر لاتے نوڈلز کی طرف متوجہ ہو گئی۔ جو بھی نوڈلز کی اپنی جگہ تھی۔ شوہر ڈھکن کو تو وہ بعد میں بھی سوچا جاسکتا تھا۔



یہ اک کلب کا منظر تھا۔ جہاں ہر طرف رنگ برنگے کپڑوں میں لڑکیاں اور لڑکے اک دوسرے کے ساتھ ساری حدوں کو بھلائے گم تھے۔

وہ چاورں بلیک ڈریسنگ میں اپنی سحر انگیز پرسنیلٹی کے ساتھ کلب میں داخل ہوئے۔ تو اک ساتھ کئی نظریں انکی طرف اٹھیں۔

ان لڑکیوں کو دیکھ کر تو ایسے لگ رہا ہے۔ جیسے مرغی فارم سے پرکٹی مرغیاں کسی نے ادھر چھوڑ دیں ہیں۔ عیس نے لڑکیوں کے چھوٹے کپڑوں کو دیکھ کر کہا۔ جن کے کپڑوں کے لٹکے حصے ہوا میں اڑ رہے تھے۔

مجھے سٹیل کی ٹوٹیاں لگ رہیں ہیں۔ دیکھو شکلوں پر کیسے کیسے رنگ لگائے ہیں۔

سنی نے اک لڑکی کو دیکھ کر منہ بنایا۔ جس نے سلور رنگ میں آئی میک اپ کیا ہوا تھا۔ اور پسینہ آنے کی وجہ سے اسکا میک اپ بھیانک شکل اختیار کر چکا تھا۔

تم دونوں ادھر ادھر جھانکیاں مارنے سے نہ باز آنا۔

ضرار نے چلتے ہوئے جا کر اک طرف بیٹھ گیا۔

یہ دونوں اس لیے یہ دیکھتے ہیں۔ تاکہ اپنی والیوں کو دیکھ کر شکر ادا کر سکیں۔

سلطان نے اسکے ساتھ جگہ سنبھالتے کہا۔

جبکہ ان دونوں کی نظریں ابھی بھی سامنے سیٹج پر ناچتی ہوئی لڑکیوں کی جانب ہی تھی۔۔

یار عیس وہ دیکھو۔۔ یہ بلوڈریس والی ڈھمکا نہیں صحیح لگا رہی۔ سنی نے سامنے کی جانب اشارہ کیا۔

ہاتھی سے کبھی ڈھمکا لگا ہے کیا۔۔ عیس نے اس لڑکی کو دیکھ کر جواب دیا۔

جو کہ کافی موٹی تھی۔ اور ضرورت سے زیادہ ٹائیٹ ڈریس میں پتہ نہیں کونسی شیلابنے کی کوشش کر رہی تھی۔

شرم کر لو تم دونوں۔۔۔ ضرار نے ان دونوں کو شرم دلایا۔

ان دونوں کو چھوڑو۔۔ سامنے دیکھو سب سے بڑی بے شرم آرہی ہے۔

سلطان نے سگریٹ نکالتے سامنے اشارہ کیا۔

جہاں سے نتاشہ انکی طرف ہی آرہی تھی۔ اور ہاتھ سے ہیلو کر رہی تھی۔

چلو اب مزہ آئے گا۔ سنی نے پر جوش انداز میں کہا۔

جبکہ عیس منہ چڑا گیا۔ کیونکہ سامنے سے آنے والی مصیبت عیس کے لیے ہی تھی۔

نتاشہ انکے ڈیپارٹمنٹ کی تھی۔ اور عیس پردل و جاں سے فدا تھی۔ اور عیس اس سے اتنا ہی چڑتا تھا۔

کیونکہ وہ منہ کر دو کلومیک لگا کر گھومنے والوں میں سے تھی۔

جبکہ اس سارے قصے میں اگر کوئی سب سے انجوائے کرتا تھا۔ تو وہ سنی تھا۔

بلیک شارٹ ڈریس میں کھلے گنگریا لے بالوں کے ساتھ وہ ان کے سامنے موجود تھی۔۔

ہائے عیس۔۔۔ کیسے ہو تم۔۔۔ کہاں تھے تم اتنے دنوں سے۔۔۔ نتاشہ نے عیس سے ہاتھ ملاتے اک

ساتھ کئی سوال کر دیے۔

جبکہ باقیوں کو وہ اشارے سے ہیلو کہہ چکی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

وہ تینوں اب فرصت سے عیس کو دیکھنے لگے۔ جو برے برے منہ بنانے لگ گیا تھا۔

بس کہیں بہت مصروف تھا۔ عیس نے مختصر سا جواب دیا۔

تو وہ لاڈ سے اسکے صوفے کے بڑھے ہوئے حصے پر بیٹھ گئی۔ اور عیس کے کندھے پر بازو رکھ گئی۔

یہ تو کیا کام سے۔۔۔ سنی نے سرگوشی کی۔۔ جو عیس سمیت سلطان اور ضرار بھی سنی۔۔۔

میں تمہیں بہت مس کیا۔۔ نتاشہ کیوٹ منہ بناتے عیس کو بتانے لگی۔۔

تو عیس محض سر ہلا گیا۔ کیونکہ اسے منہ لگانے کو عیس کا بالکل موڈ نہیں تھا۔

اسے کوئی بتاؤ۔ کہ میری چھوٹی سی بیوی بھی ہے اب۔۔ عیس نے سنی کی طرف جھکتے کہا۔۔

تو سنی مسکراہٹ دبا گیا۔ جو بے بسی سے انکی طرف دیکھ رہا تھا۔

بے بی کچھ کہا کیا تم نے۔۔۔ نتاشہ نے پوچھا۔۔

ہاں نتاشہ یہ کہہ رہا ہے۔ کہ تم آج بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔ سنی نے جواب دیا۔۔

عیس اسے گھورنے لگا۔ جبکہ ضرار اور سلطان مزے سے سارا سین انجوائے کر رہے تھے۔

اسے ہٹاؤ مجھ سے دور۔۔۔ بدبو آ رہی ہے مجھے اس سے۔۔۔

عیس نے پھر دھیرے سے کہا۔ تاکہ وہ اسکی جان چھڑانے میں مدد کر سکیں۔۔

نتاشہ کونسی پرفیوم لگائی ہے۔۔ عیس کو بہت پسند آئی ہے۔۔ سنی نے پھر الٹی بات کی۔ تو سلطان اور ضرار

قہقہہ لگائے۔ جو غلط وقت پر عیس کے چھکے چھڑا رہا تھا۔

کیا سچ میں بے بی۔۔ نتاشہ کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا تھا۔ کیونکہ عیس کو پہلی دفعہ اسکی کوئی چیز

پسند آئی تھی۔۔

جبکہ سنی ہاتھ بڑھا کر نتاشہ کے گنگریا لے بالوں میں کاجو اور پستہ لگائے جارہا تھا۔ جو اس نے میز سے اٹھائے تھے۔ چونکہ نتاشہ کے بال گنگریا لے ہونے کی وجہ سے پھولے ہوئے تھے۔ اسی لیے سنی کے لگائے کاجو آرام سے اسکے بالوں میں اٹک گئے تھے۔

البتہ ضرار اور سلطان اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں منع کر رہے تھے۔ جو وہ اپنی شیطانی مسکراہٹ میں ان سنی کر گیا۔

نتاشہ میں تمہیں بعد میں جوائن کرتا ہوں۔ ابھی مجھے کام ہے ٹھیک ہے۔۔ عیس بناسکا جواب سنے اٹھ کر باہر کی طرف نکل گیا۔

پیچھے وہ اسے جاتا دیکھتی رہ گئی۔ پھر اک نظر ان تینوں کی طرف دیکھا۔۔ جو اپنی باتوں میں گم تھے۔ تو یہاں بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ اس لیے وہ سیٹج کی طرف چلی گئی۔

اسکے جاتے ہی سنی کا کب کار کا ہوا قہقہہ نکلا۔

پھر وہ تینوں اٹھ کر باہر عیس کی طرف چلے گئے۔ جہاں انکا ٹارگٹ موجود تھا۔

وہ تینوں باہر نکلے۔ تو عیس کہیں بھی نظر نہ آیا۔

یہ کہیں اکیلا تو نہیں نکل پڑا۔ سنی نے فکر مندی سے کہا۔

سلطان نے اپنے موبائل پر عیس کے پیغام کو دیکھا۔

وہ وہیں موجود ہے۔ پھر وہ تینوں تیزی سے کلب کی پچھلی جانب آئے۔ جہاں اک طرف سیڑھیاں اتر کر

کلب کی بیسمنٹ میں جانے کا راستہ موجود تھا۔ جو کہ ہر کسی کو معلوم نہیں تھا۔ وہ چونکہ دو مہینوں سے

اس کلب میں آرہے تھے۔ اسی لیے وہ یہ سب جانتے تھے۔

سیڑھیاں اتر کر وہ ہال میں چلے آئے۔ جہاں ہر طرف لوگ موجود تھے۔ اصل میں کلب کی بیسمنٹ میں

باکسنگ کے کھیل کاجو اکھیلا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے غیر قانونی کام یہاں پر سرانجام دیے

جاتے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس کہاں ہے۔ سنی نے عیس کو ڈھونڈا۔۔۔

وہ سامنے رنگ میں دیکھو۔۔۔ سلطان نے اسکی توجہ سامنے مبذول کرائی۔

جہاں وہ بناشرٹ کے اپنے کھلے بالوں کے ساتھ لڑنے کے لیے کھڑا تھا۔

یہ اتنی جلدی وہاں کیسے پہنچا۔۔۔ سنی نے حیرانی ہوئی۔

اسکی پلینگ پہلے ہی ہو گئی تھی جانو۔۔۔ ضرار نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا۔

تو سنی نے خفگی سے ان دونوں کو دیکھا۔ جنہوں نے اسے بے خبر رکھا تھا۔

ضروری تھا نہ جان۔۔۔ اب ایسے نہ دیکھو۔۔۔ سلطان نے اسکی نظروں کے جواب میں کہا۔ تو وہ منہ موڑ گیا۔۔۔

کیونکہ یہاں آنے سے پہلے وہ سختی سے ان تینوں کو منا کر آیا تھا۔ کہ وہ تینوں خود نہیں لڑیں گئے۔۔۔ بلکہ کسی اور کو لڑنے کے لیے بھیجے گئے۔

سنی کی تسلی کے لیے وہ تینوں تب مان گئے تھے۔ کیونکہ سنی کو باکسنگ سے نفرت تھی۔۔۔ اور کبھی بھی اپنے جگری کو ایسے مار کھاتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ پر اب عیس کو رنگ میں دیکھ کر وہ ناراض ہو چکا تھا۔ سلطان اور ضرار سنی کو ساتھ لے کر اک جانب اپنے درمیان میں بٹھا چکے تھے۔ کیونکہ اسکا کوئی بھروسہ نہیں تھا۔ عیس کی حالت خراب دیکھ کر یہاں سے ہی نکل جاتا۔ وہ دونوں سنی کا اک اک ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام گئے۔

میں لڑکی نہیں ہوں۔۔۔ اپنے ہاتھوں کو ان دونوں کے ہاتھ میں دیکھ کر وہ چیخ کر بولا۔

ہاں پتہ ہے۔۔۔ ہم نے اپنے ڈر کے لیے پکڑا ہے۔ ضرار نے سامنے عیس کو مارتے دیکھ کر جواب دیا۔

تو سنی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ کیونکہ وہ انکے ڈر کو اچھے سے جانتا تھا۔

اسی لیے وہ بھی سامنے عیس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جہاں مخالف نے عیس کے منہ پر مکہ مارا۔ تو اسکے ہونٹ کے کنارے سے خون نکلنے لگا تھا۔

عیس کے خون کو دیکھ کر سنی نے ان دونوں کے ہاتھوں پر اپنی گرفت مضبوط کی۔ تو سلطان اور ضرار نے اک نظر سنی کو دیکھا۔ جو چہرے پر فکر مندی سجائے عیس کو دیکھ رہا تھا۔

وہ دونوں اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسکی بے چینی کو کم کرنے کی کوشش کرنے لگے۔

عیس نے گرتے ہوئے مخالف کے ٹانگ پر اپنی ٹانگ ماری تو وہ بھی گر گیا۔۔۔ جس سے اسکے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ اور اسکی بائیں گال کر ڈمپل نظر آیا۔

جس کو دیکھ لڑکیوں کی ڈمپل ہاٹ بوائے کی ہوٹنگ شروع ہو گئی تھی۔ کیونکہ اپنے لڑنے کے انداز سے کافی دلکش لگ رہا تھا۔ کہ۔ جب بھی مخالف اس پر وار کرتا تھا۔ وہ مسکرا کر برداشت کرنے کر ساتھ اسی وقت الٹا وار کر دیتا تھا۔

سالا۔۔ کسی دن اسکی یہ گال ہی کاٹ دوں گا۔۔ ایسے ہی مشعل بھابھی کو اسکی ٹھکر کی داستان سناؤ گا۔۔ سنی نے جلے کٹے انداز میں کہا۔ جو اپنے ڈمپل سے لڑکیوں کو اپنی طرف متوجہ کر گیا تھا۔ سلطان اور ضرار مسکراہٹ دبا گئے۔۔ جو تھوڑی دیر پہلے اسکی فکر میں ہلکان ہو رہا تھا۔ اور اب اسکے خلاف منصوبہ بندی کرنے میں مصروف تھا۔

یہ جنگی پن کب ختم ہو گا۔ سنی بے چینی سے کہا۔ کیونکہ وہ عیس کے چہرے پر لگے خون کی وجہ سے نظریں ہٹا چکا تھا۔

ہو گیا ہے ختم۔۔۔ ضرار کے کہنے پر سنی پھر سامنے دیکھا۔

جہاں عیس جیت چکا تھا۔۔۔



تقریباً آدھی رات کے وقت سلطان عیس کے ساتھ فلیٹ میں داخل ہوا۔ عیس کے چہرے پر نشان کی وجہ سے سلطان نے اسے گھر جانے سے روک دیا تھا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جبکہ ضرار بھی اپنے فلیٹ پر چلا گیا تھا۔ اور سنی کو وہ گھر چھوڑ آئے تھے۔

میں سونے جا رہا ہوں۔۔۔ عیس سلطان کو بتا کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

اسی وقت سلطان کے فون پر میر شاہ خان کی کال موصول ہوئی۔

سلطان نے فون کان کے ساتھ لگایا۔ تو میر شاہ خان کی سخت آواز سنائی دی۔

برخوردار تم ہم کو شہر جا کر بھول گئی۔۔۔ میر خان نے اپنی ادھی ادھوری اردو میں شکوہ کیا۔ تو سلطان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔ میر خان کے شوق پر سلطان نے انہیں اردو سکھائی تھی۔۔۔ پرانکا مذکر، مونث سلطان کو ہسنے پر مجبور کر دیتا تھا۔

آغا جان آپکو میں کبھی بھول سکتا ہوں کیا۔۔۔ سلطان نے گھڑی پر وقت دیکھا۔

یہ تو تم ہم کو ملی گئی۔ تب ہم تم سے پوچھے گا۔ میر خان نے پھر شکوہ کیا۔

تو سلطان کو بھی احساس ہوا۔ کہ وہ کافی وقت سے حویلی نہیں جاسکا۔ اسی لیے آغا جان کو منانے کو کوشش کرنے لگا۔

کیونکہ اسے اپنے آغا جان کو منا کر "علیزے ابراہیم" کا دیدار کرنے جانا تھا۔

برخوردار ہم نے تم کو مردانہ کالج میں پڑھنے بھیجا تھا۔ یہ تو روزرات کو زنانہ کالج کیا لینے جاتی۔۔۔ میر خان نے الجھن سے پوچھا۔۔۔ کیونکہ انکے آدمی نے کل ہی سلطان کے روزرات کو گرلز ہو سٹل جانے کا بتایا تھا۔

سلطان انکی بات سن کر بے بسی آنکھیں بند کر گیا۔

آغا جان میں آپکو یہ جاسوسی کرنے سے منع کیا تھا نہ۔۔۔ سلطان نے سنجیدگی سے کہا۔ کیونکہ سب مل کر اسکی سٹوری میں ولن بننے کی کوشش کر رہے تھے۔

یار ہم کو تیری فکر ستاتی ہے۔ میں اپنے دل کو تیری فکر سے کیسے روکوں۔ یہ دل میری نہیں سنتی نہ۔۔۔ میر خان نے زیادہ بے بسی ظاہر کی۔ جیسے وہ اپنے دل کی نہیں بیوی کی شکایت کر رہے ہوں۔ جو انکی اک نہیں سنتی۔۔۔

سلطان نے ان سے باتوں میں مصروف ہو گیا۔ اور صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔ کیونکہ کم از کم آج وہ علیزے کو دیکھنے نہیں جاسکتا تھا۔۔

Episode 15

اگلی صبح معمول سے زیادہ روشن تھی۔ ہر کوئی اپنے دل میں جذبات چھپائے بے چین تھا۔ عیس وائیٹ پرنٹڈ شرٹ ساتھ نیوی بلو جینز پہنے گھر کے دروازے پر کھڑا تھا۔ چہرے پر کل ہونے والی لڑائی کے نشان موجود تھے۔ وہ ہر گز اس حال میں گھر نہ آتا۔ اگر اسے مشعل کو اپنے ساتھ یونیورسٹی نہ لے کر جانا ہوتا۔ پہلے تو وہ دو، دو دن تک گھر کا رخ نہیں کیا کرتا تھا۔ پر اب شاید ہی ایسا ممکن ہوتا۔ عیس گھر میں داخل ہوا تو دیکھا۔ کہ مشعل نک سک سی تیار یلو کلر کے ڈریس میں حسن صاحب کے ساتھ جانے کے لیے تیار کھڑی تھی۔

عیس کو دیکھتے ہی مشعل کا سانس رک گیا تھا۔ کیونکہ وہ کسی صورت بھی، اس دیو کے ساتھ نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔ پر وہ دیو خود اسے قید کرنے آگیا تھا۔ جبکہ وہ اپنی طرف سے گھر سے جلدی نکلنے والی تھی۔ تاکہ اسے عیس کے ساتھ نہ جانا پڑتا۔ کل رات بھی عیس کے گھر نہ آنے پر وہ شکر کرتی رہی تھی۔

عیس کو دیکھتے ہی وہ شاہدہ بیگم کے پیچھے چھپ گئی۔ مشعل کے اتنا ڈرنے پر شاہدہ بیگم عیس کو گھور کر رہی گئیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جبکہ حسن بھی کچھ اچھی نظروں سے عیس کو نہیں دیکھ رہے تھے۔

ایسے کیوں سب دیکھ رہے ہو مجھے۔۔۔ عیس نے سب کی نظروں کو خود پر محسوس کرتے کہا۔۔

مشعل بیٹا۔۔۔ جاو اندر سے اپنی پونی لا کر عیس کو دو۔ تاکہ وہ اپنی زلفوں کو سنبھال سکے۔ لگتا ہے اس کی

پونیاں ختم ہو گئیں ہیں۔ اس لیے آج حسین زلفے بکھری پڑیں ہیں۔۔۔

حسن صاحب نے عیس کے کھلے بالوں کو دیکھ کر طنز کے تیر برسائے۔

جبکہ مشعل کی ہنسی نکل آئی تھی۔۔۔ جو عیس کے کانوں تک پہنچ گئی تھی۔۔۔

اک تو سالاکھر میں بے عزت ہونے کے لیے پیدا ہوا ہوں میں۔ عیس نے بڑبڑاتے کہا۔ اور اپنے لمبے

بالوں کی پونی بنا کر انہیں سمیٹا۔

بالوں کے قید ہوتے ہی اسکے چہرے کے نشان واضح نظر آنے لگے۔ جو کہ شاہدہ بیگم کو فکر میں مبتلا کر

گئے تھے۔ تو وہ جلدی سے اسکی طرف بڑھیں۔۔۔

یہ تمہارے چہرے کو کیا ہوا ہے۔۔۔ کن سے لڑے ہو اب۔۔۔ شاہدہ بیگم نے عیس کے نشانوں کو

چھوتے پوچھا۔۔۔

البتہ حسن صاحب بھی غور سے اب دیکھ رہے تھی۔ وہ عیس کے ان لڑائی جھگڑوں سے بے حد تنگ

تھے۔۔۔ جبکہ مشعل بھی متوجہ ہو کر عیس کو تک رہی تھی۔

ایسے کیوں پوچھ رہی ہو۔ کونسا پہلی دفعہ وہ منہ سو جا کر گھرا آیا ہے۔ بلکہ ایسے کرو۔ جب بھی یہ رنگ برنگ

منہ لے کر گھرائے۔ تو اسکو پھولوں کو ہار بھی پہنا دیا کرو۔

حسن صاحب سلگتے شروع ہو چکے تھے۔۔۔ اپنے بے ڈھنگے حلیے سے وہ کہیں سے بھی شریف نہیں لگ رہا

تھا۔

بکہ عیس ضبط سے آنکھیں بند کر گیا۔ اس نے بال کھولے ہی آج اس لیے تھے۔ تاکہ اسکے نشان واضح نہ ہو۔ اور حسن صاحب کو ہاتھ صاف کرنے کا موقع نہ ملے۔۔۔

عیس بیٹا اس پدی کو لے کر نکلو۔ اس سے پہلے حسن ہمدانی تمہارے دماغ کی دہی بنائے۔۔۔

ٹھیک ہے اماں میں نکلتا ہوں۔ اس پدی کو لے کر۔۔۔ عیس حسن صاحب کی باتوں کو ان سنا کرتے خاموش کھڑی مشعل کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے آیا۔

اور پیچھے حسن صاحب اسکے بھاگنے پر دانت پیستے رہ گئے۔

اس سارے عمل میں مشعل عیس کے ساتھ جانے پر احتجاج بھی نہیں کر پائی تھی۔۔۔

ہم یونیورسٹی کیسے جائیں گئے۔ مشعل نے سوال کیا۔

تو عیس نے اسکے سوال پر سامنے اشارہ کیا۔ جہاں اسکی ہیوی بائیک کھڑی تھی۔ ان چاروں کے پاس ایسی بائیک تھی۔ جس کو وہ اکثر ریس کے لیے استعمال کرتے تھے۔ پر اب مشعل کے آجانے پر عیس یونیورسٹی کے لیے یہ ہی استعمال کرنے والا تھا۔۔۔

یہ کیا ہے۔ بائیک کو عجیب نظروں سے دیکھتے مشعل نے استفسار کیا۔۔۔

گدھا گاڑی۔۔۔ عیس نے سلگتے جواب دیا۔ اور جا کر بائیک پر بیٹھ کر ہیلیمٹ پہنے لگا۔

اب بیٹھو گی۔ کہ اٹھا کر بٹھاؤ۔۔۔ مشعل کے کھڑے رہنے پر وہ مڑا۔۔۔

مجھے اس پر ڈر لگے گا۔ مشعل کبھی عیس کو دیکھ کر روہانسی ہو رہی تھی تو کبھی بائیک کو دیکھ کر۔

چلو آؤ پھر تمہیں آگے بٹھالیتا ہوں۔ تمہیں ڈر بھی نہیں لگے گا۔ اور مجھے سکون بھی مل جائے شاید۔۔۔

عیس نے شیطانی مسکراہٹ سے ڈری ہوئی مشعل کو دیکھا۔

تو وہ عیس کی بے رحمی پر کھل کر رو بھی نہ پائی۔ نہ چارہ اسے عیس کے پیچھے بیٹھنا ہی پڑا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مشعل چونکہ کافی پیچھے بیٹھی تھی۔ تو عیس پھر دانت پیس گیا۔۔

آگے سونامی آئی ہے۔ جو کنارے پر جان بچانے کے بیٹھ گئی ہو۔ آگے ہو کر اور مجھے پکڑ کر بیٹھو۔ مجھے بھی محسوس ہونا چاہیے کہ میں اب سنگل نہیں ہوں۔۔۔۔ بیویاں تو ایسے چسپک کر بیٹھی ہو تیں ہیں۔ اور اک یہ میرے والی ہے۔۔۔

عیس ک جھاڑ پر مشعل تھوڑی سی سمٹ کر آگے ہوئی۔۔۔ لیکن عیس سے پھر بھی دوری پر تھی۔۔۔ عیس نے گہرا سانس لے کر خود کو ٹھنڈا رکھنے کی کوشش کی۔ پھر بائیک سٹارٹ کر اک جھٹکے سے وہ مشعل کو اپنے قریب لے آیا۔ جس پر مشعل کی چیخ نکل گئی۔

بنا اسکی چینخوں کو سنے وہ بائیک ہوا میں اڑتا ہوا جا رہا تھا۔۔

بیس منٹ بعد عیس نے یونیورسٹی کے گیٹ پر جا کر بائیک روکی۔ لیکن مشعل ڈر سے کانپتے ہوئے اس سے چسپکی ہوئی تھی۔۔

ہیلمنٹ اتار کر اس نے شیشے میں خود سے چپکے وجود کو دیکھا۔ جو سر گرایے اسکی شرٹ کو ہاتھوں میں جکڑے سمٹا ہوا تھا۔۔

مشعل کو اس طرح دیکھتے عیس کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔

بیگم ہم پہنچ گئے ہیں۔ آپ باقی کا چپکنا کل کر لیجیے گا۔ عیس نے شرارت سے کہا۔ تو مشعل اک جھٹکے سے دور ہوئی۔ اور جلدی سے بائیک سے اتری۔۔

تو عیس بھی اتر آیا۔۔۔

لیکن مشعل کے بال بکھر چکے تھے۔ اور چہرے کا اڑانگ دیکھ کر عیس کے دل کو کچھ ہوا۔۔

بنا عیس کو دیکھے مشعل نکلنے لگی۔ تو عیس نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

پارکنگ میں وہ چونکہ گاڑیوں کے بیچ کھڑے تھے۔ اس لیے آنے جانے والوں کی نظروں سے اوجھل تھے۔۔

عیس کے ہاتھ پکڑنے پر مشعل آنکھیں میچ گئی۔

عیس نے اس کے بکھرے بال سمیٹ کر انہیں سیٹ کیا۔ اور پھر غور سے اس کے کالے گھنے بالوں اور ماتھے پر گرے بالوں کو دیکھا۔ تو اس کا دل کیا۔ کہ آگے بھر کر انہیں چھو لے۔ پر وہ پہلے ہی ڈر کے مارے آنکھیں بند کیے کھڑی تھی۔ مزید وہ اسے ڈرانا نہیں چاہتا تھا۔۔

آنکھیں کھولو۔۔ عیس نے اس کے چہرے کو دیکھتے کہا۔۔

تو مشعل آنسوؤں سے بھری آنکھیں کھول گئی۔ اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کو دیکھ کر عیس پھر گہرا سانس بھر گیا۔۔ لگتا ہے۔۔ ٹھنڈا آہیں بھرنے کے لیے میں رہ گیا ہوں بس۔۔۔

اچھا سوری۔۔ ایندھ سلو چلا کر آؤں گا۔ ہاتھوں سے اس کی آنکھوں کو صاف کرتے وہ ناچاہتے ہوئے بھی تسلی دے گیا۔ تو مشعل ہنسی بھری گئی۔۔

مشعل کو بچوں کے سٹائل میں روتے کی تیاری پکڑتے عیس اسے چپ کروانے کا ارادہ رکھتا ہی تھا۔ کہ اسے پیچھے سے آواز آئی۔۔ کیا ہوا ہے مشعل۔۔۔۔

بلورنگ کے گاؤں میں حجاب کی اپنی سحرانگیز شخصیت سے عزیزے مشعل کی طرف بھری۔

وہ مشعل کو عیس کے ساتھ بائیک پر آتے دیکھ چکی تھی۔۔ کب سے وہ کھڑی انتظار کر رہی تھی۔ تاکہ مشعل کو ساتھ لے کر اندر جائے۔۔

پر مشعل کے اتنی دیر سے نہ آنے پر، مجبور عزیزے کو خود مشعل کی طرف آنا پڑا تھا۔۔

پر یہاں مشعل کو روتے دیکھ کر وہ پریشانی سے اس کی طرف بڑھی تھی۔۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تو عیس مشعل سے بازو ہٹا گیا۔

یہ ایسے کیوں رو رہی ہے۔۔ علیزے نے عیس کی طرف دیکھا۔۔

کیونکہ اسے رونے کے پیسے ملتے ہیں۔ دونوں ہاتھوں سے آنکھوں کو مسلتے مشعل کو دیکھ کر عیس سنجیدگی سے بولا۔۔

تو علیزے نا سمجھی سے عیس کو دیکھنے لگی۔۔

آپ اسکو ساتھ لے جائیں۔۔ عیس نے علیزے کے دیکھنے پر کہا۔ تو سر اثبات میں ہلا گئی۔۔

پھر مشعل کو ساتھ لے کر وہ یونیورسٹی کے اندر چلی گئی۔۔

جبکہ عیس وہیں کھڑا علیزے کو غور سے دیکھنے لگا تھا۔ علیزے کو دیکھتے اسے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

کیا ہوا کسے دیکھ رہے ہو۔۔ بلو شرٹ کے ساتھ بلو جینز میں سلطان نے عیس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔

تو کب آیا یہاں۔۔ عیس نے الٹا سوال کیا۔۔

جب تو اپنی شہزادیوں کی کہانیوں کی سیر کو نکلا تھا۔۔

سنی کو ساتھ لیے سلطان ابھی ہی یونیورسٹی پہنچا تھا۔ کہ اس نے روتی ہوئی مشعل کو علیزے کے ساتھ یہاں سے نکلتے دیکھا۔ تو اسی طرف چلا آیا۔

جہاں عیس کسی سوچ میں گم ہوا پڑا تھا۔

سنی کو کیفے ٹیریا کی طرف بھیج کر وہ خود عیس کی طرف چلا آیا۔

یار اس لڑکی کی آنکھیں بہت پیاری ہیں نہ۔۔

عیس نے دور جاتی علیزے کی طرف اشارہ کیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

پتہ نہیں میں نے غور نہیں کیا۔۔۔ سلطان علیزے کو اک نظر دیکھ کر انجان بنا۔۔۔

ظاہر ہے تو آنکھوں کو کیوں دیکھے گا۔ تیرا فوکس تو کہیں اور ہو گا نہ۔۔۔ عیس نے کمینے پن کا مظاہرہ کیا۔

تو سلطان تنکھے چتون سے عیس کو گردن سے پکڑ گیا۔۔۔

سالے تو کمینے پن سے باز نہیں آئے گا۔۔۔

جبکہ اپنی گردن سلطان کے شکنجے میں ہونے کے باوجود عیس اپنے قہقے سے سلطان کو سلگا گیا تھا۔



منیزے اپنے کمرے میں تیار ہو رہی تھی۔ جبکہ ضرار سارے فوکس سے اپنی نظریں منیزے کے کمرے پر مرکوز کیے ہوئے تھا۔

وہ کل والی غلطی دوبارہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے نظریں جمائے تھا۔ تاکہ وہ چڑیل دھماکانہ کر سکے۔۔۔

منیزے ڈور کھول کر ہاتھ میں بیگ لیے باہر آئی۔ تو ضرار کو پھر طیش میں مبتلا کر گئی۔

کیونکہ وہ آج ضرار کی بلو شرٹ کے ساتھ میچنگ ڈریسنگ میں اسکے سامنے کھڑی تھی۔

بلوٹی شرٹ اور بلیک جینز میں اپنی کھلی زلفوں کے ساتھ وہ جوالہ مکھی بنی ہوئی تھی۔

یہ کیا بے ہودگی ہے۔۔۔ ضرار نے ضبط سے پوچھا۔۔۔

سرتاج میچنگ کی ہے۔۔۔ اپکو پسند نہیں آئی کیا۔۔۔ منیزے نے لاڈ سے کہا۔۔۔ جیسے وہ روز اسکے ساتھ

میچنگ ڈریسنگ کر کے جاتا تھا۔

روم میں جاؤ اور دو منٹ میں یہ بدل کر آؤ۔۔۔ ضرار نے غصے سے کہا۔۔۔

میرے پاس سب ایسے ہی کپڑے ہیں۔۔۔ اس سے پہلے کہ منیزے اسے کچھ کہتی۔۔۔ ضرار کڑے تیور

سے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسکو روم میں کے کر آیا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اور پھر خود اسکی الماری کی طرف بڑھا۔ ساری الماری میں اسے ویسے ہی بے ہودہ کپڑے لٹکے نظر آئے۔۔۔ جمع کم از کم وہ اپنی بیوی کو پہنے کی اجازت نہیں دے سکتا تھا۔

ابھی وہ کپڑے الٹ پلٹ کی رہا تھا۔ کہ اسے اک لانگ شرٹ پڑی نظر آئی۔ تو ضرار نے اسے باہر نکال لیا۔

جلدی سے یہ ہیں کر آؤ۔۔۔ ضرار نے اسے حکم دیا۔۔۔

میں یہ نہیں پہنوں گی۔۔۔ منیزے نے جھٹ سے انکار کیا۔

ٹھیک ہے۔ مت پہنوں۔۔۔ پھر تم یونیورسٹی جا کر دکھاؤ۔ اور اپنی سہیلیوں سے بھی مل لینا۔۔۔

ضرار نے اسے دھمکی دی۔ تو منیزے نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

کسی سوچ کے تحت وہ چپ کر کے چنچ کر چلی گئی۔ وہ چنچ کر کے باہر آئی۔ تو ضرار نے اسکا معائنہ کیا۔ لیکن جینز وہ اب بھی پہنے ہوئی تھی۔

آج مجھے واپس آنے دو۔ سب سے پہلے تمہارے لیے ڈھنگ کے کپڑوں کا بندوست کرتا ہوں۔۔۔

اور پھر وہ باہر نکل گیا۔ تو منیزے ہمیشہ کی طرح منہ چڑاتی اسکے پیچھے نکل آئی۔۔۔



سنی کیفے ٹیریا میں بیٹھا سلطان اور عیس کا انتظار کرتا تھا۔ کہ اسے سامنے ٹیبل پر ریڈ کرتی میں ہائی پونی ٹیل میں آئیرہ بیٹھی نظر آئی۔

یہ لال مرچی ادھر کیا کر رہی ہے۔۔۔ سنی غور سے اسے دیکھا۔۔۔ جو ناک چڑھائیے ادھر ادھر نظریں دھرا رہی تھی۔

سنی کو بوریت ختم کرنے کا اچھا موقع مل گیا تھا۔ اس لیے وہ جا کر آئیرہ کے ٹیبل پر بیٹھ گیا۔

سنی کو اپنے سامنے بیٹھتے دیکھ کر آئیرہ ناک منہ چڑھائی۔

تم ادھر کیوں بیٹھے ہو۔ آئیرہ نے ناگواری سے کہا۔

تم بھی اکیلی بیٹھی تھی اور میں بھی۔۔۔ سوچا دونوں مل کر ٹائم پاس کر لیتے ہیں۔۔۔ سنی کا انداز ایسا تھا۔
جیسے وہ دونوں بہت قریبی دوست ہوں۔

سفید بندر میں تمہیں دیکھنا پسند نہ کروں۔ کجا کہ تمہارے ساتھ وقت گزارنا۔۔۔ آئیرہ نے غصے سے سنی کی وائٹ شرٹ کو نشانہ بنایا۔

دیکھو میں جانتا ہوں۔ تمہیں اس دن کا غصہ ہے۔ کہ میں تم پر گرا رہا۔ پر یقین مانو۔ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ تمہاری پرفیوم ہی اتنی میٹھی تھی۔ کہ میں بس اسکی خوشبو محسوس کرتا رہا۔۔۔ سنی نے اپنی طرف سے اسے وضاحت دینے کی کوشش کی۔ جس کا آئیرہ پر الٹا ہی اثر ہوا تھا۔ کہ وہ شرم وہ غصے سے لال ہو گئی تھی۔

تم بے شرم انسان میں تمہارا خون کردوں گی۔ آئیرہ خطرناک تیوروں سے سنی کی طرف بڑھی۔ اور اسی گردن اپنے ہاتھوں میں دبوچ گئی۔۔۔

سلطان اور عیس نے جب کیفے ٹیریا میں سنی کی گردن کو آئیرہ کے ہاتھوں میں دیکھا تو جلدی سے اسکی طرف بڑھے۔۔۔

اس سالے نے کہیں اسے بتا تو نہیں دیا۔ کہ اس دن جان بوجھ کر اس پر گرا رہا ہے۔ عیس نے شرارت سے کہا۔ تو سلطان قہقہہ لگا گیا۔۔۔

پہلے اسکو بچاؤ۔۔۔ پھر پتہ چلے گا۔

وہ دونوں لڑتے ہوئے سنی اور آئیرہ کے پاس پہنچے۔

کیا ہوا ہے۔۔۔ سرعام قتل کی کیا وجہ ہو گئی ہے۔۔۔ عیس نے سنے کو چھڑاتے پوچھا۔ تو آئیرہ اسکی طرف غصے سے مڑی۔

لے جائیں اپنے بے شرم دوست کو یہاں سے۔۔۔ اس سے پہلے کہ میں اسکا قتل کروں۔۔۔

اس نے کیا بے شرمی کی ہے۔۔۔ یہ تو ہے ہی شرمیلا۔۔۔ عیس نے آئیرہ کو اکسایا۔ تاکہ وہ سنی کی بے شرمی بتا سکے۔۔۔

جبکہ سلطان نے سنی کو اشارے سے پوچھا۔ تو وہ کہنے لگا۔ کہ اس نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا۔۔۔

البتہ آئیرہ نے غصے سے سلطان کے ساتھ کھڑے سنی کو دیکھا اور بولنا شروع ہوئی۔۔۔ اور سنی کی ساری بات سلطان اور عیس کو بتا گئی۔۔۔

جس کو سنتے عیس اور سلطان کا قہقہہ گونجا۔۔۔ جبکہ سنی کھسیانی ہنسی ہنسنے لگا۔

تو آئیرہ طیش سے کینے ٹیریا سے ہی نکل گئی۔۔۔۔۔

Episode 16

منیزے کلاس ختم ہوتے ہی ان تینوں کو ڈھونڈ رہی تھی۔

لیکن وہ اسے کہیں بھی نظر نہیں آ رہی تھیں۔ تھک ہار کر وہ کچھ کھانے کے لیے کینے ٹیریا کی طرف چلی گئی۔۔۔

کینے ٹیریا میں داخل ہوتے ہی منیزے کو وہ کونے میں بیٹھیں نظر آئیں۔ تو وہ جلدی سے انکے ٹیبل کی طرف گئی۔۔۔

یہ ٹھیک بات نہیں ہے لڑکیوں، میں تم لوگوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر آرہی ہوں۔ اور تم ادھر چھپی ہوئی ہوں۔ منیزے نے کرسی سنبھالتے کہا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سوری یار۔۔ اسکا موڈ خراب تھا۔ اس لیے ہم ادھر گئے۔۔۔

علیزے نے آئیرہ کی جانب اشارہ کیا۔ جبکہ مشعل بھی اداس شکل بنائے بیٹھی تھی۔

ان دونوں کو کیا ہوا ہے۔ منیزے نے دونوں کی اتری شکلیں دیکھ کر پوچھا۔ تو علیزے نے صبح دونوں کے ساتھ ہونے والے قصے منیزے کے گوش گزار دیے۔ جسے سن کر منیزے ہنسنے لگی۔

سنو منیزے۔۔ جو کل اس دن منہاج کو تم نے ماری تھی نہ۔۔۔ وہ مجھے بھی سکھاؤ، تاکہ میں اس بے شرم انسان کو مزہ چکھا سکوں۔۔۔ آئیرہ نے دانت چباتے کہا۔ جیسے دانتوں کے بیچ سنی کی گردن ہی ہو۔۔۔

اسی وقت منیزے کے موبائل پر شیراز پاشا کا پیغام موصول ہوا۔ جسے پڑھتے ہی منیزے کی آنکھیں چمک اٹھیں تھیں۔۔۔

ویسے تو وہ میرا دیور لگتا ہے، پر تم سے بڑھ کر اہم نہیں۔۔ میں تمہیں کل تو کیا وہ سب کچھ بھی سکھا دوں گی۔ جس سے اسے نانی یاد آجائے گی۔ ابھی میرے ساتھ چلو۔۔۔ تم لوگوں کا موڈ بحال کر کے لاتی ہوں۔۔۔۔

منیزے نے کرسی اٹھتے کہا۔ تو وہ تینوں بھی اسکے ساتھ ہی کھڑی ہو گئیں۔۔۔
جانا کہاں ہے۔۔ علیزے نے استفسار کیا۔۔۔

چلو تو سہی بتاتی ہوں۔۔۔ اسکے ساتھ وہ چاروں کیفے ٹیریا سے نکل آئیں۔ چونکہ اس وقت وہ تینوں اچھا محسوس نہیں کر رہیں تھیں۔ نس کی وجہ سے تینوں نے منیزے کی آفر کو انکار نہیں کیا تھا۔۔۔

وہ چاروں گراؤنڈ سے گزر کر باہر کی طرف قدم اٹھا رہیں تھیں۔ کہ عیس کی نظر ان پر پڑ گئی۔ جو کہ لائبریری جا رہا تھا۔ کہ رستے میں اسے نتاشہ نے گھیر لیا۔ اور اب وہ بازار شکل بنائے نتاشہ کو جھیل رہا تھا۔۔۔

یہ بطخوں کی ٹولی اتنے جوش میں کہاں جا رہی ہے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس نے ان چاروں کو تیزی جاتے دیکھ کر دل میں سوچا۔۔۔

عیس کہاں دیکھ رہے ہو۔۔۔ نتاشہ نے اسکی غائب دماغی دیکھ کر پوچھا۔۔۔

نتاشہ ہم بعد میں ملتے ہیں۔۔۔ عیس بنا اسکو جواب دیے بائے بول کر خود لائبریری کی طرف ڈور لگا گیا۔۔۔

وہ چاروں یونی کے گیٹ پر پہنچیں۔ تو سامنے شیراز پاشا کا آدمی گاڑی لیے کھڑا تھا۔۔۔

منیزے نے چابی لے کر اسے واپس بھیج دیا۔

منیزے صبح ضرار کی دھمکی کو شیراز پاشا تک پہنچا چکی تھی۔ جس میں اس نے منیزے کو فلیٹ ہی چھوڑ

جانے کا کہا تھا۔ جس پر شیراز پاشا نے اسکی اپنی گاڑی بھیجنے کا وعدہ کیا تھا۔ تاکہ وہ جہاں مرضی جاسکے۔

اور اب گاڑی ملنے پر اس نے شیراز پاشا کو شکریہ کا پیغام بھیجا تھا۔۔۔ کیونکہ گاڑی ملنے سے زیادہ وہ ضرار کو مرچی لگانے کا سوچ کر خوش ہو رہی تھی۔۔۔

اب مجھے دھمکا کر دکھانا سرتاج ڈھکن۔۔۔ منیزے نے خیالوں میں ضرار سے مخاطب ہوتے کہا۔۔۔ اور پھر سر جھٹک کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔ علیزے منیزے کے ساتھ فرنٹ پر جبکہ ایڑہ اور مشعل پیچھے بیٹھ گئیں تھیں۔۔۔

ہم جا کہاں رہے ہیں۔۔۔ مشعل نے ڈرتے پوچھا۔ کیونکہ وہ عیس کا سوچ کر گھبرا رہی تھی۔ نجانے وہ اسکے بناتائے جانے پر کیسا رد عمل دیتا۔۔۔

میری ڈرپوک بلی۔۔۔ ہم مال جا رہے ہیں۔ جہاں ہم شاپنگ کریں گئے۔ کھانا کھائیں گئے۔ اور پھر تفصیلی اک دوسرے کو جان پائیں گئے۔ کیونکہ تم تینوں میرے بارے میں کچھ نہیں جانتیں، اور میں تم لوگوں کے بارے میں بھی جانتی۔۔۔ منیزے نے تفصیلی اپنا پروگرام سیٹ کیا۔ تو وہ بھی ہاں کر گئیں۔۔۔ بے شک اچھی دوستی کے لیے اک دوسرے کو مکمل طور پر جاننا ضروری تھا۔

منیزے ان تینوں کو شہر کے مشہور مال میں لے کر آئی۔ جہاں ان چاروں نے پہلے شاپنگ کرتے خوب مستی کی۔ اور منیزے نے ضرار کو تپانے کے لیے مزید اپنے ساز و سامان کا انتظام کیا۔ جبکہ باقیوں نے اپنے اپنے مخصوص انداز میں رہ کر ہی شاپنگ کی۔

پھر وہ چاروں مووی دیکھنے چلی گئیں۔ اور مووی دیکھنے کے بعد چاروں نے مل کر کھانا کھایا۔ جہاں منیزے نے ان کو اپنے امریکہ آنے سے لے کر ضرار سے نکاح تک کی ساری کہانی بتائی۔ اور اسی طرح مشعل نے بھی اپنے اور عیس کے نکاح کی ساری روداد سنانے کے ساتھ ساتھ عیس کے مشعل کو رلانے کا بھی بتایا۔ کہ کیسے وہ اسے ڈرا کر مزے لیتا ہے۔

جس کو سنتے ہوئے منیزے نے عیس کو کنٹرول کرنے کے لیے ایسے ایسے ٹپ دی۔ کہ مشعل صرف لال ہوتی رہی۔ جبکہ علیزے اور آئیرہ اسکی حالت پر ہنستی رہ گئیں۔۔۔

وہ چاروں مکمل اک دن گزار کر اک دوسرے کے قریب آچکی تھیں۔ کیونکہ سب کی زندگی میں کوئی نہ کوئی خلا موجود تھا۔ جس کو انہیں نے اپنے دوستی کے رشتے سے پورا کرنا تھا۔

یہ سب دیکھتے ہوئے علیزے نے بھی ہمت کرتے اپنے کمرے میں کسی کے آنے کا بتا دیا۔ جس کو سنتے ہی وہ تینوں صدمے سے علیزے کو دیکھنے لگیں۔ پر جب علیزے نے اپنے شک کا بتایا۔ کہ اس کے کمرے میں آنے والا ضرار کا دوست ہو سکتا ہے۔ تو منیزے سمیت آئیرہ چو کنا ہو گئیں۔ جبکہ مشعل یہ سب سنتے ہی ڈری ہوئی تھی۔ یقیناً اگر وہ علیزے کی جگہ ہوتی۔ تو اب تک اس جہاں سے کوچ کر گئی ہوتی۔۔

منیزے نے جلد ہی اس راز سے پردہ اٹھانے کی ٹھانی۔ اور پھر اک بھر پور دن گزار کر وہ چاروں شام میں واپسی کے لیے نکل آئیں۔



عیس لائبریری میں داخل ہوا۔ تو وہ تینوں اسے ٹیبل پر جھکے کسی کتاب پر بحث کرتے نظر آئے۔

سالے کتاب پر بحث تو ایسے کر رہے ہیں۔۔۔ جیسے کرونا کے علاج کیلئے انہوں نے ہی فارمولہ تیار کرنا ہے۔۔۔

عیس انکے قریب گیا۔ تو دیکھا وہ سنجیدگی سے "نمرہ احمد" کے مشہور ناول "جنت کے پتے" پر آپس میں لڑ رہے تھے۔۔

یار تومان یا نہ مان یہ ڈولی جو بنا ہے نہ۔۔۔ یہ حیا کا کزن ہے۔۔۔ سنی نے کتاب کے صفحے پر انگلی رکھتے زور دیا۔۔۔ جہاں ڈولی کا زکرتھا۔۔۔

مجھے تو نہیں ایسا لگتا۔۔۔ سلطان نے اسکے خیال کی نفی کی۔۔۔

سالوں وہاں ہماری بطخوں کی ٹولی سیر سپاٹے کو کہیں نکل پڑی ہے۔ تم لوگ اس ڈولی کے پیچھے پڑے ہو۔۔۔ عیس نے سنی کے سر پر تھپڑ رسید کرتے کہا۔۔۔

تجھے کیسے اتنا کنفرم ہے۔ کہ یہ ڈولی جہان ہی ہے۔۔۔ ضرار نے سنجیدہ انداز میں سنی سے پوچھا۔۔۔ وہ سرے سے ہی عیس کی بات کو نظر انداز کر کے اپنا تبصرہ جاری رکھے ہوئے تھے۔ جیسے اس سے اہم دنیا میں کچھ اور ہے ہی نہیں۔۔۔

کیونکہ آج کل ہر دوسرے ناول میں ایسے ہیرو ہوتے ہیں۔ جو لڑکی کو مختلف روپ اپنا کر ملتے ہیں۔ سنی نے بھی اتنے ہی پر سوچ انداز میں جواب دیا۔۔۔

جبکہ اس سارے عمل میں اگر کوئی حیران ہو رہا تھا۔ تو وہ عیس تھا۔ جو سوال اٹھانے والے کو حیران کن نظروں سے دیکھتا تھا۔ جیسے کوئی عجوبہ ہو۔۔۔ اتنے سنجیدہ اور ہینڈ سم نظر آنے والے انساں بحث بھی کر رہے تھے، تو کس چیز پر۔۔۔۔

تمہیں اتنی معلومات کیسے ہیں۔۔۔ کہیں تمہارا بھی ارادہ، تو نہیں ہے کوئی روپ اپنانے کا۔۔۔ سلطان نے سنی کو دیکھا دیکھا۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جبکہ عیس کو اب تپ چڑھنے لگی تھی۔ جو اسکی بات کو نظر انداز کر کے جنت کے پتے اکھٹے کرنے میں لگے تھے۔۔۔

سالوں میں نے کچھ بولا ہے۔۔۔ عیس نے کتاب بند کرتے زور سے کہا۔ اور سنی کو خونخوار نظروں سے دیکھا۔ جو بحث کرنے کے لیے نیا موضوع تلاش کرنے کی کوشش میں تھا۔۔۔

جو تم ہمیں بتا رہے ہو وہ ہمیں پہلے سے ہی معلوم ہے۔۔۔ ضرار عام انداز میں بولا۔۔۔

تم لوگوں کو کیسے علم ہے۔۔۔ عیس کو الجھن ہوئی۔۔۔

بطخیں جب پلینگ کر رہیں تھیں۔۔۔ تب ہماری باجی شکیلہ نے انکی ساری باتیں سن لی تھیں۔۔۔ اور تمہیں بھی اپنی مس یونیورس سے رومینس کرتے دیکھ لیا تھا۔ اسی لیے تم ادھر لیٹ پہنچے ہو۔۔۔

سلطان نے سنی کی طرف اشارہ کیا۔ جو چپکے سے انکی باتیں سن کر آیا تھا۔۔۔ اور اب فخر سے جا کر جھاڑ رہا تھا۔۔۔

جبکہ نتاشہ کو یاد کر عیس نے گندا سامنہ بنایا۔۔۔

پھر وہ چاروں اپنے مشترکہ فلیٹ کی طرف جانے کے لیے لائبریری سے نکل آئے۔ البتہ سنی کا "جنت کے پتے" ناول کے کرداروں کے بارے بحث کرنے کا بھی موڈ تھا۔ تو اس نے کتاب اٹھا کر سینے سے لگا لی۔ جس پر عیس اسے گھورنے لگا۔ تو وہ دانتوں کی نمائش کر گیا۔۔۔



شام کے وقت ضرار فلیٹ واپس آیا۔ تو باہر اسے نئی گاڑی کھڑی نظر آئی۔۔۔

مجھے سمجھ نہیں آتا کہ میرے گھر والوں نے بہولائی ہے۔ یا کوئی بچی گود لے لی ہے۔ جس کی فرمائش پر فرمائش پوری ہو رہی ہے۔۔۔ آج اس نئی نویلی بیوی کو بتاتا ہوں۔۔۔ کہ ضرار پاشا حیدر کیا چیز ہے۔۔۔ اس نے مجھے زیادہ ہی ہلکے میں لے رکھا ہے۔ اگر سنی ان کی باتیں نہ سن پاتا۔ تو میں اس گم گائے کو کہاں

کہاں ڈھونڈتا۔ اور پھر بے شرمی دیکھو کہ واپس گھر پہنچ کر بھی مجھے اطلاع کرنے کی زحمت نہیں کوئی اس باربی ڈول سے۔۔۔

ضرار پختہ ارادوں سے منیزے کے کمرے کی طرف گیا۔ کہ آج وہ اسے سبق سکھا کر ہی رہے گا۔ کمرے کے اندر داخل ہوتے ہی گھپ اندھیرے نے ضرار کا استقبال کیا۔ اور کمرے میں اک میٹھی سی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

ضرار نے سوئچ بورڈ سے کمرے میں روشنی کی۔ تو سامنے بیڈ پر بلیک کمبل میں منیزے خواب خرگوش کے مزے لیتی نظر آئی۔

کیونکہ ان تینوں کو گھر پر ڈراپ کر کے وہ واپس آتے ہی سو گئی تھی۔۔۔

میرا خون جلا کر کیسے آرام سے سوئی ہوئی ہے۔ ابھی بتاتا ہوں۔

ضرار جارہا نہ انداز میں منیزے کی طرف بڑھا اور اس کا کمبل کھینچ دیا۔۔۔

پر کمبل کچھنتے ہی ضرار کا سانس رک گیا تھا۔ البتہ منیزے کی نیند میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

کیونکہ سامنے ہی وہ میروں کلر کی نائیٹی میں سوئی ہوئی تھی۔ اور بے خبر سونے کی وجہ سے نائیٹی بے ترتیب ہو چکی تھی۔

یہ مجھے حیران کرنے پر کیوں تلی ہوئی ہے۔۔۔ ضرار نے آنکھیں بند کر کے سوچا۔ اور اسکے کمرے میں آنے کے لئے خود کو کوسا۔۔۔

سلکی کالے بال تکیے پر بکھرے پڑے تھے۔ جبکہ سفید روشن چہرہ اس وقت پر سکون تھا۔ اور کلابی لب اک دوسرے میں پیوست تھے۔۔۔ اور سیلیو لیس نائیٹی ہونے کی وجہ سے بازو اور کندھوں کی ملائم سکن ضرار کا ایمان خراب کرنے کے لیے کافی تھی۔۔۔

منیزے کے لبوں پر نظر پڑتے ہی ضرار آنکھیں پھیر گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

بے شک اسے اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔

لیکن ضرار کو اچانک احساس ہوا۔ کہ جس وجود سے وہ نظریں چرا رہا ہے۔ اس وجود پر اسکو مکمل حق حاصل ہے۔

اسی لیے وہ اپنی نظروں کا رخ منیزے کے چہرے کی طرف موڑ گیا۔ اور بیڈ پر اسکے پاس بیٹھتے ہوئے، وہ اسے اپنی نظروں کے حصار میں لے چکا تھا۔۔۔

اور شاید یہ وہی وقت تھا۔ کہ ضرار مان چکا تھا۔ کہ اسے اپنی زندگی میں شامل ہونے والے اچانک وجود سے محبت ہو گئی ہے۔ جو کہ اب اسکا محرم بھی تھا۔

وہ منیزے کی ہر طرح کی پلینگ سے پہلے ہی واقف رہا تھا۔

کہ کیسے وہ اسکے ماں باپ کے ساتھ ہی مل کر اسے تنگ کرنے کے لیے نئے نئے طریقے ایجاد کر رہی تھی۔ کیونکہ ایسا ممکن ہی نہیں تھا۔ کہ ضرار اس سے بے خبر رہ پاتا۔

منیزے اسی دن سے انمول ہو گئی تھی۔ جس دن اسکے نام کے ساتھ ضرار کا نام جڑا تھا۔

ضرار نے منیزے کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔ اور اسکی لمبی پتلی انگلیوں کو غور سے دیکھا۔ اور پھر بے خود ہوتے انہیں لبوں سے چھو گیا۔

ضرار اک دم سے وہاں سے اٹھ گیا۔ اگر وہ وہاں رکتا، تو شاید ہوش کھوتا۔ کیونکہ احساس ملکیت مرد کو بے خود کر دیتا ہے۔ اور ابھی اس سب کا سہی وقت نہیں تھا۔۔۔ اسی لیے منیزے پر کمرل ٹھیک کرتے اسکے چہرے کو آخری نظر دیکھا۔

وہ فلیٹ کسی کام سے آیا تھا۔ پر اب سب بھلائے تیزی سے وہ منیزے کے کمرے سے نکلتے فلیٹ سے باہر آ گیا تھا۔

گاڑی میں بیٹھتے سیٹ کی پشت سے آنکھیں موندے بیٹھا رہا۔ اور پھر عیس لوگوں کی طرف جانے کے لیے وہاں سے نکل آیا۔۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

Episode 17

سفید لباس میں تکیے پر اپنے میروں گنگریا لے بال بکھیرے وہ پر سکون سی سو رہی تھی۔

اسکے چہرے پر سوتے ہوئے اک دلفریب سا سکون تھا۔ اور شاید اس سکون کی وجہ اسکی دوستیں تھیں۔۔

منیزے نے جب سے علیزے کو یقین دلایا تھا۔ کہ اس راز کو معلوم کرنے میں وہ اسکا ساتھ دے گی۔ تب سے وہ بے فکر ہو گئی تھی۔

مال سے واپسی پر وہ بہت خوش تھی۔ کیونکہ وہ اپنی زندگی میں اب تک اکیلی رہی تھی۔ لیکن اب اسے تین دوستوں کا ساتھ مل گیا تھا۔ جو کہ علیزے کے لیے اسکی فیملی جیسا تھا۔ جن سے وہ اپنی خوشیاں اور غم بانٹ سکتی تھی۔۔

جب سے علیزے نے ان تینوں کو اپنے بچپن سے تنہا ہونے کا بتایا تھا۔ وہ تینوں علیزے کے لیے اتنی جزباتی ہو گئیں تھیں۔ کہ بہانے بہانے سے اسے فون کر رہیں تھیں۔ تاکہ علیزے اکیلا محسوس نہ کرے۔ جبکہ مشعل اپنی معصومیت سے مجبور نیند میں بھی علیزے کو کال ملا کر اسے ہنسنے پر مجبور کر گئی تھی۔

اور یہ سب باتیں سوچتے علیزے نیند کی وادی میں اتر چکی تھی۔

رات کے آخری پہر اسکے کمرے کی کھڑکی سے اک ہیولے نے کمرے کے اندر قدم رکھا۔ سلطان پچھلے دور اتوں سے اسے دیکھنے کے لیے نہیں آیا تھا۔ اور اسکی وجہ میر خان کا اس پر نظر رکھنا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

لیکن آج وہ خود کو نہیں روک پایا تھا۔ رات کے اس وقت وہ چاروں بیسمنٹ میں موجود آدمی سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور انگنت محنت کے بعد آخر کار وہ کامیاب ہوئے تھے۔۔

تو سلطان کے دل میں علیزے کو دیکھنے کی خواہش زوروں سے ابھری تھی۔

اسی لیے اپنے نمونوں سے بچتے بچاتے وہ نکل ہی رہا تھا۔ لیکن اسکے نکلنے سے پہلے ہی عیس فلیٹ کے باہر پہلے سے موجود تھا۔

بڑی مشکل سے سلطان اس لیج سے جان چھڑانے میں کامیاب ہو پایا تھا۔ ورنہ وہ شاید فلیٹ کے دروازے پر ملک کے حالات پر بحث و مباحثہ کرنے کے موڈ میں تھا۔ سلطان اچھے سے جانتا تھا۔ کہ وہ صرف اسے تپانے کی کوشش کر رہا ہے۔۔

ہمیشہ کی طرح بیڈ کے قریب زمین پر بیٹھتے وہ علیزے کو اپنی نظروں کے حصار میں لے گیا۔ سفید شلوار قمیض پر کھلے بالوں کے ساتھ وہ سلطان کو حور معلوم ہو رہی تھی۔ اور آج وہ اسے چھونے کے لیے بے قرار ہو رہا تھا۔ پر وہ ابھی بے بس تھا۔

خود پر کسی کی نظروں کا تپش محسوس کر کے وہ بے چینی سے رخ موڑ گئی۔ علیزے ہمیشہ کی طرح اپنے کمرے میں مخصوص کلون کی خوشبو محسوس کر رہی تھی۔ اسکا دل چاہا تھا۔ کہ آنے والے وجود کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ لیکن وہ ہمت نہیں جٹا پائی تھی۔ اسی لیے رخ موڑ کر دیکھنے والے کی نظروں کا حصار توڑ گئی تھی۔

آنکھوں میں علیزے کو سموئے، نیچے زمین پر بیٹھے ہوئے وہ سگریٹ پی رہا تھا۔ کہیں سے بھی وہ میر خان کا پوتا نہیں لگ رہا تھا۔ سلطان اپنی حالت سے کوئی دیوانہ معلوم ہو رہا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے کی بے چینی دیکھ کر ہوا میں سگریٹ کے دھوئیں کو اڑاتے وہ مسکرا دیا۔ بے شک وہ اپنی کوئین کی ہر سرگرمی سے اچھے سے واقف تھا۔

وہ اچھے سے جانتا تھا۔ کہ جب سے علیزے نے اسکی خوشبو کو محسوس کیا تھا۔ وہ اسے جاننے کی کوشش کر رہی تھی۔

اور سلطان احمد خان نے فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ اب اگر اسکی کوئین نے اسے جاننے کی کوشش کی۔ تو وہ ہر گز اپنی کوئین کی کوشش کو ناکام نہیں ہونے دے گا۔ اور آج بھی وہ جان چکا تھا۔ کہ اسے ڈھونڈنے کے لیے وہ اپنی دوستوں کی مدد لینے والی تھی۔

علیزے نے اپنا رخ دیوار کی طرف موڑا۔ تو اسکی کمر سلطان پر واضح ہو گئی۔ بل کھاتی کمر کو دیکھ کر سلطان دانتوں تلے لب دبا گیا۔

ملائیم و سفید گردن سلطان کے دل میں دے جزبات کو بھڑکار ہی تھی۔

سگریٹ کو فرش پر مسلتے وہ بیڈ پر سوئی علیزے کے قریب ہوا۔ اور اسکی میٹھی خوشبو کو آنکھیں بند کیے اپنے اندر تک اتار گیا۔ وہ اب کسی بھی طرح اس سے دور نہیں رہ سکتا تھا۔ اسے جلد از جلد اپنی کوئین کو اپنے نام کرنا تھا۔

انہی سوچوں میں علیزے نے سلطان کی طرف کروٹ بدلی۔ تو اسکے روشن چہرے پر سلطان کی نظر پڑی۔

جاناں اتنا خوبصورت ہونا بھی جرم ہوتا ہے۔۔۔ اپ مجھے دن بدن بے قرار کیے جارہیں ہیں۔۔۔ کہ میں خود کو بھلا کر صرف آپ میں گم ہوتا جا رہا ہوں۔۔۔ سلطان نے جھکتے ہوئے علیزے کے کان میں سرگوشی کی۔ تو علیزے اسکی سانسوں کی تپش سے کسمسائی گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان خود پر کنٹرول کرتا پیچھے ہٹ گیا۔ اب اسکا یہاں سے جانا ہی صحیح تھا۔ علیزے کو اک آخری نظر دیکھتے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ جس رستے آیا تھا۔ اسی رستے کھڑکی سے واپس کو د گیا۔

گاڑی کی طرف جاتے اسکا موبائل وائبریٹ ہوا۔ تو سلطان نے دیکھا میر خان کا فون تھا۔

یہ آدھی رات کس کے دیدار کے لیے جاگ رہی ہیں۔۔ سلطان نے فون یس کر کان کو لگایا۔ تو میر خان بولنا شروع ہو گئے۔

برخوردار تم ہم بتا کیوں نہیں دیتی۔ کہ یہ تمہارا زنا نہ کالج میں اس وقت کون سا کلاس ہوتا ہے۔ میر خان تپے بولے۔۔

کیونکہ انہوں نے اسے پڑھنے کے لیے شہر بھیجا تھا۔ اور وہ شہر میں پڑھنے کے سوا سب کر رہا تھا۔ آغا جان میں کسی کام سے آیا تھا۔ سلطان نے ٹالنا چاہا۔

تم ہم کو بتاؤ اپنے کام۔۔۔ ہم اپنی آدمیوں سے تمہارے سارے کام دن کی روشنی میں کروادے گی۔ تمہارے کو آکو نہیں بننا پڑی گی۔۔ میر خان نے اپنی ادھوری اردو میں طنز کے تیر برسائے۔۔ تو سلطان قہقہہ لگا گیا۔۔

سلطانی تم دن بدن بے شرم بنتی جا رہی ہے۔۔ اسی لیے ہم نے فیصلہ کیا ہے اس مہینے کے آخر میں تم حویلی آرہی ہو۔۔ میر خان کا چونکہ وہ لاڈلا تھا۔ اسی لیے بچپن میں وہ سلطان کو پیار سے سلطانی کہہ کر بلاتے تھے۔۔ جس پر اس کے دوست خوب مزا لیتے تھے۔

آغا جان میں ابھی نہیں آسکتا۔ لیکن میں جلد چکر لگاؤں گا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان احمد خان ہم تمہارے کو اپنا فیصلہ بتا دیا ہے۔ میر خان نے حتمی انداز میں کہہ کر فون بند کر دیا تھا۔

ان چمگاڑوں کا کچھ کرنا پڑے گا۔ آدھی رات کو آغا جان نے میرے پیچھے لگائے ہوتے ہیں۔ اب بندہ آدھی رات میں محبت بھی سکون سے نہیں کر سکتا۔۔۔ علیرے کو سوچتے سلطان کو اپنے اندر سکون محسوس ہوا۔ جس کو وہ اتنے دنوں سے محسوس نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔ سلطان فون کر گھور کر رہ گیا۔

ابھی وہ گاڑی سٹارٹ کر ہی رہا تھا۔ کہ اسکا فون اک دفعہ پھر رنگ ہوا۔ عیس کی کال دیکھ کر سلطان سچ میں تپ گیا۔۔

سالے تیری شادی بھی ہو گئی ہے۔ پھر بھی آدھی رات کو تیرا جاگنا سمجھ سے باہر ہے۔۔۔ سلطان نے عیس کی دکھتی رگ پر پاؤں کیا رکھا۔ بلکہ خود ہی بیٹھ گیا تھا۔ اسی لیے عیس بھی بلبلا گیا تھا۔۔۔ اک تو حسن ہمدانی نے اسکا کمرالے لیا تھا۔ اوپر سے بہو کے کمرے کی نگرانی بھی کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے عیس کی دال نہیں گل رہی تھی۔ اور اب سلطان کے طنز نے اسے اندر تک درد محسوس کروایا تھا۔ جس کو وہ دور کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔۔۔

سلطان کی بات پر پیچھے بیٹھے سنی اور ضرار زور سے قہقہہ لگائے۔۔۔ بے غیرت انسان میں شادی شدہ ہونے کے باوجود بھی رات کو جاگ رہا ہوں۔ تیری تو شادی بھی نہیں ہوئی۔ تو پھر تو دو کیوں خاص طور پر زنانہ کالج میں جاگنے کے لیے گیا ہے۔۔۔

سلطان عیس کے اک لفظ سے سمجھ چکا تھا۔ کہ میر خان کو اسکے پیچھے لگانے والا کوئی اور نہیں بلکہ اسکی اپنی جوڑھ تھی۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کینے تو اک بار مجھے فلیٹ پر پہنچنے دے۔ تیرا حساب میں ادھر پہنچ کر چکنا کرتا ہوں۔۔ سلطان نے عیس کو دھمکی دے کر گاڑی کی سپیڈ بڑھا دی تھی۔۔ وہ عیس کی گردن کو اپنے شکنجے میں لینے کے لیے بے تاب ہوا تھا۔۔

جبکہ وہ تینوں اسکے پہنچنے سے پہلے ہی اپنے اپنے کمرے میں بند ہو چکے تھے۔ رات بہت دیر ہو جانے کی وجہ سے وہ چاروں اپنے مشترکہ فلیٹ میں رکے تھے۔۔



یہ آدھی رات کو کیوں چکر لگا لگا کر زمین ہلایے جا رہے ہیں۔ بی جان نے میر خان کو کمرے میں ادھر ادھر گھومتے دیکھ کر پوچھا۔۔

یہ جو آپکی سلطانی ہے نہ۔۔ بہت بگڑ گئی ہے۔۔ میر خان نے رکتے ہوئے اپنی زوجہ محترمہ سفیہ خاتون کو کہا۔۔

خان صاحب آپ میرے لاڈلے کا مذکر نہ خراب کیا کریں۔۔ بی جان نے گھور کر کہا۔ جو اپنی اردو خراب ہونے کی سزا اپنے سوا سب کو دیتے تھے۔۔

بیگم ہم آپ سے کیا بات کرتی۔ اور آپ کیا جواب دے رہا ہے۔۔ میر خان چلتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گئے۔۔ خان صاحب میں لڑکی ہوں، یعنی مونث ہوں۔ تو مجھے ویسے بلایا کریں۔۔ بی جان ہر عورت کی طرح خود کو لڑکی کہنے پر روک نہیں پائی تھیں۔۔

اسی لیے میر خان انکے خود کے لڑکی کہنے پر غور سے انہیں دیکھنے لگے۔ پر انکے اعتماد میں کوئی کمی نہیں کوئی تھی۔۔

خان صاحب مجھ خوبصورت کو صبح دیکھ لیجیے گا۔ پر خدا کا واسطہ ہے۔ اب کمرے میں پیدل مارچ نہ شروع کیجیے گا۔ غضب خدا کر پورا کراہلا کر رکھ دیا۔ واک شروع کریں۔۔ ایسے موٹاپے سے زمین ہلے نہ تو کیا کریں۔۔ بی جان بڑبڑاتے سونے کے لیے لیٹ چکی تھیں۔

البتہ میر خان شیشے میں خود کو اک نظر دیکھ کر اپنی بیگم کو تیکھی نظروں سے دیکھتے لیٹ گئے۔۔۔ ہر وقت میری صحت سے بس جلتیں رہتیں ہیں۔۔ انکھیں موندے وہ سونے کی کوشش کرنے لگے۔۔



ہردن کی طرح یہ صبح بھی روشن تھی۔ لال حویلی میں ہر کوئی اپنی بھاگ ڈور میں مصروف تھا۔۔۔ لال حویلی پرانے طرز میں بنی ہوئی تھی۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حویلی میں جدید رد و بدل بھی کی گئی تھی۔۔

چونکہ یہ حویلی باہر سے سرخ پتھروں سے بنائی گئی تھی۔ اس لیے یہ "لال حویلی" کے نام سے مشہور تھی۔۔

میر خان جدی پشتی رئیس اور اپنے گاؤں کے سردار تھے۔ اور اپنے پورے گاؤں "میرپور" پر انکی حکمرانی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اس پاس سب گاؤں میں بھی مقبول تھے۔

میر خان کوئی گھمنڈی یا ظالم قسم کے انسان نہیں تھے۔ بلکہ ہنس مکھ اور چنچل طبیعت کے مالک تھے۔ اور جب سے انہوں نے اپنے لاڈلے پوتے سلطان احمد خان سے اردو بولنا سیکھی تھی۔۔ وہ سب کو ہنسنے پر مجبور کر دیتے تھے۔

میر خان کی زوجہ محترمہ سفیہ خاتون بھی اپنے شوہر جیسی طبیعت کی مالک تھی۔ ہر میاں بیوی کی طرح ان دونوں کی بھی آپس میں کھٹی میٹھی لڑائی چلتی رہتی تھی۔۔ جس سے حویلی میں زندگی کافی حسین تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

غرض کہ ان دونوں میاں بیوی نے پورے گاؤں کے لوگوں کی اپنے خاندان جیسا ہی سمجھا تھا۔۔۔
یہ ہی وجہ تھی۔ کہ پورا گاؤں ان سے محبت کرتا تھا۔۔۔

جبکہ اس سب کے برعکس میر خان کے اکلوتے بیٹے "دلاور خان" بالکل الٹی طبیعت کے تھے۔ دلاور خان اک غصیلے طبیعت کے مالک تھے۔ جبکہ دلاور خان کی پانچ اولادیں تھیں۔

جن میں دو بڑے بیٹے دراب خان شادی شدہ تھے۔ جن کے تین بچے تھے۔۔۔ اور دوسرے نمبر پر دانیال خان تھے۔ جو کہ وہ بھی شادی شدہ تھے۔ اور چار بچوں کے باپ تھے۔۔۔

اسکے بعد دلاور خان کی دو بیٹیاں تھیں۔ جو کہ اپنی شادی کے بعد بیرون ملک میں سیٹل تھیں۔۔۔
اور آخر پر سلطان احمد خان تھے۔ جو کہ اپنے باپ دلاور خان کے سوا پورے گھر کے لاڈلے تھے۔

سب ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے دلاور خان کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ سربراہی کر سی پر میر خان موجود تھے۔۔۔

جبکہ مرد حضرات اک طرف بیٹھے تھے۔ اور سب بچے سکول جانے کے لیے تیار تھے۔۔۔ البتہ خواتین ناشتے کے انتظامات میں مصروف تھیں۔۔۔

وہ پاکستان کی وزیراعظم نہیں ہے۔ جس کے آنے کا انتظار تم کر رہا ہو۔ آغا جان نے سب کو کہا۔
کیونکہ بچے بھوک کنٹرول کرنے کی کوشش میں منہ لٹکا گئے تھے۔۔۔

جبکہ سب سے بے نیازی جان اپنا ناشتہ شروع کر چکی تھیں۔

"آنے والا ہی ہوگا۔ تھوڑا سا انتظار کر لو۔"

بی جان نے پراٹھے کا لقمہ منہ میں رکھتے کہا۔

یہ انظار آپ سے کیوں نہیں ہوا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

آغا جان نے اپنی بیگم کو اک نظر دیکھا جو سب کو انتظار کرنے کا بول کر خود کھائے جارہیں تھیں۔
اپکو پتہ تو ہے میں بوڑھی جان شوگر کی مرضہ ہوں۔ کہاں بھوک برداشت ہو پاتی ہے۔۔۔ بی جان نے
اپنی مجبوری بتائی۔

رات کو تو آپ لڑکی تھیں۔ اب صبح میں بوڑھی بھی ہو گئیں ہیں۔۔ اور شوگر والا مریض میٹھا تو نہیں
کھاتا۔ آغا جان نے رات کے حوالے دینے کے ساتھ انکے حلوے کو بھی لپیٹ میں لیا۔۔
سب مزے سے اپنے گھر کے طوطا مینا کی لڑائی کو دیکھنے لگے۔ اور اسی طرح انہیں وقت گزرنے کا پتہ
بھی نہیں چلا تھا۔

کہ سامنے سے دلاور خان اپنی رعب دار شخصیت کے ساتھ آتے دیکھائی دیے۔۔
لو آگئی تمہاری سڑی ہوئی کرلی۔۔

آغا جان نے دلاور خان کو دیکھ کر منہ بنایا۔ کیونکہ باپ بیٹے کی بلکل نہیں بنتی تھی۔۔
دلاور خان آکر اپنی کرسی پر بیٹھے تو سارے ٹیبل پر خاموشی چھا گئی۔
آپ میٹھا کیوں کھا رہے ہیں بی جان۔۔۔

دلاور خان نے حلوے کو دیکھ کر پوچھا۔ تو بی جان معصوم شکل بنا گئیں۔ کیونکہ اب انکا دیسی گھی میں بنا ہوا
حلو ان سے چھیننے والا تھا۔

جبکہ میر خان تیکھی نظروں سے دلاور خان کو دیکھ رہے تھے۔ انہیں اپنے بیٹے کا ہر کسی کا باپ بننا بلکل
نہیں پسند تھا۔

تمہیں کیا مسئلہ ہے۔۔ میری بیوی چاہے جو بھی کھائے۔۔

دلاور خان نے ملازمہ کو اشارے سے بلا کر بی جان کے سامنے سے حلوہ اٹھوایا۔ اور میر خان کو سرے سے ہی نظر انداز کر دیا۔

خود کو نظر انداز کرنے پر میر خان کو تپ چڑھی۔۔۔

ادھر لاؤیہ حلوہ۔۔۔ یہ میں کھاؤں گی اب۔۔۔ دیکھتی ہوں کون روکتی ہے ہمارے کو۔۔۔

ملازمہ نے دلاور خان کی طرف دیکھا۔ تو انہیں نے اسے جانے کا اشارہ کیا۔۔

کیونکہ دلاور خان اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ وہ اپنے لاڈلے کا غصہ ان پر نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔۔

جبکہ ملازمہ کو جاتے دیکھ کر میر خان کو اب سچ میں غصہ آیا۔ باقی سب بھی آغا جان کے اس انداز کو دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ سب کو ہی معلوم تھا۔ کہ وہ سلطان کے نہ آنے پر جلے بھنے بیٹھے ہیں۔۔۔

آپ اپنے صاحب زادے کا غصہ ہم پر کیوں نکال رہے ہیں۔ دلاور خان نے میر خان کو دیکھا۔۔

میر ام رضی میں جو بھی کروں۔ تمہارے کو کیا مسئلہ ہے۔ میر خان جھنجھلائے۔۔۔

تو دلاور خان انکے جھنجھلاہٹ پر مسکراہٹ دبا گئے۔ کیونکہ دن میں پتہ نہیں کتنی دفعہ انکو اس اردو پر ہنسنے کا موقع ملتا تھا۔۔

باقی سب بھی ہنسی دبا ئے ناشتے پر جھکے ہوئے تھے۔ کیونکہ وہ میر خان کے سامنے ہنس کر گستاخی نہیں کر سکتے تھے۔ جبکہ بی جان تو اپنے حلوے کے صدمے سے نہیں نکلی تھیں۔ اور ناراض بچوں کی طرح منہ بنائے بیٹھی تھیں۔ تاکہ اکام نہ دیکھ کر ہی انکو حلوہ واپس مل جائے۔۔۔

میں تو اپکو کتنی دفعہ کہا ہے کہ اپنے لاڈلے کو واپس بلا لیں۔ پر آپ سنتے ہی نہیں۔۔۔

میں کیوں تمہارے کہنے پر سلطانی کو واپس بلاؤں۔۔۔ آغا جان دلاور خان کی ہمیشہ والی بات پر چڑے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

یہ آپ اپنا منہ ٹھیک کر لیں کیونکہ آپ کو کسی صورت حلوہ نہیں ملنے والی۔۔۔ انا جان بی جان کو جتا کر اپنے ناشتے میں مصروف ہو گئے۔ تو بی جان مزید ایکٹنگ چھوڑ کر ناشتہ کرنے لگیں۔ کیونکہ حلوہ نہ ملنے والی بات تو وہ بھی جانتیں تھیں۔۔۔



منیزے صبح ہی سب کو پک کر اپنے ساتھ یونیورسٹی لائی تھی۔ ساری رات ضرار فلیٹ واپس نہیں آیا تھا۔ پر وہ بے فکر تھی۔

اب بھی وہ چاروں فری پریڈ میں کیفے ٹیریا میں بیٹھیں گے ہانک رہیں تھیں۔۔

کہ اچانک کیفے ٹیریا میں منہاج علی اپنے دوستوں کے ساتھ داخل ہوا۔

منہاج کو دیکھ کر مشعل ڈر کر علیزے سے چپک گئی۔ پر آئہ اور منیزے کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

منہاج اپنے دوستوں کے ساتھ سامنے موجود ٹیبل پر بیٹھ گیا۔ وہ ڈائریکٹ ان کی جانب نہیں آسکتا تھا۔ کیونکہ سامنے موجود چاروں لڑکیاں عام نہیں تھیں۔

ساری یونیورسٹی جان چکی تھیں۔۔ کہ یہاں موجود ان لڑکیوں کا تعلق بلیک گینگ سے ہے۔

اس لیے منہاج نے منیزے سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لیے دوسرا طریقہ سوچا تھا۔ جو وقت آنے پر سامنے آنے والا تھا۔

لیکن فلوقت وہ کچھ اور کرنے کا ارادہ کیے تھا۔

منہاج اور اسکے دوست ان کے ٹیبل پر نظریں جمائے گندے گندے جملے کسنے لگے تھے۔ اور کیفے میں موجود سب دلچسپی سے دیکھنے لگے تھے۔۔۔ منیزے مٹھیاں بھینچے سب برداشت کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

منہاج کی عقل ٹھکانے لگانے کا ارادہ کیا وہ اٹھنے ہی لگی تھی۔ کہ علیزے نے اسے روک دیا۔ کیونکہ وہ اکیلی اتنے مردوں سے نہیں لڑ سکتی تھی۔

منہاج میں بھی یہ ہمت اس لیے آئی تھی۔ کہ اسکے ساتھیوں نے بلیک گینگ کے یونیورسٹی میں موجود نہ ہونے کی یقین دہانی کی تھی۔

ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی۔ کہ وہ چاروں اپنی سحر انگیز شخصیت کے ساتھ کیفے میں داخل ہوئے۔۔ وہ چلتے ہوئے انکے میز کے قریب کھڑے ہو گئے۔ عیس نے کیفے میں کام کرنے والے لڑکے کو اشارہ کیا۔ تو اس نے جلدی سے میز پر چار مزید کرسیوں کا اضافہ کیا۔۔

تو وہ چاروں اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ منیزے ضرار کو دیکھ کر اب اور پھیل گئی تھی۔ کیونکہ وہ کچھ سوچ کر بیٹھی تھی۔

عیس آج بارش بھی نہیں ہوئی۔۔ پھر یہ مینڈک کہاں سے نکل آئے ہیں۔۔۔ سنی نے عیس کو مخاطب کیا۔۔

عیس جو کہ مشعل کو آنکھوں سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ سنی کے بلانے پر متوجہ ہوا۔۔۔ جانو تمہیں یہاں مینڈک نظر آ رہے ہیں۔۔ مجھے تو ٹوٹیاں نظر آ رہیں ہیں۔۔۔

چونکہ عیس اور سنی کافی اونچی آواز میں باتیں کر رہے تھے۔ اس لیے سب ہنسے لگے تھے۔۔ جبکہ منہاج کا شرمندگی کے مارے منہ بند ہو گیا تھا۔۔

سرتاج یہ کمینہ ہمیں ڈرا رہا تھا۔ منیزے نے لاڈ سے ضرار کے بازو پر ہاتھ رکھا۔ تو ضرار اسکے انداز پر ایبر و آچکا گیا۔۔

جبکہ علیزے تو اپنے ساتھ بیٹھے سلطان کی خوشبو کو محسوس کرتے پاگل ہوئے جارہی تھی۔ اس لیے بہانے بہانے سے سلطان کے قریب ہو کر خوشبو کو کنفرم کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان اپنی کوئین کی حالت سے اچھے سے واقف تھا۔ اس لیے مسکراہٹ دبا گیا۔

لیکن اس سب میں آئیرہ سنی کو آنکھوں سے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی۔ کیونکہ ہمیشہ کی طرح سنی سب کچھ بھلائے آئیرہ کو تکتے میں مصروف تھا۔

وہ تھوڑی دیر پہلے ہی یونیورسٹی آئے تھے۔ اور جب انہیں ان چاروں کی موجودگی کا کیفے میں ہونے کا معلوم ہوا اور ساتھ منہاج کی کرتوت کا بھی پتہ چلا۔

تو وہ چاروں بنا وقت ضائع کیے ادھر آ گئے تھے۔

کیونکہ وہ سب کو اچھی طرح باور کروانا چاہتے تھے۔ کہ ان چاروں لڑکیوں کا تعلق کس سے ہے۔۔۔

منہاج وہاں سے کب کا جا چکا تھا۔ اب وہ چاروں اپنے ساتھ بیٹھیں لڑکیوں کو تپ چڑھانے میں مصروف تھے۔۔۔

Episode 18

اپنے کمرے میں کمبل میں دبی مشعل مزے سے سو رہی تھی۔ اور بیٹھک میں عیس جلے تو بے پر بیٹھا جل رہا تھا۔

کیونکہ اسے گھر میں اپنے کمرے کے علاوہ کہیں نیند نہیں آتی تھی۔ پر ظلم کی انتہا یہ تھی۔ کہ حسن صاحب نے عیس کو اس کے کمرے سے ہی نکال دیا تھا۔۔

کتنے دنوں سے وہ فلیٹ پر سلطان کے پاس رکا ہوا تھا۔ اور آج واپس آیا تو بھی اسے کمرہ نصیب نہیں ہوا تھا۔۔

اس نے اپنے کمرے میں سونے کا کہا تو حسن صاحب نے صاف کہہ دیا۔ کہ انہوں نے ابھی مشعل کی رخصتی نہیں دی۔ جس پر وہ انگاروں پر لوٹ گیا۔ کہ کراچی سے وہ اسکے گھر سے کمرے تک قیام کریگی

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ہے۔۔ اور کونسی سپیشل رخصتی وہ کرنا چاہتے ہیں۔ جس پر حسن صاحب نے "میری بیٹی کی رخصتی، میری مرضی" کہہ کر بات ہی ختم کر دی۔ تو عیس دانت پیس گیا۔۔۔

اتنی ٹھنڈ میں حسن صاحب رات بارہ بجے تک مشعل کے کمرے پر پہرہ دیتے رہے تھے۔ تاکہ وہ عیس کو مشعل سے دور رکھ سکیں۔ کیونکہ انہیں اپنے گدھے پر بالکل یقین نہیں تھا۔ کیونکہ وہ دروازے کے نیچے سے بھی مشعل کو ڈرانے پہنچ سکتا تھا۔۔

عیس نے بھی سوچ لیا تھا۔ کہ وہ آج رات انکی بہورانی کے کمرے میں جا کر ہی دم لے گا۔ اس لیے حسن صاحب کے سامنے سونے کے لیے لیٹ گیا تھا۔۔ پر اب رات کے دو بجے وہ مکمل کاروائی کرنے کے لیے جاگ چکا تھا۔۔

بیٹھک سے نکل کر عیس اپنے کمرے کی کھڑکی کی طرف آیا۔ جو اس نے حسن صاحب سے بحث کرتے وقت اندر سے کھول کر باہر سے بند کر دی تھی۔ تاکہ بعد میں وہ اسے استعمال کر سکے۔

آج تو اس پدی چڑیل کو سیٹ کر کے ہی جاؤں گا۔ عیس آہستہ سے کھڑکی کھول کر اندر گھسنے کی کوشش کرنے لگا۔

چونکہ کھڑکی بہت بڑی نہیں تھی اس لیے اسے مشکل پیش آرہی تھی۔۔

یہ کھڑکی کون اتنی چھوٹی بناتا ہے یا۔۔ انکو عقل کیوں نہیں کہ مجھے بعد میں استعمال کرنا پڑ سکتی ہے۔ عیس کھڑکی کو تیکھی نظروں سے دیکھنے لگا۔

اسے کھڑکی میں بھی حسن صاحب کی جھلک نظر آرہی تھی۔ جو اس کا مزاق اڑا رہی تھی۔ کہ اب اندر گھس کے دیکھاؤ۔

عیس نے ادھر ادھر نظریں گھمائی تو اسے کچن کے دروازے پر کرسی نظر آئی۔۔ جس پر توڑی دیر پہلے حسن صاحب بیٹھے تھے۔۔ کرسی کو دیکھ کر اسکی آنکھیں چمک اٹھیں۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اور ٹھیک دو منٹ بعد وہ اپنے کمرے کے وسط میں کھڑا تھا۔ اور سامنے ہی ننھا ننھا سا وجود پورے حق سے اسکے بیڈ پر براجمان تھا۔

عیس قدم اٹھاتے ہوئے بیڈ کے قریب جا کھڑا ہوا۔

چہرے پر ہمیشہ کی طرح معصومیت سجائی وہ بے خبر سو رہی تھی۔ اگر مشعل اس وقت عیس کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ لیتی تو حقیقتاً چلا اٹھتی۔

کیونکہ صبح وہ عیس کے کہنے باوجود منیزے کے ساتھ کی واپس آئی تھی۔ اور عیس پارکنگ میں اپنی پدی کا انتظار کرتا رہ گیا۔

وہ مزید انتظار کرتا رہتا، اگر سنی اسے آکر نہ بتاتا کہ بطخوں کا ٹولہ جا چکا ہے۔ عیس تو اپنی پدی کی بہادری پر عیش عیش کراٹھا تھا۔ یقیناً یہ منیزے کی صحبت کا اثر تھا۔
ورنہ یہ بطخوں کی ٹولی کہاں ٹیں ٹیں کرنا جانتی تھی۔

عیس سے بچنے کے لئے وہ شام سے کمرے میں بند ہو گئی اور حسن صاحب سے خود کو عیس سے بچانے کی خاص طور سہولت بھی لی گئی۔

عیس نے ہاتھ بڑھا کر مشعل سے کمبل ہٹایا تو اپنی بلیک ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں اسے دیکھ کر وہ مسکرا دیا۔

حسن صاحب کے لیے ابھی بھی رخصتی کرنا باقی ہے۔۔۔ عیس بھرپور نظروں سے مشعل کو دیکھتے بڑبڑایا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

پدی جانو زیادہ جلدی نہیں تیز ہوتی جا رہی۔۔۔ عیس کو صبح کی بات یاد آئی جب وہ اسے بنا بتائے بھاگ آئی تھی۔۔۔ اور اب بھی حسن صاحب کی سکیورٹی میں چھپی ہوئی تھی۔

عیس گھوم کر بیڈ کی دوسری جانب گیا۔ اور الٹا کمنیوں کے بل بیڈ پر لیٹ گیا۔۔۔

پدی چڑیل سوئی بھی میری سائیڈ پر ہے۔ عیس نے مشعل کو دیکھا جو سردی کی وجہ سے سکڑی ہوئی تھی۔ اور چہرے پر بھی بے چینی تھی۔۔۔

میں تو کہتا ہوں۔ تمہیں اور ٹھنڈ لگے پدی چڑیل تاکہ حسن ہمدانی سے تم خود رخصت ہونے کا کہو۔ عیس نے جلے دل کے ساتھ مشعل کو بد عادی۔ اور پھر آہستہ سے مشعل سے سارا کمبل ہٹا گیا۔۔۔

کمبل کے ہٹتے ہی مشعل مزید خود میں سمٹ گئی۔ اور نیند میں ادھر ادھر ہاتھ پاؤں چلانے لگی۔ جبکہ عیس مزے سے اسکی حالت دیکھنے لگا۔۔۔

مشعل نے جب کمبل کی تلاش میں ہاتھ بڑھایا تو عیس نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور خود سیدھا ہو کر لیٹ گیا۔ جبکہ مشعل عیس کے ہاتھ کو کمبل سمجھ کر عیس کے نزدیک ہو گئی۔ ٹھنڈ سے مشعل کو پریشان ہوتے دیکھ کر عیس کو مزہ تو بہت آ رہا تھا۔ کیونکہ وہ مشعل کو اچھی طرح باور کروانا چاہتا تھا۔

کہ سردیوں میں رخصتی کیوں ضروری ہوتی ہے۔ کیوں ونٹر کو ویڈینگ سیزن کہا جاتا ہے۔۔۔

عیس نے ہاتھ بڑھا کر اپنے سر کے نیچے تکیہ رکھا اور سکون سے لیٹ گیا۔ البتہ مشعل اب بھی اسکے ہاتھ سے چمٹی ٹھنڈ بھگانے کی کوشش کر رہی تھی۔ پر آفاقہ نہیں تھا۔

مشعل مزید آگے سمٹ کر عیس کے سینے پر سر رکھ کر اسکے گرد بازو لپیٹ گئی۔۔۔

عیس کے نزدیک ترین ہوتے ہی مشعل پر سکون ہو چکی تھی۔۔۔ کیونکہ عیس کے جسم کی گرمائش اسے پر سکون کر چکی تھی۔۔۔ البتہ اب عیس ضرور بے سکون تھا۔

مشعل نے جب اپنی ٹانگ بھی عیس کی ٹانگوں کے اوپر رکھی۔ تو عیس دانتوں تلے لب دبا گیا۔

اس پدی کا تو پتہ نہیں، پر حسن ہمدانی سے رخصتی کے لیے میں ضرور لڑپڑوں گا۔ عیس نے اپنی حالت خراب ہونے پر مشعل کے سر کو دیکھا۔ جو مزے سے اس کے اوپر چڑ کر سو رہی تھی۔

اور پھر کچھ سوچ کر عیس کی آنکھوں میں خاص چمک آئی۔ پہلے اس نے پاؤں کی مدد سے مشعل اور خود پر کنبل لیا۔ اور پھر مشعل کے گرد بازو لپیٹ کر اسے اپنے اور قریب کر لیا۔

عیس اپنی پاکٹ سے موبائل نکال کر اپنی اور مشعل کی اک ساتھ کئی تصویریں بنا چکا تھا۔

اب دیکھتا ہوں یہ پدی کیسے مجھے کسی چیز سے انکار کرتی ہے۔

کچھ یاد آنے پر عیس نے موبائل پر کال ملائی۔

کب سے تمہیں کال کر رہے ہیں کہاں ہو تم۔۔۔ موبائل سے سلطان کی چنگاڑتی آواز سن کر عیس نے موبائل زراکان سے دور کیا۔

جبکہ پیچھے سے اسے سنی اور ضرار کی "جنت کے پتے" ناول پر پھر بحث کرتی آواز سنائی دی۔

کسی شادی شدہ مرد کو رات کے اس وقت فون نہیں کرنا چاہیے۔۔۔ تم لوگوں کو اتنے بھی منیرز نہیں ہیں کیا۔۔۔ عیس نے خالصتاً شادی شدہ ہونے کا ثبوت دیا۔

اوو وستے عمران ہاشمی ہوش میں آ۔۔۔ بھابھی تجھے منہ نہیں لگاتی اور تم ہمارے ساتھ شوخا بن رہا ہے۔

سلطان چونکہ ساتھ کام کر رہا تھا۔ اس لیے موبائل لاؤڈ سپیکر پر تھا۔ عیس کی شوخی سے ضرار اور سنی بھی سلطان کی طرف آکر بیٹھ گئے۔ اور تینوں اپنے مشترکہ فلیٹ میں کام کرنے کے لیے رکے تھے اور عیس کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔ جو سرے سے ہی غائب تھا۔

وہ اس لیے منہ نہیں لگاتی۔ کیونکہ وہ پوری کی پوری میرے ساتھ لگنا چاہتی ہے۔۔۔ ٹھنڈ کافی ہو گئی ہے
نہ۔۔۔ عیس گہرا مسکرایا۔۔۔

چونکہ وہ تینوں عیس کی بے شرمی سے اچھے سے واقف تھے۔۔۔ تو تینوں اک دوسرے کو اک نظر دیکھ
گئے۔ اور پھر ضرار نے مخصوص اشارہ کیا۔ البتہ سنی چو کننا ہو کر بیٹھا تھا۔

تو اس وقت کہاں ہے۔۔۔ سلطان نے پرسوج انداز سے استفسار کیا۔

تو عیس مزید پھیلا۔۔۔ کیونکہ وہ اپنے تینوں نمونوں کو اپنی طرف متوجہ کر چکا تھا۔ اور سلطان سے اس
دن کی بات کا بدلہ لینے کا بھی اچھا موقع تھا۔۔۔

چھی چھی۔۔۔ شرم نہیں آتی کسی شادی شدہ مرد سے ایسے سوال کرتے۔۔۔

تو سلطان سمیت ان دونوں کو بھی تپ چڑھی۔۔۔ تو بتا رہا ہے کہ میں انکل کو فون کروں۔۔۔ سلطان نے
دھمکی دی تو عیس نے تھوڑا ہوش کیا۔

کیونکہ اس نرم گرم وجود سے دور جانے کا بھی اسکا کوئی موڈ نہیں تھا۔ جو عیس کے سینے میں جزبات کو
جلائے بیٹھی تھی۔۔۔

عیس کے خاموش ہونے پر وہ دانت پیس گئے۔۔۔

سالے اگر تو ادھے گھٹنے میں ادھر نہ پہنچا نہ تو ہم مل کر تیری ساری بے شرمی آج نکال دیں گئے۔ کیونکہ
اتنا تو وہ جان ہی چکے تھے۔۔۔ کہ اپنے کمینے پن کی وجہ سے وہ مشعل کے کمرے میں تھا۔ اس لیے اتنی
شیخیاں مار رہا تھا۔۔۔

میں نہیں آرہا میری بیوی کو ٹھنڈ لگ رہی ہے۔ عیس نے معصومیت سے کہا۔ تو وہ تینوں شرم سے سلگ
اٹھے۔۔۔ کیونکہ وہ بے شرم انکی بہن کے بارے کیسی بے باک گفتگو کر رہا تھا۔۔۔

چل نہ آنے پر تجھے خود پتہ چل جائے گا۔ سلطان کے فون بند کرنے پر، عیس مزید پھیل کر لیٹا۔ اور مشعل کو خود میں زور سے بھینچ گیا۔۔۔

جاناں تمہاری معصومیت مجھے پاگل کر چکی ہے۔ یہ عیس علی ہمدانی سرتاپہ تمہارے عشق میں ڈوب چکا ہے۔۔۔

عیس نے مشعل کے ماتھے کو ہونٹوں سے چھوا۔ تو محبوب کے پہلے لمس پر وہ جی جان سے بے قرار ہوا۔ جبکہ اس سب سے بے نیاز وہ چھوٹا سا وجود عیس کے مزید قریب ہو گیا۔۔۔

عیس کا دل کیا بھی سب بھلائے اسے چھو لے۔ سدا کا بے صبر انسان اس وقت کچھ نہیں کر پارہا تھا۔ پر پتہ نہیں کیوں اپنے محبوب کے معاملے میں اس کا دل صبر کرنے پر اکسارہا تھا۔

کیونکہ عیس نے نوٹ کیا تھا۔ کہ مشعل اس کے ساتھ بہت کم بولتی تھی۔ ابھی صبح ہی عیس نے اسے کھلکھلاتے اور اتنا بولتے دیکھا تھا۔ لیکن عیس کے ساتھ وہ ڈری سہمی چپ رہتی تھی یا صرف رونے پر زور دیتی تھی۔ تو اس لیے عیس کو پہلے اسے اپنے قریب کرنا تھا۔ پھر ہی وہ اس سے آگے کا سوچ پاتا۔ اس لیے خود پر پہرے بٹھائے وہ مشعل کے قریب سے اٹھ گیا۔ مشعل پر کمرل درست کرتے عیس نے اپنی جگہ تکیہ رکھ دیا۔ تاکہ مشعل کو اکیلے ٹھنڈ نہ لگے۔ اور پھر چپکے سے جس رستے آیا تھا وہیں سے نکل بھی گیا۔ اب ارادہ فلیٹ کی طرف جانے کا تھا۔



سنی آج پھر کتنے دنوں بعد گھر میں داخل ہوا۔ تو سے حال سے کلثوم بیگم کے ہنسنے کی آواز آئی۔۔۔

تو اسے حیرت ہوئی۔۔۔ کہ انکے گھر میں کلثوم بیگم کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے والا کون آگیا تھا۔ یہ دیکھنے کے لیے سنی لاؤنج میں آیا تو سامنے اک خوبصورت عورت بیٹھی نظر آئیں۔ سنی کے آنے پر کلثوم بیگم کھڑی ہوئیں۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

لو سلطانہ آگیا میرا کلوتا بیٹا۔ ویسے تو میرے تین بیٹے اور بھی ہیں۔۔۔ پر یہ ذاتی پیس ہے۔۔۔
اور سنان یہ کالج کی میری اکلوتی بیسٹ فرینڈ مسز سلطانہ داؤد ہیں۔۔۔ کلثوم تمہارا بیٹا تو تمہاری طرح بہت
خوبصورت ہے۔ بلوچیک شرٹ میں گولڈن بالوں کے ساتھ سرخ و سفید رنگت لیے سنان مصطفیٰ
کاظمی بہت پسند آیا تھا۔

اور پھر کچھ سوچ کر وہ گہرا مسکرا گئیں۔

سنی نے مسسر داؤد سے سلام کیا اور وہیں بیٹھ کر ان سے باتیں کرنے لگا۔۔۔ کیونکہ اسے ایسے اچانک اٹھ
کر جانا اچھا نہیں لگا تھا۔

سنی کو کمپنی دیتے دیکھ کر کلثوم بیگم خود کچن کی طرف چلی گئیں۔

سلطانہ بیگم میں سنی کو کسی کی جھلک نظر آئی تو وہ اپنا وہم سمجھ کر سر جھٹک گیا۔ کیونکہ اسے آج کل ویسے
بھی ہر جگہ سڑی مرچ ہی نظر آرہی تھی۔۔۔



ہردن کی طرح وہ چاروں یونیورسٹی کے کیفے میں سر جوڑے کسی مشن پر محو گفتگو تھیں۔۔۔

منیزے میرے کمرے میں آنے والا وہی ہے۔۔۔ علیزے نے خفیہ انداز سے کہا۔

جبکہ ایرہ اور مشعل سانس روکے سن رہیں تھیں۔۔۔ اس پر متضاد منیزے کسی سیکرٹ ایجنٹ کی طرح
چو کننا ہو کر بیٹھی تھی۔

کچھ نہ کچھ تو کرنا پڑے گا۔۔۔ منیزے نے پر سوچ انداز میں انگلی گال پر ٹکاتے کہا۔

تو وہ تینوں بھی اثبات میں سر ہلا گئیں۔۔۔ کیونکہ وہ جلد از جلد اس راز سے پردہ اٹھانا چاہتیں تھیں۔۔۔

یہ بطخوں کی ٹولی سر جوڑے کیا کر رہی ہے۔۔۔ سنی نے کیفے میں دیکھتے کہا۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اس وقت چاروں کیفے کے باہر کسی کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔۔ جب سنی کی کیفے کے اندر نظر پڑی۔
یار یہ تیرے والی ہمارے والیوں کو ہم سے پٹوائے گی۔۔ عیس نے کل کی بات یاد آنے پر ضرار کو دیکھا۔
یہ صحبت تو ہمیں بھگتنی پڑے گی۔۔ ضرار گہری سانس بھر گیا۔ کیونکہ اپنی والی کی وجہ سے تو اسے خود کے
سگے ماں باپ بھی منہ نہیں لگا رہے تھے۔

مجھے تو لگ رہا ہے کسی خاص مشن پر محنت کی جا رہی ہے۔ سنی نے غور سے انکے تاثرات سے اخذ کیا۔۔
ہو سکتا ہے کسی کی تلاش ہونے والی ہو۔۔ عیس نے سلطان کی طرف نظریں گھوماتے کہا۔ تو سلطان کو
اپنے گرد خطرے کی بوائی۔

تو کسی کی تلاش چھوڑ سامنے اپنی تلاش پر نظر رکھ۔۔ سلطان نے عیس کو توجہ سامنے کروائی۔ جہاں سے
میک اپ زدہ تناشہ آرہی تھی۔۔ جسے دیکھ کر عیس منہ بگاڑ گیا۔۔۔

Episode 19

پکی بات ہے نہ وہ آئے گا۔۔ بلیک شرٹ اور جینز میں ٹیل پونی کیے منیزے اس وقت علیزے کے
ہوسٹل روم میں بیٹھی تھی۔۔

ہاں وہ روزرات کو آتا ہے۔۔ علیزے نے اسے یقین دلایا۔ وائیٹ شلوار قمیض میں وہ اپنے نائیٹ سوٹ
میں تھی۔ اور منیزے غور سے علیزے کو دیکھ رہی تھی۔

جانو تم اتنی حسین ہو گی مجھے اندازہ نہیں تھا۔ منیزے اس کے میرونگنگریا لے بالوں کو دیکھ کر حیران ہو
رہی تھی۔۔ اپنی زندگی میں اس نے ایسا حسن کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جو اس وقت اس کے سامنے موجود تھا۔
مجھے چھوڑا اپنے حسن کو دیکھو۔۔ علیزے نے اسکو شیشے کے سامنے کیا۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اس وقت وہ دونوں شیشے کے سامنے کھڑی خود دیکھ رہی تھیں۔ علیزے اپنی کالی آنکھیں اور میروں گنگریا لے بالوں کے ساتھ اسپر اٹھی۔ تو منیزے سبز آنکھوں کے ساتھ جادو گرنی تھی۔ مستقبل میں اگر "علیزے ابراہیم" سلطان احمد خان کی کوئین بننے والی تھی۔ تو حال میں "منیزے سکندر" ضرار پاشا حیدر کی ملکہ تھی۔

ویسے علیزے اگر میراد یور رات کو تمہارے کمرے میں آتا ہے تو اسکا قصور نہیں ہے۔۔۔ منیزے شیشے سے علیزے کو دیکھتے شرارت سے گویا ہوئی۔ جبکہ علیزے جاکر بیڈ پر بیٹھ گئی۔ تو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔۔۔ علیزے نے تیکھی نظروں سے دیکھا۔

میری جان اگر ایسا جان لیوا حسن ہو، تو بندہ بشر کیا کرے۔۔۔

تمہارے حرکتوں سے بالکل نہیں لگتا کہ تم امریکہ میں رہ کر آئی ہو۔۔۔ علیزے نے افسوس سے کہا۔۔۔ ویسے میں سوچ رہی تھی۔ کہ مشعل تو پہلے ہی عیس بھائی کی بیوی بن چکی ہے۔ آئیرہ کو جیسے تیسے سنان بھائی کے ساتھ سیٹ کر دیتے ہیں۔۔۔ اور تمہارے والے سلطان صاحب تو پہلے ہی تم پر فدا ہیں۔ تو ہم ایسے زندگی بھر ساتھ رہیں گے۔۔۔ اور کبھی الگ نہیں ہو پائیں گے۔۔۔ منیزے نے پر جوش انداز میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی۔۔۔ اور علیزے کے ساتھ آکر بیٹھ گئی۔۔۔

تو علیزے نے زور سے تکیہ اسکے منہ پر مارا۔ تو وہ بیڈ پر پیچھے گری۔۔۔ علیزے نے اسے مدد کے لیے بلایا تھا۔ اور یہ میڈم فلمی سین بنانے میں مصروف تھی۔

کیا ہے بد تمیز عورت۔۔۔ منیزے بال سمیٹتے اٹھی۔۔۔

ہوش میں آؤ جانو۔۔۔ یہ فلم نہیں چل رہی۔۔۔ علیزے نے اسے ہوش دلانا چاہی۔۔۔

اتنے میں منیزے کے فون پر آئیرہ اور مشعل کی گروپ ویڈیو کال آئی۔۔ تو منیزے نے جھٹ سے کال ریسو کی۔۔

کہاں تک پہنچا مشن۔۔۔ آئیرہ نے متجسس ہوتے پوچھا۔۔ اور کچھ ایس ہی حال مشعل کا تھا۔۔ دونوں اس وقت نائیٹ سوٹ میں ملبوس تھیں۔

مشن کو چھوڑا اس میڈم کا حسن دیکھو۔۔ پھر لڑکیاں کہتی ہیں لڑکے خراب ہیں۔۔ منیزے نے کیمرہ علیزے کی جانب کیا۔۔

تو آئیرہ اور مشعل مہبوت ہو کر علیزے کو دیکھنے لگی۔۔ جو کھلے بالوں میں کہیں سے بھی یونیورسٹی والی علیزے نہیں لگ رہی تھی۔ آج وہ پہلی بار علیزے کو بنا حجاب اور گاؤن کے دیکھ پارہیں تھیں۔

یار علیزے یہ تم ہو۔۔۔ مشعل نے معصومیت سے پوچھا۔۔

ہاں میری چھوٹی بلی میں ہوں۔۔۔ وہ تینوں مشعل کے معصومیت بھرے کھلے منہ پر ہنس دیں۔۔۔

تم صبح یونیورسٹی آؤ۔ پھر تم سے اس حسن کے بارے سوال جواب کیے جائیں گئے۔ آئیرہ نے انگلی سے تنبیہ کرتے کہا۔۔۔

باتوں میں گم وہ چاروں یہ بھول چکی تھیں۔۔ کہ اس وقت ان چاروں کو کوئی اور لوگ بھی دیکھ رہے تھے۔۔۔



فلیٹ کے ہال کی ایل ڈی ہو سٹل کے اک روم کا منظر واضح کر رہی تھی۔۔

اور ایل ڈی کے سامنے پڑے صوفے پر سنی اور عیس پاپ کارن مزے سے کھا رہے تھے۔۔ جبکہ سائیڈ والے صوفے پر سلطان اور ضرار کی نظریں بھی سامنے مرکوز تھیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

دیکھو یار بھابھی نے کتنا اچھا مشورہ دیا ہے۔۔۔ سنی نے ایرہ سے سیٹنگ ہونے پر خوشی سے مٹھی بھر کر پاپ کارن منہ میں ڈال دیے۔

تو ہوش میں آپہلے اپنی سفید والی بھابھی کو تو دیکھ۔۔۔ عیس نے سنی کی توجہ علیزے پر کی۔۔۔ ویسے سلطانی بھابھی بہت کمال کی ڈھونڈی ہے تم نے۔۔۔ اویں نہیں جناب رات دو بجے مٹر گشت کرتے زنانہ کالج میں۔۔۔

۔۔۔ سنی اور عیس نے سلطان کو شاباش دی۔۔۔ اور ساتھ سلطان کو مسخرے پن سے دیکھنے لگے۔۔۔ تو سلطان انہیں گھور کر رہ گیا۔۔۔ اچھا بھلا وہ اپنے کمرے میں سکون سے علیزے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ کہ یہ آفت کے پر کالے وہاں آدھمکے۔۔۔ اور سلطان سے لیپ ٹاپ لے کر ہی دم لیا۔۔۔ پھر دونوں ہال میں کنیکٹ کر پاپ کارن لے کر بیٹھ گئے۔۔۔ جیسے پھوپھی کے بیٹے کی شادی دیکھ رہیں ہوں۔۔۔

البتہ ضرار تو اپنی والی کو دیکھ کے حیرت میں تھا۔۔۔ شام کے وقت وہ جب فلیٹ گیاتب منیزے کھانا کھا رہی تھی۔

اپھر ضرار کو دیکھتے ہی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اور جاتے وقت اونچی آواز میں سنا کر گئی کہ اب وہ سوئے گی۔۔۔ اور صبح یونیورسٹی جانے کے لیے ہی اٹھے گی۔۔۔ لہذا اس سے پہلے اسے نہ اٹھایا جائے اور نہ ہی ڈسٹرب کیا جائے۔۔۔

شام میں سو کر وہ دس بجے اپنی گاڑی لے کر فلیٹ سے نکل چکی تھی۔ اور جاتے وقت بیڈ پر تکیے سیٹ کر کمبل اوڑھا دیا۔ تاکہ پتہ چلے کہ منیزے روم میں ہی ہے۔

پر ضرار اک بات پر ہنس رہا تھا۔ کہ کمبل کے نیچے تکیوں نے نائیٹی کیوں نہیں پہنی۔۔ جبکہ منیزے تو نائیٹی سوتی ہے۔۔

پر پلینگ کرتے وقت وہ چاروں یہ بھول گئیں تھیں۔ کہ جن کے خلاف وہ یہ سب کر رہیں ہیں۔ وہ بالکل بھی ان سے بے خبر نہیں ہیں۔

سلطان نے تو شروع دن سے علیزے کے کمرے میں کیمرہ لگا رکھا تھا۔ اور کچھ ایسا ہی اب ضرار بھی کر چکا تھا۔

سلطانی کونسے کپڑے پہنے گا۔۔ عیس نے ہاتھوں میں دو ڈریس لیے پوچھا۔۔

کیوں ادھی رات کو تمہارا ولیمہ ہے کیا۔۔ سلطان چڑ کر بولا۔۔

سلطانی یہ شوز پہن کر جا۔۔ ٹھنڈ نہیں لگے گی۔۔ سنی ہاتھ میں شوز لیے آیا۔۔ تو سلطان نے اک نظر ضرار کو دیکھا۔ جو کندھے آچکا گیا۔ جیسے کہہ رہا ہو خود بھگتو اپنا کیا سب۔۔

میں کدھر جا رہا ہوں۔۔ سلطان نے غصے سے دونوں کو دیکھا۔۔

وہاں ادھر۔۔ دونوں نے ایل ڈی کی جانب اشارہ کیا۔۔

میں نہیں جانے والا۔ سلطان نے دونوں بازوؤں کھڑے کرتے حتمی کہا۔۔

تو کیا تیرا خاندان بھی جائے گا۔۔ عیس نے شرٹ کے بازو اوپر چڑھاتے کہا۔۔

خاندان کیوں یہ کمینہ اکیلا ہی جائے گا۔ دو سال جاتے اسکو خیال نہیں آیا۔ اب ہماری بیویاں اسکو دیکھنے کے لیے اتنی محنت کر رہیں ہیں۔ اور یہ نخرے دکھا رہا ہے۔۔ سنی نے بھی عیس کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔

اویئےےے تیری بیوی کدھر سے آئی۔۔ ضرار نے ایبر واٹھاتے پوچھا۔۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔

یہ کمینہ جائے گا تو منیزے بھا بھی میری سڑی مرچ سے کچھ سیٹنگ کرواپائے گی نہ۔۔۔ سنی نے بے صبری سے کہا۔ جیسے صرف سلطان کے نہ جانے پر ہی اسکی کشتی پار نہیں لگ رہی تھی۔۔

اچھا تو اس لیے اس کو تیار کر رہا ہے۔۔۔ ضرار نے سلطان کی طرف اشارہ کرتے سنی سے پوچھا۔ تو سنی اثبات میں سر ہلا گیا۔۔ جبکہ سلطان تو انکے مزا کرات دیکھ کر ہی حیرت میں تھا۔

اور تیرے اتاولے پن کی وجہ کیا ہے۔۔۔ ضرار کا رخ اب عیس کی جانب تھا۔

یہ جائے گا تو میری چھوٹی سی بیگم فون بند کر کے سوئے گی۔ تو پھر اسکے پاس جا کر اسکی ٹھنڈ دور کر پاؤں گا نہ۔ عیس نے ایل ڈی کی طرف دیکھا۔ جہاں مشعل ابھی بھی وڈیو کال پر بات کر رہی تھی۔ جبکہ عیس کی بے شرمی پر تینوں نے اپنے پاؤں سے جوتے اتار کر عیس کی جانب پھینکے۔۔ تو وہ نیچے جھک کر اپنا بچاؤ کر گیا۔۔

چل بھائی اٹھ تیار ہو جا کر۔۔ تیری بارات کا وقت آ گیا ہے۔ تو جائے گا تو میری گھر والی بھی گھر آئے گی۔ اور نائیٹی پہنے گی۔۔ ضرار نے آخری لائن منہ میں بڑبرائی۔۔

۔ ضرار نے اک سوٹ اٹھا کر سلطان کو تھمایا۔۔

البتہ سلطان نظروں ہی نظروں میں ان سے کہہ رہا تھا کہ یہ ظلم نہ کرو۔۔۔ جس وہ تینوں منہ موڑ گئے۔۔ سلطان کو نہ چاہتے ہوئے بھی تیار ہونا پڑا۔۔



سلطان ریڈ شرٹ اور بلیک جینز میں ریڈی ہو کر باہر نکلا تو دیکھ کر حیرت میں چلا گیا۔ کیونکہ سامنے ہی اس کے تیار ہونے سے پہلے وہ تینوں تیار کھڑے تھے۔ تو سلطان نے انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔

ہائے دیکھو پرنس سلطان کتنے پیارے لگ رہے ہیں۔ سنی نے کسی زمانہ بدنام پھوپھو کی طرح سلطان کے قریب آتے نظر اتاری۔ البتہ عیس باقاعدہ اپنی آنکھ سے نامعلوم سرمے سے ٹیکہ لگانے میں مصروف تھا۔

اور ضرار سائیڈ پر کھڑا سب کھا رہا تھا۔

یہ تم لوگ کدھر جا رہے ہو۔ سلطان نے استفسار کیا۔

تیری بارات لے کر جا رہے ہیں تو ظاہر ہے بارات اکیلا دولہا تھوڑی لے کر جاتا ہے۔۔۔ عیس نے مطمئن انداز میں جواب دیا۔ تو سلطان دانت کچکچاتے جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

جس نے جانا ہے خود چلا جائے میں کہیں نہیں جا رہا۔ سلطان نے منہ موڑتے کہا۔ تو وہ تینوں اسے دیکھنے لگے۔ سلطان نے خاموشی محسوس کر کے منہ انکی طرف موڑا تو تینوں ہاتھ باندھے اسے ہی گھور رہے تھے۔ توہ گہرا سانس بھر گیا۔

تم لوگوں کا وہاں پر کیا کام ہے۔ سلطان نے ٹھوری کے نیچے ہاتھ رکھتے پوچھا۔ تو عیس اور سنی چہک اٹھے۔

میں وہاں سے اپنی بیوی کو لانے جا رہا ہوں۔ جو تیرے ویلکم کے لیے وہاں گئی ہے۔۔۔ ضرار نے اپنے جانے کی وجہ بیان کی۔

اور ہم منیزے بھا بھی کو بتائیں گئے کہ تجھے ہم وہاں لے کر آئے ہیں تاکہ ہمارے والیوں کی نظر میں ہماری ویلیو بڑھ جائے۔ ساری بات جان کر سلطان ان پر عیش عیش کراٹھا۔ اور اس وقت کو پچھتا یا جب اس نے ان گدھوں کے سامنے کالی آنکھوں والی لڑکی کا زکر کیا تھا۔ کیونکہ وہ تینوں اسی دن سے اسکا پیچھے کرتے کالی آنکھوں والی لڑکی کا پتہ لگا چکے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ابھی وہ اسی بحث میں الجھے تھے۔۔ کہ اک ساتھ ان چاروں کے ہاتھوں میں پہنی گھڑی میں خاص بیل ہوئی تو وہ چاروں چو کنا گئے۔ جبکہ سلطان نے جلدی سے لیپ ٹاپ چیک کیا تو اسے اک ساتھ کئی میل موصول ہوئیں۔

بواہز جلدی سے حلیہ بدل کر آؤ۔ وہ تینوں جلدی سے اپنے اپنے روم میں چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی سلطان بھی جلدی سے اپنے روم میں گیا۔

تقریباً ٹھیک دس منٹ بعد وہ چاروں مکمل طور پر سیاہ لباس میں چہروں پر ماسک اور سر پر کیپ پہنے ہال میں کھڑے تھے۔ تھوری دیر پہلے نظر آنے والے انسان اب مکمل طور پر بدل چکے تھے۔

منزل کیا ہے۔۔۔ عیس نے استفسار کیا۔۔۔

گرلز ہاسٹل۔۔۔ سلطان کے اک لفظی جواب پر وہ تینوں اسے دیکھنے لگے۔۔

لیکن سلطان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور خاموشی سے باہر نکل گیا۔ اس کے پیچھے ہی وہ تینوں بھی نکل آئے۔

ہیوی بائیکز ہو امیں اڑاتے وہ چاروں اپنی منزل کی جانب بڑھنے لگے تھے۔ کانوں میں لگے بلوٹو تھ سے وہ آپس میں جڑے ہوئے تھے۔

ٹھیک آدھے گھنٹے بعد وہ چاروں ہو سٹل کے سامنے موجود تھے۔

جبکہ رستے میں ہی سلطان انہیں ٹارگٹ بتا چکا تھا۔ بائیکز کو درختوں کے درمیان کھڑا کر وہ چاروں سڑک پر نکل آئے۔

پاشا تم اور علی پچھلی جانب جاؤ۔ میں اور مصطفیٰ ادھر سے دیکھتے ہیں۔ اور دھیان رکھنا۔۔۔

تو پاشا اور علی اثبات میں سر ہلا کر پچھلی جانب بڑھ گئے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

پاشا تھوڑا آگے بڑھا تو اسے منیزے کی گاڑی کھڑی ملی۔۔ جسے اک نظر دیکھ کر وہ آگے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

احمد وہ دیکھو۔۔۔ مصطفیٰ نے سامنے اشارہ کیا۔ جہاں ہو سٹل سے تھوڑا اک گاڑی کھڑی تھی۔ اور ایسی ہی اک اور گاڑی ہو سٹل کی پچھلی جانب بھی موجود تھی۔ جس کا ابھی پاشا نے اسے بتایا تھا۔

تو یقیناً انہوں نے اپنے لیے آپشنز رکھے تھے۔ کہ جہاں سے آسانی ہوئی وہ وہیں سے اپنا ٹارگٹ اٹھائیں گئے۔

پاشا روم نمرا ایک سودو کی طرف جاو۔ سلطان نے بلوٹو تھپڑ پر آہستہ کہا۔۔

مصطفیٰ تم ادھر ہی رہو گئے۔۔ تو مصطفیٰ سر کو ہاں میں جنبش دیتا دیوار کے ساتھ اک ٹانگ اوپر لگائے کھڑا ہو گیا۔ اور منہ میں ببل ڈال کر نظریں ادھر ادھر گھمانے لگا۔ البتہ سلطان اندر جا چکا تھا۔

وہ چھ پانچ آدمی تھے۔ جو ہو سٹل سے لڑکیوں کو بے ہوش لے جانے والے تھے۔ آج رات وہ دو لڑکیاں اٹھانے والے تھے۔ ہر ہفتے وہ مختلف ہو سٹل سے لڑکیوں کو اغواء کرتے تھے۔ انکے دو آدمی گاڑیوں میں بیٹھے اپنے ساتھیوں کا انتظار کر رہے تھے۔ اور باقی چار ساتھیوں میں دو مل کر اک لڑکی کو سامنے سے جبکہ دو پیچھے سے لے کر جانے والے تھے تاکہ کسی کو شک نہ ہو۔۔

پاشا ہو سٹل کے کاریڈور میں آیا تو ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ البتہ مدھم مدھم روشنی رکھی گئی تھی۔ تاکہ رات میں اگر کوئی باہر نکلے تو وہ اندھیرا ہونے سے پریشان نہ ہو۔

پاشا مخصوص کمرے کی طرف آیا تو دروازہ کھولنے پر اسے کمرہ خالی ملا۔ جس کا مطلب تھا کہ وہ لڑکی لے کر جا چکے تھے۔

چونکہ علی پاشا کے ساتھ نہیں تھا اس لیے پاشا نے علی کو محتاط ہونے کا کہا۔ اور خود بھی علی کی طرف تیزی سے بڑھا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

دونوں آدمی بے ہوش لڑکی کو اٹھائے تیزی سے باہر کی جانب بڑھ رہے تھے۔

کہ علی نے پیچھے سے دائیں طرف موجود انسان کے دماغ کا نشانہ لیتے گولی چلا دی۔ جس سے وہ نیچے گر گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی لڑکی بھی نیچے گر گئی۔ اور دوسرا ڈر سے ادھر ادھر نظریں دوہرانے لگا۔ پر اسے کوئی نظر نہیں آیا۔۔۔

اس نے نیچے گرے اپنے ساتھی کو دیکھا۔ جس کا خون فرش پر بہتا چلا جا رہا تھا۔ خوف سے وہ لڑکی کو وہیں چھوڑے پیچھے کی جانب بھاگ گیا۔ دیوار کی اوٹ میں چھپے علی نے پاشا کو اسکے شکار آنے کی اطلاع دی۔ کیونکہ یہ تو طے تھا۔ کہ وہ چاروں مل کر شکار کرتے تھے۔۔۔

پچھلی جانب بھاگتے آدمی کی ٹانگ میں فائر لگا تو وہ لڑکھڑاتے نیچے گرتا چلا گیا۔ لیکن وہ ابھی تک فائر کرنے والے کو دیکھ نہیں پایا تھا۔ نہ جان پایا تھا کہ فائر کرنے والا کس طرف سے نشانہ لے رہا تھا۔۔۔ نیچے گرنے والا درد سے بے حال ہوتے رنگتے آگے کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے کسی بھی طرح اپنی جان بچانی تھی۔۔۔ رنگتے اسے اپنے سامنے ماسک میں گرے آنکھوں میں سرخی لیے اک زری انسان نظر آیا۔ کون ہو تم۔۔۔ زمین پر رینگنے والے نے پوچھا۔۔۔

تمہارا رشتہ دار۔۔۔ جواب کافی بے تکہ ملا اور ساتھ ہی گولی اسکے دل کے مقام پر لگ چکی تھی۔

اس کے ساتھ ہی علی سامنے سے دو لڑکیوں کے ساتھ پاشا کے قریب آیا۔۔۔ گاجروں شروع ہو جاو۔۔۔ علی نے دونوں لڑکیوں کو نیچے کی جانب اشارہ کیا تو وہ منہ بنا گئیں۔۔۔ سرف ایکسل سے واش کرناک داغ بھی نہیں چھوڑنا۔۔۔

البتہ پاشا نفی میں سر ہلاتے علی کو ساتھ لے احمد اور مصطفیٰ کی جانب بڑھ گیا۔ کیونکہ گاڑی میں بیٹھنے والے کو وہ پہلے ہی ٹھکانے لگا چکے تھے۔۔۔ پیچھے وہ دونوں لڑکیاں مرنے والوں کو ٹھکانے لگانے لگیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اور صبح ہونے سے پہلے انہیں فرش پر پڑا خون بھی صاف کرنا تھا۔ جس کی وجہ سے ان کے منہ پر بارہ بجے تھے۔۔۔

مصطفیٰ ہمیشہ کی طرح دیوار کے ساتھ کھڑے ہو کر بھاگ کر آنے والے کو اپنی ٹانگ سے گرا چکا تھا۔ اور احمد اک کا گلا کاٹ کر ٹھکانے لگا چکا تھا۔ اور دونوں لڑکیوں کو انکے کمرے میں واپس پہنچایا گیا تھا۔ اب وہ صبح ہی ہوش میں آنے والی تھیں۔ اور تب انہیں اندازہ بھی نہیں ہونا کہ رات انکے ساتھ کیا ہوا تھا۔۔۔ مصطفیٰ نے گرنے والے کو سیکنڈز میں بے ہوش کر دیا۔ کیونکہ صرف یہ اک آدمی انکے کام کا تھا۔ باقی اپنے انجام کو پہنچ گئے تھے۔

احمد کدھر ہے۔۔۔ پاشا نے مصطفیٰ سے پوچھا۔۔۔

تو مصطفیٰ کے اشارے پر وہ تینوں مخصوص کمرے کی طرف بڑھے۔

احمد کمرے کی کھڑکی سے اندر کے ماحول کو دیکھ کر مسکرا دیا۔ جہاں اسکی کوئین وائیٹ ڈریس میں ہوش سے بے گانہ تھی۔ اور منیزے بھی سب بھلائے عزیزے سے چپکی سو رہی تھی۔۔۔

پاشا نے آگے بڑھ کر جب منیزے کو سوتے دیکھا تو وہ نفی میں سر ہلا گیا۔ اسکی بیوی جاسوسی کرنے آئی تھی۔ پر سب بھلائے اپنی دوست سے چپکی سوئی پڑی تھی۔

اگر مستقبل میں تم میرے ساتھ ایسے نہ سوئی نہ تو دیکھنا اسکی سزا کیا ہوگی مسسز۔۔۔ ضرار نے منیزے کو دیکھ کر سوچا۔۔۔

پیچھے ہٹو تم دونوں۔۔۔ عیس اور سنی نے ان دونوں کو کھڑکی سے ہٹایا اور دونوں خود اندر دیکھنے لگے۔

ہائے دیکھو معصومیت۔۔۔ عیس اور سنی نے دونوں کو دیکھ کر کہا۔ لیکن جب انکی نظر سائیڈ پر چھپائے گئے موبائل پر پڑی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تو دونوں نے بے ساختہ اپنا قہقہہ کوروکا۔ کیونکہ موبائل کی سکرین پر آئیرہ اور مشعل سوئی ہوئی تھیں۔ یقیناً وہ بھی آج آنے والے کو دیکھنے کے تجسس میں تھیں۔ لیکن انکی ساری پسینگ ضائع ہو چکی تھی۔ اور تھک ہار کر وہ سو گئیں تھیں۔۔

چل تیری بارات کسی اور دن لے کر آئیں گئے۔۔۔

اور پھر وہ چاروں اپنی اپنی بائیک پر ریس لگاتے فلیٹ کی طرف بڑھ گئے۔۔۔



رات کے تین بجے منیزے کی آنکھ کھلی تو اسے نے خالی کمرے میں نظر دہرائی۔ یقیناً آنے والا ہو کر جا چکا تھا۔ کیونکہ کھڑکی پوری طرح کھلی ہوئی تھی۔ اور وہاں سے آنے والی ٹھنڈی ہوائ نے ہی منیزے کو بیدار کیا تھا۔

لیکن کھڑکی سے آنے والی خوشبو نے منیزے کو چوکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ کیونکہ یہ خوشبو اس کے لیے جانی پہچانی تھی۔ منیزے اٹھ کر کھڑکی کی طرف آئی۔

اور کھڑکی بند کرنے لگی تھی۔ کہ اسے کھڑکی پر اک بریسلٹ گرا ہوا ملا۔ جسے منیزے نے اٹھا کر پاس رکھ لیا۔

اور کھڑکی بند کر آکر علیزے کے ساتھ پھر سے چپک کر سو گئی۔

البتہ سونے سے پہلے وہ موبائل پر اپنی دونوں نمونیوں کو فلائنگ کس دینا نہیں بھولی تھی۔ اور اب وہ پرسکون ہو کر سو سکتی تھی۔ کیونکہ اک ثبوت تو اسکے ہاتھ لگ چکا تھا۔۔۔

وہ اک دم سے اٹھ بیٹھی اور کمرے کے چاروں اطراف نظریں دوہرانے لگی۔ نظریں دہراتے منیزے کے چھپائے ہوئے موبائل پر علیزے کی نظر رکی۔ تو اس نے موبائل سکرین کو دیکھا جہاں آئیرہ اور مشعل ہوش سے بے گانہ پڑیں تھیں۔ تو علیزے آنکھیں چھوٹی کر کے موبائل سکرین اور اپنے ساتھ پڑی بے ہوش لاش کو گھورنے لگی۔ یہ میڈم چور پکڑیں گیں۔

ایسے سوئیں پڑیں ہیں جیسے کل رات کسی نے بھنگ کوٹ کر انکو پلائی ہو۔ ویسے جتنا مرضی رت جگا کر وا
لو ان سے۔۔۔ بس کام کے وقت انکو موت پر جاتی ہے۔۔۔

غصے سے ہونٹ اور مٹھیاں بھینچتے علیزے زور سے پکار گئی۔۔۔۔۔ اور ساتھ منیزے کو جھنجھوڑنے لگی۔

منیزے۔۔۔۔۔

کیا ہوا سیلاب اگیا کیا۔۔ ڈرو نہیں میں تمہیں بچالوں گی۔۔ نیند میں منیرے جو منہ میں آیا وہ بولتی چلی گئی۔۔

کمینی عورت ہوش کرو ورنہ میں تمہارا خون کر دوں گی۔۔ علیزے کوچی مچ میں پلین فیل ہونے پر بہت
تپ چڑھی ہوئی تھی۔۔۔

منیزے اسکے چلانے پر ہوش میں آئی۔ کیا ہوا ہے کیوں کان کے پردے پھاڑ رہی ہو۔۔ وہ سرتاج ڈھکن کم ہے کیا جو تم بھی کوٹاپوراکرنے کی کوشش میں ہو۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سرتاج کیا۔۔۔ ٹائم کیا ہوا ہے۔۔۔ سرتاج کے ذکر پر منیزے جلدی سے بیڈ سے نیچے اتری اور شوز پہنے لگی۔

علیزے بھی نیچے اتر آئی اور منیزے کو آنکھوں سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

جانو ایسی آنکھوں سے نہ دیکھو یونی پہنچ کر بتاتی ہوں سب کچھ۔۔ پھر منیزے علیزے کو مل کر باہر کی طرف نکل گئی۔ کیونکہ اسے ضرار کے آنے سے پہلے فلیٹ پہنچنا تھا۔ پیچھے علیزے الجھن سے تیار ہونے چلی گئی۔ اب جو بھی بات تھی وہ اسے یونی پہنچ کر ہی پتہ چلنی تھی۔

گھر کی ملازمہ (شیراز پاشا نے حویلی سے بھجوائی تھی) سے اسے پتہ چلا تھا کہ وہ منیزے کے جانے کے بعد روز صبح 8 بجے فلیٹ واپس آتا تھا۔ فلیٹ کے اندر قدم رکھتے ہی سب سے پہلا سوال منیزے کے بارے ہی کرتا تھا۔ اس لیے اسے کسی طرح بھی جلدی فلیٹ پر پہنچنا تھا۔

بہت بھاگ ڈور کر کے بھی منیزے ساڑھے سات فلیٹ پہنچ پائی تھی۔ اپنے کمرے میں موجود ضرار گاڑی کی آواز پر مسکرایا۔ وہ جان بوجھ کر کمرے میں رکا تھا۔ تاکہ منیزے آرام سے وہاں سے رفو چکر ہو سکے۔۔۔ اب وہ اپنی مسسز کے پلین کو فلاپ ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

منیزے جوتے ہاتھ میں پکڑے دبے پاؤں فلیٹ میں داخل ہوئی تو سامنے ہی اسے ملازمہ ملی۔

باجی آپ ادھر ہیں تو کمرے میں کون ہے۔۔۔ شبو کے پوچھنے پر منیزے نے ہاتھ کے اشارے سے چپ رہنے کا کہا۔ اور ضرار کا پوچھا جس پر شبو نے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔

تو منیزے جلدی سے کمرے میں بھاگ گئی۔ کمرے میں جاتے ہی بیڈ پر گر کر اس نے گہری سانس لی۔ ابھی اس نے دوسری سانس بھی نہیں لی تھی۔ کہ ضرار دروازہ کھول کر اندر آیا۔

منیزے جو پر سکون ہونے کا سوچ رہی تھی۔ ضرار کو دیکھ کر اک دم سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ضرار نے اسے کر سرتا پیر دیکھا۔ تم ایسے سوئی تھی۔ ضرار نے اسکے کپڑوں کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

تو منیزے اک نظر اپنی جینز اور شرٹ کو دیکھ کر بہانہ سوچنے لگی۔۔۔

نہیں میں تو بس ویسے ہی پہن کر چیک کر رہی تھی۔ کہ کیسی لگتی ہوں۔۔۔ اس نے گھبراہٹ میں بولا۔۔۔ تو ضرار نے اثبات میں سر ہلادیا۔۔۔

اور یہ تکیے ایسے کیوں رکھے ہیں۔۔۔ ضرار بیڈ کی جانب بڑھا۔۔۔

تو منیزے نے پاؤں سے اپنے جوتے بیڈ کے نیچے کیے۔۔۔ جو ضرار دیکھ کر بھی نظر انداز کر گیا۔۔۔ یہ تو میں تکیوں سے ویسے ہی کھیل رہی تھی۔۔۔ منیزے نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔

تو ضرار مڑ کر بئیر واچکا گیا۔۔۔ جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو۔۔۔ تم اب بھی کھیلتی ہو۔۔۔

ہاں تو میں اکیلی بور ہو رہی تھی تو کھیلنے لگ گئی۔۔۔ منیزے فل کو نفیڈینس کے ساتھ بولی۔۔۔ اور اپنے کپڑے نکالنے کے لیے الماری کی طرف گئی۔۔۔ کیونکہ اگر وہ اسکے سامنے رہتی تو ضرور کچھ الٹا بول دیتی اس لیے خود کو مصروف ظاہر کرنے لگی۔۔۔ جبکہ ضرار پیچھے بیڈ پر لیٹ کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔

منیزے جب پاؤں اوپر اٹھاتے ہی نگر اتارنے لگی تو پیچھے سے اسکی شرٹ بھی اوپر اٹھ گئی۔ جس سے اسکی سفید کمر واضح ہوئی۔ جس کو دیکھتے ضرار نے دانتوں تلے لب دبا یا۔۔۔

وہ مسلسل اوپر ہو کر ہی نگر اتارنے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن کامیاب نہیں ہو پا رہی تھی۔ اس مسئلے سے وہ روز نبٹنے تنگ پڑی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ جھنجھلا کر مڑتی۔ ضرار نے اسکی کمر کو اپنے بازو کے گھیرے میں لیا اور اک ہاتھ سے ڈریس اتاری۔۔۔

جبکہ منیزے ایسے اچانک ضرار کی نزدیکی پر بوکھلا گئی۔ یہ سب کب پہنتی ہو۔۔۔ ضرار نے اسکے کندھے پر چہرہ رکھتے لٹکی ہوئی نائیٹیز کی طرف اشارہ کیا تو وہ شرم سے لال ہو گئی۔ ضرار کی نزدیکی منیزے کے

بدن میں سنسناہٹ پیدا کرنے لگی۔ اوپر سے اسکے بے باک سوال نے منیزے کو چہرہ جھکانے پر مجبور کر دیا۔۔۔ تع وہ ضرار کو پیچھے ہٹانے کی کوشش کرنے لگی

مسسز میں کچھ پوچھ رہا ہوں۔۔۔ ضرار نے منیزے کے کان میں سرگوشی کی تو منیزے جھٹکے سے ضرار کی طرف مڑی اور اسکی گال پر بائیٹ کر واشر روم میں بھاگ گئی۔۔۔
پیچھے وہ اپنی جنگلی بلی کے عمل پر مسکراتا رہ گیا۔

لگتا ہے مسسز کورات کے وقت ملنا ہی پڑے گا۔ دیکھنا ہی پڑے گا شیرنی ہرنی بنتی کیسی لگتی ہے۔۔۔

ضرار نے اپنی داڑھی کھجاتے سوچا اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے بال ٹھیک کرنے لگا۔ کہ اچانک ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے بریسلٹ پر اسکی نظر پڑی۔

ضرار نے مڑ کر واشر روم کے بند دروازے کو دیکھا اور پھر بریسلٹ کو۔۔۔

تو تو بیٹا گیا کام سے۔۔۔ بریسلٹ کو دیکھتے ضرار نے سوچا۔

اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

منیزے تیار ہو کر باہر نکلی تو ضرار کمرے میں نہیں تھا۔۔۔ پر اک چیز جو وہ سوچ رہی تھی۔۔۔ وہ ضرار کے کلون کی خوشبو تھی۔

علیزے کے کمرے کی کھڑکی سے ضرار کے کلون جیسی خوشبو آنا اور پھر اک مختلف بریسلٹ کا ملنا۔
دونوں ہی الگ باتیں تھیں۔۔۔ منیزے کو اب یہ پہلی سلجھانا تھی۔

وہ کمرے سے باہر نکلی تو ضرار تیار ہو کر ناشتے کے لیے بیٹھا منیزے کا انتظار کر رہا تھا۔ آج کتنے دنوں بعد وہ دونوں اک ساتھ تھے۔

منیزے ٹیبل پر بیٹھی تو ضرار نے ناشتہ شروع کیا۔ البتہ منیزے ناشتے کے دوران ضرار کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ پر جب ضرار نے جوس لینے کے لیے بائیں ہاتھ بڑھایا تو ضرار کے ہاتھ میں بریسلٹ دیکھ کر منیزے کی آنکھیں کھل گئیں۔

ضرار خود پر منیزے کی نظروں سے اچھے سے واقف تھا پر انجان بنا رہا۔ منیزے نے بریسلٹ کو قریب سے دیکھنے کے لیے دماغ لڑانے لگی۔

کیونکہ ضرار کا کوئی بھروسہ نہیں تھا۔۔۔ کہ اب کس وقت وہ منیزے کے سامنے آتا۔ کیونکہ وہ اپنے نامعلوم کاموں میں ہی بہت مصروف رہتا تھا کہ کتنے دنوں سے رات کو فلیٹ بھی غائب تھا۔

اوچ۔۔۔۔ منیزے کے ہاتھ پر گرم چائے گرنے سے وہ چلا اٹھی تو ضرار تیزی سے اسکی طرف آیا۔۔۔ دھیان کہاں تھا تمہارا۔۔۔ گرم چائے ہاتھ کو سرخ کر چکی تھی۔۔۔

آپکو دیکھ رہی تھی سرتاج۔۔۔ منیزے پیار سے بولی تو ضرار اسکے انداز پر ٹھٹکا۔۔۔ کیونکہ منیزے کا یہ انداز ضرار کو خطرے کا الارم دے رہا تھا۔ پروہ چپ رہا۔۔۔

روم میں چلو اس پر کچھ لگا دیتا ہوں۔۔۔ ضرار نے منیزے کو اٹھانا چاہا تو وہ انکار کر گئی۔

نہیں مجھے بھوک لگی ہے ابھی۔۔۔ پہلے ناشتہ کروادیں اپنے ہاتھوں سے۔۔۔ منیزے ضرار کے بریسلٹ کو دیکھتے بولی۔ تو ضرار اسکا ٹارگٹ سمجھ گیا۔

اٹھو پہلے یہاں سے۔۔۔ ضرار نے پہلے اسے کرسی سے اٹھایا۔ اور منیزے کی کرسی پر بیٹھ گیا۔۔۔ جس پر وہ ضرار کو نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔ کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔۔۔

ناشتہ کرنا ہے۔۔۔ ضرار نے اسے پوچھا تو وہ ہاں میں سر ہلا گئی۔

ضرار نے اک جھٹکے سے منیزے کو کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو وہ سیدھی آکر ضرار کی گود میں گری۔ ضرار نے اسے کمر سے پکڑ کر اپنے نزدیک ترین کیا۔ ایسے ناشتہ کرتے ہیں۔۔۔ ضرار نے منیزے کے کھلے منہ کو دیکھتے خمار آلودہ لہجے میں کہا تو منیزے اس کے انداز پر خشک ہوئی سانس پینے لگی۔ ضرار نے اس کے گہرا ہٹ زدہ چہرے کو دیکھتے ہنسی ضبط کی۔ جو پنگے تو بڑے لیتی تھی۔ لیکن پھر اک منٹ سے پہلے شیرنی سے بلی بن جاتی تھی۔۔۔

شبودیکھ لے گی۔۔۔ منیزے ضرار کی گود میں بیٹھی منمنائی۔۔۔ وہ صبح سے اپنے سر تاج کے بدلے تیور دیکھ رہی تھی۔

تو دیکھنے دو۔۔۔ اسے بھی اپنے شوہر کو پیار کرنے کے نئے نئے طریقے سیکھنے کا موقع ملے گا مسسز۔۔۔ ضرار نے کہتے آنکھ کا کوناد بایا۔ تو منیزے حیا سے منہ موڑ گئی۔

اور پھر ضرار نے اسے اپنے ہاتھوں سے اچھے سے ناشتہ کروایا۔ اور منیزے کو بھرپور موقع بھی دیا تاکہ وہ بریسلٹ کو اچھے سے دیکھ پائے۔

ناشتہ ختم ہونے کے بعد منیزے ضرار کی گود سے اٹھنے لگی۔ تو ضرار اسے پھر جکڑ گیا۔ تو منیزے نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

آنکھیں بند کرو۔۔۔ ضرار نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے کہا۔ تو منیزے ڈرتے ہوئے آنکھوں کو میچ گئی۔ کیونکہ وہ جلد از جلد اس قربت سے رہائی چاہ رہی تھی۔۔۔

منیزے کے آنکھیں بند کرتے ہی ضرار نے اس کے خوبصورت چہرے کو بھرپور نظروں سے دیکھا۔ اور پھر بائی نیک شرٹ کے گلے میں چھپی گردن پر ضرار کی نظر رکی۔ ضرار نے ہاتھ بڑھا کر شرٹ کے گلے کو نیچے کیا۔ تو منیزے اس کے لمس پر لرزا اٹھی۔ اچانک سردی میں گرمی کے احساس نے اسے بے چین کیا۔

ضرار منیزے کے لرزے پر گہرا مسکرایا۔ اور پھر کچن میں کھڑی شبو کو ہاتھ کے اشارے سے وہاں سے غائب ہونے کو کہا۔ تو وہ شرم کے مارے ہستے ہوئے چہرہ چھپائیے وہاں سے بھاگ گئی۔

اسے جاتے ہی ضرار نے منیزے کی گردن کے پیچھے ہاتھ رکھا اسے اپنے قریب کیا۔ تو منیزے نے بند آنکھوں سے مزاحمت کی۔۔ لیکن وہ سب بھلائیے اسکی گردن پر جھک چکا تھا۔۔

جس سے منیزے کی پٹ سے آنکھیں کھلیں۔۔ جبکہ ضرار سب بھلائیے اسکی گردن کو نرمی سے ہونٹوں سے چھو رہا تھا۔ اور منیزے ایسے اچانک اسکی اتنی نزدیکی پر پاگل ہونے کو تھی۔ ضرار کا نرم گرم لمس اسے بے ہوش کرنے کو تھا۔۔

اپنی منمانی پوری کرنے کے بعد ضرار پیچھا ہٹا اور منیزے کے چہرے کو اک نظر دیکھ کر دانتوں تلے لب دبا گیا۔ جس کے سرخ چہرے پر پسینے کی بوندیں چمک رہیں تھیں۔۔ تو وہ ضرار کے کندھے پر سر ٹکا گئی۔۔ ضرار اسکی کمر کو سہلاتے بولنا شروع ہوا۔۔

میں اپنے والدین کی محبت کی نشانی ہوں۔۔ اور تم بھی محبت سے گوندھی ہو۔۔ میرے ماں باپ نے مجھے بچپن سے محبت کرنا سکھایا ہے۔ اس لیے میں اپنی بیوی، مسسز، شیرنی اور ملکہ سے بھی صرف محبت کروں گا۔ چاہے ہمارا نکاح کسی بھی حالات میں ہوا ہو۔

پر میرے نکاح میں آتے ہی تم میری ملکہ بن چکی تھی۔ کیونکہ میں اپنی دنیا کا خود بادشاہ ہوں۔ مجھے جو تھوڑی بہت فکریں تمہارے حوالے سے تھیں۔ وہ تم نے یونیورسٹی کے پہلے دن اپنی کک سے دور کر دیں تھیں۔

اس لیے میں باقی مردوں کی طرح تم سے نفرت یا سوال جواب میں وقت ضائع نہیں کروں گا۔ نہ ہی تمہیں اپنا جیسا بننے کو کہوں گا۔ کیونکہ تم جیسی ہو ویسے ہی میرے ادھورے پن کو مکمل کرتی ہو۔ اس رشتے کو آگے بڑھانے کے لیے تمہیں وقت ضرور دیتا ہوں۔ پر آج سے چھوٹی موٹی بجلیاں ضرور تم پر

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

گرا کریں گیں۔ ضرار نے محبت سے اسے خود میں بھینچا۔۔۔ تو منیزے شرمیلی مسکان سے ضرار میں سمٹ گئی۔ ضرار کے سینے پر سر رکھتے اسے شیراز پاشا کی بات یاد آئی۔

جب انہوں نے منیزے کو نصیحت کی تھی۔ کہ تمہیں ضرار کو اپنی طرف صرف اک دفعہ ہی متوجہ کرنا ہے۔ پہلی نظر کی محبت مرد کو خود میں ویسے ہی قید کر لیتی جیسے روح جسم میں قید ہوتی ہے۔ اور منیزے ضرار کو قید کرنے میں کامیاب ہوئی تھی۔

منیزے خدا کا شکر ادا کر رہی تھی۔ کہ اگر اس سے اسکے ماں باپ دور ہوئے تھے۔ تو اس سے بھی زیادہ محبت کرنے والے لوگ اسکی زندگی میں آئے تھے۔

یونیورسٹی نہیں جانا کیا۔۔۔ ضرار نے اپنی گود میں سینے سے لگی منیزے کو پوچھا۔ تو وہ اسکی گود سے نکلی۔ اور بنا ضرار کی طرف دیکھے اپنا بیگ اٹھا کر باہر کی طرف بھاگ گئی۔۔۔ اور ضرار اپنی بلی کی تیزی پر مسکراتا نفی میں سر ہلا گیا۔



آج کسی کی بینڈ بجنے والی ہے۔۔۔ ضرار نے منہ میں ببل ڈالتے کہا۔ تو وہ تینوں اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔۔۔

کس کی سنی نے ضرار کی پاکٹ سے ببل نکالتے پوچھا تو وہ کندھے آچکا گیا۔
خود پتہ لگ جائے گا۔ آؤ کلاس میں چلیں۔۔۔

فری پیریڈ میں وہ چاورں کیفے میں بیٹھیں میز پر رکھے بریسٹ میں آنکھوں سے جن نکالنے کی کوشش کر رہیں تھیں البتہ مشعل باقاعدہ آنکھوں میں آنسو لیے بیٹھی تھی۔۔۔

اب تم کیوں رو رہی ہو۔۔۔ ایرہ مشعل کے رونے پر چڑی۔۔۔

یہ عیس کا بریسٹ ہے۔۔۔ مشعل ہچکیاں لیتے بولی۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ہمیں بھی پتہ ہے یہ عیس بھائی کا ہے۔۔۔ منیزے نظریں جمائے بولی۔۔

علیزے خاموش بیٹھی تھی۔۔ کیونکہ اسے لگ رہا تھا کچھ نہ کچھ گڑ بڑ ہے۔۔

منیزے صبح آتے ہی ان تینوں کو بریسلٹ اور خوشبو کا بتا چکی تھی۔ اور بریسلٹ کو دیکھتے ہی مشعل نے بتایا کہ عیس کا بریسلٹ ہے کیونکہ وہ بہت دفعہ اسے عیس کی کلائی پر دیکھ چکی تھی۔ اور بریسلٹ پر چھوٹا سا A بھی لکھا تھا۔ اور پھر انہوں نے دیکھا کہ ان چاروں نے اک جیسے ہی بریسلٹ پہن رکھے ہیں بس بریسلٹ پر لکھے نام سے انکی پہچان تھی۔ لیکن عیس کی کلائی خالی تھی۔ جس سے انکا شک یقین میں بدل گیا کہ یہ عیس کا ہی بریسلٹ تھا۔

مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی۔۔۔ علیزے نے اپنا سر پکڑا۔۔

اور مشعل رویے جارہی تھی۔ کیونکہ جب سے اس نے ہوش سنبھالی تھی۔ اسکی ماں نے اسکے ساتھ جڑے نام کو اچھی طرح اسکے ذہن میں بٹھادیا تھا۔ کہ ناچاہتے ہوئے بھی مشعل عیس سے محبت کر بیٹھی تھی۔ لیکن جب سے وہ یہاں آئی تھی۔۔ اسے عیس کے رویے میں کسی قسم کا کوئی اشارہ نہیں ملا تھا جس سے اسے اندازہ ہو پاتا کہ عیس کو بھی اس سے محبت ہے۔ پر اب جب علیزے کے کمرے کے باہر عیس کا بریسلٹ ملا تھا۔ مشعل کا بری طرح دل ٹوٹ گیا تھا۔ جبکہ اس سب کے برعکس منیزے وہاں ضرار کے کلون کی خوشبو محسوس کر کے بھی خاموش تھی۔ وہ چاروں بری طرح الجھ چکی تھیں۔

مشعل اس طرح رونے سے کام نہیں چلے گا۔ تمہیں خود عیس بھائی سے سچ جاننا ہوگا۔ آئ رہے اسے حوصلہ دیا۔ تو منیزے بھی تائید کی۔

ضروری نہیں مشعل جیسا تم سوچ رہی ہو ویسا ہی ہو۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ میرے کمرے میں آنے والا انسان کوئی بھی ہو سکتا ہے پر عیس بھائی نہیں ہو سکتے اس لیے تم یہ رونا بند کرو اور میری بات غور

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سے سنو۔۔۔ علیزے نے مشعل کو چپ کروانے کے ساتھ تسلی دی۔ اور اسے آگے کالائیکہ عمل بھی سمجھایا۔ جس سے مشعل کو تھوڑی ڈھارس ہوئی۔



وہ چاروں لائبریری میں بیٹھے اپنے کام میں مصروف تھے۔۔

عیس بھائی مشعل کی تھوڑی طبیعت خراب ہے وہ کہہ رہی ہے اسے گھر جانا ہے۔ آئیرہ نے آکر مشعل کا پیغام دیا۔ جسے سن کر عیس کی آنکھوں میں حیرت آئی۔۔

کہاں وہ اسے اپنے آنے اور جانے کے بارے بتاتی نہیں تھی۔ آج خاص ڈاکے کے ذریعے پیغام پر وہ الجھ گیا۔۔ لیکن سب بھلائے وہ اسکی طبیعت خرابی پر بے چین ہوا۔

کیا ہوا اسے۔۔۔ عیس جلدی سے اٹھا تھا کہ ضرار نے ویسے ہی تیزی سے عیس کا بازو پکڑ کر اسے نیچے بٹھا دیا۔ جس پر عیس نے ضرار کو دیکھا۔۔

البتہ سنی اپنے فیورٹ کام میں مصروف تھا۔ ریڈ کرتی اور بلیک جینز میں آئیرہ سچ میں سنی کے دل کے تار چھیڑ گئی۔ سنی کے گھورنے پر آئیرہ نے انکھیں سکیرٹے سنی کو گھوری ڈالی۔ جس پر وہ دل پر ہاتھ رکھ کر مر مٹا۔

آئیرہ آپ جائیں یہ بس دومنٹ میں آرہا ہے۔۔۔ آئیرہاں میں سرہلاتی وہاں سے چلی گئی۔ اس سب سے بے نیاز سلطان اپنے کام میں مصروف تھا۔ ضرار سلطان کو کام میں غرق دیکھ کر دانت پیس گیا۔۔ یہ سلطان کی گاڑی لے جاؤ۔۔ ضرار نے سلطان کی جیب سے چابی لے کر عیس کو دی تو وہ چابی لے کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔



یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

Episode 21

وائٹ شارٹ فرائڈ اور پیالہ شلوار میں اپنی بے بے کٹنگ میں گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھے وہ سوس سوس کر کے رویے جارہی تھی۔ کافی دیر رونے کے باعث اس کی آنکھیں اور چہرہ لال ہو چکا تھا۔ پر وہ پھر بھی رونے سے نہیں تھکی تھی۔

عیس نے اک دو نظر مشعل کو یوں روتے دیکھا تو جواب میں مشعل نے عیس کو گھور کر دیکھا کہ بے چارہ عیس اپنی چھوٹی بیوی کی گھوری پر گھبرا کر رہ گیا۔ پر وہ اسکے رونے کی وجہ سمجھنے سے قاصر تھا۔

شاید رونے کی وجہ زیادہ طبیعت خرابی تھی۔ پر رونے سے طبیعت ٹھیک ہونے سے رہی اور اوپر سے اپنے معصوم شوہر کو ایسے گھور کر دیکھنا کہاں کی شرافت تھی۔

عیس اپنی خیالی دنیا میں مشعل کو سمجھانے میں مصروف تھا۔

کیونکہ وہ آج بولنے کا رسک نہیں لے پا رہا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے عیس کے رونے سے منع کرنے پر مشعل عیس کو کاٹ کھانے کو ڈوری تھی۔ جس پر عیس پھر اچھل کر رہ گیا۔ آج تو اسکی بیوی حقیقی بیوی کا روپ اپنایے ہوئے تھی۔ گھر کے دروازے پر عیس نے گاڑی روکی تو مشعل سوس سوس کرتے اپنا بیگ اٹھا کر باہر نکلنے سے پہلے عیس کی طرف مڑی تو عیس کو گھبراہٹ ہوئی۔

اندر چلیں میرے ساتھ۔۔۔ مشعل نے دانت چباتے کہا۔

تو عیس بس سر ہلا پایا۔ کیونکہ مشعل کے کاٹ دار انداز پر اسکی زبان اسکا ساتھ نہیں دے پائی تھی۔ اور پھر مشعل اک آخری غصے بھری نظر عیس پر ڈال کر گاڑی کا دروازہ زور سے بند کر کے گھر کے اندر چلی گئی۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

یا خدا خیر۔۔۔ یہ پدی کے پر کیوں نکل رہے ہیں۔۔۔ عیس تو مشعل کے خونخوار انداز ہضم نہیں کر پارہا تھا۔ لیکن وجہ سے ابھی تک معلوم نہیں تھی۔ شاید آج اپنا غصہ نکالنے کے لیے ساتھ لائی ہے۔ اور پھر اللہ کا نام کر کر عیس گاڑی سے باہر نکلا اور گھر کے اندر داخل ہوا۔

گھر کے اندر داخل ہوتے ہی حسن صاحب کے ساتھ جڑ کر کھڑی روتی ہوئی مشعل اور آٹے سے بھرے ہاتھوں کو لیے شاہدہ بیگم نے عیس کا استقبال کیا۔

عیس سب کو اک ساتھ دیکھ کر الجھا۔ لیکن جس سے عیس کا حلق خشک ہوا وہ حسن صاحب کی خونخوار نظریں تھیں۔

آپ سب ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔۔۔ عیس نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔ یاد کرنے پر اسے اپنا کچھلے دنوں کا ریکارڈ صاف ملا جس سے وہ اندازہ لگا پاتا کہ آخر اس پنچایت کی وجہ کیا ہے۔ یہ زیور تمہارا ہے۔۔۔ حس صاحب نے ہاتھ سے بریسلٹ کو ہوا میں لٹکاتے پوچھا۔ انکا بس چلتا تو عیس کو بھی ایسے ہوا میں لٹکا دیتے پر بے بس تھے۔۔۔

شاہدہ بیگم پریشان نظروں سے عیس کو دیکھ رہیں تھیں۔ جبکہ مشعل کی سوسوسوں اب بند تھی۔۔۔ عیس نے دونوں کو اک نظر دیکھ کر اپنی نظریں بریسلٹ پر جمائی۔ اور یاد کرنے کی کوشش کی کہ یہ زیور حسن صاحب کو کہاں ملا ہو گا۔ اور بریسلٹ سے اتنا برہم ہونے ضرورت کیوں پیش آئی تھی۔۔۔ کیونکہ یہ انکا فرینڈ شپ بریسلٹ تھا۔ جو بچپن سے ان چاروں کی کلانی پر موجود تھا۔

جی میرا ہے۔۔۔ عیس نے تھوگ نکلتے جواب دیا۔

اگر یہ تمہارا ہے تو تمہارے پاس کیوں نہیں۔۔۔ حسن صاحب نے غصے سے پھر سوال کیا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

بے دھیانی میں گھر میں گر گیا ہو گا۔ عیس ابھی تک اک بریسلٹ کی وجہ سے لگی پنچایت کو سمجھ نہیں پایا تھا۔



گھر میں گر گیا یا گر لڑ ہو سٹل میں کھڑکی سے لٹکتے گرا۔ حسن صاحب نے طنزیہ کہا۔
تو عیس نے حیران کن نظروں سے حسن صاحب کے ساتھ کھڑی مشعل دیکھا جو عیس کے دیکھنے پر نظریں پھیر گئی تھی۔ عیس مشعل کی آنکھوں میں اپنے لیے بے اعتباری دیکھ کر بے چینی سے اگے بھرا۔

آپ لوگوں کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے جیسا آپ لوگ سوچ رہے ہیں ویسا کچھ نہیں ہے۔ عیس نے انکی غلط فہمی دور کرنا چاہی۔۔۔

برخوردار تم بتا ہی دو ہم کتنے غلط ہیں۔ تاکہ اک دفعہ ہی خود کو صحیح کر لیں۔ حسن صاحب کو شدید غصہ آیا۔

آپ لوگ میری بات سننے گئے تو کچھ سمجھا پاؤں گا نہ میں۔ عیس نے دانت پیسے جو اسکی بات سننا ہی نہیں چاہ رہے تھے۔

اپ اک دفعہ عیس کو سن تو لیں۔۔ شاہدہ بیگم نے حسن صاحب کو دیکھا۔
بیگم اس کی سن سن کر ہی آج یہ نوبت آئی ہے کہ یہ گدھا گھر میں بیوی ہونے کے باوجود گر لڑ ہو سٹل کی کھڑکیوں سے لٹکا ملا ہے۔ حسن صاحب مشعل کی سوں سوں سن کر بھرپور اونچی آواز میں گویا ہوئے۔ اور بریسلٹ عیس کی طرف پھینک گئے۔۔

جبکہ عیس کی بے بنیاد الزامات سنتے بس ہوئی تو وہ بھی بول پڑا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

کونسی بیوی لا کر دی ہے مجھے۔۔۔ ہر وقت تو اسکی پہر اداری کرتے نہیں تھکتے تو میں پھر گرلز ہو سٹل نہ لٹکوں تو کیا کروں۔۔۔ عیس کا دماغ گھوما۔۔

تمہیں شرم نہیں آتی یہ سب کرتے۔۔۔ حسن صاحب کا خون کھولا۔۔۔ مشعل سوچ کر بیٹھی تھی کہ وہ اپنی صفائی دے گا۔ پر یہاں سب الٹ ہوتے دیکھ کر وہ پریشان ہوئی۔۔

بابا یہ سب نہیں کہنا تھا۔۔۔ مشعل حسن صاحب کے قریب ہو کر بڑ بڑائی جس پر حسن صاحب سیدھے ہوئے۔۔۔

اس سب پر سر جھٹک کر شاہدہ بیگم واپس کچن میں جا چکی تھی۔ کیونکہ ان کے لیے ہر مسئلے سے اہم آٹا گوندھنا تھا۔

تم بس یہ بتاؤ تم گرلز ہو سٹل کیوں گئے تھے۔۔۔ حسن صاحب نے سیدھا سیدھا سوال کیا۔۔

عیس مشعل کو بڑ بڑاتے دیکھ چکا تھا۔ پر سن نہیں پایا تھا۔

کیوں کہ آپ مجھے میری بیوی کے قریب نہیں جانے دیتے۔۔۔ عیس نے بے نیازی سے کہا۔ تو اسکی کھلا کھلم بے شرمی پر مشعل شرم سے دوہری ہوئی۔

تم اس لائق ہو کہ تمہیں میں اپنی پھول سی بچی دوں۔۔۔ حسن ہمدانی نے اسے شرم دلانا چاہی۔

سب کی بچیاں پھول ہوتی ہیں۔ آپکی کوئی انوکھی نہیں ہے۔ اور جتنا مرضی اس پھول کو سنبھال کر رکھ لیں آنا اس کو بھی کے پھول نے میرے پاس ہی ہے۔۔۔ عیس نے حقیقت دکھانا چاہی۔۔

پہلے اس قابل ہو تو جاؤ تم۔۔۔ ورنہ ساری زندگی ناک رگڑتے رہ جاؤ گئے تم۔۔۔ پر میں اپنی بچی کی رخصتی نہیں کروں گا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اصل موضوع کو غائب ہوتے دیکھ کر مشعل کا بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ عیس کا حشر بگاڑ دے۔ اور اس سے سچ معلوم کر لے۔

آپکی بچی کو آپکے سامنے ہی اٹھا کر لے جاؤں گا۔ عیس شوخی مارتا گھر سے باہر نکل گیا۔۔

اور عیس کے جاتے ہی مشعل ٹھندی سانس بھر کر رہ گئی۔

بابا اب ہم کیسے معلوم کریں گئے۔۔ مشعل روہانسی ہوئی۔۔

پتر میں تو تیری بتائی ہی ساری لائینز بولیں ہیں۔ حسن صاحب نے اپنی ایکٹنگ پر داد چاہی۔

حسن صاحب آپ نے ہمیشہ کی طرح اپنے بیٹے سے بس لکیر پیٹی ہے۔۔ شاہدہ بیگم نے انکی خوش فہمی کو دور کیا۔ جو بچن سے نکل کر باہر آئیں تھیں۔

بیگم آپ تو بس ہم سے جلتی ہیں اور کوئی بات نہیں ہے۔ اور بیٹا تم فکر نہیں کرو۔ ہم کوئی اور طریقہ سوچتے ہیں۔۔ حسن صاحب پریشان کھڑی مشعل کو بازو کے گھیرے میں لے کر اندر کمرے میں چلے گئے اور پیچھے شاہدہ بیگم تھوڑی دیر پہلے کے وقت کو یاد کر مسکرا کر سر جھٹک گئی۔ جب آج پہلی بار حسن صاحب اپنی فیکٹری سے چھٹی لے کر گھر آئے تو شاہدہ بیگم کو حیرت ہوئی۔ پوچھنے پر حسن صاحب نے بتایا کہ وہ اپنی لاڈلی بیٹی مشعل کے کہنے پر آئے ہیں۔ اور تھوڑی دیر بعد جب مشعل روتے ہوئے گھر آئی تو شاہدہ بیگم کو فکر ہوئی۔

پر جب مشعل روتے ہوئے حسن صاحب کی طرف بڑھی اور انکی بولنے والی لائینز سمجھانے لگی تو شاہدہ بیگم نے اچھنبے سے اپنے گھر کے ایکٹرز کو دیکھا۔ پتہ نہیں باب بیٹی نے کون سی پلینگ کر رکھی تھی۔ پر ان کی پلینگ ضائع ہو گئی تھی۔ کیونکہ انکا ٹارگٹ بنا کچھ بتائے ان کے لگائے گئے الزامات کو قبول کرتے جا چکا تھا۔



یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

یہ سلطان کا بچہ میرے ہاتھوں نہیں بچے گا۔ عیس نے زور سے گاڑی کا دروازہ بند کرتے بیٹھتے کہا۔

سالاد یو راس یہ ٹاپے اور سوال جواب ہم سے ہوں۔ عیس نے دانت چباتے کہا۔

کہا تھا اس کمینے سے کہ بھابی کو اپنی شکل دکھا دے۔ پر لگتا ہے اس سالے نے ناولز زیادہ پڑھ لیے ہیں جو خفیہ مجنوں بن بیٹھا ہے ادھر ہماری بینڈ بجائی جا رہی ہے۔۔

اور اس پدی کو دیکھو۔ پیار سے مجھ سے پوچھتی تو میں اسکے قدموں میں سلطان کی اک اک کالی کرتوت رکھ دیتا۔ پر نہیں پہلے گاڑی میں رو رو کر میرا خون جلایا اور رہی کسر اپنے باپ سے بستی کروا کے پوری کر دی۔۔۔

اور کیسے میسنی بنی ہوئی تھی۔ جیسے مجھے تو اس ساری منصوبہ بندی کی سمجھ نہیں آئے گی نہ۔ میں تو کان میں کھانا ڈالتا ہوں۔

پہلے تو اس ضرار کمینے سے نبتا ہوں۔ جس کو معلوم بھی تھا کہ میرا بریسلٹ بطنوں کی ٹولی کے پاس ہے۔ پھر سال صبح پیش گوئی کر کے خود تعویذ والا بابا ثابت کر رہا تھا۔ پہلے اسکی گردن پکڑتا ہوں۔۔ پھر اس سالے مجنوں کو بھی دیکھتا ہوں۔۔

گاڑی میں بیٹھے اچھی طرح اپنی بھڑاس نکال کر عیس نے اپنے شکار کی طرف گاڑی موڑی۔۔



سنی اور سلطان کو فلیٹ میں چھوڑ کر خود ضرار کلب کی طرف جا رہا تھا کہ رستے میں اسکے موبائل پر شیراز پاشا کی کال موصول ہوئی۔

شیراز پاشا کی کال دیکھ کر ضرار نے گاڑی اک طرف روک کر کال اٹھائی۔

جی بابا سائیں کیسے ہیں۔۔ ضرار نے سامنے شیشے پر نظریں مرکوز کرتے پوچھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

برخوردار حال احوال کو چھوڑیں یہ بتائیں آپکے حال کیسے ہیں۔۔ سنا ہے آپکے پرفیوم کی خوشبو کافی تیز ہے۔۔۔

شیراز پاشا کے طنزیہ انداز پر ضرار الجھا۔۔ بابا سائیں آپ کس بارے بات کر رہے ہیں۔۔۔
صاحب زادے شریف مجھے صرف یہ جاننا ہے کہ کل رات تمہارے پرفیوم کی خوشبو گرلز ہو سٹل کی کھڑکی پر کیا کر رہی تھی۔

شیراز پاشا کے سیدھے جملے پر ضرار ٹھٹکا۔

بابا میں آپکو ساری بات کلیئر کرتا ہوں۔ ضرار کے بات پوری کرنے سے پہلے ہی شیراز پاشا نے اسے ٹوک دیا۔

جو بھی بات ہے وہ مجھے نہیں جا کر ہماری بہو منیزے ضرار پاشا کو کلیئر کریں۔ جنہوں نے سوچ سوچ کر اپنا حال بے حال کیا ہوا ہے۔ اور پھر شیراز پاشا نے بنا ضرار کا جواب سنے فون بند کر دیا
سلطان ننن۔۔۔۔۔ ضرار زور سے چلا اٹھا۔۔۔

سالے تو نہیں بچے گامیرے ہاتھوں سے آج۔۔۔ وہ جو سوچے بیٹھا تھا کہ عیس کی درگت بنتے مزا لے گا۔
ادھر الٹا اسی کی شامت آگئی تھی۔ گاڑی ریورس کر کے وہ فلیٹ کی طرف موڑ چکا تھا۔ بے شک آج سلطان کی شامت پکی تھی۔



مشعل سے پلین فیل ہونے پر منیزے نے بیک اب پلین پر کام کیا اور وہ تھا شیراز پاشا کو کال کر اداس ہونے کی ایکٹنگ کرنا۔

صبح جب علیزے نے مشعل کو سمجھایا کہ اسے ایکٹنگ کر کے حسن صاحب کو ساتھ ملا کر عیس سے سچ معلوم کرنا ہے تو وہ تینوں ہی علیزے کے پلین کی تائید کر گئیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

شیراز پاشا کے پوچھنے پر منیزے نے بہت معصوم انداز میں کہا تھا۔ بابا مجھے ان پر شک نہیں ہے پر بس پریشان ہوں۔۔ کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ ضرار نے مجھے دل سے قبول نہیں کیا تھا۔ بس مجبوری کے تحت یہ رشتہ بنایا تھا۔ منیزے مکمل دکھی لہجہ اپنائے بولی۔

جس پر شیراز پاشا کے دل کو کچھ ہوا۔ انکی بیٹی کی خواہش کو بے شک منیزے نے پورا کر دیا تھا۔ صرف تھوڑے عرصے میں ہی کسی لاڈلی بیٹی کی طرح وہ شیراز پاشا اور گل جہاں بیگم سے فرمائشیں کرنے لگی تھی۔ ہر روز وہ ان دونوں سے ویڈیو کال پر ڈھیروں باتیں کرتی انکی زندگی کو اپنی رونق سے اور خوبصورت بنا چکی تھی۔

اس لیے شیراز پاشا کو اب بے شک ضرار کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ انہیں ہر حال میں اپنی بیٹی خوش چاہیے تھے۔ اسی باعث وہ فون پر ضرار کی کلاس لگا چکے تھے۔

لیکن منیزے شیراز پاشا کو یہ نہیں بتا پائی تھی۔ کہ انکا بیٹا صبح ہی لفظی اظہار کے ساتھ عملی محبت کا بھی اظہار کر چکا ہے۔ جس کے یاد آنے پر منیزے کو جھر جھری آئی۔ لیکن اب اسے بس فائینل ریزلٹ کا انتظار تھا۔



سلطان صوفی پر ٹانگیں پھیلائے کام میں مصروف تھا۔ جبکہ اسکے سامنے سنی ہاتھ میں ناول لیے پڑھنے اور ساتھ چپس کھانے میں غرق تھا۔

کہ اسی وقت ضرار دھاڑ کی آواز سے فلیٹ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

دروازے کے آواز پر سنی اچھل کر رہ گیا۔ یا اللہ خیر کہیں نتاشہ نے اس کا چوما تو نہیں لے لیا۔۔ ضرار چونکہ کلب جانے کے لیے نکلتا تھا اس لیے سنی اسکے غصے سے یہ ہی اخذ کر پایا۔ جبکہ سلطان کندھے آچکا گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ابھی ضرار خطرناک تیوروں سے سلطان کی طرف تین چار قدم ہی بڑھا تھا۔ کہ اک دفعہ پھر فلیٹ کا دروازہ کھل کر زور سے بند ہوا۔

جس پر ضرار سمیت ان دونوں نے بھی پیچھے دیکھا تو عیس ہاتھ میں ہاکی لیے کھڑا تھا۔

سلطانی اٹھ کر بچاؤ کر لے۔۔۔ مجھے خیر کی سونامی نہیں لگ رہی۔ سنی نے خبردار کرنا چاہا۔ تو سلطان اور سنی دونوں اٹھ کر صوفے کے پیچھے کھڑے ہو گئے تاکہ وقت آنے پر بھاگ سکیں۔۔۔

عیس غضبناک تیوروں سے ضرار کی طرف بڑھا تو ضرار سب بھلائے گھبرا گیا اور دوڑ کر سلطان کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

کیا ہوا ہے تجھے ایسے کیوں پاگلوں کی طرح آیا ہے۔۔۔ کس پاگل کتے نے تجھے کاٹ لیا ہے۔۔۔ سلطان نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

جس کے تم جیسے کمینے یار ہوں اسے پاگل کتے کی کیا ضرورت ہونی ہے۔ عیس ان کے پیچھے آتے بولا۔ اگر ہم سے اچھے کتے ہیں تو ان کے ساتھ جا کر بھوں بھوں کر لیا کر ادھر کیوں آیا ہے۔۔۔ سنی نے صوفے کے چاروں اطراف بھاگتے ہوئے برا مناتے کہا۔

وہ چاروں صوفوں کے گرد بھاگ رہے تھے۔۔۔ اور کسی کو نہیں پتہ تھا۔ کہ کس نے کس کو پکڑنا ہے۔۔۔ آدھے گھنٹے بعد وہ چاروں تھک ہار کر بیٹھے۔ اور گہرے سانس لینے لگے۔

اتنا بھاگادیا پر وجہ نہیں بتائی۔۔۔ سنی نے ضرار اور عیس کی جانب ہاتھ سے لعنت بھیجی۔ تو عیس اور ضرار کو نیے سرے سے تپ چڑھ گئی۔

اور دونوں سلطان کے قریب ہو کر اسکی گردن بازو کے گھیرے میں لے گئے۔ سلطان کا حال دیکھ کر سنی منہ پر انگلی رکھ کر سائیڈ پر چپ ہو کر بیٹھ گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

کمینوں کیا موت پڑی ہے تم لوگوں کو۔ سلطان اپنی گردن چھڑاتے زور سے بولا۔

سالے پھول تو پیش کرے گرلز ہو سٹل میں اور کانٹے ہمارے حصے میں آئے۔ عیس سلطان کے بال دونوں ہاتھوں سے کھینچتے بولا۔

کمینے تو یہ بتا کل تو وہاں پر فیوم لگا کر کیوں نہیں گیا۔

تو نے جان بوجھ کر پر فیوم نہیں لگائی نہ تاکہ وہاں ہمارے کلون کی خوشبو سے شک تجھ پر نہ جائے۔۔۔ ضرار نے سلطان کا بازو مڑورتے غصے سے کہا۔

البتہ سنی چپس کھاتے ہوئے سب دیکھ کر انجوائے کرنے میں مصروف تھا۔

سالوں مجھے چھوڑ گئے تو میں کچھ جواب دے پاؤں گا نہ۔ گردن پر زور پڑنے سے سلطان نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔

نہیں تو نہ جواب دے ہمیں۔۔۔ تو بڑا مجنوں بنا پھرتا ہے نہ۔ تو مجنوں کی طرح اس دنیا کو چھوڑ جا بس۔۔۔ عیس کا کوئی ارادہ نہیں تھا اسے بخشنے کا۔

مزید دس منٹ مار کٹائی کر کے وہ تھک ہار کر صوفوں پر پھر گر گئے۔

سنی نے اٹھ کر سب کو پانی پلایا۔ اور پھر اپنی چپس لے کر بیٹھ گیا۔

اب بھونکو کیا آفت آن پڑی ہے۔۔۔ سلطان نے گرے ہوئے انداز میں کہا۔

تو ضرار اور عیس دونوں خود پر گزرنے والی آبِ بیتی بیان کر گئے۔ جس کو سنتے ہی سنی اور سلطان کا چھت پھاڑ قہقہہ نکلا۔

اب تمہاری بیویوں کو تم لوگوں پر یقین نہیں تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ سنی نے جتاتے کہا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سالے بات یقین کی نہیں ہو رہی ہے وہ بطخوں اور مرغابیوں کی ٹولی اس مجنوں تک پہنچنے کے لیے ہاتھ پیر چلا رہی ہیں۔ عیس نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

چل میں تو اس دن پر فیوم سپرے کرنا بھول گیا تھا پر یہ دونوں تو نہیں بھولے نہ۔۔

سلطان نے عیس اور سنی کی طرف اشارہ کرتے ضرار سے پوچھا۔

منیزے کو میرے کلون کی خوشبو اس لیے یاد رہی کیونکہ انسان اسی چیز کو پہنچانے میں کامیاب ہوتا ہے جس کو وہ جانتا ہے۔۔ اس لیے منیزے وہاں صرف میری خوشبو محسوس کر کے پہچان پائی۔ مزید کنفرم اس نے میرے کمرے میں جا کر کر لیا ہوگا۔ ضرار یہ نہیں بتا پایا۔ کہ کل بہت قریبی سے اپنی خوشبو سے منیزے کے اعصاب بیدار کرنے کا کارنامہ سرانجام دے چکا تھا۔

اور عیس وہاں کھڑکی سے لٹکتے اپنا بریسلٹ گرا کر اپنے لیے مشکل پیدا کر آیا تھا۔ کہ اظہار سے پہلے ہی اسکی بیوی اسے منہ نہیں لگانا چاہتی تھی۔

اس سب میں میرا قصور کیا ہے۔۔ سلطان نے خود کی طرف اشارہ کرتے معصوم اندازہ اپنایا۔

تو وہ دونوں جلے توے پر بیٹھے۔ سالے تیرا پتہ نہیں پر اب ہم تجھے بطخوں کی ٹولی کے پاس خود لے کر جائیں گئے۔

اور تیرے نکاح کی کاروائی کروائی جائے گی۔ کیونکہ جتنا تو تنہائی میں علیزے بھابی کے کمرے میں چھلانگیں مار چکا ہے نہ اب ہم کیا بطخوں کی ٹولی خود تجھ سے قبول کروائے گی۔ اور ہمارا تجھے بچانے کا کوئی موڈ نہیں ہے۔۔

ضرار آنکھیں سکیرے ہوئے کہہ کراٹھ کھڑا ہوا۔ اور کچن کی طرف چلا گیا۔ پیچھے عیس اپنے بال سنوار کر سلطان کو زبانی نکال کر چڑا گیا اور ضرار کے پیچھے کچن میں گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اور سنی چپس سے لطف اندوز ہوتے سلطان کو دیکھتے دانتوں کی نمائش کر گیا۔

لگتا ہے میں یار نہیں بلایاں پال رکھیں ہیں۔ ہاتھ سے گردن کو مسلتے سلطان نے کڑھتے کہا۔

اور پھر وہ دونوں بھی اٹھ کر کچن میں گئے جہاں ضرار شرٹ کے بازو مڑورتے نوڈلز بنانے میں مصروف تھا۔

سنی نے فریج سے اپنا چھاپا سینڈویچ نکالا کر بائٹ لینی چاہی تو عیس اسکے ہاتھوں سے چھین گیا۔

اور سنی کے سر پر تھپڑ رسید کر گیا۔

سنی سر مسلتے برا منہ بنایا۔ اور جھک کر اپنی چھپائی فروٹ چاٹ نکالی۔ جس پر وہ تیونوں خونخوار تیوروں سے سنی کو دپوچ گئے۔

Episode 22

رات کے آخری پہر منیزے جو اپنے کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔

ضرار پچھلے کئی دنوں کی طرح آج بھی فلیٹ سے غائب تھا۔ رات نو بجے شبو کے ساتھ کھانا کھا وہ اپنے

کمرے میں آگئی۔ اور پھر ایک گھنٹہ وہ چاروں وڈیو کال پر بات کرتی رہیں۔ کال بند ہونے کے بعد

منیزے اٹھ کر کمرے سے باہر گئی۔ اور پھر پورے فلیٹ میں چکر لگا کر وہ ضرار کے کمرے کی طرف چلی

گئی۔ ضرار کے خالی کمرے کو اک نظر دیکھ کر وہ بے دلی سے باہر نکل کر فلیٹ کے دروازے کو لاک کر

اپنے کمرے میں چلی آئی۔

کمرے میں آکر سب سے پہلے اس نے چیخ کیا۔ بلیک سلک نائیٹی پہن کر وہ شیشے کے سامنے کھڑی ہو کر

ہاتھوں پر لوشن لگانے لگی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

خود کو نائیٹی میں دیکھ کر منیزے کو بے اختیار ضرار کے اک دن پہلے کے الفاظ یاد آئے۔۔۔

"یہ سب کب پہننتی ہو" ضرار کے الفاظ یاد کرتے منیزے یک دم سرخ ہوئی۔ لیکن پھر ضرار کی غیر موجودگی منیزے کو اداس کر گئی۔ تو وہ افسودہ دل سے لائیٹ بند کر کے سونے کے لیے لیٹ گئی۔

رات کے تیسرے پہر منیزے کی آنکھ کمرے میں ہلچل محسوس کرتے کھلی تو اس کی ناک سے کسی جانیوالا کلون کی خوشبو ٹکرائی۔ جسے محسوس کرتے منیزے چونک گئی۔ اس نے موبائل اٹھا کر وقت دیکھا تو رات سرکتی دو بج چکی تھی۔ منیزے نے کمرے کی لائیٹ آن کی تو روشنی سے سارا کمرہ نہا گیا۔ اس نے اک نظر سارے کمرے میں دہرائی تو سب کچھ ویسا ہی نظر آیا جیسا وہ سونے سے پہلے دیکھ چکی تھی۔

پھر اپنا وہم سمجھ کر وہ لائیٹ بند کر دو بارہ بیڈ پر لیٹ گئی۔

منیزے کے لیٹتے ہی بیڈ کے نیچے موجود وجود میں پھر ہل چل ہوئی اور وہ سرکتے ہوئے بیڈ کے نیچے سے باہر نکلا۔

سوچا نہیں تھا کہ بیوی کے کمرے میں بھی آنے کے لیے ناول کا ہیر و بنا پڑے گا۔ پاشا خیالوں میں الجھا کھڑا ہوا۔

اور بیڈ پر سوئے نازک وجود کو میٹھی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

تو یہ ہے وہ جس نے میری پرسکون زندگی میں دھوم مچائی ہوئی ہے۔ پاشا نے پرسکون سوئی منیزے کو دیکھ کر ٹھندی آہ بھری۔ اور پھر پاؤں جو توں سے آزاد کر کے بیڈ پر۔ منیزے کے پیچھے آکر لیٹ گیا۔

پاشا کہنی کے بل لیٹ کر منیزے کے چہرے کو آنکھوں کے حصار میں لیتے اسکے چہرے پر آئے بالوں کو ہٹانے لگا تھا کہ منیزے کسمسا گئی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جوا بھی کچھ دیر پہلے جاگی، پھر گہری نیند میں جا چکی تھی۔۔

پاشا نے ہاتھ بڑھا کر خود پر کمبل اوڑھا۔ کمبل اوڑھتے اپنے قریب لیٹے نرم و نازک وجود کے احساس نے پاشا کے دل میں جذبات کو بھڑکایا تو پاشا آنکھوں کو بند کر گیا۔

اور پھر کچھ سوچتے پاشا نے دانتوں تلے لب دبایا۔ اور اگلے سیکنڈز میں پاشا اپنے ٹھنڈے ہاتھ منیزے کی تھائی پر رکھ گیا۔

خود پر برف کے گولے کو محسوس کرتے ہی منیزے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول گئی۔ اور کمبل کے اندر منہ کر دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔ پر کمبل کے اندر اک انسانی ہاتھ کو دیکھ کر وہ ڈر کے مارے کانپنے لگی۔ اور پھر اسی طرح ڈرتے ڈرتے منیزے نے ہاتھ کی سمت میں اپنے دائیں جانب دیکھا۔ تو نظر آنے والے وجود کو دیکھ کر اسکا پارہ ہائی ہوا۔

جبکہ اس کے برعکس پاشا مطمئن سالیٹا اسکے فیس کے تاثرات کو مزے سے دیکھ رہا تھا۔

آپ۔۔ آپ کو شرم نہیں آتی یہ سب کرتے ہوئے۔۔ منیزے دانت پیستے ہوئے پاشا کا ہاتھ اپنی ٹانگ سے ہٹا گئی۔ اور پاشا کے ٹھنڈے ہاتھ کی جگہ اپنا گرم ہاتھ رکھ کر، ٹھنڈ کا اثر زایل کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ ٹھنڈ کے چکر میں وہ اپنے حلیے کو یکسر بھلا چکی تھی۔

منیزے کی اس حرکت پر پاشا سر پیچھے گرا کر ہنس پڑا۔

تم بہت کیوٹ ہو۔۔ پاشا نے منیزے کی چھوٹی سی ناک دبائی۔ جس پر وہ ری ایکشن میں ناک منہ چڑھا کر پھر پاشا کو ہنسنے پر مجبور کر گئی۔

یہاں کیوں آئے ہیں۔۔ منیزے نے آنکھوں کو سکیرا۔۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

دیکھنے آیا ہوں کہ میری جھوٹی شکایتیں کرنے والی رات کے اس پہر کیسی دکھتی ہے۔۔۔ ضرار گھمبیر لہجے میں بولتا منیزے کے قریب ہوا۔ تو منیزے کمبل کے اندر اپنی حالت یاد آنے پر کمبل کو زور سے پکڑ گئی۔۔

میں کوئی جھوٹی شکایتیں نہیں کیں۔۔۔ منیزے نے ادھر ادھر نظریں دوہرانے انجان بننا چاہا۔۔ سوچ لو مسسز۔۔۔ پاشا نے اسکے انداز پر مسکراہٹ روکی۔۔

میں کوئی ڈرتی ہوں جو پھر سوچ لوں۔۔۔ میں اپنی بات پر قائم ہوں۔۔۔ منیزے اتراتے بولی۔۔ تو پاشا اسکی ہمت پر داد دینے والے انداز پر ایبر و آچکا گیا۔

پکانہ مسسز۔۔۔ پاشا نے اسکے ہونٹوں پر نظریں جمائے پھر اک موقع دیا۔

تو منیزے اسکے بدلتے لہجے اور نظروں کے پیغام پر سرخ پڑی۔۔۔

پاشا نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ لیمپ آن کر کمرے میں چھائے اندھیرے کو ہلکی روشنی میں بدلہ۔۔

اور پھر نظریں دوبارہ منیزے کی جانب مرکوز کیں۔ جو سرخ پڑی نظروں کو جھکائے لیٹی ہوئی تھی۔

میں تمہیں اور تمہارے ہر بدلتے انداز کو آنکھوں میں بسالینا چاہتا ہوں۔ تاکہ جس وقت تم میسر نہ ہو

تمہاری یہ کھٹی میٹھی حرکتیں مجھے احساس دلایا کریں کہ اس دنیا میں اک وجود میرے نام لکھا گیا جس کا

میں مالک ہوں۔

اور تمہیں پتہ ہے۔ مسسز۔۔۔ ملکیت کا احساس مرد کو دنیا کے ہر احساس سے اچھا لگتا ہے۔۔۔ پاشا نے

منیزے کے کان میں محبت بھری سرگوشی کی اور پھر اوپر اٹھتے منیزے کے ماتھے کو لبوں سے چھو کر خود

میں سکون اتارا۔۔ جبکہ منیزے اسکے لمس پر آنکھوں کو بند کر گئی۔ رات کے اس پہر اگر پاشا کی

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

موجودگی منیزے کے لیے حیران کن تو تھی۔ لیکن ساتھ ہی جانوالا بھی تھی۔ اسلیے وہ سرکتے ہوئے پاشا سے دور ہونے کی کوشش کرنے لگی۔

پاشا نے جب منیزے کو بیڈ کے کنارے پر دیکھا تو مسکراتے سر نفی میں ہلا گیا۔ جو سرکتے ہوئے بیڈ سے نیچے گرنے ہی والی تھی۔

پھر اچانک پاشا نے منیزے کو ہاتھ بڑھا کر اپنی طرف کھینچ کر اٹھا کر سینے پر لٹایا۔ جس سے منیزے کے کھلے کالے بال بکھر کر پاشا کے چہرے پر احاطہ کر گئے۔ تو پاشا نے ہاتھ سے اسے بالوں کو کان کے پیچھے کیا۔ اور اپنی مسسز کو ضرورت سے زیادہ کھلی آنکھوں میں دیکھ کر آنکھ کا کوناد بایا۔

جس سے منیزے ہوش میں آئی۔ اور خود کر پاشا کی گرفت سے آزاد کروانے کے لیے جھپٹانے لگی۔ لیکن مقابل کی پکڑ اتنی نازک نہیں تھی۔

اپنی کمر پر پاشا کے ہاتھ کو محسوس کر وہ بری طرح کسمائی گئی۔

ض۔۔۔ اس سے پہلے کہ منیزے اپنا لفظ مکمل کرتی پاشا کے لبوں پر انگلی کر اسے خاموش کروا گیا۔

رات کے اس پہر پاشا بلاؤ مسسز۔۔۔ پاشا نے منیزے کی کمر پر ہاتھ سے دباؤ بڑھاتے اسے اپنے قریب ترین کیا۔ تو منیزے اسکی حرکت پر سانس روک گئی۔ اسکی قربت منیزے کو جلانے کا کام کر رہی تھی۔ تو وہ خود کو آزاد کرانے کے لیے مزید مزاحمت کرنے لگی۔

تمہیں لگتا ہے مسسز کہ تم ایسا کر سکتی ہو۔۔۔ ناک منیزے کے گال پر ٹریس کرتے وہ تپش زدہ لہجے میں بول کر منیزے کی سانسیں منتشر کر گیا۔

سیلو لیس بلیک نائیٹی جو اس کے گھٹنوں کے اوپر تک تھی۔ کمبل کے اندر اس وقت وہ بے حال پاشا کے سینے پر لیٹی ہوئی تھی۔ امریکہ کی طرز زندگی اس پر اثر کی تھی یا نہیں پر رات کو نائیٹی پہن کر سونے کی عادت وہ ضرور اپنی زندگی میں شامل کر گئی تھی۔۔ کہ اب اسے ویسے نیند بھی نہیں آتی تھی۔۔

پاشا پلینز۔۔۔ منیزے اسکی پکڑ میں منمائی۔۔۔

میں کچھ نہیں کر رہا ایسا مسسز کہ آپ ابھی سے پلینز کر رہیں ہیں۔۔۔ پاشا نے لیپ کی ہلکی روشنی میں اسکے چہرے کے رنگ دیکھتے کہا۔

تو منیزے تھک ہار کر اسکے سینے پر سر رکھ گئی۔ جس پر پاشا نے اسکے سر کے بالوں کو ہونٹوں سے چھوا۔ اور منیزے کے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے ہو نٹوں کا کوناد بایا۔۔

منیزے کو اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنی جلدی اسکے قریب آئے گا۔۔ پر اب اسکی اس قدر نزدیکی منیزے کی جان نکال رہی تھی۔

اب بتاؤ مسسز شیراز پاشا سے کیا کیا چوغلیاں کیں ہیں میرے خلاف۔۔۔ پاشا نے منیزے کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے پوچھا۔

تو منیزے سر اٹھا کر اسکی طرف دیکھنے لگی۔ میں کوئی چوغلی نہیں کی۔۔ منہ بسورے بول کر وہ دوبارہ سینے پر سر رکھ گئی۔

تو یہ کس نے کہا ان سے۔۔ کہ میں کل رات گرلز ہو سٹل گیا تھا۔۔ پاشا کے سیدھے سوال پر منیزے زور سے آنکھوں کو بند کر گئی۔۔

پاشا اسکی خاموشی پر گہرا مسکرایا۔۔ بے شک شیرازی اس وقت ہرنی کے روپ میں تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اور پھر اچانک پاشا منیزے کو بیڈ پر لٹا کر خود اس کے اوپر آگیا۔ اور اب منیزے کی آنکھوں کے ساتھ اسکا منہ بھی کھل چکا تھا۔ جسے پاشا نے اپنے ہاتھ سے بند کیا۔

گرلز ہو سٹل کاشیر از پاشا کو کس نے بتایا تھا۔۔۔ پاشا نے منیزے کی آنکھوں میں دیکھتے پھر سوال کیا۔
تو منیزے کسی ربوٹ کی طرح بولی۔۔ "میں"

شیراز پاشا سے میرے خلاف منصوبہ بندی کون کرتا ہے۔۔ ضرا نے منیزے کے چہرے پر پھونک مارتے ایک اور سوال کیا

"میں"۔۔ اپنی خراب حالت پر منیزے پھر اپنا اک اور جرم قبول کر گئی۔

خود کو کامیاب ہوتے دیکھ کر پاشا کو بے اختیار اپنے سامنے موجود نازک وجود پر ترس آیا۔۔ تو وہ جھکتے ہوئے منیزے کے کان کے قریب ہوا۔

اب سزا کی باری ہے مسسز۔۔۔

سزا کے نام پر منیزے نا سمجھی سے پاشا کو دیکھنے لگی۔

جس پر پاشا ہاتھ سے اسکی آنکھوں کو بند کرتے منیزے کے ہونٹوں پر نرمی سے جھکا۔ اور منیزے اپنی آنکھوں پر موجود پاشا کے ہاتھ پر تڑپ کر رہ گئی۔

جبکہ پاشا سب بھلائے منیزے کی آنکھوں پر رکھے ہاتھ سے گردن کو جکڑ گیا۔

نرمی سے منیزے کے ہونٹوں کو چھوتے ہوئے پاشا نے زرا سا پیچھے ہوتے ہوئے منیزے کی صورت حال دیکھنا چاہی۔ تو اسکی حالت پر گہرا مسکرایا۔ جو آنکھیں بند کیے خاموشی سے لیٹی تھی۔

منیزے نے پاشا کا پیچھے ہونا محسوس کر کے آنکھوں کو کھولا تو خود کو تکتے پا کر وہ شرم سے دوہری ہوئی۔۔ اس سے پہلے کہ وہ کروٹ لیتی۔ پاشا اک دفعہ پھر اسکے لبوں پر جھک کر اسکی جان نکالنے لگا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

منیزے کے نچلے ہونٹ کو اپنے ہونٹوں میں لیتے وہ نرمی سے چھونے لگا۔ اسکی لمس میں اس وقت صرف نرمی تھی۔

منیزے کو کمر سے تھام کر پاشانے اک دفعہ پھر اپنے اوپر لٹایا اور گردن سے تھام کر اسکے ہونٹوں کو قید کیا۔ کمر پر رقص کرتا ہاتھ جب منیزے کی ٹانگ پر پہنچا تو وہ جھٹکے سے دور ہو کر بیٹھ گئی۔ اور کمبل زور سے تھام کر منہ چھپا گئی۔

مسسز ادھر آؤ۔۔۔ پاشانے منیزے کی کمر پر بکھرے بالوں کو ہاتھ سے چھوتے اپنے پاس بلایا۔ تو وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

میری شیرنی خود میرے پاس آئے گی کہ میں مدد کروں۔

پاشانے دھمکی آمیز انداز میں کہا۔ تو منیزے اپنے سرخ چہرے کے ساتھ پاشا کو دیکھنے لگی۔ جو سر کے نیچے بازو رکھے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

آپ کچھ کریں گے نہیں۔۔۔ پہلے وعدہ کریں۔۔۔ منیزے نے یقین دہانی چاہی۔ تو پاشا نفی میں سر ہلا گیا۔۔۔ تو منیزے رو ہانسی ہوئی۔

پاشا زرانے اٹھ کر منیزے کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ منیزے کا سر اپنے سینے پر رکھ کر اسکے بالوں کو سہلانے لگا۔ تو منیزے نے چین کا سانس لیا۔

اب بتاؤ گرلز ہو سٹل کیوں گئی تھی۔۔۔ پاشانے سکون سے منیزے کے سر پر دھماکہ کیا۔ تو وہ جھٹکے سے اسکی طرف مڑی۔ آج کی رات منیزے کے لیے جھٹکوں سے بھرپور تھی۔

اپکو کیسے پتہ میں گرلز ہو سٹل گئی تھی۔ منیزے نے معصوم بچوں کی طرح پوچھا۔ تو پاشا اسکے انداز پر کندھے آچکا گیا۔ جواب اسکی گرفت میں بھیگی بلی بنی ہوئی تھی۔ اور موقع ملنے پر شیرنی کی طرح وار کرنے سے بھی پیچھے نہیں ہٹتی تھی۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جیسے تمہیں پتہ ہے کہ میرے کلون کی خوشبو گرلز ہو سٹل کی کھڑکی پر تھی۔۔ پاشا نے ترکی باتر کی جواب دیا۔ اور منیزے کی نائیٹی سے جھلکتے بازو پر ہاتھ سے لکیریں کھینچنے لگا۔

تو منیزے ہونٹوں کو دانتوں تلے کچلے زرا سے اٹھ کر پاشا کے قریب ہوئی۔ تو پاشا اسکی احتیاطی تدبیر سے متاثر ہوئے بنانہ رہ سکا۔ اور پھر منیزے کسی رٹوٹوٹے کی طرح اپنی ساری پلینگ پاشا کے گوش گزار گئی۔۔ کہ کیسے انہوں نے مل کر عیس سے سچ جاننے کی کوشش میں حسن صاحب کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔

جس پر عیس کی حالت یاد کر کے پاشا کا بے ساختہ قہقہہ گونجا۔ تو منیزے کھسیانی ہنسی۔۔

تم میری چالاک اور خوبصورت مسسز ہو۔۔ پاشا نے منیزے کو زور سے خود میں بھینچ کر کہا۔
پاشا پلیر۔۔ منیزے پاشا کی سخت گرفت میں کسمائی۔۔

مسسز اگر اجازت ہو تو تمہیں چھو لوں۔۔ پاشا نے منیزے کی آنکھوں میں دیکھتے شرارت سے کہا۔ تو وہ معصومیت سے انکار گئی۔۔ تو پاشا نے بیچارگی سے دیکھا۔۔ جس پر منیزے کھلکھلا پڑی۔
اگر آپ علیزے کا نکاح کروانے میں کامیاب ہوئے تو کچھ سوچا جاسکتا ہے۔ منیزے نے اک ادا سے کہا۔ تو پاشا اسکی سودے بازی پر متاثر ہوا۔

ٹھیک ہے۔ پر وعدہ کروں کہ پھر میں اپنی مرضی سے تمہیں اپنی قربت میں مہکاؤں گا۔
نہیں۔۔ علیزے کے نکاح کے بعد اپکو آئیرہ کا بھی نکاح کروانا ہوگا۔ منیزے نے اپنی دوسری شرط رکھی۔ تو پاشا اسکی گال پر جھک کر دانت گاڑ گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

لیکن اس کے لیے آپکو بھی کچھ کرنا پڑے گا۔۔ پاشا نے پیچھے ہٹتے کہا۔ تو منیزے پاشا کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔ جس پر پاشا سے اپنے ساتھ لگائے آگے کی تفصیل سمجھانے لگا۔ جسے سن کر منیزے اثبات میں سر ہلا گئی۔

پر آپ مجھ سے پوچھے بنا کچھ نہیں کریں گئے۔۔ منیزے نے سراٹھاتے پاشا کو دیکھتے یقین دہانی چاہی۔ جیسے آپکا حکم سرکار۔۔ پاشا نے عاجزی سے کہا۔ تو منیزے ہنستے ہوئے اس کے بال بکھیر گئی۔۔ اور پاشا محبت پاش نظروں سے منیزے کو دیکھتا اپنی گرفت میں لے کر انکھیں موند گیا۔



اگلی دوپہر سنی گھر آیا۔ تو گھر میں حسب معمول خاموشی تھی۔۔

مام کدھر ہیں آپ۔۔۔ سنی نے لاؤنج میں کھڑے ہو کر آواز دی۔۔ تو اسے کوئی جواب نہ ملا۔ جس پر وہ قدم اٹھاتا کلثوم بیگم کے کمرے کی طرف گیا۔

چونکہ دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ تو سنی نے دروازہ کھول کر اندر قدم رکھا۔۔ جہاں کلثوم بیگم الماری میں سر دیے نظر آئیں۔

مام میں آپ کو کب سے بلارہا تھا۔۔ سنی نے بیڈ پر لیٹے کہا۔۔ لیکن کلثوم بیگم کی طرف سے نولفٹ کا بورڈ ملا۔

مام میں آپ سے بات کر رہا ہوں۔۔۔ سنی نے چلا کر کہا۔ تو کلثوم بیگم نے کپڑوں کا ڈھیر سنی کے اوپر پھینک دیا۔۔ جس پر وہ جھپٹا کر رہ گیا۔

میں تمہیں نہیں جانتی۔۔ کلثوم بیگم نے دوبار الماری میں سر دیا۔

پر میں اچھے سے آپکو جانتا ہوں سنی نے اٹھ کر کلثوم بیگم کو الماری سے نکال کر بیڈ پر جگہ بناتے بٹھایا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

تو کلثوم بیگم منہ موڑ گئی۔ اچھا نہ معاف کر دیں۔ روز گھر آؤں گا۔ اور اس دفعہ ان نمونوں کو بھی لے کر آؤں گا۔ سنی نے مسکا لگایا۔ تو کلثوم بیگم نے سنی کی طرف اپنی نگاہیں کیں۔

گولڈن بالوں میں سرخ و سفید رنگت میں وہ انہیں شہزادہ لگتا تھا۔ ہاتھوں سے سنی کے بالوں کو سنوارنے وہ مان گئیں۔ کیونکہ اس وقت انہیں کوئی اور پریشانی تھی۔

تو سنی سکون سے کلثوم بیگم کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔

یہ لنڈا بازار کیوں لگایا ہے۔۔ سنی نے کپڑوں کے ڈھیر کی طرف اشارہ کیا۔

میں اپنی فرینڈ کے گھر جا رہی ہوں۔۔ اس نے انویٹ کیا ہے جو اس دن ہمارے گھر آئی تھی۔ اور تم سے بھی ملیں تھیں۔۔

کلثوم بیگم نے دکھی انداز میں کہا۔ تو سنی الجھا۔۔

تو اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے مام۔۔ سنی نے انکی پریشانی کی وجہ جاننا چاہی۔۔

پریشان نہ ہوں تو کیا کروں۔۔ میرے پاس کپڑے ہی نہیں ہیں تو کیا پہن کر جاؤں۔۔ کلثوم بیگم نے دکھی منہ بناتے اپنے دکھ کی وجہ بتائی۔۔ تو سنی کپڑوں کے ڈھیر اور الماری میں لٹکے کپڑوں کو دیکھ کر چکرا کر رہ گیا۔۔

مام آپ تو کسی ٹین ایج لڑکی کی طری ایکٹ کر رہیں ہیں۔۔ سنی نے انکے دکھ کا موازنہ کیا۔ تو کلثوم بیگم اسے خونخوار نظروں سے گھورنے لگیں۔۔ تو وہ ڈر کر منہ پر انگلی رکھ گیا۔

اٹھو یہاں سے اور جا کر کھانا کھاؤ۔ ہر وقت تم باپ بیٹا میرا دماغ کھاتے رہتے ہو۔۔ کلثوم بیگم نے سنی کو جھڑکتے کہا۔ تو سنی شرافت سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

خود کہتیں کہیں کہ گھر نہیں اتا۔ اور اب خود ہی بھیج رہیں ہیں۔۔۔ سنی نے منہ بناتے کہا۔ تو کلثوم بیگم سنی پر گھوری ڈال کر اپنے کام میں دوبارہ مصروف ہو گئیں۔

سنی خود کو نظر انداز کرنے پر دکھی انداز میں اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ تھوڑی دیر بعد اسے تیار ہو کر نکلنا تھا۔ اس سے پہلے وہ تھوڑی دیر ریست کرنے کا ارادہ کیے تھا۔



کمرے میں چکر لگاتے میر خان سخت غصے میں تھے۔ جبکہ بیڈ پر بیٹھیں بی جان اپنے چھپائے ہوئے حلوے کے ساتھ انصاف کرنے میں مصروف تھیں۔

کمرے میں زلزلہ لانے سے کیا سلطان آجائے گا۔ بی جان نے میر خان کے تیز چلتے قدموں کی طرف اشارہ کیا۔

اگر سلطان نہ آئی۔۔۔ تو اس دفعہ ہم خود شہر چلی جائے گی۔
میر خان نے رکتے جواب دیا۔

ہاں شہر جا کر اپنی اردو سے ہماری ناک کٹوائے گئے۔ بی جان نے سر جھٹکا۔

بیگم آپ سلطان کو فون کر کے اسے حویلی آنے کا بولیں۔ میر خان نے بیڈ پر آتے کہا۔

میں کیوں کہوں۔۔۔ بی جان نے چشمہ ناک پر ٹکاتے استفسار کیا۔

اگر آپ فون نہیں کریں گیں۔ تو میں آپکے لاڈلے ثبوت کو آپکے خزانے کا پتہ بتا دوں گا۔ میر خان نے بی جان کے کمرے میں چھپائی میٹھی چیزوں کی طرف اشارہ کیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

تو بی جان کے حلق سے حلوہ بامشکل اتر اور سائیڈ ٹیبل سے اپنا ٹچ موبائل اٹھا کر اپنے منہ کے سامنے کیا۔ کیونکہ فیس لاک سے ہی موبائل کھلنا تھا۔ اور میر خان اپنی بیگم کے جدید اقدام پر ہاتھ سے واہ کر گئے۔۔ جس پر بی جان نے ناک سے مکھی اڑائی۔

پھر بی جان نے وقت کی بچت کرتے سلطان کو کال کرنے کی بجائے وائس میسج ریکارڈ کر کے بھیجا جس میں اسے جلد حویلی آنے کی تاکید کی گئی۔ تو میر خان چکر کر رہ گئے۔

چلیں اب جا کر اپنی زلزلہ واک جاری رکھیں۔۔ مجھے حلوہ کھانے دیں۔۔ بی جان نے میر خان کو پرے دھکیلا تو میر خان گھورتی نظروں سے کمرے سے باہر چلے گئے۔۔

Episode 23

صبح الارم کی آواز پر منیزے کی آنکھ کھلی تو وہ آدھ کھلی آنکھوں سے صورتحال سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔ ذہن ہوش کی دنیا میں لوٹا تو منیزے نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ بیڈ پر اکیلی تھی۔ لیکن جب رات کے مناظر اسکی آنکھوں میں گھومے تو وہ بے اختیار اپنے ہونٹوں کو چھو گئی۔

پر منیزے کے ذہن میں اپنا پہلا لمس چھوڑنے والا اس وقت غائب تھا۔

منیزے اک دم سے اٹھ بیٹھی اور کمرے کے چاروں اطراف دیکھنے لگی۔ تاکہ کسی ثبوت سے وہ یقین کر پائے کہ رات میں جو ہوا وہ خواب نہیں بلکہ اس صبح کی روشنی جیسی صاف حقیقت تھی۔

اور پھر نظریں گھوماتے جب سائیڈ پر موجود لیمپ کی جلتی روشنی پر منیزے کی نظر ٹھہری تو وہ لیمپ کو تیکھی نظروں سے گھورنے لگی۔ جیسے لیمپ کی جگہ ضرار ٹیبل پر بیٹھا ہو۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اور پھر اچانک منیزے کی ٹیبل کے ساتھ پڑے فولڈ پیپر پر نظر پڑی تو منیزے نے ہاتھ بڑھا کر پیپر اٹھایا۔

"آج علیزے کی طرف چلی جانا، مجھے اپنا وعدہ جلد پورا کرنا ہے، تاکہ پھر میں اپنی شیرنی کو بھیگی بلی بننا دیکھ سکوں۔۔"

پیپر کھولتے ہی اس پر لکھے نوٹ کو پڑھ کر منیزے غصے سے پیپر مڑوڑ کر منہ میں رکھ کر چبانے لگی۔ یقیناً وہ اس وقت ضرار کا بھی ایسا حال کرنے کے موڈ میں تھی۔ جو غائب ہو کر منیزے کو تمللانے پر مجبور کر رہا تھا۔

پیپر کے ذائقے نے جب منیزے کے منہ کا ٹیسٹ بگاڑا۔ تو اس نے منہ سے پیپر باہر پھینک دیا۔ اور پھر پیپر کو زبان چڑا کر باقی کا حساب پورا کرنے لگی۔

سرتاج ڈھکن میرے ہاتھ آؤ بس۔۔۔ پھر بتاؤ گی اس دفعہ۔

رات ایسے قریب آکر صبح اکیلے چھوڑ کر چلے گئے۔ مجھے بھی اپنے سرتاج کے سینے پر سر رکھے جاگنا تھا۔ منیزے پہلے خطرناک تیوروں سے اور پھر رونے والا منہ بنا کر بیڈ پر گر گئی۔ وہ اس وقت ضرار کو بہت مس کر رہی تھی۔ شاید سرتاج کے محبت بھرے لمس کا جادو تھا جو منیزے کو یوں بے چینی میں مبتلا کر گیا تھا۔

اور پھر منیزے برے برے منہ بناتے اٹھ کر واشروم میں بند ہو گئی۔

اور پیچھے کیمرے میں اپنی شیرنی کی حرکتوں کو انجوائے کرتا ضرار مسکرا دیا۔

صبح عیس کی کال پر اسے ضروری کام سے نکلنا پڑا تھا۔ پر نکلنے سے پہلے وہ منیزے کو اچھی طرح محسوس کر کے اور پھر اسکے لیے نوٹ چھوڑ کر آیا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اور اب منیزے کے منہ کے ڈیزائن ضرار کو بے قرار کر رہے تھے۔ اسکا دل کر رہا تھا کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اسے بانہوں میں بھر لے۔ ہر بھلا ہوا اسکے نمونوں کا۔

جن کا گھر بسانے کے چکروں میں وہ اپنی بیوی سے وعدہ و قرار کر بیٹھا تھا کہ اس سے پہلے وہ اسکے قریب نہیں جائے گا۔ پر ضرار نے بھی سوچ لیا تھا کہ اب اسے چاہے بھگا کر ہی سہی جیسے بھی ان نمونوں کی کشتی پار لگانی پڑی وہ پیچھے نہیں ہٹے گا۔ کیونکہ اسکے لیے اپنی بیوی سے دوری ناممکن ہو گئی تھی۔ انہی سوچوں میں وہ دوبارہ کام کی طرف متوجہ ہو گیا۔



عیس یہ لو کھالو۔۔۔ سنی نے سینڈوچ عیس کی جانب پھینکا۔ جسے عیس نظر انداز کر گیا اور سینڈوچ عیس کے بائیں طرف صوفے پر گر گیا۔

کیا موت پڑی ہے تمہیں۔۔۔ سنی نے سینڈوچ کھاتے گھورتے ہوئے پوچھا۔
بات نہیں کرو مجھ سے۔۔۔ عیس نے منہ ٹیڑھا کیا۔

سالے تیری رخصتی میں نے تھوڑی رکوائی ہے جو مجھ سے منہ بنا رہا ہے۔

سلطان اور ضرار اس وقت کام سے باہر گئے ہوئے تھے۔ اور انکے جاتے ہی سنی اپنے فیورٹ کام کھانے میں مشغول ہو چکا تھا۔ جبکہ آج کل عیس جلا بھنا بیٹھا تھا۔

تم سب کا ہی قصور ہے۔۔۔ عیس نے اپنی رکی ہوئی رخصتی کا زمرہ دار سنی کے ساتھ سلطان اور ضرار کو بھی ٹھہرایا۔ جس پر سنی نے بامشکل نوالہ نگلا۔

تیرا دماغ ٹھیک ہے۔۔۔ ہم نے کب جا کر حسن صاحب کو پٹیاں پڑھائی ہیں۔ جو وہ ہماری پٹیوں کی وجہ سے تجھے رخصتی نہیں دے رہے۔ سنی نے عیس کو آڑے ہاتھوں لیا۔ جو فضول میں ان پر الزام تراشیاں کر رہا تھا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

پٹیاں نہیں پڑھائیں تو سالوں ابھی تک ملنے میں مدد بھی تو نہیں کی۔ لوگوں کے یار گریفرینڈ سے ملنے کے سوپلین تیار کر کے دیتے ہیں۔ ادھر تم لوگ مجھے میری حلال بیوی سے نہیں ملو اپار ہے۔۔۔ عیس دکھی انداز میں ہمیشہ کی طرح صوفے پر گر گیا۔

جبکہ سینڈوچ کھاتا سنی ہونٹوں کو گول کرتا اوو کر گیا۔۔۔

تو یہ بات ہے۔۔۔ سنی نے میسنے پن سے عیس کی جانب دیکھا۔

تو عیس سنی کو ٹانگ مار گیا۔ تو دفعہ ہو جا یہاں سے۔۔۔ اور جا کر بس ٹھونس۔۔۔ اللہ کرے تو کبھی آری سے نہ مل پائے تو بھی میری طرح تر سے۔۔۔ عیس نے ہاتھ نچاتے سنی کو بددعائیں سنائیں۔ جس پر سنی ہاتھ سے عیس پر لعنت بھیج گیا۔

تو ترس تیرا یہ ہی علاج ہے۔۔۔ ٹھر کی روح والا۔۔۔ چھوٹی سی بیوی کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا ہے دیو کہیں کا۔۔۔

جوابا سنی بھی عیس کو سناتا اٹھ کر کچن میں چلا گیا۔ پیچھے عیس صوفے پر گر کر مشعل کو قابو کرنے کے طریقے سوچتا رہ گیا۔



منیزے یونیورسٹی سے فری ہوتے ہی مشعل اور آئیرہ کو ساتھ لیے علیزے کے ہو سٹل کی طرف بڑھی۔ علیزے کے یونیورسٹی سے جانے کے بعد منیزے اک گھنٹے میں آئیرہ اور مشعل کو ساری بات سمجھا چکی تھی۔ پوری بات جاننے کے بعد وہ منیزے کا ساتھ دینے کو تیار تھیں۔

منیزے تمہیں پورا یقین ہے کہ علیزے مان جائے گی۔ مشعل نے چلتے ہوئے پوچھا۔ ساتھ چلتی آئیرہ بسکٹ سے انصاف کرنے میں مصروف تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

کوئی بھی نہیں مانتا میری جان۔۔ منانا پڑتا ہے۔۔ منیزے نے علیزے کے کمرے کے سامنے کھڑے ہوتے کہا۔

تم تو اس مصیبت کو چھوڑو۔۔ دونوں تھوڑی سیریس شکل بناؤ تاکہ اس خوبصورت بلا کو منانے میں آسانی ہو۔۔ منیزے نے آئیرہ کے ہاتھ سے بسکٹ چھین کر اپنی جینز کی پاکٹ میں رکھا۔
تو آئیرہ جلدی سے اپنے منہ میں موجود بسکٹ کو چبانے لگی۔

مشعل نے دروازے پر دستک دی۔۔

علیزے جو کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی روم میں پہنچی تھی فریش ہونے کے بعد وہ اپنے معمول کے حلیے شلوار سوٹ میں تھی۔ کہ روم کردروازے پر دستک ہوئی۔

کون آگیا۔۔ چونکہ یونیورسٹی سے آنے کے بعد اس سے ملنے کوئی نہیں آتا تھا۔ تو وہ حیران ہوئی۔
سرپر دوپٹہ لیے وہ چہرے کو ڈھانپتی ڈرتے ہوئے دروازے پر آئی۔

علیزے نے جھجکتے ہوئے دروازہ کھولا۔ تو سامنے منیزے، مشعل اور آئیرہ کو دیکھ کر حیران ہو گئی۔
تم لوگ یہاں، سب ٹھیک ہے نہ۔۔۔ علیزے نے سوال کیا۔

ہاں سب ٹھیک ہے۔۔ اندر تو آنے دو۔۔ منیزے نے سیریس انداز میں جواب دیا۔ تو علیزے اثبات میں سر ہلا کر پیچھے ہٹ گئی۔

تو وہ تینوں اندر داخل ہوئیں۔ علیزے نے پیچھے سے دروازہ بند کیا۔ اور ان تینوں کی طرف مڑی۔
منیزے چونکہ پہلے آچکی تھی اس لیے وہ بیڈ پر سکون انداز میں تشریف رکھ چکی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جبکہ مشعل اور آئیرہ اسکے چھوٹے سے کمرے کو دیکھ رہیں تھیں۔ جہاں دیوار کے ساتھ سنگل بیڈ لگایا گیا تھا۔ اور اک کونے میں الماری کے ساتھ اک سٹڈی ٹیبل موجود تھا۔ اسکے علاوہ کمرے میں کوئی دوسرا فرنیچر نہیں تھا۔

بیڈ بھی جاؤ۔۔ منیزے نے انہیں کھڑے دیکھ کر کہا۔ تو وہ منیزے کے ساتھ ہی بیڈ پر بیٹھ گئیں۔ جبکہ علیزے ٹیبل کے سامنے سے کرسی اٹھا کر انکے سامنے رکھ کر بیٹھ گئی۔ سر پر موجود دوپٹے کو وہ اتار چکی تھی۔

یہ تم ہو علیزے۔۔۔ لمبے کھلے میروں گنگریا لے بالوں کے ساتھ اپنی دودھیار نگت سے ساتھ وہ ان تینوں کے سامنے موجود تھی۔

ہاں میں ہی ہوں۔۔۔ علیزے نے مشعل اور آئیرہ کے خود کر ٹکلتی باندھنے پر کہا۔ تم سہی کہتی تھی منیزے۔۔۔ کہ علیزے جادو گر نی ہے۔۔ مشعل نے علیزے کی کالی آنکھوں کو دیکھتے بولی۔

تم۔ لوگ بتاؤ گی کیا۔۔ کہ ایسے اچانک کیوں آنا پڑا دھر۔۔۔ علیزے چڑ کر بولی۔ جو بنا بتائیں بس گھورنے میں مصروف تھیں۔

ہم تم سے اک بہت اہم بات کرنے آئیں ہیں۔ منیزے نے سیریس ماحول بناتے ہوئے آئیرہ اور مشعل کو پاؤں مارا۔ تو وہ دونوں ہوش میں آئیں۔

تم ہمیں اپنا نامانتی ہو نہ۔۔۔ آئیرہ نے علیزے کے ہاتھوں کو تھامتے محبت سے پوچھا۔ تو علیزے نا سمجھی سے ہاں کر گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ظاہر ہے تم لوگوں کے سوا میرا ہے ہی کون ہے یہاں۔۔۔ علیزے نے مزید کہا۔ شاید وہ کسی غلط فہمی کا شکار ہو گئیں تھیں۔ جو ایسے سوال کر رہیں تھیں۔

ہم جو کہیں گئے کہا مانو گی۔ سدا کی معصوم مشعل سید حامد عابیان کر گئی۔ جس پر منیزے نے اسے آنکھیں دکھائی۔

کیونکہ ابھی علیزے کو مزید امو شعل کرنا باقی تھا۔ تاکہ وہ انکار نہ کر پائے۔۔

کیا ماننا ہے۔۔۔ علیزے نے الجھن سے تینوں کو دیکھا۔

دیکھو علیزے میں تم تینوں کو دوست نہیں اپنی بہن، جگر سب ماننے لگی ہوں۔ اس اتنے کم وقت میں ہی تم لوگ مجھے اپنے قریب ترین لگتیں ہوں۔ کہ تم لوگوں کو فیملی سمجھنے لگی ہوں۔ اور اسی لیے میں نے کچھ سوچا ہے۔۔

جو تمہارے لیے اور تمہاری حفاظت کے لیے بہت ضروری ہے۔۔۔ منیزے نے بات ختم کرتے علیزے کی جانب دیکھا۔ جو پہلے ہی ان تینوں کی بنا سر پیر والی باتوں پر الجھ چکی تھی۔

جو بات ہے وہ صاف صاف کیوں نہیں بتا دیتیں تم لوگ۔۔۔ علیزے نے غصے سے کہا۔ تو منیزے اک نظر آئیرہ اور مشعل کو دیکھ بات شروع کی۔

اور پھر آدھا گھنٹہ علیزے کو تفصیل بتانے کے بعد منیزے خاموشی سے دیکھنے لگی۔۔۔ علیزے ساری بات جاننے کے بعد ساکت سی بیٹھی تھی۔

علیزے۔۔۔۔۔ آئیرہ نے علیزے کو بازو سے پکڑ کر ہلایا۔ تو وہ ہوش میں آئی۔

حقیقت تم لوگ جان چکی ہو تو مجھے سے ایسی امید کیوں۔۔۔ علیزے نے استفسار کیا۔۔

یہ ای۔۔۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

کیونکہ ہم تمہیں یہاں اکیلا نہیں چھوڑ سکتیں۔ اور ویسے بھی کبھی تو تمہیں شادی کرنی ہی ہے نہ تو پھر اب کیوں نہیں۔۔۔ منیزے کے کہنے پر علیزے خاموش نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔ اپنی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ وہ ایسے اچانک سمجھ نہیں پارہی تھی۔

پر میں کیسے۔۔۔ اس سے پہلے کہ علیزے بات مکمل کرتی۔۔۔ ایرہ ٹوک گئی۔۔۔

علیزے کیا تمہیں ہم پر یقین نہیں۔۔۔ ایرہ نے پھر دوبارہ وہی سوال کیا۔ تو وہ چپ ہو گئی۔ وہ اپنی دل و دماغ کی حالت بیان کرنے سے قاصر تھی۔۔۔

اور پھر وہ تینوں اٹھ کر علیزے کے سامنے فرش پر بیٹھ گئیں۔ اور اپنے چہرے علیزے کے گھٹنوں سے ٹکا دیے۔۔۔

کیا کر رہی ہو تم لوگ۔۔۔ علیزے جو انکے فرش پر بیٹھتے ہی اٹھنے لگی تھی۔ کہ اس کے اٹھنے سے پہلے ہی منیزے کھینچ کر کرسی پر دوبارہ بٹھا گئی۔۔۔

تم نے خود کہا تھا کہ تمہارا سوتیلا باپ تمہیں ابھی بھی تلاش کر رہا ہے۔ اور پھر اپنی عزت کی خاطر تم نے جو قدم کچھ سال پہلے گھر سے بھاگ کر اٹھایا تھا۔ کیا اب پھر تم اپنی عزت کے لیے اک مضبوط قدم نہیں اٹھاؤ گی۔

مشعل کے معصومیت سے علیزے کو سمجھانے پر وہ تینوں مسکرا اٹھیں۔۔۔
ٹھیک ہے جیسا میری چھوٹی جانو کہے گی۔۔۔ ویسا ہی ہو گا۔ علیزے نے مشعل کے ماتھے پر موجود بالوں کو بکھیرتے کہا۔ تو وہ تینوں خوشی سے جھوم اٹھیں۔

اک منٹ تم صرف اسکی مان رہی ہو۔۔۔ ہماری کوئی ویلیو نہیں کیا۔۔۔ ایرہ برا منہ بنا گئی۔ تو علیزے مسکراہٹ دبائے لگی۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

پہلے کھڑی ہو جاؤ پھر بتاتی ہوں۔۔۔ وہ تینوں کھڑی ہوئیں تو علیزے آنسو بھری آنکھوں سے تینوں کو اک ساتھ گلے لگا گئی۔

میرے لیے تم تینوں خاص ہو۔۔۔ شکریہ میری زندگی مکمل کرنے کے لیے۔۔۔ علیزے نے بھیگی آنکھوں سمیت کہا۔ تو وہ تینوں اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے اسے اک دفعہ پھر گلے لگا گئیں۔

چلو یہ پیار بعد میں کریں گئے۔ پہلے اسکی پیکنگ کرتے ہیں۔۔۔ ایڑہ کے کہنے پر وہ سب علیزے کا سامان پیک کرنے لگیں۔ کیونکہ انہیں آج ہی یہ روم خالی کرنا تھا۔ ضرار سارا پروگرام ترتیب دے چکا تھا۔



رات کے وقت سنی گھر میں داخل ہوا۔ اور اپنے کمرے کی جانب جانے لگا تھا کہ لاؤنج میں بیٹھے کاظمی صاحب اسے آواز دے گئے۔

اپنے ماں باپ کو اک ساتھ بیٹھے دیکھ کر سنی لاؤنج کی طرف چلا آیا۔

جی برخوردار کدھر غائب ہوتے ہیں۔۔۔ کاظمی صاحب نے سنے سے استفسار کیا۔ تو وہ کندھے آچکا گیا۔ جسکا صاف مطلب تھا کہ وہ معمول کے کام کر کے ہی آرہا ہے۔

سنی میں نے تمہارے لیے لڑکی پسند کی ہے۔۔۔ کلثوم بیگم نے پر جوش انداز میں سنان کو بتایا۔ تو وہ حیران کن نظروں سے دونوں کو دیکھنے لگا۔ کیونکہ یہ بات اسکے ماں باپ کی طرف سے بالکل نئی تھی۔۔۔

مام یہ نیک کام آپ نے کب کیا۔۔ سنی لا پرواہی سے کہا۔

جب مجھے لگا کہ مجھے کر لینا چاہیے میں نے کر لیا۔

کلثوم بیگم نے اسی انداز میں جواب دیا۔ جبکہ کاظمی صاحب چائے پیتے دونوں ماں بیٹے کی گفتگو سن رہے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اک دو دن تک وہ لوگ آرہے ہیں۔۔۔ کلثوم بیگم نے مزید تفصیل بتائی۔۔ تو سنی لا پرواہی سے سر جھٹک گیا۔

میں روم میں سونے جا رہا ہوں۔۔۔۔

لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ آنے والا وقت اس کے لیے کیا مشکل لانے والا تھا۔۔۔

Episode 24

منیزے علیزے کو اپنے ساتھ فلیٹ لے آئی تھی۔۔

اپنی زندگی کے ایسے اچانک بدلاؤ پر علیزے کافی الجھ چکی تھی۔ پر وہ یہ حقیقت نہیں جھٹلا سکتی تھی۔ کہ وہ اکیلی اس دنیا اور معاشرے کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔

ہر عورت کی طرح اسے بھی اک مضبوط سہارا چاہیے تھا۔ جو اسے تحفظ دیتا۔۔

انہی سوچوں میں الجھی وہ منیزے کے کمرے میں بیٹھی تھی۔ کہ منیزے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔

خوبصورت لڑکی تم ابھی تک ایسے ہی بیٹھی ہو۔۔۔ منیزے کے مخاطب کرنے پر علیزے ہوش میں آئی۔
ہاں بس ایسے ہی۔۔۔ علیزے بس اتنا کہہ پائی۔

لیز و کیوں سوچ سوچ کر خود کو ہلکان کر رہی ہو۔ سب کچھ خدا پر چھوڑ دو۔ دیکھنا تمہیں پتہ بھی نہیں لگے گا اور تمہاری زندگی بہار کی طرح مہک اٹھے گی۔

منیزے نے علیزے کو سوچوں سے آزاد کرنے کی کوشش کی۔۔۔۔

جیسا تم لوگ سوچ رہی ہو اگر ویسا سب نہ ہوا تو۔۔۔ علیزے نے اپنا خدشہ بیان کیا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

تم اس کی بجائے یہ بھی تو سوچ سکتی ہونہ کہ جیسا ہم سوچ رہے ہیں اگر اس سے زیادہ سب ٹھیک ہوا تو۔۔ دیکھو لیزو ہماری زندگی کے آدھے معاملات ہماری سوچ پر انحصار کرتے ہیں۔۔ ہماری منفی سوچ ہماری مایوسی اور اچھی سوچ ہمارے یقین کو ظاہر کرتی ہے۔ کہ ہمیں اللہ پر کتنا یقین ہے۔ اس لیے تم بھی بس اچھا سوچو۔۔۔

مجھے بالکل نہیں لگتا کہ تم امریکہ سے آئی ہو۔۔ منیزے کی ساری بات کے جواب پر علیزے صرف یہ بول پائی۔۔ جس پر منیزے کھلکھلا پڑی۔

لیکن میرے شوہر کو پورا یقین ہے کہ میں ادھر سے ہی آئی ہوں۔۔ منیزے شرارت سے آنکھ و نک کرتے بولی تو علیزے شرم سے لال ہو گئی۔۔ دفع ہو جاؤ بے شرم لڑکی۔۔۔ علیزے کے شرم مانے پر منیزے ہنستی ہوئی اسے گلے لگا گئی۔

چلو جلدی سے فریش ہو کر باہر آؤ۔۔ شبوبے تابی سے تمہاری خوبصورتی دیکھنے کے لیے انتظار کر رہی ہے۔۔

تو علیزے ہستے ہوئے نفی میں سر ہلا کر اٹھ کر واش روم میں چلی گئی۔

علیزے کے واش روم میں غائب ہوتے ہی منیزے بھی اٹھ کر باہر نکل گئی۔

دس منٹ بعد علیزے فریش چینج کر باہر نکلی اور شیشے کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

وہ آج تک گاؤن کے علاوہ بس شلوار قمیض پہنتی آئی تھی۔۔ پر آج ڈھیلے ڈھالے ٹراؤزر شرٹ میں خود کو انکمفر ٹیبل محسوس کر رہی تھی۔ لیکن منیزے کی ضد کے آگے بے بس تھی۔ جس نے علیزے کی ڈریسنگ بدلنے کا زہ اپنے کندھوں پر اٹھالیا تھا۔ علیزے کیا وہ تو آئیرہ اور مشعل کو بھی مکمل طور پر بدلنے کا ارادہ کیے بیٹھی تھی۔ لیکن اس وقت باری علیزے کی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

لبے بال اس وقت کبچر میں قید میں تھے۔ اور خوبصورت چہرے پر اک نامعلوم سی شرماہٹ تھی۔ اور جس کے لیے یہ شرماہٹ تھی۔ وہ بے خبر تھا کہ اسکی زندگی میں کیسا طوفان آنے والا ہے۔

علیزے سر جھٹکتے باہر نکل گئی جہاں لاؤنج میں منیزے کھانے کی ٹیبل پر بیٹھی اسی کا انتظار کر رہی تھی۔

لیز و و جلدی آویار۔۔۔ بہت بھوک لگی ہے۔۔۔

علیزے کے بیٹھتے ہی منیزے نے اسکی پلیٹ میں کھانا ڈالا۔ اور خود بھی کھانا شروع ہو گئی۔

کھانے کے دوران منیزے کی کچن میں کھڑی شبو پر نظر پڑی۔ جو چپکے سے علیزے کو دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

منیزے نے ٹیبل کے نیچے سے علیزے کو پاؤں مارا تو علیزے نے نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔ منیزے کے اشارہ کرنے پر جب علیزے نے خود کو شبو کی نظروں کی تاک میں پایا۔ تو وہ بیچارہ سامنے بنا گئی۔ اسی وجہ سے وہ ہر وقت گاؤن میں رہتی تھی۔

شبو باہر آکر لیز و کو دیکھ لو۔ یہ کچھ نہیں کہہ گی۔ منیزے کی آواز پر پہلے شبو گڑ بڑائی لیکن پھر جلدی سے باہر نکل آئی۔

واقعی ہی باجی میں دیکھ سکتی ہوں انہیں۔۔۔ شبو کے معصومیت سے پوچھنے پر ان دونوں کا ہتھکڑا نکلا۔

ہاں دیکھ لو تم کو نسا نامحرم ہو بلکل دیکھ سکتی ہو بس میری لیز و کو نظر نہیں لگانا۔

باجی میرے کو تو یہ سمجھ نہیں آرہی پہلے میں آپکو دیکھتے نہیں تھکتی تھی۔ اب ان کو دیکھ کر جی نہیں بھر رہا۔ میں کیا کروں۔۔۔ شبو نے معصومیت سے اپنا مسئلہ بیان کیا۔

تم مجھے کیوں دیکھتی تھی۔۔۔ منیزے نے سوال کیا۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

باجی اپکو میں کیا ضرار صاحب بھی دیکھتے تھے۔۔۔ شبو کے انکشاف پر منیزے کی آنکھیں کھلیں۔۔۔ جبکہ علیزے شرارت سے مسکرا دی۔۔۔

بس بس تم سب پر نظر نہیں رکھا کرو نہیں تو کسی دن تم پر نظر رکھنے والا اٹھالاؤں گی میں۔۔۔ جاو جا کر کام کرو اپنا۔۔۔ اس سے پہلے شبو کوئی اور پول کھولتی منیزے نے اسے کچن میں بھیجا۔ جس پر وہ منہ بناتے جانے لگی کہ پھر منیزے کی طرف چلی آئی۔

باجی میں اس دن وہ بھی دیکھا جب ضرار صاحب نے اپکو اپنی گود میں بٹھایا تھا۔۔۔ شبو کی آواز منیزے کے منہ سے پانی کا فوارا نکال گئی۔۔۔ البتہ علیزے منیزے کی پتلی حالت پر ہستے ہوئے پاگل ہونے کو تھی۔



عیس اگلے دن بھی صوفے پر لیٹا سوچ رہا تھا۔ کہ اپنی پدی چڑیل بیوی کو قابو کیسے کرے۔ ایسے انسانوں پر لعنت ہوتی ہے جو اپنی بیوی پر ظلم کرنے کے طریقے سوچتے ہیں۔ ضرار نے صوفے پر بیٹھتے کہا۔ تو عیس اپنے منہ کے برے ڈیزائن سے اسے نظر انداز کر گیا۔

یہ جو تیرے چہرے کا گلو ہے نہ مجھے ساری سمجھ ہے۔ زیادہ شونے ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ عیس نے منہ بناتے جواب دیا۔

تو ضرار منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی مسکراہٹ کنٹرول کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

اسی وقت سنی اور سلطان بھی لاؤنج میں داخل ہوئے۔ جو بیسمنٹ سے نکل کر آرہے تھے۔

کوئی خبر ملی۔۔۔ ضرار نے صوفے پر بیٹھتے سلطان سے سوال کیا۔

وہ ہی نام آرہا ہے۔ جو پہلے بھی سن چکے ہو۔۔۔ سلطان نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ جبکہ سنی کا رخ ہمیشہ کی طرح کچن کی جانب تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

چلو پھر دیکھتے ہیں چوہے بلی کا کھیل۔۔ ضرار کے کہنے پر سلطان سر ہلا گیا۔ اور سامنے عیس کی جانب دیکھنے لگا۔

جو صوفے کی بیک پر ٹانگیں اور سر لٹکائے پڑا تھا۔ لمبے بال فرش کو چھو رہے تھے۔

اس دیوی کو کیا ہوا ہے۔۔ سلطان نے عیس کی جانب اشارہ کرتے پوچھا۔

اور سنی اپنی فروٹ چاٹ کا باؤل پکڑے آکر سلطان کے ساتھ بیٹھ گیا۔

یہ لیلی چاہتی ہے کہ ہم اسکے لیے سر پر ایز تیار کریں۔ جہاں ان کو انکی بیوی سے ملاقات کا شرف بخشا جائے۔ جواب ضرار کی بجائے فروٹ چاٹ کھاتے سنی نے دیا۔ تو عیس لٹکے سر کے ساتھ ہی اسے گھور گیا۔

ہمارا دماغ خراب ہے جو اپنی معصوم چھوٹی سی بہن کو اس دیو کے حوالے کریں۔۔ سلطان نے سنی سے چیخ لیتے کہا۔ تو عیس تملاتے ہوئے سیدھا ہوا۔

تم لوگوں کی معصوم بہن نے اس دیو کے شکنجے میں ہی آنا ہے۔۔ پھر دیکھنا تم لوگوں کے بدلے بھی اسی سے لوں گا۔ جب ہر سال اک کا آئیے گانہ۔۔ عیس نے بھڑکتے ہوئے کہا۔

تو وہ تینوں جھکتے ہوئے اپنا جوتا اٹھا کر اسکی طرف پھینک گئے۔

تو اسی لایک ہے بلکل صحیح کرتی ہے مشعل جو تجھے منہ نہیں لگاتی۔ ضرار نے تیکھی نظروں سے اپنے سامنے موجود بے شرم انسان کو دیکھا۔

تو عیس بے نیازی سے کندھے اچکاتے اپنے بال سمیٹنے لگا۔ اسکے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچ چکی تھی۔ اسی لیے اب اسکا دماغ بھی کام کرنے لگا تھا۔ اور وہ آج رات مشعل کے کمرے میں ڈاکہ مارنے کے لیے بلکل تیار تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

عیس نے گھڑی پر وقت دیکھا تو رات کے نو بجے کا وقت تھا۔ اسے بس تھوڑا سا اور انتظار کرنا تھا۔

عیس کو میسنوں کی طرح خود ہی ہستے دیکھ کر وہ تینوں آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھنے لگے۔

مانو نہ مانو یہ کچھ گنداسوچ رہا ہے۔ سنی نے چاٹ سے بھرے منہ سے کہا۔ تو وہ دونوں بھی ہاں کر گئے۔ کیونکہ اتنا تو وہ اس گنڈے کو جانتے ہی تھے۔

یہ جو تو کھڑکی سے اندر گھسنے کی کوشش کر رہا ہے نہ۔ تو گینڈے ہم نے وہ کھڑی اور چھوٹی کر دینی ہے۔۔۔ سنی نے عیس کو ہوش دلایا۔

تو وہ غصے سے کشن اسکی طرف پھینک گیا۔

سالے تو بس جلتا رہا۔۔۔ اور دیکھنا میں مل کر بھی آجاؤ گا۔ عیس نے مطمئن انداز میں جواب دیا۔

جادفع ہو ٹھہر کی روح والا۔۔۔ سنی نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔ تو عیس صوفے سے اٹھ کر شوز پہنے لگا۔

لیکن پھر رک کر اپنے حلیے کو دیکھا۔ تو سنی کو زبان چڑاتا وہ اٹھ کر اپنے روم میں تیار ہونے چلا گیا۔



مشعل بیٹا کھانا کھا لو۔۔۔ شاہدہ بیگم نے مشعل کو آواز دی۔ جو اپنے روم میں گم سم سی بیٹھی تھی۔۔۔

اسکی ادا سی حسن صاحب اور شاہدہ بیگم نے اچھے سے نوٹ کی تھی۔ پر بے بس تھے۔ کیونکہ اس دن کے بعد سے عیس نہ تو گھر آیا تھا اور نہ ہی انکی کوئی کال ریسرو کی تھی۔ جس پر حسن صاحب کا غصے سے برا حال تھا۔

کیونکہ انکے گنڈے بیٹے کی وجہ سے انکی پیاری سے بہو مر جھائی گئی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

مشعل بو جھل قدموں سے اٹھ کر کچن میں گئی جہاں شاہدہ بیگم اور حسن صاحب دونوں بیٹھے اسی کا انتظار کر رہے تھے۔

وہ خاموشی سے جا کر اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔ تو حسن صاحب نے شاہدہ بیگم کی طرف دیکھا۔
اج میری سوہنی نے لال رنگ کا سوٹ نہیں پہنا۔۔۔ شاہدہ بیگم نے پیار سے کہا تو مشعل خاموش رہی۔
مشعل۔۔

حسن صاحب کے دوبارہ بلانے پر چونک گئی۔۔

کیوں ادا اس ہو میرے پتر۔۔۔ حسن صاحب کے پوچھنے پر مشعل کی سسکی نکلی۔۔

اور شاہدہ بیگم نے اسے بازو کے گھیرے میں لیا۔۔۔ کیوں رو رہی ہونچے۔۔۔

ماما وہ مجھے پسند نہیں کرتے اس لیے گھر بھی نہیں آتے نہ مجھ سے بات کرتے ہیں۔۔۔

اس دن کی عیس کی بات مشعل کے زہن سے چپک گئی تھی۔ جو مشعل کی جان آدھی کیے ہوئے تھی یہ سوچ کر ہی کہ اسکے شوہر کی اس میں دلچسپی نہیں ہے۔

ایسا نہیں ہے میری جان وہ صرف غصے میں کہہ گیا تھا۔۔۔ پر ایسا نہیں ہے۔۔۔ تم پریشان نہیں ہو ہم اس

سے بات کریں گئے۔ شاہدہ بیگم کی تسلی پر وہ خاموش ہو گئی۔۔۔ اپنی بے اختیاری میں وہ اپنا دل کا حال

بیان کر بے وجہ ان دونوں کو بھی پریشان کر بیٹھی تھی۔

جو اسے اپنے سگی اولاد کی طرح عزیز رکھے ہوئے تھے۔ اپنی پریشانی کو پس پشت ڈالتے ہوئے مشعل نے

اپنی آنکھیں صاف کیں۔

بابا مجھے کھانا کھلائیں۔۔۔ مشعل کے لاڈ سے کہنے پر حسن صاحب واری صدقے ہوئے۔۔۔ وہ تو شروع

سے بیٹی کی خواہش رکھتے تھے۔۔۔ پر انکی قسمت میں پھولوں والا بیٹا تھا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جسے یاد کرتے حسن صاحب کے منہ میں کڑوا بادل اُگیا تھا۔ اور پھر حسن صاحب نے پیار سے مشعل کو کھانا کھلایا تھا۔ اور مشعل نے اپنی چمکتی آواز سے شاہدہ بیگم کے کچن میں رونق کیے رکھی۔ جس پر وہ دونوں اللہ کا شکر ادا کر گئے۔

کھانا کھانے کے بعد مشعل دونوں کے ساتھ چائے پیتے ہوئے انہیں اپنی دوستوں کی باتیں بتاتی رہی۔ جس پر ان دونوں نے مشعل کو اپنی دوستوں کو گھر بلانے کا کہا تو مشعل خوشی سے جھوم اٹھی۔ اور پھر اس نے تقریباً بارہ بجے اپنے کمرے میں قدم میں رکھا۔ خالی کمرے کو دیکھتے ہی وہ سرد سانس کھینچ گئی۔ اور پھر چیخ کرنے کے لیے واش روم میں گھس گئی۔

مشعل کے واش روم میں جاتے ہی عیس نے کھڑکی سے اندر کودا۔

اور کمرے کے اندر قدم رکھتے ہی عیس نے سب سے پہلے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر کھڑکی کو بند کیا۔ وہ گھر میں داخل ہوا تو اپنے ماں باپ کے ساتھ مشعل کو چہکتے دیکھ کر مسکرا دیا۔ نجانے کب سے بیٹھک کے اندھیرے میں وہ ان تینوں کے فری ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔

جب مشعل کے آنسوؤں نے اسے بے چین کیا اور عیس کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا۔ کہ اسے بات ادھوری نہیں چھوڑنی چاہیے تھی۔

لیکن اب مشعل کے روم میں جاتے ہی وہ کھڑکی سے اندر کودتے وقت اپنی ماں کی آنکھوں میں آچکا تھا۔ لیکن شاہدہ بیگم کو آنکھ و نک کرتے وہ اندر آیا۔ پیچھے وہ نفی میں سر ہلا گئیں۔

اور شکر تھا کہ حسن صاحب پہلے ہی کمرے میں چلے گئے تھے۔ ورنہ اس وقت عیس کو دیکھ کر بکھیرا کھڑا کر دیتے۔ اس لیے شاہدہ بیگم چپ رہیں۔ کیونکہ اس وقت عیس اور مشعل کا کیلے میں بات کرنا نہیں مناسب لگا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

وہ خاموشی سے حسن صاحب کے پیچھے کمرے میں چلی گئیں۔

مشعل عیس کی ہاف بازو والی ٹی شرٹ اور رُوزار میں باہر نکلی۔ تو اسے کمرے میں کسی تیز کلون کی خوشبو محسوس ہوئی۔ اور پھر علیزے کی کلون والی بات یاد آتے ہی وہ ڈر گئی۔

صوفے پر بیٹھا عیس اسکے چہرے کے سارے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔ پر کمال تھا کہ مشعل اپنے ڈر میں اتنی غرق تھی کہ اک نظر اٹھا کر بھی صوفے کی جانب دیکھ نہیں رہی تھی۔

اور پھر عیس نے اٹھ کر کمرے کی لائیٹ آف کی۔ جس پر مشعل کی مزید جان ہوا ہوئی۔

کون ہے۔۔۔ مشعل نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔ تو اسکے پیچھے کھڑے عیس نے بے قراری سے مشعل کو پیچھے سے جکڑا۔

مشعل اپنے جسم پر کسی کالمس محسوس کرتے ہی اس سے پہلے چیخ اٹھتی۔۔ عیس نے اک جھٹکے سے اسکا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے مشعل کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی گرفت میں لیا۔

جس پر مشعل ساکت سی لڑکھڑائی۔ تو عیس نے اسے کمر سے تھامتے سہارا دیا۔

اور پھر پیچھے ہٹتے اسکے کان میں سرگوشی کی۔۔

"میں وہی ہوں جسے یاد کرتے تم رورہی تھی۔ کہ تمہارا شوہر تمہیں پسند نہیں کرتا "

لیکن مشعل اگر ہوش میں ہوتی تو شاید عیس کے کہے الفاظ سمجھ پاتی۔ وہ تو عیس کے لمس سے ہی بے جان ہو گئی تھی۔

اسکی حالت سمجھتے ہوئے عیس نے جھکتے ہوئے مشعل کو بازوؤں میں اٹھایا اور پھر چلتے ہوئے سوتیلج بورڈ کی طرف بڑھا۔ ہاتھ بڑھا کر لائیٹ آن کی اور مشعل کے چہرے کی طرف دیکھا جو کھلی آنکھوں سے اسکی آغوش میں سن سی ہوئی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

مشعل کو بازوؤں میں اٹھاتے ہوئے ہی عیس بیڈ کی جانب بڑھا۔ مشعل کے ہلکے پھلکے وجود کو محسوس کرتے عیس گہرا مسکرایا۔

مشعل کو بیڈ پر لٹا کر اس کے پاؤں جوتے سے آزاد کیے۔ اور پھر اپنے جوتے بھی اتار کر وہ بیڈ پر مشعل کے قریب لیٹا اور ٹانگ کی مدد سے کمبل سے دونوں کو کور کیا۔

جاناں۔۔۔ عیس نے محبت سے مشعل کو پکارا۔ تو ٹکٹتی باندھے عیس کو تکنے میں مصروف تھی۔۔۔ شاہد خود کو کسی خواب کے زیر اثر محسوس کر رہی تھی۔۔۔

مشعل کو اسی پوزیشن میں دیکھتے عیس مسکراہٹ دباتے پھر اک دفعہ اس کے چھوٹے سے ہونٹوں کو قید کر گیا۔ جس پر مشعل ہوش میں آتی پھر پھڑکی۔

تو عیس مسکراتے ہوئے پیچھے ہٹا۔۔۔

اگیا ہوش۔۔۔ عیس نے محبت سے پوچھا۔ جس پر مشعل نظروں کو جھکا گئی۔

جاناں اگر تم میرے ساتھ ایسے ہی خاموش رہی تو کام خراب ہو جانا ہے۔۔۔ عیس نے مشعل کو اپنے بازو پر منتقل کرتے کہا۔ تو وہ ڈر گئی۔

اور پھر عیس گہری سانس لیتے بولنا شروع ہوا۔

تمہیں اچھے سے پتہ ہے نہ کہ عزیزے بھابی کے کمرے میں کون آتا تھا۔۔۔ عیس نے مشعل کے چہرے کو اوپر اٹھاتے سوال کیا۔ تو سرہاں میں ہلا گئی۔

پھر وہ ڈرامہ کیوں کیا میرے ساتھ۔۔۔ عیس کے دوبارہ سوال کرنے پر مشعل رونے لگی۔
جس پر عیس بوکھلا گیا۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

یار پدی جانو۔۔۔ ہر بات پر رونا ضروری ہوتا ہے کیا۔۔۔ عیس نے مشعل کو تکیے پر منتقل کرتے اسکے اوپر جھکتے اسکے آنسو صاف کیے اور مشعل کی بھیگی آنکھوں کو چوم گیا۔

اسکا بس چلتا ابھی مشعل کو کھا جاتا۔ پر اس معاملے میں اسے حد سے زیادہ نازک بیوی ملی تھی۔۔۔ جسے عیس کو صبر کر کر کے ہی کھانا تھا۔

عیس نے ساری باتوں کو پس پشت ڈالتے مشعل کے ہونٹوں پر نظریں جمائیں۔ جس پر مشعل سہمی نظروں سے منمنائی گئی۔۔۔

عیس۔۔۔۔ مشعل کی زبان سے پہلی دفعہ اپنا نام سنتے ہی عیس کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔ اور پھر بے خود ہوتے ہوئے وہ مشعل پر جھک گیا۔

شدت سے مشعل کے ہونٹوں کو چھوتے وہ مشعل کی سانسوں کو روک گیا۔

ایسے اچانک حملہ ہونے والی قربت مشعل کے ہوش اڑانے کے لیے کافی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی جسے وہ آج شدت سے یاد کر رہی تھی۔ وہ ایسے آٹپکے گا۔ اور اسکی سانسیں تنگ کر دے گا۔

اپنی سانس رکنے پر مشعل نے عیس کے کندھوں کو جھنجھوڑا۔ پر عیس اسکے ہاتھوں کو قید کرتے بیڈ سے لگا گیا۔ اپنی طلب پوری ہونے پر عیس مشعل کو ہونٹوں سے چھوتے گردن تک آیا۔ تو مشعل لرزا اٹھی۔۔۔ عیس کو رکتے نہ دیکھ وہ پھر رونا شروع ہو گئی۔

مشعل کے رونے کی آواز پر عیس ہوش میں آیا اور خود کو کوسے ہوئے پیچھے تکیے پر گر گیا۔ روتی ہوئی مشعل کو تھام کر اپنے سینے پر لٹایا۔۔۔

تمہیں بار بار چپ کروانے بیٹھانہ تو کچھ اور ہی ہو جائے گا۔ اس لیے شرافت سے خود ہی چپ ہو جاؤ۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

عیس نے مشعل کو ڈرایا۔ تو وہ جلدی سے اپنے آنسو صاف کر گئی۔ چلو شروع ہو جاؤ اس دن کی کہانی۔۔۔
اور پھر مشعل نے ڈرتے ڈرتے عیس کے سینے پر لیٹے ہی ساری بات بتائی۔۔۔ جس پر عیس بطنوں سے
متاثر ہوئے بنانہ رہ سکا۔۔۔

اور آج کل کی کیا پلینگ ہے وہ بھی بتاؤ۔۔۔ عیس کے دوبارہ سوال پر مشعل نفی میں سر ہلا گئی۔ تو عیس
ایبر و آچکا کرا سکی ہمت کو داد دے گیا۔ جو اسکی آغوش میں لیٹی اسے انکار کر رہی تھی۔

نہیں بتانا۔۔۔ عیس نے پھر پوچھا۔ تو مشعل ڈرتے ڈرتے ہاں کر گئی۔

جس پر عیس گہرا مسکرایا۔ اور پھر مشعل نے عیس کو آج کل ہونے والی ساری صورت حال بتایا۔ تو عیس
اوو کرتا ہونٹوں کو گول کر گیا۔

مجھے تم سے محبت نہیں کیا۔۔۔ عیس نے اک اور سوال کیا۔

مجھے نہیں پتہ۔۔۔ مشعل نے آہستہ آواز میں جواب دیا۔

اور پھر عیس اپنی شیطانی مسکراہٹ سے مشعل کو اٹھا کر اپنے اوپر لٹایا۔

جس سے مشعل شرم سے لال ہو گئی۔۔۔

ادھر دیکھو۔۔۔ عیس کی رعب دار انداز پر مشعل نے ڈرتے ہوئے نظریں اوپر کیں۔۔۔

عیس نے غور سے اسکے معصوم چہرے کو دیکھا۔ اور پھر اسے اوپر اٹھاتے مشعل کے ماتھے کو ہونٹوں سے
چھوا۔

مجھے تم سے اتنی محبت ہے جتنا تمہار وزن بھی نہیں ہے۔۔۔ عیس کے انوکھے اظہار پر مشعل نے اسے
دیکھا۔ تو وہ آنکھ ونک کر گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اور پھر باتوں میں وقت ضائع کیے بنا وہ مشعل کو خود پر جھکاتا چلا گیا۔ کیونکہ وہ سچ میں بے صبر انسان تھا۔ اور یہاں بھی وہ اپنے بے صبری ظاہر کیے بنا نہیں رہ پایا۔ یہاں وہ مشعل سے اظہار کرنے اور اسکی غلط فہمیاں دور کرنے آیا تھا۔۔۔ پر سب بھلائے اسکے نازک وجود میں کھو چکا تھا۔۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنے لمس سے مشعل کو بے حال کر چکا تھا۔

سو جاؤ۔۔۔ اس سے پہلے کہ تمہیں سچ میں حلال کردوں میں۔۔۔ اپنے بازوؤں میں بکھری ہوئی مشعل کے کان میں سرگوشی کرتے وہ اسے ڈرا گیا۔ جس پر وہ جلدی سے آنکھیں بند کر کے عیس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔

Episode 25

صبح کے چار بجے عیس کی موبائل وائبریشن پر آنکھ کھلی۔ تو اس نے پاکٹ سے موبائل نکال کر دیکھا جہاں سنی کالنگ لکھا تھا۔

عیس نے اک نظر اپنی بانہوں میں دیکھا جہاں دنیا جہاں سے بے خبر مشعل تھوڑا سے منہ کھولے سو رہی تھی۔ عیس نے ہاتھ سے مشعل کا منہ بند کیا اور کال ریسیو کی۔

جہاں پناہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اپنی خواب گاہ سے باہر تشریف لے آئیں گے۔۔۔ سنی نے عیس کے بولنے سے پہلے ہی طنز کے تیر بر سادیے۔

تو عیس نے اک نظر گھور کر موبائل کو دیکھا۔ کسی نے صحیح کہا ہے کہ غیر شادی شدہ دوست بھی عذاب کی طرح ہوتا ہے۔۔۔

تو سنی سلگ اٹھا۔ سالے اگر تو وہاں سے آدھے گھنٹے میں نہ نکلا نہ تو حسن صاحب کو کھڑکی چھوٹی کرنے کے لیے سیمنٹ بجری میں خود پہنچاؤ گا۔ پھر دیکھتا ہوں تو گینڈا وہاں سے کیسے گزر کر جاتا ہے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

دفع ہو جا۔۔ سالوں تم لوگوں کی وجہ سے ہمیشہ اتنی خوبصورت رات کے بعد صبح کو خوبصورت بنانے کا موقع نہیں مل پاتا۔۔ عیس نے غصے سے فون بند کر دیا اور اپنی آغوش میں لیٹے نازک وجود کو اٹھا کر خود پر لٹایا۔۔

رات سے کمرے کی لائٹ جل رہی تھی۔ اور اسی روشنی کے باعث وہ اپنے چاند کا دیدار کر پار ہا تھا۔ جو خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی معصوم بھی تھا۔ اور اپنی انہی معصومیت بھری حرکتوں سے عیس کو بے چین کیے رکھتا تھا۔

میں اٹھا ہوں تو یہ پدی کیوں سو رہی ہے۔۔ عیس نے مشعل کے ماتھے سے بالوں کو ہٹاتے وہاں اپنے لب رکھے۔۔

چھوٹی جانو۔۔ عیس نے دو تین بار مشعل کے کان میں سرگوشی کی جسے سنتے مشعل نیند میں مسکرا دی۔۔

تم آنکھیں کھول رہی ہو کہ میں اپنے طریقے سے جگاؤں۔۔ عیس نے مشعل کی مسکراہٹ دیکھتے دھمکی دی۔۔ تو مشعل ناراضگی میں مشکل سے آنکھوں کو کھول پائی۔۔

مشعل کو کیوٹ کیوٹ منہ بناتے دیکھ کر عیس جی جان سے مسکراتے اس کے چھوٹے چھوٹے لبوں کو ہلکا سا چھو گیا۔ جس سے مشعل کی نیند بھک سے اڑی۔ اور اپنی بڑی بڑی آنکھیں عیس پر ٹکا گئی۔

مجھ سے باتیں کرو۔۔ عیس نے مشعل کے گال پر ناک رب کرتے کہا۔ تو وہ سر نفی میں ہلا گئی۔

نہیں باتیں کرنی۔۔ عیس نے دھمکی آمیز انداز میں پوچھا تو مشعل ڈرتے سر اثبات میں سر ہلاتے اپنا فیصلہ بدل گئی۔۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ویری گڈ میرا بچہ۔۔۔ عیس مشعل کی فرمانبرداری پر اس کے گال زور سے چوم گیا۔۔ جس پر مشعل اپنے لٹے ہاتھ کی مدد سے اپنے گال کو صاف کرنے لگی۔۔ تو عیس آنکھیں چھوٹی کیے اپنی پدی کو دیکھنے لگا۔۔ جو اسکے لمس کو مٹانے کی گستاخی کر چکی تھی۔

اور پھر عیس نے مشعل کو زور سے بیڈ پر پٹک کر اس پر سایا بنا کر اسکے بازو بیڈ سے پن کیے۔۔ جس پر مشعل خوفزدہ آنکھوں سے عیس کی جانب دیکھنے لگی۔۔ کہ کیونکر اور کس وجہ سے وہ دیو غصے میں آیا تھا۔

مٹاؤ گی میرا لمس۔۔۔ عیس نے مصنوعی غصے سے پوچھا۔ تو عیس کے انداز کو دیکھتے مشعل کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو چمکنے لگے۔۔

سوری اب نہیں کرتی۔۔۔ سوں سوں کرتے وہ بولی تو عیس اسکے بچوں والے انداز پر مسکرا اٹھا۔۔ اور پھر جھکتے ہوئے اسکے پورے چہرے کو اپنے لبوں سے مہکانے لگا۔ جس پر مشعل رونا بھلا کر اسکے لمس پر بے حال ہونے لگی تھی۔

عیس نے چہرہ اٹھا کر اک نظر دیکھا تو مشعل آنکھوں کو بند کیے کانپنے میں مصروف تھی۔ کچھ سوچتے ہوئے عیس جھکتا ہوا اسکے پیٹ کی جانب گیا۔ اک ہاتھ میں مشعل کے دونوں ہاتھوں کو قید کرتے وہ دوسرے ہاتھ سے مشعل کے پیٹ پر گد گدی کرنے لگا۔

یک دم اپنے پیٹ پر گد گدی محسوس کرتے مشعل زور سے کھلکھلا اٹھی۔۔ اور پھر وہ سر پیچھے گراتے ہنستی ہی چلی گئی۔۔ اسکی کھلکھلاہٹ کو دیکھتے عیس نے اور زور سے گد گدی کی۔۔

کچن میں کھڑی شاہدہ بیگم مشعل کی کھلکھلاہٹ کو سنتے شکر ادا کر گئی۔ وہ پانی لینے کے لیے اس وقت کچن میں اپنی تھیں۔۔ اور مشعل کے کمرے کی جلاتی روشنی اور اسکی کھلکھلاہٹ انہیں اطمینان بخش گئی

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

عیسیس۔۔۔ نہیں کریں نہ پلیز میں تھک گئی ہوں۔۔۔ مشعل نے ہنسی سے بے حال ہوتے ریکوسٹ کی تو۔ عیس نے اس ننھی سی جان پر رحم کھاتے اسے چھوڑ دیا۔۔۔ جس پر مشعل نے شکر کا سانس لیا۔ عیس بیڈ پر لیٹا تو مشعل لاڈ سے کھسکتے ہوئے اس کے پاس ہو گئی۔ پر قریب نہ گئی۔

عیس نے اسکی جھجک کو دیکھتے بازو سیدھا کیا۔ اور اسے بازو پر آنے کا اشارہ کیا۔ تو وہ خوشی سے اس کے بازو پر سر رکھ کر لیٹ گئی۔ عیس کی پہلی محبت بھری پیش قدمی مشعل کے دل میں محبت کے پھول کھلا گئی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ محبت پر یقین کرنے کے لیے مجبور ہو گئی تھی۔۔۔ اور آج پہلی بار اپنے سامنے موجود یہ انسان اسے اپنا لگ رہا تھا۔ وہ صرف رنگ کا سانولا تھا لیکن اپنے جان لیوا انداز اور شخصیت میں وہ جان لینے کی بھی صلاحیت رکھتا تھا۔

عیس نے اسے اٹھاتے ہوئے سینے پر لٹایا۔ جتنی وہ قدمیں عیس سے چھوٹی اور وزن میں ہلکی تھی۔ اتنی ہی عیس کو آسانی ہوئی تھی کہ وہ آسانی سے اسے اپنے اوپر نیچے لٹا رہا تھا۔ جس پر وہ معصوم جان احتجاج بھی نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

اب بتاؤ۔۔۔ کہ مجھے تم سے پیار ہے کہ نہیں۔۔۔ عیس نے مشعل کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنی محبت کا پوچھا۔۔۔ وہ جاننا چاہ رہا تھا کہ رات سے اب تک اسکی چھوٹی سی بیوی کیا محسوس کر پائی تھی۔ کیا وہ عیس کی محبت کو جان پائی تھی۔

نہیں آپ صرف مجھے ڈراتے ہیں اور دھمکاتے ہیں۔۔۔ مشعل نے بند آنکھوں سے ہی ناک چڑھائے جواب دیا۔

تو عیس اسے گھور گیا۔ جو اپنے باپ کی طرح اس پر بے بنیاد الزامات لگا رہی تھی۔۔۔

جھوٹی۔۔۔ عیس صرف اتنا ہی کہہ پایا۔ اور پھر کچھ سوچتے دانتوں تلے لب دبا گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جانو تمہیں ہار لکس لا کر دوں کیا۔۔۔ عیس نے مسکراہٹ ضبط کرتے پوچھا۔ تو مشعل اسکی بے تکی بات پر آنکھوں کو کھول گئی۔

کیوں۔۔۔ وہ کیوں۔۔۔۔

تم اتنی چھوٹی سی ہو شاید ہار لکس پی کر ہی تھوڑی بڑی ہو جاؤ۔۔۔ عیس سیریس انداز میں ہار لکس کی وجہ بتائی۔ تو مشعل غصے سے لال ہو گئی۔۔

میں چھوٹی نہیں ہوں آپ ہی ایکسٹرالمبوہیں۔۔ زیادہ دل کر رہا ہے تو خود پی لیں۔۔۔ مشعل غصے سے ناک پھلایے بولی۔۔۔

تو عیس اسکی چھوٹی سی ناک پر غصہ دیکھتے مزید گویا ہوا۔۔

میں ہار لکس نہیں بون ویٹاپیوں گا۔۔۔

بون ویٹا کیسے۔۔۔ مشعل نے نا سمجھی سے دیکھا۔۔

ایسے میری نا سمجھ پدی جانو۔۔۔ عیس مشعل کی بیوٹی بون پر لب رکھ گیا۔ تو مشعل شرم سے دوہری ہوئی۔۔۔

مشعل نے عیس کو کندھوں سے پکڑ کر دور کرنے کی کوشش کی تو عیس اسکے ہاتھوں کو جکڑ گیا۔ اور پھر وہ رکنا نہیں تھا بلکہ مشعل کو اپنے لبوں سے چھوتا اسکے لبوں پر ہونٹ رکھ گیا۔ نرمی سے مشعل کے ہونٹوں کو چھوتا اسکی ننھی سی جان ہلکان کر گیا۔۔۔

وہ بھول چکا تھا کہ سنی ڈیول فلیٹ میں عیس کے آدھے گھنٹے سے اوپر ہونے والا ہر منٹ گن رہا تھا۔ جو اسے لیٹ ہونے کا ثبوت تھا۔



یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

نعمان خان۔۔۔ خانم کدھر ہیں۔۔ سلطان نے فون پر چنگاڑتے ہوئے پوچھا۔۔۔

تو نعمان خان اپنے چھوٹے خان کے غصے سے پسینے سے شرابور ہوا۔۔۔

خان قسم لے لیں۔۔ میں یہاں سے ہلا تک نہیں ہوں۔۔۔

اگر تم وہاں سے ہلے تک نہیں تو خانم کہاں چلی گئیں۔۔ زمین کھا گئی کہ آسمان نکل گیا۔۔ سلطان نے ضبط سے آنکھوں کو بند کیا۔۔ اس کے لیے یہ سوچ ہی جان لیوا تھی۔ کہ علیزے دوراتوں سے ہاسٹل سے غائب تھی اور وہ بے خبر رہا۔۔ اسکا بس چلتا تو اپنی لاپرواہی پر خود کو ہی شوٹ کر لیتا۔۔۔

نعمان تمہارے پاس صرف اک گھنٹے کا وقت ہے۔۔ اور اک گھنٹے بعد تم مجھے خود فون کر خانم کا پتہ بتاؤ گئے۔۔ نہیں تو اپنی موت کی تیاری کر لینا۔ سلطان نے فون بند کر بیڈ پر پھینکا۔۔۔

جبکہ دوسری طرف نعمان کسی اور کو فون ملا گیا۔۔۔

بڑے خان خدا کا واسطہ ہے مجھے چھوٹے خان سے بچالیں۔۔ نہیں تو میں جا کر انہیں ساری حقیقت بتانے لگا ہوں۔۔۔ اپ تو پھر میری جان بخش دیں گئے چھوٹے خان تو وہ بھی رحم نہیں کریں گئے۔۔ ابھی تو میری شادی کو بھی چھ ماہ نہیں ہوئے۔۔ نعمان نے بیچارگی کی حدوں کو چھوتے کہا۔۔۔ اوئے چپ کر گدھی کی بچی۔۔۔ خبردار اگر تم نے چھوٹے خان کو اک بات بھی بتایا۔۔ میں خود ادھر آکر تیرا قتل کر دے گی۔۔۔

پر بڑے خان آپ کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔۔ چھوٹے خان پانی کے بنا رہ سکتے ہیں پر خانم کے بنا نہیں۔۔۔ خانم کی بدولت ہی تو اتنا عرصہ ہم انکے جلال سے بچے رہیں ہیں۔۔۔ نعمان نے فون پر بولنے والے کو سمجھانا چاہا۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

نعمان خان تم ہمارے کو سائنس نہیں پڑھاؤ ورنہ میں ادھر آکر تمہارے کو وہ سب بھی پڑھا دے گی۔ جو تم نے ابھی تک نہیں پڑھا۔ اور تیری خانم کی کسی اور سے شادی کروا اسکا گھر بسادے گی میں۔۔۔ اس لیے اب چپ کر کے فون رکھو تم اور ہماری دماغ کھانا بند کرو۔۔۔

نعمان نے بے بسی سے کال بند کی اور پھر اپنا نمبر ہی بند کر دیا۔ کیونکہ اسکا کوئی موڈ نہیں تھا بڑھی جوانی میں مر کر اپنی خوبصورت خانم کو کسی دوسرے کے حوالے کرنے کا۔ اتنی مشکل سے تو اسکی محبت کی کہانی کو ملن نصیب ہوا تھا۔ تو وہ چھوٹے اور بڑے خان کے بیچ نہیں پسنا چاہتا تھا۔

ضرار سائیں اچکوالہ پوچھے۔۔۔ نعمان نے ضرار کو یاد کرتے ہو سٹل کے راستے سے گاؤں جانے والے رستے پر گاڑی موڑی۔۔۔ ارادہ اپنی خانم کو ملنے کا تھا۔



سلطان تم ہوش سے کام لو بھابھی ادھر ہی ہونگی کہیں۔۔۔ سنی نے سلطان کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی جو تھوڑی سی دیر میں ہی کمرے کا حشر نشر کر چکا تھا۔

لیکن سلطان خان ہوش میں کہاں تھا۔۔۔ وہ ہوش ہی تو کھو بیٹھا تھا۔۔۔ یہ سوچ ہی اسکی جان کھائیے جا رہی تھی۔ کہ اسکی خانم پتہ نہیں کس حال میں ہو گئیں۔۔۔

وہ تین دنوں میں کام کی زیادتی کے باعث علیزے کو دیکھنے نہیں جاپایا تھا۔

پر کل رات بارہ بجے جب اس نے لیپ ٹاپ سے ہو سٹل کے کمرے کا منظر دیکھنا چاہا۔ تو کمرہ بالکل خالی تھا۔ سلطان کو کچھ غیر معمولی لگا۔ پروہ نظریں جمائیے دیکھتا رہا۔ کہ شاہد علیزے واش روم میں موجود نہ ہو۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

لیکن جب اک گھنٹہ گزر جانے کے بعد سلطان کو کمرے میں کوئی ہلچل محسوس نہ ہوئی تو وہ اسی وقت گاڑی کی چابی لے کر ہو سٹل کی جانب بھاگا۔ سلطان نے جب پچھلے دن کی ریکارڈنگ دیکھی تو اسے وہاں بھی کچھ نہیں ملا تھا۔

نجانے کل رات سلطان کو ہو سٹل کو رستہ لمبا ترین کیوں لگا۔ اور جب دھڑکتے دل کے ساتھ سلطان ہو سٹل پہنچا تو ہو سٹل کی وارڈن نے اسے بتایا کہ علیزے ابراہیم دو دن پہلے ہی اک آدمی کے ساتھ ہو سٹل چھوڑ کر جا چکی ہے۔

اتنی رات کسی انجان آدمی کا علیزے ابراہیم کا پوچھنا وارڈن کو شک مبتلا کر گیا۔

لیکن وہ پھر سر جھٹک گئی۔۔ کیونکہ جانے والی جا چکی تھی۔

تو وارڈن کی بات سلطان خان کو انگاروں پر لٹا گئی۔

وہ تو پچھلے دو سالوں سے اسے چھپا چھپا کر رکھ رہا تھا کام سے فری ہونے کے بعد اسکا پورا اردہ تھا علیزے کے سامنے کھل کو آنے کا۔۔

پر وہ نہیں جانتا تھا کہ اسے اپنی لاپرواہی کی اتنی بڑی سزا بھگتنی پڑے گی۔۔ کہ اسکے دل کی دھڑکن ہی اس سے دور چلی جائے گی۔

پوری رات وہ ہر ممکن جگہ پر علیزے کو تلاش کر چکا تھا۔ پر اسے ناکامی کے سوا کچھ نہیں ملا تھا۔ اپنے جن آدمیوں کو اس نے علیزے کی حفاظت پر لگایا تھا۔ وہ بھی کچھ نہیں جانتے تھے۔ کیونکہ انکے سامنے علیزے ہو سٹل سے باہر نکلی ہی نہیں تھی۔ لیکن وارڈن کے مطابق علیزے کسی آدمی کے ساتھ گئی تھی۔ تو پھر علیزے کہاں تھی۔۔

یہ سوال سلطان کو الجھن میں ڈال گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اور اب فلیٹ میں وہ شکستہ حال میں بیٹھا اپنے بالوں کو نوچ رہا تھا۔

اگر اسے تھوڑا سا بھی اندازہ ہو جاتا کہ علیزے کس کے گئی ہے تو اب تک وہ علیزے کو ڈھونڈ بھی چکا ہوتا۔ پر اک نامعلوم انسان کو وہ کیسے ڈھونڈتا۔

ہوسٹل کے کیمروں سے بھی فونج ڈلیٹ کر دی گئی۔ جس کا صاف مطلب تھا کہ سب کچھ پلیننگ کے مطابق ہوا تھا۔۔۔ جان بوجھ کر سلطان احمد خان کے ہر راستے اور امید کو بند کیا گیا تھا۔ لیکن ختم نہیں کیا گیا تھا۔۔۔

سنی نے سلطان کے حال کو دیکھتے ہونٹ بھینچے۔۔۔ وہ نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ اپنے یار کو کیسے سمیٹے۔۔۔ کیسے اسکے جینے کی وجہ اسکے سامنے لائے۔۔۔ وہ خود بھی ہر چیز اچھے سے دیکھ چکا تھا۔

سلطان۔۔۔ پریشان نہ ہو یا۔۔۔ بھابھی مل جائیں گیں جلد ہی۔۔۔

اسی وقت ضرار اور عیس فلیٹ میں داخل ہوئے تو سنی جلدی سے انکی طرف بڑھا۔۔۔ وہ میسج پر پہلے ہی انہیں ساری صورت حال بتا چکا تھا۔ صرف چند گھنٹوں میں سلطان احمد خان اپنا سب کچھ ہارا بیٹھا تھا۔

عیس اور ضرار نے سنجیدگی سے سلطان کا حال دیکھا۔

اور پھر سلطان ضبط کھوتے چابی اٹھا کر باہر نکل گیا۔۔۔

سلطان کے جاتے ہی ضرار اور عیس زور سے صوفے پر گرے۔

سنی یار کوک تو پلاؤ۔۔۔ عیس نے فرمائش کرتے کہا۔ تو سنی کو ان دونوں کی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔

۔۔۔ اک کوک مانگ رہا تھا۔ تو دوسرا موبائل کا فرنٹ کیمرہ آن کیے سیلفی لینے میں مصروف تھا۔

تم لوگوں کو دماغ خراب ہے کیا۔۔۔ سنی نے ضرار سے فون چھینتے عیس کی پونی بھی کھینچ دی۔ جس پر وہ دونوں اسے گھور کر رہ گئے۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

یہاں وہ پاگل ہوا پڑا ہے اور تم دونوں کن چکروں میں پڑے ہو۔۔۔ سنی نے دونوں کو لتاڑا۔۔۔ تو دونوں انجان بن گئے۔۔۔

جس پر سنی کو شک ہوا کہ دال میں کچھ نہیں بلکہ پوری دال کالی کی گئی تھی۔۔۔ تو وہ سیدھا ہوتا بیٹھ کر ہاتھ میں جوتا اٹھا گیا۔۔۔

اک منٹ ہے تم دونوں کے پاس اور مجھے ساری بکواس جانی ہے۔۔۔

مجھے کیوں دھمکا رہے ہو۔۔۔ یہ ماسٹر مائنڈ پلینر بیٹھے ہیں۔۔۔ ان سے پوچھیں۔۔۔ میں تو خود اپنی بطح کو ڈرا کر پوری رات لگا کر جان پایا ہوں۔۔۔ عیس نے ضرار کی طرف اشارہ کرتے مشعل کے نازک وجود کو یاد کرتے سرشاری سے کہا۔ تو سنی کے ہاتھ میں موجود جوتا سچ میں عیس کے گٹھنے پر پڑا۔۔۔

تیرا ٹھکر پن نہیں پوچھا تھا میں۔۔۔ سنی نے گھورتے ہوئے بے شرم انسان کو دیکھا۔۔۔

اور تم گرے آنکھوں والے شروع ہو رہے ہو کہ میں شروع ہوں۔۔۔ سنی نے اپنا رخ ضرار کی جانب کیا تو وہ دانتوں کی نمائش کر گیا۔۔۔

تم نہیں چاہتے کہ تمہارے یار کا نکاح ہو جائے۔۔۔ ضرار نے الٹا سوال کیا۔ تو سنی سے سچ میں وہ بھی جوتا کھا گیا جس پر عیس کی کلیجی کو ٹھنڈک و راحت پہنچ گئی۔۔۔

سالا۔۔۔ ضرار سنی کو گھور گیا۔۔۔ سیدھی بات بتا مجھے بس۔

سنی نے جوتا اور اونچا کرتے کہا۔۔۔ تو ضرار نے ساری بات اسکے منحوس کانوں میں گوش گزاری۔ جس پر سنی نے پرسکون ہوتے صوفے کی بیک سے ٹیک لگائی۔۔۔

پہلے نہیں بتا سکتے تھے تم دونوں کمینوں۔۔۔ دکھ میں میری فروٹ چاٹ خراب ہو جاتی۔۔۔

سنی اٹھ کر کچن سے اپنی چاٹ لینے پہنچا۔۔۔ تو دونوں سر نفی میں ہلا گئے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اسکو چاٹ کھانے دو کچھ دنوں بعد اسکی فروٹ چاٹ بننے والی ہے۔۔ عیس نے کلثوم بیگم کی بات یاد کرتے کہا۔ جس پر ضرار نے اسے دیکھا تو عیس کندھے آچکا گیا۔۔

اب کرنا کیا ہے۔۔۔ سنے نے واپس آتے پوچھا۔۔۔

اب ہم نہیں بلکہ جو بھی ہو گا وہ میر خان کریں گئے۔۔۔ ضرار نے کمینے پن سے کہا۔

تو عیس اسکے کمینے پن اسکو سیلوٹ کر گیا۔ اور ضرار نے فون اٹھاتے میر خان کو کال ملا کر اگلا قدم اٹھایا۔۔

سب کچھ تو وہ ترتیب دے ہی چکا تھا۔ جس پر میر خان نے اسکا بھرپور ساتھ بھی دیا تھا۔ اب بس میر خان کو شہر بلانا تھا۔۔

لیکن اس ساری پلیننگ میں وہ تینوں یہ بھول چکے تھے کہ جس کی کوئین کو گم کرنے کی گستاخی وہ کر چکے ہیں۔۔ وہ انہیں کیسی سزا دینے والا ہے۔۔۔

کیونکہ سلطان احمد خان اتنا بھی بے خبر نہیں تھا۔۔۔

Episode 26

رات کے دس بجے گاڑی میں وہ پرسکون سا بیٹھا مسکرا رہا تھا۔

سالے، گدھے، کمینے۔۔۔

اپنے دوستوں کو یاد کرتے وہ دانت پیستا بڑبڑا دیا۔۔۔

سالوں مجھے اپنی کوئین تک پہنچ لینے دو۔۔۔ پھر تم لوگوں کا حساب کتاب کروں گا۔ اور دیکھنا سلطان

خان تم لوگوں کی دکھتی رگ پر کیسے پاؤں رکھتا ہے۔۔۔

علیزے کو یاد کرتے وہ سرشاری سے سیٹ پر سرٹکا گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

موبائل کی بیل پر سلطان نے آنکھیں کھول کر فون ریسو کر کے کان سے لگایا۔۔

چھوٹے خان۔۔ خانم فلیٹ میں ہی ہیں۔۔ سلطان کے آدمی نے کہا تو سلطان کچھ سوچتے مسکرا دیا۔

ٹھیک ہے نعمان خان کو اسکی خانم سے ملو او۔۔ سلطان نے حکم دیا۔

علیزے کی گمشدگی اسے سچ میں پاگل کر دیتی اگر وہ اپنے نمونوں کی باتیں نہیں سن پاتا۔ جس وقت وہ فلیٹ سے نکل رہا تھا۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی جب اسے یاد آیا کہ وہ اپنا موبائل روم میں ہی چھوڑ آیا ہے تو فون لینے کی غرض سے وہ واپس فلیٹ کے اندر داخل ہوا۔ لیکن اندر ہونے والی ان تینوں کی گفتگو سلطان کا خون کھولا گئی۔

سلطان کا دل کیا اندر جا کر ابھی سنی کے ہاتھ سے جوتالے کر ان دونوں کو سینک کر رکھ دے۔۔ لیکن سلطان کو اب صرف جوتے نہیں بلکہ بڑا دھمکا کرنا تھا۔۔ جو ضرر اور عیس کبھی بھلا نہیں پاتے۔۔ مزید پلینگ جاننے کے لیے سلطان نے اپنے خاص آدمی نعمان خان کی تلاش میں گھوڑے دہرائے تو اسے نعمان خان کا نمبر ہی بند ملا۔

جس پر سلطان ضبط کر کے رہ گیا۔ لیکن وہ اتنی آسانی سے نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ اسی لیے سلطان نے میرپور میں اپنے آدمیوں کو نعمان خان کی تلاش میں لگایا۔ تو سلطان کو پتہ چلا کہ نعمان خان لشکارے مارتا اپنی خانم سے ملنے کی تیاریوں میں ہے۔

تو سلطان نے ٹارگٹ کو چھوڑ کر طوطے پر فوکس کیا۔ کیونکہ نعمان خان کی جان ہی طوطے میں تھی۔ اور وہ طوطا نعمان خان کی خانم علینہ تھی۔

نعمان خان بچپن سے اپنے چھوٹے خان کے ساتھ سائے کی طرح تھا۔ اسی لیے سلطان خان نے ہمیشہ نعمان خان کو بھائی ہی سمجھا تھا۔ اور اسی لیے وہ فون بند کر کے بنا سلطان کو بتائے گاؤں جانے کی گستاخی پر صحیح سلامت تھا۔ ورنہ سلطان احمد خان ایسی گستاخی پر حشر بگاڑ دیتا۔۔ کیونکہ بات اسکی کوئین کی تھی۔۔ یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اور اس صورتحال میں جب سلطان نے علینہ (نعمان کی بیوی) کو ساری بات بتائی تو وہ خوشی خوشی اپنے چھوٹے سردار کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو گئی اور اسی لیے وہ بھی نعمان خان کو بنا بتائے سلطان خان کے پتے پر آگئی۔

سلطان کے فون پر پھر آنے والی کال نے سلطان کو سوچوں سے نکالا۔ تو نعمان خان کی کال دیکھ وہ موبائل کو ہاتھ میں گھومنے لگا۔

اور پھر نعمان خان کی جان سولی پر لٹکانے کے بعد جب سلطان نے کال ریسیو کی تو نعمان خان کی بے تابی والی آواز سلطان کے دل کو ٹھنڈک پہنچا گئی۔

چھوٹے خان اب تو بتادیں میری خانم کدھر ہیں۔۔۔ نعمان خان نے بیچارگی سے کہا۔

تم کدھر ہو اس وقت۔۔۔ سلطان نے سامنے نظریں مرکوز کرتے پوچھا۔۔۔

میں تو گاؤں میں ہوں۔۔۔ نعمان نے جلدی سے جواب دیا۔

میں کدھر رہتا ہوں۔۔۔ سلطان نے دوسرا سوال کیا تو نعمان صبر کے گھونٹ پینے لگا۔ اور یہ صبر اسے کرنا ہی تھا کیونکہ اس نے چھوٹے خان کو سچ نہ بتانے کی غلطی کی تھی

چھوٹے خان آپ شہر میں رہتے ہیں۔۔۔

اوہاں میں تو شہر میں رہتا ہوں۔۔۔ علینہ بھی ادھر ہی ہے دراصل اسے کچھ شاپنگ کرنی تھی نہ تو وہ شہر آگئی تھی۔

علینہ کے ذکر پر نعمان کا دل جہاں زور سے دھڑکا تھا وہیں اس کا دل کیا اپنا سردیوار میں دے مارے۔۔۔ وہ پورا دن ڈرائیور کر کے شہر سے گاؤں پہنچا تھا۔ تاکہ اپنی خانم کا دیدار کر سکے۔۔۔ اور اب علینہ شہر میں تھی۔ اس کا مطلب اسے مزید صبر کرنا تھا۔

یہ ای۔بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

چھوٹے خان یہ غلط بات ہے۔۔۔ نعمان نے رونے والا منہ بنایا۔

تمہیں لگتا ہے کہ میں کچھ غلط کر سکتا ہوں خان۔۔۔ سلطان نے رعب دار انداز میں پوچھا۔ تو نعمان منمنّا گیا۔

چلو شتاباش ریسٹ کرو۔۔۔ مجھے اور بھی بہت کام ہیں۔۔۔

بنا کوئی نعمان کی بات سنے سلطان فون بند کر چکا تھا۔

وہ نعمان کو اتنا توتا چکا تھا کہ علیحدہ شہر میں ہے۔ پر یہ بتانا بھول گیا تھا کہ علیحدہ تھوڑی دیر میں واپس گاؤں جانے والی ہے۔

پتہ نہیں یہ لوگ پوری بات کیوں نہیں سنتے۔۔۔ سلطان نے کندھے آچکائے۔ کیونکہ اسکی کوئی غلطی نہیں تھی۔

اور اب اسکا ارادہ اپنی کوئین کو ملنے کا تھا۔ جو اس سے چھپی بیٹھی تھی۔۔ تھوڑی دیر پہلے ہی اسکا آدمی سلطان کو ضرار کے فلیٹ میں علیزے کی موجودگی کنفرم کر چکا تھا۔ اور اب سلطان کا رخ فلیٹ کی جانب تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد سلطان ضرار کے فلیٹ کے سامنے موجود تھا۔

کچھ عرصہ پہلے تک یہ فلیٹ سائیں سائیں کرتا تھا اور اب دو تتلیاں اس ویرانے کو اپنی چمک سے روشن کر چکی تھیں۔

سلطان نے گھڑی میں وقت دیکھا تو رات کے بارہ بجے کا وقت تھا۔ اور اسی وقت سلطان کو اک مخصوص کال موصول ہوئی۔

چھوٹے خان کام ہو گیا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ٹھیک ہے جب تک میں نہ کہوں اندھیرا روشنی میں نہیں بدلنا چاہیے۔۔ سلطان نے کال پر موجود شخص کو تاکید کی۔

علیزے اس وقت لاؤنج میں بیٹھی موبائل یوزر کر رہی تھی۔ فلیٹ میں آئے ہوئے اسے تین دن ہو گئے تھے۔ اور ان تین دنوں میں ضرار نے صرف اک دفعہ ہی چکر لگایا تھا۔

ضرار نے علیزے کو سب سمجھا کر اس کے سارے خدشے دور کیے تھے۔ علیزے جو اتنے دنوں سے بے چین تھی۔ ضرار کا نرم رویہ اور اپنے لیے بے پناہ عزت دیکھ کر وہ پرسکون ہو گئی تھی۔ اور اسی لیے وہ بے فکری سے لاؤنج میں بیٹھی منیزے کی واپسی کا انتظار کر رہی تھی۔۔ جو تھوڑی دیر پہلے مارکیٹ جانے کے لئے گھر سے نکلی تھی۔

علیزے لاؤنج میں بیٹھی بور ہونے لگی تو اس نے روم میں جانے کے سوچا۔ کیونکہ شبو بھی اپنے کاموں میں مصروف نجانے کہاں گم تھی۔ ورنہ علیزے اسی سے باتیں کر کے ٹائم پاس کر لیتی۔ علیزے اٹھ کر اپنے اور منیزے کے مشترکہ روم میں آئی۔ ارادہ شاور لینے کا تھا۔ کیونکہ آج صبح وہ شاور نہیں لے پائی تھی۔

ڈھیلے ڈھالے ٹراؤزر اور سیلیو لیس شرٹ میں علیزے نے اپنے گرد موجود شال اتار کر بیڈ پر رکھی۔ اور شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے بالوں کو کیچر میں قید کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ کہ اچانک روم میں اندھیرا ہو گیا تو علیزے چونک گئی۔

لیکن جب پانچ منٹ گزرنے کے بعد بھی لائٹ نہ آئی تو علیزے کو سچ میں تشویش ہونے لگی۔ کیونکہ وہ اس وقت فلیٹ میں اکیلی موجود تھی۔ منیزے ابھی تک واپس نہیں آئی تھی اور نہ ہی شبو کا کچھ انا پتا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

علیزے نے ڈور کو کھولنا چاہا تھا پر ڈور لاک تھا۔ ڈور کو کھلتے نہ دیکھ کر حقیقی معنوں میں علیزے کی جان ہوا ہوئی۔ وہ موبائل بھی لاؤنچ میں چھوڑ آئی تھی ورنہ موبائل کی روشنی ہی علیزے کو سہارا دے دیتی۔

کمرے میں موجود زی روح اچھے سے اپنے سامنے موجود نازک جان کی حالت سے واقف تھا۔ پراتنی سزا تو بنتی تھی۔

روم میں اچانک جانی پہچانی خوشبو محسوس کر کے علیزے کانپ گئی۔ اپنے ذہن میں موجود انسان کی موجودگی کا سوچ کر ہی علیزے کا دل کانپ اٹھا۔ ڈر کے مارے کانپتے ہوئے وہ ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ نیچے بیٹھتی چلی گئی۔

جس انسان کو آج تک وہ صرف نیند میں محسوس کرتی آئی تھی۔ اس میں بالکل حوصلہ نہیں تھا کہ اس انسان کو اپنے سامنے دیکھ پاتی۔

کون ہے کمرے میں۔۔۔ علیزے ڈرتے ہوئے بولی۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اندھیرے میں سامنے کاؤچ پر بیٹھا سلطان علیزے کی آواز میں ڈر کو محسوس کرتے گہرا مسکرایا۔۔۔
پلیز بتاؤ کون ہے۔۔۔ وہ تقریباً رو دینے کو تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ سچ میں رو پڑتی روم میں جلنے والی لائٹر کی روشنی اسے اپنی طرف متوجہ کر گئی۔
بلیک جیکٹ پہنے ٹانگ پر ٹانگ رکھے نیلی آنکھیں غور سے ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ نیچے بیٹھی علیزے کو
دیکھ رہیں تھیں۔

علیزے نے ساکت آنکھوں سے اپنے سامنے بیٹھے انسان کو دیکھا۔ جس کو آج تک اس نے صرف نیند میں
ہی جانا تھا۔

کالی آنکھوں میں چمکتے آنسو کھلے میروں گنگریا لے بالوں کے ساتھ زمین پر بیٹھی علیزے اپنے ہوش گنوا
چکی تھی۔

کسی روبرو کی طرح وہ اٹھ کر چلتے ہوئے سلطان کے قریب جا کھڑی ہوئی۔

ہاتھ بڑھا کر علیزے نے اپنے سامنے بیٹھے انسان کی حقیقت کو محسوس کرنا چاہا تو سلطان اسکی بے خبری پر
دانتوں تلے لب دبا گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا جب وہ ہوش میں لوٹے گی تو سچ میں ہوش کھو دے گی۔

علیزے نے جب سلطان کے چہرے کو ہاتھ لگایا تو وہ چونک گئی۔۔۔ کیونکہ وہ خواب نہیں بلکہ حقیقت
میں موجود تھا۔

ہوش میں آتے ہی اس سے پہلے وہ لڑکھڑا کر گرتی سلطان نے کھڑے ہوتے علیزے کو کمر سے تھام لیا۔
لیکن وہ سچ میں ہوش گنوا کر بے ہوش ہو چکی تھی۔

میرا چوزہ۔۔۔ لمبی پلکوں پر چمکتے آنسو کے ساتھ سیلیولیس شرٹ میں اپنی کوئین کو دیکھ کر سلطان
ایہیں رو آچکا گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سلطان کا بس چلتا اپنی باہوں میں موجود دلکش وجود کو اپنی قربت سے مہکا دیتا۔ لیکن ابھی اسے کل تک کا صبر کرنا تھا۔

علیزے کو بانہوں میں اٹھاتے سلطان نے بیڈ پر لٹایا۔ اور موبائل نکال کر اک میسج کیا۔ اور ٹھیک اک منٹ بعد کمرے کی لائیٹ واپس اچکی تھی۔

سلطان نے سائیڈ ٹیبل پر پڑے گلاس سے پانی کے چند قطرے علیزے کے منہ پر گرائے تو علیزے با مشکل آنکھیں کھول پائی۔ لیکن اپنے دائیں جانب موجود زی روح انسان کو دیکھ کر وہ اچھل پڑی۔۔۔



علیزے نے حیرانی سے اپنے سامنے کھڑے سلطان کو دیکھا۔

جس نے اپنے چہرے کا ماسک اتار علیزے کے دل کی دھڑکنیں روک دیں تھیں۔

بیڈ پر آدھی لیٹی اور بیٹھی وہ بالکل ساکت تھی۔ پچھلے دو سالوں کا خواب آج حقیقت کے روپ میں اس کے سامنے موجود تھا۔

ہڑبڑاتے ہوئے علیزے بیڈ سے اٹھنے لگی۔ اس سے پہلے کے وہ اٹھ پاتی۔ سلطان اسے ٹانگ سے کھینچتے ہوئے بیڈ پر پھر لٹا چکا تھا۔

علیزے کے بیڈ پر گرتے ہی سلطان نے علیزے کے بازو اپنے ہاتھ میں جکڑ کر اوپر پن کیے۔ اور اپنی ساکت نیلی آنکھیں علیزے کی پھیلی کالی آنکھوں میں گاڑھیں۔۔۔۔۔

آپ جانتیں تھیں نہ کہ بندہ ناچیز آپ کا دیوانہ ہے۔۔۔ علیزے کے چہرے کو دیکھتے سلطان نے سرد تاثرات سے پوچھا۔۔۔

لیکن علیزے کی زبان تالو سے چپک چکی تھی۔ اور چہرے پر صرف ہوائیاں اڑی ہوئیں تھیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

بکھرے بال اور پسینے سے شرابور چہرے کے ساتھ اپنے بکھرے حلیے میں علیزے بامشکل سانس لے پا رہی تھی۔ کہاں وہ ہر وقت گاؤں میں رہنے والی لڑکی اس وقت اک مرد کی بانہوں میں بے سدھ پڑی تھی۔ اور یہ قربت اسکے لیے جان لیوا ثابت ہو رہی تھی۔۔۔

سلطان نے علیزے کی خراب حالت دیکھی تو اس کے ہاتھ چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔۔

علیزے سلطان کو پیچھے ہٹتے دیکھ تیزی سے کھڑی ہوئی اور اپنی شال اٹھا کر خود کے گرد لپیٹ گئی۔

سلطان علیزے کی کاروائی کو ملاحظہ کرتے کاؤچ پر جا بیٹھا۔۔

ادھر آئیں۔۔۔۔

علیزے جوڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ جڑ کر کھڑی تھی سلطان کی طرف سے ملنے والے نئے حکم کو سن کر رونے والی ہو گئی۔

وہ نہیں سمجھ پارہی تھی کہ سامنے والا کیوں اس پر حاوی ہوتا جا رہا ہے۔ کہ وہ اپنے حق میں احتجاج بھی نہیں کر پارہی۔۔۔

علیزے میں آپ سے کچھ کہہ رہا ہوں۔۔۔ سلطان نے علیزے کو وہیں کھڑے دیکھ کر پھر کہا۔ تو علیزے آنسو بھری آنکھوں کے ساتھ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے سلطان کے قریب چلی گئی۔

یہاں بیٹھ جائیں۔۔۔ کھا نہیں جاؤں گا آپکو۔۔۔ سلطان نے علیزے کو کانپتے دیکھ کر کہا۔ تو وہ ڈرتے ہوئے کنارے پر بیٹھ گئی۔

علیزے کو کانپتے دیکھ کر سلطان نے گہری سانس خارج کی۔ وہ اسے خود سے خوفزدہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن ناچاہتے ہوئے بھی پچھلے کچھ گھنٹوں کی وحشت وہ کنٹرول نہیں کر پارہا تھا۔

اور اب علیزے کی سسکیوں نے سلطان کو مزید بے چین کیا

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اور پھر سلطان احمد خان سب بھلائے اپنی کونین کے قدموں میں بیٹھ چکا تھا۔

اپنے گردنِ شال لپیٹے بکھرے لمبے بالوں میں سرخ چہرے کے ساتھ وہ حیران کن نم آنکھیں سلطان پر ٹکا گئی۔۔

سلطان نے علیزے کی نم سرح آنکھوں کو دیکھتے مشکل سے اپنے دل کو سنبھالا۔۔۔۔۔

لیزے لے لے۔۔۔ مجھے مجبور نہیں کریں کہ سب بھلائے اپکو خود میں قید کر لوں۔۔۔ پھر یہ رونا بھلا کر آپ سانسوں کو فکر میں لگ جائیں گیں۔۔۔

سلطان نے گہرے لہجے میں کہا تو علیزے کا چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا۔۔

یہ سب کرنے کی کیا وجہ تھی۔۔۔ سلطان نے علیزے کے چہرے پر حیا کی لالی کو دیکھا۔۔۔ جو خاموش نظریں جھکائے لب چبائے جارہی تھی۔۔۔

علیزے نہیں کریں ورنہ میں خود سے کنڑول کھودوں گا اور پھر نکاح کل کی بجائے آج ہی فرض ہو جائے گا۔ سلطان نے آنکھوں کو بند کرتے علیزے کی خوشبو کو محسوس کیا۔۔۔ تو علیزے پھر رونے والا منہ بنا گئی جو اپنی شخصیت کے ساتھ ساتھ اپنے لفظوں سے بھی اسکی جان نکالنے میں لگا تھا۔۔۔

علیزے کو پھر رونے کی تیاری میں دیکھتے سلطان اٹھ کر جا کر کاؤچ پر بیٹھا۔۔۔ اگر اپنی کوئین کی آواز سنی تھی تو پہلے فاصلہ کرنا ضروری تھا۔

سلطان کو دور بیٹھتے دیکھ کر علیزے نے اپنی رکی ہوئی سانس بحال کی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ سب منیزے اور ضرار بھائی نے کیا ہے۔۔ علیزے نے منمناتے کہا۔ کیونکہ اتنا تو وہ جان چکی تھی۔ کہ یہ نیلی آنکھوں والا بھیڑیا سب کچھ جانے بنا اسے بخشے گا نہیں۔۔۔

انہوں نے کہا اور آپ نے کر لیا۔۔ اک دفعہ خیال نہیں آیا کہ مجھ پر کیا گزرے گی۔۔ نہ چاہتے ہوئے بھی سلطان اپنی حالت بیان کر گیا۔۔

علیزے نے حیران کن نظروں سے اسے دیکھا۔۔ وہ نہن جانتی تھی کہ سامنے بیٹھا خوبصورت مرد کیوں اس سے محبت میں مبتلا ہو گیا تھا۔۔۔

ایسے نہیں دیکھیں۔۔۔

جانتا ہوں آپکے دل میں بہت سوال ہیں۔۔ آپکے سب سوالوں کے جواب آپکو کل مل جائیں گئے۔ کل دل بڑا کر کے ایسے گا۔ کہ آپکو سلطان احمد خان کی ملکیت میں جانا ہے۔

اور میں کل آپکو بالکل بھی نہیں بخشنے کا ارادہ رکھتا۔۔۔

لیکن اب جانے کا وقت ہے۔۔۔ سلطان نے آخری نظر علیزے کو غور سے دیکھا اور اک دفعہ پھر کمرے میں مکمل اندھیرا چھا گیا۔ جو علیزے کو پھر چوکنے پر مجبور کر گیا۔۔

لیکن اس دفعہ لائیٹ کچھ سیکنڈز بعد واپس آچکی تھی۔ اور کمرے میں علیزے اکیلی رہ گئی تھی۔۔ اپنا ڈر بکھیرتا نیلی آنکھوں والا جاچکا تھا۔

علیزے جو تھوڑی بہت فکروں سے آزاد ہوئی تھی لیکن اب سلطان سے براہ راست ملاقات اسے خوف میں مبتلا کر چکی تھی۔ اور پھر سلطان کی معنی خیز باتیں حقیقی معنوں میں علیزے کی جان سولی پر لٹکا گئیں۔۔۔

لیز و وہاں ہو۔۔۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

علیزے جو اپنی سوچوں میں گم تھی باہر سے آتی منیزے کی آواز پر چونکی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ باہر نکلتی منیزے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔

لیزو۔۔۔ منیزے نے علیزے کو مخاطب کیا۔۔۔

ہاں۔۔۔ تم اتنی لیٹ کیوں آئی۔۔۔ علیزے اٹھ کر منیزے کے گلے لگی۔۔۔

کیا ہوا ہے لیزو۔۔۔ منیزے کو اسکی حالت تشویش میں مبتلا کر گئی۔۔۔

منیزے نے خود سے ہٹاتے علیزے کو اپنے سامنے کیا جو رونے میں مصروف تھی۔۔۔

لیزو۔۔۔ میری جان کیا ہوا ہے۔۔۔ منیزے نے جلدی سے اسے بیڈ پر بٹھایا جو سسکیاں بھرے جا رہی تھی۔۔۔

تم کدھر رہ گئی تھی۔۔۔ لائیٹ بھی چلی گئی تھی میں اتنا ڈر گئی تھی۔۔۔ علیزے نے آنسو صاف کرتے کہا۔۔۔ نجانے کیوں وہ اسے سچ نہیں بتا پائی تھی۔۔۔

سو سوری میری چندا۔۔۔ میری گاڑی اچانک خراب ہو گئی تھی اور پھر تمہارا کل کے لیے ڈریس اور ہم تینوں کے لیے ڈریس لینے میں بہت وقت لگ گیا۔۔۔ لیکن یہ شبو کدھر تھی جو تم اکیلی تھی۔۔۔

منیزے نے اپنے لیٹ ہونے کی وجہ بتانے کے ساتھ ساتھ شبو کا پوچھا۔۔۔ تو علیزے نامعلومی سے سر ہلا گئی۔۔۔

تم فریش ہو میں زرا اسکی خبر لیتی ہوں۔۔۔ اور پھر آکر تمہیں تمہارا ڈریس دکھاتی ہوں۔۔۔ منیزے علیزے کے آنسو صاف کرتی اٹھی اور اسے ڈریس تنہا کروا کر وائٹروم میں چھوڑ کر خود شبو کی کلاس لینے چلی گئی۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

Episode 27

یہ اک فلیٹ کے ہال کا منظر تھا۔ جہاں اس وقت ہنگامہ برپا تھا۔ اور یہ ہنگامہ کوئی عام ہنگامہ نہیں تھا۔ بلکہ یہ شور و غل سلطان احمد خان کے نکاح کی خوشی میں تھا۔۔۔

ضرار وہ گدھی کدھر ہے۔۔۔ میر خان نے صوفے پر بیٹھے بے چینی سے پوچھا۔۔۔

میر خان صبح ہی اپنے لاڈلے پوتے کی نکاح کی پلینگ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی غرض سے گاؤں سے شہر آچکے تھے۔ اور ابھی وہ سب فارم ہاؤس جانے کے لیے نکلنے والے تھے۔ کیونکہ نکاح کا سارا انتظام وہیں ہونے والا تھا۔

آغا جان وہ گدھی بھا بھی کو ڈھونڈنے نکلی ہوئی ہے کل رات کی۔۔۔ عیس نے اپنے بالوں کو جوڑے میں قید کرتے میرے خان کے انداز میں ہی جواب دیتے سلطان کو گدھے سے گدھی بنایا۔۔۔ جبکہ سنی اس وقت اپنے چاروں کے ڈریس گاڑی میں رکھوا رہا تھا۔ اور ضرار فون پر فارم ہاؤس کی ڈیکوریشن کے انتظامات مکمل کروانے میں مصروف تھا۔۔۔

اب اسے سب بتا دیتے ہیں۔۔۔ آغا جان نے اپنے پوتے کی حالت پر ترس کھاتے کہا۔۔۔

بلکل نہیں آغا جان اتن ساری پلینگ کرنے کے بعد آخر پر ہم اپنی پول کھول کر اپنی شامت نہیں بلاوا سکتے۔۔۔۔۔ ضرار نے فون بند کرتے پاکٹ میں ڈالتے کہا۔۔۔

ہماری شامت نہیں بلکہ بس تیری شامت آنے والی ہے۔۔۔۔۔ سنی نے ضرار کی درستگی کی جس پر وہ اسے گھور گیا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

وہ اس وقت چاروں فارم ہاؤس کے مین گیٹ پر کھڑے اندر معائنہ کرنے میں مصروف تھیں۔ جہاں فارم ہاؤس کے اندر چار بڑے بڑے پورشن بنائے گئے تھے۔ اور ہر پورشن پر بڑے بڑے انداز میں ان چاروں کے نام کے پہلے پہلے حروف درج تھے۔۔۔ جو پورشن کے مالک کی پہچان ظاہر کرتے تھے۔۔۔ یہ چاروں ہمیشہ اک جیسا کام کیوں کرتے ہیں۔۔۔ ایڑہ نے نام پڑھتے استفسار کیا۔۔۔

کیونکہ وہ چاروں دوست نہیں بلکہ اک جان ہیں۔۔۔ منیزے نے علیزے کا ہاتھ تھامتے سلطان کے پورشن کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے جواب دیا۔ کیونکہ اس کم عرصے میں اتنا تو وہ جان چکی تھی۔ کہ وہ چاروں اک دوسرے کے بنادھورے ہیں۔۔۔

سلطان کے پورشن میں قدم رکھتے ہی وہ چاروں چونک سی گئیں۔ پورے پورشن کو سفید پھولوں سے سجایا جا رہا تھا۔ اور ابھی ڈیکوریشن مکمل نہیں ہوئی تھی لیکن اس کے باوجود وہ سب اتنا پیار الگ رہا تھا۔۔۔ ہائے یہ کتنا پیارا ہے۔۔۔ ایڑہ اور مشعل اک ساتھ بولیں۔۔۔

اتنے میں بالوں میں ہاتھ پھیرتا عیس سامنے سے آتا دیکھائی دیا۔ جو شاید فارم ہاؤس کی بیک سائیڈ پر گیا ہوا تھا۔

آپ لوگ کب آئیں۔۔۔ عیس نے مشعل پر نظریں جمائے پوچھا۔

جو اسے دیکھ کر ایڑہ کے پیچھے چھپنے کی کوششوں میں تھی۔ وہ بالکل بھی عیس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

بس ابھی آئے ہیں بھائی۔۔۔ منیزے نے چاروں اطراف دیکھتے کہا۔۔۔

چلیں آئیے اپکوروم میں چھوڑ دوں۔۔۔ بوٹیشن سچکیں ہیں۔۔۔

تو وہ چاروں سر ہلا کر عیس کے پیچھے چل دیں۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

عیس انہیں لیے دائیں جانب کے دوسرے کمرے میں داخل ہوا۔

جہاں دو بیوٹیشن بیٹھیں انکا ہی انتظار کر رہیں تھیں۔

وہ چاروں روم میں داخل ہوئیں اور اپنے حجاب اتارنے لگیں۔ کیونکہ سامان تو انکا پہلے ہی یہاں پہنچ چکا تھا۔

مشعل بات سنو۔۔۔ عیس نے مشعل کو مخاطب کیا تو وہ نفی میں سر ہلاتے منیزے کے پیچھے چھپ گئی۔
تو عیس مشعل کی چھپنے والی عادت پر دانت پیس گیا۔

ابھی رات پہلے وہ اسے اچھی طرح خود کی محبت کا احساس دلا کر آیا تھا۔ لیکن وہ پھر پہلے جیسا بیہوش کرتی عیس کا پارہ ہائی کر رہی تھی۔۔۔

منیزے نے اک نظر عیس کے غصے بھرے چہرے پر نظر ڈال کر اپنے پیچھے چھپی مشعل کو دیکھا۔ جو عیس کی طرف دیکھنے سے بھی ڈر رہی تھی۔

بھائی آپ جائیں میں بھیجتی ہوں اسے۔۔۔ منیزے نے عیس کو فلحال بھیجنا چاہا کیونکہ بیوٹیشن معنی خیز نظروں سے دیکھتی مسکرا رہی تھیں۔۔۔

تو عیس اپنی چھوٹی سی بیوی پر اک خونخوار نظر ڈال کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

کیوں بھائی کو غصہ دلاتی ہو۔۔۔ منیزے نے ڈپٹتے ہوئے پوچھا۔ تو مشعل منہ بسوری گئی۔ اب مشعل اسے کیا بتاتی کہ وہ دیو کیسے اسکی جان نکالتا ہے۔۔۔

فلحال، منیزے سر جھٹک کر علیزے کی تیاری میں مصروف ہو گئی۔



یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سلطان اس وقت جیولری شاپ میں بیٹھا اپنی کوئین کے لیے گفٹ سلیکٹ کر رہا تھا۔ وہ کل رات واپس فلیٹ نہیں گیا۔ بلکہ علیزے سے ملنے کے بعد وہ جا کر ہوٹل میں رات گزار آیا تھا۔ کیونکہ اب وہ اپنی ملی ہوئی کوئین ڈھونڈ کر وقت ضائع کرنے سے رہا۔

گفٹ سلیکٹ کرنے کے بعد سلطان نے پیک کرنے کا بول کر پیمینٹ کی اور فلیٹ کی جانب گاڑی موڑی۔ کیونکہ اسکی انفارمیشن کے مطابق آغا جان آچکے تھے۔۔

سلطان نے گاڑی فلیٹ کے باہر کھڑی کر کے اندر کی جانب قدم اٹھائیے۔ تو حال میں اسے سناٹا ملا۔
یہ سب کہاں گئے۔۔ سلطان چونکنے کی اداکاری کرتے بلند آواز میں گویا ہوا۔۔

ابھی وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ پاتا اس سے پہلے ہی اسے اپنے پیچھے سے اپنے نام کی پکار سنائی دی۔۔۔

برخوردار سلطانی۔۔۔ میر خان نے رعب دار انداز میں پکارا۔۔۔

جوسنی کے ساتھ کچن میں کھڑے نوڈلز جیسی بلا کو بنتا پہلی دفعہ دیکھ رہے تھے۔ سلطان کو دیکھ کر پکار بیٹھے۔۔۔

سلطان نے مڑ کر کچن میں دیکھا جہاں وہ اسے ہی غصے سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

میر خان کچن سے باہر نکلے تو سلطان جلدی سے آگے بڑھ کر انکے گلے جا لگا۔۔۔

آغا جان آپ لیٹ کیوں آئے۔۔۔ سلطان نے لاڈ سے کہا تو میر خان الجھے۔۔۔

جبکہ سنی بھی اپنا نوڈلز کا باؤل اٹھا کر باہر نکل آیا۔

تمہارے کو کیسے پتہ کہ میں آنے والی۔۔۔ میر خان کی خود کے لیے زنانہ اردو سن کر سنی نے بامشکل اپنا قمقہ ضبط کیا۔ جبکہ سلطان نے شکوہ بھری نظروں سے انکی طرف دیکھا۔۔۔

میر خان سلطان کے دیکھنے کے انداز پر سمجھ چکے تھے کہ انکی سلطانی سب جانتی ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

البتہ سنی بھی معاملے کی نوعیت سمجھتا وہاں سے کھسنے کی کوشش میں تھا۔۔ سلطان نے اسے بروقت گردن سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔۔۔

جس کے اتنے کمینے یار ہوں وہ کیسے لا پرواہ رہ سکتا ہے۔۔ سلطان نے زور سے سنی کی کمر میں مکہ مارا جس پر وہ کراہا کر رہ گیا۔۔۔

سالے میرا کوئی قصور نہیں یہ اس لمبے بالوں والی باجی اور گرے آنکھوں والے کی ساری آؤ ملی بھگت تھی۔۔ سنی نے اپنی گردن چھڑاتے دیہائی دی۔۔۔

سلطان چھوڑ پکی کو۔۔ میر خان نے سلطان سے سنی کو بچاتے جب پکی کہا۔ تو سنی اور سلطان کاہال میں قہقہہ گونجا۔۔۔

تمہیں اس لیے سستے میں بخش رہا ہوں کہ تم لاعلم تھے میری طرح۔۔ سلطان نے سنی کی زور سے گردن دباتے چھوڑی تو سنی گھور کر رہ گیا۔۔

آپ بتائیں ملے اپنی بہو سے۔۔۔ سلطان نے میر خان کو صوفے بیٹھاتے اشتیاق سے پوچھا۔۔۔
تو میر خان ناراضگی سے منہ موڑ گئے۔۔۔

جب میں تمہارے سے پوچھا کہ تم زنانہ کالج کیوں جاتی۔۔ تو جھوٹ بول دیا۔۔ میرے بلانے پر حویلی بھی نہیں آئی۔۔ یہ تو ضرار بچے نے ہمارے کو سب بتایا تو ہمیں معلوم ہوا کہ تمہارے زنانہ کالج جانے کی وجہ کیا ہے۔۔۔ میر خان نے اک ساتھ سلطان کو سب یاد دلایا۔۔

اپکو پتہ ہے نہ ہمارے کام کے بارے۔۔ پھر بھی ناراض ہو رہے ہیں۔۔ یہ کام کا بوجھ ہی تھا جو میرے غفلت برتنے پر یہ کمینے بازی مار گئے ہیں۔۔ سلطان نے دانت پیستے ضرار کو یاد کیا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ابھی ہمارے کو تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔ ہم یہاں اپنی بہو کے لیے آئی ہے اور اس سے مل کر واپس چلی جائے گی۔۔۔ تم کو اگر ہمارے سے بات کرنی ہے تو میرا پورا آجانا۔۔۔ میرا خان سلطان کو پرے کرتے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔

چلو سنی پتری چلتے ہیں۔۔۔ میرا خان نے سلطان کو مکمل نظر انداز کرتے سنی کو مخاطب کیا۔۔۔ تو سنی کسی ہیر و کی طرح اپنی جیکٹ اٹھاتے میرا خان کا ہاتھ تھام کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔
مسٹر سلطان آپکا آج کا ڈریس آپکی وارڈرو ب میں پڑا ہے۔۔۔ سنی نے مڑتے ہوئے سلطان کو بتایا تو سلطان غصے سے غرا اٹھا۔۔۔

لیکن سنی جا چکا تھا۔۔۔

آغا جان آیا ہوں۔۔۔ ائی ہوں نہیں ہوتا مرد کے لیے۔۔۔ سنی نے گاڑی سٹارٹ کرتے میرا خان کی تھوڑی دیر پہلے والی غلطی درست کرنی چاہی۔ تو میرا خان اک زور کی سنی کی گردن پر جھڑ گئے۔۔۔
چپ کر کے گاڑی چلاؤ بڑی آئی استانی۔۔۔ میرا خان نے سلطان کا غصہ سنی پر اتارا تو سنی کو اپنی غلطی درست کرنے والی غلطی شدید کچھتاوا ہوا۔۔۔



مشعل ڈرتے ہوئے روم سے باہر نکلی۔۔۔ جسے زبردستی منیزے نے کھانا لینے کے لیے بھیجا تھا۔ کیونکہ وہ عیس کے ڈر سے باہر ہی نہیں نکل رہی تھی۔۔۔
وہ ڈرتے ہوئے ہال میں آئی تو وہاں کچھ آدمی ڈیکوریشن کرنے میں مصروف تھے۔۔۔ مشعل کو آتے دیکھ کر اسکی طرف متوجہ ہو گئے۔۔۔

مشعل اتنے سارے آدمیوں کو اپنی طرف تکتا پا کر خود میں سمٹی۔ اور عیس کی تلاش میں نظریں دھرانے لگی۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

آنکھیں سلامت نہیں چاہیے تم لوگوں کو کیا۔۔۔ عیس سب کو مشعل کو دیکھتا پا کر غراتے ہوئے
بولا۔۔۔ تو وہ ڈر سے آنکھوں کو جھکا کر کام میں مصروف ہو گئے۔۔۔

عیس جو بیک سائیڈ پر ڈیکوریشن کروانے میں مصروف تھا۔ ہال کی ڈیکوریشن کو دیکھنے کے لیے اس
طرف آ رہا تھا۔ کہ ہال کے بیچ و بیچ مشعل کو کھڑے دیکھ کر اس کا خون کھول اٹھا۔ جو ڈوپٹہ گلے میں ڈالے
اتنے آدمیوں کے سامنے دعوتِ نظارہ بنی کھڑی تھی۔۔۔۔

عیس مشعل کا ہاتھ تھام کر اسے اک کمرے میں لے کر آیا۔۔۔ اور زور سے دروازہ بند کرتے اسے
دروازے کے ساتھ کھڑا کیا۔۔۔

تمہارا دماغ خراب ہے جو ایسے غیر مردوں کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔ عیس نے بگڑے تیوروں سے
مشعل کو دیکھا۔۔۔

جو پہلے ہی عیس کے خطرناک تیوروں سے کانپ رہی تھی۔۔۔
میں بس کھانا۔۔۔

تم جان بوجھ کر میرا میٹر شارٹ کرتی ہو اور پھر مگر مجھ کے آنسو بہا کو خود مظلوم بن جاتی ہو۔۔۔ یہ کیوں
لیا ہے جب اس کا استعمال نہیں کر سکتی۔۔۔ عیس بے انتہا غصے سے ڈھاڑا۔۔۔

مشعل جو پہلے عیس کے غصے کی وجہ سے لرز رہی تھی اسکی دھاڑ پر اچھل پڑی۔۔۔

مشعل کو ڈرتے دیکھ کر عیس نے ہاتھ سے اپنے ماتھے کو چھوتے خود کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش
کی۔۔۔ اور مشعل کو اک نظر دیکھا۔۔۔

جو مشکل سے اسکے سینے تک آتی تھی اور اب اپنا سر نیچے گرایے زمین کو سجدہ کرتی سسکیوں میں مصروف
تھی۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

مشعل کو بری طرح روتے دیکھ کر عیس نے آگے بڑھ کر اسے اپنی گود میں اٹھالیا۔۔۔ لیکن پھر بھی مشعل نے ہاتھ اپنی آنکھوں سے نہیں ہٹائے تھے اور نہ ہی عیس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

عیس چلتے ہوئے جا کر صوفے پر بیٹھا۔۔۔ اور مشعل کو اپنی گود میں بٹھا کر خود صوفے کی بیک سے ٹیک لگا گیا۔ اور اک نظر کمرے کے خواب ناک ماحول کو دیکھنے لگا۔۔

یہ کمرہ خاص سلطان کے لیے ان تینوں نے مل کر سجایا تھا۔۔۔ پورے کمرے میں گلاب کے پھول اور سفید پھولوں سے سجاوٹ کی گئی تھی۔ ہر طرف خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔۔۔

کمرے سے نظر ہٹا کر عیس نے اک نظر اپنی گود میں بیٹھی اپنی روتو بیوی کو دیکھا۔۔۔ جو ریڈ سوٹ میں ڈوپٹے بے نیاز اسکی گود میں بیٹھی بس بچوں کی طرح ہچکیاں بھر رہی تھی۔۔۔

عیس نے گہری سانس لیتے مشعل کے ہاتھ اسکی آنکھوں سے ہٹائے اور اسکے چہرے کو اوپر اٹھایا۔۔۔

سفید چہرہ رونے کے باعث سرخ ہو چکا تھا۔ اور آنکھوں پر لگا مسکارا پھیل چکا تھا۔ عیس نے غور سے مشعل کی جانب دیکھا جو خاموش نظریں جھکائے آہستہ آہستہ ہچکیاں لیتی لرز رہی تھی۔۔۔

یقیناً وہ اپنا رونا کنٹرول کرنے کی کوشش میں تھی۔۔۔

عیس نے اسکی معصومیت بھری حرکت پر مشعل کو اپنی طرف کھینچتے صوفے پر لٹایا اور خود اسے پر جھکتے سایہ فلن ہوا۔۔۔ تو مشعل کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔۔

وہ رونا بھلا کر اپنے سر پھیرے بندے کو دیکھنے لگی۔۔۔

مشعل کی پھیلی آنکھوں کو دیکھتے عیس نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔۔

رو گی اب۔۔۔ عیس نے سنجیدگی سے دیکھتے مشعل کے چھوٹے سے ہونٹوں کو آنکھوٹے سے چھوتے پوچھا۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

تو وہ جلدی سے نفی میں سر ہلا گئی۔۔۔

میں جب بلایا تھا تب آپنی کیوں نہیں تھی۔۔۔ عیس نے تھوڑی دیر پہلے اسکا چھپنا اور سب کے سامنے انکار کرنا یاد دلایا تو مشعل خود کو کوستے سختی سے انکھیں میچ گئی۔۔۔

تمہیں رونا بہت پسند ہے نہ چلو تھوڑا سا لزت بھرا رولاتا ہوں تمہیں۔۔۔ تاکہ تمہارے رونے پر میں تکلیف میں نہیں بلکہ مدہوشی میں مبتلا ہونا پسند کروں۔۔۔ عیس نے جھکتے ہوئے مشعل کے کان میں بے باک سرگوشی کی تو مشعل کے وجود میں سنسنی سی دوڑ گئی۔۔۔

عیس پلیز۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ اس دیو کو روک پاتی۔۔۔ وہ انکھیں بند کرتا مشعل کے ہونٹوں پر جھک چکا تھا۔۔۔

عیس کے لمس کو محسوس کرتے ہی مشعل کی دھڑکنوں میں وبال سا مچا۔۔۔ عیس نرمی سے اسکے ہونٹوں کو چھوتے ہوئے بے خود ہونے لگا۔۔۔ نرمی سے مشعل کے بالائی ہونٹ کو اپنی گرفت میں لیتے وہ مشعل کو لرزا گیا۔۔۔ اپنے وجود میں اس میٹھے لمس کو محسوس کرتی مشعل بے قابو ہوتے ہوئے مزاحمت کرنے لگی۔۔۔ لیکن عیس اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں قید کرتا کمر سے شرٹ ہٹا کر بے باک حرکت کرنے لگا۔۔۔

عیس کی بے باکی بڑھتے دیکھ کر مشعل کی جان ہوا ہوئی اور کچھ اپنی سانس رکنے پر وہ بے ہوش ہونے کو تھی۔۔۔

لیکن وہ دیو اسکے ہونٹوں سے ایسا چمٹا تھا کہ پیچھے ہونا ہی بھول گیا تھا۔۔۔ بے بس ہوتے مشعل پھر رونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔

مشعل کو روتے دیکھ کر عیس ہوش میں واپس لوٹا۔۔۔ اور اسکے ہونٹوں کو آخری دفعہ نرمی سے چھوتے پیچھے ہٹا۔۔۔ عیس کے پیچھے ہٹتے ہی مشعل گہرے سانس لینے لگی۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

مشعل کی خراب حالت دیکھتے عیس نے دانتوں تلے لب دبایا۔۔ اور مشعل کے بھگے لبوں کو انگھوٹے سے چھوا۔۔۔

وہ بے صبر انسان اس نازک وجود کو چھوتے بھول جاتا تھا کہ وہ اسکی شدتیں برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے۔۔۔ عیس نے اوپر اٹھتے مشعل کو اٹھا کر اک دفعہ پھر اپنی گود میں بٹھایا۔۔ اور اسے اپنے سینے میں بھینچ کر کمر کو سہلاتے اسے ریلکس کرنے لگا۔۔۔

بس میرا بچہ۔۔۔ عیس نے پیار سے اسے پچکارا۔۔۔

ہٹیں پیچھے نہیں بات کرنی مجھے آپ سے کبھی۔۔۔ مشعل روتے ہوئے غصے سے بولی۔۔۔

مار کھاؤں گی اب تم۔۔۔ عیس نے گھور کر دیکھا تو وہ ڈرتے اپنا منہ اسکے سینے میں چھپا گئی۔۔۔

آئندہ تمہارا وہ ڈوپٹہ مجھے تمہارے سر پر نظر آئے۔۔۔ عیس نے دروازے کے پاس گرے ڈوپٹے کی طرف اشارہ کرتے کہا تو مشعل خود کو بنا ڈوپٹے میں دیکھ کر خود میں سمٹی۔۔

مجھ سے شرمانے کی بجائے نہ اسکو باقیوں کے سامنے استعمال کرنا سیکھو۔۔ عیس نے بھگو کر مشعل کو طنز مارا۔۔ جو خود کو عیس کی نظروں سے بچانے کی کوششوں میں تھی۔۔۔

اور یہ جو تم میری بات نہیں مانتی نہ کسی دن ایسا تمہارا علاج کروں گا دیکھنا کیسے سیٹ ہوتی ہو۔۔۔

عیس نے وارننگ دینے والے انداز میں کہا تو مشعل پہلو بدل کر رہ گئی۔۔۔

ادھر باہر منہ نکالو۔۔۔ اپنے سینے میں منہ چھپائے مشعل کے سر کو دیکھا تو مشعل نفی میں سر ہلا گئی۔۔

دیکھتی ہو، کہ تمہارے ہوش ٹھکانے لگاؤں۔۔۔۔

کوئی پیار نہیں اچھو مجھ سے سوائے ڈائینو سار بننے کے سوا کچھ نہیں آتا اچھو۔۔۔ غم وغصے کی کیفیت میں

مشعل پھٹ پڑی۔۔۔ جو کب سے اسکی جان ہلکان کیے تھا۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

عیس آنکھیں چھوٹی کیے اپنے چھوٹے پیکٹ کو دیکھ گیا۔۔ جو آنکھوں میں غصہ لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

عیس کے سر دتاثرات دیکھتے مشعل کو اپنی تیز رفتار زبان کی غلطی کا احساس ہوا تو وہ پھر رونے والا منہ بنا عیس کو دیکھ گئی۔۔ کہ شاید اس کا یہ منہ دیکھ کر ہی یہ دیوا سے کچھ نہ بولے۔۔۔

نکل گئی ہو اساری۔۔ میری گود میں بیٹھی ہو پھر بھی زبان تمہاری ایسے کینچی کی طرح چل رہی ہے اگر میں کاٹنے پر آگیا نہ تو سسکیاں لیتی رہی جاؤ گی۔۔۔ عیس نے طنزیہ انداز میں معنی خیز نظروں سے کہا تو مشعل اک دم سے گلابی ہوئی۔۔۔

مجھے بھوک لگی ہے۔۔۔ مشعل نے ساری باتوں کے جواب میں بولی تو عیس سر ہلاتے اپنی گرفت نرم کر گیا۔۔۔

عیس کی گود سے اٹھتے ہی مشعل نے بھاگ کر اپنا ڈوپٹہ اٹھایا۔۔ اور روم سے باہر بھاگنے لگی۔۔۔۔۔

مشعل جو تیز گام سپیڈ سے بھاگنے کی تیاریوں میں تھی۔۔

عیس کی آواز پر اک دم سے آنکھیں میچ کر رکی۔۔

عیس نے آگے بڑھتے ہوئے مشعل کے گلے سے ڈوپٹہ نکال کر اسکے سر اور سینے پر پھلایا۔۔

اب اگر یہ ڈوپٹہ یہاں سے ہلانہ تو یاد رکھنا کہ پھر یہاں میرے ہونٹوں کا لمس ہو گا۔ عیس نے جھکتے ہوئے مشعل کی گال پر دانت گاڑے جس پر وہ آنکھوں میں نمی لیے شکوہ کنناہ نظروں سے دیکھنے لگی۔۔ لیکن عیس اسکی نظروں کو نظر انداز کرتا مڑ چکا تھا۔۔ جس پر مشعل اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کرتی کمرے سے باہر نکل گئی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

یہ مشعل کہاں رہ گئی ہے۔۔۔ ایرہ نے خو کو شیشے میں دیکھتے پوچھا۔۔۔

عیس بھائی کے شکنجے میں آنسو بہاتی ہوگی۔۔۔ منیزے نے مزے سے علیزے کی جیولری نکالتے کہا۔۔۔

اور اسی وقت سر پر دوپٹہ جمائے سرخ چہرے کے ساتھ مشعل کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔ چہرے پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان رونے کی نشاندہی کر رہے تھے۔۔۔

ااں۔۔۔ کیا ہوا میرا چوزہ۔۔۔ منیزے جلدی سے مشعل کی طرف بڑھی اور ایرہ بھی سب چھوڑ کر اسکے پاس آکر بیٹھتی۔۔۔ وہ تینوں اپنے چوزے کا رونا بالکل افورڈ نہیں کر سکتیں تھیں۔۔۔

مشعل صوفے پر بیٹھتی خود کارونا کنٹرول کر رہی تھی۔۔۔

مجھے نہیں بات کرنی اس جن سے۔۔۔ مشعل نے ہچکی لیتے کہا۔۔۔

مشعل کی گال پر دانتوں کے نشان کو دیکھتے ایرہ اور منیزے نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔۔

یہ ڈوپٹہ ایسے کیوں لیا ہے۔۔۔ ایرہ نے مشعل کے پھیلے ہوئے ڈوپٹے کو دیکھا۔۔۔

میں نہیں لیا اس ڈائینو سار نہ دیا ہے۔۔۔ دیو، جن کہیں کا۔۔۔ انکھوں کو صاف کرتے مشعل تڑخ کر بولی۔۔۔ جس پر سب نے اپنی مسکراہٹ ضبط کے لیے منہ چھپانے کی کوشش کی۔ کیونکہ وہ اپنی ننھی چڑیا کے سامنے رو کر اسے غصہ نہیں دلا سکتے تھے۔۔۔

چلو چھوڑو، جا کر فریش ہو۔۔۔ میں تمہارا ڈریس نکال دیا ہے پھر ریڈی بھی ہونا ہے۔۔۔ منیزے نے مشعل کو پچکار تے واشر روم بھیجا۔۔۔

تو مشعل بھی سب کچھ بھول کر سر جھٹک گئی۔ اب وہ اس جن کی وجہ سے اپنی دوست کا اتنا اہم دن خراب نہیں کر سکتی تھی۔۔۔



یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

تقریباً شام کے وقت فارم ہاؤس کے پچھلی سائیڈ کو نکاح کی تقریب کے مطابق عیس نے ریڈیو کروادیا تھا۔

نیچھے گدے بچھا کر کشن اور پھولوں سے خوبصورتی سے ڈیکوریشن کروائی گئی تھی۔ درمیان میں پردہ لگا کر اک طرف دولہے اور دوسری طرف دلہن کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔

چونکہ عیس اور ضرار کا نکاح کسی ہنگامی حالات سے کم نہیں تھا۔ اسی لیے ان تینوں نے مل کر اپنے سارے ارمان سلطان کے نکاح پر پورے کیے تھے۔

علیزے کدھر ہیں۔۔ سلطان نے کئی بار کا پوچھا جانے والا سوال پھر دہرایا جس کو سب نے اک کان سے سن کر دوسرے کان تو کیا فارم ہاؤس سے ہی باہر نکال دیا تھا۔

اور اب سلطان کا ضبط جواب دینے والا تھا۔۔

آوے شرم کر۔۔ دلہاد لہن سے نکاح سے پہلے نہیں بے میں ملتا ہے۔۔ سنی نے سلطان کی شیروانی کو سیٹ کرتے کہا۔۔

وایٹ اور گولڈن شیروانی پر بالوں کو اپنے مخصوص انداز میں سیٹ کیے نیلی آنکھوں میں چمک لیے آج سلطان احمد کی رت ہی نرالی تھی۔

گولڈن بالوں کو بار بار ہاتھ سے پرے کرتے وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہا تھا۔۔
روپ تو لڑکیوں کو آتا ہے۔۔ تو کیوں لشکارے مار رہا ہے۔۔

عیس نے مشکوک نظروں سے سلطان کو دیکھا۔۔ جس پر سلطان اسے خطرناک تیوروں سے دیکھ گیا۔۔ جس کا صاف مطلب تھا کہ نکاح کے بعد ضرار اور اسکی خیر نہیں تھی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سلطان چونکہ آج دلہا تھا اسی لیے اسکی میچنگ علیزے کے ساتھ کی گئی تھی۔ جبکہ باقی ضرار، سنی اور عیس نے اک جیسی سفید شلوار قمیض پہنی تھیں۔۔ جن میں وہ اپنی اپنی شخصیت کے ساتھ چھائے ہوئے تھے۔۔

جبکہ میر خان علیزے سے اک تفصیلی ملاقات کر کے اسے مل کر اب سینہ چوڑا کر کے بیٹھے تھے کیونکہ انکے لاڈلے پوتے کا نکاح تھا۔۔ جس کی خوشی میں وہ فارم ہاؤس میں ہی ڈھول والوں کو بلوا چکے تھے۔

لیکن سلطان سے ناراضگی ابھی بھی باقی تھی۔

مولای صاحب تشریف لاکچے ہیں آپ کب آئیں گئے۔۔ سفید شلوار قمیض میں اپنے گولڈن بالوں کو سیٹ کیے اپنی مردانہ وجاہت سے آنکھوں کو روشن کیے سنی نے اطلاع دی۔۔ سلطان چونکہ ریڈی تھا۔ اسی لیے وہ سب فارم ہاؤس کے پچھلی جانب بڑھ گئے۔۔ جہاں سب لڑکوں والی سائیڈ پر براجمان ہوتے سلطان کو بھی اپنے ساتھ زبردستی بٹھا چکے تھے۔۔ کیونکہ اسکا کوئی ارادہ نہیں تھا علیزے کے آنے سے پہلے بیٹھنے کا۔۔

سلطان جھنجلاہٹ سے بیٹھاسب کو گھور رہا تھا۔ جب عیس نے اسکی نظروں کا رخ سامنے کی جانب مرکوز کیا۔۔

جہاں سفید و گولڈن کلر کے لہنگے میں سرپر ریڈ ڈوپٹے سے گھونگھٹ کیے منیزے اور ایڑہ کا ہاتھ تھامے وہ سلطان کو ساکت کر گئی تھی۔۔۔

ضرار نے منیزے کو شاپنگ پر خاص ہدایات دیں تھیں۔ جس کی وجہ سے منیزے نے سلطان کے پسندیدہ رنگ سفید کو مد نظر رکھتے ہوئے علیزے کی شاپنگ کی تھی۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

علیزے گھبرائی سی آکر سلطان کے سامنے بیٹھ چکی تھی۔۔۔ پر سلطان ہوش کھو بیٹھا تھا۔۔۔ اسکا بس چلتا
علیزے کو اپنی آغوش میں لے لیتا لیکن ابھی اسے جبر کرنا تھا۔۔۔

اور پھر اپنے ہاتھ پر سنی اور عیس کی چٹکی محسوس کرتے سلطان ہوش کی دنیا میں لوٹا۔۔۔

اور ان دونوں کو گھور گیا۔۔۔ جو اسے مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہونے کا اشارہ کرتے اپنی بتیسی دیکھا
رہے تھے۔۔۔

Episode 28

ڈھلتی شام کی سنہری روشنی سلطان احمد خان کے دل کو منور کر رہی تھی۔ کیونکہ ابھی علیزے ابراہیم
"قبول ہے" کرتی خود کو سلطان احمد خان کی ملکیت میں سوہتی سلطان کے دل میں سپارک کر چکی تھی۔
وہ بنا آنکھوں کو جھپکے سب کی موجودگی کو یکسر بھلا کر علیزے کے لال گھونگھٹ میں چمکتے چہرے کو دل
میں بسانے کی کوششوں میں تھا۔

عیس اور سنی بارہا سلطان کو ہوش دلانے کی ناکام کوشش کر چکے تھے پر وہ ڈھیٹ بنا اپنی نظروں کو
کنٹرول نہیں کر رہا تھا۔ وہ تو پہلے ہی رات رات بھرا سکے بیڈ کے ساتھ بیٹھا علیزے کو تکتا نہیں تھکتا تھا۔
اب تو علیزے کے نام کے سارے حق اپنے پاس محفوظ کر چکا تھا۔ تو اب سلطان کا خود کو روک پانا
ممکنات میں سے تھا۔

لیکن اسکے دوست بے خبر تھے کہ آنے والے وقت میں سلطان احمد خان کی علیزے کو لے کر دیوانی
انہیں اپنی اپنی بیویوں کے سامنے کیسے ذلیل کروانے والی تھی۔۔۔

نکاح کے مکمل ہوتے ہی سلطان سب کو بھلاتا درمیان میں لگے پردے کو ہٹاتا علیزے کے سامنے گھٹنوں
کے بل بیٹھ گیا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

علیزے یوں سب کے سامنے سلطان کو اپنے سامنے بیٹھتے دیکھ کر بوکھلا سی گئی۔ اپنے ہاتھوں میں موجود منیزے اور مشعل کے ہاتھوں پر اپنی گرفت سخت کرتی انہیں اپنے اندر کے حال کو بتانے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔۔۔

جو پہلے ہی معنی خیز نظروں سے علیزے کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔

ایرہ ہاتھ میں موبائل تھامے ان خوبصورت لمحات کو قید کرتی علیزے اور سلطان پر فوکس کر گئی۔۔۔ اس نیلے بھیڑیے کو روک لے۔۔۔ ورنہ میں بتا رہا ہوں یہ منہ چھپانے پر مجبور کر دے گا۔۔۔ سنی نے ضرار کی طرف جھکتے سرگوشی کی۔۔۔

ہمارے ہوتے یہ نیلا بھیڑیا کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔ اگلا پروگرام یاد ہے نہ۔۔۔ ضرار نے بھی سرگوشی کرتے جواب دیا تو سنی آنکھوں میں چمک لیتے سر ہلا گیا۔۔۔ جہاں وہ سلطان کو علیزے سے دور کر کے سلطان کو سلگانے کا مکمل ارادہ کیے تھے۔۔۔

سلطان نے ہاتھ بڑھاتے علیزے کے گھونگھٹ کو ہٹانے کی بجائے جب اپنا چہرہ بھی علیزے کے گھونگھٹ میں کیا تو عیس سمیت سب ہوٹنگ کرنے لگے۔ کیونکہ سلطان نے انکی امیدوں کے خلاف ایکشن لیا تھا۔ کیونکہ وہ سب علیزے کے گھونگھٹ ہٹنے کے انتظار میں تھے۔۔۔

اپنے گھونگھٹ میں سلطان کو دیکھ کر علیزے خود میں سمٹی اور آنکھوں کی جھالر گرا گئی۔۔۔ وہ نیوڈمیک اپ کے ساتھ گولڈ کی جیولری پہنے اپنی کالی گہری آنکھوں سے سلطان کے دل کو دھڑکار ہی تھی۔۔۔ سلطان نے خود پر قابو پاتے علیزے کے ماتھے کو ہونٹوں سے چھوا تو علیزے اسکے پہلے لمس کو محسوس کرتی کانپتی۔۔۔

بہت شکریہ میری زندگی میں آنے کے لیے۔۔۔

یہ ای۔بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سلطان جھکتے ہوئے علیزے کے گال کو چھوتے سرگوشی کرتے علیزے کو سٹپٹانے پر مجبور کر گیا۔۔۔
اسے روک لے ورنہ کام بڑھ جانا ہے... ہوٹنگ کرتا عیس پھلجڑی چھوڑ کر سب کو ہنسنے پر مجبور کر گیا۔۔۔

جب کہ سب کو نظر انداز کرتا سلطان علیزے کے کان کے قریب جھکا۔۔۔
کمرے میں چلیں۔۔۔ سلطان کی اس بے باک سرگوشی علیزے کے ساتھ بیٹھی منیزے کو بھی لال کر گئی۔۔۔

منیزے کے چہرے پر شرم کو دیکھتے ضرار نے آگے بڑھتے سلطان کو پکڑ کر پیچھے کھینچا۔۔۔
کیوں بچی کی جان لینے پر تلا ہے۔۔۔ ضرار نے شرم دلاتے کہا تو سلطان بے اختیار بالوں میں ہاتھ پھیر گیا۔۔۔

آپ لوگ بھا بھی کو لے جائیں۔۔۔ ضرار نے منیزے کو مخاطب کرتے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا کر علیزے کو اٹھانے لگی۔۔۔

کہاں لے کر جانا ہے۔۔۔ سلطان نے سنجیدگی سے ضرار کو دیکھا۔۔۔

بھا بھی کا فوٹو شوٹ کروانا ہے۔۔۔ جواب ضرار کی بجائے سنی کی طرف سے آیا۔۔۔
تم لوگوں کا دماغ خراب ہے جو انہیں کیمرہ مین کے سامنے بھیجنے کا سوچ کے بیٹھے ہو۔۔۔ سلطان کسی غیر مرد کو سوچتے ہی بھڑک اٹھا۔۔۔

سالے تیری اس بونگی کا ہمیں پہلے ہی پتہ تھا اسی لیے ہم نے فی میل فوٹو گرافر بلوایا ہے۔۔۔ عیس نے سلطان کی کمر میں مکہ جھڑتے کہا۔۔۔

تو سلطان کو زرا اطمینان ہوا۔۔۔ وہ اپنی سنہری شہزادی پر کسی کی نظریں بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

یہ ای۔بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

چل چلیں۔۔۔ سنی نے سلطان کو آگے کی جانب بڑھنے کا اشارہ کیا۔۔۔

کہاں۔۔۔ سلطان نے ایبر و آچکا کر دیکھا۔۔۔

ادھر وہاں جانا ہے۔۔۔ عیس نے سلطان کا رخ پیچھے کی جانب موڑتے کہا۔ جہاں انکے کچھ دوست کھانا کھانے میں مصروف تھے۔۔۔

میرا ادھر کیا کام ہے۔۔۔ سلطان نے دور جاتی علیزے کو نظروں کے فوکس میں لیتے پوچھا۔۔۔
یہ جدھر تو دیکھ رہا ہے نہ ندیدوں کی طرح، تیرا ادھر بھی کوئی کام نہیں ہے۔۔۔ سنی نے سلطان کی نظروں کے تعاقب میں دیکھتے کہا۔۔۔

سلطان اپنے گرد ان تینوں کو گھوری سے نوازتا آگے کی جانب بڑھا۔۔۔ کیونکہ ابھی اپنی جان بخشی کی اسے بالکل امید نہیں تھی۔



ضرار کے پورشن کی بیک سائیڈ پر منیزے علیزے کا گھونگھٹ نکالتے اسکا فوٹوشوٹ کروا چکی تھی۔۔۔
منیزے نے خود بیوٹیشن کو علیزے کا نیوڈ میک اور کرنے کا کہا تھا۔ کیونکہ ابھی وہ صرف نکاح کی دلہن تھی شادی باقی تھی۔ ہاں لپسٹک ضرور ریڈ لگوائی گئی تھی۔۔۔

میرون گنگریا لے بال اس وقت جوڑے میں قید تھے۔ چہرے پر احاطہ کیے دو لٹیں علیزے کے حسن کو اور رونق افروز کیے تھیں۔۔۔

گولڈ کی جیولری میں وائیٹ لہنگے کے ساتھ گھومتی "علیزے ابراہیم" اپنی دوستوں کو ساکت کر چکی تھی۔۔۔۔

اگر وہ ہر وقت گاؤن میں رہتی تھی تو بالکل ٹھیک کرتی تھی۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

مزید وہاں تین فی میل فوٹو گرافر کو آتے دیکھ کر مشعل اور ایرہ نے سوالیہ نظروں سے منیزے کو دیکھا۔۔۔ تو منیزے انکے دیکھنے پر آنکھ کا کوناد باگئی۔۔۔

منیزے نے دائیں جانب اشارہ کیا۔۔۔ جہاں وہ چاروں اپنی سحر انگیز پر سنیلٹی کے ساتھ انکی طرف قدم بڑھاتے انکی دھڑکنوں کو تیز کر چکے تھے۔۔۔

مشکل سے سلطان اپنی جان بخشی کروا کے ادھر آنے میں کامیاب ہو تھا۔۔۔

عیس نے آگے بڑھتے ریڈ لہنگے میں ملبوس مشعل کی کمر کو تھاما۔۔۔ تو وہ لڑکھڑاسی گئی۔۔۔

کیونکہ آج اس نے ضد کر کے پائی ہیلز پہنی تھیں۔ کیونکہ وہ بالکل بھی عیس کے آگے بچی نہیں لگنا چاہتی تھی۔۔۔

عیس نے ابھی تک مشعل کو نظر بھر کر نہیں دیکھا تھا کیونکہ اگر وہ دیکھ لیتا تو شاید سب کو بھلا کر اسے اپنی گرفت میں لے لیتا۔۔۔

عیس بھائی۔۔۔ ہماری چڑیا نے آج ضد کر کے ہیلز پہنی ہیں پلیز سنبھال لیجیے گا۔ کیونکہ میڈم تب سے گر رہیں ہیں۔۔۔

منیزے نے مشعل کو دیکھتے شرارت سے کہا تو عیس نے جھکتے ہوئے مودبانہ انداز میں منیزے کی درخواست کو قبول کیا۔۔۔ تو منیزے عیس کے انداز پر کھلکھلا پڑی۔۔۔

اور اک بات پلیز بھائی چوزی کو رولائیے گامت۔۔۔ ورنہ اسکا سارامیک اپ خراب ہو جائیے گا۔۔۔

بھابھی میک اپ تو نہیں پر لپسٹک کی کوئی گارنٹی نہیں۔۔۔ عیس نے مشعل کے ہونٹوں پر نظر جماتے معنی خیز انداز میں کہا تو منیزے سٹیٹا گئی۔۔۔

سالے میری بیگم کے سامنے اپنے ٹھکر پن کو کنٹرول کر۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ضرار نے پیچھے سے منیزے کو ہگ کرتے اسکے کندھے پر اپنا چہرہ رکھتے عیس کو لتاڑا۔۔۔ تو عیس بتیسی نکال گیا۔۔۔

بیگم اگر سب کی خدمت ہو گئی ہو تو زرا اپنے بندے کو بھی دیکھ لیں۔۔۔

ضرار نے منیزے کا رخ اپنی طرف کرتے منیزے کو کمر سے تھاما۔۔۔

پنک لہنگے میں اپنی سبز آنکھوں سے وہ ضرار کے دل پر بجلیاں گرانے کے لیے بالکل تیار تھی۔۔۔

اپکو فرصت سے دیکھوں گی پہلے وہ تو دیکھ لیں۔۔۔

منیزے نے ضرار کا رخ دوسری جانب کیا۔ جہاں سائید پر سلطان علیزے کو بانہوں میں تھامے فوٹو شوٹ کروانے میں مصروف تھا۔۔۔ کنفیوز سی شرماتی علیزے سلطان کے سینے میں چہرہ چھپا گئی تھی۔

تو دوسری طرف پر پل لہنگے میں ملبوس آئیرہ سنی کے دل کو بے قابو کر رہی تھی۔۔۔

وہ جان بوجھ کر آئیرہ کے سامنے بے باک گفتگو کرتا آئیرہ کو سلگاتا تھا۔ جس پر وہ پیر پٹکتی کبھی ادھر جا رہی تھی تو کبھی دوسری طرف۔۔۔ وہ جس طرف مڑتی تھی سنی اسی طرف اسکے پیچھے قدم اٹھالتا تھا۔۔۔

اور اسی طرح چکر لگاتے آئیرہ کا پاؤں اپنے لہنگے میں اٹکنے کے باعث ہب وہ گرنے لگی۔ کہ بروقت سنی نے آگے بڑھتے اسے تھام کر گرنے سے بچا لیا۔۔۔ جس پر فوٹو گرافرانے اس پوز کو کیپچر کر چکی

تھی۔۔۔ کیونکہ وہ چاروں پوز بنانے کی بجائے نیچرل پوز دیے جا رہے تھے۔۔۔

اور پھر اسی طرح سب نے مل کر اپنا اپنا کیپل فوٹو شوٹ کروایا۔ اور آخر میں اپنی اک ساتھ فوٹو کلک کروائی۔۔۔

اور اک پوز کو کاپی کرتے سب کی اک فوٹو کلک ہوئی جس میں ان چاروں نے لڑکیوں کو اپنی گود میں اٹھاتے اپنے اپنے پورشن کی طرف قدم اٹھائے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

وہ سب کو فری کر ہی اپنی بیویوں کے پاس آئے تھے۔ اور آغا جان بھی واپس گاؤں کے لیے جا چکے تھے۔



عیس نے گود میں اٹھائی مشعل کے ساتھ اپنے پورشن میں قدم رکھے۔۔

تو مشعل یہ دیکھ کر حیرت میں مبتلا ہو گئی کہ پورشن کوریڈر سے ڈیزائن کیا گیا تھا۔۔

یہ سب۔۔۔ مشعل آنکھوں میں حیرت لیے عیس کو دیکھ گئی۔۔

تم لوگوں نے جو لہنگے پہنے ہیں وہ ہم چاروں کے فیورٹ ہیں

عیس نے اسکی الجھن دور کی۔۔

اپکوریڈ کلر کیوں پسند ہے۔۔۔ مشعل نے اپنے دماغ میں آیا سوال پوچھا۔۔۔ جو اسے گود میں اٹھائے
کمرے میں بڑھ رہا تھا۔۔

کیونکہ میں اپنی بیوی کو روز اس رنگ میں اپنے لیے سجتا دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ عیس نے اسکے چہرے کو
دیکھتے جواب دیا اور ساتھ پاؤں کی مدد سے دروازے کو کھولا۔۔

مشعل کچھ اور بول پاتی۔۔۔ کہ کمرے کے ماحول کو دیکھتے اسکا منہ کھلا۔۔

کیونکہ کمرے کی سجاوٹ اور جلتی کینڈلز کمرے کو رومینٹک بنائے ہوئے تھیں۔۔۔

یہ کیوں۔۔۔ مشعل نے پھر سوالیہ نظروں سے عیس کو دیکھا جو اسے بیڈ پر لیٹا کر اپنی قمیض کے بازو
کھول کر اوپر چڑھا رہا تھا۔۔

یہ سب ضرار کے کام ہیں۔۔۔ سنی کو چھوڑ کر ہم تینوں کے رومینس سپیشل سجاوٹ کی گئی ہے۔۔۔ عیس
نے کمرے کے ماحول کو دیکھتے جواب دیا۔۔

مشعل عیس کی نظروں سے گھبراتے اپنا رخ موڑ گئی۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

عیس اپنی چھوٹی سی بیوی کے ڈرنے پر اپنی مسکراہٹ ضبط کرنے لگا۔

مجھے پورشن دیکھائیے۔۔۔ بیڈ سے جلدی اٹھنے کے چکر میں مشعل اپنے پیروں میں پہنی ہیلز بھول گئی جس کے باعث اس سے پہلے وہ گرتی عیس نے آگے بڑھتے اسے کمر سے تھام کر گرنے سے بچایا۔۔۔ جبکہ مشعل کا چہرہ گرنے کے خوف سے سفید ہو گیا۔۔

کچھ نہیں ہوا میرا بچہ۔۔۔ عیس نے اسے گلے سے لگاتے اسکی کمر سہلاتے کہا۔۔۔

لیکن گرنے کا خوف مشعل کی آنکھوں میں نمی لے آیا۔۔

ڈر کے باعث وہ عیس کے آغوش میں چلی گئی اور عیس کو زور سے تھام گئی۔۔۔ بے شک وہ اک انتہائی ڈرپوک لڑکی تھی۔۔

عیس نے اسکے ڈر کو محسوس کرتے مشعل کو تھام کر اوپر اٹھاتے اپنے مقابل کیا۔۔۔ جہاں وہ نظروں کو جھکائیے اپنے آنسو پینے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

تاسف سے سر ہلاتے عیس نے اسکی آنکھوں کو چوما۔۔۔ اور پھر گود میں اٹھاتے اسے بیڈ پر لٹا کر اسکے پاؤں سینڈل سے آزاد کیے۔۔ تاکہ اگر وہ اب اسے بھاگنے کی کوشش کرے تو گرے نہ۔۔۔

لیکن مشعل تو سب بھلائیے بیڈ پر لیٹی ہچکیاں لینے میں مصروف ہو چکی تھی۔۔۔

مشعل کے سر کو گھورتے عیس نے بیڈ پر لیٹتے مشعل کو سیدھا کیا۔۔۔

کیا مسئلہ ہے تمہارا۔۔۔ ہر چھوٹی سی چھوٹی بات پر رونا ضروری ہوتا ہے کیا تمہارا۔۔۔ عیس مشعل کو اپنی آنکھوں کا حشر بگاڑتا دیکھتے تیش سے بولا۔۔۔

میں گر جاتی زور سے۔۔۔ مشعل نے ہچکی لیتے کہا۔۔ تو عیس اسکا خوف دیکھتے دانت پیس گیا۔۔۔ جو بنا گرے ہی رویے جارہی تھی۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اگر خدا نخواستہ گر جاتی تو پورا فارم ہاؤس سر پر اٹھالیتی۔۔۔ اور اسکی بیوی کے چہیتے بھائی اسکا جینا حرام کر دیتے۔۔

جو اسے یہاں آنے سے پہلے دھمکیاں دے رہے تھے کہ انکی بہن کو ڈرانا نہیں اور رولانا تو بالکل نہیں۔۔۔۔۔ کیونکہ منیزے پہلے ہی انہیں مشعل کے ہچکیوں سے رونے کے بارے میں بتا چکی تھی۔ اب وہ انہیں کیا بتاتا کہ انکی بہن بنا کچھ کیے ہی روتی ہے اگر وہ کچھ کر دے تو نا جانے وہ کیا کر بیٹھے۔ مشعل کے رونے کے باعث ہی تو عیس ہاتھ ہولار کھتا تھا ورنہ وہ گنڈا انسان کہاں اتنی نرمی جانتا تھا۔۔۔۔۔ مشعل کو رونے میں مصروف دیکھ کر عیس آنکھیں بند کیے اسکے ہونٹوں پر جھکا۔۔۔۔۔ کیونکہ اک اسی طریقے سے وہ رونا بھولتی تھی۔۔۔۔۔

مشعل بھیگی آنکھوں سمیت اسے دیکھ گئی۔۔

عیس نے اپنے پاؤں جوتے سے آزاد کیے اور بیڈ پر سکون سے لیٹتے مشعل کو اٹھا کر اپنے سینے پر لٹایا۔۔۔۔۔ لیکن اسکے لبوں کو نہیں چھوڑا تھا۔

مشعل نے گہرا کر آنکھیں بند کر لیں۔۔۔ عیس نے آنکھیں کھول کر اپنی بیوی کو دیکھا تو اسکی بند آنکھوں کو دیکھتا اسکے ہونٹوں پر اپنی گرفت بڑھا گیا۔۔۔۔۔

کبھی نرمی و شدت سے چھوتے وہ مشعل کو شرم سے دوچار کر رہا تھا۔۔۔۔۔

عیس نے پیچھے ہاتھ بڑھاتے مشعل کے لہنگے کے بلاؤز کی زپ کھولنی چاہی۔ تو مشعل جو بنا کسی مزاحمت کے اسکی شدت کو سہہ رہی تھی۔ اک دم سے ہڑبڑاتے مزاحمت کرنے لگی۔۔۔

عیس نے اسکے لبوں کو چھوڑتے اسکی آنکھوں میں دیکھا تو وہ گہرے سانس لیتی اپنا سر عیس کے سینے پر ٹکا گئی۔

یہ ای۔۔۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

روک کیوں رہی ہو۔۔ عیس نے مشعل کے بالوں کو ہٹاتے گھمبیر لہجے میں پوچھا تو مشعل چونکتے اسکے اوپر سے اٹھتی بیڈ سے ہی نیچے اتر آئی۔

مجھے فارم ہاؤس دیکھنا ہے۔۔۔ مشعل نے ڈرتے ہوئے بہانا بنایا۔۔ تو وہ عیس اسکے بہانے پر دانت پیستے کھڑا ہوا۔۔

تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہیں فارم ہاؤس دیکھانے میں وقت ضائع کروں گا جبکہ تم میرے من پسند رنگ میں اپنے حسین و نازک وجود کے ساتھ میرے سامنے موجود ہو۔۔۔

عیس نے مشعل کو گردن سے جکڑتے اسکی آنکھوں میں گھورا تو مشعل اسکے تیوروں پر تھوگ نکل گئی۔۔

میں۔۔۔ بنا مشعل کو بولنے کا موقع دیے عیس اسکے ہونٹوں کو گرفت میں لیتے بیڈ پر گر گیا۔ اور بچاری مشعل اسکی گرفت میں پھڑپھڑا کر رہی گئی تھی۔۔۔



منیزے کو اپنے پورشن کے فرش پر اتارتے ہی ضرار منیزے کے ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیتے اسے آنکھیں پھیلانے پر مجبور کر گیا۔

وہ کب سے منیزے کے حسین وجود کو اپنے پسندیدہ رنگ میں دیکھتے خود پر کنٹرول کر رہا تھا۔۔ لیکن اب موقع ملتے ہی وہ اسے اپنی گرفت میں لیتے دیوار کے ساتھ لگا گیا۔

۔ منیزے کو کمر سے تھامتے اپنے قریب کرتے ضرار نے منیزے کے نچلے ہونٹ پر اپنی گرفت سخت کی۔۔۔ منیزے ضرار کی شدت کو محسوس کرتے اسے کندھوں تھام گئی۔۔۔

ضرار کچھ سکینڈ کے لیے پیچھا ہٹا تو منیزے اپنا سرا اسکے کندھے پر ٹکا کر اپنا سانس بحال کرنے لگی۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

میں نے کہا تھا نہ کہ تمیز والا لہنگا لینا۔۔۔ ضرار نے ڈوپٹے میں چھپی اسکی کمر کو دیکھتے کہا۔ تو منیزے ضرار کی بات پر اپنی مسکراہٹ چھپائی۔۔۔

ضرار نے اک جھٹکے سے منیزے کا سیٹ کیا ڈوپٹے اتارتے لاؤنج میں پھینکا۔ تو اسکی واضح ہوتی کمر کو دیکھ کر ضرار اپنے ہونٹوں کا کوناد باگیا۔۔۔

پنک کلر کے خوبصورت لہنگے میں گرین آنکھوں سمیت اپنی سفید رنگت اور خوبصورت وجود کے ساتھ وہ ضرار کے دل کے تار چھیڑ گئی۔۔۔

لیکن جس چیز نے ضرار پاشا کا چین لوٹا تھا۔ وہ منیزے کی واضح ہوتی کمر تھی۔ کیونکہ منیزے نے جان بوجھ کر لہنگے کا شارٹ بلاؤز سلیکٹ کیا تھا۔ جو اسکی کمر سے اوپر تک تھا۔ اور آج دن بھر وہ اپنے ڈوپٹے کی مدد سے اپنی کمر کو چھپائیے یہ سمجھ رہی تھی کہ ضرار کی نظروں سے بچ گئی ہے۔۔۔

لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ ضرار پہلی نظر میں اسکا اندر تک معائنہ کرتا اسکی شرارت جان چکا تھا۔۔۔۔۔ ضرار نے ہاتھ نیچھے لے جاتے منیزے کی کمر اور پیٹ کو چھوتے اسکے چہرے پر گلال بکھیرا۔۔۔

منیزے ضرار کے ہاتھ کے لمس کو اپنے پیٹ پر محسوس کرتی کانپ اٹھی۔۔۔

منیزے کے کانپنے پر ضرار نے نظر اٹھا کر اسکی طرف دیکھ کر ایبرو آچکایا۔۔۔ جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو کہ ساری ہوا نکل گئی۔۔۔

منیزے نے ضرار کی نظروں سے خود کو بچانے کے لیے اپنا رخ موڑنا چاہا۔۔۔ تو ضرار اسے روکتا نیچے جھکتے، منیزے کی سفید کمر پر اپنے لب رکھ گیا۔۔۔

ضرار کی اس بے باک حرکت پر منیزے کے وجود میں سنسنی سی دوڑی۔۔۔ وہ ضرار کے کندھوں پر اپنے ناخن مارنے لگی۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ضرار اسکے ہاتھ کنٹرول کرتا منیزے کا رخ موڑتے اسے دیوار کے ساتھ لگا گیا۔۔۔ اور اسکی پچھلی کمر کو اپنے گرم ہونٹوں سے چھوتے منیزے کی سانسوں کی روانی تیز کر گیا۔۔۔

پوری کمر پر اپنا لمس بکھیرتے ضرار نے اوپر اٹھتے اسکی گردن پر دانت گاڑے تو منیزے سسکا اٹھی۔۔۔ ایک دم سے منیزے اپنا رخ موڑتی شدت سے ضرار کے لبوں پر جھکتی ضرار کو ساکت کر گئی۔۔۔ اپنے ہونٹوں پر منیزے کے نرم ہونٹوں کو محسوس کرتے ضرار بے خود ہوا۔۔۔ لیکن منیزے بے نیاز ہوتے ضرار کے ہونٹوں پر کاٹنے لگی تھی۔۔۔

اپنی شیرنی کی اس حرکت پر ضرار نے مدہوش ہوتے منیزے کو اٹھاتے کمرے کی جانب قدم بڑھائیے۔۔۔ جہاں یقیناً وہ اسکی تیاری خراب کرنے والا تھا۔۔۔



میں تمہارا منہ توڑ دوں گی گندے انسان۔۔۔ غصے سے آئیرہ بھڑکی۔۔۔

منہ توڑنے کی بجائیے منہ چوم بھی سکتی ہو پر ہائیے ہماری بری قسمت ابھی ہمارے پاس لائینسنس کہاں۔۔۔ سنی نے دکھ سے سوچتے کہا۔۔۔

تو آئیرہ اس بے شرم انسان کو گھور کر رہی گئی۔۔۔ جو کب سے اپنی بے باک گفتگو سے اسکا جینا محال کیے تھا۔ اپنی دوستوں کو پرائیویسی دینے کی غرض سے وہ اس انسان کو برداشت کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ لیکن سنی بھی اسکا فل ضبط آزمانے پر تلا تھا۔۔۔

ویسے دیکھو اس پورشن کا کلر تمہارے لہنگے سے میچ ہو رہا ہے۔۔۔ سنی نے آئیرہ کے خوبصورت وجود کو پرپل لہنگے میں دیکھتے کہا۔ تو آئیرہ بھی غور سے چاروں اطراف دیکھنے لگی۔۔۔ کیونکہ وہ بھی اپنے لہنگے کی میچنگ نوٹ کر چکی تھی۔۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

تم میرے فیورٹ کلر میں میری فیورٹ جگہ پر موجود میری فیورٹ لگ رہی ہو۔۔ سنی نے آئیرہ کو نظروں کے حصار میں لیتے گھمبیر لہجے میں کہا۔ تو آئیرہ اسکے لہجے کو محسوس کرتی فاصلہ بڑھاتے آگے چلی گئی۔۔ سنی نے اسکے حفاظتی اقدام پر اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔۔ جو اس سے ایسے بچنے کی کوشش کر رہی تھی جیسے وہ سچ میں اسے کھانے کی تیاری میں تھا۔۔

تمہیں بھوک نہیں لگی کیا۔۔ سنی نے آئیرہ کو چیزوں کا معائنہ کرتے پوچھا۔۔

مینزے لوگ آجائیں پھر انکے ساتھ کھاؤں گی۔۔ آئیرہ نے مصروف انداز میں جواب دیا۔۔ وہ لوگ اتنی جلدی نہیں آئیں گئے۔۔۔

کیوں وہ کیوں نہیں جلدی آئیں گئے۔۔ آئیرہ نے اپنا رخ موڑتے الجھن سے پوچھا۔۔

تم بچی ہو جو تمہیں نہیں پتہ کہ وہ اس وقت اپنے شوہروں کے ساتھ رو مینس میں مصروف ہونگیں۔۔ سنی نے سر ہلاتے آئیرہ کی عقل پر ماتم کیا۔

لیکن سنی کی کھلا کھلم بے باکی آئیرہ کے کانوں سے دھواں نکالنے کے لیے کافی تھی۔۔

یو بے شرم بد تمیز انسان۔۔۔ آئیرہ شرم و غصے سے ہال میں پرے صوفوں کی طرف بڑھتی وہاں سے کشن اٹھا کر سنی کی طرف آئی۔

اگلے سکینڈ میں وہ کشن سنی کے سر پر مار مار کر اپنا غصہ کم کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

اے اے سرخ مرچ۔۔ کیا کر رہی ہو بال خراب ہو جائیں گئے۔۔ سب غلط سمجھیں گئے کہ پتہ نہیں کیا کرتے رہیں ہیں دونوں۔۔۔

سنی آئیرہ کو روکتے پھر بے شرمی سے گویا ہوا تو آئیرہ اس ڈھیٹ انسان پر اور زور سے کشن برسانے لگی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سنی اوپر اٹھتے اک جھٹکے سے آئیرہ کے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتے کمر سے تھام کر اسے دیوار کے ساتھ لگا گیا۔۔۔

آئیرہ اس اچانک افتاد پر بوکھلا گئی۔۔۔

سنی نے غور سے اسے دیکھا جو آج یکسر مختلف حلیے میں ملبوس اسے بے چین کر رہی تھی۔ سنہرے کھلے بالوں کے ساتھ اپنی سفید رنگت پر سنہری گولڈن آنکھوں میں غصہ لیے پھولی سانسوں کے ساتھ وہ سنی کو ہی گھور رہی تھی۔۔۔

بہت خوبصورت ہو کہ دل کرتا ہے ہونٹوں سے چھو تا تمہارے دل میں دھڑکوں۔۔۔ سنی نے جھکتے آئیرہ کے کان میں سرگوشی کی۔۔ تو آئیرہ یک دم سے نرم پڑتی شرم و حیا سے گلابی ہوئی۔۔۔ سنی اس کے چہرے کے تاثرات کو بدلتے دیکھ کر مسکرایا۔۔۔

تم میرے فیورٹ کلر میں اس لیے ہو کیونکہ تم میرے نام لکھی جانے والی ہو۔۔۔ سنی آئیرہ کے ماتھے سے ماتھا ٹکاتا بولا۔۔۔

تو آئیرہ اپنے دل کی دھڑکنوں کو خاموش کر داتی سنی کو پیچھے دھکا دیتی باہر کی جانب بھاگ گئی۔۔۔



اپکو کیا لگتا ہے کہ سر پر ایز کیا ہو گا۔

سلطان نے علیزے کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے استفسار کیا۔

جو سلطان کی گردن کے گرد بانہوں کا ہار بنائے اسکی گود میں کنفیوز سی تھی۔

فوٹو شوٹ کروا کے بہت مشکل سے وہ ان کمینوں سے جان چھڑوا کر علیزے کو بانہوں میں اٹھائیے ادھر آپایا تھا۔ ورنہ وہ تو جونک کی طرح سلطان سے چپک ہی گئے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

لیکن یہاں آنے سے پہلے وہ اسے یہ بتانا نہیں بھولے تھے۔ کہ اس کے روم میں اک مزے دار سا سرپرائز سلطان کا انتظار کر رہا ہے۔

جس پر سلطان نے ایبر واٹھاتے انکے چہرے کے کمنے پن کو دیکھنا چاہا تھا تا کہ انہیں شرمندہ کر سکے۔ لیکن وہ تینوں سنجیدگی سے کندھے اچکاتے وہاں سے اپنے اپنے پورشن کی طرف بڑھ چکے تھے۔

اپنے کمرے کے دروازے پر علیزے کو اتارتے سلطان نے اسے کمر سے پکڑ کر اپنے قریب کیا۔ جس پر علیزے کے جسم میں سنسنی سی دوڑی۔

کیا خیال ہے مائے کوئین، میری خواب گاہ کو اپنے وجود سے مہکانے کے لیے میری گود میں جانا پسند کریں گیئیں یا اپنے ان خوبصورت رنگے ہونٹوں کو میرے ہونٹوں کی گرفت میں دے کر۔۔۔

علیزے کو کمر سے تھام کر خود کے قریب کرتے سلطان اسکے ریڈ لپسٹک سے سچے ہونٹوں کو دیکھتے بے باک ہوا۔

آپ پلیز ایسے نہیں بولیں۔۔۔۔

علیزے اسکی پناہوں میں منمنائی۔۔۔

وہ کل کے واقعے کے بعد سے کافی خوفزدہ ہو گئی تھی۔ لیکن منیزے کے بار بار حوصلہ دینے پر وہ آج کا پورا دن گزار پائی تھی۔ ورنہ اسے یہ لگتا رہا تھا کہ اسکا دل بند ہو جائے گا۔

وائٹ شیروانی میں ملبوس گولڈن بالوں پر متضاد نیلی آنکھوں والے سلطان کو دیکھتے علیزے بس یہ ہی سوچ رہی تھی۔ کہ کیا اتنا وجہہ مرد اسکی قسمت میں لکھا تھا۔؟

یہ سب اسکے لیے قبول کرنا بہت مشکل تھا پر اسکے لیے اس دن کو خوبصورت سے یادگار بنانے میں اسکی دوستوں نے کوئی کثر نہیں چھوڑی تھی۔ اور نہ ہی اسکا ساتھ چھوڑا تھا۔ وہ جتنا شکر ادا کرتی کم تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

لیکن اب سلطان کے ساتھ تنہا اس کمرے میں خود کو دیکھ کر علیزے کا دل بند ہو رہا تھا۔

ممسز کہاں کھو گئیں ہیں۔۔۔ سلطان نے ہلکے سے علیزے کے لبوں پر پھونک مارتے اسے ہوش دلانا چاہی۔۔۔

جو سلطان کو غور سے دیکھتے خیالوں کی دنیا میں جا چلی گئی تھی۔
نہیں وہ بس ایسے ہی۔۔۔

علیزے اپنی جھنوب مٹانے کی غرض سے نظریں چرا گئی۔۔۔ پتہ نہیں وہ کیا سوچ رہیں ہو گئے کہ کیسی بے شرم لڑکی ہے۔ دیدے پھاڑ پھاڑ کر مجھے دیکھ رہی ہے۔۔۔

علیزے نے اپنی بے اختیاری پر خود کو کو سا۔۔۔

ادھر دیکھیں۔۔۔ سلطان نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

تو علیزے ڈرتے ڈرتے نظریں اٹھا گئی۔۔۔

میرے پاؤں پر کھڑی ہو جائیں۔۔۔ سلطان کے اگلے حکم پر علیزے کی سانس اٹکی۔

سلطان کی اتنی قریبی علیزے کے حواسوں پر چھا رہی تھی۔

جی۔۔۔ علیزے نے نا سمجھی سے سلطان کو دیکھا۔۔۔

سلطان نے اک جھٹکے سے علیزے کو اٹھا کر اپنے پاؤں پر کھڑا کیا۔۔۔

اور پھر علیزے کی ناک میں موجود نتھ کو دیکھتے سلطان جھکتے ہوئے اس پر لب رکھ گیا۔ جس پر علیزے کانپ کر رہ گئی۔ اور آنکھوں کو زور سے میچ گئی۔

جاناں۔۔۔ علیزے کو کانپتے ہوئے دیکھ کر سلطان نے اسکی پیٹھ سہلانی شروع کی۔ جو بنا کچھ کیے بے ہوش ہونے کو تھی۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

علیزے کے گہرے سانس لینے پر سلطان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔ جو ڈرتی ہوئی سلطان کے سینے پر سرٹکائے کمرے کے دروازے پر کھڑی تھی۔

سلطان نے اک جھٹکے سے علیزے کو اپنی گود میں اٹھایا۔ جس پر وہ ڈرتے ہوئے ہلکے سے چیخ ماری گئی۔ ریلیکس مائے کوئین۔۔۔ اگر آپکے جواب کا انتظار کرتا رہتا تو رات ادھر ہی گزر جاتی۔۔۔ پر آپکی حالت بتا رہی تھی کہ آپکو کمرے میں میری گود میں جانا ہے۔۔۔

سلطان نے علیزے کے تھوڑی دیر پہلے گہرے سانس لینے پر اسے چھیڑتے بیڈ پر لٹایا۔۔۔

علیزے کو بیڈ پر لٹاتے سلطان نے کھڑے ہوتے روم میں نظریں دہرائی۔ تاکہ سرپرائز کا قلعہ تلاش کر سکے۔ جو اسکے کمینے دوستوں نے اسکے لیے تیار کر دیا ہے۔

روم کو خوبصورتی سے ڈیکور کیے ہر طرف کینڈلز جلای گئیں تھیں۔۔۔ جن سے روم کا ماحول خطرناک حد تک رومینٹک لگ رہا تھا۔

روم کے ماحول کو دیکھتے علیزے نے اپنے حلق سے تھوگ نگلا۔۔۔

جہاں تک اسے یاد تھا اسکی رخصتی ابھی نہیں کوئی تھی۔ تو پھر اس روم کی سجاوٹ کا کیا مطلب تھا۔ آگے کے مرحلے کو سوچتے ہی علیزے رومے والی ہو گئی۔

ہڑبڑاتے ہوئے اپنے بھاری لہنگے کے ساتھ وہ بیڈ سے بامشکل کھڑی ہو گئی۔۔۔ بیڈ پر لیٹ کر وہ اپنی شامت کا انتظار نہیں کر سکتی تھی۔

سلطان جو روم میں سرپرائز تلاش کرنے کی کوشش میں تھا۔ علیزے کے ہڑبڑانے پر مڑا۔۔۔

جورومے والا منہ بنائے ڈری سہمی دونوں ہاتھوں میں لہنگا اٹھائے کھڑی تھی۔۔۔ جیسے ابھی موقع ملنے پر وہ سرپیر یہاں سے بھاگ جائے گی۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

کیا ہوا۔۔۔ سلطان نے علیزے کے قریب آتے فکر مندی سے پوچھا۔۔

جور و ناشروع کر چکی تھی۔۔۔

میری رخصتی نہیں ہوئی ابھی۔۔۔ علیزے نے ہچکی لیتے کہا۔۔۔

جس پر سلطان نے نا سمجھی سے اسے دیکھا جیسے کہنا چاہ رہا ہو کہ آگے بھی بولو۔۔۔

ہاں تو۔۔۔ سلطان نے اسکے آگے بولنے کا انتظار کیا۔۔۔

تو یہ سب کیوں۔۔۔ ابھی تو میں چھوٹی ہوں۔۔۔

علیزے نے کمرے کی سجاوٹ کی طرف اشارہ کرتے شرم و حیا سے اپنی بات سمجھانا چاہی۔۔۔

علیزے کی ادھی ادھوری بات کی تہہ تک پہنچتے سلطان اپنی مسکراہٹ روکنے کے لیے مڑا۔۔

لیکن علیزے کی سوس سوس ہنوز جاری ہو گئی تھی۔۔۔

چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات سجاتے سلطان علیزے کی جانب واپس مڑا۔۔۔

تو کچھ نہیں ہوتا مایے کوئین جب لڑکیوں کی شادی ہو جاتی ہے تو وہ بڑی ہو ہی جاتیں ہیں۔۔۔

سلطان گہری نظروں سے علیزے کے وجود کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

مجھے نہیں کوئی شادی وادی کرنی۔۔۔

میں جارہی ہوں یہاں سے منیزے کے پاس۔۔۔ اس نے کہا تھا رخصتی نہیں ہونی ابھی۔۔۔

ہاتھ نچاتے منیزے کا حوالہ دیتے وہ سلطان کو بے حد کیوٹ لگی۔ اپنے ڈر کی وجہ وہ یہ بھی بھول چکی تھی کہ وہ کس کے سامنے کھڑی ہے۔۔۔

علیزے روتے ہوئے اس سے پہلے دروازہ کھول پاتی۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سلطان اک جست میں اس تک پہنچتے ہوئے اسے اپنی طرف کھینچ گیا۔

جس پر وہ لہرا کر سلطان کے سینے سے آٹکرائی۔۔

اپنے چکراتے سر کو تھامتے علیزے اس سے پہلے کچھ سمجھ پاتی۔ سلطان نے اس کے بازو اپنے کندھوں پر رکھتے ہاتھ بڑھاتے اسکے چہرے کو اٹھایا۔۔

آپ جانتیں ہیں نہ میں کون ہوں۔۔۔ سلطان نے سرد تاثرات سے علیزے کی بھیگی آنکھوں کو دیکھا۔

بھیگی سرخ کالی آنکھوں میں لگا کا جل علیزے کی آنکھوں اور خوبصورت بنا رہا تھا۔ بے اختیار ہوتے سلطان نے شدت سے اسکی آنکھوں پر اپنے ہونٹ رکھے۔۔

جس پر علیزے بوکھلا سی گئی۔۔

ہاتھ بڑھا کر علیزے کی ناک سے نوزپن اتارتے بے خود ہوتے سلطان نے علیزے کے ریڈ لپسٹک سے سچے بھرے بھرے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیا۔

اپنے ہونٹوں پر سلطان کے ہونٹوں کے لمس کو محسوس کرتی علیزے کانوں کی لوح تک سرخ پڑی۔

سلطان نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی طرف کھینچتے اپنے وجود کا حصہ بنایا۔ جس پر علیزے نے تڑپتے ہوئے سلطان کی قمیض کی کالر کو اپنی مٹھیوں میں دپوچا۔ سلطان کی شدت پر اسکی سانس رکنے والی ہو گئی تھی لیکن وہ اسکے ہونٹوں پر اپنے لمس کے پھول کھلاتا پیچھے ہونا بھول چکا تھا۔

بے حال ہوتے علیزے نے سلطان کو کندھوں سے جھنجھوڑا جس پر وہ ہوش میں آتے اسکے ہونٹوں کو اپنی گرفت سے آزاد کیا۔

اپنے ہونٹوں کو آزادی ملنے پر علیزے گرنے والی ہوئی جس پر سلطان نے اسے سہارا دیتے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

علیزے کو بیڈ پر لٹاتے ہی سلطان نے اپنی شیروانی اتار کر صوفے پر پھینکی۔ وہ اب اس سادہ وایت شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔۔۔

اور خود علیزے کی طرف بڑھا۔ جس پر علیزے سلطان کو آپنی طرف اتادیکھ کر اپنی بڑی بڑی آنکھوں کو خوف سے اور پھیلا گئی۔

علیزے کی آنکھوں میں ڈر دیکھتے سلطان کے لب اپنے آپ مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔

سلطان نے بیڈ پر لیٹی علیزے کے پاؤں سینڈلز سے آزاد کیے۔

اور اسکی ٹانگیں بیڈ کے اوپر کرتے خود بھی بیڈ کے اوپر آیا

جس پر علیزے کھسکتی ہوئے پیچھے کی جانب ہوئی۔۔۔

اپکو کھسکنے کے لیے نہیں لے کر آیا میں۔۔۔ علیزے کو ٹانگ سے اپنی طرف کھینچتے سلطان نے آگے بڑھ کر اسکی جیولری اتارنا شروع کی۔

علیزے اسکی کاروائی پر اک دفعہ پھر رونا شروع ہو چکی تھی۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا۔ چیخ چیخ کر اپنی مدد کے لیے کسی کو پکار لیتی۔۔۔

علیزے کو روتے دیکھ کر سلطان نے گہری سانس لیتے علیزے کو اٹھاتے بٹھایا۔۔۔

اب کیوں رورہیں ہیں۔۔۔ سلطان نے اسے ہچکی لینے پر پوچھا۔۔۔

یہ سجاوٹ ہٹائیں ساری۔۔۔

علیزے نے روتے ہوئے کمرے کی ساری سجاوٹ کو غصے سے دیکھا۔۔۔ جیسے اسی سجاوٹ کی وجہ سے اسے یہ سب برداشت کرنا پڑ رہا تھا۔

سلطان نے مسکراہٹ روکتے اسکا معصومیت بھر اغصہ ملاحظہ کیا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

یہ تو کرنا پڑے گا اب مایے کوئین۔۔۔ سلطان نے گردن سے علیزے کو پکڑتے اپنی طرف کھینچ کر پھر اسکے ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیتے اسکے اگلے تمام الفاظ روک دیے۔۔۔ علیزے شرم و غصے میں اسکی گرفت میں پھڑپھڑا کر رہ گئی۔

علیزے کے لبوں کو اپنے ہونٹوں میں محسوس کرتے سلطان نے اسے پیچھے تکیے پر گرایا۔ لیکن اسکے ہونٹوں کو نہیں چھوڑا۔۔۔ وہ علیزے کی ریڈ لپسٹک اپنے ہونٹوں سے چٹنا اسکے سارے رنگ کو ہٹا گیا تھا۔

ہونٹوں سے گردن تک آتے علیزے بے حال ہو چکی تھی۔

خان پلیر۔۔۔ سلطان کو اپنی گردن پر جھکتے دیکھ کر علیزے التجائیہ لہجے میں بولی۔۔۔

سلطان نے علیزے کی زبان سے اپنے لیے خان سنتے نظریں اٹھا کر اسکی طرف دیکھا جو گہرے سانس لیتی اسے پھر مدہوش کر گئی تھی۔ کیونکہ گہرے سانس لینے کی وجہ سے اسکے جسم کے نشیب و فراز خوبصورت سا منظر پیش کر رہے تھے۔۔۔ ج

خان کی کوئین۔۔۔ سلطان نے جھکتے ہوئے علیزے کے کان میں سرگوشی کرتے اسکے کان کو لوح کو دانتوں تلے دبایا۔۔۔

جس پر وہ سی کر گئی۔۔۔

سلطان کی گرفت میں پھڑپھڑاتے وہ ترسی نگاہوں سے کمرے کے دروازے کو اب دیکھنے لگی تھی۔۔۔

علیزے کی نگاہوں کے فوکس کو دیکھتے سلطان کا کب سے رکا ہوا قہقہہ کمرے میں گونجا۔۔۔

علیزے کے اوپر سے ہٹتے ہوئے وہ بیڈ پر گر کے ہنسنے لگا۔

جبکہ علیزے اسے عجیب نظروں سے دیکھنے لگی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

علیزے کی سوالیہ نظروں کو دیکھتے سلطان ہنستے ہوئے کھڑا ہوا۔ اور ہاتھ بڑھا کر علیزے کو بھی بیڈ سے کھڑا کیا۔

تھوڑی سی دیر میں وہ علیزے کی تیاری مکمل طور پر خراب کر چکا تھا۔ علیزے کے بے ترتیب ڈوپٹے کو دیکھتے سلطان نے دانتوں تلے لب کا کوناد بایا۔

جس پر سلطان نے علیزے کے ڈوپٹے سے پنزنکا لٹے اسکا ڈوپٹہ اتار کر سائیڈ پر رکھا۔ اور اسے لے صوفے کی طرف بڑھا۔ جہاں منیزے نے انکے لیے کھانا رکھا تھا۔

ڈوپٹے سے بے نیاز علیزے کے کندن جیسے بدن کو دیکھتے سلطان کی حالت خراب ہوئی۔ لیکن علیزے سے نظریں ہٹاتے اس نے کھانے کی طرف دھیان دیا۔

وہ پہلے ہی ڈری ہوئی تھی مزید وہ اسے خوفزدہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

سلطان نے اک نظر علیزے کو دیکھا جو روئے ہوئے چہرے اور اپنی خراب تیاری کے ساتھ دروازے کی سمت اب بھی دیکھ رہی تھی۔

علیزے کو بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے سلطان نے اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھایا۔

لیکن علیزے کی نگاہوں کے فوکس میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

اسکا ڈراسکے دماغ پر اتنا حاوی ہو گیا تھا کہ وہ اپنی حالت سے بے خبر سلطان کی گود میں بیٹھی تھی۔

کھانے کی ٹیبل پر اک پیپر فولڈ کیا پڑا تھا۔

سلطان نے اس پیپر کو اٹھا کر کھولا جس پر اک سلطان کے لیے اک پیغام لکھا تھا۔ جو یقیناً اسکے نمونوں کا سرپرائز ہی تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

"کمرے کی سجاوٹ صرف نکاح کی خوشی میں کی گئی ہے۔ اسکو رخصتی کا اشارہ ہر گز سمجھنے کی ضرورت نہیں سلطان احمد خان۔ کیونکہ رخصتی اگر عیس علی ہمدانی اور ضرار پاشا مصطفیٰ کی نہیں ہوئی تو تیری کیسے ہو سکتی ہے۔ اس لیے ہاتھ ہولار کھتے صرف ملاقات تک رہنا زیادہ شوخ ہونے کی ضرورت نہیں۔"

اس پوری تحریر کو پڑھتے سلطان دانت کچکا اٹھا۔

جہاں بیچ کے آخر میں اسکے تینوں کمینے دوستوں کے نام کے ساتھ سنی کے نام کے آگے شدید کنوارہ بھی مینشن تھا۔

لیجیے پڑھ لیں۔ آپ رخصتی کو سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہے ہیں۔ جہاں ان جیسے کمینے ہوں وہاں میری منت پوری ہو نہ جائیں۔ غصے سے سلطان نے علیزے کی طرف بڑھایا۔ جو پہلے ہی نا سمجھی سے اسکی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

پیپر پر لکھی تحریر کو پڑھتے علیزے کو کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہوا تھا۔ لیکن ساتھ خوشی بھی ہوئی تھی کہ اسکی رخصتی نہیں ہوئی ابھی۔

علیزے کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھتے سلطان نے ایرواچکایا۔۔۔

سلطان کے تیور دیکھتے علیزے نے اپنے لبوں سے مسکراہٹ سمیٹتے کھانے کی طرف اشارہ کیا۔

سلطان علیزے کی اس کیوٹ سی ادا پر فدا ہوتے آگے بڑھ کر اسے سفید گال پر دانت گاڑ گیا۔

جس پر علیزے نے شرم سے اسے دیکھا۔

لیکن پھر سب بھلاتے سلطان نے اسے کھانا کھانا شروع کیا جو صبح سے بھوک کی اور اب رخصتی کا سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہی تھی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

Episode 29

ٹاول میں اپنے بالوں کو لپیٹے منیزے واشروم سے نکلی۔ تاکہ یونیورسٹی کے لیے تیار ہو سکے۔
رات وہ کافی لیٹ فارم ہاؤس سے واپس لوٹے تھے۔ ایرہ کو گھر ڈراپ کر وہ دونوں اپنے فلیٹ واپس آئے تھے۔

جبکہ سلطان بھی اپنی منکوحہ کو ساتھ لے کر اپنے فلیٹ واپس چلا گیا تھا۔

"بقول سلطان کے وہ پہلے ہی ان کمینوں کی وجہ سے اپنی منکوحہ سے سہی ملاقات نہیں کر پار رہا۔ سلطان بھی انکے سرپرائز کا صحیح بدلہ چکا رہا تھا۔ کیونکہ وہ پچھلے اتنے گھنٹوں سے علیزے کے پاس سے ایک انچ بھی نہیں ہلاتھا۔ اور نہ علیزے کو آزاد کیا تھا۔ کیونکہ سلطان احمد خان کے مطابق اسکی ملاقات کا وقت ابھی ختم نہیں ہوا۔ بیچاری علیزے ابراہیم ان چار بے ثرموں کے درمیان پھنس کر رہ گئی تھی۔

سلطان کی بے ثرمی پر ان تینوں کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سلطان کا کچھ مر بنا کر رکھ دیں۔

چونکہ کل وہ اک اضافی گاڑی میں فارم ہاؤس گئے تھے۔ تو عیس سنان مصطفیٰ کاظمی کو گھر ڈراپ کر کے مشعل کو ساتھ لے کر گھر جا چکا تھا۔

منیزے یونیورسٹی کے لیے تیار ہو کر کمرے سے نکلی۔

وائٹ ہائی نیک شرٹ کے ساتھ بلو جینز پر بلیک کوٹ شوز پہنے اپنی تیاری کے ساتھ پاؤں میں ٹک ٹک کرتی ہیلز کی آواز سے سامنے ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھے ضرار پاشا حیدر کو اپنی طرف متوجہ کر گئی۔ جو پہلے ہی اسکے انتظار میں بیٹھا تھا۔

منیزے کا سر تا پاؤں جائزہ لے کر ضرار نے ایبر واٹھاتے منیزے کی جانب دیکھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جواپنا بیگ ٹیبل پر رکھ کر گھوم کر ضرار کی جانب آئی تھی۔

اس سے پہلے ضرار کچھ سمجھ پاتا منیزے اسکے آگے سے ضرار کا موبائل پرے کرتی ضرار کی گود میں بیٹھ کر ضرار کو حیران و ساکت کر گئی تھی۔

گود میں بیٹھتے ہی وہ اپنا چہرہ ضرار کی گردن میں چھپا گئی۔

جیسے بچہ اپنی ماں کی آغوش میں آکر پرسکون ہوتا ہے ایسا ہی کچھ حال منیزے کا تھا۔

لیکن منیزے سکندر اپنی اس پیش قدمی سے ضرار پاشا حیدر کا دل دھڑکا گئی تھی۔

وہ جو کل رات اسکے جانے کے بعد سے ہی بے سکون تھی۔ ضرار کی آغوش میں آتے ہی سکون سے آنکھیں موندے منیزے، ضرار کے جذبات کو بھڑکا گئی۔

میری شیرنی کو کیا ہوا ہے۔۔۔ ضرار نے اسکی کمر میں اپنا ہاتھ لپیٹے منیزے کو اپنے قریب کیا۔

ضرار نے محسوس کیا تھا کہ وہ عام شرمیلی لڑکیوں کی طرح نہیں تھی۔ جو اپنے جذبات کو صرف خود تک محدود رکھتیں ہیں۔۔

بلکہ اسکی شیرنی تھوڑی بہت بولڈ بھی تھی جسے جب اپنے سرتاج پر پیار آتا تھا بنا شرمائے وہ اظہار کر دیتی تھی۔

شاید ضرار کے کیے گئے اظہار کا اثر تھا۔ کہ وہ اپنے خول سے نکلنے لگی تھی۔ کل جب بھی ضرار اسکے ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لیتا تھا۔ بدلے میں منیزے بھی اتنی ہی شدت سے اسکے ہونٹوں پر کاٹ دیتی تھی۔

شرمیلی پلس بولڈ قربت الگ ہی مزہ دینے والی تھی۔ ضرار نے مچلتے دل کے ساتھ سوچتے منیزے کے کالے گھنے بال اسکی گردن سے ہٹائے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جبکہ وہ ابھی بھی خاموش آنکھوں کو موندے اسکی گود میں بیٹھی تھی۔

ضرار نے اپنے نرم گرم ہونٹ جب منیزے کی گردن پر رکھے تو منیزے ضرار کی گردن میں گہرا سانس بھر گئی۔

"آج چپ کا روزہ رکھا ہے کیا۔"

ضرار نے منیزے کے کان کی لوح کو دانتوں تلے دباتے پوچھا۔

منیزے اپنی سرخ سبز آنکھیں کھول کر ضرار پر ٹکا گئی۔ جو بلیک جینز کے ساتھ وائیٹ شرٹ پر بلیک جیکٹ پہنے سفید رنگت پر اپنی گرے آنکھوں اور کھڑی مغرور ناک سے منیزے کے دل میں سپارک کر رہا تھا۔

"میں سو نہیں پائی رات کو۔۔"

منیزے نے ضرار کی جیکٹ کے بٹن سے کھیلنے نروٹھے پن سے کہا۔

"میرا بچہ کیوں نہیں سو پایا" ضرار نے آگے بڑھتے منیزے کی خوبصورت ہری آنکھوں کو چوم لیا۔ جو نیند پوری نہ ہونے کے باعث سرخ ہوئی تھیں۔

"سرتاج مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔"

منہ بنا کر شکوہ کیا گیا۔

تو ضرار نے اک نظر منیزے کے خوبصورت چہرے کو دیکھا۔

رات وہ کسی ضروری کام سے منیزے کو فلیٹ میں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ اور دو گھنٹوں بعد اسکی جب واپسی ہوئی تھی۔ تب وہ منیزے کو چیک کرنے کی غرض اس کے کمرے میں آیا تھا لیکن وہ سوچکی تھی۔ دن

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

بھر کی تھکن کا سوچتے ضرار نے اسے تنگ کرنے کا ارادہ ملتوی کرتے منیزے کے ماتھے کو شدت سے چوم کر اپنے کمرے میں چل گیا تھا۔

ضرار نے اک دم سے منیزے کو اٹھا کر گھماتے ہی پھر واپس بٹھایا۔ منیزے اس اچانک افتاد پر گھوم کر رہ گئی۔ وہ جو پہلے اک سائیڈ پر ٹانگیں لٹکا کر اسکی گود میں بیٹھی تھی۔

لیکن اب ضرار اسکی ٹانگیں دائیں بائیں جانب کرتا اسے اپنی گود میں بٹھا چکا تھا۔ اس قدر نزدیکی منیزے کی سانسوں کی روانی کو تیز کر گئی۔

ضرار کی گود کے قرب کو محسوس کرتے وہ بوکھلائی۔

نظریں اٹھا کر ضرار کی جانب دیکھا تو وہ پہلے ہی معنی خیز نظروں سے منیزے کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔

"آئندہ میری گود میں بیٹھنا ہوا تو ایسے بیٹھنا۔ کیونکہ مجھے ایسی پوزیشن پسند ہے۔"

ضرار نے جھکتے ہوئے منیزے کی بیوٹی بون پر اپنے ہونٹ رکھے۔

تو منیزے اسکے جان لیوا لمس پر سٹپٹائی۔

ضرار۔۔۔ اپنی دل کی دھڑکنوں کو کانوں میں سنتے منیزے اسکا نام پکار بیٹھی۔

منیزے کے لبوں سے پہلی بار اپنا نام سنتے ضرار بے خود ہوتے اسکی گردن میں ہاتھ ڈالتے منیزے کے

چہرے کو اپنے چہرے کے قریب کرتے اسکے ہونٹوں کو اپنی شدت بھری گرفت میں لے گیا۔

اپنے ہونٹوں پر ضرار کے ہونٹوں کی گستاخیوں کو محسوس کرتے منیزے ضرار کی شرٹ کے کالر کو

ہاتھوں میں دوپونچ گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

منیزے کے نچلے ہونٹ کو اپنی گرفت میں لیتے ضرار نے اس پر دانت گاڑ دیے۔ ضرار کی اتنی شدت کو محسوس کرتے منیزے اسکے کندھوں پر زور سے مکے مارنے لگی۔ تاکہ اسے ہوش دلا سکے۔

منیزے کی رکتی سانس کو دیکھ کر ضرار نے اسکی جان بخشی کی۔ تو وہ گہرے سانس لیتی اسکے کندھے پر سر ٹکائی۔

"اگر میرے بے بی کو میرے بنائیند نہیں آتی تو میرا بے بی میرے روم میں آجایا کرے پھر دونوں مل کر اک دوسرے کو تھکا کر سکون بھری نیند لیا کریں گئے"

ضرار نے اسکی کمر سہلاتے اپنے بے باک لفظوں سے منیزے کے کانوں سے دھواں نکالا۔

جبکہ منیزے ضرار کی اس قدر بے شرمی پر اپنا ہونٹ دانتوں تلے دبا کر پچھتانے لگی جب اس نے اس بے شرم انسان کے سامنے اپنی نیند کا ذکر کیا تھا۔

مجھے بھوک لگی ہے۔۔ منیزے ضرار کے کندھے پر دانت گاڑتے بولی۔۔

اپنی بات کو گول کرتا دیکھ کر ضرار مسکرا دیا۔ جانتا تھا کہ وہ شرم کے مارے اسکا دھیان بٹانے کی کوشش کر رہی ہے۔

منیزے نے کل ہی شبو کو سلطان کے فلیٹ بھیج دیا تھا تاکہ نکاح کے اگلے دن سلطان کو مشکل نہ آئے۔ یہ سالے سلطان کے گھر کا چولہا جلانے کے چکروں میں آج ہمارے گھر کا چولہا بند ہے جس کی وجہ سے ہمیں باہر سے ناشتہ کرنا پڑے گا۔ ضرار سلطان کو یاد کرتا دانت کچکا اٹھا۔

جبکہ منیزے ضرار کی بات پر مسکراہٹ دبانے لگی۔

چلو آج تمہیں اپنی فیورٹ جگہ سے ناشتہ کروانا ہوں۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ضرار نے اپنی گود سے منیزے کو کھڑا کیا۔ اور اک نظر منیزے کے سراپے اور اپنی شدت کے باعث اسکے سرخ ہونٹوں کو دیکھا۔ جن پر لگی لپسٹک وہ اپنے ہونٹوں سے چن چکا تھا۔

منیزے ضرار کی نظروں سے گھبراتے باہر کی جانب دوڑ لگانے کا ارادہ کیے تھی کہ ضرار نے ہاتھ سے پکڑ کر اسے اپنی جانب واپس کھینچ لیا۔

اس حلیے میں جانا ہے باہر۔۔۔ ضرار نے اسکی ٹائیٹ شرٹ کو دیکھتے استفسار کیا جو منیزے کے بدن سے چپکی اسکے خدو خال کو واضح کر رہی تھی۔

میں تمہیں کچھ کہہ نہیں رہا تو تم اسکا ناجائز فائدہ کیوں اٹھا رہی ہو۔ ضرار سرد تاثرات سے اسے دیکھنے لگا۔ آپ مجھے کچھ کہہ بھی نہیں سکتے سرتاج کیونکہ اسکی اجازت تو میں بابا سائیں سے لے چکی ہوں۔ منیزے ضرار کے گلے میں بازو ڈالتے لاڈ سے بولتی اپنا پہلے والا روپ اپنا گئی۔

"کسی دن تمہارا ایسا علاج کروں گا کہ تم خود اپنے منہ سے پورے ڈھنگ کے کپڑے مانگوں گی۔" منیزے کی کمر میں بازو ڈالتے جھٹکے سے خود کے قریب کرتے وہ غرایا۔ کیونکہ وہ سچ میں اسکی نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھاتی اپنے لیے مشکلات پیدا کر رہی تھی۔ وہ دن بھی دیکھیں گئے۔۔

ضرار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتی منیزے اعتماد سے بولی۔

منیزے کی ہٹ دھرمی کو محسوس کرتے ضرار نے گہری نظروں سے اسکے سراپے کو دیکھا۔

ضرار کی نظروں کو بدلتا دیکھ کر منیزے پہلو بدلنے لگی۔

وہ تو اسے تپانے کے لیے شوخی بن رہی تھی۔ پر وہ کھڑوس الٹا اپنی نظروں سے اسے خود میں سمٹنے پر مجبور کر رہا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

لیٹ ہو رہے ہیں چلتے ہیں۔۔

منیزے اپنے بازو ہٹاتے ٹیبل سے اپنا بیگ اور موبائل اٹھا کر باہر بڑھنے لگی کہ اک دفعہ پھر لہرا کر ضرار کے سینے سے ٹکرائی۔

خاموش تیکھی نظروں سے منیزے کے چہرے کو گھورتے ضرار اسکے کمرے کی جانب بڑھا۔ اور جب واپس آیا تو اسکے ہاتھوں میں اک لانگ بلیک کوٹ تھا۔

خاموشی سے آکر ضرار نے منیزے کو کوٹ پہنایا جس میں اسکا سراپا مکمل طور پر چھپ گیا تھا۔

جبکہ منیزے کا اپنی تیاری کو خراب ہوتا دیکھ کر منہ بن گیا۔ نچلے ہونٹ کو لٹکائے وہ ضرار کو شکوہ بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔ جس پر ضرار جھکتے ہوئے اسکے لٹکے ہونٹ پر دانت گاڑتے پیچھا ہٹا۔

ضرار نے یہ سب اتنی جلدی کیا تھا کہ منیزے بس سی کرتی رہ گئی۔

"مجھے جنگلی بننے پر مجبور نہیں کرو مسسز ضرار پاشا حیدر ورنہ منہ چھپاتی پھروں گی "

منیزے کو خطرناک دھمکی دیتے ضرار گاڑی کی کیزا اٹھا کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔ جبکہ منیزے اسکی پشت دیکھتی زبان کال گئی۔ پیرٹکنے کے انداز میں وہ اس کھڑوس کے پیچھے ہوئی۔



مام آج ناشتہ مل سکتا ہے کہ نہیں۔۔۔

سنی نے گھڑی پر نظر دہراتے کئی دفعہ کا پوچھا سوال پھر پوچھا۔۔

نہیں۔۔ کلثوم بیگم کی جانب سے دو ٹوک جواب آیا۔

مام یا ایسے کون کرتا ہے۔۔۔۔

سنی کلثوم بیگم کا سیدھا انکار سن کر سر پکڑ گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جبکہ مصطفیٰ صاحب ٹیبل پر خاموشی سے ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔ جیسے انکے سوا اور کوئی ادھر موجود نہیں تھا۔ اور نہ ہی انہیں روتا ہوا سنی نظر آ رہا تھا۔

جب تک تم مانو گئے نہیں، تمہیں اک لقمہ بھی کھانے کو نہیں ملے گا۔ کلثوم بیگم نے ہمیشہ کی طرح اپنی شرط رکھی۔

جبکہ سنان مصطفیٰ کاظمی تو اپنی ماں کے تیور دیکھ کر حیرانگی میں تھا۔ کہ اتنے انوکھے لوگ اسکی قسمت میں ہی کیوں تھے۔ مائیں تو اپنے منہ سے نوالہ نکال کر اپنی اولاد کو دے دیتیں ہیں۔ یہاں اسکی ماں اپنی بات منوانے کی خاطر اسے ناشتہ ہی نہیں دے رہی تھی۔ وہ پورے اک گھنٹے سے اپنی ماں کے دل کے پگھلنے کے انتظار میں بیٹھا تھا۔

"کلثوم بیگم مائیں ایسی نہیں ہوتیں۔"

سنی نے کسی بزرگ عورت کی طرح ہاتھ نچاتے کہا۔

"بیٹے بھی ایسے نہیں ہوتے مسٹر سنان مصطفیٰ کاظمی۔"۔ کلثوم بیگم نے بھی سلگتے اسی کے انداز میں جواب دیا۔

مام یارا بھی میری عمر ہی کیا ہے جو ایسے ہاتھ، منہ دھو کر میری شادی کے چکر میں پڑ گئی ہیں۔۔

سنی نے بے بس ہوتے مصطفیٰ صاحب کی جانب دیکھا۔

جو منہ میں نوالہ ڈالتے کندھے اچکا گئے۔ جیسے کہنا چاہ رہے ہوں یہ تمہارا اور تمہاری ماں کا معاملہ ہے

بھئی۔۔ میرا ناشتہ نہیں خراب کروں۔۔

مصطفیٰ کاظمی کے کندھے اچکانے پر سنی ضبط کر کے رہ گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

وہ کس طرح انہیں بتاتا کہ اسے اک لال مرچ پسند آگئی ہے وہ کسی دوسری گاجر مولیٰ کو اپنی زندگی میں شامل نہیں کرنا چاہتا۔

سنی تو اس دن کو پچھتا رہا تھا جب کمپنی دینے کی غرض سے وہ اپنی ماں کی دوست کے پاس چندیل بیٹھ گیا تھا۔ اور آج یہ نوبت آئی تھی۔ کہ اسکی ماں کی دوست اسے اپنی بیٹی دینے کو تیار بیٹھی تھی اور اسکی ماں لینے کے لیے بھی تیار تھی۔

جیسے خدا نخواستہ وہ لولا لنگڑا تھا۔ جسے اس لڑکی کے سوا کوئی دوسرا رشتہ نہیں ملنا تھا۔ خیالوں میں خود کو لنگڑا دیکھ کر سنی جھرجھری لے کر رہ گیا۔ بس نہیں تھا جھک کر اپنی ٹانگیں خود ہی چوم لیتا۔

آئیرہ کے تیکھے نقوش کو یاد کرتے سنی کے ہونٹوں پر اچانک مسکراہٹ بکھری جسے مصطفیٰ صاحب نے غور سے دیکھا تھا۔ بیٹے کی مسکراہٹ انہیں بہت کچھ بتا گئی تھی۔ پر اپنی بیگم کے تیور کو سوچتے مصطفیٰ صاحب کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آئی۔

خود کو تکتے پا کر سنی نے ایبر و آچکایا۔ جسے دیکھتے جواب میں مصطفیٰ صاحب نے بھی ایبر و اٹھاتے بدلہ اتارا۔

میری ڈول کیسی ہیں۔۔

عیس نے گھر میں داخل ہوتے بلند آواز میں کلثوم بیگم کو مخاطب کیا۔ جبکہ عیس کی آواز پر کلثوم بیگم جلدی سے اٹھ کر عیس کے گلے لگیں۔

انکے لیے وہ چاروں بیٹوں جیسے تھے۔

کلثوم بیگم کو بازو کے گھیرے میں لیتے عیس نے عقیدت سے انکے ماتھے کو چھوا۔ اور جب انکے اداس چہرے پر پڑی تو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو کہ اس اداسی کی کیا وجہ ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ہائے ینگ مین دوسروں کی بیویوں سے فلرٹ کرنا چھوڑ دو اب تو تمہاری اپنی بھی بیوی اچکی ہے۔

مصطفیٰ صاحب نے عیس کے بازو کے گھیرے میں اپنی بیگم کو دیکھتے عیس کو شرم دلانا چاہی۔

جس پر وہ انہیں آنکھ مار کر کلثوم بیگم کے سر کو پھر ہونٹوں سے چھو کر انہیں سلگا گیا تھا۔

مصطفیٰ صاحب ضبط سے عیس پر لعنت بھیجتے اپنا بیگ اٹھا کر باہر کی جانب بڑھ گئے۔ کیونکہ وہ لیٹ ہو رہے تھے۔ اور اس ڈھیٹ انسان کے ساتھ مزید اپنا خون نہیں جلا سکتے تھے۔

یہ دیکھ لو یہ میری بات نہیں مان رہا۔۔۔

کلثوم بیگم نے بچوں کے انداز میں سنی کو شکوہ بھری نظروں سے دیکھتے عیس کو بتایا۔

اویٰ کیا مسئلہ ہے تجھے سالے۔۔۔ میری ڈول اتنے پیار سے تیری شادی کروانا چاہ رہی ہے۔ کیا موت پڑی ہے تجھے ہاں کیوں نہیں کر رہا۔۔۔

عیس کا انداز صاف ویسا تھا جیسے کوئی پورا اس گلہ کھلانے کے لیے ضد کرتا ہے لیکن سامنے والا منہ نہیں کھولنا چاہتا۔

عیس نے فروٹ باسکٹ سے سیب اٹھاتے سنی کو لتاڑا۔

جبکہ سنی تو اس کمینے کو طیش بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔ جو سب جانتے بوجھتے تیلی لگانے پہنچ گیا تھا۔
لمبے بالوں والی باجی۔۔۔ سنی غصے سے بڑبڑاتے سر جھٹک گیا۔

کلثوم بیگم نے بھی سنی کو پھر آس بھری نظروں سے دیکھا کہ شاید وہ اب ہاں کر دے۔ کیونکہ وہ اپنی دوست کو ہاں کر چکی تھیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اپنی ماں کی آنکھوں میں امید دیکھتے سنی نے گہرا سانس بھرا۔ جبکہ سیب کھاتا عیس فل مزے میں تھا۔ کیونکہ عیس کو جتنا مزہ تیلیاں لگانے میں آتا تھا اتنا کسی اور میں نہیں آتا تھا۔ آج صبح وہ زبردستی مشعل کے روم میں گھس کر حسن صاحب کے سامنے دروازہ بند کرتے انہیں سلگا کر اور تیلی لگا کر بھی آ رہا تھا۔

اویئے چل مان جا۔۔۔ صرف شادی ہی تو ہے ماں کو راضی کر دیکھنا کیسے جنت ملتی ہے۔۔۔

عیس نے سنی کو بازو سے ٹھومارتے پھر کہا اور ساتھ جنت کالا لچ بھی دیا جیسے ٹوان ون کی آفر میں خوشی محسوس ہوتی ہے ویسے ہی کچھ عیس بھی سنی کو محسوس کروانا چاہ رہا تھا۔

تیرا منہ میں یونیورسٹی جا کر توڑتا ہوں۔ سنی دبی دبی آواز میں غراتے یک دم سے اٹھتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

سنی کو جاتے دیکھ کر عیس کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ نزول ہوئی۔

میری ڈول نے فکر نہیں کرنی میں اسکو سمجھاؤں گا۔

جلدی سے اٹھتے عیس نے کلثوم بیگم کو گلے لگاتے باہر کی جانب سنی کے پیچھے ڈور لگائی۔۔۔

گاڑی میں مشعل بیٹھی تھی وہ اس کمینے کو اپنی بیوی کے ساتھ اکیلے میں پانچ منٹ بھی نہیں دینے کا سوچ سکتا تھا۔ نجانے بدلہ اتارنے کے لیے اسکی معصوم بیوی کو کیا پٹیاں پڑھا دیتا۔

یہ عیس علی ہمدانی کی اپنی احتیاط تھی۔

YouTube Channel Link - [Click Here](#)

FaceBook Page Link – [Click Here](#)

Website Link – [KOH NOVELS URDU](#)

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

Episode 30

سیلو لیس لانگ شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس اپنے حسن سے بے نیاز وہ لمبی لمبی سانسیں بڑھتی سو رہی تھی۔

اور اک دیوانہ اسکے بیڈ سائیڈ پر بیٹھا اسکے وجود کو اور اپنی آنکھوں میں بسانے کی کوشش کر رہا تھا۔
اور وہ دیوانہ "سلطان احمد خان" تھا۔

رات اپنے فلیٹ پہنچنے کے بعد وہ علیزے کی روہانسی صورت دیکھتے مزید اسے تنگ نہیں کر پایا تھا۔
علیزے کا رخصتی کا خوف دیکھتے ہوئے وہ اسے اپنے کمرے میں بھی رکنے کا نہیں کہہ سکا۔

دل تو اسکا کر رہا تھا کہ اپنے تینوں نمونوں کو پکڑ کر گردن سے مڑوڑ کر رکھ دے جنہوں نے اسکی بیوی کو
"رخصتی نہیں ابھی" پر اتنا پکا کر دیا تھا کہ وہ صرف اک ہی راگ بولے جا رہی تھی۔
"کہ اسکی رخصتی نہیں ہوئی ابھی"

لیکن سلطان احمد خان نے بھی سوچ لیا تھا کہ وہ اپنی بیوی کو بتا کر رہے گا کہ بنا رخصتی کے بھی بہت کچھ
جھیلنا پڑتا ہے۔ جس ڈر سے وہ رخصت ہونے سے خوف کھا رہی ہے اسکے چھوٹے موٹے ٹریلر تو وہ اسے
دیکھتا رہے گا۔ اور یہ شدتیں تو پھر اسے ہی برداشت کرنی ہیں نہ۔

رات کافی ضد کر کے وہ الگ کمرے میں ہی رکی تھی۔ سلطان کا ضبط ہی تھا کہ وہ اسکا مان نہیں توڑ پایا تھا۔
ورنہ وہ "علیزے ابراہیم" کو بتانا چاہتا تھا کہ وہ کیسے اسکے عیشق میں ڈوب چکا ہے۔ اور اپنے اس عشق
کی وجہ سے ہی وہ اپنے دوستوں سے ذلیل بھی ہونے والا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

رات ڈریس بدل کر علیزے لیٹتے ہی سوچکی تھی۔ دن بھر کی تھکاوٹ سے اسکا برا حال تھا۔ اور کھانا تو اسے سلطان نے وہیں کھلا دیا تھا۔

لیکن ابھی ایسے علیزے کو بے خبر سوتے دیکھ کر سلطان کا صبر ٹوٹ گیا تھا۔ کیونکہ سوتے ہوئے وہ جب گہری سانس لیتی تھی۔ تو اسکے کندن جیسے تراشے بدن کے نشیب و فراز خوبصورت منظر پیش کرتے تھے۔ جسے دیکھتے ہوئے سلطان اپنے گولڈن بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا تھا۔

کھڑکی پر پردے ہونے کی وجہ سے کمرے میں ابھی تک ہلکا ہلکا اندھیرا تھا۔ کمرے میں ہیٹر آن ہونے کی وجہ سے کمرہ گرم بھی تھا۔

اسی لیے علیزے کے وجود سے اترا کمبل بھی اسکی نیند میں خلل پیدا نہیں کر پایا تھا۔

سلطان پہلے ہی شاپنگ کرتے علیزے کی وارڈروب سیٹ کروا چکا تھا۔ جس میں اسکے لیے مختلف ڈیزائن کے گاؤن اور حجاب کے ساتھ ڈریسز موجود تھیں۔

سلطان نے علیزے کے لیے سلپنگ ڈریسز کی خاص شاپنگ کی تھی۔ جو زیادہ تر سیلیولیس پلین وائیٹ کلر کے ڈریس ہر ڈیزائن میں موجود تھیں۔

سلطان احمد خان کو "علیزے ابراہیم" سفید لباس میں نور لگتی تھی۔ کہ وہ دیوانہ وار اسے تکتا نہیں تھکتا تھا۔

ابھی بھی وہ رات علیزے کے سو جانے کے بعد سے اسکے کمرے میں موجود اسے دیکھ رہا تھا۔ سکا دل کر رہا تھا کہ آگے بھر کر اسے اپنی باہوں میں چھپالے۔ پر وہ اسے ڈرانا نہیں چاہتا تھا۔

لیکن اب صبح ہوتے ہی وہ اپنا ضبط کھو چکا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سلطان نے ہاتھ بڑھا کر علیزے کے وجود سے کمبل کو اتار دیا۔ لیکن علیزے کی نیند میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ شاید وہ کل کی بہت زیادہ تھک چکی تھی۔

سفید بے داغ چہرہ اس وقت روشن تھا۔ کالی گہری آنکھیں اس وقت بند تھیں۔

دودھیا بازو اس وقت بنا کسی پردے کے سلطان کے سامنے موجود تھے۔ ٹراؤزر بے ترتیب ہوتا پنڈلیوں کو واضح کرتا سلطان کے ہوش اڑا رہا تھا۔ سلطان کو علیزے کے خوبصورت پاؤں دیکھتے پائلوں کی کمی شدت سے محسوس ہوئی تھی۔ جو وہ آج ہی پوری کرنے والا تھا۔

نایٹ بلیک ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس اپنے رف حلیے میں بھی وہ وجیہہ مرد لگ رہا تھا۔ لیکن یہ مکمل مرد اپنی رانی کے عشق میں ڈوبا مجنوں بنا ہوا تھا۔

نیچے جھکتا وہ علیزے کے پاؤں پر اپنے لب رکھ گیا۔ اگر علیزے جاگتے ہوئے اسکی یہ حرکت دیکھ لیتی تو یقیناً چیخ اٹھتی۔

سلطان کے لب سرکتے ہوئے اوپر اسکی ٹانگوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ شدت سے علیزے کی پنڈلیوں کو اپنے لمس سے مہکاتے وہ علیزے کے اوپر سایہ فگن ہوا۔

غور سے علیزے کے خم دار بلائی ہونٹ کو دیکھتے سلطان نے اپنا ہونٹ دانتوں تلے کچلا۔ وہ اک بے تحاشا حسن رکھنے والی لڑکی تھی۔۔

اس سب سے بے خبر علیزے اپنی نیند میں مگن کسی اور جہاں پہنچی ہوئی تھی۔

علیزے کی نیند کو دیکھتے سلطان نے ابھی کچھ دیر پہلے عیس اور ضرار کے مسیج یاد کرتے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔ جب وہ اسے یونیورسٹی آنے کا پوچھ رہے تھے۔

"تو سلطان نے جواب دیا تھا کہ اسکی بیوی سو رہی ہے تو وہ ابھی کچھ نہیں بتا سکتا"

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سلطان کے اس جواب کو سنتے عیس اور ضرار تو باقاعدہ دانت کچکچائے تھے۔ جوں مریدی کے سارے ریکارڈ توڑنے میں دل و جاں سے مگن تھا۔

جبکہ گروپ میں موجود سنی صرف قہقہے لگانے میں مصروف تھا۔

علیزے کے چہرے کو دیکھتے سلطان کو احساس ہو رہا تھا۔ کہ اگر وہ واقعی ہی اپنی بیوی کے اٹھنے کا انتظار کرتا رہا تو یونیورسٹی سے لیٹ ہو کر اپنے نمونوں سے سچ میں پیٹ جائے گا۔

اسی لیے بنا کچھ اور سوچے وہ علیزے کی نیند بھگانے کے لیے اسکے بھرے بھرے ہونٹوں پر جھک گیا۔ اک ہاتھ علیزے کی کمر میں حائل کرتے اسے اٹھا کر اپنے قریب کرتے سلطان دوسرا ہاتھ اسکی گردن میں حائل کرتا اپنے قریب تر کر گیا۔

نرمی سے علیزے کے ہونٹوں کو چھوتے وہ بھول رہا تھا۔ کہ وہ بس علیزے کو اٹھانے کے کیے چھوٹی سی گستاخی کرنا چاہتا تھا۔

نیند میں خود پر بوجھ محسوس کرتے علیزے کی آنکھ کھلی۔ لیکن خود پر سلطان کو جھکے دیکھ کر بھک سے اسکی ساری خماری اڑن چھو ہوئی تھی۔

کسی نشیبی کی طرح وہ علیزے کے ہونٹوں سے چمٹا اسکی سانسوں کا نشہ کر رہا تھا۔ لیکن اسکی گرفت میں بالکل شدت نہیں تھی۔ وہ بہت نرمی سے علیزے کو اپنے لمس سے مہکار رہا تھا۔

اپنی سانس رکنے پر علیزے نے اسکے کندھوں کو جھنجھوڑتے اسے ہوش دلانا چاہی۔ تو وہ اسکی مزاحمت پر پیچھے ہٹ گیا۔

علیزے گہرے گہرے سانس لیتی خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

گڈ مارنگ مائے کوئین۔۔۔ خمار آلودہ لہجے میں بولتا وہ علیزے کے ماتھے کو اپنے ہونٹوں سے چھوتے
اسے معتبر کیا۔

میری رخصتی نہیں ہوئی ابھی۔۔ منہ بناتے علیزے نے اسے یاد دلانا چاہا۔۔۔

ابھی رات ہی تو اس نے اس نیلے بھیڑیے کو کنفرم کیا تھا کہ اسکی رخصتی نہیں ہوئی تو وہ کیوں صبح اسکی
سانسوں سے چمٹ گیا تھا۔ اک ساتھ علیزے کے دل میں کئی خیال آئے۔

جبکہ اپنی مارنگ وش کے جواب میں علیزے کے منہ سے اسکا راگ سن کر سلطان نے گہری سانس
خارج کی۔

لگتا ہے عیس کو اتنی محنت مشعل بھا بھی پر نہیں کرنی پڑے گی جتنی مجھے اپنی بیوی پر کرنے کی ضرورت
ہے۔۔۔

سلطان اک نظر اسے دیکھ گیا جو آنکھوں میں ڈر اور سوال لیے اسکی جانب دیکھتی اسکا دل دھڑکا رہی
تھی۔

علیزے کے اوپر سے اٹھتے سلطان نے اسے کھینچ کر اٹھا کر اپنی گود میں بٹھایا۔ اور اسکی گردن میں منہ
چھپایا۔ اسکی خوشبو کو محسوس کرتے وہ مدہوش ہو رہا تھا۔

میری رخصتی۔۔۔ اس سے پہلے کہ علیزے کچھ بول پاتی۔۔ سلطان سرد نگاہوں سے اسے گھور گیا۔ جس
پر علیزے کی زبان تالو سے چپکی۔

کون ہوں میں اپکا۔۔ سلطان نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

شوہر۔۔ علیزے نے ڈرتے اک لفظی جواب دیا۔ جوشدت سے اپنے بازوؤں کے حصار میں قید کیے
اسے اپنی گود میں لیے بیٹھا تھا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

رخصتی اگر نہیں ہوئی تو اسکا مطلب یہ نہیں کہ میں آپکو چھو نہیں سکتا۔ رخصتی صرف آپکی خوشی کی خاطر اک بے بنیاد سی وجہ ہے۔ جس کو میں نے آپکی خوشی کی خاطر ہی قبول کیا ہے۔ لیکن اگر آپ ایسے ہی مجھے تنگ کرتی رہیں۔ تو باخدا سب کچھ بھلاتا ابھی ہمارے درمیان میں موجود سارے پردے گرا دوں گا۔

سلطان نے گھمبیر لہجے میں کہتے علیزے کے چہرے پر گرے بال اسکے کانوں میں اڑسے۔۔۔

جبکہ سلطان کی بے باک دھمکی سنتے شرم کے مارے علیزے کا سانس رکا۔۔

وہ سمجھ گئی تھی کہ اس نیلے بھیڑیے سے نہیں بچ سکتی۔ اور اسے روکنے کا مطلب تھا اپنی جان کو شیر کے سامنے خود پیش کرنا۔ اور اسکا کوئی ارادہ نہیں تھا اتنی سی عمر میں اپنے سہیلیوں سے پہلے اماں بننے کا۔

جی علیزے صرف پہلے اماں بننے کے چکروں میں اپنی رخصتی لٹکائے رکھنا چاہتی تھی۔

اپنی آنکھوں کو پھیلایے وہ سوچوں میں خود کو اماں بنتے دیکھ کر جھرجھری لے گئی۔

سلطان نے آگے بڑھ کر اسکی آنکھوں کو چوما۔ اور پھر اسے گود میں اٹھائے واشروم کی جانب بڑھا۔

علیزے کو واشروم میں اتار کر وہ اسکا ڈریس لے کر آیا۔

شاہر لے کر خود کو اچھے سے سمجھالیں۔ پھر تفصیلی ملاقات کرتے ہیں مائے کوئین۔۔

علیزے کو واشروم میں ہکا بکا چھوڑ کر سلطان خود کمرے سے چلا گیا۔ تاکہ تیار ہو کر ناشتے کو دیکھ سکے۔ اور اسکی کوئین خود کو مینٹلی طور پر تیار کر سکے۔ وہ ہر وقت اپنے سپیشل موینٹس میں اسکا راگ نہیں سن سکتا تھا۔



گاڑی پارکنگ میں رکی تو سنی اک جھٹکے میں گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ سنی کے زور سے دروازہ بند کرنے پر مشعل اپنی جگہ سے اچھلی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

پورے راستے وہ سنجیدہ صورت لیے آیا تھا۔ جبکہ مشعل نے تو ہمیشہ اسے ہنستے اور چھیڑتے ہوئے دیکھا تھا۔ لیکن آج وہ سنی کی سنجیدگی کی وجہ سے ناواقف تھی۔

ڈونٹ وری بے بی، اسکا دماغ آج ٹھکانے پر نہیں بس۔۔ مشعل کے اچھلنے پر عیس نے آگے بھر کر اسے گلے سے لگا کر تسلی دی۔

بھائی کا دماغ نہیں خراب آپ انہیں تنگ کر رہے تھے۔ مشعل منہ بناتے اپنی طرف سے سوچ کر بولی۔ جیسے وہ جانتی تھی۔ ہر کسی کہ موڈ خراب ہونے کے پیچھے اسکے بندے کا ہی ہاتھ ہوتا ہے۔

جبکہ مشعل کی بات پر عیس آنکھیں چھوٹی کیے اپنی پدی کو دیکھنے لگا جس کے کل سے رنگ ڈھنگ ہی بدلے ہوئے تھے۔

زیادہ نہیں زبان چل رہی میرے بے بی کی۔۔۔

عیس مشعل کے چھوٹے سے چہرے کو اٹھائے اسکے نچلے ہونٹ کو اپنی انگلیوں کے پوروں میں دبانے لگا۔

میں سلطان بھائی کو جا کر بتاؤں گی کہ آپ مجھے بہت تنگ کرتے ہیں۔۔ مشعل رخ موڑتے بھرائی آواز میں بولی۔

اپنے چھوٹے پیکٹ کی دھمکی اور بھرائی آواز سن کر عیس نے ایبر واٹھایا۔
جو بلا وجہ ناراض ہو رہی تھی۔

ایسی کی تیسری تمہارے بھائیوں کی۔۔۔ عیس دانت پیستے بولا۔

آدھی زندگی تو اسکی دھمکیاں سنتے گزر جانی تھی کبھی میڈم حسن صاحب کی دھمکی دے رہی ہوتی ہیں اور کبھی اپنے شوخ بھائیوں کی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

عیس کی پتی آواز سنتے مشعل نے اپنی آنکھیں میچی اور جلدی سے دروازہ کھول کر یونیورسٹی کے اندر کی طرف بھاگ گئی۔

مشعل کی اتنی تیز رفتاری پر عیس ہکا بکا اسے جاتا دیکھتا رہ گیا۔

اور پھر اپنے لمبے بالوں میں ہاتھ پھیرتا باہر نکل کر مشعل کے پیچھے بڑھا۔

عیس نے آگے بڑھتے ہوئے ادھر ادھر نظریں گھمائی لیکن اسے مشعل کہیں نہیں دیکھائی دی۔

ابھی تو پتی ہے بھاگ کر، کہاں چھپ گئی ہے یہ جیری اتنی جلدی۔۔۔ دماغ میں مشعل کا سوچتے عیس کیفے ٹیریا کی جانب بڑھا۔

کیونکہ بطخوں کا آخری ٹھکانہ وہ ہی تھا۔

یہ سب سوچتے وہ کیفے ٹیریا میں داخل ہوا جہاں مخصوص ٹیبل پر وہ سب بیٹھے نظر آئے۔

بالوں میں ہاتھ پھیرتے عیس جا کر مشعل کے ساتھ والی کرسی پر ابھی بیٹھنے ہی لگا تھا کہ سنی اسے کھینچ کر اپنے اور ضرار کے درمیان بیٹھا گیا۔

جس پر عیس اسے خونخوار نظروں سے دیکھنے لگا۔ لیکن عیس کی ان نظروں کا سنی پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

کیونکہ وہ پہلے ہی اس کی صبح والی حرکت پر تپا ہوا تھا۔ اور اسے تو اپنا بدلہ لینے کا موقع چاہیے تھا۔

سنی کو گھورنے کے بعد عیس نے اپنی نظریں سامنے مرکوز کیں۔

جہاں بلوسوٹ میں بیٹھی مشعل، اپنی چمکتی رنگت کے ساتھ ماتھے پر بے بی ہیر گرائے، کالے گھنے بالوں کے ساتھ عیس کے دل میں ہل چل مچا گئی تھی۔

ٹھکر کی روح والے آنکھوں کو قابو کر۔۔۔ سنی نے عیس کے پاؤں پر پاؤں مارتے دے ہوئے انداز میں کہا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جو گھرے انداز میں مشعل کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔

سالے تجھے کیا تکلیف ہے میری حق حلال کی بیوی ہے۔ عیس پاؤں پیچھے کرتے ہوئے تلملایا۔

جس پر سنی کندھے آچکا گیا تھا۔ کہ تم کچھ بھی کہہ لو میں تمہیں اپنی چھوٹی سی بھابھی پھر بھی دیکھنے نہیں دوں گا۔

ضرار نے تاسف بھری نظروں سے آپ ساتھ بیٹھے اس لمبے بالوں والی بلا کو دیکھ گیا۔ جو انکے منع کرنے کے باوجود بھی مشعل کو تنگ کرنے سے باز نہیں آتا تھا۔

مشعل میری چند اب چپ بھی کر جاو۔۔۔

منیزے نے اسکے آنسو صاف کرتے باقاعدہ منت و سماجت کرتے کہا۔ جو رورو کر اپنی آنکھوں اور چہرے کو سرخ کر چکی تھی۔

میں اتنے پیار سے کہا تھا کہ مجھے گول گپے کھلا دیں۔۔ مشعل نے اٹے ہاتھ سے آنسو صاف کرتے اپنے رونے کی وجہ بتائی۔

مشعل کی پھر صبح والی فریاد سننے عیس دانتوں تلے لب دبا گیا۔

جبکہ اب تو آئیرہ اور منیزے بھی عیس کو شعلہ بار نظروں سے گھورنے لگیں تھیں۔ جس نے انکی چھوٹی سی چڑیا کو رولانے کا ٹھیکہ لیا ہوا تھا۔

منیزے اور آئیرہ کی نظریں خود پر محسوس کرتے عیس گڑ بڑایا۔

قسم لے لیں بھابھی اور ہونے والی بھابھی۔۔ اس پدی کو ٹھنڈ لگنے کے خیال سے بس نہیں لے کے گیا۔

عیس نے منیزے اور آئیرہ کو مخاطب کرتے اپنی صفائی دی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

خود کے لیے بھا بھی سننے پر آئہ لال ہوئی۔ جس کو سنی نے بڑے غور سے ملاحظہ کیا تھا۔

تیرے من لڈو پھوٹا۔۔ عیس سنی کو دیکھتے آنکھ و نک کرتے شرارت سے گویا ہوا۔ کیونکہ وہ بھی شرم سے گلابی پڑتی آئہ پر سنی کی نظریں محسوس کر چکا تھا۔

وہ سب نیولی نکاح شدہ جوڑے کے انتظار میں کیفے ٹیریا میں بیٹھے تھے۔ جو کہ آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ اور اس انتظار کے چکروں میں انکا پہلا لیکچر بھی مس ہو چکا تھا۔

"یہ بالکل نہیں اچھے ہیں، ہر وقت مجھے گردن پر بائٹ کرتے رہتے ہیں۔۔"

عیس کی زبان سے خود کے لیے پدی لفظ سنتے ہی مشعل غصے سے چینچی۔

مشعل کی معصومیت بھری چیخ پر سب کانہ رکنے والا قہقہہ اٹھا۔

کہاں وہ معصوم، چھوٹا سا جو داس دیو کے لیے چیختے ہوئے اتنا کیوٹ اور مظلوم لگا کہ نہ چاہتے ہوئے بھی سب کا قہقہہ نکل پڑا۔

سب کو ہستے دیکھ کر اور اپنی بات یاد آنے پر مشعل اپنی نچلے ہونٹ کاٹنے لگی۔

جبکہ عیس اسکی حالت دیکھتے نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا۔ اگر اسے پتہ ہوتا کہ اسکی بیوی گول گئے نہ

ملنے پر اسکی پرائیویسی کے جھنڈے لگانے سے باز نہیں آئے گی۔ تو یقیناً وہ ایسی گستاخی نہ کرتا۔

اسی دوران سلطان علیزے کی کمر کر اپنے بازو کے گھیرے میں لیے کیفے ٹیریا میں داخل ہوا۔

اور اس منظر کو دیکھتے وہاں بیٹھے لوگوں کے دلوں میں بہت سے سوال آئے تھے۔۔

ماشاء اللہ اب بھی نہ آتے جناب آپ۔۔۔

سلطان کو دیکھتے عیس طنزیہ بولا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جبکہ سب کی خود پر نظریں محسوس کرتے علیزے سٹیٹائی۔ پتہ نہیں کتنی بار اس نے اس بے شرم انسان کا ہاتھ اپنی کمر سے ہٹانے کی کوشش کی تھی۔ جس کا الٹا اثر ہی ہوتا تھا کہ سلطان اور شدت سے علیزے کی کمر کو جکڑ لیتا تھا۔

سائیں میں اپنی چڑیا کو گول گپے کھلانے لے کر جا رہی ہوں۔ منیزے اٹھتے ہوئے سلطان کے قریب کھڑی علیزے کا بازو پکڑتے یہ جاوہ جاہوئی۔ اور اسکے پیچھے ہی مشعل اور آئیرہ بھی نکلیں۔۔۔ سائیں۔۔۔

سنی اور عیس یک زبان بولتے ضرار کو شرارتی نظروں سے دیکھنے لگے۔ ضرار ان دونوں پر لعنت بھیجتے گم کھڑے سلطان کی طرف آیا۔

ہوش میں آجا۔۔۔ وہ جاچکیں ہیں۔۔۔ ضرار نے سلطان کی تلاش کرتی نظروں کو روکنا چاہا۔ جو دور جاتی علیزے کے وجود سے چمٹ کر رہ گئیں تھیں۔ جس پر سلطان گہرا سانس بھر گیا۔ چلو اب لائبریری میں چلتے ہیں۔۔۔ سلطان گھڑی میں دیکھتے بولا۔

ہم بھی نہ گول گپے کھانے چلے۔۔۔ عیس معصومیت بھرے انداز میں بولا۔

تجھے گول گپے نہیں ٹھو کریں کھانے کی ضرورت ہے۔ سنی اسکی پونی کھنچتے ہوا کھڑا ہوا۔

ٹھو کریں مجھے نہیں بیٹا تجھے لگنے والی ہیں۔۔۔ عیس نے بھی جوابی کارروائی کرتے مقابل کو تیلی لگائی۔

اور سچ میں سنی کا غصے سے برا حال ہوا تھا۔

یہ عورتوں کی طرح اشاروں میں لڑنے کی بجائے انسانوں کی طرح سیدھی بات بتاؤ۔

سلطان نے سنجیدگی سے دونوں کی لفظی کارروائی روکنا چاہی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

لیکن اس سے پہلے ہی سنی وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔ اور اسکے جاتے ہی اب نظروں کے گھیرے میں عیس علی ہمدانی تھا۔ جو سوچ رہا تھا کہ شاید وہ بس نظروں میں رہنے کے لیے ہی اس دنیا میں آیا ہے۔ کیا ہے، بتا دیتا ہوں صبر تو کرو۔۔۔ عیس خود پر گھوریوں کو دیکھتے منمنایا۔

وہ تینوں کیفے ٹیریا سے نکلتے ہوئے لائبریری کی جانب بڑھنے ہی والے تھے۔

کہ انکی نظریونیورسٹی کی بیک سائیڈ پر جاتی نٹاشہ پر پڑی۔ جس کے ساتھ شاید کوئی مرد بھی تھا۔ لیکن بیک سائیڈ ہونے کی وجہ سے وہ اسکا چہرہ نہیں دیکھ پائے۔

یہ وہاں کیا کرنے جا رہی ہے۔۔۔ عیس نے نٹاشہ کو بیک سائیڈ پر جاتے پوچھا کیونکہ یونیورسٹی کی بیک سائیڈ انتہائی سنسان تھی جہاں کوئی لڑکی تو کم از کم جانے کا رسک نہیں لے سکتی تھی۔ یہ سوال یہاں کرنے کی بجائے وہاں اسکے پیچھے جا کر پتہ لگا کر معلوم کرو۔

ہونٹوں میں سگریٹ دباتے سلطان نے عیس کو کہا تو وہاں میں سر ہلاتا نٹاشہ کہ پیچھے ہوا۔

کیا ہمارا شک صحیح ہے۔۔۔ ضرار نے سامنے دیکھتے استفسار کیا جہاں ابھی عیس غائب ہوا۔

ہاں صحیح ہے۔ اپنا موبائل چیک کرو۔ سلطان نے آگے بڑھتے ضرار کو جواب دیا۔

جس پر الجھن سے ضرار نے موبائل نکالا۔۔

نوٹفکشن پر آئی سلطان کی جانب سے ویڈیو کو اس نے پلے کیا۔

ضرار جیسے جیسے اس ویڈیو کو دیکھتا جا رہا تھا۔ اسکا چہرہ غصے سے سرخ ہوتا گیا۔

تمہاری پلینگ کی وجہ سے علیزے ان سے بچ نکلی ہیں۔۔۔

ہوا میں دھواں چھوڑتے سلطان سنجیدگی سے بولا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جبکہ ضرار اس سے آگے سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا کہ اگر وہ اور منیزے سلطان کا نکاح کروانے کی پلیننگ میں علیزے کو وہاں سے غائب نہ کرتے۔ تو آج علیزے ان میں موجود نہ ہوتی۔
اب رہ رہ کر اسے یاد آ رہا تھا کہ علیزے کی گمشدگی پر سلطان کیوں اتنا پاگل ہوا تھا۔
لیکن ابھی مزید کتنے راز باقی تھے یا آزمائشیں آنے والی تھیں۔ یہ تو آنے والے وقت میں ہی پتہ چلنا تھا۔

Episode 31

یونیورسٹی میں اک بھر پور دن گزارنے کے بعد مشعل گھر میں داخل ہوئی۔ جسے ابھی تھوڑی دیر پہلے منیزے چھوڑ کر گئی تھی۔

گول گپے کھانے کے بعد وہ چاروں کافی مستی کرتی رہی۔ اور اپنی شرارتوں سے علیزے کو شرمانے پر مجبور بھی کیا۔۔

چونکہ مشعل عیس سے ناراض تھی۔ اسی لیے وہ واپسی پر بناعیس کو خبر کیے منیزے کے ساتھ گھر آچکی تھی۔

جہاں شاہدہ بیگم اپنے کمرے میں کھانے کی ٹرے آگے رکھے ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھیں۔

شاہدہ بیگم کو سلام کرنے بعد مشعل اپنے کمرے میں داخل ہوئی۔

اور اس وقت مشعل کو نہانے کی شدت سے ضرورت محسوس ہوئی تھی۔۔

چیزوں جو اپنی جگہ پر رکھتے آرام دہ ٹراؤزر شرٹ لے کر وہ واش روم میں داخل ہو گئی۔

گرم پانی سے شاور لینے کے بعد ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس مشعل اپنے شولڈر رکٹ بالوں کو تو لیے سے خشک کرتی شیشے کے سامنے آکھڑی ہوئی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

چونکہ ابھی سردی کا موسم تھا۔ اسی لیے مشعل کو کافی ٹھنڈ محسوس ہونے لگی تھی۔

ٹاول کو سائید پر رکھتے مشعل دوبارہ اوارڈ روب کی جانب آئی۔ جہاں عیس کی کافی ہوڈیز اور جیکٹس پڑی تھیں۔

پتہ نہیں یہ کپڑے کہاں سے پہنتے ہیں۔۔

مشعل جب سے آئی تھی عیس کو گھر میں تیار ہونے کا موقع نہیں ملا تھا۔

اسکے باوجود وہ روز نئے کپڑوں میں نک سک اپنے مخصوص حلیے میں تیار ملتا تھا۔ عیس کے کپڑوں کو دیکھتے مشعل دل میں سوچنے لگی۔

لیکن پھر سر جھٹک کر بلیک ہوڈی نکال کر دوبارہ شیشے کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

فل بلیک ٹروراز شرٹ پر بلیک ہوڈی میں ملبوس مشعل خود کو چھوٹا سا بھالو محسوس ہوئی۔

"کیا تھا اگر تھوڑا سا قد مزید ہوتا میرا"۔

خود کے چھوٹے وجود کو دیکھتے مشعل کو عیس کا لمبا قد یاد آیا۔ وہ جب بھی اسکے ساتھ کھڑی ہوتی تھی بامشکل اسکے سینے تک پہنچ پاتی تھی۔

"چھوٹے قد کی لڑکیاں کیوٹ ہوتی ہیں"۔۔

اپنے گیلے بال اک ادا سے جھٹکتے مشعل شیشے میں خود دیکھتے ہوئے بولی۔

گولڈن آنکھوں پر تضاد اسکے چہرے پر معصومیت غضب کی تھی۔

اپنی چھوٹی سی بیوی کی ناراضگی کو سوچتے عیس بے چین ہوتے گھر آیا تھا۔ کیونکہ اسکی بیوی بنا اسے بتائے گھر آچکی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

شاہدہ بیگم کو انکے کمرے میں مشعل کا پوچھنے کے بعد اپنے کمرے کی جانب آیا تھا۔ اور اب اپنے کمرے کے دروازے پر کھڑا اپنی بیوی کی معصوم حرکتیں فرصت سے ملاحظہ کر رہا تھا۔

جو لمبا ہونے کے چکروں میں دونوں پاؤں کی ایڑیاں اٹھائے خود کو شیشے میں دیکھتے اپنی خوبصورتی کے جلوے بکھیر رہی تھی۔

اپنی ہوڈی میں سامنے کھڑے چھوٹے سے وجود کو بانہوں میں بھرنے کے لیے عیس کا دل بے چین ہوا۔ کیونکہ یہ چھوٹی سی دنیا اس لمبے دیو کی ملکیت تھی۔

کمرے میں داخل ہو کر عیس نے مڑ کر پہلے دروازہ بند کیا۔

کیونکہ حسن صاحب کے آنے کا وقت تھا اور کوئی پتہ نہیں تھا بہو کی محبت میں وہ ملنے سیدھا اسی کمرے میں آجاتے جہاں عیس پہلے ہی انکی بہو کو پیار کرنے میں مصروف ہوتا۔

اپنی بے باک سوچ پر عیس خود ہی دانتوں تلے اپنا لب دبا گیا۔

دروازے بند ہونے کی آواز پر مشعل نے مڑ کر دیکھا تو عیس پر نظر پڑتے ہی مشعل نے تھوگ نگلا۔

عیس قدم بڑھاتے ہوئے مشعل کے قریب آکھڑا ہوا۔ جس کے چہرے کی ہوائیاں اسے دیکھتے ہی اڑ گئیں تھیں۔

"آپ کیسے آئے"۔۔۔

ڈرتے ہوئے استفسار کیا گیا۔

"وہاں سے"۔۔۔۔

پچھے مڑتے ہوئے عیس نے دروازے کی جانب اشارہ کیا۔

"می۔۔۔ میرا مطلب ہے اس وقت کیسے"۔۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

مسکرا نے کی ناکام کوشش کرتے مشعل نے پھر پوچھا۔

"میری بیوی بھول گئی تھی کہ اسکا کوئی شوہر بھی ہے۔۔ بس اسے یاد کروانے آیا ہوں۔"

عیس مشعل کے بھگے حلیے کو گہری نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"میں نہیں بھولی کچھ۔"

منہ ٹیرھا کرتے وہ جواب بولی۔

"تو پھر میرے ساتھ واپس کیوں نہیں آئی۔"

اگے بڑھتے عیس نے اسے بازوؤں میں اٹھا کر ڈریسنگ ٹیبل پر بٹھایا۔

لیکن مشعل سب بھلائیے بس منہ بنائیے ہوئے تھی۔ کیونکہ وہ سچ میں اس سے بہت ناراض تھی۔ صبح کتنا دل کر رہا تھا اسکا گول گپے کھانے کا لیکن اس دیونے اسکی اک نہیں سنی۔

ناراض ہوا بھی بھی۔۔۔ عیس نے ہاتھ سے اسکا چہرہ اوپر اٹھایا۔ جو منہ کے ڈیزائن ایجاد کر رہی تھی۔ ابھی سے کیا مراد آپ نے منایا کب ہے مجھے۔

مشعل تنکھے چتون سے بولی۔

بنا منائیے کتنے بھولے پن سے وہ پوچھ رہا تھا کہ ابھی بھی ناراض ہو۔ جیسے اسکو منانے کے لیے اس نے پتہ نہیں کتنے جتن کیے ہوں۔۔۔ جلے دل کے ساتھ بس مشعل سوچتی رہ گئی۔

عیس کو مشعل کے منہ کے ڈیزائن اور اسکے چہرے کے تاثرات دیکھتے اندازہ ہو گیا تھا۔ کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔ اس لیے مسکراہٹ ضبط کرنے کی کوشش میں وہ مشعل کے اور قریب ہوا۔ جس پر اب حقیقتاً مشعل اب پریشان ہوئی۔

مان جاؤ نہ میری پدی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

مشعل کی گردن میں گہرا سانس بھرتے عیس نے پیار بھری سرگوشی کی۔

مشعل ناراض تھی شاید اسی لیے وہ نرمی برتنے کی کوشش کر رہا تھا۔

جبکہ خود پر عیس کے جھکے سر کو دیکھ اب مشعل کا پارہ ہائی ہوا۔ جو بنا سے منائے ہی مان جانے کو کہہ رہا تھا۔

غصے میں مشعل نے عیس کے لمبے بالوں کو اپنے ہاتھوں میں دبویچ لیا۔

چٹیل کیا کر رہی ہو یا۔۔۔

بالوں کو جھٹکا لگنے پر عیس چیخ اٹھا۔

یہ ہی علاج ہے آپکا مجھے بنا منائے کہہ رہے ہیں کہ مان جاؤ۔۔۔ ہیں س اتنی فضول ہوں میں۔۔۔ دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں عیس کے بالوں کو کھینچتے وہ غصے سے بولی۔

اچھا ٹھیک ہے میری ماں جیسے کہوں گی مناؤں گا۔ پر میرے حسین بال چھوڑ دو بس۔۔

اپنے بالوں کی محبت میں عیس علی ہمدانی "مشعل سلیمان" کی ہر بات ماننے کو تیار ہوا۔

کچھ ایسی ہی محبت تھی عیس علی ہمدانی کو اپنی "پونی" سے

عیس کے حامی بھرتے ہی مشعل نے اتر کر اسکے بال چھوڑے۔ جو اسکے بال کھینچتے ہی ڈرپوک بلا بن گیا تھا۔

پر شاید وہ یہ بات بھول رہی تھی۔ کہ یہ ڈرپوک بلا صرف اپنے بالوں کے لیے ہی ڈرپوک تھا۔۔۔

جبکہ خود کو رہائی ملنے پر عیس سرخ چہرہ اٹھائے اپنے بالوں کو سیٹ کرنے لگا۔۔۔ خونخوار نظریں مشعل پر ٹکیں تھیں جنہیں دیکھتے مشعل کی سیٹی گم ہوئی۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

منیزے کی باتوں کو شاید وہ زیادہ ہی سیریس لے گئی تھی۔ جو آج دادی اماں بنتے علیزے اور اسے سبق پڑھا رہی تھی۔ "کہ شوہر سے ناراضگی ہونے پر منہ نہیں موڑتے بلکہ منہ توڑتے ہے۔"

بے خودی میں وہ یہ حرکت تو انجام دے چکی تھی لیکن اب اسکی جان ہوا ہو رہی تھی۔

جان بچانے کے چکروں میں وہ چھلانگ لگاتے ڈریسنگ ٹیبل سے نیچے اتری۔ اس سے پہلے کہ وہ کمرے سے بھاگ پاتی عیس اسے اپنے شکنجے میں لیتا بازوؤں میں اٹھاتے بیڈ کی جانب بڑھا۔

سوری سچی، میں جان بوجھ کر نہیں کیا منیزے نے ایسا کرنے کو کہا تھا۔ عیس کے کھنچنے پر وہ آنکھیں میچے بولتی گئی۔ تاکہ بتا سکے کہ اسکا کوئی قصور نہیں ہے۔ سارا قصور اسکی بھابھی میسنی کا ہے۔ جس نے انہیں پیہیں ماں پڑھا کر بھیجا۔

کیا کہا تھا بھابھی نے۔۔

مشعل کو بیڈ پر لٹا کر اس پر سایہ فگن ہوتے عیس نے تجسس سے پوچھا۔

عیس کے سوال کرنے پر مشعل نے پٹ سے آنکھیں کھولتے اسے دیکھا۔

خود کو بیڈ پر عیس کے نیچے دیکھتے مشعل آنکھیں پھیلا گئی۔ ڈر میں وہ یہ بھی محسوس نہیں کر پائی تھی کہ وہ اسے بیڈ پر لٹا چکا ہے۔

بولو بھی اب۔۔۔

عیس نے اسے خاموش دیکھتے پھر پوچھا۔

دل ہی دل میں منیزے کو کوستے مشعل بولنا شروع ہوئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

منیزے کہہ رہی تھی شوہروں سے ڈرتے نہیں ہیں بلکہ انہیں ڈراتے ہیں۔ اگر زیادہ ناراض ہو جائیں تو فکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ شوہروں کی ناراضگی اک نائیٹی کی مار ہے۔ جبکہ شوہر کو بیوی کی ناراضگی کی زیادہ فکر کرنا چاہیے۔ اور بیوی کو آسانی سے ماننا بھی نہیں چاہیے۔

کسی رٹوٹوٹے کی طرح وہ منیزے کے پڑھائے سبق کو عیس کے گوش گزار کی۔

البتہ وہ یہ بالکل بھول چکی تھی کہ اپنے ڈر کے چکروں میں وہ کیا کیا بول چکی ہے۔

نائیٹی والی بات سن کر عیس کی آنکھوں میں چمک ابھری۔ یقیناً وہ مستقبل میں اپنی چھوٹی سی بیوی سے سخت ناراض ہونے والا تھا۔ تاکہ منیزے بھابھی اسکی بیوی کو شوہر کو منانے کا طریقہ بتا سکے۔

پر شوہر کو ڈرانے والی بات بالکل اچھی نہیں تھی۔ اس بارے وہ ضرار سے ضرور بات کرنے والا تھا۔

تمہیں پتہ ہے شوہر مجازی خدا ہوتا ہے۔ اور تم اپنے مجازی خدا کے بال کھینچ چکی ہو۔۔۔

آنکھیں چھوٹی کیے وہ مشعل کو گھورنے لگا۔

جبکہ مشعل اب رونے والی ہو گئی تھی۔

سوری۔۔۔۔ بھرائی آواز میں فقط سوری بول کر وہ نظریں جھکا گئی۔

جبکہ عیس اسکو رونے کی تیاری میں دیکھتے نفی میں سر ہلا گیا۔

منہ اوپر کرو۔۔ عیس نے مشعل کے جھکے سر کو دیکھ کر حکم دیا۔

"اک تم چھوٹی اتنی ہو۔ کس کرنے کے چکروں میں میری کمر دکھنے لگتی ہے اوپر سے تم اپنے چھوٹے سر

کو مزید جھکا کر زمین کو سلامی پیش کرنے لگتی ہو"

مشعل کے گلابی ہونٹوں پر نظریں جمائے عیس نے اپنی مشکل بتائی کہ کتنی مشکل سے وہ اسے کس کرتا

ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جبکہ عیس کے منہ سے بے باک بات سنتے مشعل سرخ پڑی۔ اور خود کے چھوٹے قدر پر چوٹ کرنے کی وجہ سے وہ عیس کو گھورنے لگی۔

تو مت کیا کریں اگر اتنی پریشانی پیش آتی ہے آپ کو تو۔۔

"کیا کروں کرنی پڑتی ہے نہ، ابھی کچھ اور تو میں کر نہیں سکتا"

جواباً عیس معنی خیز نظروں سے اسے دیکھتے اپنا بوجھ مشعل پر منتقل کرتے بولا۔

خود پر عیس کے بوجھ کو محسوس کرتے ہی مشعل کی سیٹی گم ہوئی۔

کیا کر رہے آپ۔۔۔

مشعل اسکی نظروں میں بے باکی بھانپتے ہی سٹیٹائی۔

ایسی باتیں پوچھتے نہیں ہیں جاناں۔۔۔

مشعل کی گردن میں گہرا سانس بھرتے اسکی کان کی لو کو دانتوں میں دباتے عیس نے سرگوشی کی۔

اور پھر وہ رکا نہیں تھا۔ بلکہ مشعل کی کان کو چومتے اسکی گردن کو اپنے لمس سے مہکانے لگا۔

عیس کے ہونٹوں کے لمس کو اپنی گردن پر محسوس کرتے مشعل کی سسکی ابھری۔۔۔

مشعل کی سسکی نے عیس کے جلتے جذبات پر تیل کا کام کیا تھا۔ کہ وہ اوپر اٹھتے اسکے ہونٹوں کو اپنے

ہونٹوں میں قید کر گیا۔ عیس نے اک ہاتھ اسکی کمر میں لپیٹے مشعل کو اوپر اٹھایا۔ اور دوسرا ہاتھ اسکی

گردن پر رکھے وہ شدت سے اسکے ہونٹوں کو چومنے لگا تھا۔

مشعل کے نچلے لب کو ہونٹوں میں لیتے عیس نے اس پر دانت گاڑے۔ تو مشعل مچلتے ہوئے اسکے

کندھوں پر مکے برسانے لگی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

لیکن وہ دیوا سکی سانسوں کو خشک کرنے میں مگن تھا۔ بنا مشعل کی کسی فریاد کو سنے عیس نے مشعل کی پہنی ہوئی کی ہوڈی کی زپ نیچے کھسکائی۔ زپ کھلتے ہی عیس اسکے ہونٹوں کو چھوڑتے نیچے کی طرف بڑھا۔

مشعل خود کی سانسوں کو رہائی ملنے پر گہرے سانس لیتی خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ لیکن اسکی سانس تب حلق میں اٹکی۔ جب عیس اسکی پہنی شرٹ اوپر کرتا اسکے پیٹ کو واضح کر گیا۔ مشعل کے سفید دودھیا پیٹ اور خم دار کمر کو دیکھتے عیس کی آنکھوں میں مزید خماری اتری۔ آہستہ سے جھکتے وہ نرمی سے اسکے پیٹ کو ہونٹوں سے چھونے لگا۔

اپنے پیٹ پر عیس کا لمس محسوس ہوتے ہی مشعل لرزتے ہوئے آنکھیں میچ گئی۔ وہ اس دیو کو روک بھی نہیں سکتی تھی۔

اگر مزاحمت کرتی تو وہ اپنے دیو روپ میں اسے آنکھوں سے ہی کانپنے پر مجبور کر دیتا تھا۔

اسی لیے خاموشی سے اسکے جلتے لمس کو برداشت کرنے کے لیے خود کو تیار کرنے لگی۔

جبکہ مشعل کی حالت کو مکمل طور پر نظر انداز کیے وہ اسکے پیٹ کو ہونٹوں سے بار بار چھوتے اپنی تشنگی مٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔

عیس آہستہ آہستہ اب اوپر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اوپر اٹھتے وہ شرٹ کے اوپر سے مشعل کے دل کے مقام پر اپنے لب رکھ گیا۔ عیس کی بڑھتی ہوئی بے باکی مشعل کی سانسوں کو خشک کرنے کے لیے کافی تھی۔ وہ مزاحمت کرتی اسے دور ہونے کی کوشش کرنے لگی۔

"شرٹ اتار دوں کیا۔"

آنکھوں میں خماری لیے عیس نے مشعل کو دیکھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

"نہیں پلیز۔۔۔"

مشعل شرم و حياء کے مارے زور سے نفی میں سر ہلانے لگی۔

مشعل کو سہمتے دیکھ کر عیس پھر شدت سے اسکے لبوں پر جھکا۔

مشعل کے ہونٹوں کو شدت سے اپنے ہونٹوں میں دباتے وہ مشعل کے جسم پر بے باکی سے ہاتھ پھیرنے لگا۔

وہ چھوٹا سا وجود اس دیو کے نیچے کہیں گم سا ہو گیا تھا۔

وہ اسے منانے آیا تھا لیکن اپنی بے صبری کے آگے ہارتے وہ اسے اپنے رنگ میں رنگنے لگا تھا۔

اپنے لبوں کو زرا سی رہائی ملنے پر مشعل نفی میں سر ہلاتے اسے روکنے کی کوشش کرنے لگی۔

عیس پلیز۔۔۔

"اب ناراض ہوگی کبھی۔۔۔"

مشعل کی گردن پر لو بایٹ بناتے عیس نے سوال پوچھا۔

عیس کے سوال پر مشعل جلدی سے نفی میں سر ہلاتے اسے یقین دلانے لگی۔ کہ وہ اس سے ناراض

ہونے کی غلطی اب کبھی بھی نہیں کرے گی۔ عیس کی شرٹ اتارنے والی فرمائش اسے سچ میں ڈراچکی تھی۔

عیس ابھی اسکی گردن پر جھکا اپنی شدتوں کے نشان بنانے میں مصروف تھا کہ اسکی پاکٹ میں پڑا موبائل بول اٹھا۔

تمللاتے عیس نے موبائل نکالا تو دیکھا ضرار کی کال تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

تم تینوں سالوں کو کون خبر دیتا ہے کہ میں اپنی بیوی کے پاس ہوں۔ جو ٹھیک اسی وقت فون کرنے کا خیال آتا ہے تم لوگوں کو۔۔۔

کال ریسیو کرتے ہی عیس غرا اٹھا۔

عیس کی غراہٹ بھری آواز سنتے ہی ضرار نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔

تو توبتا کر جایا کرنے ہمیں۔۔۔ تاکہ ہم تجھے ڈسٹرب اور ڈسٹرکٹ نہ کریں۔

ضرار آواز میں شوخی لیے ڈسٹرب پر زور دیتے بولا۔

عیس اسکی بات کا مطلب صاف سمجھ گیا تھا۔ کہ ان تینوں کو بتا کر آنے کا مطلب تھا کہ تینوں دنیا جہاں کے کام چھوڑ کر عیس علی ہمدانی کے پیچھے پڑ جائیں۔

ویسے میں کیسے مانو کہ تو بھابی کے پاس ہے اس وقت۔۔۔

ضرار نے عیس کی خاموشی محسوس کرتے سوال کیا۔

مقصد صرف اسے چرانا تھا۔

جبکہ ضرار کا یہ سوال عیس کے چہرے پر شیطانی بھری مسکراہٹ لے آیا۔

نیچے جھکتے عیس نے شدت سے مشعل کے سرخ ہونٹوں کو چوما۔ کہ اسکے چومنے کی آواز باقاعدہ ضرار کے کانوں تک پہنچی تھی۔ جسے سنتے ہی سرخ چہرے سے وہ عیس کو گالیاں دینے لگا۔

کوئی اور ثبوت چاہیے ابھی۔۔۔ مشعل کی جھکی نظروں کو دیکھتے عیس نے فون پر ضرار سے پوچھا۔

سالے تو ہے ہی ٹھہر کی روح والا۔۔۔ ضرار نے سنی کی کہی بات کو دہراتے فون بند کیا۔ اسے ہر گز اندازہ نہیں تھا۔ کہ یہ ٹھہر کی روح والا کمینہ ایسا ثبوت دے گا۔

جبکہ جان چھوٹنے پر عیس قہقہہ لگاتے دوبارہ مشعل کی طرف متوجہ ہوا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

دوبارہ شروع کریں۔۔۔ مشعل کی گردن پر اپنے شدتوں کے سرخ نشان دیکھتے عیس نے مشعل سے استفسار کیا۔۔

نہیں۔۔

مشعل اسکے ارادے جان کر مچلی۔ سفید و سرخ رنگت لیے وہ اسکی آغوش میں پڑی سہمی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

تم میرا چھوٹا سا عشق ہو۔۔۔

جھکتے ہوئے عیس نے مشعل کی چھوٹی سی ناک چومی۔ وہ عیس کو اپنے چھوٹے سے قد کی وجہ عیس کو اتنی اڑیکٹ کرتی تھی۔ کہ کبھی کبھی عیس کو لگتا تھا کہ وہ اسے کہیں اپنی شدتوں سے کھانہ جائے۔ وہ عیس علی ہمدانی کی چھوٹی سی دنیا تھی۔

میں نہیں بولنا۔۔ منہ پھلائے مشعل بولی۔۔

چلو ٹھیک ہے نہ بولو۔۔۔ میں تمہاری شرٹ اتار لیتا ہوں۔۔ کندھے اچکاتے عیس نے دھمکی آمیز انداز میں کہا۔۔

جسے سنتے مشعل چیختی ہوئی اسکے سینے میں سر چھپا گئی۔

مشعل کی ڈری سہمی آواز سنتے عیس کا بلند قہقہہ کمرے میں گونج اٹھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

Episode 32

ریڈ کلر کے اپنے نائیٹ سوٹ میں چہرے پر چھائی ہوئی اداسی کے ساتھ وہ اپنے کمرے کی کھڑکی میں اداس بیٹھی تھی۔

آج وہ یونی بھی نہیں گئی تھی۔ اپنے دل کے حال پر وہ خود بری طرح پریشان تھی۔ بار بار نظروں کے سامنے گولڈن براؤن شرارتی آنکھوں کا عکس آرہا تھا۔

اپنے دل کی آواز پر وہ نظریں چراتی چپ تھی۔ کیونکہ اپنے دل کی حالت بیان کرنے کے لیے کوئی الفاظ نہیں تھے۔

علیزے کے نکاح والے دن جب "سنان مصطفیٰ کاظمی" نے ڈھکے چھپے انداز میں اپنی محبت کا اظہار کیا تھا تو وہ ساکت ہو گئی تھی۔

اس دن وہ اس زندگی سے بھرپور انسان کو یہ نہیں بتا پائی تھی۔ کہ اسکی زندگی کا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا ہے۔

چند اکدھر ہو۔۔۔ اسد نے کمرے کے مدھم روشنی میں آئیرہ کو ڈھونڈتے آواز دی۔

اپنے بھائی کی آواز پر آئیرہ نے جلدی سے اپنی آنکھوں میں آئے آنسو صاف کیے۔

بھائی ادھر ہوں۔۔۔

آئیرہ کی آواز سنتے اسد کھڑکی کی جانب بڑھا۔

میری جان کیا بات ہے آج یونی بھی نہیں گئی۔۔۔ اسد نے بیٹھتے ہی استفسار کیا۔

ویسے ہی میرا دل نہیں کیا بھیا۔۔۔ آئیرہ نے اسد کے کندھے پر سر ٹکاتے جواب دیا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

کیا بات ہے۔۔ اداس کیوں ہو۔۔ اج کمرے سے بھی باہر نہیں نکلی۔۔ ایرہ کو بازو کے گھیرے میں لیتے اسد نے دوسرا سوال۔ کیونکہ آفس سے واپسی پر اسے شزابتا چکی تھی۔ کہ وہ صبح سے کمرے میں بند ہے۔ جب سے گھر میں اسکے رشتہ پکا ہونے کی بات ہوئی تھی۔ وہ تب سے بجھی بجھی سی تھی۔

کیا میں اب اک چھٹی بھی نہیں کر سکتی۔۔

ایسی بات نہیں میری جان تمہاری اک چھٹی کی وجہ سے گھر کے لینڈ لائن کا سپیکر پھٹنے پر آگیا ہے۔ اسد نے غور سے ایرہ کو دیکھا جو خاموش سی تھی۔

ایرہ کے فون نہ اٹھانے کے باعث اسکی باقی تینوں دوستوں نے گھر کے نمبر پر بار بار فون کر کے اور فضول سوالات پوچھ کر شز اور سلطانہ بیگم کو ناکوں چنے چبوا دیئے تھے۔ کہ وہ دونوں اب پکارا دہ کیے بیٹھی تھیں کہ مستقبل میں ایرہ کو چھٹی نہیں کرنے دیں گئیں۔ اور کبھی ایرہ خود چاہے گی بھی تو اسے یونیورسٹی پہنچا کر ہی آئیں گئیں۔ جبکہ داؤد صاحب انکی حالت پر قہقہہ لگائے تھے۔

ایرہ کے گھر والے اسکی دوستوں کو بہت اچھے سے جانتے تھے۔ کتنی بار وہ ایرہ کو گھر چھوڑنے کے لیے آئیں تھیں۔

اور جب جب وہ چاروں گھر کے لاؤنج میں پیر رکھتیں تھیں سلطانہ بیگم کے گھر میں رونق کی تتلیوں نے اپنے پر پھیلائے تھے۔

جہاں مشعل معصومیت سے اپنی بے قوفیوں پر ہنسنے پر مجبور کرتی تھی۔ وہیں منیزے کسی ماں کی طرح ان تینوں کو اپنوں میں پروں میں چھپالیتی تھی۔ اور علیزے اپنے سحر انگیز شخصیت میں اک راز لگتی تھی۔

جبکہ ایرہ خود میں تیکھی مریج تھی۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ان چاروں کی شرارتوں اور قہقہوں سے تو اب سلطانہ بیگم اور دؤاد صاحب کو لگتا تھا کہ انکی اک نہیں چار سیٹیاں ہیں

اور آج ایرہ کے یونیورسٹی نہ جانے پر وہ سب سر پکڑ کر بیٹھ گئیں تھیں۔

کیا تم خوش نہیں ہو گڑیا۔ اسد نے جانتی نظروں سے ایرہ کو دیکھا۔

نہیں بھائی ایسا کچھ نہیں ہے۔۔ چلیں آئے کھانا کھانے چلتے ہیں۔۔

اس کے سوالوں سے بچنے کے لیے ایرہ جلدی سے اٹھ کر باہر کی جانب بڑھی۔

جبکہ اسد پیچھے ایرہ کی پشت دیکھتا رہ گیا۔۔



علیزے شاور کے کرنکی تو ملازمہ ہاتھ میں ڈھیر سارے شاپنگ بیگز اٹھائے کمرے میں داخل ہوئی۔

بلیک سیلیولیس لانگ شرٹ اور کیپری میں سر پر ٹاول لپیٹے علیزے ڈھیر سارے بیگز دیکھ کر چکرا گئی۔۔

یہ سب کیا ہے۔۔۔ علیزے نے اشارے سے ملازمہ سے پوچھا۔۔

میم یہ سر لے کر آئے ہیں۔۔ ملازمہ ابھی اسے مزید بتاتی کہ سلطان اپنی سنجیدہ شخصیت سے اندر داخل

ہوا۔

جس نے آتے ہی ملازمہ کو اشارے سے وہاں سے غائب کیا تھا۔ اور وہ جاتے ہوئے دروازہ بند کرنا نہیں

بھولی تھی۔۔۔

سلطان صبح ہی شب کو واپس ضرار کے فلیٹ پر بھیجنے کے ساتھ علیزے کے لیے فی میل سٹاف بھی ہائیئر کر

چکا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

وہ اپنی کوئین کو بلکل بھی گھر کے کاموں کے لیے پریشان نہیں دیکھ سکتا تھا۔ کیونکہ وہ اکیلا ہی کافی تھا اسے پریشان کرنے کے لیے۔۔

بلیک شرٹ اور بلیک ہی پینٹ میں اوپر جیکٹ پہنے اپنی نیلی سر دائیٹھوں سے وہ علیزے کا دل دھڑکا گیا۔ اس سے پہلے علیزے آگے بڑھ کر بیڈ سے ڈوپٹہ اٹھاپاتی۔ سلطان نے ڈوپٹہ اسکی کی پہنچ سے دور کر دیا۔ سر تا پاؤں بلیک سوٹ میں علیزے کے دودھیا سراپے کو سلطان کی بے باک نظروں نے معائنہ کیا۔ جس پر وہ کپکپا کر رہ گئی۔

یا اللہ یہ انسان ایسے کیوں دیکھتا ہے مجھے۔۔۔۔

سلطان جیسے جیسے علیزے کی جانب قدم بڑھا رہا تھا۔ علیزے سہمتے ہوئے ویسے ہی قدم پیچھے لینے لگی۔ لیکن پیچھے بڑھتے ہوئے وہ یہ بھول چکی تھی کہ پیچھے دیوار بھی ہے۔

علیزے کے قریب پہنچتے سلطان نے ایبر واٹھاتے اسکی جانب دیکھا۔ جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو کہ اب دیوار میں گھس کر دیکھاؤ۔۔۔

آپ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔۔۔

سلطان کی گہری نظروں کو دیکھتے علیزے نے روہانسی صورت میں سوال اٹھایا۔

"یہ سوٹ کیوں پہنا ہے"۔۔۔

علیزے کے سوال کو سرے سے نظر انداز کرتے سلطان نے اپنی نظریں اسکے دودھیا بازوؤں پر ٹکائیں۔۔

"سارے ایسے ہی سوٹ ہیں الماری میں"۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

علیزے نے اسکی نظروں سے خائف ہوتے جواب دیا۔ جو اسکے بازوؤں کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ شاید وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ سلطان کو اسکا سلیو لیس پہنا پسند نہیں آیا۔ پسند تو علیزے کو خود بھی نہیں تھا۔ لیکن وہ کیا کرتی، کیونکہ اسکی الماری میں سارے ایسے ہی سوٹ پڑے تھے۔ اور اسکے پرانے سوٹ منیزے کے پاس ہی رہ گئے تھے

"میں جانتا ہوں کہ سارے ایسے ہی سوٹ ہیں کیونکہ یہ سارے ڈریس میں ہی لایا ہوں"۔۔۔

سلطان نے اسکی معلومات میں اضافہ کرتے بتایا۔ اور ساتھ علیزے کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اپنی طرف کھینچا۔ جو سچ میں دیوار میں گھسنے کی کوششوں میں تھی۔

علیزے کی کمر کو چھوتے سلطان کو احساس ہوا۔ کہ علیزے کی شرٹ کمر سے گیلی ہے۔۔ نظریں جھکاتے سلطان نے اسکی کمر کو دیکھا۔ جہاں ڈریس گیلا ہونے کی وجہ سے بلیک شرٹ میں اسکی سفید کمر صاف واضح نظر آرہی تھی۔

سلطان کو اک دم عجیب محسوس ہوا۔ علیزے کی ساری شاپنک اس نے خود کی تھی۔ ضرار کے فلیٹ میں علیزے کو سلیو لیس شرٹ میں دیکھتے وہ اتنا مدہوش ہوا تھا۔ کہ شاپنگ کرتے وقت وہ علیزے کے سارے سوٹ ہی سلیو لیس لے گیا۔

اور اب علیزے کا قیامت خیز سراپہ دیکھتے سلطان دانتوں تلے لب دباتے خود کو کوس گیا۔ کیونکہ وہ ہر گز اس چیز کے حق میں نہیں تھا۔ کہ اسکی بیوی کو گھر کی ملازمہ بھی دیکھیں چاہے وہ عورت ہی کیوں نہ ہوں۔

روم میں آتے وقت وہ ملازمہ کی بے خود نظروں کو علیزے پر اچھے سے محسوس کر چکا تھا۔

ملازمہ کے سامنے ڈوپٹہ کیوں نہیں لیا آپ نے۔۔۔ علیزے کی کمر کو بے باکی سے چھوتے سلطان نے پوچھا۔۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اپنی کمر پر سلطان کی ہاتھ کو محسوس کرتے وہ کپکپا اٹھی۔

کمرے میں سردی محسوس کرتے سلطان نے اک نظر علیزے کو دیکھا جو بند آنکھوں سے اسکی قید میں تھی۔۔۔



علیزے کی لاپرواہی پر سلطان تاسف سے اسے دیکھ گیا۔ اور سائیڈ ٹیبل سے ریمورٹ اٹھا کر اس نے کمرے میں ہیٹر آن کیا۔ اور پھر دوبارہ علیزے کی جانب متوجہ ہوا جو اب ٹھنڈ سے کانپنے لگی تھی۔

سلطان نے ہاتھ بڑھا کر علیزے کے بالوں سے ٹاول نکالا۔ جس سے اسکے گیلے بال لہرا کر اسکی پشت پر بکھر گئے۔ اور وہ آنکھیں پھیلایے سلطان کی کاروائی کو دیکھنے لگی۔

جس نے ٹاول اک سائیڈ پر پھینکا دیا تھا۔ اور اب آگے بڑھ کر علیزے کو بازوؤں میں اٹھا کر بیڈ کی جانب بڑھا۔

خان کیا کر رہے ہیں آپ۔۔

خود کو ہوا میں محسوس کرتے ہی علیزے بے ساختہ اسے پوچھ بیٹھی۔

آپکی لاپرواہی کا نتیجہ دور کرنے کی کوشش میں ہوں۔۔ علیزے کو بیڈ پر لٹا کر اپنی جیکٹ اتارتے سلطان سنجیدگی سے بولا۔

لیکن علیزے کے پلے کچھ نہیں پڑا تھا۔

جیکٹ اتار کر سلطان نے صوفے پر پھینکی اور شوز اتار کر بیڈ پر علیزے کے پاس آکر لیٹا۔ جو سلطان کو بیڈ پر لیٹتے دیکھ کر اپنی سانس روک گئی تھی۔

"کیا میری رخصتی ختم ہو گئی ہے"۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

دماغ میں آتے خیال کو سوچتے علیزے لرزا ٹھی۔۔

جبکہ علیزے کے تاثرات پڑھتے سلطان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرنے کی کوشش کی۔۔ اور اک جھٹکے میں علیزے کو اپنی جانب کھینچا۔

"اگر اسی طرح رخصتی کا سوچتی رہی نہ جاناں، تو قسم سے سب کچھ بھاڑ میں جھونکتے آپکے ہوش ٹھکانے لگا دوں گا"

"میں کب کوئی ایسا سوچ رہی ہوں۔۔"

معصومیت سے نچلے ہونٹ کو لٹکائیے وہ بولی۔ کہ سچ میں وہ رخصتی ختم نہ کر دے۔۔۔
ورنہ سلطان کی اتنی نزدیکی اسکے حواس جھنجھوڑ رہی تھی۔

علیزے کے ہونٹ لٹکانے کے انداز پر بے ساختہ سلطان کی دھڑکنوں میں اودھم مچا۔ من چاہا وجود بانہوں میں موجود تھا۔ جو سلطان کے جذبات پر آگ برسائیے کے لیے کافی تھا
"جاناں۔۔۔"

گھمبیر لہجے میں سلطان نے علیزے کو پکارا۔۔۔

جو پہلے ہی اسکی پکار پر اپنا سانس روک گئی تھی۔

سلطان کی گھمبیر پکار پر علیزے کا دل کانوں میں دھڑکنے لگا تھا۔ انکھوں کو بند کیے وہ گہرے سانس لینے لگی۔۔

علیزے کو تکیے پر منتقل کرتے سلطان خود علیزے کے وجود پر قابض ہوتے اس پر سایہ فگن ہوا۔

اوپر اٹھتے سلطان نے علیزے کے ماتھے کو اپنے ہونٹوں سے چھوتے معتبر کیا۔۔

"خان۔۔۔"

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اپنے ماتھے پر سلطان کے گرم ہونٹوں کے لمس کو محسوس کرتے علیزے اسے پکار بیٹھی۔

اوپھر سب بھلاتے سلطان علیزے کے ہونٹوں پر جھکا۔ جو کب سے اسے بے چین کیے ہوئے تھے۔
علیزے کے نرم ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیتے سلطان کا دل کیا کہ سچ میں سب بھلائے اسے اپنے وجود میں گم کر لے۔ اور خود بھی اسے کے وجود کی خوبصورتی میں دنیا بھلا دے۔

وہ بھول چکا تھا کہ وہ علیزے کی ٹھنڈ دور کرنے کے لیے صرف لیٹا تھا۔ اور علیزے کو سلا کر اسے واپس نکلنا بھی تھا۔

لیکن شاید اب کبھی سلطان وقت پر نکل پاتا۔۔۔

علیزے کے نچلے ہونٹ کو اپنے ہونٹوں میں لیتے سلطان نے اس پر ہلکے سے دانت گاڑے۔ جس پر وہ پھڑپھڑا گئی۔

سلطان کو اپنے ہونٹوں میں گم ہوتے دیکھ کر علیزے کا سانس رک رہا تھا۔ اور وہ بری طرح مزاحمت کرنے لگی تھی۔ لیکن دوسری طرف کوئی ہوش نہیں تھا۔

علیزے کے ہاتھوں کو اپنی قید میں لیتے سلطان شرٹ کے اندر سے اسکے جسم پر بے باکی سے ہاتھ پھیرنے لگا۔

اپنے جسم پر سلطان کے ہاتھ کو محسوس کرتے وہ لال انگارہ ہوئی۔

علیزے کے ہونٹوں کو شدت سے چومنے کے بعد وہ اسکی گردن پر جھکا۔ اور جگہ جگہ اپنا لمس بکھیرنے لگا۔ جسے محسوس کرتے علیزے کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی دوری گئی۔

گیلے بال تکیے پر بکھرے ہوئے تھے۔ اور گیلا وجود جو تھوڑی دیر پہلے ٹھنڈ سے کانپ رہا تھا۔ اب سلطان کی قربت میں آگ کی مانند تھا۔ کیونکہ سلطان احمد خان رکنا نہیں تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

علیزے کی گردن پر دانت گاڑتے سلطان نے اک جھٹکے سے اسے الٹا کیا۔۔۔

خان۔۔۔

"خان کی جان آپکی یہ پکار میرے اندر کے پٹھان کو جگا دیتی ہے۔ جس کا دل کرتا ہے اپنی خانم کے جسم پر اپنی شدتوں کی چھاپ رقم کر دے"۔۔۔

علیزے کی کان کو چومتے سلطان نے اسکے کان میں بے باک سرگوشی کی۔۔

جسے سنتے علیزے زور سے آنکھیں میچ گئی۔

وہ اسے رخصتی کا یاد دلا کر غصہ نہیں دلانا چاہتی تھی۔ ناجانے غصے میں وہ کیا کر دیتا۔

سلطان کے صبح کے عمل کو یاد کرتے علیزے اسے پھر سے رخصتی کا یاد دلانے کی بے وقوفی نہیں کر سکتی تھی۔

علیزے کے بال پیچھے کرنے پر سلطان کے سامنے اسکی سفید گردن تھی۔ جسے دیکھتے سلطان کے اندر کئی جذبات پیدا ہوئے۔۔۔

علیزے کی گردن کو ہونٹوں سے چومتے وہ ہاتھ بڑھاتے اسکی شرٹ کی زپ نیچھے کھسکا گیا۔

اپنی شرٹ کی زپ کو کھلتے دیکھ کر علیزے نہ چاہتے ہوئے بھی بھرپور مزاحمت کرنے لگی۔

جسے محسوس کرتے سلطان نے سائیڈ پر لیٹتے اسے اپنی طرف کھینچ کر اپنے اوپر لٹایا

"شش۔۔ ریلیکس کچھ نہیں کر رہا مائے کوئین"۔۔۔

محبت سے علیزے کے ماتھے کو چومتے سلطان نے اسے ریلیکس کرنا چاہا۔ جواب باقاعدہ رونے لگی تھی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

"اتنا کچھ تو کر لیا ہے آپ نے اب اور کیا کسر رہ گئی ہے"۔۔۔۔ سلطان کے کندھوں پر مکے برساتے وہ چیخی۔۔۔

علیزے کے غصے کو دیکھ کر سلطان نے اپنے لب کا کونادانتوں تلے دبایا۔ یقیناً وہ اپنی مسکراہٹ روکنے کی کوششوں میں تھا۔

"میرا پیارا بچہ سوری۔۔۔ مجھے نہیں یاد تھا کہ مجھے کچھ نہیں کرنا"۔۔۔

علیزے کے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیتے سلطان نے اسے اپنے اوپر پھر گرایا۔ جو اٹھتے ہوئے اس پر تشدد کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

میں کہا بھی تھا نہ کہ رخصتی نہیں ہوئی ابھی پھر بھی آپ میرے قریب آئے۔۔۔

علیزے پھر رخصتی کو یاد کرتے رونا شروع کر چکی تھی۔

اپنی کوئین کے منہ سے پھر رخصتی نامی سنتے سلطان نے سرد سانس خارج کی۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ نکاح کرنے کے بعد بھی اسے اپنی بیوی کے ہاتھوں ترسنا پڑے گا۔

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ رخصتی نہ ہونے پر آپ کو چھو کر میں غلط کرتا ہوں"۔۔۔ علیزے کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لیتے سلطان نے استفسار کیا۔

جو سلطان کے سنجیدہ انداز کر دیکھتے اپنا رونا بھول گئی تھی۔ لیکن سلطان کے سوال کے جواب میں وہ اپنا سرہاں میں ہلانا نہیں بھولی تھی۔ کیونکہ اسے سچ میں یہ سب غلط لگتا تھا۔

مائیے ڈیئر وائیف اس سوال کا جواب میں نہیں آپ کو آپ کی سہیلیاں دیں گئیں اب۔۔۔

آپ صبح منیزے بھا بھی اور مشعل چندا سے اس سوال کا جواب لیں گئیں۔ کہ انکی رخصتی نہ ہونے پر ان کے شوہرا نہیں چھوتے ہیں کہ نہیں۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

علیزے کے چہرے پر آنکھیں لٹوں کو کان کے پیچھے کرتے سلطان نے سنجیدگی سے گویا ہوا۔
میں ان سے کیسے جانوں۔۔۔

سلطان کی بات پر علیزے شرم سے سرخ پڑی بھلا وہ اپنی دوستوں سے یہ سوال کیسے کر سکتی تھی۔
یہ آپ خود سوچیں گئیں اور مجھے اس سوال کا جواب کل رات تک چاہیے نہیں تو کل اپنی رخصتی کی
سمجھیں۔۔

علیزے کی پھیلی آنکھوں کو شدت سے چومتے سلطان نے آرام سے علیزے کی جانب نکالی۔
سلطان کی دھمکی سچ میں علیزے کی سانس خشک کر گئی تھی۔ سلطان کو شکوہ کناں نظروں سے دیکھتے
اسکے اوپر سے اٹھتے سائیڈ پر لیٹتے وہ اپنا رخ موڑ چکی تھی۔ یقیناً ناراضگی جتانے کا انداز یہ تھا۔
علیزے کے رخ موڑتے ہی سلطان کے سامنے اسکی سفید برہنہ کمر تھی۔ کیونکہ زپ ابھی بھی کھلی ہوئی
تھی۔ کمر کے بیچوں بیچ سیاہ تل کو دیکھتے سلطان کی آنکھوں میں چمک آئی۔
علیزے کے قریب نیچے جھکتے وہ نرمی سے علیزے کے تل پر ہونٹ رکھ گیا۔
اپنی کمر پر سلطان کے ہونٹوں کو محسوس کرتے علیزے جھٹکے سے مڑی۔
علیزے کے سرخ چہرے کو دیکھتے سلطان نے بے شرمی سے اپنی آنکھ ونگ کی۔
میں آپکی ساری شاپنگ سے میچ آپکی پرسنل چیزے بھی لایا تھا۔ پھر بلیک کے ساتھ ریڈ کچھ سمجھ میں نہیں
آیا۔۔

علیزے کے گال پر ہونٹ رکھتے سلطان نے بے باکی سے اسے شرم سے دہرا کیا۔۔
جبکہ دوسری طرف علیزے کو منہ چھپانے کی جگہ نہیں مل رہی تھی۔
شرم و حیا سے پاگل ہوتے وہ اپنی ہی شرٹ اٹھا کر منہ پر رکھتے چہرا چھپا گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

علیزے کی اس حرکت کو ملاحظہ کرتے سلطان کی آنکھوں کی چمک دوبالا ہوئی۔ اور وہ بنا دیری کیے
علیزے کے پیٹ پر جھکتے اسے چوم گیا۔

خان نن۔۔۔ شرم و حیا سے علیزے پھر چینخ اٹھی۔۔

اور شرٹ نیچے کرتے اپنے پیٹ کو ڈھکتے سلطان کے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔

جبکہ اب کمرے میں سلطان کا جاندار قہقہہ گونجاتھا۔۔

خان کی خانم میں نے اس دفعہ کچھ بھی نہیں کیا۔۔

لیکن علیزے بنا کچھ بولے سلطان کے سینے پر اپنے دانت گاڑ گئی۔

اپنے سینے پر علیزے کے دانتوں کے دباؤ کو محسوس کرتے سلطان نے حیران کن نظروں سے اپنی خانم کو
دیکھا۔ جو شاید پھر پاگل ہوتے یہ حرکت انجام دے چکی تھی۔

علیزے کو بانہوں میں شدت سے قید کرتے سلطان نے اک ہاتھ پیچھے لے جاتے اسکی کمر پر رکھا۔

جس پر وہ ہوش میں آتے پھر پھڑپھڑانے لگی۔۔

اتنا ظلم نہیں کریں جاناں۔۔۔ بندہ ناچیز آپ سے عشق کرتا ہے۔۔ علیزے کی پکار کو وہ اپنے ہونٹوں میں
گم کر چکا تھا۔ اور ہاتھ پیچھے ابھی بھی کمر پر رقص کر رہا تھا۔ وہ علیزے کے نرم و ملائم وجود کو محسوس
کرتے پاگل ہونے کے قریب تھا۔

کہاں وہ کس نیت سے اسے بیڈ پر لے کر آیا تھا۔ کہ اسے ملازمہ کے سامنے ڈوپٹہ اوڑھنے کی تاکید کرے
گا۔۔ لیکن علیزے کے نرم ہونٹوں کو محسوس کرتے سلطان کے زہن سے سب کچھ نکل چکا تھا۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

Episode 33

رات کے آخری پہر کمرے کی کھڑکی میں نائٹ پلین ٹی شرٹ اور ٹروزار میں ملبوس وہ سنجیدگی سے کھڑا تھا۔

کمرے کی ہر چیز چکنا چور تھی۔

ہمہ وقت شرارتی گولڈن آنکھیں اس وقت سرد تھیں۔ وہ ان انسانوں میں سے تھا۔ جن میں غصہ بہت کم پایا جاتا تھا۔ لیکن جب غصہ آتا تھا۔ پھر وہ ہر چیز سے بے قابو تھا

سنان مصطفیٰ کاظمی بھی اک ویسا ہی انسان تھا۔ اسکے مطابق اسے غصہ کرنے کی کیا ضرورت ہے جب اسکے پاس ہمہ وقت غصیلے نمونے موجود تھے۔ لیکن آج انکے غصے سے بھی سنی کا گزارا نہیں ہوا تھا۔ وہ کسی انجانی تکلیف میں مبتلا ہو چکا تھا۔ دل بار بار کسی کے تیکھے نقوش کی طرف کھینچا چلا جا رہا تھا۔ لیکن وہ بے بس تھا۔

ہاں سنان مصطفیٰ کاظمی آج اپنی ماں کی قسم کے آگے بے بس ہو چکا تھا۔

شام کے وقت جب وہ گھر لوٹا تھا۔ اسے امید تھی کہ اسکی ماں اب تک صبح والی بات بھلا چکی ہوگی۔ پر سنی کی یہ غلط فہمی بھی بہت جلد دور ہو گئی تھی۔ جب اسکے کمرے میں آنے کے بعد کلثوم بیگم نے آکر دو ٹوک طریقے میں سنی کو اپنا فیصلہ سناتے بے بس کیا تھا۔

اس سے پہلے سنی احتجاج کر پاتا۔ کلثوم بیگم نے اسے اپنی قسم دیتے مکمل طور پر باندھ دیا تھا۔ جس وجہ سے طیش سے سنی نے کمرے کی ہر چیز کو چکنا چور کر دیا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

پوری رات وہ کھڑکی میں بے تاثر چہرے کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کہ اسکی ماں کو آخر ہوا کیا ہے۔

اک ڈاکٹر ہوتے اسکی ماں دیسی ماؤں کی طرح کیوں ری ایکٹ کر رہی تھی۔ زندگی کے اتنے اہم فیصلے کے لیے وہ کیوں سنی کو مجبور کر رہی تھیں۔۔ وہ ایسی تو نہیں تھیں۔

نجانے کتنے سوال تھے۔ جو سنی کے دماغ میں گردش کرتے اک دفعہ پھر اسے غم و غصے میں مبتلا کر گئے تھے۔ لیکن اس وقت اسکا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔

کمرے میں واپس آتے اک جھٹکے میں سنی نے اپنی شرٹ اتار کر پھینکی۔ اور واشروم کی طرف بڑھا۔

ارادہ ٹھنڈے پانی سے شاور لینے کا تھا۔ شاید ایسے ہی اسکے دماغ کو سکون مل پاتا۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ شاور کے نیچے کھڑا رہا۔ لیکن جہاں اسکے دماغ میں اپنی ماں کا زیادتی کا غم تھا۔ وہیں گولڈن براؤن گنگریا لے بال لہراتے ہوئے اسے مزید تکلیف میں مبتلا کر گئے۔

آج تک وہ بے بس نہیں ہوا تھا جتنا وہ آج خود کو محسوس کر رہا تھا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ اتنا بااختیار ہونے کے بعد بھی وہ اپنی محبت میں خود کو بے بس پائے گا۔

ایرہ کے اسکی زندگی میں آنے سے پہلے تک شاید وہ اپنی ماں کی پسند سے ہی شادی کرتا لیکن اب کیسے کر سکتا تھا۔ کیونکہ اب اسکا دل کسی اور وجود کا طالب ہو چکا تھا۔

وہ کیسے اور کسے سمجھاتا کہ بہت کم عرصے میں ہی وہ سنہرا وجود اسکے دل و دماغ پر قابض ہو گیا ہے۔

اسکے یاروں کے سوا خود ایرہ کو بھی نہیں معلوم تھا کہ سنی کے موبائل میں اسکی انگنت تصویریں جمع ہو چکی تھیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

صرف سنی کو چڑانے کے لیے عیس بھی آیرہ کی بے خبری میں تصاویر لیتا تھا۔ اور آدھی رات کو سنی کو دانت کچکچانے کر مجبور کر دیتا تھا۔

جب آیرہ کی تصویر بھیجنے کی وجہ وہ کچھ یوں بیان کرتا تھا۔

"کہ تو آری بھا بھی کی اس پوز میں تصویر لینا بھول گیا تھا، لے اسی لیے میں نے بنالی تھی۔"

یہ تمام تصاویر سنی نے اسکی بے خبری میں لی تھیں۔ جب بھی وہ غصے سے اپنی ناک چڑھاتی تھی۔۔

سنی کا بس نہیں چلتا تھا کہ آگے بڑھ کر اسکی ناک کو ہی دانتوں میں دبا دے۔۔

لیکن آج اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ اک مضبوط مرد کیسے بے بس کیا جاتا ہے۔

بے بسی کی انتہاؤں کو چھوتے شاور کو بند کرتے وہ باہر نکل آیا۔ ڈریسنگ روم میں جا کر چینج کرنے کے بعد وہ بیڈ پر جا کر الٹا گرا۔

سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھاتے انگنت کا لزاور میسجز کے نوٹیفیکیشن موصول ہوئے۔ جو یقیناً ان تینوں کے تھے۔

لیکن اس وقت وہ کسی سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے موبائل آف کر کے سونے کی کوشش کرنے لگا۔



تو بتا رہا ہے کہ نہیں۔۔۔

عیس کی پونی کو کھینچتے سلطان نے دھمکی آمیز انداز میں استفسار کیا۔

جبکہ خونخوار تاثرات لیے ضرار بھی اسے گھور رہا تھا۔

بے غیرتوں تم سب کو کیا موت پڑتی ہے جو میری جان کو ہاتھ ڈالنے آجاتے ہو۔۔

بالوں میں اٹھتی تکلیف سے تلملا کر عیس چینج پڑا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اس وقت وہ ان دونوں کی قید میں میں بلکل ویسا ہی معلوم ہو رہا تھا۔ جیسے کوئی مظلوم بہو ظالم ساس کی قید میں بے بس ہوتی ہے۔ لیکن اپنا گھر بچانے کی خاطر خاموش ظلم برداشت کرتی رہتی ہے۔

لیکن یہاں سلطان اور ضرار نے گھر نہیں سنی کی سنجیدگی کی اور غصے کی وجہ جانی تھی۔ اور وہ وجہ عیس کی پونی کھنچنے پر ہی دریافت ہونی تھی۔

وہ کب سے اسے کالز اور میسجز کر رہے تھے۔ لیکن سنی نہ تو کال اٹھا رہا تھا نہ ہی میسج کا جواب دے رہا تھا۔

میرے بال چھوڑو پہلے پھر بتانا ہوں۔۔۔

اپنی پونی بچانے کی خاطر عیس انہیں بتانے کے لیے نیم رضامندی ظاہر کر گیا

کیونکہ وہ مزید اپنی جان (پونی) پر ظلم برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ آویں اسکے بال کمزور ہو جاتے تو۔۔۔ یہ۔ سوچ ہی عیس کو خوفزدہ کر گئی۔۔

سلطان اور ضرار کو اس پر بلکل یقین نہیں تھا۔ اس لیے سلطان اسکے بال چھوڑ کر دائیں جانب بیٹھ گیا۔

جبکہ ضرار نے بائیں جانب کی جگہ سنبھال لی تھی۔

عیس اپنے دائیں، بائیں جانب دیکھ کر گہرا سانس بھر گیا۔

میں نواز شریف نہیں ہوں، جو مجھے ایسے گھیر رکھا ہے۔۔ عیس نے دانت پستے کہا۔۔

تو اس سے بھی بڑی چول ہے۔۔ خیر اس سے بڑی کوئی چول نہیں ہو سکتی۔۔۔

ضرار نے اپنی تصحیح خود ہی کر لی تھی۔

اب بکو بھی کچھ۔۔

سلطان نے پیچھے سے عیس کے سر پر تھپڑ رسید کرتے کہا۔

سر پر تھپڑ لگنے سے عیس کے بال لہرا کر آگے اسکے منہ پر آگرے۔ جسے دیکھتے سلطان اور ضرار نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔ کیونکہ وہ بلکل کسی ہیروئن کی طرح اپنے بالوں کی لٹیں کانوں کے پیچھے کر رہا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

میں کچھ دن پہلے مسسز شاہدہ کے چیک اپ کیلئے کلثوم ڈارلنگ کے کلینک پر گیا تھا۔
عیس نے تجسس پھیلاتے اپنی بات کا آغاز کیا۔

ایک منٹ مسسز شاہدہ کون ہیں۔۔۔

ضرار نے عیس کو روکتے الجھن سے استفسار کیا۔۔

جبکہ ضرار کے سوال پر عیس نے سلطان کو ایسی نظروں سے دیکھا۔ جیسے کہنا چاہ رہا ہو کہ دیکھ لو اسے
مسسز شاہدہ کا بھی نہیں پتہ اب۔۔

عیس کی نظروں کو دیکھتے سلطان نے قہقہہ لگایا۔۔

کیونکہ ضرار کے سوال پر عیس کی آنکھیں ایسے معلوم ہو رہیں تھیں۔ جیسے اسکی آنکھوں کا بھی منہ لٹک
گیا ہو۔

اس کے برعکس ضرار اب بھی نہیں سمجھ پایا تھا۔

یہ آنٹی کی بات کر رہا ہے یا۔۔۔

سلطان نے ہستے ہوئے ضرار کو بتایا۔ تو ضرار کو اک دفعہ پھر عیس پر تپ چڑھی۔۔

سالے مسسز حسن نہیں کہہ سکتا تو اور یہ مسسز شاہدہ کا کیا لاجک ہے۔

ضرار نے سلطان کی طرح عیس کے سر پر تھپڑ رسید غصے سے کہا۔ جس پر اک دفعہ پھر عیس کے بال لہرا
کر اسے کے منہ پر تشریف لے آئے۔

جسے دیکھتے سلطان کا جاندار قہقہہ فلیٹ کی زینت بنا جبکہ ضرار نے ہاتھ کی ہتھیلی سے اپنی مسکراہٹ
چھپائی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

خود کو ان دونوں میں پھنسا دیکھ کر عیس کا ضبط کے مارے برا حال ہو رہا تھا۔ بس نہیں چل رہا تھا کہ سچ میں سنی کو کسی اور کے ساتھ بیاہ دے۔ جس کی وجہ وہ یہاں پھنسا تھا۔ نہیں تو اب تک اپنی مشعل ڈارلنگ کو بانہوں لیے سکون سے لیٹا ہوتا۔

ویسے آپس کی بات ہے اتنے ہماری بیویوں کے بال بھی نہیں سلکی جتنے تیرے ہیں۔ سلطان نے ہستے ہوئے عیس کا مزاق اڑایا۔

لیکن عیس کو وہ مزاق نہیں بلکہ تعریف محسوس ہوئی تھی۔ جسے اس نے اتراتے ہوئے وصول کیا تھا۔ چل زلفیں بعد میں سنوارنا جو رائتہ پھیلا یا یہ پہلے وہ بک جلدی سے۔۔۔

سلطان نے پھر سنجیدگی سے استفسار کیا۔ کیونکہ اس لمبے بالوں والی چڑیل کا کیا بھروسہ انہیں اپنی زلفوں کے جال میں پھنسا کر نکل جاتا۔۔۔

کلینک پر کلثوم ڈارلنگ نے مجھے سنی کے رشتے کی بات کی۔۔۔ وہ اپنی کسی دوست کی بیٹی کے ساتھ سنی کا رشتہ کرنا چاہ رہی ہیں۔۔۔

عیس پھیلے ہوئے رائیتے کی مزید اک لائن بول کر چپ سا دھلی۔

سلطان اور ضرار جو کہ چہرہ گرائے کان لگا کر بہت غور سے اسے سن رہے تھے۔ عیس کے چپ کرنے پر نظریں اٹھا کر اسے گھورنے لگے۔

لگتا ہے یہ چیپریٹیں کھا کھا کر بولنا چاہتا ہے۔۔۔ ضرار نے اس کے بریک لگانے پر تپ کر کہا۔

اتنی دیر میں تو وہ سلطان کے ساتھ مل کر مسئلہ ہی حل کرتا جتنی دیر میں اس عورت سے بات مکمل نہیں ہو رہی تھی۔

مجھے کیوں سنار ہے ہو تم لوگوں کو نہیں پتہ کیا۔ کہ وہ آری کو پسند کرتا ہے میرا مطلب آئیرہ کو۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

عیس نے جلدی سے اپنی درستگی کی کیونکہ ضرار اور سلطان کو بالکل پسند نہیں تھا خود سے جڑے رشتوں کے نام بگاڑنے کا۔ ان کے مطابق انکی زندگی میں موجود رشتے عزت و احترام اور محبت کے قابل ہیں۔ انکا مزاق بنانا مطلب خود کا مزاق بنانے کے مترادف ہے۔

لیکن سنی اور عیس ان دونوں کے برعکس ہمہ وقت ہر کسی کی ٹانگ کھینچنے کے لیے الٹا پلٹا بولتے رہتے تھے۔

یہ تو ہمیں پتہ ہے کہ وہ آئیرہ کو پسند کرتا ہے تو ہمیں یہ بتا کہ تو نے کلثوم ڈارلنگ کو کیا تیلی لگائی ہے جس کی وجہ سے سنی تجھ پر بھڑک رہا تھا۔

ضرار نے اب کی بار عیس کی گردن اپنے شکنجے میں لی۔

کیونکہ اتنا تو وہ اپنے نمونے کو جانتے تھے کہ اگر کلثوم بیگم نے اس سے اس بارے بات کی تو یہ ہر گز ممکن نہیں تھا کہ عیس علی ہمدانی نے کوئی تیلی نہ لگائی ہو۔

سالوں میں بس اتنا کہا تھا۔ کہ آپ جہاں مرضی کر دیں آپکی اکلوتی اولاد ہے آپکا پورا پورا اس پر حق ہے۔ اپنی گردن پر ضرار کی گرفت مضبوط ہوتے دیکھ کر عیس نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔

اور عیس کی اس بوگی کو سنتے سلطان کا دل کیا اسے اٹھا کر دیوار میں دے مارے۔

صرف اس کمینے کی وجہ سے سنی کا برا حال تھا۔ وہ جانتے تھے کہ سنی کو غصہ نہیں آتا لیکن جب اسکا کسی چیز پر دماغ خراب ہوتا تھا تو ہر چیز سے بے نیاز ہوتے اندر ہی اندر سلگتا رہتا تھا۔ اور دوری اختیار کر جاتا تھا۔ کمینوں اک تو میں اسکی مدد کی اور تم لوگ میری ہی جان کو آرہے ہو۔

خود کو چھڑاتے عیس نے بھڑکتے ہوئے انداز میں کہا۔

بے غیرت انسان یہ کون سی پھوپھو کے انداز والی اسکی مدد کی ہے تو نے۔۔۔

جب جانتا بھی ہے کہ وہ آئیرہ گڑیا کو پسند کرتا ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سلطان ضبط کے مارے دبے دبے انداز میں غرایا۔

جبکہ ضرار اپنے غصے کو کنٹرول کی غرض سے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا تھا۔

میری بات سنو وہ آنٹی کا اکلوتا بیٹا ہے۔ ہم اس میں کیا کر سکتے ہیں۔۔

ضرار اٹھا اس نمونے کو یہ آج مجھ سے نہیں بچے گا۔

اس سے پہلے عیس بات مکمل کرتا۔ سلطان اور ضرار اسے قابو کر چکے تھے۔

Episode 34

وہ چاروں اس وقت اپنے مشترکہ فلیٹ میں موجود تھے۔

سنی سنجیدگی سے ضرار اور سلطان کے سامنے بیٹھا تھا۔ سفید چہرے میں سرخیاں گھلی ہوئی تھیں۔ جس کو دیکھتے سلطان اور ضرار نے اک دفعہ پھر اپنے دائیں جانب خشمگیں نظروں سے گھورا۔

جہاں عیس بھی اپنا دائیں گال سجا کر بیٹھا تھا۔ ابھی کل رات ہی تو سلطان اور ضرار نے اسے دھنک کر رکھ دیا تھا۔ خود پر پھر ان دونوں کی نظروں کو محسوس کرتے عیس منہ بسور گیا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ اسکا چھوٹا سا مزاق اتنا سیریس شکل اختیار کر جائے گا۔ اگر اسے زرا سا بھی اندازہ ہوتا تو یہ سب کرنے سے پہلے سنی کو خود ہی سہرا پہنا دیتا۔

ابھی تو وہ جس طرف بھی جا رہا تھا سب اسے نظروں میں ہی نگلنے کی کوشش کر رہے تھے۔

عیس صحیح کہتا تھا کہ وہ صرف گھوریاں برداشت کرنے کے لیے پیدا ہوا ہے۔ ان دنوں سے مار کھانے کے بعد وہ صبح گھر جا پایا تھا۔ کیونکہ سزا کے طور پر سلطان اور ضرار اسے فلیٹ پر بند کر کے چلے گئے۔ اور جانے سے پہلے اسے سے فلیٹ کی چابی لینا نہیں بھولے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اسے مشعل کے پاس پہنچنے کی جتنی جلدی تھی۔ کل رات وہ اتنا ہی تڑپا تھا۔

عیس کے صبح گھر پہنچنے تک مشعل یونیورسٹی جانے کے لیے تیار کھڑی تھی۔

جہاں عیس کے منہ پر نیل کے نشان دیکھ کر مشعل اور شاہدہ بیگم کا دل تڑپا تھا۔ وہیں حسن صاحب کے دل کو ٹھنڈ پہنچی تھی۔ کیونکہ اتنا تو وہ جان ہی چکے تھے کہ وہ اپنے دوستوں سے کٹ کھا کر آیا ہے۔ کیونکہ منہ پر موجود نیل کا نشان ہلکا تھا۔

کیونکہ عیس پیٹنے والوں میں سے تھا۔ منہ سجانے والوں میں سے نہیں، اتنا تو وہ اپنے گدھے کو جانتے ہی تھے۔

لیکن پھر بھی عیس کا دل جلانے کے لیے حسن صاحب چائے کا کپ پکڑے اٹیٹیوڈ سے اسکے پاس سے اسے "پھول" مخاطب کرتے گزرے تھے۔

خود کے لیے "پھول" سنتے سچ مچ میں عیس کا دل سلگا تھا۔

اور اب سنی کی سنجیدہ صورت دیکھتے عیس پھر سب یاد کرتے سرد سانس خارج کرتے صوفے سے ٹیک لگا گیا۔

یہ منحوس سانسیں خارج نہ کر ورنہ اک کھالے گا۔

سنی کی سرد سانسوں کو سنتے ضرار نے گھورتے ہوئے اسے دیکھا۔

جس پر پھر عیس معصومیت سے منہ موڑ گیا۔

عیس کا منہ دیکھتے، نہ چاہتے ہوئے بھی سنی کی ہنسی چھوٹ گئی۔

جو ہونا تھا۔ وہ اسکی قسمت تھی لیکن اس سب میں وہ اپنے یاروں کو نہیں پریشان کر سکتا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سنی اٹھتے ہوئے جا کر عیس کے پاس بیٹھ گیا جو ہمیشہ کی طرح زمین پر منہ لٹکائے ٹانگیں صوفے کی بیک پر چڑھانے کے چکروں میں تھا۔

یہ اسکا خاص انداز تھا کہ وہ جب بھی پریشان ہوتا تھا آسمان کی طرف ٹانگیں لٹکائے لیٹ جاتا تھا۔ لیکن سنی نے اسکی کوشش ناکام کرتے عیس کو کھینچ کر سیدھا بٹھایا۔

"میری جانو کا کوئی قصور نہیں اسے نہ کچھ کہو"

سنی نے عیس کا سراپے کندھے پر رکھتے کہا۔

اور عیس نے بھی کسی دکھیاری عورت کی طرح سنی کے کندھے پر سر رکھ دیا تھا۔

عیس کی ایکٹنگ دیکھتے سلطان اور ضرار کی بھی ہنسی نکل آئی۔

اس پونی والے مرد کو چھوڑو یہ بتاؤ آگے کا کیا پلین ہے۔۔

ضرار نے سلطان کی جانب نظریں موڑتے استفسار کیا۔

"میرپور"

اک لفظی جواب دیتے سلطان نے پینٹ کی جیب سے سگریٹ نکالتے لائٹر سے جلا یا۔

جبکہ وہ تینوں میرپور سنتے تعجب سے اسے دیکھ گئے۔

چلو اسی بہانے آغا جانی سے ملاقات ہو جائے گی۔

عیس نے چمکتی آنکھوں سے اظہار کیا۔۔

"یہ آغا جانی کون ہے" ضرار نے الجھن سے عیس کو دیکھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جبکہ ضرار کی الجھن دیکھتے سلطان نے مسکراہٹ ضبط کی کیونکہ اگر وہ ضرار کی الجھن دور کرتا۔ یقیناً عیس کی شامت پکی تھی۔

اور ایسا ہی ہوا تھا ضرار کے استفسار کرنے پر عیس نے منہ ٹیرھا کیا۔

"آغا جان کی مسسز کو آغا جانہ میسیی کہہ رہا ہے"۔۔۔

سنی نے ضرار کی الجھن دور کرتے اسکی معلومات میں اضافہ کیا۔

سالہ کمینہ ہے ہی ٹھر کی۔۔۔۔

ضرار نے دانت کچکچاتے عیس کو گھورا۔ جو کہیں بھی جانے سے پہلے وہاں کی عورتوں کو پھانس کر بیٹھا ہوتا تھا۔

ویسے ہم ادھر کیوں جا رہے ہیں۔۔

سنی نے اپنے دماغ میں آتے سوال کو سلطان کے آگے رکھا۔

معلومات کے مطابق انکی بیس میرپور کے پاس ہے۔ میرپور کے آس پاس بہت سے گاؤں ہیں۔ چونکہ میرپور کے رستے میں جنگل بھی موجود ہے جہاں جنگل کے آخر میں اک چھوٹا سا گاؤں آباد ہے۔ اور اسی چیز کا فائدہ اٹھاتے وہ لوگ اسی جنگل میں اپنی بیس بنا کر غیر قانونی کام کر رہے ہیں۔ اور خطرے کی صورت میں وہ لوگ منظر عام سے غائب ہونے کے لیے گاؤں کا رخ اختیار کر لیتے ہیں۔

سلطان نے تفصیلی جواب دیتے منہ سے دھواں اڑایا۔

خطرے کی صورت میں وہ لوگ گاؤں کا رخ ہی کیوں اختیار کرتے ہیں۔۔

صوفے سے ٹیک لگاتے سنی نے دوسرا سوال کیا۔

کیونکہ وہ لوگ کوئی اور نہیں بلکہ اسی گاؤں کے رہائشی ہیں جو اس بیس پر غیر قانونی کام کر رہے ہیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سنی کی گود میں اپنی ٹانگیں رکھتے عیس نے اس کے سوال کا جواب دیا۔

جسے سنتے سلطان اور ضرار نے امپر لیس ہوتے ایبر و آچکایا۔

اپنی اسی خاصیت کی وجہ سے "عیس علی ہمدانی" ان کے لیے گنڈہ تھا۔ کیونکہ وہ گنڈوں کے ہر طرز زندگی سے واقف تھا۔

"ہمارے جانے کے بعد بطخوں کا کیا ہوگا"۔

کب سے زہن میں آتے سوال کو سوچتے عیس نے پوچھا۔

وہ ہمارے ساتھ جائیں گیں۔ کیونکہ انکو یہاں اکیلا نہیں چھوڑ کر جاسکتے۔

سلطان نے سگریٹ بجھاتے کہا۔

سلطان کی بات سنتے عیس کی آنکھوں کی چمک دوبالا ہوئی۔ جسے ان تینوں نے بڑے غور سے ملاحظہ کیا تھا۔

ہم کال شام میں نکلیں گئے۔ اس لیے ساری تیاری کال دوپہر تک ہو جانی چاہیے۔

اور پھر وہ بیٹھ کر مزید آگے کی پلیننگ کرتے رہے۔



یونی کے فری وقت میں وہ چاروں حسب معمول کیفے میں بیٹھیں تھیں۔

ابھی ہی ایڑہ اپنی کال کی غیر موجودگی پر انکو منا کر سکھ کر سانس لیتے سینڈوچ کھا رہی تھی۔

اسکا بکل موڈ نہیں تھا اپنی غیر حاضری کی وجہ بتانے کا۔ کیونکہ کسی بھی غیر ضروری بات کی وجہ سے وہ اپنا اور اپنی دوستوں کا موڈ خراب نہیں کر سکتی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

لیکن اس سب میں اگر کوئی بے خبر بیٹھی تھی۔ تو وہ علیزے تھی جو کب سے کسی غیر مرئی نقطے کو سوچنے میں مشغول تھی۔

تمہیں کیا ہوا ہے۔۔۔

سینڈ وچ کا بائٹ لیتے مشعل نے اسے سے پوچھا۔ جو کب سے منہ لٹکائے بیٹھی تھی۔

مشعل کے سوال پر وہ دونوں بھی علیزے کی جانب متوجہ ہو گئیں۔

مجھے کچھ پوچھنا ہے۔۔ علیزے جھجکتے ہوئے بولی۔

اسکے یوں جھجک پر منیزے یک دم الرٹ ہوئی تھی۔۔ کیونکہ وہ کچھ پریشان بھی دیکھائی دے رہی تھی۔۔۔

تو پوچھو۔۔ ایرہ نے اسے دیکھتے کہا۔

علیزے کل کی سلطان کی وارنگ کو سوچ رہی تھی۔ اگر وہ آج ان سے نہ اپنی کنفیوژن پوچھ پاتی تو رات میں سلطان نے اسکی رخصتی خود ہی کر دینی تھی۔ جسے وہ کسی صورت افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔

اب بولو بھی۔۔۔ علیزے کو پھر خیالوں میں گم ہوتے دیکھ کر منیزے نے اسکا بازو ہلایا۔ جو آج بلو گاؤن میں بلو ہی حجاب کے ساتھ غضب ڈھا رہی تھی۔

"سچ میں پردے میں حسن جان لیوا ہی لگتا ہے۔"

علیزے کو دیکھتے منیزے نے بے اختیار سوچا۔۔۔

وہ پھر گہری سانس خارج کرتے شرم وہ حیا سے سرخ پڑتے علیزے نے اپنی الجھن انکے سامنے رکھی۔

جسے سنتے منیزے اور مشعل تو شرم سے لال قندھاری ہو گئیں۔ جبکہ ایرہ کا جاندار قہقہہ کیفے میں

گو نجا۔ جس سے کئی دوسرے سٹوڈنٹس انکی جانب متوجہ ہوئے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سوری اسکا سوال ہی اتنا بے وقوفانہ ہے یا۔۔۔ اُیرہ نے ہستے ہوئے منیزے کو دیکھا جو اسے گھور رہی تھی۔

تمہیں یہ سوال پوچھنے کی نوبت کون کر آئی۔۔۔ منیزے نے غور سے علیزے کو دیکھا۔۔

کیونکہ میری رخصتی نہیں ہوئی نہ اس لیے۔۔۔ بات کو گول مول کرتے علیزے نے جواب دیا۔

لیکن منیزے اس کے بات گھمانے پر ساری بات سمجھ چکی تھی۔ کہ وہ کیونکر ایسا پوچھ رہی تھی۔ یہ سوال تو وہ نکاح سے پہلے بھی پوچھتی رہی تھی لیکن تب منیزے نے شرارت سے اسے سیدھا جواب نہیں دیا تھا۔۔۔ لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ اسکی دوست اس حد تک بے وقوف ہے۔۔۔

تم بھائی کو اپنے قریب نہیں آنے دیتی نہ۔۔۔

علیزے کے تاثرات دیکھتے منیزے سیدھا پوائنٹ پر آئی۔

منیزے کے یوں پوچھنے پر علیزے شرم سے سرخ پڑی۔ لیکن خاموش رہی۔

اور علیزے کی خاموشی دیکھتے اُیرہ اور مشعل کے بھی منہ کھلے۔

یہ عورت بے وقوف ہی نہیں پاگل بھی ہے۔۔

علیزے کی حالت دیکھتے اُیرہ دانت پیستے بولی جو فضول میں اپنا رشتہ خراب کرنے پر تلی تھی۔

جبکہ علیزے کی آنکھوں میں دم آنسوؤں سے بھر گئیں تھیں۔ وہ انہیں کیا بتاتی کہ ساری عمر ہوٹل میں خود کو چھپاتے رہی تھی۔ لوگوں کا خوف اس کے دماغ پر اتنا سوار تھا کہ ہوٹل میں لڑکیوں کی حالت دیکھتے ہوئے وہ کبھی دوست بھی نہیں بنا پائی تھی جو اسے یہ سب تفصیلی معلوم ہوتا۔ اور اب اچانک نکاح سے وہ کچھ بھی سمجھ نہیں پار ہی تھی۔

علیزے کی آنکھوں میں آنسو دیکھتے وہ تینوں اپنی کرسی گھسیٹتے ہوئے اس کے قریب ہوئی۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

"چند ایار و کیوں رہی ہو۔۔ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے کیا پریشانی ہے"۔۔

علیزے کے خوبصورت چہرے سے آنسو صاف کرتے منیزے سے محبت سے اسے پچکارا۔۔

"بتاؤ دیا ہے سب، پھر بھی تم سب مجھے ڈانٹ رہی ہو"۔۔

بچی لیتے ہاتھ کی ہتھیلی سے اپنا گال صاف کرتے علیزے معصومیت سے بولی۔

جسے دیکھتے منیزے نے بے اختیار دل میں ماشاء اللہ کہا تھا۔ وہ اپنی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ اتنی شفاف بھی تھی۔ کہ اتنا عرصہ ہو سٹل جیسے ماحول میں رہنے کے باوجود وہ اتنی لاعلم تھی۔

دیکھو میری جان۔۔! تمہارا نکاح ہو چکا ہے۔ جس کے مطابق "سلطان احمد خان" یعنی ہمارے بھائی تمہارے شوہر ہیں۔ اور اک شوہر ہونے کی حیثیت سے انہیں تم پر تم سے زیادہ حق حاصل ہے۔ شرعی طور پر تمہارا نکاح ضروری تھا اور جو ہو چکا ہے۔ اس لیے وہ تمہیں چھونے اور محسوس کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ اور رخصتی صرف تمہاری خواہش کو مانتے روکی گئی تھی۔

لیکن بنا رخصتی کے بھی وہ تمہیں چھو سکتے ہیں کیونکہ وہ تمہارے محرم ہیں اور تم انکی محرم ہو۔ اگر چھونے کا حق حاصل نہ ہوتا تو وہ تمہارے نا محرم ہوتے۔ جیسے پہلے تھے۔

لیکن اب یہ جواز ختم ہو چکا ہے۔

میں تو تم دونوں کو سمجھاتی رہتی ہوں کہ تیار شیار ہو کر رہا کرو۔ کیونکہ اگر بیویاں لفٹ نہیں کروائیں گیئیں تو شوہر کہیں اور بھی متوجہ ہو سکتے ہیں۔ پھر بعد میں روتی رہنا۔۔

علیزے کے آنسو صاف کرتے منیزے نے اسکی ساری الجھن دور کرتے ساتھ نصیحت بھی کی۔۔ جسے بڑے غور سے سنتے ہوئے علیزے کے دل سے بوجھ اتر ا تھا۔

کیوں وائی، کیا تم بھی عیس بھائی کو قریب نہیں آنے دیتی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

مشعل کی جانب مڑتے منیزے نے سیریس انداز میں استفسار کیا۔

"نہیں میں تو نہیں منع کرتی انکو"۔۔

ا. منیزے کی خطرناک گھوری کودیکھتے مشعل نے معصومیت سے نفی میں سر ہلاتے اپنی صفائی دی۔

مشعل کے معصومانہ انداز کو دیکھتے ایرہ اور منیزے کا قہقہہ ابھرا۔ جبکہ علیزے بھی روتے ہوئے مسکرا دی۔۔۔

ہماری مشعل بہت سمجھ دار ہے وائی میں روزا سکی گردن پر لو بایٹ کا نشان دیکھتی ہوں۔۔۔

ایرہ نے ہستے ہوئے مشعل کا راز فاش کیا جسے سنتے مشعل سچ میں چیخ پڑی۔۔۔

کمپیپی پیپی۔۔۔۔

وہ دونوں نوک جھونک میں مصروف ہو چکیں تھیں۔

علیزے نے آنکھیں بند کرتے شکر ادا کیا تھا کہ وقت رہتے اسے پتہ چل گیا۔ ورنہ اپنی بے قوفی سے وہ اپنے شوہر کو ناراض کر دیتی تو۔۔۔ اس سے آگے وہ نہیں سوچ سکتی تھی۔

خود کے قریب جانی پہچانی خوشبو محسوس کرتے علیزے نے آنکھیں کھولیں تو سلطان کو اپنے قریب کھڑے پایا۔۔

وہ اپنے خیالات میں اتنی گم تھی کہ ان سب کی آمد کو بھی جان نہیں پائی تھی۔

خان آپ۔۔۔۔ علیزے بو کھلا ہٹ سے سیدھی ہوئی۔۔۔

آپ روئیں ہیں کیا۔۔۔ علیزے کو کھڑا کرتے سلطان نے اسکی بھگی نظروں کو دیکھا۔

نہیں تو۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جاناں جھوٹ نہیں۔۔۔ سلطان نے سرد لہجے سے اسے ٹوکا۔ جو روہانسی ہوتے اب اپنے نچلے لب کو دانتوں تلے کچلنے لگی تھی۔

علیزے کی آنکھوں میں پھر آنسو دیکھتے سلطان نے گہری سانس لیتے خود کو پرسکون کیا۔

"وہ اسے کیسے بتاتا کہ وہ اسکی گہری کالی آنکھوں میں صرف راز تلاش کرنا چاہتا تھا، آنسو نہیں۔۔"

سلطان نے آگے بڑھتے اسکے ماتھے کو ہونٹوں سے چھوتے خود میں سکون اتارا۔ تاکہ خود کو ٹھنڈا کر سکے۔

جبکہ سب کے سامنے سلطان کی اتنی نزدیکی کو دیکھتے علیزے شرم سے دوہری ہوئی۔

سلطان باقی سب کی موجودگی یکسر بھلا چکا تھا۔

عیس نے کہنی مارتے ضرار کو سامنے کی جانب اشارہ کیا۔

جہاں انکی بیویاں لو برڈ کو امو شمل ہوتے دیکھ رہیں تھیں۔

"یہ ہماری بیویوں کو حسرت میں مبتلا کرنے والا ہے۔ اس سالے کارو مینس بھی سرعام نکلتا ہے۔"

سلطان کو کھا جانے والی نظروں سے وہ تینوں دیکھنے لگے تھے۔

جوا بھی کچھ دیر پہلے کیفے کے باہر علیزے کے کرسی سے سرٹکانے پر فکر مندی سے بھاگتے ہوئے اسکی جانب آیا تھا۔

اور اسکا اندیشہ صحیح تھا۔ کیونکہ اسکی کوئین رور ہی تھی۔۔

"ارے ہم سب بھی یہاں موجود ہیں ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا۔۔۔۔"

زور سے کرسی گھسیٹتے عیس بلند آواز میں سلطان کو سنانے کی غرض سے بولا۔ تاکہ اسے ہوش دلا سکے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

Episode 35

آنٹی مان جائیں نہ پلیز۔۔

منیزے نے سلطانہ بیگم کی اک دفعہ پھر منت کی۔

کل رات ہی ضرار نے منیزے کو سب کا میر پور جانے کا بتایا تھا۔ جس پر منیزے کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

لیکن آئره کو ساتھ لے جانے کے سوال پر ضرار خاموشی اختیار کر گیا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی شیرنی کو کوئی بھی ویسی بات نہیں بتانا چاہتا تھا۔ جس سے اسکی خوشی ماند پڑتی۔

اور ویسے بھی سلطان اور ضرار نے واپسی پر کلثوم ڈارلنگ سے بات کرنے کا سوچا تھا۔ اور انہیں یقین تھا۔ کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کی محبت، اسکی خوشی اسے سے دور کرنے کا سبب نہیں بنیں گی۔

لیکن منیزے نے رات کو ضرار پر صاف طور پر واضح کر دیا تھا۔ کہ وہ بنا آئره کے اس ٹرپ پر بکل نہیں جانے والی۔

یونیورسٹی میں انکے مڈ ٹرم کے ایگزام ہو چکے تھے۔ اور اب اک ہفتے کی چھٹیاں تھیں۔ جس کو وہ میر پور میں گزارنے والے تھے۔

ایسے میں وہ تینوں آئره کے بنا جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتیں تھیں۔

اسی لیے منیزے صبح ہی علیزے کو اسکے فلیٹ سے پک کر کے مشعل کو ساتھ لیے آئره کی طرف چلی آئی تھی۔ تاکہ اسے ساتھ چلنے کے لیے تیار کر سکے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

"نہیں مجھے اک بات بتاؤ تم لوگ تو وہاں اپنے شوہروں کے ساتھ جارہی ہو۔ یہ اکیلی وہاں کیا کرے گی۔"

سلطانہ بیگم نے تفتیشی انداز میں ان تینوں سے استفسار کیا۔

"آئی کو کہو ہم آتے ہوئے اس میسنی کے لیے بھی اک عدد شوہر لے آئیں گے۔"

مشعل علیزے کی جانب جھکتے ہوئے شرارت سے گویا ہوئی۔ مشعل کا انداز بالکل ویسا تھا جیسے وہ آئیرہ کے لیے شوہر نہیں، کھلونالے کے آنے والی ہو۔

اسکی یہ سرگوشی آئیرہ اور منیزے کے کانوں میں بھی پہنچ چکی تھی۔ جس پر منیزے نے تو اپنی ہنسی دبائی تھی۔ جبکہ آئیرہ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔

جس کے جواب میں مشعل نے اپنا پورا منہ کھولتے بتیسی دیکھائی۔ یقیناً یہ کل والی بات کا بدلہ تھا۔

مشعل کے اس سیریس انداز میں اتنی کیوٹ حرکت کو دیکھنے وہاں بیٹھے سب افراد کا چہرہ پھاڑ قہقہہ لاؤنج میں گونجا۔

سب کو ہستے دیکھ کر مشعل گڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔ آئیرہ کو چڑانے کے چکروں میں وہ یہ بھول گئی تھی۔ کہ سب اسے ہی دیکھ رہے ہیں۔

شرانگی میٹھی نوک جھونک بڑے اشتیاق سے دیکھ رہی تھی۔ چونکہ وہ تینوں صبح صبح ہی آپکی تھیں۔

اس لیے داؤ صاحب اور اسد بھی وہیں موجود تھے۔ اور آج یقیناً لیٹ ہی آفس کے لیے نکلنے والے تھے۔

"کیوں کیوٹ بلی یہ کیا ہو رہا ہے۔"

مشعل کے کان کو کھینچتے، سلطانہ بیگم مصنوعی سنجیدگی سے بولیں۔

آااا۔۔۔ سچی اب نہیں کرتی نہ، یہ چھیڑتی ہے مجھے پہلے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اسد مشعل کی کیوٹ حرکتوں کو دیکھتے آئیرہ کے حق میں بولا۔

"ٹھیک ہے، لے جاؤ اسے ساتھ، پروہاں جا کر تم سب نے اپنا خیال رکھنا ہے۔۔۔"

بلا آخر سلطانہ بیگم نے ہتھیار ڈالتے جانے کی اجازت دے دی۔۔

"یاہووو۔۔۔۔۔اپ ملکہ الزبتھ ہیں آنٹی"۔۔۔

خوشی سے منیزے اور مشعل سلطانہ بیگم کے گلے میں باہیں ڈال گئیں۔ جبکہ آئیرہ اور علیزے اک دوسرے سے چپک گئیں۔

جس پر سلطانہ بیگم نے ہستے ہوئے ان دونوں کے ماتھے کو چومتے علیزے اور آئیرہ کو بھی پاس بلایا۔

ماں بیٹیوں کے پیار پر داؤد صاحب نے محبت سے اپنے گھر کی رونق کو دیکھا۔ جب سے آیرہ نے گھر میں ان تینوں کے فیملی بیک گراؤنڈ سکس کیا تھا۔ تب سے نہ چاہتے ہوئے بھی سلطانہ بیگم اور داؤد کو وہ تینوں آیرہ کی طرح عزیز ہو گئیں تھیں۔ کیونکہ وہ تینوں بن ماں باپ کی بچیاں تھیں۔

سلطانہ بیگم سے پیار و وصولی کے بعد وہ چاروں اسد کی جانب بڑھیں۔ جس نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے بھائیوں والا مان بخشا تھا۔

"میں کسی کو نظر آ رہا ہوں کہ نہیں"۔۔۔

خود کے نظر انداز کرنے پر داؤد صاحب منہ بنا کر بولے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

"میں آگیا آپکی طرف"۔۔۔

بازوواں کرتے مشعل داؤد صاحب کی جانب بھاگی۔ لیکن جذبات میں اک دفعہ پھر بہتے مشعل خود کا جینڈر تبدیل کرتے سب کو ہسنے پر مجبور کر گئی۔ شاید آئیرہ کے ساتھ جانے کی اسے سب سے زیادہ خوشی تھی۔

اگر عیس علی ہمدانی اپنی بیوی کی ایسی کیوٹ حرکتوں کو دیکھ لیتا تو یقیناً خود کو اک دفعہ پھر مشعل سلیمان سے واردیتا۔

"آپ تو میرا کیوٹ چوزہ ہو"۔۔۔

بازو کے گھیرے میں مشعل کو لیتے داؤد صاحب ہستے ہوئے بولے۔

اور آپ میرے کیوٹ سے باباجان۔۔۔

داؤد صاحب کے گالوں کو کھینچتے ہوئے مشعل شرارت سے بولی۔

آپکے باباجان آپ سے کتنا پیار کرتے ہیں۔۔۔

داؤد صاحب نے مشعل کو پاس بٹھاتے استفسار کیا۔ شاید وہ حسن صاحب کے بارے جاننا چاہ رہے تھے۔

اتنا زیادہ۔۔۔۔ کہ ہر روز رات کو مجھے اپنے ہاتھوں سے خود کھانا کھلاتے ہیں۔ میرے سونے کے بعد

روز رات میرے کمرے میں آکر مجھے دیکھتے ہیں کہ میں آرام سے سو رہی ہوں نہ۔ اور اتنا زیادہ پیار کرتے

ہیں کہ مجھے عیس کے کپڑوں میں بھالو بنا دیکھ کر میرا صدقہ اتارتے رہتے ہیں۔۔۔

حسن صاحب کی شفقت بھری محبت یاد کرتے مشعل داؤد صاحب کو دونوں بازوؤں کو پھیلا کر انکی محبت کی شدت بتانے لگی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جبکہ باقی سب مسکراتے ہوئے اسکی باتیں سن رہے تھے۔ یلو شلوار قمیض میں اپنی بے بی کٹنگ کے ساتھ کالے گھنے بالوں میں وہ موم کی گرٹ یا معلوم ہو رہی تھی۔ اپنے وجود کے ساتھ ساتھ وہ خود بھی معصوم سی تھی۔

اس لیے سنی عیس کو چڑانے کے لیے کہتا تھا۔

"کہ گدھے شکر کر موم کی گرٹ یا ملی ہے تجھ جیسے گنڈے کو۔۔ ورنہ جیسی تیری حالت ہے نہ، تجھے رضیہ پہلوان ملنی چاہیے تھی"

پر میں تو آپ کے باباجان جیسا نہیں ہوں۔۔۔

داود صاحب مشعل کو دیکھتے بولے۔ مقصد صرف جاننا تھا کہ وہ انہیں باباجان کیسے بول گئی۔

تو آپ بن جائیں نہ۔۔

مشعل کسی بڑے بزرگ کی طرح مشورہ دیتے بولی۔۔

میں کیسے بن سکتا ہوں۔۔۔

داود صاحب متجسس ہوئے۔۔۔

میرے باباجان کہتے ہیں کہ اس دنیا میں سب آسان ہے محبت کرنا، کیونکہ محبت کرنے کے لیے آپکو کسی وجہ کی ضرورت نہیں پڑتی یہ بلا وجہ بھی ہونے لگتی ہے۔ اور اکثر تو کسی برے انسان بھی ہو جاتی ہے۔

اور ضروری نہیں کہ کوئی اچھا لگے تب ہی محبت ہو۔ ہمیں خود کو اچھا بنانے کے لیے بھی محبت کرنی چاہیے تاکہ جو محبت کرنا نہیں جانتا وہ بھی سیکھ لے۔ اس لیے مجھے آپ سے بھی محبت ہے۔

حسن صاحب کی باتوں کو یاد کرتے مشعل سنجیدگی سے بولی۔

جبکہ وہ تینوں حیرانگی سے اپنے چوزے کو دیکھ رہیں تھیں۔ جو آج اتنی گہری باتیں کر رہی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

کیونکہ روزرات کو حسن صاحب اور مشعل مل کر باتیں کرتے تھے۔ جس میں مشعل کی کم عمری کو دیکھتے حسن صاحب اسے بہت کچھ سمجھاتے رہتے تھے۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ انکی بیٹی کی شخصیت کسی عام انسان کی طرح نکل کر آئے۔

وہ مشعل کو خاص بنانا چاہتے تھے۔ وہ خاص جو معاشرے کو بدلنے میں کردار ادا کرتے ہیں۔

حسن صاحب کے لیے مشعل "بہو" نہیں بلکہ "بیٹی" تھی۔ اگر تربیت کرنے والا خود عام ہو تو اسکے بنائے گئے سانچے بھی عام نظر آتے ہیں۔ پر یہاں "حسن صاحب" خو بھی خاص تھے۔ تو انکی تربیت کیوں عام ہوتی۔

مشعل کی بات کو سنتے داؤد صاحب نے شفقت سے اسے سر پر ہاتھ رکھا۔

آپ میرا پیارا سا بیٹا ہو آج سے۔۔۔

پھر وہ چاروں آئیرہ کے کمرے کی جانب چلی گئیں تاکہ مل کر آئیرہ کی پیکنگ کر سکیں۔

اور پھر اک گھنٹے تک علیزے اور مشعل کو گھراتا کر منیزے آئیرہ کو ساتھ لیے فلیٹ چلی آئی۔



علیزے پریشان صورت لیے وارڈروب کھولے کھڑی تھی۔ اسے بالکل سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ کہ کیسے کپڑے لے کر جائے۔

کیونکہ سارے کپڑے سیلو لیس تھے۔ اور ایسے کپڑے وہ اپنے سسرال لے جانے کا نہیں سوچ سکتی تھی۔

کندھوں پر موجود بلوڈو پٹے کو علیزے نے اتار کر سائیڈ پر رکھا۔ تاکہ سیریس ہو کر اپنی پیکنگ کر سکے۔
ڈوپٹہ بار بار ڈھلک کر اسے پریشان کر رہا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سلطان جو کہ ابھی فلیٹ میں داخل ہوا تھا۔ کچن میں ملازمہ کام کر رہی تھیں۔ جن کو اک نظر دیکھتے سلطان علیزے کے کمرے کی جانب بڑھا۔

جہاں وہ بلو سیلو لیس لانگ شرٹ اور ٹراؤزر میں ڈوپٹے سے بے نیاز اپنے حسن سے لاپرواہ کپڑوں میں الجھی ہوئی کھڑی تھی۔

علیزے کی اس لاپرواہی پر سلطان دل تھام گیا۔

"یہ کسی دن میرے دل کو جلا کر ہی مانے گئیں.."

علیزے کے سفید دودھی بازوؤں کو دیکھتے سلطان بے بسی سے بولا۔

خانم۔۔۔

شرٹ کے بٹن کھولتے سلطان نے اسے مخاطب کیا۔ آگ جیسا حسن دیکھتے سلطان کو گرمی کا احساس ہوا تھا۔

وہ جو کپڑوں کے رش میں گم تھی۔ سلطان کی آواز سنتے اک جھٹکے سے سراٹھائی۔

خان آپ کب آئے۔۔

سلطان کو دیکھتے وہ آنکھوں میں چمک لیے بولی۔

علیزے کی آنکھوں کی چمک کو سلطان نے غور سے دیکھا۔ وہ کل سے بدلی بدلی ہوئی نظر آرہی تھی۔ ورنہ جہاں پہلے سلطان کو دیکھتے اسکی آنکھیں سہم جاتیں تھیں۔ کل رات سے ان آنکھوں میں اک نامعلوم چمک تھی۔

کپڑوں کو پیچھے ہٹاتے وہ سلطان کی جانب بڑھی۔ اور سلطان کے کچھ سمجھنے سے پہلے ہی اسکے سینے سے جا لگی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

وہ جتنی اچانک سے اسکے گلے لگی تھی۔ ممکن تھا۔ علیزے کی اس جسارت پر سلطان اپنا دھڑکتا دل روک لیتا۔

کیونکہ وہ ابھی بھی ساکت سا اپنے سینے سے لگے نرم وجود کو دیکھ رہا تھا۔ جو آج بلوڈریس میں نیلے آسمان جیسی صاف اور خوبصورت لگ رہی تھی۔

ہاتھ بڑھاتے سلطان نے علیزے کو بازوؤں میں شدت سے خود میں بھینچ لیا۔

جبکہ اس سب سے بے خبر علیزے آنکھیں موندے سلطان کی تیز ہوتی دھڑکن کو سن رہی تھی۔

چہرہ اٹھاتے علیزے نے سلطان کو دیکھنا چاہا۔ جو آنکھوں میں محبت کا جہاں آباد لیے پہلے ہی اسے تک رہا تھا۔

علیزے اپنی پیش قدمی پر سلطان کی تیز رفتار دھڑکن سن رہی تھی۔

سلطان کے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے ڈھڑکن کو محسوس کرتے علیزے کھلکھلا پڑی۔۔۔
"یہ تیز کیوں ہو رہی ہے"۔۔

شرارتی چمکتی آنکھوں سے علیزے نے سلطان کو دیکھا۔۔

"سارے ظلم آج ہی کر دیں گئیں کیا"۔۔

اشارہ تھوڑی دیر پہلے والی پیش قدمی اور اور اب دھڑکنوں کو محسوس کرنے کی طرف تھا۔

سلطان کی بات کو سنتے علیزے کھلکھلاتے نفی میں سر ہلا گئی۔

سلطان نے محبت پاش نظروں سے اسکے خوبصورت ہونٹوں پر مچلتی مسکراہٹ کو دیکھا۔

نکاح کے بعد سے وہ آج پہلی بار اسے یوں مسکراتے دیکھ رہا تھا۔

"کاش وہ اسے بتا پاتا کہ وہ اپنے اس آتش فشاں روپ سے کس حد تک دیوانہ کیے ہوئے ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

لیکن وہ ظالم بے خبر تھی۔"

آج اپنے خان پر اتنا پیار کیوں آرہا ہے۔۔۔

علیزے کے جوڑے میں قید گنگریا لے بالوں کو کھولتے سلطان نے استفسار کیا۔

جس پر علیزے بے نیازی سے کندھے آچکا گئی۔ جس کا صاف مطلب تھا۔ کہ یہ پیار بلا وجہ آیا ہے۔

وہ منیزے کی باتیں اسے بناتے کارسک نہیں لے سکتی تھی۔ ناجانے وہ کیسے ری ایکٹ کرتا۔

علیزے کے بے پروا انداز کو دیکھتے سلطان نے ایبرو آچکایا۔

"آپکا پیار شاید ختم ہو گیا ہے۔ لیکن میرا شروع ہونے والا ہے۔"

سلطان نے جھکتے ہوئے علیزے کے کان میں گھمبیر لہجے میں سرگوشی کرتے اسکی گردن میں گہرا سانس بھرا۔

سلطان کے اس انداز پر علیزے کے وجود میں اک دم سے سپارک ہوا۔

علیزے کے چہرے کو اٹھاتے وہ محبت و نرمی سے اسکے گلابی ہونٹوں کو اپنے عنابی ہونٹوں سے جوڑ گیا۔

وہ اپنے ہونٹوں کو علیزے کے ہونٹوں سے صرف جوڑے ہوئے تھا۔ کوئی حرکت نہیں کر رہا تھا۔

جبکہ سلطان کے اس بے باک انداز پر علیزے کی جان لبوں پر آئی تھی۔ اس آدھے ادھورے قرب پر وہ مزید مچل رہی تھی۔

بنا کچھ کیے ہی سلطان اسے گہری تھکی تھکی سانسیں لینے پر مجبور کر چکا تھا۔

انکھوں کو جھکائیے وہ اب گرنے والی تھی۔

علیزے کی حالت دیکھتے سلطان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ مچلی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ خود میں اسکی

سانسوں کی کمی کو محسوس کر رہی ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

پیچھے ہٹتے سلطان نے علیزے کو بازوؤں میں اٹھا کر بیڈ پر لٹایا۔ تو علیزے شرم کے مارے اس سے رخ موڑ گئی۔

"ابھی میں کچھ کیا ہی نہیں اور آپ تھک بھی گئیں ہیں"

علیزے پر جھکتے سلطان نے اسکے کان میں معنی خیز سرگوشی کی۔

سلطان کی بے باک سرگوشی پر وہ بیڈ شیٹ مٹھی میں پکڑ گئی۔ ہونٹوں پر دانتوں کا دباؤ بڑھاتے، وہ سلطان کی بے باکیوں کو برداشت کرنے لگی۔

جو اسکی گردن سے بال ہٹائے وہاں اپنے ہونٹوں کا لمس بچھا رہا تھا۔

نیچے جھکتے ہوئے سلطان نے اسکی شرٹ کی زپ کھسکائی، جس پر علیزے جھپٹائی۔۔۔

خان ں منمن۔۔۔

خان کی کوئین محسوس کرنے دیں پلین۔۔۔

علیزے کو رخ موڑنے سے روکتے ہوئے سلطان نے اسکی گردن پر دانت گاڑے۔

وہ ہنوز اُلٹی لیٹی رہی۔۔۔

علیزے کی زپ کھولنے پر اسکی سفید کمر، سلطان کے سامنے تھی۔ جس کے بچوں بیچ سیاہ تل جگمگا رہا تھا۔

جسے دیکھتے سلطان کی آنکھوں کی چمک دوبالا ہوئی تھی۔ کیونکہ جس دن سے اس نے اس سیاہ تل کو دیکھا

تھا۔ وہ بے چین ہی رہا تھا۔

جھکتے ہوئے سلطان نے سیاہ تل پر اپنے ہونٹ رکھے۔

اپنی کمر پر سلطان کے ہونٹوں کا لمس محسوس ہوتے علیزے مٹھیوں میں بیڈ شیٹ پر دباؤ بڑھا گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

یہ کیسی قربت تھی۔۔ جس کی تھوڑی دیر پہلے علیزے کو خود میں شدت سے کمی محسوس ہو رہی تھی۔
لیکن اب وہ برداشت بھی نہیں کر پار ہی تھی۔

سلطان نے ہاتھ بڑھاتے علیزے کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں قید لیتے انہیں سہلایا۔
لبوں کا رقص ابھی بھی کمر پر جاری تھی۔ اور یہ رقص کبھی شدت اور کبھی نرمی اختیار کر لیتا تھا۔
اک جھٹکے میں علیزے کو سیدھا کرتے سلطان اس کے ہونٹوں پر جھکا۔
شدت سے علیزے کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیتے وہ انہیں خود میں قید کر گیا۔۔

Episode 36

پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ اپنی رکی ہوئی سانسوں کو بحال کر رہی تھی۔
اپنے بے ترتیب ڈریس میں سلطان سے رخ موڑے وہ گہرے گہرے سانس لینے کی کوششوں میں
تھی۔

ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو اس نے سلطان احمد خان کی آگ سی قربت برداشت کی تھی۔

بے ترتیب لباس اور سانسوں میں وہ سلطان کو اپنی اپنی سی لگی۔
جواب رخ موڑے تکیے میں منہ چھپائیے اوندھے منہ لیٹی تھی۔

"باخدا ابھی کچھ نہیں کیا میں ایسا، جو آپ کی حالت ایسی ہو گئی ہے"

علیزے کے کندھے پر چہرہ ٹکاتے سلطان نے گھمبیر لہجے میں اسکے کان میں سرگوشی کی۔
اپنے کان پر سلطان کی سانسوں کو اک دفعہ پھر محسوس کرتے علیزے لرزی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

علیزے کی مٹھیوں کو کھولتے سلطان نے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں قید کیا۔ جوتکے کو دپوچے ہوئے تھی۔

علیزے روہانسی ہوئی پڑی تھی۔ آج اک اتنی چھوٹی سی پیش قدمی پر اسکا شوہر پاگل ہوتے اسے گھما کر رکھ چکا تھا۔

اگر وہ اس سے اپنی محبت کا اظہار کر دیتی تو نجانے یہ سر پھیرا کیا کر دیتا۔

البتہ علیزے سوچ چکی تھی۔ کہ وہ اظہار والی غلطی اتنی جلدی نہیں کرنے والی۔

سلطان نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے علیزے کا رخ موڑنا چاہا۔

"جاناں اپنا چہرہ دیکھا دیں یا۔ کب سے رخ موڑے لیٹی ہیں۔"

علیزے نے سیدھے ہوتے سلطان کو شکوہ کناں نظروں سے دیکھا۔

علیزے کی شکوہ کناں نظروں کو دیکھتے سلطان نے دانتوں تلے نچلے ہونٹ کا کونہ دبایا۔

"معاف کر دیں، آپکا شوہر آپکے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبا ہوا ہے بس۔ اس لیے بے خودی میں آپکو

خود میں سمانے کی کوشش کرتا ہوں۔ مجھے لگتا تھا آپکو پا کر میرے بے قرار دل کو سکون آجائے گا۔ لیکن

ایسا نہیں ہوا۔ آپکو جب بھی دیکھتا ہوں، نئے سرے سے آپکی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہوں۔ اب مجھے یہ

محسوس ہونے لگا ہے۔ کہ میرے دل کا حال ایسا ہی رہنے والا ہے۔۔ کیونکہ نہ میرا دل بھرے گا آپ

سے، نہ اسے سکون آئے گا۔

علیزے کی گردن پر موجود نشانوں پر انگلی پھیرتے سلطان نے بے بسی سے اپنی شدتوں کی وجہ بتائی۔

خود کے لیے اتنی محبت دیکھتے علیزے کی آنکھیں بھر آئیں۔

جاناں، میں ان خوبصورت گہری آنکھوں میں ڈوب کر آپکی سرگوشیوں کی وجہ بننا چاہتا ہوں، یہ نمکین پانی نہیں دیکھنا چاہتا۔۔۔

علیزے کی آنکھوں سے آنسو صاف کرتے سلطان نے ان کو اپنے لمس مہکایا۔
جس سے علیزے نے اپنے اندر سکون اترتا محسوس کیا تھا۔

میری پیکنگ نہیں ہوئی ابھی۔۔۔

سلطان کی شرٹ پر انگلی سے ڈیزائن بناتے علیزے نے اپنا مسئلہ بیان کیا۔
علیزے کے مسئلے کو سنتے سلطان کے ہونٹوں مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

اپنی پسندیدہ عورت کو بیوی کے روپ میں دیکھ سلطان کا دل روح تک سرشار ہوا تھا۔

سلطان نے آنکھیں جھکا کر اک نظر علیزے کے خوبصورت چہرے کو دیکھا۔ جو کیوٹ انداز میں منہ بنائے اسکی شرٹ کے ساتھ کھینے میں مصروف تھی۔

یقیناً یہ سلطان کے لیے دنیا کا خوبصورت ترین منظر تھا۔ جہاں اسکی محبوب عورت اسکی بیوی بنی، اسکی بانہوں میں اپنی بکھری حالت میں لیٹی تھی۔

"آپ میرے کپڑے پہن لیجیے گا۔"

علیزے کی گال کو چومتے سلطان نے اسے مشورے سے نوازا۔

جسے سنتے علیزے نے تیکھی نظروں سلطان کی جانب دیکھا۔

میں اپنے سسرال جا رہی ہوں شاید۔۔۔

سلطان کے مشورے پر علیزے نے اسے یاد دلانا چاہا کہ وہ اپنے سسرال میں اسکے کپڑے تو ہر گز نہیں پہن سکتی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اپکو کپڑے لے جانے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ وہاں آپکی دادی ساس سارے انتظام کیے بیٹھیں ہیں۔
علیزے کی آنکھوں میں دیکھتے سلطان نے اسے آگاہ کیا۔

سچ میں، اپنے سسرالی رشتوں سے ملنے کی خوشی میں علیزے کی آنکھوں میں چمک ابھری۔ وہ سب سے
ملنے کے لیے بہت پر جوش تھی۔ زندگی کے اتنے سال اس نے بنارشتوں کے گزارے تھے۔ اور اب
اس اچانک تبدیلی پر وہ بہت زیادہ مشکور تھی۔

وہ مجھے قبول کر لیں گئے نہ۔ علیزے نے کسی خدشے کے تحت پوچھا۔

"آپ انکے لاڈلے پوتے کی زندگی کی وجہ ہیں۔ اپکو تو وہ سر آنکھوں پر بٹھا کر رکھیں گئے۔"

سلطان نے اسے شدت سے خود میں بھینچتے ساری فکروں سے آزاد کرنا چاہا۔

مجھے جانے دیں نہ اب میں پیکنگ کرنی ہے۔

خود کو اک دفعہ پھر قید ہوتے دیکھ کر علیزے روہانسی ہوئی۔

مجھے محسوس کرنا ہے اپکو۔۔۔

علیزے کی خوشبو کو اپنے اندر اتارتے سلطان نے گہرا سانس بھرا۔

سلطان کو اک دفعہ پھر خود میں گم ہوتے دیکھ کر علیزے کی سیٹی گم ہوئی۔

خان اگر آپ نے مجھے نہیں جانے دیا نہ تو میں آپ سے ناراض ہو جانا ہے۔۔

علیزے نے سر اٹھاتے سلطان کی جانب دھمکی آمیز انداز میں دیکھا۔

جس پر سلطان نے خمار زدہ آنکھوں کو کھولتے اپنی ظالم بیوی کو دیکھا۔

سلطان کی سرخ آنکھوں کو دیکھتے علیزے اس کے سینے میں پھر منہ چھپا گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

"ڈرائیو نہیں نہ مجھے"۔۔۔

اشارہ سلطان کی نیلی سرخ آنکھوں کی طرف تھا۔

علیزے کی فریاد کو سنتے سلطان نہ قہقہہ لگایا۔

"جاناں میں آپکو بھلا کچھ کہہ سکتا ہوں"۔۔۔

علیزے کے ماتھے کو چومتے سلطان نے اسے آزاد کیا۔

سلطان کی ڈھیلی ہوئی گرفت پر علیزے تیزی سے اٹھی۔ لیکن اپنی بیک زپ کو کھولے محسوس کر چینی، اور مڑتے سلطان کو دیکھنا چاہا۔ جو گہری نظروں سے پہلے ہی اسکی بکھری ہوئی حالت کو دیکھ رہا تھا۔

خود پر سلطان کی نظروں کو محسوس کرتے علیزے تیز گام کی طرح واشروم کی جانب بھاگی۔

علیزے کی تیزی پر سلطان قہقہہ لگاتا تکیے کو زور سے بانہوں میں بھر گیا۔ جس پر ابھی کچھ دیر پہلے علیزے لیٹی تھی۔

"یقیناً زندگی خوبصورت محسوس ہونے لگی تھی۔"



تقریباً شام کے پانچ بجے وہ تینوں اپنی اپنی گاڑی میں ضرار کے فلیٹ کے سامنے کھڑے تھے۔

بلیک ڈریس شرٹ پر بلیک پینٹ میں ملبوس عیس ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔ شرٹ کے اوپری دو بٹن کھلے تھے۔ جس سے گلے میں موجود سلور چین اپنی جھلک دیکھا رہی تھی۔ لمبے براؤن بال ہمیشہ کی طرح پونی میں قید تھے۔ ہیزل آنکھوں کو سن گلاسز سے چھپایا گیا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جبکہ پیسنجر سیٹ پر مشعل پنک کلر کے خوبصورت سوٹ میں ساتھ میچنگ چوڑیاں پہنے عیس کے دل کو بے قراری میں مبتلا کیے تھی۔ ہمہ وقت کھلے کالے گھنے بال آج پونی میں باندھے گئے تھے۔ ماتھے پر ہنوز بال بکھرے پڑے تھے۔

لیکن سفید خوبصورت چہرے پر غصے کا عنصر بھی نمایاں تھا۔

اور یہ غصہ صرف مشعل کے ہی نہیں بلکہ سلطان کی گاڑی میں بیٹھی ریڈ گاؤن میں علیزے کے چہرے پر بھی تھا۔

وہ دونوں ونڈوسے چہرے پر اداسی لیے اک دوسرے کو دیکھ رہیں تھیں۔

جبکہ انکے شوہرانکے غصے کو مکمل طور پر نظر انداز کیے ضرار کے انتظار میں تھے۔

"پدی جان، منہ کو غبارے کی طرح نہیں پھیلاؤ۔ یہ رومنٹک ڈرائیو ہے، فیملی ڈرائیو نہیں۔ جو تم بطخیں اک دوسرے کے ساتھ بیٹھنے کی ضد لگائے بیٹھی ہو"

عیس نے مشعل کے پھولے منہ کو دیکھتے اسے لتاڑا۔ جو خواہ مخواہ میں ضد لگائے بیٹھی تھی۔ کہ اسے اپنی دوستوں کے ساتھ بیٹھنا ہے۔

اور یہ حال صرف مشعل کا ہی نہیں بلکہ علیزے کا بھی تھا۔

جاناں ایسے نہیں کریں نہ۔۔۔

علیزے کے چہرے پر اداسی دیکھتے سلطان تڑپا۔

اور سلطان کی تڑپی آواز سنتے ہی عیس نے اسے تیکھی نظروں سے دیکھا۔

یہ سالہ عشق کے چکروں میں باؤلا ہو گیا ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

بڑبڑاتے ہوئے عیس نے اپنی ونڈو کا مر ر اوپر کیا۔ اور اک نظر مشعل کو دیکھا جو اسے شکوہ بھری نظروں سے دیکھ کر اک دفعہ پھر اپنا رخ باہر کی جانب کر گئی تھی۔

اس کو سیریس نہ لو، یہ فلمیں زیادہ دیکھتا ہے بس اس لیے اسے ڈیلاگ بولتا رہتا ہے۔

عیس نے سلطان کی جانب اشارہ کرتے مشعل کو مطمئن کرنا چاہا۔ کہ وہ اسکی محبت بھری باتوں کو زیادہ سیریس نہ لے۔

"ایسا کچھ نہیں ہے، بھیا علیزے سے بہت محبت کرتے ہیں

آپکی طرح ڈانٹتے نہیں رہتے بس۔"

مشعل بھرائی آواز میں بولی۔ اسکے مطابق عیس اسے بس ڈانٹ رہا تھا۔ پیار سے اپنے ساتھ بیٹھنے کے لیے منا نہیں رہا تھا۔ جبکہ سلطان محبت سے علیزے کو اپنے ساتھ بیٹھائے ہوئے تھا۔

مشعل کا شکوہ سنتے ہی عیس کا منہ کھلا۔۔

وہ کیسے اتنی آسانی سے اسکی محبت کا موازنہ کر سکتی تھی۔

یہ سالامیرے ہاتھوں پکا شہید ہوگا۔

سلطان کی گردن دوپوچنے کی خواہش میں عیس دانت پیس گیا۔

اسکے کل کیفے والے رومینس کی وجہ سے بھی مشعل اسے ہر بات پر جتا رہی تھی۔ کہ وہ اس سے اتنی محبت نہیں کرتا جتنی سلطان بھیا علیزے سے کرتے ہیں۔

اس سے پہلے عیس گاڑی سے نکل کر سلطان کا منہ توڑتا۔ سامنے سے ضرار منیزے کا ہاتھ تھامے آتا دیکھائی دیا۔

جسے دیکھتے ہی سلطان اور عیس نے اپنی اپنی گاڑی سٹارٹ کی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سرتاج کیا کر رہے ہیں۔ ہم کدھر جا رہے ہیں۔۔

ضرار کی افراتفری دیکھتے منیزے نے الجھن سے پوچھا۔

ضرار نے ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی میسج پراسکے ریڈی ہونے کا پوچھا تھا۔

جس پر منیزے نے اسے اثبات میں جواب دیا تھا۔

سامان وہ پہلے ہی گاڑیوں میں رکھ چکے تھے۔ وہ اندر آئیرہ کے ساتھ بیٹھی باتوں میں مشغول تھی۔ کہ ضرار

بہانے سے اسے بلاتا باہر کھینچ لایا تھا۔ اور اب گاڑی میں بھی بٹھا چکا تھا۔

ہم میرپور جا رہے ہیں میری شیرنی۔۔

منیزے کی خوبصورت گرے آنکھوں میں دیکھتے ضرار نے محبت سے جواب دیا۔

جو آج ریڈ کلر کے سوٹ میں بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔

علیزے اور اس نے کلر میچنگ کی تھی۔ جبکہ مشعل اور آئیرہ نے اک دوسرے سے کی تھی۔

کیا مطلب ہم میرپور جا رہے ہیں۔ اور اکیلے کیوں جا رہے ہیں۔ باقی سب کہاں ہیں۔ آئیرہ بھی تو اندر ہمارا انتظار کر رہی ہے۔

ضرار کی نگاہوں کو نظر انداز کرتے منیزے نے اک ساتھ کئی سوال کر ڈالے۔

ضرار جو کے گاڑی سٹارٹ کرتے روڈ پر لے آیا تھا۔ منیزے کے سوالوں پر اس نے منیزے کا دھیان سامنے موجود دو گاڑیوں کی جانب کیا۔ جس پر سلطان اور عیس نے اپنی اپنی گاڑیوں کے مرر نیچھے کرتے منیزے کو اسکی ساتھیوں کے درشن کروائے۔ تاکہ وہ سکون سے بیٹھ سکے۔ ورنہ کوئی بھید نہیں تھا وہ اپنے سائیں کا سر پھر ادیتی۔

مشعل اور علیزے کو دیکھتے منیزے کو سکون کا سانس آیا۔ لیکن آئیرہ کو یاد کرتے وہ پھر مچلی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

بیگم حوصلہ رکھو۔

آئیرہ گڑیا سنی کے ساتھ آنے والی ہے۔

ضرار نے منیزے کا ہاتھ تھامتے اسے پرسکون کرنا چاہا۔

جواپنے سرتاج کی بات سنتے ٹھٹکی تھی۔

Episode 37

پنک کلر کے خوبصورت سوٹ میں ساتھ میچنگ چوڑیاں پہنے آئیرہ منیزے کے انتظار میں بیٹھی تھی۔

گولڈن بال آج بھی پونی ٹیل میں قید تھے۔ کھلے بال اسے بہت اریٹ کرتے تھے۔

منیزے نے بارہا اسے کہا تھا کہ آج تو اپنا ہیر سٹائل بدل لے۔ جس پر آئیرہ نے آگے سے دو لٹیں نکال کر باقی بالوں کو پونی میں قید کر دیا۔

آئیرہ کے چیخ ہیر سٹائل کو دیکھتے منیزے نفی میں سر ہلا گئی۔

جس نے ہیر سٹائل بدل کر منیزے کے سر پر احسان بھی کیا تھا اور اپنی مرضی بھی کر لی تھی۔

یہ کہاں چلی گئی ہے۔۔۔ منیزے کو لوٹتے نہ دیکھ کر آئیرہ نے کوفت سے اپنے ہاتھوں میں پہنی چوڑیوں کو دیکھا۔

یہ چونچلے اسے ہر گز نہیں پسند تھے۔ پر بھلا ہو مشعل کا جس نے چیخ چیخ کر اسے چوڑیاں پہنے کے لیے منالیا تھا۔

شارٹ پنک کلر کی فراک میں ساتھ کیپری پہنے وہ اپنی سفید رنگت کے ساتھ سنہری دھوپ معلوم ہر رہی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اس سے پہلے کہ وہ باہر نکل کر میزے کو دیکھنے کا سوچتی، فلیٹ کے دروازے سے وائیٹ ڈریس شرٹ اور بلیک پینٹ میں سنی اپنی سحر انگیز پر سنیلٹی سے اندر داخل ہوا۔
آئیرہ اسے یہاں دیکھ کر چونک گئی۔۔

چلیں مس۔۔ انکھوں سے سن گلا سزا تارتے سنان مصطفیٰ نے آئیرہ کی سنہری آنکھوں میں اپنی گولڈن براؤن آنکھیں گاڑھیں۔۔۔

کیا مطلب چلیں۔۔۔ میں نے کہاں ہے اور باقی سب۔۔۔

سنی کے سوال پر آئیرہ چونکتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔ جو اسے چلنے کی آفر کر رہا تھا۔

آئیرہ کے سوال پر سنی گہری سانس بھر گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ سب سوال تو ہونگے ہی۔۔۔

پرکاش وہ عیس کی گردن مڑوڑ پاتا۔ جس نے ایسی سیچویشن بنائی تھی۔ کہ جس میں ضرار اور سلطان نے بھی اسکا ساتھ دیا تھا۔

سنی کو جان بوجھ کر عیس نے کاموں میں الجھائے رکھا تھا۔ تاکہ انکے نکلنے کے بعد سنی آئیرہ کے ساتھ آ سکے۔

وہ لوگ چلیں گئے ہیں۔۔۔

سنی نے آئیرہ کے خوبصورت چہرے پر نظریں جماتے بتایا۔

آئیرہ کا سنہرا روپ سنی کے دل کو بے قرار کر رہا تھا۔ لیکن ابھی پہلے اسے آئیرہ کو ساتھ چلنے کے لئے منانا تھا۔

کسی ایمر جنسی کی وجہ سے انہیں پہلے نکلا پڑا بس۔۔۔ گہرہ سانس لیتے سنی نے بہانہ بنایا۔۔

کون سی ایمر جنسی، اور ایمر جنسی تھی تو تم کیوں نہیں ساتھ گئے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

انکھوں کو چندھیا کرتے آئیرہ نے سنی کو مشکوک نظروں سے دیکھا۔

ایمر جنسی انکے ساتھ ہوئی تھی۔ میرے ساتھ نہیں تھی۔ جو مجھے بھی انکے ساتھ بھاگنا پڑتا۔

آئیرہ کی تفتیش کو دیکھتے سنی بھڑکا۔ وہ تو ایسے اس پر شک کر رہی تھی جیسے پہلے وہ اسے ہر جگہ ساتھ لے جاتا ہو۔

ٹھیک ہے پھر میں گھر جا رہی ہوں۔۔۔

آئیرہ کندھے آچکاتے بولی۔۔

جبکہ سنی کو اب اس پر شدید غصہ آیا۔ کیا اسے کسی قسم کی بے اعتباری تھی۔ جو وہ اس کے ساتھ نہیں جانا چاہ رہی تھی۔

آئیرہ سے مزید بحث سے بچنے کے لیے سنی نے موبائل نکالتے ضرار کا نمبر ملا یا۔

سالوں رایت پھیلانے کا پتہ تھا۔ اسکو سمیٹنے کی مکمل تیاری بھی کر لیتے۔

ضرار کے فون اٹھاتے ہی سنی سرگوشی میں غرایا۔

میری جان تجھ پر ہمیں پورا یقین ہے۔۔ تو رایت سمیٹے گا بھی اور کھائے گا بھی۔۔

سنی کے غصے کو نظر انداز کرتے ضرار شوخ ہوا۔

جبکہ ساتھ بیٹھی منیزے بات سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

یہ میں تم لوگوں کو بعد میں بتاؤں گا۔ پہلے اس بطح کی بھابھی سے بات کرواؤ۔ کیونکہ اسکی ٹیٹیں نہیں بند ہو رہی۔

سنی کا مدعا سنتے ضرار نے ہولڈ کرتے پہلے منیزے کو مختصر تفصیل سمجھائی اور پھر ساتھ آئیرہ سے بات کرنے کو کہا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

مینز نے ساری بات سمجھتے ایڑہ کو پتہ نہیں کس طریقے سے سمجھایا کہ وہ سنی کے ساتھ آنے پر راضی ہو گئی تھی۔ جس پر سنی نے سکھ کا سانس نصیب لیا تھا۔

اور پھر وہ ایڑہ کو ساتھ لیے گاڑی میں بیٹھا۔

ویسے تو وہ جہاں بھی سفر کرتے تھے ہمیشہ دو گاڑیوں میں ہی جاتے تھے۔ لیکن آج کی پلینگ کو دیکھتے عیس نے سب کی الگ الگ گاڑیاں منگوائی تھی۔

کیونکہ اسکا کہنا تھا کہ وہ اب بیوی والا ہے۔ رستے میں اسے بے چینی ہوئی تو آسانی سے اپنی بے چینی بیوی سے دور کر سکتا ہے۔ اور عیس کی بے چینی وہ خوب سمجھتے تھے۔۔

کیا ہے میں تم سب کے سامنے کس تو نہیں کر سکتا۔۔۔

کیونکہ باقی سب کے سامنے عیس کو کس کرنے میں کوئی مسئلہ نہیں تھا۔۔۔ لیکن اسکی چھوٹی سی بیوی پھر شرماتی۔ جس کا صاف مطلب تھا کہ الگ جانے کی وجہ صرف مشعل تھی۔

عیس کی ایکٹنگ کو دیکھتے ضرار اور سلطان نفی میں سر ہلا گئے۔۔

اسی لیے سنی اور ایڑہ کو اب اک ساتھ جانا تھا۔



پدی جان منہ سیدھا کرنا ہے کہ نہیں اب۔۔۔

مشعل کے مسلسل پھولے ہوئے منہ کو دیکھتے عیس نے دھمکی آمیز انداز میں پوچھا۔

نہیں، نہ، نو، نیور۔۔۔

مشعل منہ بگاڑتے ہوئے بولی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

مشعل کے منہ کی ڈیزائننگ دیکھتے عیس نے مسکراہٹ ضبط کی۔ تقریباً اک گھنٹے سے وہ سفر میں تھے۔ سلطان اور ضرار کی گاڑیاں عیس کی گاڑی کے پیچھے تھیں۔

اور عیس کب سے مشعل کو پیار سے منانے کی کوشش کر رہا تھا۔ جس پر مشعل نولفٹ کا بورڈ لگاتے ونڈو سے نظر آتے باہر کے مناظر میں گم تھی۔

اب عیس کے بلانے پر اسے ٹکسا جواب دے کر پھر باہر کی جانب دیکھنے لگی تھی۔

مشعل کے اک دفعہ پھر خود کو نظر انداز کرنے پر عیس کو تپ چڑھی۔

اپنی ونڈو کا مرئیچے کرتے عیس نے باہر ہاتھ نکالتے ہوئے اک مخصوص اشارہ کیا۔

عیس کے اشارے کو دیکھتے سلطان اور ضرار نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔ اور ساتھ ہی ساتھ اپنی بیویوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کروالی۔

سب اوکے دیکھ کر عیس نے ہاتھ بڑھاتے مشعل کو اپنی جانب کھینچ کر اپنی گود میں بٹھایا۔

جس پر مشعل کی آنکھیں خطرناک حد تک پھیلیں تھیں۔ اور وہ عیس کو حیران کن نظروں سے دیکھنے لگی

لیکن عیس نے مشعل کی نظروں میں دلچسپی لینے کی بجائے مشعل کے ہونٹوں کو فوکس میں لیتے ہاتھ پیچھے لے جاتے مشعل کے سر کو اپنی جانب جھکایا۔

اور مشعل کے نرم لبوں کو اپنی گرفت میں لے گیا۔

جبکہ مشعل ابھی تک صورت حال سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے۔

عیس کی شرٹ کی کالر کو ہاتھوں میں دپوچتے، مشعل نے زور سے آنکھیں بند کرتے عیس کی شدت کو محسوس کیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جوسب بھلائے اسکے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں لیتا محسوس کر رہا تھا۔ مشعل کے اوپر ہونٹ کو اپنے ہونٹوں میں لیتے عیس نے اسے سک کیا۔

جبکہ اک ہاتھ سے ڈرائیو کرتا وہ مشعل کو خطرناک حد تک ڈرا گیا۔

کہ وہ جلدی سے پیچھے ہوتی اپنی سیٹ پر بیٹھی۔

مشعل کو گہری سانس لیتے دیکھ کر عیس فتح یابی سے مسکرایا۔۔۔

ناراضگی باقی ہے ابھی کیا۔۔۔

مشعل کی ٹانگ پر بے باکی سے ہاتھ پھیرتے عیس نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

وہ ایسا انداز صرف اسکی ناراضگی کو ختم کرنے کے وقت اپناتا تھا۔۔۔ ورنہ وہ مشعل کو نرمی سے ہی ڈیل کرتا تھا۔

عیس کا ہاتھ پیچھے ہٹاتے مشعل ٹانگیں سکیر کر اوپر بیٹھ گئی۔

مشعل کے انداز کو دیکھتے عیس کا فلگ شفاف قہقہہ گاڑی میں گونجا۔

وہ جو کب سے چوں چوں کرتی اسکا سر کھارہی تھی اسے سلطان کی محبت کی مثالیں دے رہی تھی۔ اس وقت بھیگی بلی بنی کانپنے میں مصروف تھی۔

مشعل کی حالت کو دیکھتے عیس کو بے اختیار اس پر ترس آیا۔ کہ وہ اسے بازو سے کھینچتے پھر قریب کرتے سینے سے لگا گیا۔۔۔

کچھ نہیں ہوا میرا بچہ۔۔۔

عیس مشعل کی کمر سہلاتے بولا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

وہ سچ میں بہت ڈر گئی تھی۔ اک تو عیس کی ڈرائیونگ کے دوران ایسی حرکت دوسرا منیزے اور علیزے کی خود پر نظریں سوچ کر وہ اب رونے والی ہوئی۔۔۔

آپ بہت خراب ہیں ایسے کون کرتا ہے۔۔ وہ مجھے دیکھ رہیں ہوں گی۔۔

عیس کے سینے پر چٹکی کاٹتے وہ بھرائی آواز میں بولی۔۔۔

اوو میرا کچھ نہیں ہوا، اور پھر ڈرائیونگ کے دوران ایسا رو مینس نہیں کرنا تھا۔ تو میں تمہارے ساتھ اکیلے ڈرائیو ہی کیوں کرتا۔ اور ہمیں کوئی نہیں دیکھ رہا تھا۔

مشعل کے سر کو چومتے عیس نے اسے اکیلے ڈرائیو کرنے کی وجہ بتائی اور ساتھ ہی ساتھ اسے مطمئن کرنا چاہا۔

وہ دیکھ رہیں ہونگی۔۔۔ میں انہیں ہائے ہائے کر رہی تھی۔۔۔

مشعل پھر بے چین ہوئی۔

اور ساتھ تھوڑی دیر پہلے کا حوالہ دیا۔ کہ جب وہ مر رہی تھی منیزے اور علیزے کو بچوں کی طرح ہاتھ ہلا ہلا کر بائے بائے کر رہی تھی۔

پدی جان تمہیں کوئی نہیں دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ میں اسکا انتظام پہلے ہی کر لیا تھا۔ اور اگر کوئی دیکھ بھی رہا ہو گا نہ۔ تو جب وہ لوگ کس کریں گئے ہم بھی انہیں دیکھ کر حساب برابر کر لیں گئے۔

عیس نے اسے بے فکر کرنے کے ساتھ ساتھ مشورے سے بھی نوازا۔

اشارہ تھوڑی دیر پہلے اشارے کی جانب تھا۔ جب اس نے سلطان اور ضرار کو اشارہ کرنے کے لیے ہاتھ باہر نکالا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

عیس کے اشارے کو دیکھتے ضرار اور سلطان اپنی بیویوں کا دھیان مشعل سے ہٹا کر اپنی جانب مبذول کروا چکے تھے۔

سفر شروع کرنے سے پہلے ہی تو عیس نے ان تینوں کو بٹھا کر سفر کرنے کے رولز بتائے تھے۔

کہ اسے جب بھی اپنی بیوی کو کس کرنے کی طلب ہوگی۔ وہ اشارہ کرے گا جس پر سب ان سے دھیان ہٹا دیں گئے۔

دوسرا رول تھا۔ اگر کوئی غلطی سے اک دوسرے کو کس کرتے دیکھ لے گا تو وہ اسی وقت نظریں ہٹائے گا۔ نظریں نہ ہٹانے پر عیس بھی بدلے میں پھر پوری آنکھیں کھول کر دیکھے گا۔

عیس کے سارے رولز کس سے شروع ہو کر کس پر ہی ختم ہو رہے تھے۔

جس پر وہ تینوں اس پر لعنت بھیجتے اٹھ گئے تھے۔

یہ سالا ہے ہی ٹھہر کی روح والا۔۔۔

یہ مشعل بار بار اٹھ کیوں رہی ہے۔۔۔

منیزے نے غور سے مشعل کو دیکھتے ضرار سے پوچھا۔۔

پتہ نہیں، ہوگی کوئی وجہ۔۔۔

ضرار نے کندھے آچکاتے لا علی کا اظہار کیا۔۔۔

اب وہ اپنی شیرنی کو اس نمونے کے کر توت کیسے بتاتا۔

بیگم اتنا فوکس میرے پر بھی کر لیا کریں۔

منیزے کو پھر غور سے عیس کی گاڑی کی طرف دیکھتے ہوئے ضرار تڑک کر بولا

آپ پر میں ساری ریسرچ کی ہوئی ہے سرتاج، آپ فکر نہیں کریں

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

محبت سے بھرپور منیزے ضرار کے کندھے پر سر رکھ گئی۔

جس پر ضرار نے اس کے سر کو چومتے اپنی ہوش ربا بیوی کو دیکھا۔ جو بے باک ہونے کی کوشش میں اس کے کندھے پر ہونٹ رکھ رہی تھی۔

منیزے کی کوششوں کو کامیاب کرنے کے لیے ضرار نے اک ہاتھ سے سٹیرنگ سنبھالا اور دوسرے ہاتھ سے منیزے کا سر اٹھاتا اس کے ہونٹوں کو اپنے عنابی ہونٹوں میں قید کر گیا۔

شدت سے منیزے کے ہونٹوں کو محسوس کرتے ضرار اس کے لبوں پر لگی لپسٹک اپنے لمس سے چن گیا تھا۔

منیزے کو رہائی دیتے ضرار نے اک نظر اسے دیکھا۔ جو گہرے سانس لیتی اس کے سینے میں سر چھپا گئی تھی۔

Episode 38

گاڑی میں کچھ کھانے کو نہیں رکھا کیا۔

آئیرہ نے گاڑی میں ادھر ادھر نظریں دہراتے پوچھا۔

نہی۔۔۔

سنی اک لفظی جواب دے کر پھر ڈرائیونگ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"اتنے غریب لگتے تو نہیں ہو جتنے بن رہے ہو"۔

سنی کا انکار سنتے، آئیرہ طنزیہ انداز میں بولی۔

جبکہ آئیرہ کے طنز پر سنی اپنی گلاس سسز اتار کر اسکی جانب مڑا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے سفر میں تھے۔ اور اس آدھے گھنٹے میں آئیرہ سنی کا جتنا دماغ کھا چکی تھی۔ عین ممکن تھا۔ کہ سنی اسے گاڑی سے باہر پھینک دیتا۔

"ملکہ ترنم آپ مجھے پہلے بتا دیتیں کہ آپ میری سواری میں سفر کرنے والی ہیں تو میں آپکی خدمت میں انگنت میوہ جات کا ڈھیر لگا دیتا"

آئیرہ کے طنز کے جواب میں سنی بھی جوابا ویسے گویا ہوا۔

کوئی بات نہیں اب پتہ چل گیا نہ، تو آگے گاڑی روک کر کھانے پینے کی چیزوں کا ڈھیر خریدو۔۔۔

سنی کے میٹھے طنز کو نظر انداز کرتے آئیرہ نے اسے اپنی کہی بات پر عمل کرنے کا طریقہ بتایا۔

جس پر سنی کا منہ کھل گیا تھا۔ وہ اب تک صرف اس لیے اسے نہیں چھیڑ رہا تھا۔ کہ کہیں وہ اکیلے اسکے ساتھ انکمفر ٹیبل نہ ہو۔ لیکن وہ ڈیڑھ فٹ کی سنڈی کب سے اس کا ضبط آزمایے جا رہی تھی۔

اپنے دماغ میں آئیرہ کو سنڈی کہتے سنی کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔ جسے وہ بڑی مہارت سے ہاتھ سے چھپا گیا۔

پھر رستے میں بیکری دیکھتے ہی سنی نے گاڑی روکی۔

جہاں سے سنی نے سچ میں ملکہ ترنم کے لیے چیزوں کا ڈھیر لگا دیا تھا۔

گاڑی کی پچھلی سیٹس کو سنیک سے فل دیکھتے، آئیرہ کی آنکھیں پھیلیں۔

اس نے تو صرف مزاق میں کہا تھا۔ کیونکہ وہ آج سنی کی غیر معمولی سنجیدگی محسوس کر رہی تھی۔۔۔ جو

نجانے کیوں آئیرہ کو اچھی نہیں لگی تھی۔۔۔ اسی لیے وہ اسے خوا مخواہ میں چڑانے میں لگی تھی۔

یہ اتنا ڈھیر کیوں لے آئے ہو۔۔۔

حیران کن نظروں سے وہ بولی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جس پر سنی نے جوابا اسے گھورا۔

جیسے کہنا چاہ رہا ہو کہ اپنی کہی بات تمہیں نہیں یاد۔۔۔

میرا دماغ خراب ہے اس لیے۔۔۔

دماغ میں آتے خیال کو نظر انداز کرتے وہ الٹ بولا۔

وہ تو نظر آ رہا ہے۔۔۔

لیز کا پیک کھولتے آئیرہ نے سنی کی بات میں حامی بھری۔

جس پر سنی کو اب سچ میں تپ چڑھی۔۔۔

عیس نمونہ کم تھا اس کا خون جلانے کے لیے، جو یہ سنڈی بھی پوری کوشش کر رہی تھی۔۔۔

اور پھر تقریباً آگے کا سفر خاموشی کی نظر ہوا تھا۔

جس میں آئیرہ کبھی سیٹ سے ٹیک لگا کر سو جاتی تو کبھی سنی کو بلا وجہ گھورنے لگتی۔۔۔

سنی آئیرہ کی نظروں کو سمجھنے سے قاصر تھا۔

مجھے کیوں گھور رہی ہو۔۔۔

آئیرہ کی نیند کے باعث سرخ آنکھوں کو دیکھتے سنی کے دل کی بیٹ مس ہوئی۔۔۔

تمہاری وجہ سے مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔

جوابا آئیرہ نے اسے گھورتے ہوئے جواب دیا۔۔۔

ہیں۔۔۔ میری وجہ سے کیوں۔۔۔

سنی اسکی بات پر الجھا۔۔۔

یہ ای۔بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

"ایسا بورنگ سفر ہوگا تو مجھے نیند نہیں آئے گی تو اور کیا ہوگا"۔۔۔

"اب تم میری بیوی ہوتی اگر تو میں سفر رنکین بھی کر لیتا۔۔۔ پرہائے تم مانی نہیں"۔۔۔

ایرہ کی بات سنتے سنی شوخی اور افسوس سے بولا۔۔۔

جس پر یک دم سے ایرہ کے چہرے سرخیاں گھلیں۔۔۔

بد تمیز۔۔۔ وہ فقط یہ ہی بول پائی۔۔۔

جبکہ سنی ایرہ کو لال بھوکا ہوتے دیکھ کر مسکراہٹ ضبط کرنے لگا۔۔۔

انہیں سفر کرتے کافی وقت گزر چکا تھا۔ جس میں وہ میرپور کی حدود میں داخل ہو چکے تھے۔

میرپور کی حدود میں داخل ہوتے ہی ایرہ حیران ہوئی تھی۔

کیونکہ یہ گاؤں اپنی مثال آپ لگ رہا تھا۔

"یہ میرپور سلطان بھائی کا گاؤں ہے کیا"۔۔۔

رستے میں نظر آنے والے خوبصورت پہاڑوں کو دیکھتے ایرہ نے استفسار کیا۔ کیونکہ ابھی منیزے صبح ہی تو اسے تفصیل سے سب بتا رہی تھی۔

ہاں وہ ہی گاؤں ہے۔ لیکن میرپور ابھی بہت آگے ہے۔ پر رستے میں نظر آنے والے سارے گاؤں میرپور کی حدود میں ہی گنے جاتے ہیں۔

ڈرائیونگ کرتے سنی نے اسے مزید آگاہ کیا۔

ایرہ جو کہ اشتیاق سے چاروں اطراف نظریں دہرا رہی تھی۔ کہ اچانک اک جگہ پر نظر پڑتے وہ ڈرسی گئی۔

جہاں عجیب سے حلیے والے لوگ پہاڑ پر چڑھے ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اتنی اونچائی پر ان لوگوں کو ایسے بے فکر ہو کر بھاگتے دیکھ کر ایرہ چونکی تھی۔

وہ انہی سوچوں میں گم تھی۔ کہ گاڑی اک جھٹکے سے رکی۔

جس پر ایرہ نے نظروں کا زاویہ سنی کی جانب کیا۔

کیا ہوا۔۔۔

ایرہ نے گاڑی روکنے کی وجہ پوچھی۔۔۔

شاید کوئی مسئلہ ہو گیا ہے گاڑی میں۔۔۔ تم بیٹھو مجھے دیکھنے دو۔۔۔

گاڑی کو چیک کرنے کی خاطر سنی نیچے اتر۔۔۔

ایرہ نے اک نظر سنی کو دیکھا تو گاڑی کو کھول کر مسئلہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اور ساتھ ہی اس نے نظریں دوبارہ سامنے پہاڑ کی جانب مرکوز کیں۔

جہاں دور اک آدمی ایرہ کو ہی نظروں کے حصار میں لیے کھڑا تھا۔

اس انجان آدمی کی نظروں کو خود پر دیکھتے ایرہ کو اک دم خوف نے آن گھیرا، کہ وہ بلا اختیار سنی کو پکار بیٹھی۔۔۔

سنی۔۔۔ کتنا ٹائم لگے گا۔۔۔

وہ جو گاڑی کے انجن کو دیکھتے ہوئے الجھا ہوا تھا۔ ایرہ کی زبان سے اپنے نام کی پکار پر سنی کا دل اک دم دھڑکا۔۔۔

کہ وہ سب کچھ چھوڑ کر اسکی جانب بڑھا۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

گاڑی میں بیٹھتے سنی نے اسکی نظروں میں واضح ڈر محسوس کیا تھا۔۔۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے، رات ہونے والی ہے۔ اور گاڑی ایسے رک گئی ہے۔۔

چہرے پر خوف کے آثار لیے ایرہ نے اسکی جانب دیکھا اور ساتھ باہر کی جاب اشارہ کیا۔ جہاں رات کا اندھیرہ پھیلنے والا تھا۔

میں ہوں نہ، پھر کیوں ڈر رہی ہو۔۔۔

ایرہ کے ڈر کو دیکھتے وہ بے اختیار ہوتے اسکا ہاتھ تھام گیا۔

جس پر ایرہ نے اک نظر سنی کے ہاتھ میں اپنے ہاتھ کو دیکھا۔

پتہ نہیں کیوں اسکا دل اسے کچھ انہونی ہونے کی گواہی دے رہا تھا۔

ایرہ کی نظروں کے تعاقب میں سنی اسکے ہاتھ چھوڑا۔ اور خود پر لعنت بھیجی۔۔

سوری۔۔۔ پر تم ڈرو نہیں، میرے ہوتے ہوئے تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔

سنی کے سر دلہجے کو محسوس کرتے ایرہ چونکی۔۔

کیونکہ یہ وہ سنان مصطفیٰ کاظمی نہیں تھا۔ جسے وہ یونیورسٹی میں دیکھتی تھی۔ یہ تو کوئی الگ ہی انسان لگ رہا تھا۔

اک دفعہ پھر باہر نکلتے سنی نے موبائل سے سلطان کو ٹچ کرنے کی کوشش کی۔ ہر اتنی سنسان جگہ پر سنگنلزنہ ہونے کی وجہ وہ کچھ نہیں کر پایا۔۔

شٹ۔۔۔

سالوں اتنی بڑی غلطی کیسے کر سکتے ہو تم لوگ۔۔۔

ایرہ کے چہرے پر ڈر کو دیکھتے سنی دبی دبی آواز میں غرا اٹھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

لیکن اب اسے ہمت سے کام لیتے سب ہینڈل کرنا تھا۔ وہ اکیلا ہوتا تو ایسی صورت حال اسکے لیے فن ہوتی۔
پر خود کے ساتھ اس نازک وجود کو دیکھتے نہ چاہتے ہوئے بھی سنی کی دھڑکنیں تیز ہو رہیں تھیں۔
کسی نے سچ کہا ہے کہ انسان اپنی جان کے لیے تب تک فکر مند نہیں ہوتا۔ جب تک اسے یہ سوچ ہر فکر
سے آزاد کرتی ہے۔ کہ اسکی سب سے قیمتی شے محفوظ ہے۔

اور آج سنان مصطفیٰ کاظمی سچ میں فکر مند تھا۔

کیونکہ اسکا محبوب محفوظ نہیں تھا۔

وہ چاروں ایسی صورت حال کے لیے ہمیشہ تیار رہتے تھے۔ پر آج سنان مصطفیٰ تیار نہیں تھا۔

ضبط کے مارے سفید چہرے میں سرخیاں گھل گئیں تھیں۔ بالوں میں ہاتھ پھیرتے سنی نے خود کو
پر سکون کرنا چاہا۔

اور پھر وہ گاڑی کی جانب بڑھا۔

رات کا اندھیرہ پھیلنے سے پہلے پہلے اسے اُیرہ کو ساتھ لے کر کسی محفوظ جگہ پر پہنچنا تھا۔

کیونکہ یہ صورت حال پیش نہیں آئی تھی۔ بلکہ بنائی گئی تھی۔ تو اسی حساب سے اب سنی کو آگے کا قدم بھی
اٹھانا تھا۔

تمہارے پاس کوئی چادر ہے۔۔۔

گاڑی میں بیٹھتے سنی ڈری سہمی اُیرہ سے استفسار کیا۔

ہاں۔۔ اثبات میں سر ہلاتے اُیرہ نے پیچھے سے اپنی شال اٹھائی۔ جو ٹھنڈ ہونے کے باعث صبح منیزے

نے اسے اوڑھنے کے لیے دی تھی۔ لیکن گاڑی میں ہیٹر چلنے کی وجہ سے اُیرہ نے اتار کر رکھ دی تھی۔

شال سے خود کو کور کروا چھ سے، اور باہر نکلے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جیکٹ پہنتے ہوئے سنی نے ایرہ کو باہر نکلنے کا کہا۔

جس پر ایرہ استفہامیہ نظروں سے اسے دیکھتی محض سر ہلا گئی۔

چاہتے ہوئے بھی وہ اسے پوچھ نہیں سکی۔ کہ وہ گاڑی سے نکلنے کا کیوں کہہ رہا ہے۔

باہر نکلتے سنی نے ایرہ کی جانب کا ڈور کھول کر خود اسکا کاڈوپٹہ سر پر اچھے سے سیٹ کیا اور شال سے اسکا وجود خود ڈھکا۔

"ڈوپٹے سے چہرہ تب تک کو رکھنا ہے، جب تک تمہیں خود پر ناگوار نظروں کا لمس محسوس ہوتا رہے۔"

ایرہ کی آنکھوں میں دیکھتے سنی نے اسے ہدایت کی۔ جس پر وہ بنا بحث کے سر ہلا گئی۔ کیونکہ ابھی تو اس انجان آدمی کی نظروں کو گھٹیا لمس محسوس کیا تھا۔

اس وقت وہ صرف یہ جانتی تھی۔ کہ اسکے سامنے جو انسان کھڑا ہے۔ وہ اسے کبھی بھی اکیلا نہیں چھوڑے گا۔

ایرہ کا ہاتھ تھامے سنی پہاڑوں کی سمت چلا۔ جہاں ابھی کچھ دیر پہلے ایرہ نے اونچائی پر کچھ آدمی بھاگتے ہوئے دیکھے تھے۔



وہ جو علیزے کے ہونٹوں کے لمس میں کھویا ہوا تھا۔ اپنے ہاتھ میں موجود گھڑی کی مخصوص آواز سنتے وہ علیزے کے لبوں کو نرمی سے آزاد کر گیا۔

جس پر علیزے گہرے سانس لیتی سیٹ کی پشت پر سر ٹکا گئی۔

پاکٹ سے موبائل نکالتے سلطان نے ضرار کو کال ملائی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ٹھیک ہے، آج رات ہی نکلنا ہو گا۔

ضرار کے الفاظ سنتے سلطان اسے ہدایت دے گیا۔ اور چند ضروری باتیں کر کے وہ کال کاٹ گیا۔

علیزے نے غور سے سلطان کے چہرے پر سرد تاثرات دیکھے۔

کچھ ہوا ہے کیا۔

علیزے نے جھجھکتے ہوئے پوچھا۔

کچھ نہیں جاناں، بس اپکو میر پور میں اتار کر کسی ضروری کام سے نکلنا ہے۔۔ میرے واپس آنے تک آپ

اپنے سسرال والوں سے اچھے سے مل لیجیے گا۔ کیونکہ پھر میرے آنے کے بعد میں ملنے کا موقعہ نہیں

دوں گا۔

علیزے کے ہاتھ کی پشت کو ہونٹوں سے لگاتے سلطان نے اسے اپنے جانے کا بتایا۔

جس پر علیزے اپنے سسرال والوں کو سوچتے مسکرائی۔

لیکن چاہنے کے باوجود بھی اسے پوچھ نہیں پائی۔ کہ وہ کدھر اور کتنے ٹائم کے لیے جا رہا ہے۔

چونکہ وہ آدھے گھنٹے میں پہنچنے والے تھے۔ وقت کو دیکھتے سلطان نے اپنی گاڑی کی رفتار تیز کی۔ تاکہ وہ

جلد از جلد حویلی پہنچ سکے۔

YouTube Channel Link - [Click Here](#)

FaceBook Page Link – [Click Here](#)

Website Link – [KOH NOVELS URDU](#)

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

Episode 39

رات کے نو بجے وہ لوگ لال حویلی پہنچے تھے۔ جہاں حویلی کے سارے افراد دروازے پر انکے استقبال کے لیے کھڑے تھے۔

کیونکہ سلطان نے آنے سے پہلے آغا جان کو انفارم کر دیا تھا۔ کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ حویلی آ رہا ہے۔ جس پر آغا جان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔

اور اسی خوشی میں آغا جان نے صبح سے حویلی کو سر پر اٹھایا ہوا تھا۔

انکے لاڈلے پوتے کی بیوی انکی حسین بہو پہلی بار حویلی آ رہی تھی۔ جس پر وہ خوش نہ ہوتے تو کیا کرتے۔

چونکہ سلطان کا نکاح اچانک اور کسی خاص وجہ سے جلدی کیا گیا تھا۔ اس لیے نکاح پر صرف آغا جان ہی شامل ہو پائے تھے۔

بی جان چونکہ نکاح میں شامل نہیں تھیں۔ تو اسی وجہ سے وہ آغا جان سے کتنے دن ہی ناراض رہیں تھیں۔

آغا جان نے واپس حویلی آکر سب کو سلطان کے نکاح کا بتا دیا تھا۔ جس پر دلاور خان کو کوئی حیرت نہیں ہوئی تھی۔ البتہ باقی سب ضرور شاک میں تھے۔

لیکن پھر ساری بات معلوم ہونے پر وہ متفق نظر آنے لگے تھے۔ لیکن بی جان کا غصہ ہنوز ہی تھا۔ وہ تو سلطان کی شادی کے لیے نجانے کتنے ارمان لیے بیٹھیں تھیں۔

زلیخا بیگم اتنے مہینوں بعد اپنے لاڈلے کو دیکھنے کے لیے بے تاب نظر آ رہیں تھیں۔۔

حویلی کے پورچ میں تینوں گاڑیاں آگے پیچھے آکیں تھیں۔

گاڑی میں سب سے پہلے سلطان اور علیزے نکلے تھے۔ اور پھر باقی سب۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ان میں سے ہمارے والی کون سی ہے۔۔۔

اپنے سامنے تین خوبصورت لڑکیوں کو دیکھتے بی جان نے آغا جان سے استفسار کیا۔ جبکہ نظریں منیزے، مشعل اور علیزے کے چہرے کا ایکسرا کرنے میں مصروف تھیں۔

بی جان کے سوال پر آغا جان نے شفقت سے علیزے کے حسین چہرے کو دیکھا۔ کہنے کو وہ پٹھان تھے۔ لیکن جو حسن انہوں نے علیزے میں دیکھا تھا۔ وہ آج تک شاید کہیں اور بھی نہیں دیکھ پائے تھے۔

علیزے کا حسن انوکھا نہیں تھا، پر خاص ضرور تھا۔ اور وہ خاص اسکا پردہ تھا۔

وہ چاروں اپنے حسن میں آپ مثال تھیں۔

لیکن علیزے کا حسن دیکھنے والے کو تھکنے نہیں دیتا تھا۔

میر خان کو اپنے پوتے کی دیوانگی اچھے سے سمجھ آگئی تھی۔ کہ کیونکر وہ غیر زات میں شادی کرنے پر مجبور ہوا تھا۔

وہ سرخ حجاب والا ہمارا بہو ہے۔۔۔

علیزے کے چہرے کو دیکھتے فخر سے کہا۔

سلطان علیزے کو بازو کے گھیرے میں لے کر بی جان اور آغا جان کے سامنے آیا۔

جہاں سلطان کو اتنے عرصے بعد دیکھ کر بی جان کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں وہیں آغا جان کا سینہ فخر سے چوڑا ہوا تھا۔

وہ نہیں جانتے تھے کہ انکی محبت سلطان کو لے کر اتنی شدید کیوں ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

حالانکہ انکے تین پوتے تھے.. لیکن سلطان کے لیے انکی محبت انوکھی تھی۔ کہاں وہ اپنے خاندان کو حویلی سے دور رہنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ وہیں سلطان کی خواہش کے سامنے وہ اسے خود سے دور شہر بھیج چکے تھے۔

بی جان کی آنکھوں میں پانی دیکھتے سلطان نے نفی میں سر ہلاتے انہیں گلے لگایا۔ اور محبت سے انکے ماتھے کو چوماتا تھا۔

جبکہ علیزے کنفیوز سی سائیڈ پر کھڑی تھی۔ اتنا لمبا چوڑا سسرال دیکھ کر وہ سچ میں نروس ہو چکی تھی۔ بی جان کو ملنے کے بعد سلطان نے آغا جان کو سینے سے لگایا۔ کیونکہ وہ جب شہر گئے تھے۔ تب سلطان کو گلے لگانے سے صاف انکار کر چکے تھے۔ کیونکہ انکا ماننا تھا۔ کہ اگر وہ انکو گلے لگانا چاہتا ہے تو اسکے لیے اسے حویلی آنا پڑے گا۔ اور وعدے کے مطابق سلطان نے حویلی میں کھڑے ہو کر ہی انہیں گلے لگایا تھا۔

جہاں سلطان آغا جان سے ملنے میں مصروف تھا۔ وہیں باقی سب دوسرے گھر والوں سے ملنے میں مصروف تھے۔

علیزے کو سائیڈ پر کھڑے دیکھ کر سلطان نے اشارے سے اسے پاس بلایا۔

علیزے جھجکتے ہوئے سلطان کے قریب آئی۔۔

یہ اپکی بہو ہے۔۔۔

ماشاء اللہ میری بہو تو چاند کا ٹکڑا ہے۔ علیزے کے خوبصورت چہرے کو دیکھتے بی جان نے اسکے ماتھے کو چومتے گلے سے لگایا۔

اور سلطان نے علیزے کو اسکی ساس اور سسر سے ملوایا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اپنے سسرال والوں کی اتنی محبت دیکھ کر علیزے کی آنکھیں تشکر سے نم ہو گئیں۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ اسکی زندگی بھر کی محرمیوں کا اجرا سے سلطان احمد خان کی صورت میں ملے گا۔

چونکہ وہ لوگ سفر کر کے تھک چکے تھے اس لیے تفصیلی ملنے ملانے کو بعد پر چھوڑ کر وہ لوگ ڈائینگ ٹیبل کی جانب بڑھے۔ جہاں ان لوگوں کے آنے کی خوشی میں کھانوں کا ڈھیر لگایا گیا۔
بابا ہم کھانا کھا کر نکلیں گئے۔

کھانا کھاتے سلطان نے سب کو آگاہ کیا۔

ابھی تو آئے ہو، اب کہاں جانا ہے تم لوگوں نے۔

بی جان نے سلطان کو دیکھا۔۔

میری جان ضروری کام ہے، جلدی واپس آجائیں گئے۔

بی جان کے ساتھ بیٹھے عیس نے محبت پاش لہجے میں کہا۔ جس پر آغا جان نے خطرناک تیوروں سے اسے دیکھا۔

جو جان بوجھ کر بی جان کے ساتھ کھانا کھانے کے لیے بیٹھا تھا۔ جبکہ مشعل تو حیرانگی سے عیس کو دیکھ رہی تھی۔ جو جب سے آیا تھا۔ کبھی بی جان تو کبھی زلیخا بیگم سے فلرٹ کرنے میں لگا تھا۔ لیکن بھول سے بھی وہ فلرٹ کرنے کے لیے سلطان کی بھابیوں کی طرف نہیں گیا تھا۔ کیونکہ دریاب خان اور دانیال خان پہلے ہی اپنی بیویوں کی حفاظت پر بیٹھے تھے۔ یقیناً وہ عیس کے چھچھوڑے پن سے اچھے سے واقف تھے۔۔

عیس کے لفظوں پر بی جان شرماسی گئیں۔ جس پر سب نے اپنا قہقہہ ضبط کیا۔

جب کہ مشعل تو اچھنبے سے دیکھ رہی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

دلاور خان چونکہ انکے جانے سے واقف تھے اس لیے خاموشی سے سب کو دیکھتے رہے۔

پھر ایسے ہی سب نے باتوں میں کھانا ختم کیا اور لاؤنج میں چلے گئے۔

علیزے چونکہ سلطان کے جانے کے بارے جانتی تھی۔ اسی لیے خاموش بیٹھی رہی۔ لیکن اس کے برعکس منیزے اور مشعل ضرور بے چین تھیں۔ جنہیں عیس اور ضرار پیار سے سمجھا رہے تھے کہ وہ جلد واپس آجائیں گئے۔

اور پھر آدھے گھنٹے میں وہ تینوں سب کو خدا حافظ بول کر آگے کے سفر کے لیے نکل آئے تھے۔



پہاڑی راستے چونکہ آسان نہیں ہوتے۔ تو وہ وہاں سے گزرنے والوں کو اپنی منزل تک آسانی سے کیسے پہنچا سکتے ہیں۔

ایسا ہی کچھ حال ایرہ اور سنی کا تھا۔ جو پچھلے دو تین گھنٹوں سے اس خطرناک رستے پر چل رہے تھے۔ سنی ہم کہاں جا رہی ہیں۔۔

چادر کے کونے سے منہ چھپائیے وہ پھولی سانس سے بولی۔۔

اتنا اندھیرا ہونے کے باوجود بھی ایرہ نے چادر کو نہیں اتارا تھا۔ اور نہ اپنا چہرہ واضح کیا تھا۔ اسے خود نہیں پتہ تھا۔ کہ جس چادر کو سنی نے اس پر اڑھایا تھا۔ وہ اسے ویسے ہی تھامے چل رہی ہے۔

اتنا اندھیرا ہو جانے کی وجہ سے سنی اپنے موبائل کی ٹارچ آج کیے اندازے سے قدم اٹھا رہا تھا۔ وہ ایرہ کو لے کر کسی محفوظ مقام پر پہنچنا چاہتا تھا۔

کیونکہ اک تو وہ لوگ پہلے ہی اتنا سفر کر کے یہاں تک پہنچے تھے۔ دوسرا کتنے گھنٹوں سے ایسے پیدل چل رہے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اور وہ نازک سی لڑکی اس وقت تھکن سے چور ہو چکی تھی۔

آگے بڑھتے ہوئے سنی جیسے کھلے آسمان تلے نکل آیا تھا۔ جہاں اس پاس بڑے بڑے درخت تھے۔ وہیں تاروں بھرا کھلا آسمان خوبصورت لگ رہا تھا۔ چاند کی روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔

سنی نے نظریں ایڑہ کی جانب گھمائیں۔ تو کالی چادر میں اپنا چہرہ ڈھکے آنکھوں میں خوف لیے وہ سنی کو مکمل طور پر اپنی جانب کھینچ گئی۔

اسکا سنہرا خوبصورت وجود چاند کی روشنی میں دمک رہا تھا۔

ایڑہ پہلے ہی اس اچانک ٹریجڈی سے نکل نہیں پار ہی تھی۔ اور اب سنی کی گہری نظروں کی تپش محسوس کر کے کنفیوز ہو گئی۔

آج کی رات رکنے کے لیے یہ جگہ ٹھیک ہے۔۔

ایڑہ سے اپنی نظریں ہٹاتے، آسمان کو اک نظر دیکھنے کے بعد سنی نے کہا۔

جس پر ایڑہ محض سر ہلا گئی

چاروں جانب غور سے دیکھتے سنی کی نظراک جگہ پر ٹھہری۔

جہاں دو درخت اک ساتھ کھڑے تھے۔ لیکن دونوں درختوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ موجود تھا۔ جیسے ان میں کوئی اک ناراض ہو کر اپنی جگہ سے ہلا ہو۔

اگر عیس یہاں ہوتا جو یقیناً وہ ان درختوں پر پوری کہانی بنا ڈالتا۔

عیس کو یاد کرتے سنی کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ لیکن پھر اسکی بے غیرتی یاد آتے ہی سنی اس پر لعنت بھیج گیا۔

وہاں چلو۔۔ سامنے کی جانب اشارہ کرتے سنی بولا۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

تو ایرہ اس کے تعاقب میں آگے بڑھی۔

آج رات یہاں ہی رہنا ہے۔۔۔

ہم گاڑی میں بھی تو رہ سکتے تھے نہ۔۔

رات کے اس خوفناک منظر ماحول کو دیکھتے ایرہ سہمی۔

گاڑی میں رک کر تمہاری جان خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا۔ وہ اسے یہ نہیں بتا سکا کہ اس سنسان رستے پر آئے روز نجانے کتنے حادثے پیش آتے ہیں۔

سلطان بھائی کو کیوں نہیں بلایا۔

سنی کے اشارہ کرنے پر ایرہ آگے بڑھی۔ جہاں وہ جگہ بناتے اسے بیٹھنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

وہ لوگ آجائیں گئے، پرانکو آنے میں وقت لگے گا۔ ایرہ کو نیچے بٹھاتے ہی سنی ارد گرد نظریں دہرانے لگا۔ تاکہ آگ جلا سکے۔

تم یہاں بیٹھو میں آگ جلانے کے لئے کچھ ڈھونڈ کر لاتا ہوں۔۔

میں یہاں اکیلی کیسے بیٹھوں۔۔

ایرہ خوف کے مارے کھڑی ہو گئی۔ اتنی خوفناک جگہ پر وہ اکیلی بے ہوش ہی ہو جاتی۔

ایرہ کے ڈر کو دیکھتے سنی گہر اسانس بھر گیا۔

اسکا بس چلتا تو جادو سے اسے یہاں سے بھیج چکا ہوتا۔ وہ کب گوارہ کر رہا تھا۔ کہ ایرہ اتنے خطرناک مشن کا حصہ بنے۔ لیکن وہ اس وقت بے بس تھا۔

ایرہ کی حالت دیکھتے سنی نے اس پاس سے خشک پتیاں اور کچھ لکڑیاں اکھٹی کر بیگ سے لائٹرنکال کر آگ جلائی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اور اٹھ کر ایرہ کے پاس تھوڑے فاصلے پر جا بیٹھا۔

آگ کی روشنی اور تپش سے کچھ سکون ملا تھا۔ ورنہ اتنے اندھیرے اور ٹھنڈ میں ایرہ پاگل ہونے والی ہو گئی تھی۔

بیگ سے پانی کی بوتل نکال کر سنی نے ایرہ کی طرف بڑھائی۔ جسے دیکھ کر ایرہ حیران ہوئی تھی۔

کیونکہ وہ نہیں جانتی تھی کہ سنی کے پاس بیگ کہاں سے آیا تھا۔

بیگ کہاں سے آیا۔۔۔

ایرہ نے استفسار کیا۔

ہم جب بھی سفر پر نکلتے ہیں تو بیگ تیار کر کے نکلتے ہیں۔

پر گاڑی سے نکلتے وقت تمہیں اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ کھانے پینے کی کچھ چیزیں ہی چادر کے نیچے چھپا لو۔ کسی وقت بھی بھوک لگ سکتی ہے پر تم تو ایسے ہی نکل پڑی۔

ایرہ کے بیگ والے سوال کو بڑھنے سے پہلے سنی نے اسکی توجہ اپنی جانب سے ہٹائی۔ جس پر ایرہ سچ میں شرمندہ ہوئی تھی۔ لیکن پھر خفت مٹانے کی غرض سے وہ بولی۔

مجھے کیا پتہ تھا تم مجھے میرپور نہیں جنگل گھمانے لے کر جانے والے ہو۔

ایرہ کے جلے کٹے انداز پر سنی نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔

مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے۔۔۔ ہوا کے ٹھنڈے جھونکے کو محسوس کرتے ایرہ کپکپا اٹھی۔

سنی نے آگے بڑھتے آگ کو تیز کیا۔

یہ جیکٹ پہن لو۔۔۔ اپنی جیکٹ اتارنے کی غرض سے سنی بولا۔

نہیں ٹھنڈ بہت ہے تم پہنے رکھو۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ایرہ نے اسے روکا۔۔

ہم یہاں سے کب نکلیں گئے۔ اور منیزے لوگ پہنچ چکے ہونگے کیا۔۔

منیزے کو یاد کرتے ایرہ اداس ہوئی۔

جلد انشاء اللہ۔۔

تم سو جاؤ زرا ایسے وقت نہیں گزرے گا تمہارا۔۔

آگ کی روشنی میں ایرہ کی گولڈن آنکھوں کو دیکھتے سنی بولا۔ کیونکہ اگر وہ جاگتی رہتی تو اسکے ایسے سوالات اسے خود ہی پریشان کر دیتے۔

ایسے ماحول میں کیسے سوؤں میں۔۔۔

ایرہ نے اچھنبے سے اسکو دیکھا۔ جو ایسے سونے کا مشورہ دے رہا تھا۔۔ جیسے وہ بیڈ روم میں تھے۔ لیکن پھر سنی کے ساتھ خود کو بیڈ روم میں اکیلا سوچ کر ایرہ خود پر لعنت بھیج گئی۔

کچھ نہیں ہوتا تم سو جاؤں میں جاگ رہا ہوں۔۔۔

سنی نے اسے مطمئن کرنا چاہا۔

تمہیں نیند نہیں آئی کیا۔۔

سنی کی بات کو انکسور کرتے ایرہ نے اسے پوچھا۔

آئی ہے، لیکن تمہارے جاگتے ہوئے میں نہیں سو سکتا۔ اس لیے اپنا سپیکر بند کر سو جاؤ۔ ورنہ ابھی کسی بھیڑیے کو بلا لوں گا۔

تمہارا دماغ فنا ہو گیا ہے کیا بے شرم انسان۔۔

بھیڑیے کے خوف سے ایرہ کھسکتے ہوئے اسکے قریب ہوئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ایرہ کو اپنے قریب آتے دیکھ سنی نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرنے کی غرض سے چہرہ دوسری جانب موڑا۔

وہاں کیا دیکھ رہے ہو۔ مجھے ڈرانے کے لیے بھیڑیے کی تلاش کر رہے ہونہ۔۔

سنی کے چہرہ موڑنے پر ایرہ ڈر کے مارے بولی۔

جبکہ ایرہ کی آواز میں کپکپاہٹ محسوس کرتے سنی نے خود پر سوبار لعنت بھیجی۔ وہ ویسے ہی اسے سلانے کی غرض سے ایسا بول رہا تھا۔ پر اسے کیا پتہ تھا وہ اتنا ڈر جائے گی۔

"کوئی نہیں ہے ادھر میری سنہری شہزادی، سو جاؤں، میرے ہوتے تمہیں کوئی آنچ بھی بھلا سکتی ہے۔"

ایرہ کی نم آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑتے سنی گھمبیر لہجے میں بولا۔

ہاتھ بڑھاتے سنی نے اسکی آنکھوں سے آنسو صاف کیے۔

ایرہ جو بنا پلک جھپکائیں سنی کے خوب رو چہرے کودل میں بسا رہی تھی۔ سنی کے ہاتھ کو اپنے چہرے پر محسوس کرتے وہ چہرہ موڑ گئی۔

سنی نے اسے ریلیکس انداز میں درخت سے ٹیک لگاتے بٹھایا۔ اور چادر اسکے وجود پر پھیلاتے اسے آنکھیں بند کا اشارہ کیا۔

ایرہ کے پر سکون انداز میں آنکھیں بند کرنے پر سنی نے تشکر بھری سانس خارج کی۔ اور پھر وہ اگے کا لائحہ عمل تیار کرنے لگا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

Episode 40

ایرہ کے سونے کے بعد سنی اپنے ہاتھ میں پہنی گھڑی کی مدد سے سلطان کو رابطہ کرنے کی کوشش میں لگا رہا تھا۔

اور صد شکر کہ اسکا رابطہ ہو بھی گیا تھا۔

کیونکہ جو بھی تھا۔ وہ ایرہ کو اس خطرے میں اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا تھا۔ اسے کسی بھی طرح بحفاظت ایرہ کو حویلی پہنچانا تھا۔

چونکہ سنی سلطان سے رابطہ ہو جانے کے بعد سے اب ایرہ کی جانب سے کچھ حد بے فکر ہو چکا تھا۔ تو اس لیے درخت سے ٹیک لگا کر پر سکون انداز میں ایرہ کے تیکھے نقوش کو دل میں بسانے لگا شاید وہ کل تک اس سے دور حویلی میں موجود ہوتی۔

پنک ڈریس میں وہ اس وقت سنی کو اتنی اٹریکٹ کر رہی تھی۔ کہ اسکا دل کر رہا تھا آگے بڑھ کر اسے بانہوں میں قید کر لے۔

لیکن اس کے پاس ابھی ایسا کوئی حق موجود نہیں تھا۔ اور یہ حق موجود نہ ہونے پر سنان مصطفیٰ کاظمی کا دل بے چین ہوتا اسے برقراری میں مبتلا کر گیا تھا۔

کہ وہ اک دم سے ایرہ سے نظریں ہٹا گیا۔ آسمان کو تکتے وہ گہرے سانس لینے لگا تھا۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں خدا سے سوال تھے۔

کہ اگر اس سنہری پری کو اسکے وجود کا حصہ نہیں بنانا تھا۔ تو اسے اسکی زندگی میں بھیجا ہی کیوں، کیوں رات کے اس پہر تنہائی میں وہ اسے پاس اتنے قریب تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

کیوں وہ اسے چھو نہیں سکتا تھا، کیوں اسے میٹھی نظروں سے دیکھ نہیں سکتا تھا۔

اور اس "کیوں" کا درد سنان مصطفیٰ کاظمی کو اتنا تڑپا رہا تھا۔ کہ وہ اک دم سے اٹھ کھڑا ہوا۔

پیچھے مڑ کر اک نظر ایڑہ کو دیکھا۔۔ جہاں وہ آدھی لیٹی بیٹھی پوزیشن میں سکون سے سو رہی تھی۔

ایڑہ کو اک نظر دیکھنے کے بعد سنی نے اپنے قدم آگے کی جانب بڑھائے۔ مقصد صرف دل کو تھوڑی دیر بہلانا اور اس سنہرے وجود سے بھٹکانہ تھا۔

ایڑہ پر سکون سی ٹیک لگائے سو رہی تھی۔ نیند میں ہونے کی وجہ سے اسکا سر بار بار ڈھلک رہا تھا۔ لیکن وہ پھر بھی بے خبر سو رہی تھی۔

چونکہ وہ جنگل میں تھے۔ جہاں عام جانور تو ضرور موجود تھے۔ اور جیسے جیسے رات گہری ہوتی جا رہی تھی۔ جانوروں کی آوازیں بھی تیز تر ہوتی جا رہی تھیں۔

وہ جو بے خبر نیند کے مزے لے رہی تھی۔ کہ کسی جانور کے غرانے کی آواز کانوں میں سنتے ہی اک دم سے ہوش میں آئی تھی۔ اور ہوش میں آتے ہی آنکھوں نے سنان مصطفیٰ کاظمی کو تلاش کیا تھا۔ لیکن وہ وہاں موجود ہوتا تو نظر آتا۔

خوف میں جکڑا دل اور آنکھیں سنی کو ڈھونڈ ہی رہیں تھیں۔ کہ پھر اسی جانور کے غرانے کی آواز سنتے وہ ڈر سے چینخ اٹھی۔

سانس روکنے کے لیے یہ احساس کی کافی تھا۔ کہ وہ اس اندھیرے خوفناک جنگل میں اسے اکیلا چھوڑ گیا ہے۔ خود کو اکیلا سوچتے ایڑہ یک دم سے خوفزدہ ہوتے کھڑی ہوئی۔

کہ دل میں کہیں نہ کہیں نہ احساس موجود تھا۔ کہ وہ اسے اکیلا چھوڑ کر نہیں جاسکتا۔ شاید یہیں کہیں ہو۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اس نے کہا تھا اس کے ہوتے مجھے کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ سونے سے پہلے سنی کے الفاظ یاد کرتے وہ بڑبڑاتی آگے بڑھی۔

سنہری آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے تھے۔

ان کچھ منٹ میں وہ خوفزدہ ہوتے مرنے کے قریب تھی۔ اتنا تو وہ پچھلے اتنے گھنٹوں میں نہیں ڈری تھی۔ جتنا اب ڈر رہی تھی۔ غرض کہ خوف اسکی حالت بگاڑ گیا تھا۔

بنا کچھ سوچے سمجھے وہ سنی کو ڈھونڈنے کے لیے آگے بڑھتی کہ کسی کے مضبوط سینے سے ٹکرائیگی۔

ایرہ، کدھر جا رہی ہو۔۔۔

وہ چلتے چلتے ابھی دور نہیں گیا تھا۔ کہ جانور کے غرانے کی آواز سنتے ہی واپس پلٹا تھا۔ اور خود کو ملامت کی تھی۔ کہ وہ اسے اکیلا چھوڑ کر کیسے آگیا۔ اور اسکا خدشہ صحیح ثابت ہوا تھا۔ وہ انتہائی خوفزدہ ملی تھی۔ کہ چہرے پر خوف کے آثار اور آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں۔

"تم مجھے چھوڑ کر نہیں گئے۔۔۔"

گولڈن آنکھیں رونے کے باعث سرخ ہو چکی تھیں۔ روتے روتے خوشی سے استفسار کیا گیا۔ جیسے دماغ کے غلط ثابت ہونے پر اسے خوشی ہوئی تھی۔

ایرہ کے سوال پر سنی نے اک بار پھر خود پر لعنت بھیجی۔۔۔

نہیں میری جان میں ادھر ہی تھا۔۔۔

سنی نے زمین پر گری اسکی چادر اٹھائی۔۔۔

کہ اسی لمحے پھر اک دفعہ آواز گونجی تھی۔ جسے سنتے ایرہ کی پھر جان نکلی کہ وہ چیخنے کے ساتھ ہی سنی کے سینے میں چھپ گئی۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جبکہ سنی اس اچانک افتاد پر گھوم گیا۔ جہاں وہ آنکھوں کو میچے، ڈرتے ہوئے اسکے سینے میں چھپنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہیں سنی کا دل دھک دھک کرتا باہر نکلنے کو بے چین تھا۔ کہ محبوب کا پہلا لمس ہی اتنا جان لیوا ہوتا ہے۔۔

"تم مجھے چھوڑ کر کہاں گئے تھے، اگر مجھے بھیڑیا کھا جاتا تو"۔۔

روتے ہوئے شکوہ کیا گیا۔

ایرہ کے شکوے کو سنتے سنی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ مچلی۔ کہ وہ ابھی تک بھیڑیے کے خوف میں تھی۔

"ہمارا نکاح نہیں ہوا ابھی، اور تم میرے گلے لگی ہو جان جہاں۔۔"

جھکتے ہوئے سنی نے اسکے کان میں سرگوشی کی۔ وہ جوان اٹھائیس سالہ مرد اپنے جذبات کو جیسے قابو کیے تھا۔ یہ تو وہ ہی جانتا تھا۔ لیکن مقابل کو اسکے سلگتے ارمانوں سے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ وہ بے خبر اسے لپٹی کھڑی تھی۔۔

ہم یہاں سے جاتے ہی نکاح کر لیں گئے۔۔

سینے میں مزید چھپتے ہوئے مشورے سے نوازہ گیا۔ مطلب وہ اس سے نکاح کرنے کو تیار تھی۔ لیکن اس خوفناک جگہ پر اسکی پناہ سے نکلنے کو رضامند نہیں تھی۔

مقابل نے اسکے مشورے پر اپنا قہقہہ ضبط کیا۔ اگر عیس یہ منظر دیکھ لیتا تو یقیناً آنے والے سالوں میں سنی کی ایسی درگت بناتا کہ پناہ۔۔!

"جان جہاں، رحم کریں سلگتے دل کو مزید نہیں تڑپائیں۔ کہ پہلے ہی ہم مردوں کا دل ہماری من پسند عورت کے لیے شریف نہیں ہوتا۔ لہذا دیوانے پر تھوڑا رحم کر لو یا۔۔"

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ایرہ کی خود پر مضبوط ہوتی گرفت کو دیکھتے سنی بے بسی سے گویا ہوا۔

اسی سپارک سے بچنے کے لیے تو وہ تھوڑی دیر اکیلا رہنے گیا تھا۔ لیکن کہاں جانتا تھا کہ واپسی پر وہ اسکی جان لینے پر آجائے گی۔

سنی کی بے باک سرگوشی کو سنتے ایرہ ہوش میں آتے ہی پیچھے ہٹی تھی۔ اور بنا سنی کی جانب دیکھے اپنی چادر اٹھا کر جا کر اپنی جگہ پر بیٹھ گئی تھی۔

پیچھے سنی گہری سانس بھرتا اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر گیا۔ اور قدم اٹھاتے جا کر ایرہ کے قریب بیٹھا۔ کچھ سیکنڈز میں وہ اسکی جان لبوں پر لا کر بیگانی ہو گئی تھی۔

ایرہ کو چادر میں چھپتے دیکھ کر سنی نے قہقہہ لگایا۔ جسے سنتے ایرہ مزید شرمندہ ہوئی۔

سو جاؤں میں بھی سونے لگا ہوں، اور اب آہستہ چینیخنا، ورنہ تمہاری آواز سن کر سچ میں کوئی جانور آجائے گا۔

ایرہ کے لال چہرے کو دیکھتے سنی شرارت سے گویا ہوا۔

لیکن ایرہ کی جانب سے خاموش پا کر آنکھیں موندے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

وہ بے حد تھک چکا تھا۔ پہلے ڈرائیونگ اور پھر سلطان لوگوں سے رابطے کی کوشش اسے تھکا چکی تھی۔

اس لیے آنکھیں بند کرتے ہی اس پر نیند کا غلبہ ہوا۔

سنی کو سوتے دیکھ کر ایرہ نے چادر سے چہرہ باہر نکال کر چاروں جانب غور سے دیکھا۔

ہر طرف گہرا خوفناک اندھر چھایا تھا۔ بڑے بڑے درخت انتہائی خوفناک لگ رہے تھے۔ انکے سامنے جلتی آگ کب کی بجھ چکی تھی۔

جہاں پہلے وقفے وقفے سے جانوروں کی آوازیں ماحول کو ڈراؤنا بنا رہی تھیں۔ اب وہ آوازیں مسلسل آنا شروع ہو چکیں تھیں۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جسے سنتے اک دفعہ پھر ایڑہ پر خوف طاری ہوا تھا۔ کہ وہ سنی کے قریب جا بیٹھی۔۔

سنی کو پر سکون سوتے دیکھ کر ایڑہ نے بھی سونے کی کوشش کی۔۔ لیکن کانوں میں پڑتی آوازیں اسکا دل دہلا رہیں تھیں۔ کہ وہ خوف کے مارے پھر سنی کے سینے میں چھپ گئی۔

ایڑہ کے اک دم سے قریب آنے پر سنی ہڑبڑا کر اٹھا۔

کیا ہوا۔۔

"اتنی ڈراونی آوازیں آرہیں ہیں کیسے سوؤں میں، یہاں سے نکلنے کے بعد پکانکاح کر لوں گی۔"

ایڑہ کا انداز صاف ویسا تھا جیسے وہ کہنا چاہ رہی ہو کہ ابھی اپنی چیز استعمال کرنے دو، اک دن کے بعد پکا وہ واپس کر دے گی۔

جبکہ سنی خود کے سینے پر رکھے ایڑہ کے سر کو اچھنبے سے دیکھ گیا۔۔

یہ مروا کے چھوڑے گی آج۔۔

بڑبڑاتے خود سے کہا گیا۔

جبکہ ایڑہ سنی کی بانہوں میں آتے ہی پر سکون ہو چکی تھی۔۔ خوفناک آوازیں اب اسے کانوں تک رسائی حاصل نہیں کر پارہیں تھیں۔۔ اس لیے وہ نیند میں جانے لگی تھی۔

ایڑہ کے وجود کو ہنوز ویسے ہی دیکھ کر سنی نے بے بسی سے آنکھیں بند کرتے سونے کی کوشش کی۔

کیونکہ اسے کسی بھی طرح سونا تھا۔ اگر جاگتا تو یقیناً بہت کچھ خراب ہوتا۔

اس لیے اسے یہ کڑوا گھونٹ برداشت کرنا تھا۔

دیر سے ہی سہی لیکن وہ سوچکا تھا۔

لیکن وہ نہیں جانتا تھا، کہ آنے والا وقت کیسی آزمائش لے کر آنے والا ہے۔



یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ان تینوں کے جانے کے بعد وہ اداس ہو چکیں تھیں۔ چونکہ رات بھی گہری ہو رہی تھی۔ اس لیے بی جان نے سب کو سونے کا بولا تھا۔ اتنے سفر کے بعد سے وہ سچ میں تھک گئیں تھیں۔

علیزے تو سچ میں بہت کنفیوز سی بیٹھی تھی۔ پہلی دفعہ سسرال والوں سے سامنا ہوا تھا۔ کہ اس میں بھی وہ ظالم خان اسے اکیلا چھوڑ کر جا چکا تھا۔

صد شکر کہ منیزے اور مشعل اسکے پاس تھیں۔۔ ورنہ اب تک وہ رونے لگ جاتی۔

لیکن وہ تینوں ایرہ کو بہت مس کر رہیں تھیں۔ جو پتہ نہیں کہاں رہ گئی تھی۔

بی جان کا ارادہ تو ان کو الگ کمرہ دینے کا ہی تھا۔ لیکن پھر ان تینوں کی اتری شکلیں دیکھ کر انہوں نے حویلی کا سب سے بڑا کمر ان تینوں کو دیا۔

جہاں تینوں اک ساتھ رہنے پر کافی خوش ہوئیں تھیں۔

کمرے آنے بعد وہ چہنچ کر کے بیڈ پر اک ساتھ لیٹیں تھیں۔ مشعل ان دونوں کے درمیان لیٹی تھی۔ ایرہ کدھر رہ گئی ہے۔۔ چھت کو دیکھتے مشعل اداسی سے بولی۔۔

اجائیے گی چند اتم اداس نہ ہو۔۔

منیزے نے مشعل کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسے تسلی دی۔۔

میں سوچا تھا کہ یہ ٹرپ یادگار ہونے والا ہے لیکن یہاں سب الٹ ہوا۔۔

علیزے جو کہ پہلے ہی سلطان کو مس کر رہی تھی۔ ایرہ کی یاد نے اسے مزید اداس کیا۔۔

تم دونوں فصول سوچیں چھوڑ کر سونے کی کوشش کرو۔

صبح اٹھ کر حویلی دیکھیں گے۔ اور پٹھانی سٹائل والے کپڑے بھی پہنے گئے۔۔

منیزے نے ڈپٹ کر انہیں سونے کی تلقین کی جو بلا وجہ اداس ہو رہیں تھیں۔

میں ریڈ ڈریس پہنوں گی۔۔ مشعل بچوں کے انداز میں ایکسائٹڈ ہوئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

مشعل کے بچوں والے انداز پر عزیزے اور منیزے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی۔
اور پھر کمرے کی لائیٹ آف کر کے وہ سونے کی کوشش کرنے لگیں۔
لیکن وہ نہیں جانتیں تھیں کہ اپنے شوہروں کو بہت زیادہ مس کرنے والی ہیں۔

Episode 41

صبح کے اجالے نے سنی کو آنکھ کھولنے پر مجبور کیا تھا۔
وہیں بند آنکھوں میں اپنے سینے پر وزن محسوس کر کے سنی حیران ہوا۔
بامشکل آنکھوں کو کھولتے سنی نے اپنے سینے پر پڑے وزن کی وجہ کو دیکھنا چاہا۔
جہاں آئیرہ اسکے سینے پر سر رکھے ہلکا سا منہ کھولے بے خبر سو رہی تھی۔
ایرہ کو اپنے سینے پر دیکھ کر سنی کی نیند بھک سے اڑی۔
یہ مروا کے چھوڑے گی مجھے۔
ایرہ کو پر سکون انداز میں خود پر سوتے دیکھ کر سنی بڑبڑایا۔ اور پھر رات کا منظر اسکی آنکھوں میں لہرایا۔
جہاں وہ دھڑلے سے اسے نکاح کرنے کی آفر کر رہی تھی۔
جتنا وہ رات سے سنی کے ضبط کو آزمار رہی تھی۔ اب اسکا دل کر رہا تھا کہ یہیں کہیں سے مولوی پکڑ کر دو
بول پڑھوا ہی لے۔

پراس جنگل میں اسے مولوی کہاں سے ملتا۔
سرد سانس خارج کرتے اس نے ایرہ کو جگانا چاہا۔ لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔
بلکہ سنی پر اور پھیل کر سو گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

"باخدا اتنا نہ آزمائے جہاں جہاں، کہ میں سود سمیت تم پر تمہاری سانسیں ایسے ہی تنگ کر دوں جیسے تم اس وقت میری کر رہی ہو"

ایرہ کے چہرے کو نظروں میں بساتے وہ بولا۔ جو اسکی حالت سے بے خبر مزے سے سو رہی تھی۔
ایرہ کو ہنوز سوتے دیکھ کر سنی نے بیگ سے پانی کی بوتل نکال کر پانی کے چند چھینٹے اس کے چہرے پر مارے۔

کیونکہ ایرہ کے نرم وجود کو چھو کر وہ اپنے لیے مزید مشکل پیدا نہیں کر سکتا تھا۔

منہ پر بارش کو محسوس کرتے ایرہ نے کسماتے ہوئے آنکھیں کھولیں۔ ہوش کی دنیا میں آتے ہی سب سے پہلے سنی کے بے بس چہرے پر اسکی نظر پڑی تھی۔ خود کی پوزیشن دیکھتے وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی۔
جسے وہ بارش سمجھ رہی تھی وہ مصنوعی بارش اسے جگانے کے لیے ہی کی گئی تھی۔ سنی کے ہاتھ میں پانی کی بوتل دیکھ کر وہ اتنا تو سمجھ چکی تھی

اور پھر بنا اک دفعہ بھی مڑے جا کر اپنی چادر اٹھا کر خود پر لپیٹ کر بیٹھ گئی۔

"یہ سہی ہے وائی، سامنے والے کا جینا حرام کر کے خود فرشتہ بن جاؤ"

ایرہ کے اک دفعہ پھر خود کو چھپانے والے عمل کو دیکھتے سنی تلملایا۔ وہ یہ سوچ کر بیٹھا تھا کہ اک دفعہ وہ اسکے چہرے پر ضبط کے تاثرات دیکھے گی۔ لیکن وہ تو ایسے منہ موڑ کر بیٹھ گئی تھی۔ جیسے پھوپھو شادی والے دن بکھیرا کر کے انجان بن جاتی ہے۔

سنی کی جلی کٹی آواز کو سنتے ایرہ نے شر مندہ ہوتے چادر سے اپنا منہ ہی چھپا لیا۔

جسے دیکھتے سنی کا قہقہہ اٹا۔ شر مندگی کے مارے وہ چہرے پر گھونگھٹ ہی لے کر بیٹھ گئی تھی۔

سنی نے کھڑے ہوتے پہلے کپڑے جھاڑے اور پھر بیگ اٹھا کر ایرہ کے آگے رکھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اس میں سے کچھ نکال کر کھالو میں تب تک آگے کا رستہ ڈھونڈ کر آتا ہوں۔

سنی نے جانے سے پہلے اسے کھانے کی تلقین کی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اب وہ شرم کے مارے اپنا گھونگھٹ اسکے سامنے تو نہیں گرانے والی۔ اور رات بھی بنا کچھ کھائے ہی وہ سو گئی تھی۔

ایرہ کو اک نظر دیکھنے کے بعد وہ رستے کی تلاش میں آگے بڑھا۔

سنی کے جاتے ہی ایرہ نے چادر ہٹاتے سکھ کا سانس لیا۔

"اف۔۔ تجھے کیا ہو گیا ہے ایرہ کی بچی، کیا سوچتا ہو گا وہ تیرے بارے بے شرم انسان"۔۔

بیگ میں سے بسکٹ نکال کر تیزی سے کھاتے وہ خود سے بولتی جا رہی تھی۔ یہ شدید بھوک کا اثر تھا۔

ابھی وہ کھانے میں مصروف تھی کہ اسے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ جو اسے کے قریب آتی جا رہی تھی۔ لیکن پھر سنی کے خیال پر وہ مطمئن انداز میں سر پر چادر ٹھیک کرتے کھانے میں مصروف رہی۔

لیکن اب قدموں کی آواز تیز تر ہوتی جا رہی تھی۔ اک ساتھ اتنے قدموں کی آہٹ پر ایرہ کو کسی انہونی کا ڈر ہوا تو وہ ڈر کے مارے چادر سے چہرے کو چھپا گئی۔

خوف سے اس کا ننھا سادل کانپنے لگا تھا۔ آنکھوں کو میچے وہ منہ ہی منہ میں ورد کرنے لگی اور سنی کی واپسی کی دعائیں مانگنے لگی تھی۔ دل۔ میں کہیں نہ کہیں بھیڑیے کا خوف اب بھی موجود تھا۔

قدموں کی چاپ کو بالکل اپنے قریب محسوس کرتے ایرہ نے ہمت کرتے آنکھیں کھولیں تو اپنے سامنے تین ہٹے کٹے عجیب حلیے کے مردوں کو دیکھ کر وہ سچ میں کانپ گئی۔

اے لڑکی کون ہو تم اور یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔

ان میں سے اک آدمی رعب دار انداز میں بولا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

لیکن ڈرنے ایرہ کی آواز کوتالو سے چپکا دیا تھا۔ سنی کو آتے نہ دیکھ کر اسکی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے تھے۔ کل سے وہ عجیب سی صورت حال کا شکار ہو رہی تھی۔

اے لڑکی بول کیوں نہیں رہی۔۔

ایرہ کو خاموش دیکھ وہی آدمی پھر بولا۔

رات انہوں نے کسی لڑکی کے چیخنے کی آواز سنی تھی۔ لیکن اپنا وہم سمجھ کر نظر انداز کر گئے۔ لیکن پھر دوبارہ چیخنے کی آواز پر انہیں تصدیق ہوئی کہ جنگل میں کوئی نہ کوئی موجود ہے۔

اسی چیز کو چیک کرنے کے لیے وہ لوگ جنگل میں آئے تھے جہاں انہیں تھوڑی دور ہی کسی لڑکی کا گمان ہوا تھا۔ پھر نزدیک آنے پر انکے شک پر مہر ایرہ کے وجود نے لگائی۔ جہاں وہ بیٹھ کر کچھ کھا رہی تھی۔ چھوٹے سردار اسے گاؤں لے چلتے ہیں وہاں جا کر خود بتا دے گی کہ کہاں سے آئی ہے۔

سردار کے ساتھ آئے دوسرے آدمی بولا۔ جو ایرہ کے خوبصورت وجود کو خباثت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

یقیناً یہ وہی لڑکی تھی جسے وہ کل سڑک پر گاڑی میں دیکھ چکا تھا۔ لیکن تب وہ دور سے اس بات کا اندازہ نہیں لگا پایا تھا۔ کہ اسکی نظروں میں ٹھہرنے والی کوئی عام نہیں بلکہ اک اپسرا ہے۔

خود کو لے جانے کی بات پر ایرہ کے آنسوؤں میں تیزی آئی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ ہمت کرتے انہیں کچھ بتا پاتی کہ پیچھے سے آتی آواز نے اسکو نئی زندگی بخشی تھی۔

کہاں لے کر جانا ہے اسے۔۔۔

سنی نے آگے بڑھتے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

آگے بڑھتے وہ رستہ تلاش کر رہا تھا۔ کہ اسے سامنے کچھ لوگ دیکھائی دیے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

شٹ۔۔۔ اپنی گھڑی میں خود کی لوکیشن دیکھتے سنی بے اختیار بول اٹھا۔

کل رات وہ اندھیرے میں چلتے ہوئے نہ صرف آدھے سے زیادہ جنگل پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ بلکہ جنگل کے دوسری جانب موجود گاؤں کے بے حد قریب بھی تھے۔

کچھ لوگوں کو جنگل میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ تیزی سے پیچھے کی جانب بھاگا تھا۔

اور اس کا شک درست نکلا تھا۔

سنی کی آواز سنتے ہی ایرہ روتے ہوئے اسکی جانب بڑھتی اسکے بازوؤں میں سمائی تھی۔

ایرہ کو بازوؤں کے گھیرے میں لیتے ہوئے سنی نے اسکی چادر درست کرتے مڑ کر انکو سنجیدگی سے دیکھا۔ جو پہلے ہی مڑ کر ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

جبکہ ایرہ کو سنی کے اتنے قریب دیکھ کر کوئی بری طرح خود پر ضبط کرنے لگا تھا۔

تم دونوں کون ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو۔۔

سردار نے اپنے سامنے اک خوبصورت مرد کو دیکھتے پھر وہی سوال کیا۔

یہ میری بیوی ہے، اور ہماری گاڑی خراب ہو گئی تھی۔ بھٹکتے ہوئے ہم لوگ ادھر آ نکلے ہیں۔

سنی نے مختصر سی تفصیل بتاتے ایرہ کے خوبصورت چہرے کو چادر سے ڈھکا۔ اور اسکی آنکھوں سے آنسو صاف کیے۔ کل سے وہ اسکی خوبصورت آنکھوں کو بار بار روتے دیکھ کر خود پر ضبط کر رہا تھا۔

سنی کی زبان سے خود کو بیوی سنتے ایرہ نے چادر سے آنکھیں پھیلاتے اسے دیکھا۔۔ جس پر سنی نے اسے محبت پاش نظروں سے دیکھا تھا کہ وہ شرم کے مارے آنکھیں جھکا گئی۔

آپ لوگ ہمارے ساتھ چلیں۔ یہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں۔۔

سردار نے سنی کو ساتھ چلنے کا کہا۔ جس پر سنی سر ہلا گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

آگے بڑھتے سنی نے اپنا بیگ اٹھایا اور ایڑہ کا ہاتھ تھام کر انکے پیچھے قدم بڑھائے۔



لال حویلی میں آج کی صبح انتہائی شان داد تھی۔۔ ہر طرف گہما گہمی ہی تھی۔

کیونکہ حویلی کے لاڈلے کی بیوی آج حویلی میں موجود تھی۔

ابھی تک ناشتہ تیار نہیں ہوئی۔۔

آغا جان نے صوفے پر بیٹھتے بی جان سے استفسار کیا۔

جو وہیں بیٹھے سب کو ہدایت دے رہیں تھیں۔

زلیخا بہو، دیکھو بچیاں آٹھ گئیں ہیں کہا۔ کہیں جھجک کے مارے باہر ہی نہ آرہیں ہوں۔ اور ناشتہ تیار ہوتا ہے، ہوتی نہیں ہے خان صاحب۔۔۔

بی جان نے زلیخا بیگم کی توجہ ان تینوں کی جانب مبذول کروائی جو ٹیبل سیٹ کر رہیں تھیں۔ اور ساتھ آغا جان کی اردو بھی ٹھیک کرنے کی کوشش کی۔

جی بی جان میں دیکھتی ہوں۔۔

بی جان کو مطمئن کرتے وہ ان تینوں کے کمرے کی جانب بڑھیں

جہاں وہ تینوں فریش ہو کر ریڈی ہو رہیں تھیں۔

علیزے گرین کلر کے خوبصورت ڈریس میں اپنا سوگوار حسن لیے بیٹھی تھی۔ صرف اک رات میں وہ اپنے ظالم شوہر کو اتنا مس کر چکی تھی۔ کہ اب اسکا دل کر رہا تھا رونا شروع کر دے۔ جو اسے اکیلا چھوڑ کر پتہ نہیں کہاں چلا گیا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

علیزے چہرے کو صحیح کر دیا۔۔ تمہاری ایسی صورت دیکھ کر مجھے بھی اپنا ڈھکن شوہر شدت سے پھر یاد آتا ہے۔

بلوکلر کے ڈریس میں بالوں کو سیٹ کرتی گرے آنکھوں کو گھماتے منیزے نے علیزے کو دیکھا۔ جو اداس شکل بنائے بیٹھی۔ منیزے کے اتنا کہنے کے باوجود وہ تیار نہیں ہوئی تھی۔ مجھے تسلی دے رہی تھی۔ تھوڑی خود کے لیے بھی رکھ لیتی۔

یلو ڈریس میں اپنی بے بی ہیر سٹائل میں وہ بھوئیں سکیرتے مشعل بولی۔ اشارہ تھوڑی دیر پہلے صورت حال کی جانب تھا۔۔ جب مشعل عیس اور ایرہ کو یاد کرتے رو پڑی تھی۔ مشعل کے تیکھے سٹائل کو دیکھتے منیزے اور علیزے نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔ اسی وقت زلیخا بیگم دروازہ نوک کرتے انکے کمرے میں داخل ہوئیں۔ میری سیٹیاں تیار ہو گئیں ہیں۔۔۔

ان تینوں کو اک نظر دیکھتے انہوں نے ماشاء اللہ کہا تھا۔ لیکن پھر علیزے کے اداس چہرے کو دیکھتے وہ حیران ہوئی تھیں۔ میری بیٹی کیوں اداس ہے۔۔

علیزے کے پاس بیٹھتے زلیخا بیگم نے استفسار کیا۔

جس پر علیزے بامشکل اپنے آنسو کو باہر آنے سے روک پائی تھی۔

آئی آپکی بہو اپنے شوہر کو بری طرح سے یاد کر رہی ہے۔ اس لیے میڈم کا چہرہ اتر ا ہوا ہے۔۔

علیزے کے چہرے کو دیکھتے منیزے نے اسکی اداسی کی وجہ بتائی۔ جس پر زلیخا بیگم ہنس پڑیں۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اتنی محبت کب ہوئی آپکو میرے بیٹے سے کہ کچھ گھنٹوں میں ہی آپ مرجھا گئیں ہیں۔

علیزے کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیتے وہ شرارت سے بولیں۔ کیونکہ کل وہ جس لڑکی سے ملیں تھیں وہ تو کھلتا گلاب تھی۔ اور آج اک الگ لڑکی انکے سامنے تھی۔

زلیخا بیگم کے سوال پر علیزے کے چہرے پر قوس قزح کے رنگ نمایاں ہوئے تھے۔

جسے دیکھتے زلیخا بیگم نے اسے گلے سے لگایا تھا۔

آپ پریشان نہیں ہوں، وہ آجائے گا۔ بلکہ آپکو انکی حفاظت کے لیے دعائیں مانگنی چاہیے۔ اور پھر اگر آپ ایسی حالت بنا کر رہیں گئیں تو یقیناً مانے سلطان احمد خان واپسی پر کسی کو نہیں بخشے گا۔

اس لیے اٹھ کر سہاگن کی تیار ہوں۔ ماشاء اللہ سے آپ میرے بیٹے کی سہاگن ہیں اور ایسے سادہ سی تیار ہوئیں ہیں۔ میں آپکو جیولری اور ڈریس بھجواتی ہوں۔ اور فکر نہیں کریں جب وہ لوٹے گا، تو آپ بھی خوب بدلہ لیجیے گا۔

زلیخا بیگم نے علیزے کا ماتھا چومتے اسکا دھیان بٹانے کی پوری کوشش کی تھی۔

جس پر علیزے کو بھی احساس ہوا تھا کہ اسے اپنے شوہر کی سلامتی کی اور جلد واپسی کی دعا مانگنی چاہیے لیکن وہ تو سب بھولے ہیر بنی ہوئی تھی۔

شکریہ آئی۔

علیزے نے زلیخا بیگم کو دیکھتے بولی۔

آئی نہیں مورے کہنا ہے اور اب میں جا رہی ہوں، تم لوگ بھی جلدی سے تیار ہو کر آ جاؤ۔

علیزے کو پیار سے ڈپٹتے وہ اٹھ کر باہر کی جانب بڑھیں۔

تھوڑی دیر میں منیزے اسے خوبصورت سا تیار کرتے ساتھ ہلکی پھلکی جیولری پہنا کر باہر لائی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ہاں بڑے سے ڈینگ ٹیبل پر سب بیٹھے انہی کا انتظار کر رہے تھے۔

علیزے تو باقاعدہ نروس تھی پر اسکے مقابلے منیزے اور مشعل نارمل تھیں۔

آجائیں بچے ادھر میرے پاس آکر بیٹھے۔

علیزے کو نروس دیکھ کر دلاور خان نے اسے اپنے پاس بلایا۔

ہر گز نہیں ہمارا ابو ہمارے پاس بیٹھے گا۔ تم کریلی کے پاس بیٹھا کر ہم نے اسے کریدا نہیں بنانا۔

سرداری کرسی پر بیٹھے آغا جان تیکھے چتون سے بولے۔

جس پر علیزے حیران ہونے کے ساتھ ساتھ کنفیوز ہو چکی تھی۔

جبکہ آغا جان کی بات پر باقی سب کی دبی دبی ہنسی نکلی تھی۔

دلاور خان نے نفی میں سر ہلاتے علیزے کو آغا جان کے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔ تاکہ وہ مزید کنفیوز نہ ہو۔

انکل میں آپکے پاس بیٹھ جاؤں۔

منیزے نے دلاور خان سے اجازت طلب کرنا چاہی۔ جس پر وہ سر ہلاتے اسے اپنے پاس بلا چکے تھے۔

پچھے مشعل حیران کن نظروں سے ان دونوں کو دیکھنے لگی تھی۔

کہ میں کدھر جاؤں۔۔۔

یہ چڑی کا بوٹ میرے پاس بیٹھے گا۔ کیونکہ یہ میرے بوائے فرینڈ کی جان ہے۔۔

بی جان نے مشعل کو اپنے پاس بلاتے کہا۔ جس پر وہ خود کے لیے چڑی سنتے لال ہوئی۔ وہیں سب کا قہقہہ

بے ساختہ تھا۔ جانے سے پہلے عیس بی جان اپنی جان کا خیال رکھنے کی تاکید کر کے گیا تھا۔ اور خاص طور

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

پر لفظ "بوائے فرینڈ" بھی سیکھا یا تھا۔ لیکن اسکا مطلب بتانے کی غلطی نہیں کی تھی۔ اسی لیے بی جان بھی دھڑلے سے عیس کو اپنا بوائے فرینڈ کہہ چکی تھیں۔۔۔
مجھے بابا سائیں نے اچکے بارے بتایا ہے۔۔۔

منیزے نے دلاور خان کی جانب جھکتے سرگوشی میں کہا۔ جس پر دلاور خان نے منیزے کے خفیہ انداز پر اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔

Episode 42

تم نے انکو یہ کیوں کہا کہ میں تمہاری بیوی ہوں۔

ایرہ نے چلتے ہوئے سنی سے استفسار کیا۔ جو اس سے دو قدم آگے چل رہا تھا۔

کیوں، کہ تم میری بیوی کی ہی طرح رات بھر میرے سینے پر سوتی رہی ہو، تو میری بیوی ہی ہوئی نہ۔۔۔
سنی نے مڑتے ہوئے شرارت سے اسے دیکھا جو پھولی سانس سے اس کے برابر ہونے کی کوشش میں تیز تیز چل رہی تھی۔

تم بے شرم انسان سیدھی بات بتا رہے ہو، کہ میں بتاؤں کو کہ تم نے جھوٹ بولا ہے۔ کہ میں تمہاری بیوی نہیں ہوں۔۔۔

ایرہ نے دانت پیستے ہوئے دبے دبے انداز میں کہا۔

کیونکہ وہ تینوں ان سے آگے ہی چل رہے تھے۔ وہ لوگ انہیں اپنے گاؤں لے کر پہنچنے والے تھے۔
لیکن اس پورے راستے میں ایرہ، سنی سے اپنے سوال کا جواب پوچھتی آئی تھی۔ جس پر سنی اسے جواب دینے کی بجائے مسلسل تنگ کر رہا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سنی کو دھمکی آمیز انداز میں کہتے وہ تیزی سے آگے بڑھی تاکہ سنی کے برابر ہو سکے۔ لیکن بے دھیانی میں اس اسکا پاؤں مڑا تھا۔ کہ وہ گرنے ہی والی تھی۔ کہ بروقت سنی نے مڑتے اسے بازو سے تھام کر گرنے سے بچایا

دماغ ٹھیک ابھی گر کے چوٹ لگوا لیتی۔۔

سنی اسے کمر سے تھام کر سیدھا کھڑا کیا۔۔

کیا ہوا اسے۔۔۔

راگانے مڑتے ہوئے بے چینی سے استفسار کیا۔ جہاں سنی آئیرہ کو کمر سے تھامے کھڑا تھا۔ سنی کی آغوش میں آئیرہ کو دیکھ کر راگانے ضبط سے مٹھیوں کو بھینچ تھا۔۔

سرسیلی۔۔۔

راگا کی بے چینی پر سنی نے ایبر واچکاتے اسے دیکھا۔ جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو کہ تمہیں کون سی آگ لگ رہی ہے۔

ان تینوں کے رکنے پر چھوٹے سردار نے مڑتے ہوئے انکو استفہامیہ نظروں سے دیکھا۔

وہ گرنے والی تھیں۔۔

اپنے سردار کی نظروں کے جواب میں راگانے اپنے رکنے کی وجہ بتانے کے ساتھ ساتھ آئیرہ کی طرف اشارہ کیا۔

اور دوبارہ سنی کی جانب دیکھا۔ جو آئیرہ کی چادر ٹھیک کرتے ہوئے اسکے چہرے کو ٹھیک سے ڈھک رہا تھا۔

سنی کو آئیرہ کا چہرہ ڈھکتے دیکھ کر چھوٹے سردار کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

وہ جب سے ان دونوں میاں بیوی سے ملا تھا۔ تب سے یہ لڑکا بار بار اس کا چہرہ چھپا رہا تھا۔ جیسے اپنی بیوی کو کہیں چھپا لینا چاہتا ہو۔ ان دونوں کی محبت کو دیکھتے چھوٹے سردار کو گاؤں میں اپنی لوگائی (بیوی) یاد آئی تھی۔ جس سے آج تک انہوں نے نرمی سے بات تک نہیں کی تھی۔ اور وہ ہر وقت آس بھری نظروں سے اپنے شوہر کو دیکھتی رہتی تھی۔

اب ٹھیک ہے، چلتے ہیں اب۔۔

ایرہ کی جانب سے تسلی کرتے سنی نے انہیں چلنے کو کہا۔ جس پر چھوٹے سردار نے سر ہلاتے قدم آگے بڑھائے تھے۔



ناشتے کی ٹیبل پر منیزے دلاور خان، علیزے آغا جان جبکہ مشعل بی جان کے پاس بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی۔

بھنویں سکیرٹے ہوئے بی جان نے مشعل کے ناشتہ کرنے کے انداز کو ملاحظہ کیا تھا۔ یہ تم کھا رہی ہو کہ چگ رہی ہو۔۔

مشعل کو چھوٹے چھوٹے نوالے لیتے دیکھ کر بی جان نے تڑخ کر پوچھا۔ باقی سب بھی بی جان کے بولنے پر مشعل کی جانب متوجہ ہوئے۔

سب کی نظریں خود پر محسوس کرتے مشعل گڑ بڑائی۔

غضب خدا کا لڑکی ابھی تک اک پر اٹھا بھی نہیں ختم کیا تم نے۔۔

بی جان اب اپنا ناشتہ چھوڑ کر مکمل طور پر مشعل کی جانب متوجہ ہوئی تھیں۔ جس کی ناشتے کی پلیٹ میں ناشتہ ویسے کا ویسا پڑا تھا۔ لیکن پر اٹھا کہیں بھی موجود نہیں تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

بی جان میں پراٹھا نہیں کھاتی نہ اس لیے بس،

مشعل منمناتے بولی، اور ساتھ اک نظر علیزے کو دیکھا جو اسکے ساتھ ہی آغا جان کے پاس بیٹھی تھی۔

پراٹھا نہیں کھاتی، تو وہ مویا سوکھی بریڈ کھاتی ہو۔ اک تو آج کل کی لڑکیوں کی مجھے سمجھ نہیں آتی۔ نہ جان ہوتی ہے نہ زور۔ پھر بھی کھانا وہ مویا بریڈ ہی ہے۔ جس میں خود جان نہیں لگ رہی ہوتی۔

تم نے اسکی طرف دیکھا ہے کبھی، کیسے وہ ماشاء اللہ گھبر و جوان ہے۔ اور تم اس کے پہلو میں کاکی لگتی ہو۔ ارے تم بھی یہ مویا سوکھی روٹی کھا رہی ہو۔

مشعل کو عیس کا حوالہ دیتے بی جان نے علیزے کو بھی اپنی لپیٹ میں لیا۔ جو اپنی مسکراہٹ دباتے مشعل کی پتلی حالت انجوائے کر رہی تھی۔ لیکن بی جان کے اپنی جانب متوجہ ہونے پر وہ پیل میں سیریس ہوئی تھی۔

منیزے نے جلدی سے اپنا بریڈ اٹھا کر دلاور خان کی پلیٹ میں منتقل کیا تھا۔ کیونکہ وہ سمجھ گئی تھی کہ اگلی اسکی باری ہے۔

منیزے کے اپنے لیے حفاظتی قدم اٹھانے پر دلاور خان نے امپریس ہونے والے انداز پر اسے دیکھا تھا۔

ایڈ جسٹ کر لیں ہینڈ سم بابا سائیں، ورنہ میری بھی خیر نہیں۔

دلاور خان کے خود کو دیکھنے پر منیزے نے سرگوشی میں درخواست کی۔ جس پر دلاور خان آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے بچانے کے لیے ہامی بھر گئے۔ پہلے ہی دن منیزے کے ساتھ دلاور خان کے اتنے نرم رویے پر باقی سب حیران تھے۔ کیونکہ دلاور خان کی غصیلی طبیعت کی وجہ سے وہ سب ہی ان سے ڈرتے تھے۔ لیکن منیزے کے ساتھ اتنا نرم رویہ حیران کن تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

دلاور خان یہ جسے تم نے اپنے پاس بٹھایا ہے یہ کیا کھارہی ہے۔

بی جان نے تفتیشی انداز میں دلاور خان کو مخاطب کرتے استفسار کیا تھا۔ کیونکہ وہ کافی فاصلے پر بیٹھے تھے۔ اس لیے بی جان منیزے کو نہیں دیکھ پارہیں تھیں۔

بی جان یہ پراٹھا کھارہی ہے۔۔

آملیٹ کا پیس کھاتے دلاور خان نے جھوٹ میں جواب دیا تھا۔

لیکن بی جان مطمئن نہیں ہوئیں تھیں۔ اس لیے منیزے کو غور سے دیکھنے لگیں۔ جس پر منیزے نے مسکراتے ہوئے ٹیبل پر پراٹھا ڈھونڈنا چاہا تھا۔

منیزے کی متلاشی کو شش کو دیکھتے دانیال خان نے اسے پراٹھا دیا۔
شکر یہ بھائی۔۔

منیزے نے اپنی مشکل حل ہوتے دیکھ کر تشکر بھری سانس خارج کی تھی۔
بھائی نہیں لالہ بولو گڑیا، ویسے حفاظتی قدم اچھا تھا۔۔

دانیال خان کا اشارہ تھوڑی دیر پہلے کی کاروائی کی جانب تھا۔ جس پر منیزے نے سرخ چہرے کے ساتھ مسکراہٹ ضبط کرتے علیزے اور مشعل کی بیچاری شکلوں کو دیکھا۔ جو دیسی گھی میں بنے پراٹھوں کو برے برے منہ کے ڈیزائن بناتے دیکھ رہیں تھیں۔

انکو آنکھوں سے نہیں منہ سے نگلنا ہے، چلو شروع ہو جاؤ۔ اور بنا پراٹھا ختم کیے کوئی یہاں سے نہیں اٹھے گا۔

بی جان نے حکمیہ انداز میں دونوں کو دیکھا تھا۔ جو پراٹھوں کو ایسے دیکھ رہیں تھیں۔ جیسے کوئی عجوبہ ہو۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

منیزے نے ان دونوں کو شرارتی نظروں سے دیکھتے دلاور خان کی پلیٹ سے بریڈ اٹھا کر کھانا شروع کیا تھا۔ جبکہ اپنے پراٹھے کی بائٹ توڑتے ہوئے دوسرے پراٹھوں کے نیچے چھپائے جا رہی تھی۔ تاکہ بی جان کو لگے کہ وہ سچ میں پراٹھا کھا رہی ہے۔

منیزے کی چالاکی پر دانیال خان اور دراب خان نے اک دوسرے کو دیکھا تھا۔

علیزے نے التجائیہ نظروں سے آغا جان کو دیکھا تھا۔ آغا جان نے علیزے کی نظروں کو دیکھتے چپکے سے اسے خود بریڈ توڑ توڑ کر دینے لگے تھے۔ جبکہ اسکی پلیٹ میں پراٹھا وہ خود کھا رہے تھے۔

لیکن اس سب میں اگر کوئی بری طرح پھنسا تھا تو وہ مشعل تھی۔

مشعل کی روتی شکل کو دیکھ کر دانیال خان اور دراب خان نے مشکل سے اپنا قہقہہ ضبط کیا تھا۔ لگتا ہے آج آنکھوں کا ناشتہ ہے۔ ہر کوئی کسی نہ کسی جانب دیکھ ہی رہا ہے۔۔

بہت مزہ آنے والا ہے چھوٹے۔۔

دانیال خان نے دراب خان کو سرگوشی کرتے بتایا تھا۔

جی لالہ آنے والے دن انٹر ٹینمنٹ سے بھرپور ہونے والے ہیں۔ دراب خان نے بھی حامی بھری تھی۔

اسی نوک جھونک میں آج کا ناشتہ ختم ہوا تھا۔ جہاں منیزے اور علیزے کی توجہ ہو گئی تھی۔۔ جبکہ مشعل رونے والا منہ بنا کر بیٹھی تھی۔



سنی اس وقت کہاں ہے۔۔

براؤن رنگ کی عام سی شلوار قمیض میں، نیلی آنکھوں کو لینز سے چھپاتے وہ کہیں سے بھی سلطان احمد خان نہیں لگ رہا تھا۔ براؤن بال اس وقت کالے نظر آ رہے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جنگلی گاؤں میں۔۔

عیس نے اپنی قمیض کے بازو فولڈ کرتے عام سے انداز میں جواب دیا۔

چونکہ وہ گاؤں جنگل کے پاس تھا۔ اسی لیے وہ جنگلی گاؤں کے نام سے ہی جانا جاتا تھا۔

سالے جنگلی وہ ادھر کیسے پہنچ گیا۔

ضرار نے تپتے ہوئے اپنے سامنے گندے سے انسان کو دیکھا تھا۔

جونیلی شلوار قمیض میں اپنے لمبے بکھرے بالوں میں کوئی ان پڑھ ہی لگ رہا تھا۔ اور وہ کوئی اور نہیں بلکہ عیس علی ہمدانی تھا۔

ظاہر ہے چل کر پہنچا ہے اور کیسے پہنچے گا۔ اور مجھے ہر وقت نہ گھورا کرو پہلے ہی نظر لگ گئی ہے۔

عیس نروٹھے پن سے ضرار کی نظروں کو نظر انداز کرتے بولا۔ جو انہی کی طرح گرین شلوار قمیض میں اپنے حلیے سے یکسر مختلف لگ رہا تھا۔

سالے چھوڑ دے اب تو انکو دیکھنا اور سیدھا جواب دے ہمیں۔ اس دفعہ کون سی کتی گیم چلائی ہے تو نے پھر۔۔۔

سلطان نے اسے اپنی جانب موڑتے غصے سے دیکھا تھا۔ جو پچھلے کتنے گھنٹوں سے اپنے بالوں کو دیکھتا نہیں تھک رہا تھا۔

میں اب کی بار کچھ نہیں بتانے والا، پہلے ہی بہت نقصان کر دیا ہے تم لوگوں نے میرا۔۔

عیس ناراضگی جتاتے بولا، تو سلطان نے اسکی پونی کھینچنے کی خواہش کو شدت سے دل میں دبایا تھا۔ لیکن افسوس وہ اس وقت اپنی یہ خواہش پوری نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اسکی پونی کو ان دونوں نے بڑی مشکل سے چھپایا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

وہ اسکی ناراضگی کو اچھے سے سمجھ رہے تھے۔۔

حلیہ بدلتے وقت جہاں سلطان اور ضرار نے اپنے بالوں کو نقلی بالوں سے چھپایا تھا۔ وہیں عیس کے بال بھی کور کیے تھے۔

لیکن وہ اپنے اصلی بالوں کو لے کر اتنا بضد تھا۔ کہ مشکل سے سلطان اور ضرار اپنا کام کر پائے تھے۔

اور تب سے وہ ان دونوں پر اپنی ناراضگی ظاہر کرنے کا کوئی موقع نہیں جانے دے رہا تھا۔ اور عیس کی ناراضگی کو ان دونوں نے کیا ہی سیریس لینا تھا۔ لیکن اب سنی کی موجود لوکیشن دیکھتے سلطان اور ضرار دونوں چونکے تھے۔

کل رات سنی سے رابطے کے بعد سلطان اسے یقین دلا چکا تھا۔ کہ وہ ایرہ کو بحفاظت حویلی پہنچا کر ہی اپنا کام شروع کریں گئے۔۔ تب تک وہ ایرہ کے ساتھ وہیں رہے۔

لیکن نجانے کس نے وہاں کے لوگوں کو جنگل میں کسی موجودگی کا بتا دیا تھا۔ کہ وہ لوگ جنگل کی تلاشی لینے پہنچ چکے تھے۔

ان چاروں میں سلطان ان تینوں کو لیڈ کرتا تھا۔ اپنے کام میں وہ چاروں ہی ماہر تھے۔ لیکن ضرورت پڑنے پر سلطان یا ضرار انہیں لیڈ کر لیا کرتے تھے۔ کیونکہ سنی اور عیس کو سیریس کرنا انتہائی مشکل ترین کام ہوتا تھا۔ اور جب تک وہ سیریس نہیں ہوتے تھے انکا کام انجام تک نہیں پہنچ پاتا تھا۔

اب بھی وہ چاروں پلین کے مطابق چل رہے تھے۔ لیکن عیس اپنا کمینا پین دیکھنا نہیں بھولا تھا۔

تو بتا رہا ہے کہ کریں اس دن کی طرح پھر دھلائی، سالے کس دن تو سنجیدہ ہوگا۔ وہاں وہ اکیلا نہیں ہے ایرہ گڑیا بھی اس کے ساتھ ہے۔ اور وہ کہیں پکنک میں نہیں خطرے میں ہیں دونوں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سلطان نے غم و غصے کی کیفیت سے دوچار ہوتے عیس کو شرم دلانا چاہی تھی۔ جس پر رتی برابر بھی اثر نہیں دیکھائی دے رہا تھا۔

تم لوگوں کو وہاں ایڑہ کے ہونے سے مسئلہ ہے یا خطرہ ہونے پر۔۔

عیس نے مطمئن انداز میں دونوں کو دیکھا۔ جو آنکھوں سے ہی اسے نکلنے کی کوشش کر رہے تھے۔

کیا مطلب ہے تیری اس بکو اس کا۔۔۔

ضرار بھڑکا تھا۔

مطلب یہ کہ کیا تم لوگوں کو سنی کی قابلیت پر شک ہے کہ وہ ایڑہ کی حفاظت نہیں کر پائے گا۔

عیس نے انہیں الجھاتے ہوئے پوچھا۔

جس پر دونوں نے نفی میں سر ہلایا تھا۔ کہ اتنا تو وہ جانتے ہی تھے کہ سنی سے بھر کر ایڑہ کی حفاظت کوئی نہیں کر سکتا۔

تو پھر پریشانی کس بات کی ہے۔ ادھر آؤ مزید سمجھاتا ہوں۔۔

عیس نے زمین پر اپنے پاس جگہ بناتے ان دونوں کو اپنے پاس بلایا۔

اور پھر انہیں اپنے پلین کے بارے آگاہ کرنے لگا تھا۔

جس کو سننے کے بعد ضرار اور سلطان نے اک دوسرے کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کرتے عیس کو پیٹنا شروع کر دیا تھا۔

کمینوں کیا موت پڑ گئی ہے اب، چھپاتا ہوں تو مارتے ہو اب بتا دیا ہے تبھی حیوانگی دیکھا رہے ہو۔

خود ان دونوں کی گرفت سے بامشعل چھڑاتے وہ پھولی سانس سے کھڑا ہوا تھا۔

یہ تیرا انعام تھا پہلے نہ بتانے پر اور اچھا سوچنے پر۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اپنے کپڑوں کو جھاڑتے وہ دونوں کھڑے ہوئے اور اک نظر عیس کی جانب دیکھتے ہی انکا چھت پھاڑ قہقہہ نکلاتھا۔

جہاں وہ انتہائی فنی حالت میں کھڑا ان دونوں کو ہی گھور رہا تھا۔ سر کی ویک نکل کر آدھے سر پر آگئی تھی۔
سوری۔۔

سلطان نے آگے بڑھ کر عیس کے بال ٹھیک کرنے چاہے تھے۔ کہ وہ خونخوار تیوروں سے ان دونوں کی جانب بڑھا جہاں وہ دونوں تیز گام کی طرح بھاگ نکلے تھے۔

Episode 43

یہ سب کیسے کھانا ہے، کیا بیگ میں کوئی سینڈوچ نہیں ہے۔

ایرہ نے کھانے کی طرف دیکھتے معصومیت سے پوچھا۔

سنان مصطفیٰ کاظمی اور ایرہ داؤد اس وقت زمین پر بچھی چادر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور انکے سامنے دیسی گھی میں بنے پراٹھے، لسی اور گوشت کا سالن برتنوں میں پڑا تھا۔ پورا دن وہ گاؤں کے لوگوں کی عجیب و غریب نظروں کا شکار رہے تھے۔

ان نظروں کا اثر سنان مصطفیٰ پر تو نہیں ہوا تھا۔ لیکن ایرہ داؤد سنی کے پیچھے چھپتی رہی تھی۔
یہ منہ سے کھانا ہے۔

سنی نے کھانا شروع کرتے جواب دیا۔

میں اتنے گھی میں بنا کھانا نہیں کھاتی سنی

دیسی گھی میں ڈوبے پراٹھوں کو دیکھ کر وہ منہ بنا گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جبکہ ایرہ کے پیار بھرے انداز میں پکارنے پر سنان کے دل کی دھڑکنیں منتشر ہوئیں تھیں۔ لیکن ابھی وہ اسکے نخرے نہیں اٹھا سکتا تھا۔

کوئی بات نہیں نہ کھاؤ۔ سامنے والے ریسٹورنٹ سے پیزا آرڈر کیا ہے وہ کھا لینا۔

لسی کا گھونٹ بھرتے سنی نے عام سے لہجے میں کہا۔ تو ایرہ سچ مچ میں سامنے دیکھنے لگی۔ جیسے سچ میں جنگل میں کسی نے ریسٹورنٹ بنایا ہو۔ اور وہاں سے پیزا آنے والا ہے۔۔

لیکن سامنے دیکھنے پر ایرہ کو ریسٹورنٹ تو نہیں ہاں راگازرور بیٹھا نظر آیا تھا۔ جو عجیب نظروں سے ایرہ کو ہی دیکھ رہا تھا۔

ڈر کے مارے ایرہ سنی کے قریب ہو گئی۔ جبکہ کھانا کھاتے سنی اسکی اک اک حرکت کو نوٹ کر رہا تھا۔ ایرہ کے قریب ہونے پر وہ زیر لب مسکرا دیا۔

کیا ہوا۔۔

سنی نے عام سے لہجے میں پوچھا

کچھ نہیں مچھرا ریٹیٹ کر رہا ہے۔

سنی کو اکیلے کھانا کھاتے دیکھ کر وہ منہ بناتے بولی۔

عجیب بات ہے۔ تم لڑکیوں کو مچھرا ریٹیٹ بھی کرتا ہے۔ ہم مردوں کا تو بس خون چوستا ہے۔

سنی مزاق اڑانے والے انداز میں ہستے ہوئے بولا۔ تو ایرہ رونے والا منہ بنا گئی۔۔

اک تو وہ کھانا بھی اکیلے کھائے جا رہا تھا۔ اور دوسرا اسکا مزاق بھی اڑا رہا تھا۔

ایرہ کے رونے والے منہ کو دیکھ کر سنی ٹھنڈی آہ بھر گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سالن سے چکن نکال کر اس نے چھوٹے چھوٹے پیس کیے۔ اور پھر چھوٹا سا نوالہ بنا کر ایڑہ کے منہ کے آگے کیا۔

سالن کے گھی کا توجگاڑ ہو گیا۔ لیکن روٹی میں سے گھی نہیں نچوڑ سکتا۔ اس لیے دل پر پتھر رکھ کر کھانا کھا لو۔

ویسے بھی دیسی گھی کھاؤ گی تو فائدے میں رہو گی۔ کل کو مجھے آسانی سے برداشت کر سکو گی میری بلو رانی۔۔

ایڑہ کو نوالہ دیتے وہ اسے گہری نظروں سے دیکھنے لگا۔

جبکہ ایڑہ اسکی بے شرمی پر لال ہوتے اسکی انگلیوں پر دانت گاڑی گی۔ لیکن سنی مسکراتے اپنی انگلیوں کو چوم گیا۔ جس پر ایڑہ مزید سرخ پڑتے رخ ہی موڑی گی۔

تو وہ ہستے ہوئے اسے آہستہ آہستہ کھانا کھلانے لگا۔

علی تجھے سچ میں لگتا ہے کیا۔ کہ انکی شادی نہیں ہوئی۔

راگا جو دور سے ایڑہ اور سنی کو نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا۔ اپنے ساتھ بیٹھے ساتھی سے استفسار کرنے لگا۔ جو منہ کو پان کھانے کی وجہ سے رنگے ہوئے تھا۔

ارے ہاں نہ راگا، تیرے کو کتنی دفعہ بتانا پڑے گا رے۔ میرے کو تو ایسا ہی لگتا ہے کہ اس چھو کری اور چھو کرے کاویاہ نہیں ہوا رے۔ دیکھ نہ کیسے چھو کری چھوئی موئی بنی رے۔

اور ادھر ہماری لوگائیوں (بیویوں) کو دیکھ کیسے سارا دن ہمارے کو کاٹنے آتیں۔ اور دیکھتی تو ایسے ہیں رے۔ جیسے بھینس ٹکڑا مارنے کے لیے نشانہ لے رہی ہو۔

منہ سے پان کو تھوکتے علی تفصیل سے بولا۔ تو راگا اسکی بات سے متفق نظر آنے لگا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

پر علی تیری تو شادی ہی نہیں ہوئی۔ پھر تجھے اتنا سب کیسے پتہ ہے۔

راگنے اپنے دماغ میں آیا سوال پوچھا۔ کچھ دن پہلے ہی علی اسکا دوست بنا تھا۔ جب وہ ڈر گز سپلائے کرنے کے لیے شہر گیا تھا۔ اور وہاں رستے میں ڈھابے پر اسکا ٹکراؤ علی سے ہوا۔ جو اسی طرح کئی غیر قانونی کاموں میں ملوث تھا۔ اسی طرح وہ دنوں چند دنوں میں ہی گہرے دوست بن گئے تھے۔

اب علی اپنے کسی کام کی وجہ سے ادھر آیا ہوا تھا۔ تو راگنا سے اپنے ساتھ گاؤں لے آیا۔ اور ایڑہ کو لے کر اپنی پسندیدگی بھی علی کے سامنے ظاہر کر دی تھی۔ جس پر علی اسے صاف طور پر کہہ چکا تھا۔ کہ وہ دونوں شادی شدہ نہیں ہیں۔ اور اس بات پر راگنا کے دل میں ایڑہ کو حاصل کرنے کی امید جاگی تھی۔ وہ سنہری آنکھوں والی لڑکی پہلی نظر میں ہی اسکے دل میں گھر کر گئی تھی۔

راگنا کو سوچوں میں گم دیکھ کر علی وہاں سے اٹھتے سنی کی جانب مسکراہٹ اچھالتے انکے قریب سے گزرا۔

پرانی سی براؤن شلوار قمیض میں لمبے بالوں والے مرد کو قریب سے گزرتے دیکھ کر سنی ٹھٹکا تھا۔ لیکن لمحے کے گیارویں حصے میں سب کچھ سمجھتے اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

زیادہ پسند آگیا ہے۔ جسے دیکھی جا رہے ہو۔

سنی کو عجیب سے حلیے والے مرد کو دیکھتے آڑہ منہ بناتے بولی۔ کیونکہ پان کھانے کی وجہ سے علی کا منہ سارا لال ہوا پڑا تھا۔ جسے دیکھ کر کسی کا بھی دل خراب ہو سکتا تھا۔

علی وہاں سے گزرتے گاؤں سے تھوڑی باہر کی جانب چلا آیا۔ وہ اپنا کام کر چکا تھا۔ اب صرف نتیجے کا انتظار کرنا تھا۔

سالوں کوئی اچھا ہی گیٹ اپ دے دیتے۔ یہ سسر اساری پر سنیلٹی خراب کرنے پر تلا ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

منہ سے پان کو باہر پھینکتے، اس نے جیب سے پانی کی بوتل نکالتے جلدی سے کلی کی۔

موبائل میں اپنے منہ کو لال دیکھ کر وہ دانت کچکا اٹھا۔ اس منہ سے وہ اپنی پدی کو کس کرنے جاتا۔ تو یقیناً پہلی فرصت میں وہ اسے کلک آؤٹ کر دیتی۔

سالے خود صرف پینڈو بنے ہیں۔ مجھے پینڈو ان پڑھ، جاہل اور گنوار پتہ نہیں کیا کیا بنا دیا ہے۔

اپنے سر سے لٹکے لمبے گندے بالوں کو چھوتے اس کا دل خراب ہوا۔ بے شک بال نقلی تھے۔ لیکن عیس کا دل انتہائی خراب کر چکے تھے۔ اور رہی کسر منہ میں پان کا ذائقہ پوری کر رہا تھا۔

جبکہ دوسری طرف سلطان اور ضرار عیس کی دہائیاں سنتے قہقہے لگا رہے تھے۔ عیس کی قمیض پر لگی ڈیوائس کی مدد سے وہ اسے سن پارہے تھے۔ یہاں آنے سے پہلے وہ مشن کی مکمل تیاری کر کے آئے تھے۔ لیکن ایرہ کے یہاں پھنسنے پر انہیں پلین کو بدلنا پڑا تھا۔

اب کل تک ہر حال میں مشن مکمل کر کے انہیں یہاں سے بحفاظت نکلنا تھا۔



شام کا وقت تھا۔ جب ایرہ گاؤں کی عورتوں میں گھری ہوئی بیٹھی تھی۔

چھوٹے سردار کی جانب ملنے والے پیغام کی وجہ سے سنی کو اٹھ کر جانا پڑا تھا۔ ورنہ ایرہ اک انجانی جگہ پر کہاں اکیلے بیٹھنے والی تھی۔

گاؤں کی عورتیں ایرہ کو دیکھتی، منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے اک دوسرے سے نجانے کیا باتیں کر رہیں تھیں۔ انکی باتیں ایرہ کے پلے نہیں پڑ رہیں تھیں۔

باجی کیا وہ تیرا شوہر نہیں ہے۔

عورتوں کے ہجوم سے اک لڑکی نے ایرہ سے پوچھا۔ جو کہ ایرہ کی ہی ہم عمر لگ رہی تھی۔

اے سسی اسے کاہے کو پوچھ رہی ہے تو، وہ راگاسب کو بتا تو رہا تھا۔ کہ ان دونوں کا بیاہ نہیں ہوا۔ یہ ایسے ہی اک ساتھ رہے ہیں۔ ہائے ہائے اتنی بے شرمی ہم نے تو نہ دیکھی کہیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اک درمیانہ عمر عورت ایڑہ کو حقارت سے دیکھتی ہوئی اونچی آواز میں بولی۔

جبکہ ایڑہ تو آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھنے لگی تھی۔ آنکھوں میں بے یقینی سی تھی۔ اور ان تمام عورتوں کی نظروں میں اپنے لیے حقارت دیکھتے ایڑہ کو لگ رہا تھا۔ جیسے کسی نے اسکے جسم پر تیزاب پھینک دیا ہو۔ آنکھوں سے یک دم آنسو نکلنا شروع ہوئے۔ کپکپاتے ہونٹ کچھ بھی بولنے سے انکاری تھے۔ تو کیا اس لیے سنی کو سردار نے بلایا تھا۔ اچانک سے اسے اپنے ارد گرد دنیا گھومتی ہوئی محسوس ہوئی۔

ابھی وہ خاموشی سے روتے سنی کا سوچ ہی رہی تھی۔ کہ سامنے سے سرد تاثرات لیے سنی آتا ہوا دیکھائی دیا تھا۔

سنی کو آتے دیکھ کر ایڑہ عورتوں سے نکلے ہوئے اسکی جانب بھاگی۔

یہ سب کیا کہہ رہے سنی

نم گولڈن سرخ آنکھیں اٹھاتے استفسار کیا گیا۔

ایڑہ کی حالت دیکھتے سنی کو محسوس ہوا تھا۔ جیسے کسی نے اسکا دل مٹھی میں جکڑ لیا ہوا۔ وہ کل سے اسے روتے دیکھ رہا تھا۔

جبکہ ایڑہ کو سنی کے قریب جاتے دیکھ کر عورتیں پھر بڑبڑانا شروع کر چکیں تھیں۔ اور انکی باتیں سنتے ایڑہ نے بے یقینی سے سنی کو دیکھا۔ جو اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی دے رہا تھا۔

ایڑہ پینک نہیں کرویا، ورنہ سب کا شک یقین میں بدل جائے گا۔ کہ ہم دونوں میاں بیوی نہیں ہیں۔

ایڑہ کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیتے سنی نے اسے سمجھانا چاہا۔

تو سنان صاحب کیا خیال ہیں آپکے۔۔۔

خود کی جیت دیکھ کر رگ سرشاری سے اسے پوچھ رہا تھا۔ جبکہ اسکے پیچھے گاؤں کے باقی مرد بھی سنی کے پیچھے آئے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سب گاؤں کے مرد و عورتوں کی نگاہوں کا مرکز وہ دنوں بنے ہوئے تھے۔

ایرہ کے وجود پر راگا کی گندی نظریں دیکھتے سنی نے ڈوٹے سے اسکے چہرے کو ڈھکتے اپنے پیچھے چھپایا۔ اور سنی نے اس عمل۔ ہر چھوٹے سردار کے چہرے پر پھر مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔

جبکہ راگا کے بائیں جانب علی کو دیکھتے سنی نے گنداسا منہ بنایا تھا۔ لیکن علی کسی بے نیاز ہیروئن کی طرح اپنے ناخن دیکھنے میں مصروف تھا۔ جیسے وہ سنو جانتا ہی نہ ہو۔

دیکھے سنان صاحب، آپ ہمارے مہمان ہیں۔ اور ہم مہمان کو تکلیف دینا پسند نہیں کرتے۔ لیکن جو چیز شک کے دائرے میں آرہی ہے۔ وہ اخلاقیات کے خلاف ہے۔ اور ہم ایسی گستاخی برداشت نہیں کرتے۔ اگر آپ میاں بیوی ہیں۔ تو دوبارہ نکاح کرنے میں کیسی سوچ و بچار۔

چھوٹے سردار نے سنی کے قریب آتے پھر اپنی بات دہرائی۔

جبکہ سنی آنکھیں بند کرتے خود پر ضبط کے پہرے بیٹھانے لگا۔ وہ کچھ ہی دیر میں ان سب کی عقل ٹھکانے لگا سکتا تھا۔ لیکن خود کے پیچھے چھپے وجود کی حفاظت اولین ضرورت تھی۔

نقاب میں چھپے ایرہ یہ سب سنتے اپنا سانس تک روک گئی۔ تو کیا اس لیے انہوں نے سنی کو بلایا تھا۔ کیا آپ سب کو نہیں لگتا کہ آپ سب اک غیر ضروری موضوع پر اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔

سنی نے ہاتھ باندھتے سنجیدگی سے سب کو دیکھا۔

دیکھو شہری بابو، تم ہمیں باتوں میں نہیں لگاؤ۔ اگر سچے ہو تو ثابت کرو۔ ورنہ میں تو اس لڑکی سے نکاح کرنے کو راضی ہی ہوں۔

راگانے سنی کے پیچھے چھپی ایرہ کو نظروں میں بساتے پر جوش لہجے میں سنی کو پھر بھڑکایا۔ کیونکہ علی اسے یقین دلا چکا تھا۔ کہ وہ کسی صورت نکاح نہیں کرے گا۔ اور اسی وجہ سے راگا اچھل رہا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ہاں نہ چھوٹے سردار، راگا بالکل ٹھیک بول رہا ہے۔ بولیں اس شہری بابو سے کہ اگر سچ میں وہ اس چھو کری کا بندہ ہے۔ تو دوبارہ نکاح کر لے۔ کاہے کو اتنی ٹال مٹول کر رہا ہے یہ چھو کرا۔
بھڑکی ہوئی آگ میں علی نے بھی اپنے حصے کی تیلی لگانا ضروری سمجھا تھا۔ اور اس تیلی پر سنی نے اسے گھور کر دیکھا۔ جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو کہ سیر یسلی۔۔

مجھے لگتا ہے۔ اس لڑکی کو مجھے ہی سہارا دینا پڑے گا۔ کیونکہ یہ صاحب تو خاموش کھڑے ہیں۔
راگانے سردار کو دیکھتے کندھے اچکاتے کہا۔ کسی مظلوم لڑکی کو سہارے دیتے وہ سب کی نظر میں ہیرو بننے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔
ہم نکاح کرنے کے لیے تیار ہیں۔

کاہنتی آواز میں کہا گیا۔ تو سنی بے یقینی سے مڑتے اپنے پیچھے چھپے وجود کو دیکھنے لگا۔
پلیز۔۔۔

سکتے ہوئے وہ پھر بولی۔ اس نے زندگی میں کبھی ایسی صورت حال کا سامنا نہیں کیا تھا۔ جیسی اب پیش آئی تھی۔ سب لوگوں کو حاوی ہوتے دیکھ وہ ڈرتے اپنا فیصلہ سنائی۔

ایرہ ہوش کے ناخن لو۔ میں اگر انہیں کوئی جواب نہیں دے رہا تو اس کے پیچھے بھی کوئی وجہ ہے۔
سنی نے ضبط سے چباتے ہوئے الفاظ ادا کیے تھے۔

چلیں سردار صاحب نکاح کی تیاری کریں۔

ایرہ کے اقرار کے بعد علی نے جلدی سے وہاں سے سب کو ہٹانا چاہا۔

جبکہ ایرہ کا اقرار گاؤں والوں کے چہرے پر خوشی بکھیر گیا تھا۔ سردار نے سب کو نکاح کی تیاری کرنے کا حکم دیا۔ اور خود اپنے بڑے بھائی کی جانب چل دیے۔ جو کہ اصل میں اس گاؤں کے سردار تھے۔ اور

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

بڑے سردار کے نام سے مشہور تھے۔ لیکن آج کل وہ بیمار ہونے کی وجہ سے اپنے کمرے میں کی رہتے تھے۔ اسی لیے گاؤں کی ساری ذمہ داری چھوٹے سردار نے اٹھائی ہوئی تھی۔

سب کو خوشی سے چینختے دیکھ کر سنی کابس نہیں چل رہا تھا۔ کہ اپنے بال نوچ لیں۔ اور اصل غصہ تو اسے اپنی گندی فساد کی جڑ پر آ رہا تھا۔ جو مڑتے ہوئے سنی کی جانب فلائنگ کس اچھال کر گیا تھا۔ عورتیں ایرہ کو تیار کرنے کے لیے لے کر جا چکیں تھیں۔ پیچھے وہ اکیلا سر پکڑ کر رہ گیا۔

ہاتھ میں پہنی واچ کی مدد سے وہ مسلسل سلطان سے رابطہ کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ تاکہ انہیں اس اچانک صورت حال سے آگاہ کر سکے۔ اور اپنی گندی جو ٹھ جا کا رنامہ بھی بتا سکے۔

Episode 44

شام ڈھلتے ہی ایرہ داؤد اور سنان مصطفیٰ کاظمی کا نکاح پڑھا دیا گیا تھا۔

جبکہ راگا کے دل میں آگ لگی ہوئی تھی۔ وہ آنکھوں میں محبت کی ناکامی بسائے علی کو طیش بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

کیونکہ علی اسے یہ ہی یقین دلاتا رہا تھا۔ کہ ان دونوں کا نکاح نہیں ہوگا۔

راگا کی حالت دیکھتے سنی کے دل میں ٹھنڈی پھوڑ پڑی تھی۔

جبکہ اس سب سے برعکس علی آنکھیں بند کیے، چہرے پر معصومیت سجائے اپنے لال منہ کے ساتھ خشوع و خضوع سے اپنے یار کے نکاح کی دعا مانگ رہا تھا۔

علی کی معصومیت اور راگا کی حالت دیکھتے سنی نے سرخ چہرے کے ساتھ اپنا قہقہہ ضبط کیا تھا۔ کیونکہ راگا، علی کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ جبکہ علی اس کی نظروں سے بے خبر پتہ نہیں کون کون سی دعائیں مانگنے میں لگا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ایرہ عورتوں والی سائیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اسکا نکاح وہیں ہوا تھا۔

اسی لئے سنی اسکی حالت کے بارے کچھ نہیں جانتا تھا۔ کہ نکاح کے وقت نجانے اسکا کیا حال ہوا ہو۔

بے اختیار جنگل میں ایرہ کے کہے گئے الفاظ اسکے کانوں میں گونجنے لگے تھے۔

"پکایہاں سے جاتے ہی نکاح کر لوں گی"

نجانے کونسی قبولیت کی گھڑی تھی۔ کہ وہ جنگل سے نکلتے ہی اسکے نکاح میں آگئی تھی۔

انہی سوچوں میں سب اٹھ کر سنی کو مبارک باد دینے لگے تھے۔

علی کے گلے لگنے پر نامحسوس انداز میں سنی اسکی کمر پر زور سے چٹکی کاٹ گیا۔

"سالے اب نکاح کے بعد گھوگھٹ اٹھانے نہ چلی جائی"

عیس اپنی کمر مسلتے اسکے کان میں سرگوشی کرتے دور ہوا۔ تو سنی سرخ چہرے سمیت اسے گھورنے لگا۔

جبکہ راگاتو کب کا جاچکا تھا۔



روایتی شیشوں سے آراستہ سرخ جوڑے میں گھوگھٹ اوڑھے وہ بیٹھی تھی۔

چہرہ گم سم تھا۔ جبکہ پاس بیٹھیں عورتیں اسے نجانے کن کن لفظوں سے چھیڑنے میں مصروف تھی۔

لیکن ایرہ کو کوئی خبر نہیں تھی۔

چلو سب دلہن کو اسکے کمرے میں چھوڑ کر آؤ۔ اسکا بندہ آنے والا ہوگا۔

اک عورت ایرہ کو مسلسل چپ دیکھ کر بولی۔ تو سب ایرہ کو سہارا دیے کمرے میں بٹھا آئی۔

ابھی ایرہ کو کمرے میں بیٹھے کچھ ہی پل گزرے تھے۔ کہ اک لڑکی ہاتھ میں گلاس اٹھائیے اسکے کمرے

میں داخل ہوئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اے چھوڑی یہ پی لے، تیرے بندے نے خاص کر بولا ہے۔

آنے والی نے ایرہ کا گھونگھٹ اٹھاتے اسے دیکھا۔ تو ایرہ چونک گئی۔ ایرہ کی خوبصورتی دیکھتے اسے یقین ہوا تھا۔ کہ کیونکر راگا اس پر فدا ہوا تھا۔

اگر وہ ایسے اسکا گھونگھٹ اٹھا کر اسے تاکید کر رہی تھی۔ تو ضرور سنی نے کسی وجہ سے کہا ہو گا۔ یہ ہی سوچتے ایرہ ہاں میں سر ہلاتے گلاس اٹھا کر لبوں سے لگا گئی۔

ایرہ کو دودھ پیتے دیکھ کر وہ فتح مندی سے مسکرائی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ کام اتنا آسان ہو گا۔ ایرہ نے گلاس خالی کر کے اسے تھمایا۔ تو وہ مسکراتے ہوئے چلی گئی۔ پیچھے ایرہ پھر اس چہرہ لیے بیٹھی رہی۔ اب چہرے پر گھونگھٹ نہیں تھا۔

لیکن ابھی چند پل ہی گزرے تھے۔ کہ ایرہ کو اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہوا تھا۔



سلطان کی جانب سے ملنے والی ہدایات کو دیکھتے سنی تیزی سے ایرہ کی تلاش میں عورتوں والی سائیڈ پر آیا تھا۔

رات کے گیارہ بجے کا وقت ہو چکا تھا۔

اس وقت گاؤں والے میٹھی نیند سو رہے تھے۔

لیکن تین چار افراد اپنے اپنے مقاصد کی وجہ سے جاگ رہے تھے۔

سنی کو پہلے ہی پیغام مل چکا تھا۔ کہ ایرہ کمرے میں اسکا انتظار کر رہی ہے۔ جسے سنتے سنی کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں تھیں۔

انہی سوچوں میں وہ کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

گاؤں میں یہ کمرے مٹی کی مدد سے بنائے گئے تھے۔ اور گاؤں کی عورتوں نے کمروں میں مختلف رنگوں کی مدد سے نقش و نگاری کی تھی۔

کمرے کو اک نظر دیکھتے سنی نے اپنی دلہن کی تلاش میں نظریں دہرائی۔ تو ایرہ اسے چارپائی پر جھومتے ہوئے نظر آئی۔

سنی الجھن سے چارپائی کے قریب گیا۔ تو ایرہ کو دیکھ کر ٹھٹکا۔

وہ شیشوں سے آراستہ سوٹ میں اپنی سفید دھمکتی رنگت میں سنان مصطفیٰ کے دل کی دنیا ہلا گئی۔ چارپائی پر سر گرائے وہ بکھرے بالوں سے لیٹی ہوئی تھی۔ بال بکھرنے کی وجہ سے گردن صاف نظر آرہی تھی۔

ایرہ کو اس طرح لیٹے دیکھ کر سنی کو محسوس ہوا تھا۔

کہ کہیں تو کچھ خراب ہے۔ سنی نے ہاتھ بڑھاتے ایرہ کو سیدھا کیا۔

تو وہ اپنی گولڈن آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی۔

تم آگئے۔ اپنی دلہن کے پاس اتنی لیٹ آتے ہیں کیا۔

گولڈن آنکھیں ٹم ٹماتے شکوہ کیا گیا۔

تو سنی کو مزید حیرت ہوئی۔ کونسا انکی شادی ہال میں سارے شہر کے سامنے شادی ہوئی تھی۔ جو وہ ایسے

شکوہ کر رہی تھی۔ وہ تو سوچ رہا تھا۔ کہ شاید وہ اسے روتی ہوئی ملے پر یہاں تو معاملہ ہی الٹ تھا۔ وہ تو

بچوں کے سے انداز میں روٹھی ہوئی نظر آرہی تھی۔

تم ٹھیک ہونہ ایرہ۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سنی نے اسکے گولڈن بال سمیٹتے فکر مندی سے پوچھا۔ نجانے اسکا دل کیوں کہہ رہا تھا۔ کہ کچھ گڑبڑ ضرور ہے۔

تم بہت خراب ہو، مجھے اتنا انتظار کروایا۔

وہ اٹھتے ہوئے اسکی گود میں بیٹھ کر مزید شکوہ کناں ہوئی۔ تو سنی اسکی بے باک پیش قدمی پر اپنی سانس روک گیا۔

جاناں تمہیں کیا ہوا ہے۔

سنی نے اسکا چہرہ اٹھاتے اپنے سامنے کیا۔ کیونکہ وہ اسکی گود میں بیٹھتے ہی اپنا چہرہ اسکے کندھے سے ٹکائی تھی۔ جیسے بہت نیند میں ہو۔

مجھے پیار ہوا ہے۔

دلفریب مسکراہٹ کے ساتھ وہ چہرہ اٹھاتے سرخ آنکھوں میں چمک لیے بولی۔

تو سنی اسکی سنہری آنکھوں میں سرخی دیکھتے پھر ٹھٹکا۔

ایرہ کی حالت کچھ اور ہی بتا رہی تھی۔

سنی نے ایرہ کے منہ کو اپنی ناک کے قریب کرتے سو نگھنا چاہا تو اسے کسی قسم کی سمیل محسوس نہ ہوئی۔ جبکہ سنی جو ایرہ کی حالت کی وجہ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ایرہ کو اپنے لبوں پر نظریں جماتے دیکھ کر اسکے دل کی دھڑکن تیز ہوئی۔

تم مجھے بہت پیارے لگتے ہو بلکل گولڈن سینتھر کی طرح۔ کیونکہ سر سے لے کر پاؤں تک گولڈن ہی ہو۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سنی کے سر پر ہاتھ کی انگلی سے لکیر کھینچتے وہ سنجیدگی سے لبوں پر رکتے ہوئے بولی۔ لہجے میں سنجیدگی کے ساتھ ساتھ مدہوشی بھی شامل تھی۔

تو سنی اسکے انداز پر پریشان ہو گیا۔ وہ اسکی گود میں بیٹھی اسکے ضبط کا امتحان لے رہی تھی۔

کس کمینے نے تمہیں بنا تہوار کے بھانگ پلا دی ہے۔ ہوش کرو میری نئی نویلی منکوحہ، ہمیں تھوڑی دیر میں یہاں سے نکلنا ہے۔ اور تم ہوش کھوئے بیٹھی ہو۔

ایرہ کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے وہ اسکے چہرے کو دائیں بائیں جانب ہلاتے ہوئے بولا۔ تاکہ اسے کسی طرح سے ہوش آجائے۔

جبکہ ایرہ اپنے کھلے بالوں میں زور و شور سے سر ہلانے لگی تھی۔ اور بچوں کی طرح تالیاں مارتے ہوئے ہنس دی۔

یقیناً اسے سنی کا یہ عمل بہت پسند آیا تھا۔ کہ وہ مسلسل خود ہی اپنے چہرے کو دائیں بائیں جانب ہلا رہی تھی۔۔۔

ایرہ کو پاگل پن کرتے دیکھ کر سنی نے اسکی کمر میں ہاتھ لپیٹتے اسے اپنی جانب کھینچتے اپنے قریب کر لیا۔
"ہوش میں آجاؤ نہیں تو میں تمہارے ہوش ٹھکانے لگا دوں گا۔"

ایرہ کی آنکھوں میں دیکھتے وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔ وہ دو دن سے اسے بہت آزما چکی تھی۔ اب تو اسکے نکاح میں ہوتے کوئی بھید نہیں تھا۔ کہ سنی اسے بوکھلا دیتا۔ لیکن اس سب کا ابھی وقت نہیں تھا۔ لیکن وہ پھر بھی باز نہیں آرہی تھی۔

ایرہ جو کہ کیوٹ منہ بناتے سنی کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ کہ اچانک سے زور زور سے ہنسا شروع ہو گئی۔ اور ساتھ گانا بولنے لگی۔ جیسے سنی کے کچھ بھی بولنے سے اسے کچھ بھی نہیں فرق پڑتا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ایرہ کو یوں شور مچاتے دیکھ کر سنی نے گہری سانس بھرتے خود کو کنٹرول کیا۔

کہ کیسے اسے ہوش دلایئے۔ اگر کسی نے ایرہ کے ساتھ یہ حرکت کی تھی۔ تو اسکا مطلب ایرہ کو ٹریپ کرنا تھا۔

ایرہ کو اونچی آواز میں چلاتے دیکھ کر وہ سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔

کہ اچانک سنی کو اپنے کمرے کے دروازے کے آس پاس کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ لیکن ایرہ کے شور میں کچھ بھی سمجھ پانا مشکل تھا۔ وہ اپنی گردن کو ہلا ہلا کر جھومتے ہوئے کسی اور ہی جہاں کی سیر کو نکلی ہوئی تھی۔

ایرہ خاموش ہو جاؤ۔

ایرہ کو سیدھے کرتے سنی نے اسے خاموش کروانا چاہا۔ لیکن ایرہ کا انداز ایسا ہی تھا۔ جیسے کہنا چاہ رہی ہو۔ شوہر جناب تم بھاڑ میں جاؤ۔ میں تو جھوموں گی۔

اک ساتھ کئی قدموں کی آوازیں سنتے سنی نے اک جھٹکے میں ایرہ کی گردن کو اپنی جانب کھینچنے اسکے چلاتے لبوں پر اپنے لبوں کا قفل لگایا۔ اور قفل لگاتے وہ دونوں پیچھے چارپائی پر گرے تھے۔

ایرہ جو کب سے شور مچا رہی تھی۔ نشے میں سنی کے سینے پر لیٹتے اسکے لمس کو اپنے ہونٹوں پر محسوس کرتے آنکھیں پھیلا گئی۔

جبکہ سنی اسکی سرخی مائل آنکھوں کو پھیلنے دیکھ کر مسکرایا۔ سنان نے اپنے ہونٹوں کو صرف ایرہ کے ہونٹوں سے ملایا ہوا تھا۔ کیونکہ اسکا مقصد صرف ایرہ کو خاموش کروانا تھا۔ وہ اپنے ہونٹوں کو بالکل بھی حرکت نہیں دے رہا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

وہ جو کسی اک کے قدموں کی آواز سمجھ رہا تھا۔ اک ساتھ کئی لوگوں کو اپنے کمرے کے گرد اکٹھے ہوتے اس نے ہاتھ میں پہنی گھڑی سے عیس سے رابطہ کیا۔

سنان مصطفیٰ کاظمی کسی مشن میں اتنا بے بس نہیں ہوا تھا۔ جتنا اس مشن میں اپنے محبوب کی وجہ سے ہو چکا تھا۔

اور اسکا محبوب اسکی جان لینے پر تلا ہوا تھا۔ ایرہ کی بند آنکھوں کو دیکھ کر وہ سوچ کر رہ گیا۔ خیر بعد میں بخشے کا ارادہ تو سنان کا بھی نہیں تھا۔

جبکہ ایرہ جو کب سے اسکے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں پر محسوس کر رہی تھی۔ لیکن سنی کے ہونٹوں کو حرکت نہ کرتے دیکھ کر وہ غصے سے آنکھیں کھول گئی۔ جیسے اپنی طلب پوری نہ ہونے پر شدید طیش آیا ہو۔

ایرہ کی آنکھوں میں غصہ دیکھتے سنی نے سوالیہ نظر سے اسے دیکھا۔

تو ایرہ مدہوش ہوتے اسکی گردن میں بائیں ڈال کر اسکے بالائی ہونٹ کو اپنے ہونٹوں میں لے کر کاٹنے لگی۔

جبکہ سنی اسکی پیش قدمی پر ساکت ہوا تھا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ وہ نشے میں ہے۔ اسی لیے اسکی اجازت کے بنا وہ کچھ نہیں کرنا چاہ رہا تھا۔ لیکن یہاں تو وہ اسکی سانسیں پینے کے درپر آگئی تھی۔

ایرہ کو ہنوز کاٹے دیکھ کر سنی کروٹ بدلتے اسے اپنے نیچے لٹا گیا۔ ایرہ کی گردن میں ہاتھ لپیٹتے سنان مصطفیٰ نے اسکے چہرے کو اٹھاتے اسکے پتلے گلابی لبوں کو شدت سے اپنے ہونٹوں میں قید کیا تھا۔

اس سے مزید وہ نہیں برداشت کر سکتا تھا۔ ایرہ کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں سک کرتے وہ ارد گرد کے ماحول سے بے گانہ ہو گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جیسے ہر چیز خاموش ہو گئی ہو۔

جبکہ ایرہ بھی بنا کسی مزاحمت کے اسکی آغوش میں لیٹی ہوئی تھی۔

ایرہ کی کمر میں ہاتھ ڈالتے سنی نے اسکی ٹانگوں کو اپنی کمر کے گرد لپیٹا تھا۔ جبکہ سانسیں ہنوز اک دوسرے سے ابجھی ہوئیں تھیں۔

مد ہوشی میں ایرہ کو اپنے ہونٹوں پر کاٹتے دیکھ کر سرشاری سے ایرہ کو خود سے لپیٹے وہ چارپائی سے اٹھ گیا۔

ایرہ کے وجود کو اٹھاتے سنی نے اسے دیوار سے لگایا تھا۔ جبکہ وہ سنی کی کمر کے گرد ٹانگیں لپیٹے کسی اور ہی دنیا میں گم ہو گئی تھی۔

وہ دونوں ارد گرد سے بے نیاز اک دوسرے کے لمس میں کھویے ہوئے تھے۔

ایرہ کے ہونٹوں پر کاٹتے ہوئے سنان نے انہیں شدت سے چوما تھا۔ کہ اپنی گھڑی کی مخصوص آواز سے وہ نرمی سے اسکے ہونٹوں کو جلدی سے آزاد کر گیا۔

جبکہ وہ گہرے سانس لیتی اسکے کندھے پر سر ٹکا گئی۔

گھڑی میں عیس کے پیغام کو دیکھتے سنی نے اک نظر اپنی منکوحہ کو دیکھا۔ جو اپنی مد ہوشی کے باعث اسے جنت کی سیر کروا کے لائی تھی۔

بے باکی سے سوچتے سنان نے ہونٹوں کو دانتوں تلے دبایا۔

وہ ہنوز اسکی گردن میں بائیں ڈالے اسکی گود میں تھی۔

"اگر ایسی شدت تم نے مجھے ہوش و حواس میں نہ دیکھائی نہ جانو، تو یاد رکھنا سنان مصطفیٰ تمہاری سانسوں کو کیسے تنگ کرے گا پھر۔۔"

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ایرہ کے نازک سے وجود کو اٹھاتے وہ اسے چارپائی پر لٹانے لگا۔

جبکہ چارپائی پر لیٹتے ہی وہ پر سکون ہوتے سوتی نظر آئی تھی۔

نکاح کی خوشی میں میڈم دودو نشہ پورے کر کے لیٹی ہیں۔ میری سانسوں کو تو ایسے پی رہی تھی۔ جیسے آخری پیاس یہ ہی ہو۔

ایرہ کے بال سنوارتے اسے نے گہری نظروں سے اسے دیکھا جو اپنا دوسرا نشہ پورا کر کے گہری سانس لیتی اب سو رہی تھی۔

پھر اک دفعہ بیل پر سنی نے گھڑی کو دیکھا تو ایرہ کو اک نظر دیکھتے وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔

Episode 45

سنی عیس کو پیغام دے کر واپس کمرے میں داخل ہوا۔ تو ایرہ چارپائی سے غائب تھی۔ ایرہ کی غیر موجودگی کو دیکھتے وہ ضبط سے آنکھیں بند کر گیا۔

صرف کچھ منٹ کا کھیل تھا۔ اور آنے والا اپنا کام کر کے جا چکا تھا۔

کمرے کے کونے میں پڑا بیگ اٹھاتے سنی اپنی اگلی منزل کی جانب چل دیا۔



رات کے اندھیرے میں ہاتھوں میں ٹارچ لیے۔ وہ تینوں ماسک لگائے زیر زمین بنائی جانے والی خفیہ جگہ پر داخل ہوئے تھے۔

راگانے اپنا بدلہ لیتے ایرہ کو نشہ آور دودھ پلاتے اغوا کروایا تھا۔

مقصد کسی بھی طرح ایرہ کو حاصل کرنا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

لیکن یہ سب کرتے وہ یہ بھول گیا تھا۔ کہ ابھی تھوڑی دیر میں اسکا حال برا ہونے والا ہے۔
سنی کہاں ہے۔۔

وہ تینوں اس وقت کالی شلوار قمیض میں ملبوس منہ پر کالا ہی ماسک لگائے تھے۔
آنکھوں میں سر دلیے آگے چلتے سلطان نے استفسار کیا۔
آنے والا ہے۔۔

دائیں بائیں جانب غور سے ہر چیز کو دیکھتے عیس نے جواب دیا۔

چونکہ یہ خفیہ جگہ زمین کے اندر بنائی گئی تھی۔ تو اسی لحاظ اس جگہ کو اندر سے ایسا بنایا گیا تھا۔ کہ پہلی
مرتبہ داخل ہونے والا کوئی بھی انسان اسے خالی سرنگ سمجھ کر واپس چلا جاتا۔ کیونکہ سرخ میں داخل
ہوتے ہی اسکے ہر طرف جھاڑیاں رکھی دی گئیں تھیں۔ تاکہ آنے والے کو یہ اک ویران جگہ ہی معلوم
ہو۔

لیکن چونکہ عیس یہاں دو دنوں سے رہ رہا تھا۔ لیکن وہ اس خفیہ ٹھکانے کا پتہ نہیں لگا پایا تھا۔ اسی لیے
انہوں نے ایرہ کو اغوا ہونے دیا تھا۔ تاکہ وہ اس جگہ کا پتہ معلوم کر سکیں۔

سالوں نے یہ جگہ ڈیزائن کرنے سے پہلے لگتا ہے کوئی خاص کورس کیا ہوگا۔ اس لیے میں سوچا ہے۔ کہ
چلو سنی کے ویلمے کی سجاوٹ انہی سے کروالیں گئے۔ کتوں نے اپنی منحوس شکلوں کی طرح کی ہی
جھاڑیاں لگائیں ہیں یہاں۔۔۔

نقاب میں اپنی آنکھوں کو چھپائیے وہ اتنی سیرس صورت حال میں بھی پھلجڑی چھوڑنے سے باز نہیں آ رہا
تھا۔

جبکہ ضرار اور سلطان نفی میں سر ہلا گئے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ابھی وہ لوگ آگے بڑھ پاتے کہ انہیں اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی تھی۔

تو وہ تینوں ہاتھوں میں گنز لیے آنے والا انتظار کرنے لگے۔

لیکن اپنے سامنے سنی کو دیکھتے وہ سرد سانس خارج کر گئے۔

لو آگئے ہیں نیے نیے بنے دولہامیاں ویسے میں منع کیا تھا نہ ک گھونگھٹ اٹھانے نہ چلی جائی۔ پردیکھو بے صبرے سے عہد نہیں ہوا۔ اور ہونٹ زخمی کروا کے آگیا ہے۔

سنی کے نچلے ہونٹ پر کٹ کا نشان دیکھتے عیس کی زبان میں پھر کھجلی ہوئی۔ تو سنی نقاب میں خونخوار تاثرات لیے اسے گھورنے لگا۔ جبکہ سلطان اور ضرار سرخ چہرے لیے اپنا رخ موڑ گئے۔ مقصد صرف اپنی مسکراہٹ ضبط کرنا تھا۔

جبکہ سنی اپنے ہونٹ کو چھوتے جھینپ مٹانے کی غرض سے عیس کو کمینے کا لقب دیتے آگے بڑھ گیا۔ تو وہ تینوں بھی خاموشی سے اس کے پیچھے آگے بڑھتے ہوئے نکل کر اک کھلے سے ہال میں داخل ہوئے تھے۔ جہاں سامنے ہی راگا اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھ بات کر رہا تھا۔ اور بڑی بڑی لائٹس نے ان پر اجالہ کیا ہوا تھا۔

سالے گول میز کا نفرنس تو ایسے کر رہے ہیں۔ جیسے نواز شریف انکا سالہو۔

سنی راگا کی شکل دیکھتے تلملایا۔ تو عیس اسکی حالت پر مسکراہٹ ضبط کر گیا۔

اب بتاؤ یہاں سے ٹھکوں کہ وہاں جا کر ٹھو کنا ہے۔

عیس نے سلطان کی جانب مڑتے استفسار کیا۔ جس پر سلطان اسے آنکھوں سے مخصوص اشارہ کر گیا۔

سنی تم یہاں سے پیچھے کی جانب چلے جاؤ، دائیں جانب کے پہلے کمرے میں آری بھا بھی بے ہوش پڑی ہیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

عیس نے سنی کو راستہ بتاتے ایرہ کی موجودگی کا بتایا۔ تو سنی اسکے آری کہنے پر اسکی کمر میں مکہ جھڑ گیا۔
سنی کے جاتے ہی وہ لوگ حرکت میں آئے تھے۔

علی سامنے چھ آدمی ہیں۔ اور ان سب کی ٹانگ میں فائر لگنا چاہیے تاکہ یہ لوگ بھاگ نہ سکیں۔
اوکے خان۔۔

عیس اثبات میں سر ہلاتا آگے بڑھا۔۔

جبکہ ضرار اور سلطان پیچھے چھپ گئے تھے۔۔

اویئے راگا، تو ادھر بیٹھا ہے۔ میں پورے گاؤں میں تجھے ڈھونڈ ڈھونڈ کر آیا ہوں یار رر۔۔

اونچی آواز میں راگا کو مخاطب کرتے بازوؤں کو پھیلاتے عیس اسکی جانب بڑھا۔ جیسے گاؤں کی بیٹھک والا
ماحول ہو۔ اور عیس اپنے یار کی تلاش میں ادھر آنکلا ہو

راگا جو اپنے آدمیوں کے ساتھ نجانے کون سی منصوبہ بندی کرنے میں مصروف تھا۔ علی کی آواز سنتے ہی
وہ سٹپٹا گیا۔۔

تم یہاں کیسے آئے۔۔

راگا جلدی سے کھڑا ہوتا حیرت سے بولا۔

چھوڑ یار اس بات کو، یہ بتا کوئی ایسے بھی گھر بناتا ہے کیا۔ بندہ مٹی ڈال کر گھر اونچا ہی کر لے۔ تیرے
پاس اتنے بھی پیسے نہیں ہیں کیا۔ لوگ تو سجاوٹ کے لیے گلی میں پودے لگاتے ہیں۔ تو نے اپنی شکل کی
طرح جھاڑیاں رکھی ہوئی ہیں۔

عیس نے کرسی ہے بیٹھتے مشورہ دینے والے انداز میں کہا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

تو راگا کا منہ کھل گیا۔ اور وہ چاروں اطراف نظریں گھمانے لگا۔ جیسے سچ میں اس نے صحیح سے گھر نہیں بنایا ہو۔

لیکن جب خیال آیا کہ یہ جگہ اسکے کالے کارناموں کا اڈا ہے تو گن اٹھاتے عیس کی جانب بڑھا۔ کیونکہ اسے اپنی جان کو خطرہ لاحق ہونے کی بو آگئی تھی۔

یہ سالہ وہاں رشتہ داریاں نکالنے گیا ہے کیا۔

عیس کا انداز سلطان کو دانت کچکچانے پر مجبور کر گیا تھا۔ اس نے فائر کرنے کا حکم دیا تھا۔ تو وہ راگا کو سجاوٹ کرنے کے طریقے بتانے لگ گیا تھا۔

ضرار اور وہ دونوں پیچھے چھپے ہوئے سب دیکھ رہے تھے۔

اس سے پہلے کہ راگا عیس کی جانب قدم بڑھا پاتا۔ عیس نے گن نکالتے اسکی ٹانگ پر فائر کیا تھا۔ گھر آئے مہمان کو کوک پلائی نہیں اور مجھے گھر ملنے آرہا ہے۔

عیس نے منہ بناتے شکوہ کیا۔ تو سب اسے اچھنبے سے دیکھنے لگے۔ جیسے وہ کوئی پاگل ہو۔ اپنے سامنے عجیب پاگل انسان کو دیکھتے راگا کے ساتھیوں کی جان نکلی تھی۔

جبکہ راگا تو زمین پر گرے خود کو صرف یہ یقین دلارہا تھا۔ کہ وہ دھوکہ کھا چکا ہے۔

راگا کے دوسرے ساتھی اپنی اپنی گن نکالتے فائر کرنا شروع کر چکے تھے۔

جواباً عیس فائر کرتا دیوار کے پیچھے چھپ گیا۔ وہ لوگ عیس کو اکیلا سمجھ رہے تھے۔ اس لیے انکا فوکس عیس پر ہی تھا۔ لیکن پیچھے سے ہوئے فائر ان سب کو زخمی کر چکے تھے۔

سلطان اور ضرار نے اپنی اپنی پوزیشن بدلتے ان سب کے بازوؤں اور ٹانگوں میں فائر کیے تھے۔

عیس گھومتے ہوئے ضرار اور سلطان کے پاس پہنچا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سالے فائر تو ایسے کر رہے تھے۔ جیسے ہم انکی پھوپھی کے لڑکے ہوں۔ اور یہ خاندانی دشمنی نبھارہے ہوں۔

عیس دانت پیستے ہوئے بولا۔ کیونکہ اک گولی اسکے بازو کو چھو کر گزری تھی۔

عیس کی پھلجڑی پر ضرار کافلگ شفاف قہقہہ گونجا تھا۔ جبکہ سلطان ہستے نفی میں سر ہلاتے آگے کی جانب بڑھ گیا۔

راگا کو گن کی جناب رینگتے ہوئے دیکھ کر عیس اسکی جانب بڑھا۔ اور گن اٹھا کر راگا کی پہنچ سے مزید دور کر دی۔

"لے سنڈی اب اور رینگ کر اٹھالے۔"

راگا کی جانب افسوسناک انداز میں دیکھتے عیس بولا۔ انداز ایسا تھا۔ جیسے راگا کے رینگنے والی حالت پر بہت دکھ محسوس ہو رہا ہو۔

جبکہ راگا تو صدمے سے اسے دیکھ رہا تھا۔ کہ جیسے عیس پاگل ہو۔ جبکہ راگا نہیں جانتا تھا۔ کہ عیس کس بلا کا نام ہے۔ وہ تو صرف اپنے لفظوں سے جینادو بھر کر دیتا تھا۔ اور اب تو پورے کا پورا راگا عیس کے ہتھے چڑھ گیا تھا۔

ایرہ کو بانہوں میں اٹھائے سنی وہاں داخل ہوا۔ تو عیس کو راگا کی حالت پر مزے لیتے دیکھ کر قہقہہ لگا اٹھا۔ سنی کے قہقہے کو سنتے وہ تینوں اسکی جناب مڑے۔ جو ایرہ کو کسی متاع جاں کی طرح اٹھائے ہوئے تھا۔ سنی نے آگے بڑھتے ایرہ کے چھوٹے سے وجود کو ٹیبل پر لٹایا۔ جہاں کچھ دیر پہلے گول میز کا نفرنس چل رہی تھی۔

راگا اور اسکے بے ہوش ساتھیوں کو رسی سے باندھتے ضرار اور سلطان نے کرسی سنبھالی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جبکہ عیس تو کرسی اٹھا کر راگا کے سامنے رکھ کر بیٹھ گیا تھا۔

"مجھے اس سنڈی پر نہیں یقین، اگر یہ سنکتے ہوئے سرنگ سے بھاگ گئی تو۔ اس لیے اپن اسکے سامنے ہی بیٹھے گا۔"

بازو پر پٹی باندھے عیس راگا کے سامنے ہی بیٹھ گیا تھا۔ عیس کو راگا کی جان سے چمٹے دیکھ کر وہ تینوں مسکراہٹ دبا گئے۔

کیونکہ وہ جانتے تھے کہ تھوڑی دیر بعد راگا اپنے بال نوچنے پر آجائے گا۔
کون ہو تم۔

راگانے عیس کو دیکھتے اپنے دماغ آیا سوال پوچھا۔

عیس اسکے سوال پر قہقہہ لگا گیا۔ جبکہ سنی اپنی کرسی اٹھا کر عیس کے ساتھ آبیٹھا۔ وہ اپنی ٹیم کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔ اسکے بعد ہی انہوں نے یہاں سے نکلنا تھا۔

سنی کو عیس کے ساتھ بیٹھتے دیکھ کر راگانے تھوک نگلا۔

تجھے کیا لگتا ہے۔ تو ہی بڑا پلینز ہے۔

راگا کے منہ پر زور سے تھپڑ مارتے عیس بولا۔ تو تھپڑ کی شدت اور آواز سے راگا کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے۔

چل شروع سے بتاتا ہوں۔ ویسے بھی تیری جھاڑی والی شکل دیکھ کر بور ہی ہونا ہے ہم نے

میں "میجر عیس علی ہمدانی" ہوں۔ اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ ہم چاروں "کرنل دلاور خان" اور

"کرنل شیراز پاشا" کے تیار کردہ نمونے ہیں اور میں اپنے دونوں جرنلز کا لاڈلا فوجی ہوں۔

عیس کے اپنے لاڈلے ہونے کی نشان دہی کرتے سلطان اور ضرار نفی میں سر ہلا گئے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

تجھ پر ہم اک مہینے سے محنت کر رہے تھے۔ اور یہ اسی محنت کا صلہ ہے۔ کہ آدھے گھنٹے میں ہمارے سامنے تو سنڈی بنا زمین پر پڑا ہے۔

اپنا تعارف کرواتے عیس نے تھوڑی تلے ہاتھ رکھتے راگا کو ہوش دلایا۔ تو راگا گرد گرد نظریں دہرانے لگا۔

سالے اتنی بڑی پر اپرٹی بنالی تھی۔ تو کوئی دو تین سیوری گارڈ ہی رکھ لیتا۔

سنی نے راگا کی زخمی ٹانگ پر پاؤں رکھتے غراتے ہوئے کہا۔

تو راگا درد کی شدت سے چلا اٹھا۔

سالے تیری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کو دیکھنے کی بھی۔۔

راگا کے منہ پر مکہ جھڑتے سنی کی آنکھوں میں خون اتر۔

جبکہ ضرار اور سلطان سکون سے ساری فلم دیکھ رہے تھے۔ پچھلے دو دن سے وہ انجوائے ہی تو کر رہے تھے۔۔

اویئے مجنوں نہ بھول تیرا میں نکاح کروایا ہے۔۔۔

عیس نے سنی کا چہرہ اپنی جانب کرتے کالر جھاڑتے ہوئے بتایا۔ تو سنی اسے دیکھتے ایبر واچکا گیا۔

جبکہ سنی کا پیرا بھی بھی راگا کی ٹانگ پر ہی تھا۔ درد کے باعث راگا کی گھٹی گھٹی آوازیں نکل رہی تھیں۔ جس کا ان دونوں ہر ہی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

ایسے کیا دیکھ رہا ہے ناشکرے، اس سنڈی کو میں ہی تیرے پیچھے لگایا تھا۔ تاکہ جیسے تیسے تیرا نکاح ہو جائے۔ میرے یار کا گھر بس جائے۔ اور تو شکریہ تک نہیں ادا کر رہا میرا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

عیس نے منہ بناتے شکوہ کیا۔ تو سنی چہرہ گھماتے ضرار اور سلطان کو دیکھنے لگا۔ جنہوں نے سر ہلاتے عیس کی حمایت کی تھی۔ ایرہ اور سنی کو اکٹھے رکھنے کے پلین سے لے کر نکاح تک کی کاروائی عیس نے اسی لیے کی تھی۔ تاکہ ایرہ سنی کے قریب رہتے اسکی محبت کو محسوس کر سکے۔ جبکہ راگا کے ذریعے عیس نے ایرہ کو نکاح کرنے پر اکسایا تھا۔

تو سنی آنکھوں میں شیطانی تاثرات لیے اٹھتے ہوئے بازو کھول گیا۔ تاکہ اپنے یار کو گلے لگا سکے۔ عیس خوشی کے مارے اٹھتے ہوئے سنی کے گلے لگا۔ تو سنی اسے سینے سے لگاتے اسکے زخمی بازو کو شدت سے دبا گیا۔ جس پر عیس کی چیخ بلند ہوئی تھی۔

عیس کی چیخ سنتے ان تینوں کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا تھا۔ سالوں کمینوں تم سب "میجر عیس علی ہمدانی" کی نیکی کے لائق ہی نہیں ہو۔ عیس خود کو چھڑاتے تلملاتے ہوئے بولا۔

سالے نکاح تک تو ٹھیک تھا۔ تو نے گاڑی کیوں خراب کی تھی۔۔ تجھے پتہ ہے وہ جنگل میں کتنا ڈرتی رہی ہے۔

سنی ایرہ کا ڈر نایاد کرتے دانت پیستے ہوئے بولا۔

کمینے میں گاڑی خراب نہ کرتا تو تیرا نکاح کیسے ممکن ہوتا۔ پھر تیرا نکاح اس سسی سے کروانا کیا۔ جو تیری گولڈن آنکھوں کو دیکھتے ٹھنڈی آہیں بھر رہی تھی۔

عیس نے دوسری لڑکی کا حوالہ دیتے کہا۔ جس نے ایرہ کو نشے والا دودھ پلایا تھا۔ کیونکہ وہ سنان مصطفیٰ ہر مر مٹی تھی۔ اور وہ بھی راگا کی طرح سنی کو حاصل کرنا چاہتی تھی۔

کو بے انسان مجھے تو پتہ بھی نہیں تو کس لڑکی کے بارے بات کر رہا ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سنی نے الجھن سے اسے دیکھا۔

میں اسی چھو کری کے بارے بات کر رہا ہوں۔ جو تجھے کھانا دیتے وقت تیرے سالن میں تجھے زیادہ دیسی گھی ڈال کے دے رہی تھی۔

عیس نے اسے یاد کرتے حوالہ دیا۔ تو سنی کو غش پڑا۔ لیکن دیسی گھی والی بات ضرار اور سلطان کا پیٹ خراب کر گئی تھی۔ کہ وہ ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔ جبکہ سنی کو بے اختیار وہ لڑکی یاد آئی تھی۔ جو انہیں کھانا دیتے وقت سنی کو آنکھوں میں بسانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اور ایرہ سنی پر بھڑک اٹھی تھی۔ خالص دیسی ماحول کی لڑکی کا میک اب زدہ چہرہ یاد کرتے وہ جھر جھری سی لے گیا۔



میں بطخوں کو بہت یاد کر رہا ہوں۔۔

گاڑی کی سیٹ سے ٹیک لگاتے آنکھوں کو موندے عیس بولا۔

بے غیرت انسان سیدھی طرح بات کیوں نہیں بولتا تو کہ تجھے تیری اپنی بطن یاد آرہی ہے۔

عیس کے سر پر تھپڑ رسید کرتے ضرار ڈرائیونگ کرتے غصے سے بولا۔ لیکن عیس کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

سلطان پیچھے آنکھوں موندے اپنی خانم کو یاد کرتے مسکرا رہا تھا۔

جبکہ سب سے پیچھے سنی ایرہ کا سر اپنی گود میں رکھے بیٹھا ہوا تھا۔

ساری کارروائی سے فارغ ہوتے انہیں صبح کے تین بج گئے تھے۔

آرمی کی ٹیم نے وہاں پہنچتے اس ساری جگہ کو اپنی حراست میں لے لیا تھا۔ کیونکہ وہاں سے بھاری تعداد میں اسلحہ اور ڈرگزر کی مقدار ملی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

البتہ راگا اور اسکے ساتھی اپنے اصلی ٹھکانے پر پہنچ گئے تھے۔ جبکہ راگ عیس کے ہاتھوں دھوکا کھانے کی وجہ سے پاگل ہو چکا تھا۔

اب انکارخ حویلی کی جانب تھا۔ انکی چھٹیوں میں تین دن باقی رہ گئے تھے۔

اسکا اچھا نکاح کروایا۔ یہ تو بیوی والا ہی ہو کر رہ گیا ہے۔

سنی کی خاموشی محسوس کرتے عیس کسی آنٹی کی طرح طنز یہ بولا۔ تو سنی بند آنکھوں سے ہی مسکرا دیا۔

اس سے پہلے کہ وہ اسے کوئی جواب دے پاتا۔

ایرہ کے وجود میں ہلچل ہوئی۔۔۔

سنی، پیپی سنی۔۔۔ کدھر ہو۔۔۔

نیند میں ہاتھ چلاتے وہ اسے پکارنے لگی تھی۔

ایرہ کی آواز سنتے عیس چہرہ موڑتے چوکس ہوتے اپنی نظریں سنی پر گاڑھ گیا۔ جس پر سلطان نے اسکے منہ پر اک لگائی تھی۔

سنی نے اسکا ہاتھ تھاما، تو وہ مندی مندی آنکھوں سے سنی کو دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔ لیکن اسے کچھ بھی صاف نظر نہیں آ رہا تھا۔ سنی کے دھندلے چہرے کو دیکھتے ایرہ کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ کہ وہ کسی بچی کی طرح بامشکل اٹھتے سنی کی گود میں بیٹھتے اپنا چہرہ اسکی گردن میں چھپا گئی۔

سب کے سامنے ایرہ کی اس حرکت پر سنی سٹپٹا گیا۔ جبکہ پیچھے چہرہ لٹکائے عیس کی آنکھیں ضرورت سے زیادہ کھلی تھیں۔ کہ وہ جو مصنوعی کھانسی کھانسا شروع ہوا تو رکنا ہی بھول گیا۔ اسکی کھانسی کی وجہ سے سلطان اور ضرار کو بھی پیچھے دیکھنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

کیا موت پر گئی ہے تیرے گلے کو۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

گاڑی کو بریک لگاتے ضرار جھنجھلاتے ہوئے پیچھے مڑا۔

تو عیس کے ساتھ سلطان اور ضرار بھی پیچھے کا منظر دیکھتے سٹپٹائے تھے۔ اور جلدی سے رخ موڑ گئے۔

لیکن عیس ہنوز سیٹ پر منہ لٹکائے ہوئے تھا۔ سالے وہ ہوش میں نہیں ہے۔ تو اپنا بوتھا آگے کر۔ سنی اپنی پوزیشن کی وجہ سے عیس پر ٹھیک سے غصہ بھی نہیں کر پا رہا تھا۔

البتہ ضرار سرخ چہرے ساتھ پھر گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔ اور سلطان کا حال ایسا تھا۔ جیسے وہ گاڑی میں موجود ہو ہی نہ۔

لیکن عیس آنٹی سے کون بچے۔

جبکہ ایرہ بے خودی میں سنی کے اندر گھسنے کی کوشش میں سنی کو مشکل میں ڈالے جا رہی تھی۔

ایرہ میری جان میں اکیلا نہیں ہوں۔ ایرہ پر پھر نشہ حاوی ہوتے دیکھ کر سنی بے چارگی سے بول اٹھا۔

جبکہ عیس امپریس ہوتے اپنے ہونٹوں کو گول کرتا او کر رہا تھا۔

تنگ آتے سنی نے بیگ اٹھا کر عیس کے سر پر مارا تھا۔ جس پر وہ تینوں اسکی حالت پر چھت پھاڑتے لگانے لگے تھے۔

KOH NOVELS - URDU

YouTube Channel Link - [Click Here](#)

FaceBook Page Link – [Click Here](#)

Website Link – [KOH NOVELS URDU](#)

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

Episode 46

شام تک وہ چاروں لمبی تان کر سوتے رہے تھے۔ جس پر منیزے اور علیزے کا غصے سے برا حال تھا۔ وہ لوگ چھٹیاں منانے نہیں بلکہ دن گزارنے آئیں تھیں۔ پرسوں انہیں واپسی کے لیے نکلنا تھا۔ لیکن ابھی تک انہوں نے اک بھی جگہ نہیں دیکھی تھی۔ پہلے وہ چاروں جنگل منگل میں گم رہے تھے۔ اور اب سونے میں دن گزار دیا تھا۔

ابھی صبح ناشتے کے بعد ہی تو بی جان انہیں بتا رہیں تھیں۔ کہ گاؤں میں انکا فارم ہاؤس بھی ہے۔ اور فارم ہاؤس کے پاس ندی بھی بہتی ہے۔

اور ندی کا سنتے ہی وہ چاروں فارم ہاؤس دیکھنے کے لیے پر جوش ہو گئیں تھیں۔ لیکن انکے شوہر ایسی لمبی تان کر سو رہے تھے۔ کہ ابھی تک اپنی بیویوں سے بے خبر تھے۔

دو بجے تک تو وہ لوگ انکے اٹھنے کا انتظار کرتے رہیں۔ لیکن انہیں ہنوز سوتے دیکھ کر منیزے سب کو ساتھ لے کر تیار ہونے چلی گئی۔

مشعل نے تو اسے ابھی مزید ویٹ کرنے کو کہا تھا۔ جس پر منیزے اسے آنکھیں دیکھا گئی۔ وہ اچھی طرح اپنی پدی کے ویٹ کو سمجھ رہی تھی۔ کہ اسکی پدی اپنے شوہر سے ملنے کے لیے بے تاب ہے۔ لیکن منیزے انہیں ساتھ لے کر تیار ہونے کے لیے جا چکی تھی۔

آج وہ اک الگ انداز میں تیار ہونے والی تھیں۔



چار بجے وہ لوگ سو کر اٹھے تو ایسے ہی منہ اٹھا کر کمرے سے نکلتے نیچے چلیں آئے تھے۔

لیکن لاونج میں انہیں ہر انسان نظر آیا تھا سوائے اپنی بیویوں کے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

مورے خانم کہاں ہیں۔۔

سلطان نے صوفے پر بیٹھتے اپنے گولڈن بالوں میں ہاتھ پھیرتے زلیخا بیگم سے استفسار کیا۔

سلطان کے ساتھ ضرار اور سنی بھی صوفے پر براجمان ہو گئے۔ لیکن انکی آنکھوں میں بھی سلطان والا سوال تھا۔ ان دونوں میں ہی وہ اپنی بیویوں کو بے حد مس کر چکے تھے۔ کہ بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ انہیں کہیں سے اٹھا کر اپنے سامنے لے آئیں۔

جبکہ ہال میں بیٹھے سب نے ان چاروں کو ایسے نظر انداز کیا تھا۔ جیسے وہ چاروں ابھی بھی حویلی میں موجود نہ ہو۔

سب کو خاموش دیکھ کر عیس اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنے چھوٹے پیکٹ کی تلاش میں خود نکلا تھا لیکن انکے کمرے کو خالی پا کر وہ جھنجھلاتے ہوئے پھر لاونج میں موجود تھا۔ ڈارلنگ میری چڑی کہاں ہے۔۔

عیس نے بی جان کے ساتھ بیٹھے انکی پلیٹ سے کاجوا اٹھاتے پوچھا۔

تو بھی جان اس سمیت سب کو تیکھی نظر سے دیکھ گئیں۔

تم لوگوں کی جانوں سے سرکھپاتے ہوئے چلی گئیں ہیں۔

بی جان نے سر جھٹک کر کہا۔ تو وہ چاروں چوکنہ ہو گئے۔۔

کہاں چلی گئیں ہیں۔۔

سلطان نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

تو بی جان کندھے اچکا کر اپنے موبائل کی جانب دوبارہ متوجہ ہو گئیں۔ انداز ایسا ہی تھا۔ کہ مجھے نہیں معلوم وائی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

بی جان کے تیور دیکھتے سلطان اٹھ کر آغا جان کے پاس بیٹھا۔

آغا جان خانم کہاں گئیں ہیں۔

سلطان نے استفسار کرتے آغا جان کو غور سے دیکھا۔

ہمیں تم لوگ بتا کر گئیں تھیں۔ جو ہم تم لوگوں کو اپنی بچیوں کے بارے بتائے گی۔

آغا جان نے اپنا چشمہ سیدھا کرتے انہیں گھور کر دیکھا۔

یار آغا جان سے درخواست کرو، کہ ہماری بیویوں کو پتہ نہیں بتانا تو نہ بتائیں۔ لیکن ہمیں مذکر ہی رہنے

دیں۔ سمجھ نہیں آرہا ہے۔ ہم انکا پتہ پوچھ رہے ہیں۔ یا وہ ہمارا پتہ پوچھ رہے ہیں۔

سنی نے عیس کی جانب جھکتے سرگوشی میں کہا تو عیس اپنی مسکراہٹ ضبط کر گیا۔

جبکہ ان سب سے بے نیاز ضرار اپنے موبائل میں گم تھا۔ ضرار کو موبائل کے ساتھ گم دیکھ کر ان تینوں کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

ضرار انہیں مخصوص اشارہ کرتے اٹھ کر کمرے کی جانب چلا گیا۔ تو وہ تینوں بھی پیچھے اسکی پیروی میں اٹھ گئے۔

ایسے جیسے بکریاں گم گئیں ہیں۔ کیسے پیروی میں اک دوسرے کے پاؤں پر پاؤں رکھ کر چل رہے ہیں۔

بی جان نے ان چاروں کو آگے پیچھے لائن میں چلتے دیکھ کر طنزیہ کہا۔ تو آغا جان مسکرا دیے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

Episode 47

سنی گہری نظروں سے ایرہ کی جانب دیکھ رہا تھا۔ جو سرخ چہرے سمیت نظریں چرار ہی تھی۔
کیا ہوا۔

سنی نے اسکی کمر پر ہاتھ پھیرتے اسے پوچھا۔ تو وہ بے ساختہ کانپ گئی۔
مجھے جانے دو۔

ایرہ نے آنکھیں میچتے ہوئے درخواست کی۔
کہاں جاؤ گی۔

سنی نے جھکتے ہوئے اسکی گردن میں گہرا سانس لیا۔ تو ایرہ اسکے کندھوں کو تھامنے لگی تھی۔
علیزے پاس۔

ایرہ نے مذاحمت کرتے ہوئے اسے بتایا۔

تمہیں نہیں لگتا ہے، کہ جیسے میں تمہاری جان کو چمٹا ہوا ہوں۔ ویسے خان بھی بھا بھی کی جان کو چمٹا ہوا
گا۔

ایرہ کو پھر اک دفعہ اپنی جانب کھینچتے سنی نے اسکی معلومات میں اضافہ کیا۔ تو وہ حیرانی سے آنکھیں اٹھاتے
اسے دیکھنے لگی۔ ایرہ کے آنکھیں اٹھانے پر سنی نے جھکتے ہوئے اسکی آنکھوں کو چوما تو وہ خود کو اسکے رحم و
کرم پر چھوڑ گئی۔ کیونکہ اس میں کھڑے ہونے کی ہمت نہیں بچی تھی۔
سنی نہیں کرو۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اپنی دھڑکنوں کے شور سے تنگ آتے ایرہ نے اس سے التجا کی۔ کہ سنان مصطفیٰ اسے اپنے لمس سے مزید پاگل نہ کرے۔

سوری میری لال مرچ میں ایسا کرنے سے خود کو نہیں روک سکتا۔ اس لئے تم بھی میرا ساتھ دو تاکہ ہم دونوں اک دوسرے میں کھو جائیں۔

ایرہ کے کھلے بالوں میں ہاتھ ڈالتے وہ اسکے سر کو اونچا کرتے پھر اک دفعہ اس کے لبوں پر جھک گیا۔ اک دفعہ پھر جان لیوا لمس محسوس کرتے ایرہ اسکی پناہ میں لرزی تھی۔



منیزے اب مزید تنگ نہیں کرو مجھے۔۔

ضرار نے دانت پیستے ہوئے کہا

وہ جب سے اسے اٹھا کر ادھر لایا تھا۔ میڈم تب نخرے دیکھانے میں مصروف تھیں۔

سرتاج مجھے ڈانٹ رہے ہیں آپ۔۔

آنکھوں میں مصنوعی آنسو لاتی وہ بھرائے لہجے میں بولی تو ضرار گہرا سانس بھر گیا۔

اچھا سوری ادھر دیکھو میری جان، میں جان بوجھ کر تھوڑی غائب تھا۔ کسی ضروری کام کی وجہ سے جانا پڑا تھا۔ اور پھر میں اکیلا تھوڑی گیا تھا۔ وہ تینوں بھی تو میرے ساتھ تھے نہ۔۔

ضرار کو پتہ تھا کہ وہ صرف ڈرامے کر رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ اسے اپنے دودن غائب رہنے کی وضاحت دے رہا تھا۔

اور مجھے جو ایسے ڈرا دیا۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

وہ اسے خود کو چادر میں اٹھا کر لانے کا بھی یاد دلانے لگی تھی۔ کیونکہ وہ سچ میں اندھیرے میں بہت ڈر گئی تھی۔

منیزے کے منہ بنانے پر ضرار نے دلکش انداز میں اسے دیکھا۔

اپنی سبز آنکھوں کو مٹکاتی وہ ضرار کے دل کے تاروں کو خوب چھیڑ رہی تھی۔

وہ اس وقت پتھر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور منیزے اسکی گود میں بیٹھی ضرار کا دل بے ایمان کر رہی تھی۔ ضرار نے چادر سے خود کو اور منیزے کو کور کیا ہوا تھا۔ کیونکہ ٹھنڈ بڑھتی جا رہی تھی۔

جب میں سو رہا تھا۔ تب تو میرے بہت قریب آرہی تھی۔ اب مجھے کیونکہ نہیں چھونے دے رہی۔۔

ضرار نے منیزے کو کان کی لوح کو دانتوں سے کاٹتے غراتے ہوئے کہا۔ تو منیزے شرم کے مارے اپنے نچلے لب کو کاٹنے لگی تھی۔

آپ اٹھے ہوئے تھے کیا۔

میں تبھی جاگ گیا تھا۔ جب میری شیرنی نے کمرے میں اپنا پہلا قدم رکھا تھا۔

ضرار نے اسکی گردن کو چومتے مزید بتایا۔ تو منیزے اسکی محبت کو دیکھتے روح تک راضی ہو گئی۔ اور اس بات پر بے حد خوش ہوتے اسکا دل مچل گیا۔ کہ اسکا سرتاج اسے نیند میں بھی محسوس کر لیتا ہے۔

منیزے جو ضرار کی گود میں اک سائیڈ پر ٹانگوں کو لٹکائے بیٹھی تھی۔ کہ اچانک ٹانگوں کو دائیں بائیں جانب کرتے وہ مڑتے ہوئے بیٹھ گئی۔ اور اب وہ کراس میں ضرار کی گود میں بیٹھ گئی تھی۔

اپنی شیرنی کی اس بے باک پیش قدمی پر ضرار اپنی سانس روک گیا۔ اتنا تو وہ جانتا تھا کہ وہ جب بھی اپنے شوہر کی کسی بات پر بہت خوش ہوتی تھی۔ تب ہی ایسی کوئی پیش قدمی کرتے ضرار ک چین لوٹ جاتی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اور اب وہ خوش ہوتے ضرار کو بے چین کر چکی تھی۔

میں اتنا مس کیا تھا۔

ضرار کے گلے میں بانہوں کا ہار ڈالتے وہ اسے مزید بتانے لگی۔ کہ وہ اسے۔ ہے یاد کرتی رہی ہے۔

منیزے کے محبت بھرے اظہار پر ضرار نے اس کے ماتھے کو شدت سے چوم لیا۔

میں بھی بہت مس کیا تھا۔ بہت ضروری نہ ہوتا۔ تو بھی اپنی شیرنی کو اکیلے نہ چھوڑ کر جاتا۔

منیزے کی پتلی کمر کو اک جھٹکے میں قریب کرتے وہ اسے گال پر لب رکھ گیا۔

ضرار کی بے باکی پر منیزے سرخ پڑتی اچانک جھکتے ہوئے ضرار کے لبوں پر اپنے نرم ہونٹ رکھ گئی۔

ضرار رنگ بے خود ہوتے شدت سے منیزے کو خود میں بھینچتے منیزے کے ہونٹوں کو اپنی سخت گرفت میں لیا تھا۔ کیونکہ وہ تب سے اسے نخرے دیکھا رہی تھی۔ لیکن اب ضرار اسے نہیں بخشنے والا تھا۔



عیس کے کندھوں پر مسلسل مکے مارتی وہ اسے ہوش دلار ہی تھی۔

لیکن عیس نے اک سیکنڈ کے لیے بھی مشعل کے ہونٹوں کو رہائی نہیں دی تھی۔

مشعل کے چھوٹے قد کی وجہ سے وہ اسے مکمل طور پر زمین سے اوپر اٹھائیے ہوئے تھا۔

مشعل کے مسلسل مذاحت کرتے وجود پر رحم کرتے ہوئے آخر کار وہ اپنی من مانی پوری کر کے ہی پیچھے ہٹا تھا۔

عیس کے پیچھے ہٹنے کی دیر تھی۔ کہ مشعل گہرے سانس لیتی اس کے کندھے پر سر ٹکاتے اپنی رکی ہوئی

سانس بحال کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

مشعل کو ہانپتے دیکھ کر عیس نے اپنا نچلا لب دانتوں تلے دباتے مشعل کی کمر سہلانا چاہی۔ تاکہ اسے شانت کر سکے۔۔

جس پر مشعل سر اٹھاتے عیس کو خونخوار تاثرات سے دیکھنے لگی تھی۔
جنگلی کہیں کے۔۔۔

ہمیشہ کی طرح غصے میں وہ عیس کو بنا کچھ سوچے سمجھے بولنا شروع ہو گئی۔

ایےےے پدی چڑیل، میں تمہارا منہ چومتے ہوئے توڑ دوں گا۔ اگر عیس علی ہمدانی سے بد تمیز کی تو۔۔

عیس نے اپنے سامنے چھوٹے سے وجود کو گھورا۔ تو مشعل نخرے سے ناک منہ چڑا گئی۔ اور مذاحت کرتے زمین پر اتر آئی۔ وہ کب سے اسے بانہوں میں اٹھائے ہوئے تھا۔
بلڈوزر رررر جنگلی یہی۔۔۔

عیس کو مزید القابات سے نوازتے مشعل بھاگتے ہوئے درختوں سے جھنڈ سے نکلی تھی۔ وہ تیز گام بنتے اپنی دوڑ تیز کر گئی۔

اپنی چھوٹے پیکٹ کو بگڑتے دیکھ کر عیس دانت پیستے ہوئے اسکے پیچھے بھاگا تھا۔ ابھی تو اس نے مزید پدی کو چومنا تھا۔ لیکن وہ اسے چکما دے کر بھاگ نکلی تھی۔ اور اوپر سے بد تمیزی بھی کر رہی تھی۔

اپنے پیچھے عیس کو بھاگتے ہوئے دیکھ کر مشعل نے اپنے چھوٹے قدموں کو مزید تیزی دی۔ وہ شور مچاتے، چلاتے ہوئے لاونج سے گزرتے ہوئے فارم ہاؤس کے فرنٹ والے لان میں آئی تھی۔ جہاں اسے باقی سب کے ہنسنے کی آوازیں آرہیں تھیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ان تینوں کے جاتے ہی سلطان علیزے کے ڈر کو دیکھتے لائٹس دوبارہ آن کر واکھا تھا۔ اور دروازہ بھی کھل گیا تھا۔ اسی وجہ سے مشعل بھاگنے میں کامیاب ہو پائی تھی۔ ورنہ ابھی تک وہ اس سر پھرے کے شکنجے میں پھنسی ہوتی۔

بھیا بچائیں۔۔۔

مشعل نے چلاتے ہوئے سلطان لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔ جو سب باتیں کرتے ہوئے ہنس رہے تھے۔

مشعل کو یوں بھاگتے ہوئے دیکھ کر سلطان اور ضرار فکر مندی سے اسکی جانب بڑھے تھے۔ اور باقی بھی جلدی سے انکے پیچھے آئے تھے۔

ان دونوں کو اپنی جانب آتے دیکھ کر مشعل جلدی سے ان دونوں کے پیچھے چھپی تھی۔ اور اسی وقت عیس انکے سامنے آکھڑا ہوا تھا۔ بچے کیا ہوا ایسے کیوں بھاگ رہی تھی۔

سلطان نے مڑتے ہوئے اپنے پیچھے چھوٹے سے وجود کو دیکھا۔ جو سینے پر ہاتھ رکھے اپنی سانسوں کو نارمل کر رہی تھی۔ مشعل کو پٹھانی لک میں دیکھتے سب کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ بے وہ انکا چھوٹا پٹھان لگ رہی تھی۔

بھیا یہ ڈراہیں مجھے۔۔

مشعل نے منہ بناتے عیس کی جانب اشارہ کرتے اسکی شکایت لگائی۔ تو سلطان اور ضرار کی نظروں کا رخ عیس کی جانب ہوا تھا۔

کیا تکلیف ہے تجھے کیوں گڑیا کو تنگ کر رہا ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ضرار نے عیس کو تیکھی نظروں سے دیکھتے استفسار کیا۔ جبکہ سلطان کا بھی ویسا ہی حال تھا۔ البتہ باقی سب مزے سے اگلی کاروائی دیکھنے کی تیاری میں تھے۔

تمہاری یہ چڑیا، گڑیا مجھے بلڈوزر بول کر آئی ہے۔

عیس نے ان دونوں کے پیچھے چھپی اپنی چھوٹی سی بیوی کو گھورنے کی ناکام کوشش کرتے مشعل کا قصور بتایا۔ لیکن اپنے جنگلی ہونے کا نہیں بتایا تھا۔ کیونکہ اپنی تین بھابیوں کے سامنے وہ بے شرمی نہیں کر سکتا تھا۔

ہاں تو بلڈوزر کو بلڈوزر نہیں بولے گی تو کیا ٹرک بولے گی۔

سنی نے عیس کی حالت کا مزہ لیتے اسے تیلی لگائی تو عیس اسے سرخ آنکھوں سے دیکھنے لگا۔

جبکہ سنی کو اپنی بات میں حامی بھرتے دیکھ کر مشعل نے کھلکھلاتے ہوئے پیچھے سے اپنا تھوڑا سا منہ باہر نکالتے ہوئے، سنی کے ہاتھ پر تالی مارتے پھر پیچھے چھپ گئی۔

جبکہ مشعل کی اس کیوٹ حرکت پر وہاں کھڑے سب کے قہقہے گونجے تھے۔

اپنی بیوی کی کیوٹ حرکت کو دیکھتے عیس جو غصے سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ بھی مدہم سا ہنستے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا تھا۔

اویے گنڈے نہ تنگ کیا کر ہماری گڑیا کو، چھوٹی سی تو ہے۔

مڑتے ہوئے سلطان نے مشعل کے بال بکھیرتے ہوئے عقیدت سے کہا۔ وہ انکی چھوٹی سی گڑیا تھی۔ جبکہ ضرار بھی اسے محبت پاش نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

جبکہ مشعل اپنے بھائیوں کو اپنے ساتھ دیکھ کر عیس کو پھر اک دفعہ زبان چڑا گئی۔

یہ دیکھ لو اسکی بد تمیزی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

عیس نے چڑتے ہوئے کہا تو سنی اسکے کندھے پر مکہ جھڑ گیا۔

سالے زبان ہی دیکھائی ہے۔ کونسا بندوق ماردی تجھے جو ایسے تڑپ رہا ہے۔۔۔

جبکہ مشعل عیس کو اتراتے ہوئے دیکھنے لگی تھی۔ جیسے کہنا چاہ رہی ہو۔ اب مجھے پکڑ کر دیکھاؤ۔۔

مشعل کی آنکھوں میں اپنے لیے چیلینج دیکھتے عیس خود پر ضبط کرتے بالوں میں ہاتھ پھیر گیا۔۔

لیزے بھا بھی آپکے بالوں میں چھپی ہے۔۔

عیس نے پیچھے کھڑی علیزے کی جانب اشارہ کرتے زور سے کہا۔ تو سب مڑتے ہوئے علیزے کو دیکھنے

لگے۔ جو چھپکلی کا سنتے ہی چینختے لگی تھی۔ اور ساتھ ساتھ اپنے بالوں کو جھٹکنا بھی جاری تھا۔

جبکہ منیزے اور ایرہ بھی ڈر کے مارے ضرار اور سنی کا بازو تھام گئیں تھیں۔

"بے شک لڑکیوں میں چھپکلی کی اپنی اک دہشت ہے۔ مضبوط سے مضبوط لڑکی چھپکلی کے ڈر سے کانپنے

لگتی ہے۔۔"

سلطان جلدی سے علیزے کی جانب بڑھا تھا۔ جو خوف سے چلا رہی تھی۔

سب کو علیزے میں گم دیکھ کر عیس نے آگے بڑھتے ہوئے مشعل کو اپنی جانب کھینچا تھا۔ جو لہرا کر عیس

کے سینے سے لگی تھی۔

عیس کے کھینچنے پر مشعل کی چینخ بے ساختہ تھی۔ جس پر سب نے مڑتے ہوئے اب مشعل کو دیکھا

تھا۔ وہ تینوں عیس کی کارستانی سمجھ گئے تھے۔

خان نن۔۔ مجھے بچائیں میرے بالوں میں چھپی ہے۔۔۔

علیزے کا چہرہ ڈر کے مارے سفید ہونے لگا تھا۔

خانم کچھ نہیں ہے بالوں میں، اس بے غیرت نے ویسے بکواس کی ہے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

چلاتی ہوئے علیزے کو تھامتے ہوئے سلطان نے اسے کنٹرول کرنا چاہا۔ لیکن وہ کچھ سننا ہی نہیں چاہ رہی تھی۔

خان ہو گی نہ دیکھیں آپ۔۔

علیزے کو ہنوز اپنی ضد پر اڑے دیکھ کر سلطان نے آگے بڑھتے ہوئے اسے سینے میں چھپالیا تھا۔ علیزے کی حالت دیکھتے ایرہ اور منیزے بھی ڈر سے کانپنے لگی تھی۔

کچھ بھی نہیں ہے۔ میں ہوں نہ پاس آپکے۔۔

علیزے کے سر کو چومتے سلطان نے اسے ریلیکس کرنا چاہا۔ تو علیزے اس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔ پورا کمینہ ہے تو۔۔

سنی نے مڑتے ہوئے عیس کو شرم دلانا چاہی۔ تو وہ بے شرمی سے اپنی بتیسی دیکھا گیا۔ مشعل کو وہ پھر بازوؤں اٹھا چکا تھا۔

بد تمیز کروں گی اب۔۔

سرد تاثرات لیے عیس نے مشعل کو دیکھا۔ تو وہ ڈر گئی۔ بے شک عیس کے ایسے تاثرات اسے ہمیشہ ڈرا دیتے تھے۔

اور پھر کچھ سمجھے بنا وہ مشعل کو زور زور سے گول گول گھومنے لگا تھا۔ پورا لان مشعل کی چینخوں سے گونج اٹھا تھا۔

وہ سب جو علیزے کو دیکھنے میں مصروف تھے۔ مشعل کی چینخوں پر پھر اک دفعہ اسکی جانب متوجہ ہو گئے۔

یہ سال آج نہیں بچے گا میرے ہاتھوں۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

بھرپور غصے سے ضرار عیس کی جانب بڑھا تھا۔

پیچھے سنی کانپتی ہوئی ایرہ کا سر چوم گیا۔ کچھ نہیں ہوا میری جان۔ اس بے غیرت نے مشعل کو پکڑنے کے لیے ہمارا دھیان بھٹکایا تھا بس۔

سنی کے تسلی آمیز الفاظ سنتے ایرہ نے گہری سانس خارج کی تھی۔

ضرار کو اپنی جانب آتے دیکھ کر عیس مشعل کو نیچے اتار کر خود بھاگ نکلا تھا۔

پیچھے مشعل اپنے چکراتے سر کو تھامتے بامشکل کھڑی تھی۔ مشعل کو چکراتے دیکھ کر منیزے جلدی سے اس کی جانب بڑھی۔



سنی گہری نظروں سے ایرہ کی جانب دیکھ رہا تھا۔ جو سرخ چہرے سمیت نظریں چرا رہی تھی۔ کیا ہوا۔

سنی نے اسکی کمر پر ہاتھ پھیرتے اسے پوچھا۔ تو وہ بے ساختہ کانپ گئی۔ مجھے جانے دو۔

ایرہ نے آنکھیں میچتے ہوئے درخواست کی۔ کہاں جاؤ گی۔

سنی نے جھکتے ہوئے اسکی گردن میں گہرا سانس لیا۔ تو ایرہ اسکے کندھوں کو تھامنے لگی تھی۔ علیزے پاس۔

ایرہ نے مذاحت کرتے ہوئے اسے بتایا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

تمہیں نہیں لگتا ہے، کہ جیسے میں تمہاری جان کو چمٹا ہوا ہوں۔ ویسے خان بھی بھابھی کی جان کو چمٹا ہوا گا۔

ایرہ کو پھر اک دفعہ اپنی جانب کھینچتے سنی نے اسکی معلومات میں اضافہ کیا۔ تو وہ حیرانی سے آنکھیں اٹھاتے اسے دیکھنے لگی۔ ایرہ کے آنکھیں اٹھانے پر سنی نے جھکتے ہوئے اسکی آنکھوں کو چوما تو وہ خود کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ گئی۔ کیونکہ اس میں کھڑے ہونے کی ہمت نہیں بچی تھی۔ سنی نہیں کرو۔

اپنی دھڑکنوں کے شور سے تنگ آتے ایرہ نے اس سے التجا کی۔ کہ سنان مصطفیٰ اسے اپنے لمس سے مزید پاگل نہ کرے۔

سوری میری لال مرچ میں ایسا کرنے سے خود کو نہیں روک سکتا۔ اس لئے تم بھی میرا ساتھ دو تاکہ ہم دونوں اک دوسرے میں کھو جائیں۔

ایرہ کے کھلے بالوں میں ہاتھ ڈالتے وہ اس کے سر کو اونچا کرتے پھر اک دفعہ اس کے لبوں پر جھک گیا۔ اک دفعہ پھر جان لیوا لمس محسوس کرتے ایرہ اسکی پناہ میں لرزی تھی۔



مینزے اب مزید تنگ نہیں کرو مجھے۔

ضرار نے دانت پیستے ہوئے کہا

وہ جب سے اسے اٹھا کر ادھر لایا تھا۔ میڈم تب سے نخرے ختم نہیں ہو رہے تھے۔

سرتاج مجھے ڈانٹ رہے ہیں آپ۔

آنکھوں میں مصنوعی آنسو لاتی وہ بھرائے لہجے میں بولی تو ضرار گہرا سانس بھر گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اچھا سوری ادھر دیکھو میری جان، میں جان بوجھ کر تھوڑی غائب تھا۔ کسی ضروری کام کی وجہ سے جانا پڑا تھا۔ اور پھر میں اکیلا تھوڑی گیا ہوا تھا۔ وہ تینوں بھی تو میرے ساتھ تھے نہ۔۔

ضرار کو پتہ تھا کہ وہ صرف ڈرامے کر رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ اسے اپنے دودن غائب رہنے کی وضاحت دے رہا تھا۔

اور مجھے جو ایسے ڈرا دیا۔۔

وہ اسے خود کو چادر میں اٹھا کر لانے کا بھی یاد دلانے لگی تھی۔ کیونکہ وہ سچ میں اندھیرے میں بہت ڈر گئی تھی۔

منیزے کے منہ بنانے پر ضرار نے دلکش انداز میں اسے دیکھا۔

اپنی سبز آنکھوں کو مٹکاتی وہ ضرار کے دل کے تاروں کو خوب چھیڑ رہی تھی۔

وہ اس وقت پتھر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور منیزے اسکی گود میں بیٹھی، ضرار کا دل بے ایمان کر رہی تھی۔

ضرار نے چادر سے خود کو اور منیزے کو کور کیا ہوا تھا۔ کیونکہ ٹھنڈ بڑھتی جا رہی تھی۔

جب میں سو رہا تھا۔ تب تو میرے بہت قریب آرہی تھی۔ اب مجھے کیونکہ نہیں خود کو چھونے دے رہی۔۔

ضرار نے منیزے کی کان کی لوح کو دانتوں سے کاٹتے غراتے ہوئے بولا۔ تو منیزے شرم کے مارے اپنے نچلے لب کو کاٹنے لگی تھی۔

آپ اٹھے ہوئے تھے کیا۔۔

میں تبھی جاگ گیا تھا۔ جب میری شیرنی نے کمرے میں اپنا پہلا قدم رکھا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ضرار نے اسکی گردن کو چومتے مزید بتایا۔ تو منیزے اسکی محبت کو دیکھتے روح تک راضی ہو گئی۔ اور اس بات پر بے حد خوش ہوتے اسکا دل مچل گیا۔ کہ اسکا سرتاج اسے نیند میں بھی محسوس کر لیتا ہے۔

منیزے ضرار کی گود میں اک سائیڈ پر ٹانگوں کو لٹکائیے بیٹھی تھی۔ کہ اچانک ٹانگوں کو دائیں بائیں جانب کرتے وہ مڑتے ہوئے بیٹھ گئی۔ اور اب وہ کراس میں ضرار کی گود میں بیٹھ گئی تھی۔

اپنی شیرنی کی اس بے باک پیش قدمی پر ضرار اپنی سانس روک گیا۔ اتنا تو وہ جانتا تھا کہ وہ جب بھی اپنے شوہر کی کسی بات پر بہت خوش ہوتی تھی۔ تب ہی ایسی کوئی پیش قدمی کرتے ضرار کا چین لوٹ جاتی تھی۔

اور اب بھی کسی بات پر وہ خوش ہوتے ضرار کو بے چین کر چکی تھی۔

میں اتنا مس کیا تھا۔

ضرار کے گلے میں بانہوں کا ہار ڈالتے وہ اسے مزید بتانے لگی۔ کہ وہ اسے بہت یاد کرتی رہی ہے۔

منیزے کے محبت بھرے اظہار پر ضرار نے اسکے ماتھے کو شدت سے چوم لیا۔

میں نے بھی بہت مس کیا تھا۔ بہت ضروری نہ ہوتا۔ تو کبھی بھی اپنی شیرنی کو اکیلے نہ چھوڑ کر جاتا۔

منیزے کی پتی کمر کو اک جھٹکے میں قریب کرتے وہ اسے گال پر لب رکھ گیا۔

ضرار کی بے باکی پر منیزے سرخ پڑتی اچانک جھکتے ہوئے ضرار کے لبوں پر اپنے نرم ہونٹ رکھ گئی۔

ضرار نے بے خود ہوتے شدت سے منیزے کو خود میں بھینچتے ہوئے منیزے کے ہونٹوں کو اپنی سخت

گرفت میں لیا تھا۔ کیونکہ وہ تب سے اسے نخرے دیکھا رہی تھی۔ لیکن اب ضرار اسے نہیں بخشنے والا

تھا۔



یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

عیس کے کندھوں پر مسلسل مکے مارتی وہ اسے ہوش دلانے کی کوشش کر رہی تھی۔

لیکن عیس نے اک سیکنڈ کے لیے بھی مشعل کے ہونٹوں کو رہائی نہیں دی تھی۔

مشعل کے چھوٹے قد کی وجہ سے وہ اسے مکمل طور پر زمین سے اوپر اٹھائے ہوئے تھا۔

مشعل کے مسلسل مذاحت کرتے وجود پر رحم کھاتے آخر کار وہ اپنی من مانی پوری کر کے ہی پیچھے ہٹا تھا۔

عیس کے پیچھے ہٹنے کی دیر تھی۔ کہ مشعل گہرے سانس لیتی اسکے کندھے پر سر ٹکاتے اپنی رکی ہوئی سانس بحال کرنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

مشعل کو ہانپتے دیکھ کر عیس نے اپنا نچلا لب دانتوں تلے دباتے مشعل کی کمر سہلانا چاہی۔ تاکہ اسے شانت کر سکے۔

جس پر مشعل سراٹھاتے عیس کو خونخوار تاثرات سے دیکھنے لگی تھی۔
جنگلی کہیں کے۔۔۔

ہمیشہ کی طرح غصے میں وہ عیس کو بنا کچھ سوچے سمجھے بول گئی۔

ایئےےے پدی چڑیل، میں تمہارا منہ چومتے ہوئے توڑ دوں گا۔ اگر عیس علی ہمدانی سے بد تمیز کی تو۔۔

عیس نے اپنے سامنے چھوٹے سے وجود کو گھورا۔ تو مشعل نخرے سے ناک منہ چڑھا گئی۔ اور مذاحت کرتے زمین پر اتری۔ وہ کب سے اسے بانہوں میں اٹھائے ہوئے تھا۔
بلڈوزر رررر جنگلی یہی۔۔۔

عیس کو مزید القابات سے نوازتے مشعل بھاگتے ہوئے درختوں سے جھنڈ سے نکلی تھی۔ وہ تیز گام بننے اپنی دوڑ تیز کر گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اپنی چھوٹے پیکٹ کو بگڑتے دیکھ کر عیس دانت پیستے ہوئے اسکے پیچھے بھاگا تھا۔ ابھی تو اس نے مزید پدی کو چومنا تھا۔ لیکن وہ اسے چکما دے کر بھاگ نکلی تھی۔ اور اوپر سے بد تمیزی بھی کر رہی تھی۔

اپنے پیچھے عیس کو بھاگتے ہوئے دیکھ کر مشعل نے اپنے چھوٹے قدموں کو مزید تیزی دی۔ وہ شور مچاتے، چلاتے ہوئے لاونج سے گزرتے ہوئے فارم ہاؤس کے فرنٹ والے لان میں آئی تھی۔ جہاں اسے باقی سب کے ہنسنے کی آوازیں آرہیں تھیں۔

ان تینوں کے جاتے ہی سلطان علیزے کے ڈر کو دیکھتے لائیٹس دوبارہ آن کر واکا تھا۔ اور دروازہ بھی کھل گیا تھا۔ اسی وجہ سے مشعل بھاگنے میں کامیاب ہو پائی تھی۔ ورنہ ابھی تک وہ اس سرپھرے کے شکنجے میں پھنسی ہوتی۔

بھیا بچائیں۔۔۔

مشعل نے چلاتے ہوئے سلطان لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔ جو سب باتیں کرتے ہوئے ہنس رہے تھے۔

مشعل کو یوں بھاگتے ہوئے دیکھ کر سلطان اور ضرار فکر مندی سے اسکی جانب بڑھے تھے۔ اور باقی بھی جلدی سے انکے پیچھے آئے تھے۔

ان دونوں کو اپنی جانب آتے دیکھ کر مشعل جلدی سے ان دونوں کے پیچھے چھپی تھی۔ اسی وقت عیس انکے سامنے آکھڑا ہوا تھا۔

بچے کیا ہوا ایسے کیوں بھاگ رہی تھی۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سلطان نے مڑتے ہوئے اپنے پیچھے چھوٹے سے وجود کو دیکھا۔ جو سینے پر ہاتھ رکھے اپنی سانسوں کو نارمل کرنے کی کوشش میں تھی۔ مشعل کو پٹھانی لک میں دیکھتے سب کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ بے شک وہ انکا چھوٹا پٹھان لگ رہی تھی۔

بھیانہ ڈر رہے ہیں مجھے۔۔

مشعل نے منہ بناتے عیس کی جانب اشارہ کرتے اسکی شکایت لگائی۔۔ تو سلطان اور ضرار کی نظروں کا رخ عیس کی جانب ہوا تھا۔

کیا تکلیف ہے تجھے کیوں گڑیا کو تنگ کر رہا ہے۔

ضرار نے عیس کو تیکھی نظروں سے دیکھتے استفسار کیا۔ جبکہ سلطان کا بھی ویسا ہی حال تھا۔ البتہ باقی سب مزے سے اگلی کاروائی دیکھنے کی تیاری میں تھے۔

تمہاری یہ چڑیا، گڑیا مجھے بلڈ وزر بول کر آئی ہے۔۔

عیس نے ان دونوں کے پیچھے چھپی اپنی چھوٹی سی بیوی کو گھورنے کی ناکام کوشش کرتے مشعل کا قصور بتایا۔ لیکن اپنے جنگلی ہونے کا نہیں بتایا تھا۔ کیونکہ اپنی تین بھابیوں کے سامنے وہ بے شرمی نہیں کر سکتا تھا۔

ہاں تو بلڈ وزر کو بلڈ وزر نہیں بولے گی تو کیا ٹرک بولے گی۔

سنی نے عیس کی حالت کا مزہ لیتے اسے تیلی لگائی تو عیس اسے سرخ آنکھوں سے دیکھنے لگا۔

جبکہ سنی کو اپنی بات میں حامی بھرتے دیکھ کر مشعل نے کھلکھلاتے ہوئے پیچھے سے اپنا تھوڑا سا منہ باہر نکالتے ہوئے، سنی کے ہاتھ پر تالی مارتے پھر پیچھے چھپ گئی۔

مشعل کی اس کیوٹ حرکت پر وہاں کھڑے سب کے قہقہے گونجے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اپنی بیوی کی کیوٹ حرکت کو دیکھتے عیس جو غصے سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ بھی مدہم سا ہنستے ہوئے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا تھا۔

اویے گنڈے نہ تنگ کیا کر ہماری گڑیا کو، چھوٹی سی تو ہے۔

مڑتے ہوئے سلطان نے مشعل کے بال بکھیرتے ہوئے عقیدت سے کہا۔ وہ انکی چھوٹی سی گڑیا تھی۔

جبکہ ضرار بھی اسے لاڈ بھری نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔

مشعل اپنے بھائیوں کو اپنے ساتھ دیکھ کر عیس کو پھر اک دفعہ زبان چڑا گئی۔

یہ دیکھ لو اسکی بد تمیزی۔

عیس نے چڑتے ہوئے کہا تو سنی اسکے کندھے پر مکہ جھڑ گیا۔

سالے زبان ہی تو دیکھائی ہے۔ کونسا بندوق ماردی ہے تجھے جو ایسے تڑپ رہا ہے۔۔۔

مشعل عیس کو اتراتے ہوئے دیکھنے لگی تھی۔ جیسے کہنا چاہ رہی ہو۔ اب مجھے پکڑ کر دیکھاؤ۔

مشعل کی آنکھوں میں اپنے لیے چیلینج دیکھتے عیس خود پر ضبط کرتے بالوں میں ہاتھ پھیر گیا۔

لیرے بھا بھی آپکے بالوں میں چھپلی ہے۔

عیس نے پیچھے کھڑی علیزے کی جانب اشارہ کرتے زور سے کہا۔ تو سب مڑتے ہوئے علیزے کو دیکھنے

لگے۔ جو چھپکلی کا سنتے ہی چینخنے لگی تھی۔ اور ساتھ ساتھ اپنے بالوں کو جھٹکنا بھی جاری ہو گیا تھا۔

منیزے اور ایرہ بھی ڈر کے مارے ضرار اور سنی کا بازو تھام گئیں۔

"بے شک لڑکیوں میں چھپکلی کی اپنی اک دہشت ہے۔ مضبوط سے مضبوط لڑکی چھپکلی کے ڈر سے کانپنے

لگتی ہے"

سلطان جلدی سے علیزے کی جانب بڑھا تھا۔ جو خوف سے چلا رہی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سب کو علیزے میں گم دیکھ کر عیس نے آگے بڑھتے ہوئے مشعل کو اپنی جانب کھینچا تھا۔ جو لہرا کر عیس کے سینے سے لگی تھی۔

عیس کے کھینچنے پر مشعل کی چیخ بے ساختہ تھی۔ جس پر سب نے مڑتے ہوئے اب مشعل کو دیکھا۔ وہ تینوں عیس کی کارستانی سمجھ گئے تھے۔

خان نن۔۔ مجھے بچائیں میرے بالوں میں چھپیلی ہے۔۔۔

علیزے کا چہرہ ڈر کے مارے سفید ہونے لگا تھا۔

خانم کچھ نہیں ہے بالوں میں، اس بے غیرت نے ویسے بکواس کی ہے۔۔

چلاتی ہوئے علیزے کو تھامتے ہوئے سلطان نے اسے کنٹرول کرنا چاہا۔ لیکن وہ کچھ سننا ہی نہیں چاہ رہی تھی۔

خان ہو گی نہ دیکھیں آپ۔۔

علیزے کو ہنوز اپنی ضد پر اڑے دیکھ کر سلطان نے آگے بڑھتے ہوئے اسے سینے میں چھپالیا تھا۔ علیزے کی حالت دیکھتے ایرہ اور منیزے بھی ڈر سے کانپنے لگی تھی۔

کچھ بھی نہیں ہے۔ میں ہوں نہ پاس آپکے۔۔۔

علیزے کے سر کو چومتے سلطان نے اسے ریلیکس کرنا چاہا۔ تو علیزے اس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔

پورا کمینہ ہے تو۔۔۔

سنی نے مڑتے ہوئے عیس کو شرم دلانا چاہی۔ تو وہ بے شرمی سے اپنی بتیسی دیکھا گیا۔ مشعل کو وہ پھر

بازوؤں اٹھا چکا تھا۔

بد تمیز کروں گی اب۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سرد تاثرات لیے عیس نے مشعل کو دیکھا۔ تو وہ ڈر گئی۔ بے شک عیس کے ایسے تاثرات اسے ہمیشہ ڈرا دیتے تھے۔

اور پھر کچھ سمجھے بنا وہ مشعل کو زور زور سے گول گول گھومنے لگا تھا۔ پورا لان مشعل کی چینخوں سے گونج اٹھا۔

وہ سب جو علیزے کو دیکھنے میں مصروف تھے۔ مشعل کی چینخوں پر پھراک دفعہ اسکی جانب متوجہ ہو گئے۔

یہ سالا آج نہیں بچے گا میرے ہاتھوں۔۔

بھر پور غصے سے ضرار عیس کی جانب بڑھا تھا۔

پیچھے سنی کانپتی ہوئی ایرہ کا سر چوم گیا۔ کچھ نہیں ہوا میری جان۔ اس بے غیرت نے مشعل کو پکڑنے کے لیے ہمارا دھیان بھٹکایا تھا بس۔

سنی کے تسلی آمیز الفاظ سننے ایرہ نے گہری سانس خارج کی۔

ضرار کو اپنی جانب آتے دیکھ کر عیس مشعل کو نیچے اتار کر خود بھاگ نکلا۔

پیچھے مشعل اپنے چکراتے سر کو تھامتے بامشکل کھڑی ہو پائی تھی۔ مشعل کو چکراتے دیکھ کر منیزے جلدی سے اس کی جانب بڑھی۔

YouTube Channel Link - [Click Here](#)

FaceBook Page Link – [Click Here](#)

Website Link – [KOH NOVELS URDU](#)

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

Episode 48

دیر رات تک وہ سب باربی کیو کرتے مستی کرتے رہے تھے۔

اور عیس نے گھٹنوں کے بل بیٹھتے اپنی چھوٹی سی بیوی کو سوری کیا تھا۔

کیونکہ وہ بری طرح ناراض ہوتی رونے لگی تھی۔ مشعل کو روتے دیکھ کر ضرار اور سلطان نے مل کر عیس کی وہ کٹ لگائی تھی۔ کہ عیس کو تارے نظر آ گئے تھے۔

لیکن اپنی چھوٹے پیکٹ کو روتے دیکھ کر وہ بری طرح بے چین ہو گیا تھا۔ عیس کی بے چینی دیکھتے وہ تینوں اسے آنکھوں سے شرم دلا گئے تھے۔ انداز وہ تھا۔ جیسے کہنا چاہ رہے ہوں۔

اب کیوں موت پڑ رہی ہے تجھے۔۔۔

مشعل کو ہچکیوں سمیت روتے دیکھ کر عیس زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھتے اسے سوری کرتا منانے لگا تھا۔ تو وہ سب حیران ہو گئے تھے۔

"بے شک محبت میں انسان بہت بدل جاتا ہے۔۔"

مشعل جہاں عیس کو اپنے سامنے بیٹھے دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔ وہیں پھر سے نخرے دیکھاتی ناک منہ چڑاتی شر طر رکھ گئی۔

عیس کے بازو پر بری طرح دانت گاڑتے وہ پر سکون ہوئی تھی۔ مشعل کو چہرے پر پھر سے روانگی دیکھتے عیس پر سکون ہوا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

وہ سب کا لحاظ کیے بنا مشعل کو اپنی گود میں بٹھا گیا تھا۔ جس پر مشعل تو بری طرح سٹپٹائی تھی۔ لیکن عیس علی ہمدانی کا کہنا تھا۔ کہ اسکی بیوی جتنی چھوٹے قدر کی ہے۔ وہ گود میں بیٹھتی کیوٹ لگتی ہے۔ وہ لہذا نہیں آنکھیں پھیلائے نہ دیکھا جائے۔

اسی لئے وہ مشعل کی مزاحمت کا اثر لیے بنا اسے گود میں جکڑے رکھے تھا۔ جس وہ سب نفی میں سر ہلا گئے۔۔

اور دیر رات تک وہ باتیں کرتے جا کر صبح کے وقت سوئے تھے۔



ان سب کی حویلی میں واپسی دوپہر کے وقت ہوئی تھی۔ اور شام کے وقت ان سب کو اسلام آباد واپس جانے کے لیے نکلنا تھا۔

اور اس وقت وہ سب واپسی کی تیاریوں میں مصروف تھے۔

لیکن سب لڑکیوں کے منہ بنے ہوئے تھے۔ کہ یہ ٹرپ صرف نام کا ٹرپ تھا۔ ورنہ اس میں ٹرپ جیسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔

بوائے فرینڈ بات سنو۔۔

بی جان نے موبائل میں غور سے دیکھتے عیس کو بلایا۔ جو انکے پاس بیٹھا سلطان سے باتوں میں مصروف تھا۔

بی جان کے بوائے فرینڈ کہنے پر آغا جان سر جھٹک گئے۔ اس وقت وہ سب بڑے سے ہال میں اک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

یس ڈار لنگ۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

بی جان کو بازو کے گھیرے میں لیتے عیسٰی محبت سے بولا۔ تو مشعل کی حیرت سے آنکھیں کھل گئیں۔ کہ اتنی محبت سے اسے تو کبھی جواب نہیں دیا تھا۔ لیکن پھر اپنی سوچ پر خود ہی ہنس دی۔

یہ دیکھو، اس چھوٹی چڑیا کے لئے یہ ٹھیک رہے گا۔ میں کل رات سے اس کے لئے ڈھونڈ رہی تھی۔ اب جا کر کچھ اچھا ملا ہے۔

بی جان نے عیسٰی کی جانب موبائل کرتے بتایا۔ تو عیسٰی غور سے موبائل کی سکرین دیکھنے لگا۔ جبکہ اپنے نام پر مشعل کے کان کھڑے ہوئے تھے۔ اور باقی سب بھی غور سے انکی بات سننے لگے تھے۔

جبکہ موبائل کی سکرین پر دیکھتے عیسٰی نے ضبط سے اپنی مسکراہٹ روکی تھی۔ ہونٹوں کو کاٹتے وہ بامشکل مسکراہٹ روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔

عیسٰی کی حالت دیکھتے سلطان نے آگے بڑھتے موبائل میں دیکھنا چاہا تھا۔ اور دیکھتے ہی اسکا حال بھی عیسٰی جیسا ہی ہوا تھا۔

اس بار میں سچ میں کچھ نہیں کیا۔

اپنی ہنسی روکتے عیسٰی نے سلطان کو صفائی پیش کی۔ تو سلطان ہستے ہوئے اسے مکہ جھڑ گیا۔ سب انہیں نا سمجھی سے دیکھ رہے تھے۔

لے، اب تم لوگ کیوں پاگلوں کی طرح ہسے جا رہے ہو۔ میں اپنی کسی بہو کو اتنا چھوٹا نہیں دیکھ سکتی۔

بی جان نے اپنے چشمے سے مشعل کو دیکھتے جتاتے کہا۔ تو عیسٰی سر پیچھے گراتے ہستا ہی گیا۔

ادھر ہم کو دیکھائیں۔ آپ بچوں کو کیا دیکھا رہا تھا۔ جو وہ ہنس رہیں ہیں سب۔

آغا جان، بی جان سے انکا موبائل پکڑتے بولے۔ تاکہ دیکھ سکیں

پہلے اپنی اردو تو ٹھیک کر لیں خان صاحب

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

بی جان ناک چڑھائے انہیں دیکھنے لگیں۔ جو موبائل میں غور سے دیکھنے لگے تھے۔

بیگم آپ حلوہ کھا کھا کر پاگل ہوتا جا رہا ہے بس

آغا جان نفی میں سر ہلاتے بولے۔۔۔

سب کو نا سمجھی سے خود کی جانب دیکھتے سلطان نے انہیں بتانا ضروری سمجھا۔۔

بی جان نے مشعل گڑیا کے چھوٹے قد کو لمبا کرنے کے لیے یوٹیوب سے کوئی ڈرنک ڈھونڈا ہے۔

سلطان بات مکمل کرتا ہنس پڑا تھا۔ سلطان کو یوں ہنستے دیکھ کر علیزے کے دل میں سپارک ہوا تھا۔ وہ شاید پہلی بار اپنے خان کو ایسے ہنستے دیکھ رہی تھی۔ ورنہ وہ ہمہ وقت سنجیدہ ہی رہتا تھا۔ یا بس مسکرا دیتا تھا۔

لیکن مشعل کا حال تو ایسا تھا۔ جسے ابھی روپڑے کی۔ اس کا قد اگر چھوٹا تھا۔ تو اس میں اس کا کیا قصور تھا۔ مشعل کے رونے والے تاثرات دیکھتے سلطان نے عیس کو ہوش دلایا۔ تو عیس اپنی پدی کو محبت سے دیکھتے اشارہ کرنے لگا۔ وہ اسے اپنے پاس بلا رہا تھا۔

مشعل پیر بٹکتے ہوئے اس کے پاس آتی سامنے کھڑی ہو گئی۔ تو عیس نے اسے اپنے بائیں جانب بٹھاتے بازو کے گھیرے میں لے لیا۔ اب وہ بی جان اور مشعل کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ سب کے سامنے عیس کی اس قدر نزدیکی پر وہ سرخ ہوئی تھی۔

مائیے ڈار لنگ یہ چھوٹا پیکٹ ایسے ہی عیس علی ہمدانی کے دل میں بستہ ہے۔ اور یہ پیک جتنا چھوٹا ہے۔ اتنا ہی میں اس کے عشق میں گرفتار ہوں۔ اس لئے آپ میرے چھوٹے پیکٹ کو چھوٹا ہی رہنے دیں۔ یہ مجھے ایسے ہی اٹریکٹ کرتا ہے۔

عیس محبت سے مشعل کا سر چومتے بولا۔ تو بی جان سمیت سب مسکرا دیے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

بی جان روز مجھے زبردستی پراٹھا بھی کھلاتی رہیں ہیں۔۔

مشعل نے بھرائی آواز میں خود پر ہوا سب سے بڑا ظلم اپنے شوہر کے گوش گزارا۔ تو عیس کو اسکی من موہنی صورت دیکھ بے ساختہ اس پر پیارا یا۔ اسکی پدی نے بہت ظلم سہا تھا۔ وہ جانتا کہ وہ پراٹھے سے بہت چڑتی ہے۔ گھر میں حسن صاحب بھی اسے پتہ نہیں کس کس پیار کا واسطہ دیتے آدھا پراٹھا کھلا پاتے تھے۔

جبکہ سب دبی دبی ہنسی ہنسنے لگے تھے۔ کہ یہ ظلم تو وہ خود دیکھتے رہے تھے۔ اور سب سے زیادہ منیزے خوش تھی۔۔ کیونکہ وہ اس ظلم سے بچتی آئی تھی۔ اور عزیزے کو آغا جان خود بچا لیتے تھے۔

ہاں تو اپنی صحت بھی دیکھ لو۔ اگر تمہاری صحت دیکھ کر کوئی اک بھی کہہ دے کہ تمہیں پراٹھوں کی نہیں ضرورت تو میں مان لوں گی کہ میں اس چڑیا پر ظلم کیا ہے۔

بی جان نے اسے نرم نظروں سے دیکھتے سنایا۔ تو مشعل عیس کے کندھے میں پھر منہ چھپا گئی۔

کوئی بات نہیں میری جان، میں واپس جا کر خود تمہیں گول گپے کھلاؤ گا۔

مشعل کا پھر اک دفعہ سرچومتے عیس بولا۔ تو گول گپوں کے نام پر اسکی آنکھیں چمکیں اٹھیں۔

اور پھر اسی طرح باتیں کرتے انکا واپسی کا وقت ہوا تھا۔

شام کے وقت سب کو ملتے ہوئے وہ لوگ اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ گئے تھے۔

اور اس دفعہ سنان مصطفیٰ کاظمی کی گاڑی سب سے آگے تھی۔

اویئے تم سب کو ڈرائیونگ رول تو یاد ہے نہ۔۔

سنی نے سب کو مخاطب کرتے کمینے پن سے پوچھا۔ تو وہ تینوں آوو کرتے اس دیکھنے لگے تھے۔ جبکہ

لڑکیاں نا سمجھی سے انہیں تک رہیں تھیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

کمینہ، اب کہاں سے آیا اسکے اندر ٹھہرک ویسے مجھے باتیں سناتا تھا۔

عیس دانت پیستے بولا تو سنی اسے بے شرمی سے آنکھ ونک کرتا اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔



وہ سب دیر رات تک اسلام آباد میں داخل ہوئے۔ تو تھکن سے ایسے چور تھے۔۔ کہ اگلے دن تک انہیں

ہوش ہی نہیں آئی تھی۔ اسی لیے وہ میرپور سے اک دن پہلے نکل آئے تھے۔ تاکہ اگلے دن بھرپور

ریسٹ کرتے نیند پوری کر سکیں۔ کیونکہ اس اگلے دن تو انہیں یونیورسٹی جوائن کر لینی تھی۔

اگلی صبح وہ سب یونیورسٹی پہنچے تو انکا پورا دن کلاس سز لیتے ہی نکل گیا۔

کہیں جا کر وہ فری وقت میں کیفے ٹیریا میں بیٹھے۔ تو اک دوسرے کی شکل دیکھ پائے تھے۔

وہ چاروں کیفے ٹیریا میں بیٹھی کھانے میں مصروف تھیں۔ کیونکہ صبح ناشتہ کسی نے بھی نہیں کیا تھا۔

ابھی وہ سب اپنی خوش گپیوں میں لگیں تھیں۔ کہ کیفے ٹیریا میں جلدی سے داخل ہوتا عیس مشعل کی

جانب آیا تھا۔

مشو میرا والٹ دو جلدی سے۔۔

عیس نے عجلت میں مشعل کو مخاطب کرتے کہا۔ تو مشعل ہاں میں سر ہلا گئی۔

صبح یونیورسٹی آتے وقت عیس بیڈ ہی پر اپنا والٹ چھوڑ آیا تھا۔ جسے دیکھتے مشعل نے اٹھالیا تھا۔

بائیک پر بیٹھتے مشعل نے اسے والٹ دینا چاہا۔ تو عیس اسے اپنے پاس رکھنے کا کہہ گیا تھا۔

مشعل اپنا بیگ کھول ہی رہی تھی۔ کہ اسے عیس کو مخاطب کرتے کسی لڑکی کی آواز سنائی دی۔ تو وہ سر

اٹھاتے مخاطب کرنے والی کو دیکھنے لگی۔

عیس یہ لڑکی کون ہے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

نتاشہ نے مشعل کی جانب اشارہ کرتے استفسار کیا۔

وہ ابھی ہی کیفے ٹیریا میں آئی تھی۔ نتاشہ کے ساتھ اسکی بیسٹ فرینڈ عالیہ بھی موجود تھی۔ عیس کو کسی چھوٹی سی لڑکی سے اپنا والٹ مانگنے پر وہ حیرت کا شکار ہو گئی تھی۔ کہ عیس کا اس چھوٹی سی لڑکی سے ایسا کیا قریبی تعلق تھا۔ تو وہ یہ ہی جاننے کے لیے انکی جانب چلی آئی تھی۔

مشعل کے ساتھ وہ سب بھی سوالیہ نظروں سے نتاشہ کو دیکھ رہیں تھیں۔ جو ماڈرن ڈریسنگ میں میک اپ کیے مکمل طور پر ویسٹرن لک میں عیس کے ساتھ کھڑی تھی۔
یہ میری کزن ہے۔۔

عیس نے مختصر جواب دیتے مشعل کے ہاتھ سے اپنا والٹ لیا تھا۔
عیس کے جواب نے وہاں سب کو حیران کیا تھا۔ ماسوائے عیس علی ہمدانی کے۔۔
وہ سب مشعل کے چہرے کو دیکھنے لگیں تھیں۔ جو عیس کا جواب ہضم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔
تمہاری کزن پہلے تو کہیں نہیں نظر آئی۔۔

نتاشہ مشعل کا اوپر سے نیچے تک کا جائزہ لیتے پھر بولی۔۔

کیا تم میرے سب رشتے داروں کو جانتی ہو۔ اور یہ بھی کہ میرے کس رشتے دار نے کتنے بچوں کی پلینگ کی تھی۔ جو تمہیں میری سب کزن کا پتہ ہو۔۔

اپنی پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتے وہ مطمئن انداز میں نتاشہ کو دیکھتے بولا۔ تو نتاشہ عیس کے جواب پر پھیکا سا مسکرا دی۔

ویسے تمہاری کزن بہت خوبصورت ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

نتاشہ مشعل کو دیکھتے بولی۔ جو بلیک ڈریس میں اپنے کالے بالوں کو کھولے گڑیا لگ رہی تھی۔ سفید رنگت اس وقت سرخی مائل سی تھی۔ اپنی بڑی بڑی آنکھیں مٹکاتے مشعل مسلسل عیس کو دیکھ رہی تھی۔

میں خوبصورت ہوں اس لئے میری کزن بھی خوبصورت ہے۔۔

عیس ہلکا سا مسکراتے ہوئے بولا جس سے اسکا ڈمپل واضح ہوا تھا۔ وہ بھی اس وقت مشعل سے میچنگ بلیک فل فار مل ڈریسنگ میں دل دھڑکانے کا سبب بن رہا تھا۔ اپنی گندمی رنگت میں اپنے لا پر واہ انداز میں عیس علی ہمدانی نتاشہ کا سانس روکے ہوئے تھا۔

نتاشہ کو یوں ٹکٹتی باندھے عیس کو دیکھتے ہوئے مشعل کے دل پر چھڑیاں چلیں تھیں۔

وہ سرخ آنکھوں سے عیس کو دیکھنے لگی تھی۔ جو اپنے ڈمپل کی نمائش کر رہا تھا۔

مشعل کی گھورتی آنکھوں کو نظر انداز کرتے وہ باہر نکلتا چلا گیا۔

اور اس کے ساتھ ہی نتاشہ کی نظریں بھی عیس کے پیچھے دور تک گئیں تھیں۔

وہ جا چکے ہیں، اب آپ بھی جائیں۔

منیزے کھڑے ہوتے نتاشہ کے سامنے آئی۔ تو نتاشہ ہوش میں آتی نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

وہ راستہ باہر کو جاتا ہے۔

ایرہ باہر کی جناب اشارہ کرتے بولی۔ تو نتاشہ نخوت سے سر جھٹک کر عالیہ کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔

تمہیں نہیں پتہ کیا۔ کہ یہ وہی چاروں لڑکیاں ہیں۔ جن کے خود سے وابستہ ہونے کے بارے بلیک گینگ نے پوری یونیورسٹی کو واضح کیا تھا۔ اور جو گاؤں میں لڑکی بیٹھی ہے۔ وہ سلطان احمد خان کی منکوحہ

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ہے۔ ویسے اس بارے کنفرم تو نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن کئی دفعہ دونوں کو اک ساتھ آتے جاتے دیکھا گیا ہے۔

جبکہ نتاشہ تو صدمے کا شکار ہوئی تھی۔ اگر ان چاروں میں سے اک لڑکی سلطان احمد خان جیسے بندے کی منکوہ ہو سکتی ہے۔ تو باقی تین بھی عام نہیں ہو سکتیں۔
نتاشہ کو جلد از جلد اب یہ معلوم کرنا تھا۔

Episode 49

چھٹی کے وقت مشعل غصے سے بھری بیٹھی ہوئی تھی۔ سفید چہرہ تپ رہا تھا۔
چند اکیوں غصہ ہو رہی ہو، ہو سکتا ہے عیس بھائی نے کسی خاص وجہ سے ایسا کہا ہو۔ تم ایسے منہ بنا کر نہیں بیٹھو۔ آؤ میں تمہیں گھر چھوڑ دوں۔۔
منیزے نے مشعل کو پیار سے پچکارتے ہوئے کہا۔ تو ہنوز مشعل خاموشی سے بیٹھی رہی۔ وہ اک ٹانگ کو مسلسل ہلانے میں مصروف تھی۔ جس سے اسکی بے چینی اچھے سے نظر آرہی تھی۔
منیزے اپنے ساتھ کھڑی علیزے اور ایرہ کو اک نظر دیکھ کر کھڑی ہو گئی۔ اور ان سب کے آنے کا انتظار کرنے لگیں۔ کیونکہ ان سب کو اک ساتھ ہی نکلنا تھا۔
تھوڑی دیر میں ہی وہ سب آتے دیکھائی دیے تھے۔
چلیں خانم۔

سلطان نے قریب آتے علیزے کو مخاطب کرتے پوچھا۔ تو علیزے ہاں میں سر ہلاتے مشعل کی جانب اشارہ کری گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سلطان اسے آنکھوں سے تسلی دیتے ضرار کی جانب مڑا۔

ہم نکل رہے ہیں۔ تم لوگ بھی اب جلدی سے نکلو۔

ضرار کو ملتے ہوئے سلطان علیزے کا ہاتھ تھام کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔

ایرہ بھی انہیں خدا حافظ بولتی باہر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔ کیونکہ اسے اسکا بھائی لینے آچکا تھا۔

ایرہ کو باہر جاتے دیکھ کر سنی بھاگتے ہوئے اسکے ساتھ ہوا تھا۔ وہ صبح سے سنی سے نظریں چرار ہی تھی۔

ضرار بھی منیزے کو لے کر جا چکا تھا۔۔

پیچھے عیس اپنی پدی کے تیور دیکھ کر مسکراہٹ دبا گیا۔

چلیں مشو۔۔

عیس نے پیار سے اسے بلاتے کہا۔ تو مشعل اسے خونخوار نظروں سے دیکھتی اٹھتے باہر کی جانب بڑھ

گئی۔ پیچھے عیس اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے مشعل کے پیچھے ہوا تھا۔

پارکنگ میں نظریں دہراتے مشعل بائیک ڈھونڈ رہی تھی۔ لیکن اسے اپنے شوہر کی ہیوی بائیک کہیں

بھی نظر نہیں آئی تھی۔ جس اڑن کھٹولے پر وہ صبح یونیورسٹی آئی تھی۔

عیس آگے بڑھتے مشعل کا ہاتھ تھامتے اپنی گاڑی کی جانب لے کر آیا تھا۔

اس میں جانا ہے میری جان۔۔

مشعل کی سائیڈ کادر وازہ کھولتے عیس نے اسے اندر بٹھایا۔ تو مشعل شدید غصے سے اپنا بیگ پیچھے پھینک

گئی۔

عیس کی خاموشی اسکے اندر پکتے لاوے کو بڑھاتے جارہی تھی۔ اور اس بات کا ثبوت اسکی گہری

سانسیں تھیں۔ لب بھینچے وہ لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

مشعل کی حالت دیکھتے عیس نے خود پر لعنت بھیجی تھی۔ اسے جلد از جلد اپنی بیوی کا غصہ ٹھنڈا کرنا تھا۔ ورنہ کوئی بعید نہیں تھا۔ کہ اسکی بیوی اسکا خون کرڈالتی۔

روڈ پر گاڑی چلاتے وہ ساتھ ساتھ اک نظر مشعل کو دیکھ رہا تھا۔ تو دوسری نظر میں اپنا وعدہ پورا کرنے کے لیے گول گیوں کو بھی تلاش کر رہا تھا۔

گول گیوں کے پوائنٹ کو دیکھتے عیس نے تشکر بھری سانس خارج کی۔ گاڑی اک سائیڈ پر روکتے اس نے گول گیوں کا آڈر دیا۔ اور پھر مکمل طور پر اپنے چھوٹے پیکٹ کی طرف متوجہ ہوا۔ جو ہنوز خاموشی سے بیٹھی تھی۔

مشو میری جان۔۔

عیس نے محبت سے اسے پکارا۔ لیکن مشعل نے کوئی رسپانس نہیں دیا۔

مشعل کو خود کو نظر انداز کرتے عیس نے اک جھٹکے میں اسے اٹھاتے اپنی گود میں منتقل کیا تھا۔ کہ وہ اس اچانک حملے سے بوکھلا کر رہ گئی۔

چونکہ اس نے گاڑی قدرے سائیڈ پر کھڑی کی تھی۔ جہاں ان پر کسی کی نظر نہیں پڑ سکتی تھی۔۔ اور پھر انکی گاڑی کے شیشے تو پہلے سے بلیک تھے۔۔ اس لیے عیس بے فکری سے اسے اٹھا گیا تھا۔

میری جان تم میری اکلوتی و آخری بیوی، شریک حیات اور انت الحیات ہو۔ اس لیے اپنے بیچارے شوہر پر ترس کھاؤ۔

سیٹ کو پیچھے کی طرف دھکیلتے عیس ریلیکس ہو کر لیٹ گیا تھا۔ اور مشعل سرخ چہرے سمیت اسے گھور رہی تھی۔ جیسے کہنا چاہ رہی ہو۔ کہ مجھے کزن کا مطلب جاننا ہے بس، اگر میں اتنا سب ہوں تو۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

مشعل کی سرخ آنکھوں کو دیکھتے عیس بے چین ہوا۔ یقیناً وہ اپنے آنسو کنٹرول کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

عیس نے اٹھتے ہوئے مشعل کے ماتھے کو چوما۔ اور پھر وہ رکنا نہیں تھا۔ بلکہ مشعل کے پورے چہرے پر اپنے لمس کے پھول کھلاتا ہی گیا۔

میں نے اسے کزن کا صرف اس لئے کہا۔ تاکہ وہ میری بیوی کو نظر نہ لگا دے۔ اور پھر میری جان تمہیں مجھے پر یقین ہونا چاہیے۔ کہ میں کچھ بھی بلا وجہ تو نہیں کہوں گا نہ۔ کیا تم مجھ پر اتنا بھی اعتبار نہیں کرتی۔ عیس نے اسکی نم آنکھیں چومتے استفسار کیا۔ تو وہ بے اختیار ہاں میں سر ہلا گئی۔

اگر یقین کرتی ہو۔ تو پھر ایسا سخت رویہ کیوں۔۔

عیس نے شکوہ لئے پوچھا۔۔۔

تو مشعل سو سو کرنے لگی۔ آپ میرے شوہر ہیں۔ مجھ سے نہیں برداشت ہوا بس۔۔۔

ہجکی بھرتے وہ معصومیت سے بولی۔ تو عیس مسکراتے ہوئے اسے خود میں بھینچ گیا۔

میرا بچہ، اتنی محبت کرتا ہے اپنے شوہر سے۔۔۔

عیس شرارت سے بولا۔ تو مشعل زور زور سے سر ہاں میں ہلاتے اسے بتانے لگی۔ کہ وہ سچ میں اپنے شوہر سے بہت محبت کرتی ہے۔

عیس اس کے معصومیت بھرے جواب پر قہقہہ لگا گیا۔ وہ اس وقت پھر اپنے ہوش میں نہیں تھی۔ اسی لئے سچ اگل رہی تھی۔۔ ورنہ وہ صرف رونے اور شرمانے کے علاوہ کچھ نہیں کرتی تھی۔

چلو اٹھو گول گپے کھا لو۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

گول گپے والے کو اپنی جانب آتے دیکھ کر عیس نے اسے ہوش دلایا۔ جو عیس کو زور سے ہگ کیے
آنکھیں موندے اس پر لیٹی ہوئی تھی۔

میں نہیں کھانے۔۔۔

بند آنکھوں سے جواب دیا گیا۔

کیوں نہیں کھانے میرے بچے کو۔۔۔

عیس نے اس کے سر کو دیکھتے پوچھا۔ وہ گول گپوں کے لئے انکار کر رہی تھی۔ تو عیس کو حیرت ہوئی ہی
تھی۔

کیونکہ میں یہاں سے نہیں اٹھنا۔

مشعل اس کے سینے سے سراٹھاتے بولی۔ تو عیس کو بے اختیار اس پر شدت والا پیارا یاد۔ لیکن یہ جگہ مناسب
نہیں تھی۔

اچھا ٹھیک مجھے بس دس منٹ دو۔ پھر ایسے ہی لیٹ جانا۔

عیس اس کا سر چومتے بولا۔ تو وہ اٹھ کر اپنی سیٹ پر چلی گئی۔

عیس نے گول گپے پیک کر وا کے گاڑی گھر کی جانب موڑی۔ اور اک نظر مشعل کو دیکھا جو بے حد تھکی
لگ رہی تھی۔ اور سیٹ سے سر لگائے آنکھیں بند کیے لیٹی تھی۔

گاڑی چلاتے عیس نے مشعل کا بازو ہلاتے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔ تو وہ سرخ چہرے سمیت اٹھ کر
اسکی گود میں بیٹھتی عیس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔ تو وہ ایسے ہی اسے پیار سے چومتے ہوئے ڈرائیو کرتا
رہا۔ اسے لگ رہا تھا کہ بیوی کے ہوتے اب اسے گاڑی میں ہی آنا جانا پڑے گا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

گھر پہنچتے اس نے گاڑی روک کر پہلے اک ہاتھ میں گول گپے اٹھائے اور پھر مشعل کو یوں ہی گود میں اٹھائے باہر نکلا۔ گاڑی لاک کرنے کے بعد اس نے گھر کا دروازہ ناک کیا۔ جبکہ مشعل ہر چیز بھلائے بس اسکی گود میں پرسکون سی تھی۔

اک انجان لڑکی کا یوں اپنے شوہر کو بے خودی سے دیکھنا مشعل نہیں بھول سکتی تھی۔ کہ اسکے دل کا کیا حال ہوا تھا۔ اب بھی عیس نے لمبی چوڑی تفصیل میں جانے کی بجائے اسے خود کی محبت کا احساس دلاتے ٹھنڈا کر لیا تھا۔ لیکن وہ نہیں جانتا تھا۔ کہ تفصیل نہ بتانے کی وجہ سے اسے کتنا نقصان ہونے والا ہے۔ پھر اک دفعہ وہ سب یاد آتے وہ زور سے عیس کو ہگ کرتے اسکے اندر گھسی۔ مشعل کی کیفیت کو عیس اچھے سے محسوس کر رہا تھا۔ اسی لیے پھر خود کو کوس گیا۔ وہ نہیں جانتا تھا۔ کہ اسکی بیوی اس طرح جنونی بنتی پاگل ہو جائے گی۔

کیا ہوا اسے، ٹھیک تو ہے نہ۔۔۔

شاہدہ بیگم نے دروازہ کھولتے عیس کے بازوؤں میں مشعل کو دیکھا۔ تو وہ پریشان ہوئیں۔

آپکی بہو کو پیار ہوا ہے شاہدہ ڈار لنگ۔۔۔

شاہدہ بیگم کو شرارت سے جواب دیتے وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔ تو مشعل اسکے یوں بولنے پر اسکے سینے پر اپنے دانت گاڑ گئی۔

سی پی۔۔

تم فریش ہو جاؤ اک دفعہ پھر تمہیں بتاتا ہوں کیسے سینے پر کاٹتے ہیں۔

مشعل کو بیڈ پر لٹاتے عیس اسے مصنوعی غصے سے دیکھنے لگا۔ تو وہ اسے ناک منہ چڑاتی جلدی سے اٹھتے واش روم میں چلی گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

مشعل کے واش روم میں غائب ہونے کے بعد عیس شاہدہ بیگم کو دیکھنے کے لیے کمرے سے باہر نکلا۔
جن کو آتے وقت وہ گول گپے پکڑا کر آیا تھا۔

کچن میں داخل ہوتے عیس شاہدہ بیگم کے کندھے پر سر رکھتے آنکھیں بند کر گیا۔ حسن صاحب فیکٹری
گئے ہوئے تھے۔ اسی لئے عیس بھی چین و سکون سے گھر میں چل پھر رہا تھا۔ ورنہ مشعل کا اتر چہرہ
دیکھتے حسن صاحب عیس کا وہ حال کرتے کہ پناہ۔۔۔

کیوں تنگ کرتے ہو میری چھوٹی سی بہو کو۔۔۔

ٹرے میں چیزیں نکالتے وہ بولیں۔ تو عیس پھر مشعل کا جنونی روپ یاد کرتے مسکرا دیا۔
آنکھیں کھولتے اس نے ایک گول گپے اٹھاتے شاہدہ بیگم کے منہ میں ڈال دیا۔ اور دوسرا اٹھاتے اپنے منہ
میں رکھا تھا۔

آپکی بہو کو بس اپنے شوہر سے محبت ہوتی جا رہی ہے۔ اس لئے تھوڑا ناراض ہو گئی تھی۔
عیس گول گپے اٹھاتے شاہدہ بیگم کو پھر کھلاتے بولا۔ تو وہ نفی میں سر ہلا گئیں۔
میری بہو کو بچپن سے اپنے اس نکمے شوہر سے محبت ہے۔ اسی لئے وہ اپنا حق جتاتی ناراض ہوتی ہے۔۔۔ نئی
نئی محبت ہوتی۔ تو ناراض ہونے کی بجائے اکیلے رو رہی ہوتی۔۔۔

شاہدہ بیگم نے اسکی معلومات میں اضافہ کیا۔ تو وہ امپریس ہوتے بھنویں اٹھا گیا۔

نئی نئی محبت میں کیوں روتی وہ۔۔۔

عیس نے کچھ سوچتے سوال کیا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

کیونکہ نئی نئی محبت میں انسان اظہار سے ڈرتا ہے۔ اور بہت کچھ اپنے اندر چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ تاکہ اسکا محبوب ناراض نہ ہو جائے کہیں۔ اور پھر اگر محبت بچپنے کی ہو مطلب پرانی ہو۔ تو انسان حق جتانے اپنا حق لینے کے لیے لڑ بھی جاتا ہے۔

شاہدہ بیگم نے اسے تفصیلی جواب دیتے ٹرے پکڑائی تھی۔ تو وہ انکا گال چوم کر پچن سے باہر نکل آیا۔ پھر وہ سر جھٹک کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئیں

کمرے میں مشعل ڈریس بدلتے اب ہاف سیلیوز ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس تھی۔

شکر تم نے شاور نہیں لیا۔ ورنہ مجھے یہیں رہنا پڑتا۔ ٹرے ٹیبل پر رکھتے عیس بے باکی سے گویا ہوا تو مشعل بے اختیار گلابی ہوئی۔

مشعل کو اپنی تھائی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ تو مشعل شرم کے مارے جھجھکتے ہوئے اسکے قریب آتی تھائی پر بیٹھ گئی۔

مشعل کی سفید گردن کو چومتے عیس نے اسے گول گپے کھلانے لگا۔ جسے وہ اچھے بچوں کی طرح کھاتے پیتے نہیں ساتھ ساتھ کون کون سی کہانیاں سنارہی تھی۔ کیونکہ دو تین دنوں بعد انکی یونیورسٹی میں سپورٹس ویک شروع ہونے والا تھا۔ جس کے لیے وہ چاروں بہت پر جوش تھیں۔

عیس بھرپور متوجہ ہوتے اپنے چھوٹے پیکٹ کی ساری باتیں سنتے اسے جواب بھی دے رہا تھا۔ مجھے سونا ہے۔۔ مشعل نے لاڈ سے اسکی گردن میں منہ چھپاتے کہا۔ تو عیس اسے اٹھائے بیڈ کی جانب لے آیا۔

وہ خود بھی کب سے اسکی نیند محسوس کر رہا تھا۔ اسی لیے اسے سلا کر ہی وہ نکلنے کا ارادہ رکھتا تھا اب۔۔

موبائل اٹھاتے اس نے سنی کو میسج کیا۔ اور پھر لائٹس آف کرتے مشعل کو اپنے سینے پر لٹایا لیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جواسکے سینے پر سر رکھنے سے پہلے اسے کاٹنا نہیں بھولی تھی۔ یہ اسکے شدت بھرے پیار اور غصے کی نشانی تھی۔

مشعل کے کانٹے پر عیس نے اسے اوپر اٹھاتے اسکے ہونٹوں کو فوکس میں لیتے ان پر قبضہ کیا تھا۔ شدت سے مشعل کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دباتے وہ اسے شدت سے خود میں بھینچ گیا۔ سو جاؤ اب چپ کر کے، ورنہ کھا جاؤں گا تمہیں۔۔

عیس نے اسکے ہونٹوں کو رہائی دیتے دھمکی دی۔ تو وہ شرماتے ہوئے اچھے بچوں کی آنکھیں بند کر گئی۔ لیکن آنکھیں بند کرنے سے پہلے وہ عیس پر اپنی گرفت مضبوط کرنا نہیں بھولی تھی۔ جیسے اسکے سوتے ہی نتاشہ اسکے شوہر کو اڑالے جائے گی۔ عیس اسکے معصوم سے شکنجے کو دیکھتے مسکرا دیا۔



اگلے انکے تمام دن کافی مصروف گزرے تھے۔۔ کیونکہ سپورٹس ویک چونکہ منڈے سے شروع ہونے والا تھا۔ جس کا پہلا فنکشن ہی نائٹ میں تھا۔

اس دن کی تیاری کے سلسلے میں منیزے ان سب کو اپنے ساتھ مال لے کر آئی تھی۔ تاکہ اچھی سی شاپنگ کی جاسکے۔

لیکن وہ تینوں ہی نہیں جانتیں تھیں۔ کہ منیزے کتنے خطرناک ارادے کیے بیٹھی ہے۔ جس میں سب سے زیادہ بری طرح علیزے سلطان احمد خان پھنسنے والی تھی۔

شاپنگ کب شروع کریں گئے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

پیزے کی بائٹ لیتے مشعل پر جوش ہوتے بولی۔ مال پہنچتے ہی وہ سب سے پہلے کچھ کھانے کے لیے فوڈ کارنر میں آئی تھیں۔ کیونکہ یونیورسٹی سے جلدی سے نکل آئیں تھیں۔
کون سی شاپنگ۔۔

منیزے نے بے نیازی سے پوچھا۔۔

وہ ہی شاپنگ جس کے لیے ہم لوگ یہاں آئیں ہیں۔۔

ایرہ نے منیزے کو دیکھتے یاد کروانا چاہا۔۔ جبکہ علیزے خاموشی سے انکی باتیں سن رہی تھی۔

میں وہ شاپنگ کر چکی ہوں۔ اور صرف اپنی نہیں، بلکہ تم سب کی بھی کر چکی ہوں۔۔

منیزے نے بے نیازی سے انکے سر پر دھماکہ کیا۔ تو وہ تینوں اپنا کھانا چھوڑ کر اسے دیکھنے لگیں۔

سب خود کر چکی ہو۔ تو ہمیں ادھر یہ لوگ دیکھانے لائی تھی۔

علیزے دانت پیستے ہوئے بولی۔ اور ایسا ہی حال ایرہ اور مشعل کا بھی تھا۔ جن کے منہ لٹک گئے تھے۔ وہ

دونوں ہی شاپنگ کے لیے بہت ایکسائٹڈ تھیں۔ اور انکی اس خوشی پر منیزے گرم، ٹھنڈا پانی سب گرا

چکی تھی۔

تو کیا تم لوگوں سے کرواتی شاپنگ، جنہوں نے اپنے اس گھسے پیٹے حلے سے ہی نہیں نکلنا ہوتا۔

منیزے بھی اسی کی طرح غراتے بولی۔ تو وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگیں۔

تو تم کیا چاہتی ہو ہم ماڈل بن کر گھومیں۔۔

ایرہ منہ بناتے بولی، کیونکہ وہ جانتی تھی۔ کہ منیزے کے طنز میں زیادہ تر اسے ہی ٹارگٹ کیا گیا ہے۔

تم لوگوں کو کس طرح کل رات گھومانا ہے، وہ میں جانتی ہوں۔ اور خبردار اگر کسی نے میری بات سے

کل انکار کیا تو۔ ورنہ بری طرح ناراض ہوتی بائیکاٹ کر دوں گی

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

منیزے نے انہیں سناتے ساتھ سیرس قسم کی دھمکی بھی دے ڈالی۔ جس پر وہ سر ہلاتے پیزے کی جانب متوجہ ہو گئیں۔

کھانے پینے سے فارغ ہونے کے بعد منیزے انہیں لے کر سینڈ لزاور جیولری لینے کے لئے چلی گئی۔ کیونکہ انکے سائز کی وجہ سے وہ سیلز نہیں منگوا پائی تھی۔

Episode 50

منیزے تم پاگل ہو گئی ہو کیا سچ میں۔۔

علیزے بیڈ پر پڑی ساڑھیوں کو دیکھتے صدمے سے بول پڑی۔ ایرہ اور مشعل تو کچھ بول بھی نہیں پارہیں تھیں۔

لیکن منیزے بل چباتی بے نیازی سے کندھے اچکا گئی۔ کہ جو بھی کہو، اب یہ ہی ہے۔۔ منیزے دیکھو۔۔

علیزے گہری سانس بھرتے اس سے پہلے بولنا شروع ہوتی۔ منیزے اسے ٹوک گئی۔ تم سنو میری خان کی خانم اور تم دونوں بھی۔۔

منیزے نے علیزے کو ٹوکتے ساتھ مشعل اور ایرہ کو بھی اپنی طرف متوجہ کیا۔

میں تم لوگوں کے اس روز کے گھسے پیٹے حلیوں کو دیکھ کر تنگ آگئی ہوئی ہوں۔ اس لئے آج رات کے فنکشن کے لئے ہم چاروں یہ ہی پہنے والی ہیں۔ تو تم تینوں میں سے کوئی بھی میرے ساتھ چوں چرا نہ کریں۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی بھی نہیں ہوگا۔ اور بہت برا پیش بھی آؤں گی۔

منیزے انگلی اٹھاتے دو ٹوک انداز میں وارنگ دے گئی۔ تو وہ تینوں تلملا کر رہ گئیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

تھوڑی دیر پہلے منیزے جا کر خود ایرہ اور مشعل کو پک کر اپنے ساتھ فلیٹ میں لائی تھی۔ جہاں ان سب نے تیار ہونا تھا۔ جبکہ علیزے کو سلطان خود ڈراپ کر گیا تھا۔

اور اب منیزے نے انکے سامنے شیفون سٹف میں شمری ساڑھیاں لا کر رکھ دی تھیں۔ جو کہ انڈین ڈیزائن میں انتہائی سٹائلش ساڑھیاں تھیں۔ ساڑھیوں کے ساتھ ساتھ بلاؤز دیکھتے ان تینوں کی جان جا رہی تھی۔۔ کیونکہ بلاؤز چھوٹے تھے۔ اور اب منیزے انکی لکس کو ٹارگٹ کرتے یہ سب پہنے پر مجبور کر رہی تھی۔

کیونکہ وہ انہیں مکمل طور پر بدلنا چاہ رہی تھی۔ تاکہ وہ چاروں مختلف لگیں۔

منیزے تم کیوں نہیں سمجھ رہی یار، خان مجھ سے ناراض ہو جائیں گئے۔ اگر یہ سب پہنا تو

علیزے پیربٹکتے ہوئے بولی۔ کیونکہ منیزے اسکی اک بھی سننا نہیں چاہ رہی تھی۔ الٹا ناراض ہونے کی دھمکی بھی دے ڈالی تھی۔ علیزے کو اچھے سے یاد تھا۔ وہ گھر کے سلیو لیس شرٹس میں بھی اسے خاص طور پر تاکید کرتا تھا۔ کہ گھر کی ملازماؤں کے سامنے وہ خود پر ڈوپٹہ اوڑھا کر رکھا کرے۔ اور علیزے اسکی یہ بات دل سے مانتی بھی تھی۔

تم تینوں کیوں میرا دماغ خراب کر رہی ہو بد تمیزو، یہ سب پہن کر کون کافر رات کی پارٹی میں جائے گا۔

منیزے نے دانت پیستے ہوئے انکار و نادیکھا۔۔

تو یہ سب پہن کر ہم مرتخ پر جا رہے ہیں کیا۔۔

ایرہ نے لگے ہاتھ طنز کے تیر برسائے۔۔

دعا تو میری یہ ہی ہے۔ کہ یہ پہن کر سنان بھائی تیرے ہوش اڑاتے تجھے سچ میں مرتخ پر پہنچادیں۔۔

منیزے زو معنی میں ایرہ کو دیکھتے بولی۔ تو ایرہ یک دم سرخ پڑتی اس پر لعنت بھیج گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

میری بات سنو میری معصوم پریوں، میں تم لوگوں سے یہ ساری تیاری اس لئے کروا رہی ہوں۔ تاکہ ہمارے شوہر ہمیں رومینٹک سی ڈیٹ پر لے کر جائیں۔ ویسے خود سے انہیں خیال تو آنا نہیں۔ اس لئے میں انہیں مجبور کر دینا چاہتی ہوں۔ تاکہ وہ ہمیں فلمی سی ڈیٹ پر لے کر جائیں۔ کیونکہ اس طرح کی بولڈ ساڑھی میں تم لوگ یونیورسٹی کا گیٹ بھی کر اس نہیں کر پاؤں گی۔ اور اٹھالی جاؤ گی۔

منیزے نے پر جوش ہوتے اپنی پلینگ انکے گوش گزاری تو ان تینوں کے تاثرات میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

کیا ہے اب۔۔

ان تینوں کو ہنوز خود کو گھورتے پا کر منیزے چینی۔۔۔

ہمیں کون اٹھا کر لے کر جائے گا۔

مشعل نے ہاتھ نچاتے طنزیہ پوچھا۔ تو منیزے سر پیٹ گئی۔

بے وقوفوں تمہارے شوہر ہی تو اٹھا کر لے کر جائیں گئے۔ اور ہم کوشش کریں گئے کہ کسی اور کی نظر میں نہیں آئیں

منیزے کی باتیں ان تینوں کے سر سے اوپر گزر رہی تھیں۔۔ لیکن یہ بات کنفرم تھی کہ بر حال آج یہ بلا ہی پہنی ہے۔ اس لئے وہ ٹھنڈی آہیں بڑھتی تیاری کرنے لگیں۔



پھر کون سا پہنا ہے رات میں بلیک یا بلو۔۔

سنی نے ہاتھ میں دو آپشنز لئے انکو دیکھا۔۔ وہ اپنے فلیٹ میں کام کرنے میں مصروف تھے۔

اکلورس بلیک۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

تینوں نے یک زبان جواب دیا۔ تو سنی امپریس ہوتے اوو کر گیا۔

یہ بطخوں کو کون سی خاص تیاری کرنی تھی۔ جو جنگجوں کی طرح اک میدان میں اکھٹی ہوئیں ہیں۔ عیس لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلاتے بولا۔ تو ضرار اور سلطان کندھے اچکا گئے۔

زیادہ تجسس ہو رہا ہے تو جا کر دیکھ لے۔

سنی نے اسکے ساتھ جگہ بناتے کہا۔ تو عیس بنا جواب کے کام میں مصروف رہا۔

پھر وہ چاروں کام میں مصروف رہے۔ کیونکہ رات آٹھ بجے فنکشن شروع ہونا تھا۔ اس سے پہلے انہیں اپنا کام ختم کرنا تھا۔



منیزے یہ اوور لگ رہی ہے۔

علیزے خود کو شیشیے میں دیکھتے روہانسی ہوئی۔ وہ اس وقت وائن ریڈ کلر شیڈ کی ساڑھی میں اپنے قیامت خیز حسن کے ساتھ شیشیے کے سامنے کھڑی تھی۔

منیزے فلیٹ میں ہی سیلون سے لڑکیوں کو بلا چکی تھی۔ جو گھر آکر ان چاروں کو تیار کر کے جا چکی تھیں۔ میرون گھنگریا لے بالوں کالوز سا بن بنایا گیا تھا۔ اور دونوں سائیڈ سے دو کرل نکالے گئے تھے۔ شمیری بلاؤز میں اپنے دراز قد کے ساتھ وہ پریشان کھڑی تھی۔

منیزے نے اک جیسی ریڈ چار مختلف شیڈز کی ساڑھیاں منگوائی تھیں۔ علیزے وائن ریڈ کلر کی ساڑھی میں پہنے ہوئی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

جبکہ ایرہ اپنے بلش ریڈ کلر کی ساڑھی میں اپنی گولڈن آنکھوں اور بالوں کے ساتھ چمک رہی تھی۔ ہمہ وقت پونی میں قید رہنے والے بال آج کھلے ہوئے دائیں کندھے پر سیٹ تھے۔ جس سے ایرہ کی گردن واضح ہو رہی تھی۔ نیوڈ کلر کے میک اپ میں وہ خود کو تکے جا رہی تھی۔

اب کیوں خود کو دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی ہو۔

منیزے نے اس بار ایرہ پر طنز کے تیر چلائے۔ جو ساڑھی میں بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ کہ سنی کے ری ایکشن کا سوچتے ہوئے اسکے گال دھک رہے تھے۔

منیزے کے طنز کو انور کرتے ایرہ اک ادا سے چلتے ہوئے اسکے پاس سے گزر گئی۔ تو منیزے نے اسی ایکٹنگ ہر اپنی ہنسی دبائی۔

ہوش میں آجائیں چندا۔

مشعل کو دیکھتے نفی میں سر ہلا گئی۔ جو آج بلڈ ریڈ کلر کی ساڑھی میں معصومیت سے بیٹھی ہوئی تھی۔

ماتھے پر بکھرے رہنے والے بال آج خوبصورت سے ہیر سٹائل میں قید تھے۔ منیزے نے اسکے بالوں میں پونی ہیر سٹائل بنایا تھا۔ جس سے اس کا قد تھوڑا بڑا لگ رہا تھا۔ اور چھوٹا سا ماتھا آج روشن تھا۔ جو ہمیشہ بالوں کے پیچھا چھپا رہتا تھا۔

منیزے اس پر پہنے کے لئے گاؤن ہی منگوا لیتی۔

علیزے جھنجھلاہٹ سے بولی۔ کیونکہ ان سب کے بلاؤز شارٹ تھے۔ جس سے ان کا کمر اچھی خاصی واضح ہو رہی تھی۔

منگوائے ہیں میری جان بے فکر رہو۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

منیزے اپنی سینڈ لزنڈ کرتی کھڑی ہوئی۔ روزیڈ کلر کی ساڑھی میں آج سبز آنکھوں کی رت کی نرالی تھی۔ سٹیپ کٹنگ والے بالوں کو آج لوز کر لز کروا کے پیچھے پشت پر چھوڑا گیا تھا۔

وہ سب اک سے بڑھ کر اک لگ رہیں۔ اور شبوان کو دیکھ دیکھ کر پاگل ہو رہی تھی۔ شبو کے پاگل پن کو دیکھتے منیزے نے لگے ہاتھ اسکا بھی میک اور کروا دیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ اب خود کو دیکھ دیکھ کر پاگل ہو رہی تھی۔

منیزے نے کبرڈ سے انکے میچنگ گاؤن نکال کر انہیں دیے۔ جس پر سب سے زیادہ علیزے نے شکر ادا کیا تھا۔

لڑکیوں وقت دیکھو اور جلدی نگو، پہلے ہی میں جھوٹ بول چکی ہوں۔

منیزے پر س پکڑتی جلدی سے باہر کی جانب بڑھی۔ کیونکہ وہ پہلے ہی ضرار کو میسج کر کے بتا چکی تھی۔ کہ وہ لوگ فنکشن پر پہنچ چکے ہیں۔ کیونکہ منیزے کا ادا ان سب کو اپنے ساتھ لے کر جانے تھا۔ تاکہ وہاں اک ساتھ اچانک وہ خود سمیت انکے شوہروں پر بھی دھماکا کر سکے۔



وہ چاروں اس وقت اک گاڑی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بلیک فور پیس میں اپنی اپنی شخصیت کے ساتھ وہ ماحول پر چھائے ہوئے تھے۔ گاڑی میں ان چاروں کے کلون کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

سلطان اور ضرار آگے جبکہ وہ دونوں پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔

یہ بطخوں نے جھوٹ کیوں بولا کہ وہ پارٹی میں پہنچ چکی ہیں۔

عیس منہ بسورے بولا۔ تو وہ تینوں اسے گھوری سے نواز گئے۔ جو کب سے اک ہی سوال کرتے انکی جان کھائے جارہا تھا۔ منیزے کے میسج کے وقت وہ چاروں جو اپنی اپنی گاڑی میں نکل رہے تھے۔ تاکہ فلیٹ سے اپنی اپنی بیوی کو پک کر سکیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

لیکن منیزے کے میسج پر دانت کچکچاتے ہوئے انہیں یونیورسٹی آنا پڑا تھا۔ کہ وہ انکے بنا کیسے اکیلے آسکتیں ہیں

لیکن یہاں آکر انہیں جب انکا نام و نشان نہ ملا تو ضرار منیزے کی لوکیشن دیکھتے دانت پیس گیا۔ اور اب پچھلے آدھے گھنٹے سے وہ گاڑی میں بیٹھے انکے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔

اگر اب تو نے مزید اک دفعہ یہ سوال پوچھا تو میں بنا کسی لحاظ کے تیرا منہ سو جا دوں گا۔

سنی اسے وارننگ دیتے بولا، تو عیس اسکا دھیان سامنے کروا گیا۔

یہ کیا بکواس ہے۔۔

سنی سامنے دیکھتے ہوئے غصے سے بولا۔۔

تو سلطان اور ضرار بھی نا سمجھی سے انکی نظروں کے تعاقب میں دیکھنے لگے۔ لیکن سامنے دیکھتے ہی وہ بھی انگاروں پر لیٹے تھے۔

انکی ہمت بھی کیسے ہوئی اس طرح کا لباس پہنے کی۔۔

عیس غراتے ہوئے بول اٹھا۔ ہر وقت دوسروں کی جان کھانے والا اس وقت الگ ہی موڈ میں آگیا تھا۔

لیکن سب سے برا حال تو سلطان کا تھا۔ وہ سامنے دیکھتے ہوئے یقین ہی نہیں کر پا رہا تھا۔ کہ یہ اسکی خانم ہو سکتی ہے۔ جو ہر وقت گاؤن میں خود کو چھپا کر رکھتی ہے۔

سامنے دیکھتے ہوئے ان سب پر غم و غصے کی کیفیت طاری ہو رہی تھی۔

بے اختیار سلطان سامنے دیکھتے تکلیف سے آنکھیں بند کر گیا۔

کیونکہ گاڑی سے نکلتے علیزے کا گاؤن بے ترتیب ہوا تھا۔ جس سے اسکی سفید کمر واضح ہوئی تھی۔

ڈیم اسٹ یہ اس حلیے میں اندر جانے کی جرات کیسے کر رہیں ہیں۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

عیس تکلیف سے چلایا۔ اور کچھ ایسا ہی حال سنی کا ہو رہا تھا۔ جبکہ ضرار اب تک خاموش بیٹھا دیکھ رہا تھا۔
جیسے یقین کرنا چاہ رہا ہو۔

ہاں اس نے کبھی اپنی بیوی پر زیادہ روک ٹوک نہیں کی تھی۔ کیونکہ وہ اسے پیار سے بدلنا چاہتا تھا۔ لیکن
یہ سب دیکھ کر اسے اپنے پورے جسم میں تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔

گاڑی سے نکل جلدی، اگر یہ سب اس حلیے میں منہاج اور نتاشہ یا کسی بھی عام انسان کی نظروں میں
آئیں۔ تو آئی سویر میں یہاں آگ لگا دوں گا۔

برفیلے لہجے میں بولتے سلطان نے انہیں ہدایت کی تھی۔ تو وہ سب بھی گاڑی سے نکلتے انکے پیچھے ہوئے
تھے۔



منیزے یہاں تو مجھے ان میں سے کوئی بھی نظر نہیں آ رہا۔

علیزے گھبراہٹ سے بولی۔۔۔

کیونکہ سب انہیں حیران کن نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ پارٹی کا سارا انتظام یونیورسٹی کے پچھلے گراؤنڈ
میں کیا گیا تھا۔

اسی لئے یہاں اکاد کالوگ ہی نظر آ رہے تھے۔ جو انہیں بہت گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے گزر رہے
تھے۔

سب کو اپنی جانب یوں دیکھتے علیزے مزید روہانسی ہو رہی تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھ پاتیں۔ دولڑکیاں انکی جانب بڑھیں تھیں۔

ہائے آپ منیزے ہیں نہ۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اک لڑکی نے منیزے کو دیکھتے استفسار کیا۔ تو منیزے سر ہلا گئی۔

میرا نام میرال ہے، مسٹر ضرار باہر موجود ہیں۔ تو وہ آپ سب کو بھی وہیں بلا رہے ہیں۔۔

میرال نے مسکراتے ہوئے باہر اشارہ کیا۔۔ تو وہ سب سر ہلاتے باہر کی جانب بڑھنے لگیں۔ لیکن اس سے پہلے ہی انہیں رکنا پڑا تھا۔

تم عیس کی اس دن والی کزن ہونہ۔۔

نناشہ نے حیران کن نظروں سے مشعل کے خوبصورت سراپے کو دیکھتے پوچھا۔ تو مشعل کا موڈ خراب ہو گیا۔ جیسے اسکے منہ میں کڑوا بادام آگیا ہو۔

نناشہ عالیہ کے ساتھ عیس کو دیکھنے کی باہر آرہی تھی۔ کہ اسے ریڈ ساڑھیاں پہنے چار لڑکیاں کھڑی نظر آئیں۔ لیکن مشعل کو ساڑھی میں دیکھتے وہ فوت ہونے کے قریب تھی۔

اگر یہ چھوٹی سی لڑکی اتنی خوبصورت تھی۔ تو نناشہ کے لئے عام نہیں ہو سکتی تھی۔

جی ہم وہ ہی ہیں۔ اب رستہ دینا پسند کریں گی کیا۔۔

مشعل کے بگڑتے زاویے دیکھ کر ایرہ آگے بڑھتے ناگواری سے بولی۔ اور چاروں پھر اک دفعہ میرال کے ساتھ باہر کی طرف بڑھ گئیں۔

ڈیم اٹ یار کیا خوبصورتی ہے چاروں کی، میں نے آج سے پہلے ایسا حسن نہیں دیکھا۔

عالیہ شاکی نظروں سے انہیں جاتے دیکھتے بولی۔ تو نناشہ ضبط سے مٹھیوں کو بھیجنے لگی۔ وہ خود اس وقت بلو

کھر کے سلیولیس فش کٹ ڈیزائن کے گاؤن میں تھی۔ ہیوی میک اپ میں وہ اس وقت بے حد بولڈ

لگ رہی تھی۔ کیونکہ گاؤن کے آگے پیچھے کا گلہ کافی ڈیپ تھا۔ وہ کچھ سوچتے پارٹی والی جگہ پر چلی گئی۔



یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

چکراتے سر کے ساتھ وہ مندی مندی آنکھوں کو کھول کر یاد کرنے کی کوشش کرنے لگی۔
ایرہ نے آنکھیں کھول کر اپنے آس پاس کا جائزہ لینا چاہا تو اس کے پاس وہ تینوں بے ہوش پڑی ملیں۔
دماغ پر زور ڈالنے پر جب اسے یاد آیا کہ وہ میرال نامی لڑکی کے ساتھ باہر پورچ میں ایٹیں تھیں۔ اس بعد
اس نے یہاں آکر ہوش کی تھی۔

کچھ غلط ہونے کے خوف سے ایرہ جلدی سے انہیں اٹھانے لگی۔
منیزے اٹھو، تجھے کہا تھا یہ منحوس ساڑھی نہ پہنا ہمیں، دیکھ اب اغوا ہو گئے ہیں نہ۔۔
ایرہ انہیں جھنجھوڑتے ہوئے خوف سے بولتی چلی گئی۔
تو وہ تینوں بھی آہستہ آہستہ آنکھیں کھولتے جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔۔
ہم ادھر کیوں ہیں۔
مشعل ڈرتے ہوئے بولی۔۔۔
یہ اس منحوس ساڑھی کی وجہ سے ہم ادھر ہیں۔۔
جواباً ایرہ چلا اٹھی۔۔۔

کمینیوں، ایسے مجھے سنار ہی ہو جیسے میں نے یہ ساڑھیاں باڈر پارڈ شمن سے منگوائی ہوں۔ اور پاک آرمی
نے جان کر ہمیں اپنی حراست میں لے لیا ہو
منیزے دانت پیستے انہیں لتاڑتے ہوئے بولی۔۔ جبکہ علیزے غور سے کمرے کو دیکھ رہی تھی۔
ابھی اسی بحث میں وہ لگیں تھیں۔ کہ اک لڑکی دروازہ کھولتے اندر داخل ہوئی۔



تم کون اور ہمیں یہاں کیوں لے کر آئی ہو۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

منیزے میرال کو دیکھتے غصے سے بولی۔۔

وہ اس وقت سب ہال میں کھڑی تھیں۔۔ اور انکے سامنے بلیک پینٹ ڈریسنگ میں وہ دونوں لڑکیاں کھڑی کوئی ایجنٹ ہی لگ رہیں تھیں۔

اسے لگ رہا ہے جیسے یہ کوئی ماڈرن بہو ہے۔ اور ہم سنسکاری بہوئیں ہیں۔۔

مشعل میرال اور بیہ کا تنقیدی جائزہ لیتے ایرہ کی جانب جھکتے ہوئے سرگوشی کر گئی۔

خیر سے سنسکاری تو ہم بھی کہیں سے نہیں لگ رہیں۔۔

جواباً ایرہ بھی خود کی ساڑھی دیکھتے مشعل کو سرگوشی میں بتانے لگی۔

وہ دونوں آس پاس سے بے خبر اپنے اپنے تبصروں میں مصروف تھیں۔

باس کا ڈر تھا۔ اس لئے لے کر آنا پڑا۔

میرال نے دھیمے لہجے میں منیزے کو جواب دیا۔

اس سے پہلے کہ منیزے غصے سے اسکا منہ نوچ لیتی۔ وہ تینوں اپنی اپنی سحر انگیز شخصیت کے ساتھ ہال میں داخل ہوئے۔۔

آج انہیں اک خاص کام سرانجام دینا تھا۔ جس کی وجہ سے انہوں نے میرال اور بیہ کو بھی پارٹی میں بلایا تھا۔ کیونکہ ان دونوں کی ضرورت تھی۔

لیکن ان سب کا حال دیکھتے سلطان نے انہیں یہاں سے غائب کرنے کے اڈر زد دیے تھے۔ اسی لیے میرال انہیں بہانے سے پورچ میں لے جا کر انہیں بے ہوش کر کے فارم ہاؤس لے آئی تھی۔

بھابھی خان باہر آپکا انتظار کر رہا ہے۔ سنی نے سنجیدگی سے بنا علیزے کو دیکھے کہا تو وہ سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ہم تو سچ میں اٹھالی گئی ہیں۔۔

ایرہ منیزے کی بات یاد کرتے بول پڑی تو مشعل نے بھی اسکی تائید کی۔

ضرار نے میرال اور بیہ کر جانے کا اشارہ کیا تو وہ سر ہلاتے چلی گئیں۔

پیچھے عیس مشعل کو گھسیٹتے ہوئے لے کر کمرے میں چلا گیا۔ اور یہ ہی طریقہ کار سنی بھی اپنایا تھا۔

اور اب ہال میں صرف منیزے اور ضرار اکیلے رہ گئے تھے۔



لان میں آسمان کو دیکھتے وہ علیزے کی جانب پیٹھ کیے کھڑا تھا۔ علیزے کا اسکے کے سامنے جانے کا حوصلہ نہیں پڑ رہا تھا

سلطان اسکی موجودگی محسوس کر چکا تھا۔ لیکن مڑا نہیں۔۔۔

خان۔۔۔

علیزے جھجکتے ہوئے اسے بلانے لگی۔ لیکن وہ ہنوز خاموش رہا۔

وہ کیوں اسے نظر انداز کر رہا تھا۔ پہلے تو علیزے کو اپنے قریب دیکھتے ہی وارفستگی سے اسکی جانب بڑھتا تھا۔ آج اس قدر خاموشی کیوں تھی۔

خان۔۔۔

علیزے اسے پھر پکارا تو وہ لمحہ دیر بعد اسکی جانب رخ موڑ گیا۔ لیکن چہرے پر سرد تاثرات تھے۔

جی۔۔۔

یک لفظی جواب دیا گیا تھا۔

وہ میں ادھر، آپ نے بلایا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

علیزے اسکی نظروں سے ڈرتے بے ربط بولنے لگی۔

سلطان نے غور سے اسے دیکھا جو اپنے حسن کے ساتھ اپسر ابنی ہوئی تھی۔

کیا میں اس لباس کو پہنے کی وجہ جان سکتا ہوں۔۔۔

اجنبیت سے سوال پوچھا گیا۔ لیکن دل میں تکلیف بڑھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ اور نیلی آنکھیں نم سی تھیں۔۔

علیزے کو شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔ کہ وہ روح تک تڑپ گئی تھی۔

خان میں بتاتی ہوں، ایسا کچھ بھی نہیں۔۔۔

اپنے آنسوؤں کو کنٹرول کرتے وہ سلطان کی جانب بڑھتے بولی۔ تو سلطان پیچھے قدم اٹھا گیا۔ اور سلطان کو خود سے دور ہوتے دیکھ کر علیزے مرنے کے قریب ہوئی تھی۔ جس نے آنکھوں پر ہٹھا کر رکھا ہو۔ اسکی پہلی بے رخی جان لیوا تھی۔

میری بات تو سنیں نہ۔ مجھے غلط نہیں سمجھیں خدا را۔۔

ہچکیوں سمیت وہ روتے ہوئے بولی۔ لیکن سلطان صرف خاموشی اختیار کیے تھا۔ وہ اسکی جانب دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔ علیزے نے جب یہ دیکھا تو وہ ہچکیوں سے شدت سے رو دی۔

پلیز خان ایسا نہیں کریں میں مر جاؤں گی۔۔۔

وہ پھر قدم اٹھاتے اس کے قریب ہوئی۔ تو سلطان اپنا چہرہ ہی موڑ گیا۔

علیزے کو سمجھ نہیں آرہی تھی۔ کہ اسے کیا کرنا ہے۔ لیکن وہ ایسے ہمت بھی نہیں ہار سکتی تھی۔ اگر ہار جاتی تو یقیناً بات بڑھ جاتی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ کیونکر اس قدر خاموشی اختیار کیے ہوئے تھا۔ ورنہ وہ اسے دانٹ بھی تو سکتا ہے۔ سلطان کی خاموشی ہی علیزے کے لئے اصل امتحان ثابت ہو رہی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

کہ وہ مضبوط قدم اٹھاتے سلطان کے قریب ہوتے اسکی گردن میں بانہیں ڈال کر پاؤں پر پاؤں رکھ کر کھڑی ہو گئی۔ گاؤن بے ترتیب ہوتا کندھوں سے ڈھلک رہا تھا۔ سفید کندھے اپنی جھلک دیکھا رہے تھے۔

اپکو میری بات سننا ہوگی ورنہ یہیں جان دے دوں گی میں۔ آپ میری بات سننے بنا میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔

کالی سرخ انھیں نیلی آنکھوں میں گاڑتے وہ چلا اٹھی۔ تو سلطان اپنی آنکھوں کو ہی بند کر گیا۔ پتہ نہیں وہ خود کو یا اسے سزا دے رہا تھا

وہ تینوں سلطان کی جانب آرہے تھے۔ تاکہ سلطان کو ٹھنڈا کر سکیں۔۔ کیونکہ سب سے بری حالت تو اسکی ہوئی تھی۔ وہ نہیں چاہتے تھے۔ کہ سلطان انکی بھابھی کو اپنے غصے کا زیادہ نشانہ بنائے۔

لیکن یہاں علیزے کو پہلے سلطان کے قریب ہوتے اور پھر ہونٹوں پر جھکتے دیکھ کر وہ سٹیٹائے تھے۔ لیکن عیس کا منہ کھلا گیا تھا۔

سلطان کو آنکھیں بند کرتے دیکھ کر وہ بنا کچھ سوچے ایڑھیاں اٹھاتے سلطان کے لبوں پر جھکی تھی۔ سلطان جو آنکھیں بند کیے تھا۔ علیزے کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں پر محسوس کرتے وہ آنکھیں کھول گیا۔ علیزے بھیگی آنکھوں سے اپنے چھوٹے چھوٹے ہونٹوں سے سلطان کے ہونٹوں کو چومنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ لیکن ناکام ٹھہر رہی تھی۔

ان تینوں کو منہ کھولے کھڑے دیکھ کر سلطان نے اک ہاتھ سے علیزے کی کمر کو تھامتے دوسرے ہاتھ سے انہیں وہاں سے دفع ہونے کا کہا تھا۔ تو وہ جلدی سے وہاں سے نکلے تھے۔ لیکن عیس کو گھسیٹتے ہوئے لے کر جانا پڑا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

انکے جاتے ہی سلطان نے شدت سے علیزے کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔ وہ جو ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ سلطان کے لمس کو محسوس کرتے مزید روہ دی۔ اور شدت سے سلطان کی گردن کو ہاتھ سے چھونے لگی۔ تاکہ اپنے جلتے دل کو سکون پہنچا سکے۔

سلطان اک جھٹکے میں اسے بازوؤں میں اٹھا کر پیچھے کی جانب بڑھا۔



وہ علیزے کو اپنے بازوؤں میں اٹھائے کمرے میں داخل ہوا۔ لیکن علیزے کے ہونٹوں کو اس نے آزاد نہیں کیا تھا۔

علیزے کو بیڈ پر لٹاتے سلطان نے اک جھٹکے میں اپنا کوٹ اتار کر نیچے پھینکا تھا۔ جبکہ علیزے اسے اپنے سامنے دیکھتے اپنی نظریں جھکا گئی۔

اپنا گاؤن اتاریں۔۔

سلطان نے اس پر جھکتے ہوئے سرد تاثرات سے حکم دیا۔ تو علیزے ڈر کے مارے اپنا گاؤن نکالنے لگی۔ وہ مزید اسکی ناراضگی کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

اس نے گاؤن اتار اتو سلطان نے گاؤن کو اٹھا کر نیچے پھینک دیا۔ وہ اب اپنی بھرپور رعنائیوں سے اسکے سامنے موجود تھی۔

علیزے کے نو خیز حسن کو دیکھتے سلطان کی آنکھوں میں خماری اتری تھی۔

کمرے میں اس نے نائیٹ لائٹس آف کر دیں تھیں۔ اپنی شرٹ اتارتے وہ بیڈ پر علیزے پر جھکا۔

اب جو ہوگا اسکی ذمہ دار آپ خود ہونگی۔ علیزے کی کان کی لوح کو شدت سے کاٹتے وہ شدت پسندی سے بولا۔ تو علیزے تھوگ نکل گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سیلو لیس بلاز و جو اسکے جسم کو نہ آگے سے کور کر پا رہا تھا، نہ پیچھے سے

سلطان شدت سے اسکے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں لے گیا۔ ہاتھ اسکی گردن سے گزارتے علیزے کے چہرے کو اوپر اٹھاتے وہ اسکے ہونٹوں کو شدت سے چومتے زخمی کر رہا تھا۔ جیسے اسے سزا دینا چاہ رہا ہوں۔

سلطان کی اتنی شدت پر تڑپتے ہوئے وہ مزاحمت کرتے اسکے کندھوں ہوئے مکے مارنے لگی تھی۔ یہ محبت کا بھرم ہی تھا۔ کہ وہ کھل کر مزاحمت کر رہی تھی۔ اور سلطان نے اسکا یہ بھرم نہیں توڑا تھا۔ علیزے کے ہونٹوں کو چھوڑتے وہ اسکی گردن پر جھک گیا۔

اسکی کی گردن کو اپنے دانتوں میں دباتے وہ جگہ جگہ اسے محبت کی نشانیاں دینے لگا۔ اور پھر ایسے ہی نیچے کی جانب جھکتے وہ اسے لبوں سے چومنے لگا۔

علیزے گہرے سانس لیتی اسکے لمس پر پاگل ہو رہی تھی۔

سلطان نے اسکے پاؤں اٹھاتے اپنے سامنے کیے تھے۔ جو ریڈ ہیلز میں مقید تھے۔ علیزے کے پاؤں کو ہیلز سے آزاد کرتے اپنے سلگتے لب اسکے سفید گلابی پیروں پر رکھے۔ تو وہ تڑپتے ہوئے پاؤں چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔

علیزے کے تڑپنے پر سلطان گہرہ مسکرایا تھا۔ ابھی وہ اسے مزید تڑپانا چاہتا تھا۔ اسی لئے ساڑھی پیچھے ہٹاتے سلطان اسکی ٹانگ پر نرمی سے لب رکھ گیا۔ کہ علیزے جھٹکے سے اٹھ بیٹھی تھی۔

سلطان کی آنکھوں میں خماری اور بیک وقت جذبات دیکھتی وہ نفی میں سر ہلا گئی۔ لیکن سلطان کی بولتی نظروں نے اسے آنکھیں جھکانے پر مجبور کیا تھا۔

آج ڈرنے کا کوئی فائدہ نہیں جانم آج میں اپکو بتاؤں گا۔ کہ اک پٹھان کے جذبات سے کھیلنا کیسا ہوتا ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

علیزے کو ٹانگ سے اپنی جانب کھینچے اسکی گردن کو اوپر اٹھاتے وہ بر فیلے لہجے میں بولا۔ تو علیزے اس ارادوں کو سوچ کر اندر تک کانپ گئی۔

لیکن سلطان نے اسے مزید سوچنے کا موقع نہیں دیا تھا۔ اس لیے پھر اک بار شدت سے اسکے ہونٹوں پر گرفت جما گیا۔ کہ علیزے بے حال ہوتے پیچھے تکیے پر جا گری تھی۔

بے چین ہوتے سلطان نے اک جھٹکے میں اسکی ساڑھی کا پلو اسکے وجود سے ہٹایا۔ کہ علیزے کانوں کی لوح تک سرخ پڑتی رخ موڑ گئی۔

علیزے کی بیک دیکھتے سلطان نے تھوگ نکالا تھا۔ صرف ڈوریوں سے بلاؤز کو سکیور کیا گیا تھا۔ سلطان علیزے پر گرفت جماتے اسکی پچھلی گردن پر جھکا تھا۔ تاکہ وہ مزاحمت کرتی اسکے کام میں خلل نہ ڈال سکے۔

علیزے کی گردن کو چومتے وہ نیچے کی جانب بڑھتے اسکی ڈوریوں کو دیکھ کر اک نظر رک گیا۔۔ اک نظر اپنی بیوی کو دیکھا۔۔ جو گہرے سانس لیتی رخ موڑنا چاہ رہی تھی۔ اسی لیے سلطان اسکی ڈوری کو دانتوں میں لیتے کھول گیا۔ کہ علیزے روح تک لرزا اٹھی۔

خان۔۔۔

سلطان کو پکارتے وہ چینخی۔ اور جلدی سے رخ موڑتے اسکے سینے میں چھپی۔۔ علیزے کی حالت دیکھتے وہ دانتوں تلے لب دباتے اسے گردن سے لے کر کمر تک بے باقی سے چھونے لگا تھا۔

علیزے سلطان کی بے باقیوں ہر خود میں سمٹ رہی تھی۔ تو سلطان نے پاؤں سے بلینکٹ پکڑتے دونوں کو کور کیا تھا۔ کہ علیزے جو تھوڑی ریلکس ہو رہی تھی سلطان کے بلاؤز اتارنے پر منہ کھول گئی۔۔۔ خان نہیں۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

علیزے اسکی بڑھتی بے شرمی پر چلا اٹھی۔۔

شش، شششش۔۔۔ میرا بچہ ابھی نہیں چلانا۔۔

علیزے کے ماتھے کو چومتے وہ گھمبیر لہجے میں زو معنی سے بولا تو علیزے کو منہ چھپانے کو جگہ نہیں ملی تھی۔

علیزے کے کھلے منہ کو چومتے وہ اس پر سایہ فگن ہوا۔۔

کوشش کروں گا۔ کہ اپکو زیادہ ہرٹ نہ کروں، لیکن آپکا یہ لباس مجھے بے بس کر چکا ہے۔ اس لئے ڈرنے کی بجائے خانم بنتے اپنے دل کو مضبوط کر لیں۔ کیونکہ آپکو اک پٹھان کی قربت سہنی ہے۔۔۔

سلطان نے اسکے سرخ چہرے کو اپنی آنکھوں میں سموتے پیار سے کہا۔ تو علیزے پھر بھی نفی میں سر ہلانے لگی۔ وہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ وہ تو سلطان کی چھوٹی موٹی شرارتوں پر ہلکان ہو جایا کرتی تھی۔ مکمل طور پر کیسے برداشت کرتی۔

خان۔۔۔

علیزے اسے پکار پاتی۔ سلطان کمرے کو مکمل طور پر اندھیرے میں ڈبوتا اسے اپنے شکنجے میں قید کر گیا۔ کہ وہ چڑیا کی مانند ہٹھڑ پھرا کر رہ گئی۔ لیکن سلطان کا اسے آزاد کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

علیزے کے لبوں کو سک کرتے وہ اسکی اچھی خاصی جان خلاصی کر رہا تھا۔ اپنی مزاحمت کو کسی خاطر میں آتے نہ دیکھ کر وہ تھک ہارا سکے گلے میں بازوؤں کا ہار پہنا گئی۔ کہ سلطان روح تک سرشار ہوتے اور شدت سے اس پر برسنے لگا تھا۔

وہ علیزے کو اپنے بازوؤں میں اٹھائے کمرے میں داخل ہوا۔ لیکن علیزے کے ہونٹوں کو اس نے آزاد نہیں کیا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

علیزے کو بیڈ پر لٹاتے سلطان نے اک جھٹکے میں اپنا کوٹ اتار کر نیچے پھینکا تھا۔ جبکہ علیزے اسے اپنے سامنے دیکھتے اپنی نظریں جھکا گئی۔

اپنا گاؤن اتاریں۔۔

سلطان نے اس پر جھکتے ہوئے سرد تاثرات سے حکم دیا۔ تو علیزے ڈر کے مارے اپنا گاؤن نکالنے لگی۔ وہ مزید اسکی ناراضگی کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

اس نے گاؤن اتار اتو سلطان نے گاؤن کو اٹھا کر نیچے پھینک دیا۔ وہ اب اپنی بھرپور رعنائیوں سے اسکے سامنے موجود تھی۔

علیزے کے نو خیز حسن کو دیکھتے سلطان کی آنکھوں میں خماری اتری۔

کمرے میں اس نے نائٹ لائٹس آف کر دیں تھیں۔ اپنی شرٹ اتارتے وہ بیڈ پر لیٹی علیزے پر جھکا۔ اب جو ہو گا اسکی ذمہ دار آپ خود ہونگی۔ علیزے کی کان کی لوح کو شدت سے کاٹتے وہ شدت پسندی سے بولا۔ تو علیزے تھوگ نکل گئی۔

سیلو لیس بلاؤز جو اسکے جسم کو نہ آگے سے کور کر پا رہا تھا، نہ پیچھے سے

سلطان شدت سے اسکے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں لے گیا۔

ہاتھ اسکی گردن سے گزارتے علیزے کے چہرے کو اوپر اٹھاتے وہ اسکے ہونٹوں کو شدت سے چومتے زخمی کر رہا تھا۔ جیسے اسے سزا دینا چاہ رہا ہوں۔

سلطان کی اتنی شدت پر تڑپتے ہوئے وہ مزاحمت کرتے اسکے کندھوں پر مکے مارنے لگی تھی۔ یہ محبت کا بھرم ہی تھا۔ کہ وہ کھل کر مزاحمت کر رہی تھی۔ اور سلطان نے اسکا یہ بھرم نہیں توڑا تھا۔

علیزے کے ہونٹوں کو چھوڑتے وہ اسکی گردن پر جھک گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

اسکی کی گردن کو اپنے دانتوں میں دباتے وہ جگہ جگہ اسے محبت کی نشانیاں دینے لگا۔ اور پھر ایسے ہی نیچے کی جانب جھکتے وہ اسے لبوں سے چومنے لگا۔ علیزے گہرے سانس لیتی اسکے لمس پر پاگل ہو رہی تھی۔ سلطان نے اسکے پاؤں اٹھاتے اپنے سامنے کیے تھے۔ جو ریڈ ہیلز میں مقید تھے۔ علیزے کے پاؤں کو ہیلز سے آزاد کرتے اپنے سلگتے لب اسکے سفید گلابی پیروں پر رکھے۔ تو وہ تڑپتے ہوئے پاؤں چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔

علیزے کے تڑپنے پر سلطان گہرہ مسکرایا تھا۔ ابھی وہ اسے مزید تڑپانا چاہتا تھا۔ اسی لئے ساڑھی پیچھے ہٹاتے سلطان اسکی ٹانگ پر نرمی سے لب رکھ گیا۔ کہ علیزے جھٹکے سے اٹھ بیٹھی تھی۔

سلطان کی آنکھوں میں خماری اور بیک وقت جذبات دیکھتی وہ نفی میں سر ہلا گئی۔ لیکن سلطان کی بولتی نظروں نے اسے آنکھیں جھکانے پر مجبور کیا تھا۔

آج ڈرنے کا کوئی فائدہ نہیں جانم آج میں اپکو بتاؤں گا۔ کہ اک پٹھان کے جذبات سے کھیلنا کیسا ہوتا ہے۔ علیزے کو ٹانگ سے اپنی جانب کھینچتے اسکی گردن کو اوپر اٹھاتے وہ بر فیلے لہجے میں بولا۔ تو علیزے اس ارادوں کو سوچ کر اندر تک کانپ گئی۔

لیکن سلطان نے اسے مزید سوچنے کا موقع نہیں دیا تھا۔ اس لئے پھر اک بار شدت سے اسکے ہونٹوں پر گرفت جما گیا۔ کہ علیزے بے حال ہوتے پیچھے تکیے پر جا گری تھی۔

بے چین ہوتے سلطان نے اک جھٹکے میں اسکی ساڑھی کا پلو اسکے وجود سے ہٹا دیا۔ علیزے کانوں کی لوح تک سرخ پڑتی رخ موڑ گئی۔

علیزے کی بیک دیکھتے سلطان نے تھوگ نگلا۔ صرف ڈوریوں سے بلاؤز کو سکیور کیا گیا تھا۔ سلطان علیزے پر گرفت جماتے اسکی پچھلی گردن پر جھکا۔ تاکہ وہ مزاحمت کرتی اسکے کام میں خلل نہ ڈال سکے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

علیزے کی گردن کو چومتے وہ نیچے کی جانب بڑھتے اسکی ڈوریوں کو دیکھ کر اک نظر رک گیا۔۔ اک نظر اپنی بیوی کو دیکھا۔۔ جو گہرے سانس لیتی رخ موڑنا چاہ رہی تھی۔ اسی لیے سلطان اسکی ڈوری کو دانتوں میں لیتے کھولنے لگا۔ کہ علیزے روح تک لرزا تھی۔

خان۔۔۔

سلطان کو پکارتے وہ چینخی۔ اور جلدی سے رخ موڑتے اسکے سینے میں چھپی۔۔ علیزے کی حالت دیکھتے وہ دانتوں تلے لب دباتے اسے گردن سے لے کر کمر تک بے باکی سے چھونے لگا تھا۔

علیزے سلطان کی بے باقیوں پر خود میں سمٹ رہی تھی۔

تو سلطان نے پاؤں سے بلینٹ پکڑتے دونوں کو کور کیا۔

علیزے جو تھوڑی ریلکس ہو رہی تھی سلطان کے بلاؤز اتارنے پر منہ کھول گئی۔۔

خان نہیں۔۔

علیزے اسکی بڑھتی بے شرمی پر چلا اٹھی۔۔

شش، شششش۔۔۔ میرا بچہ ابھی نہیں چلانا۔۔۔

علیزے کے ماتھے کو چومتے وہ گھمبیر لہجے میں زو معنی سے بولا تو علیزے کو منہ چھپانے کو جگہ نہیں ملی تھی۔

علیزے کے کھلے منہ کو چومتے وہ اس پر سایہ فگن ہوا۔۔

کوشش کروں گا۔ کہ اپکو زیادہ ہرٹ نہ کروں، لیکن آپ کا یہ لباس مجھے بے بس کر چکا ہے۔ اس لئے ڈرنے کی بجائے خانم بنتے اپنے دل کو مضبوط کر لیں۔ کیونکہ اپکو اک پٹھان کی قربت سہنی ہے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

سلطان نے اسکے سرخ چہرے کو اپنی آنکھوں میں سموتے پیار سے کہا۔ تو علیزے پھر بھی نفی میں سر ہلانے لگی۔ وہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ وہ تو سلطان کی چھوٹی موٹی شرارتوں پر ہلکان ہو جایا کرتی تھی۔ مکمل طور پر کیسے برداشت کرتی۔

خان۔۔۔

علیزے اسے پکار پاتی۔ سلطان کمرے کو مکمل طور پر اندھیرے میں ڈبوتا اسے اپنے شکنجے میں قید کر گیا۔ کہ وہ چڑیا کی مانند ہٹھڑ پھرا کر رہ گئی۔ لیکن سلطان کا اسے آزاد کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

علیزے کے لبوں کو سک کرتے وہ اسکی اچھی خاصی جان خلاصی کر رہا تھا۔ اپنی مزاحمت کو کسی خاطر میں آتے نہ دیکھ کر وہ تھک ہار کر اسکے گلے میں بازوؤں کا ہار پہنا گئی۔ کہ سلطان روح تک سرشار ہوتے اور شدت سے اس پر برسنے لگا تھا۔

علیزے کے پیٹ کو ہونٹوں سے چھوتے وہ اسے مکمل طور پر پاگل کر رہا تھا۔۔۔
خان نہیں کریں۔۔۔

تکیے پر سر پٹکتے وہ بے حال ہوتے بولی۔ تو اوپر اٹھتے اپنا بوجھ اس پر منتقل کرتے خود کی اور اس کی جان اک کر گیا۔ کہ وہ علیزے اپنی چینیخ دباتی سلطان کے کندھے پر دانت گاڑ گئی۔

اسکی حالت دیکھتے سلطان کو اس پر پیار آیا تھا۔ اسی لیے جھکتے ہوئے اس کے آنسو لبوں سے چننے لگا۔
میں نہیں بولوں گی آپ سے۔۔۔

علیزے غصے سے اسے ناخن مارتے بولی تو سلطان مسکراتے ہوئے اسکے ہونٹوں کو قید کرتا اسکی بولتی ہی بند کر گیا۔۔۔ کمرے میں دہکتی قربت آگ کی مانند تھی۔



یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

Epsiode 51

اب کیوں ٹسوے بہا رہی ہو، یہ مجھے دیکھانے کے لیے ہی پہنی تھی نہ تو اب دیکھنے بھی دو۔۔
سنی نے بل چباتے بھرپور غصے کا اظہار کیا۔ بلیک فور پیس میں اپنی سرخ و سفید رنگت سے ایرہ کا دل
دھڑکا رہا تھا۔ لیکن اپنے غصے کی وجہ سے وہ ایرہ کو آنکھیں اٹھانے بھی نہیں دے رہا تھا۔ بل چباتے وہ
کھڑکی کے پاس بہت ضبط سے کھڑا تھا۔ بل چبانے کا مقصد بھی خود کے غصے کو کنٹرول کرنا تھا۔ تاکہ اپنی
شریک حیات کو غصے میں کہیں ہرٹ نہ کر دے۔

میں خود نہیں پہنی تھی، منیزے نے۔۔

ایرہ اس پہلے بات مکمل کر پاتی، سنی تیش سے اسکی جانب آیا تھا۔ جو صوفے پر بیٹھی رو رہی تھی۔ اک
جھٹکے میں ایرہ کو بازو سے پکڑ کر کھڑا کرتے وہ اپنی سرخ گولڈن آنکھیں اسکی سنہری آنکھوں میں گاڑ
گیا۔۔

ڈونٹ یو ڈیئر مسسز سنان، ورنہ قسم سے تمہارا جینا محال کر دوں گا آج رات کے لیے، بھابھی کو الزام
دینے سے پہلے یہ سوچو تم نے کتنی عقل کا استعمال کیا ہے۔ پھر اپنی غلطی کسی دوسرے پر پھینکنا۔۔

سنی اسکا بازو شدت سے دباتے غرایا تھا۔ کہ ایرہ تکلیف سے سسکا اٹھی۔ وہ اسے بتانا چاہ رہی تھی کہ یہ
ساڑھی منیزے نے منگوائی تھی۔ اور اسی کے کہنے پر ان سب کو پہنی پڑی تھی۔ لیکن اسکی بات مکمل
کرنے سے پہلے ہی وہ پہلے سے بھی زیادہ غصے میں آیا تھا۔

تم پاگل ہو گئے ہو، کیوں فضول میں بھڑک رہے ہو مجھ پر اک ساڑھی ہی تو پہنی ہے کونسا گناہ کر دیا ہے۔
جویوں جنگلی پن دیکھا رہے ہو مجھے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ایرہ سنی کی شدت بھری گرفت اپنے بازو سے چھڑاتے چلا اٹھی۔ وہ یقیناً ہرٹ ہو رہی تھی۔ کیونکہ سنان اسکی اک بھی سننا نہیں چاہ رہا تھا۔

وہ جب سے اسے کھینچ کر کمرے میں لایا تھا۔ تب سے ایسے ہی اس پر بھڑکتے اپنے غصے کا اظہار کر رہا تھا۔ لیکن ایرہ کو اپنی صفائی پیش کرنے کا اک بھی موقع نہیں دے رہا تھا۔ اسی لئے اب ایرہ کی بس ہوئی تھی۔

خود کے لئے جنگلی سنتے سنی کا دماغ یک دم آوٹ ہوا۔ کہ وہ ایرہ کا بازو چھوڑ کر اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے زور سے اپنی جانب کھینچ گیا۔

بجائے تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو مسسز کاظمی کہ تم اس گھٹیا ساڑھی کو پہنے کے لیے سوری کرو تم مجھے الٹا سنار ہی ہو کہ میں جنگلی بن رہا ہوں۔۔

سنان ایرہ کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اسکا چہرہ اوپر اٹھاتے شدت سے چلایا۔ تو ایرہ اسکی اونچی آواز سنتے ڈر کے مارے آنکھیں بند کر گئی۔ لیکن اس وقت اسکی کیفیت ایسی ہو گئی تھی۔ کہ اسکا بس نہیں چل رہا تھا۔ اپنا سر پھاڑ لیتی یا اپنے سامنے کھڑے اس بندے کا۔

وہ اسے بات مکمل کرنے بھی نہیں دے رہا تھا۔ اور سوری بھی اسے چاہیے تھی۔۔

میں تمہیں اک بھی صفائی نہیں دوں گی اب، ویسے بھی تمہارا کوئی حق نہیں مجھ پر، یہ نکاح مجبوری کے تحت ہوا تھا۔ تو ویسے ہی ختم بھی ہو جائے گا۔

سنان کی آنکھوں میں اپنی بھیگی سنہری آنکھیں گاڑتے وہ سفائی سے بولی۔ تو سنی جو پہلے ہی تکلیف میں تھا۔ اسکی اس بات پر اسکا دل ٹکروں میں تقسیم ہوا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تم تو کیا، تمہارا سارا خاندان بھی یہ نکاح نہیں ختم کر سکتا مس ایرہ، یہ نکاح تمہاری رضامندی پر ضرور ہوا ہے۔۔ لیکن اس کو ختم کرنے کا سوچنا بھی نہ ورنہ میرا وہ روپ دیکھو گی جو شاید تم نے خواب میں بھی نہ سوچا ہو کبھی۔۔

ایرہ کے جڑے کو ہاتھ میں لیتے وہ اک اک لفظ اسکے کان میں غراتے اک جھکٹے میں اسے اپنی گرفت سے آزاد کر گیا۔ کہ ایرہ، سیلز پہنے کی وجہ سے لڑکھڑاسی گئی۔ اگر وہ صوفے کا سہارا نہ لیتی تو یقیناً زمین بوس ہو جاتی۔

سنی کا لہجہ اور یہ روپ اسکے لیے بالکل نیا تھا۔ اس نے سنان مصطفیٰ کو ہمیشہ ہنستے ہوئے دیکھا تھا۔ یا نکاح کے بعد سے وہ دلفریب انداز میں ایرہ کو ابھی قربت میں مدہوش کرتے دنیا جہاں بھلا دیتا تھا۔ لیکن اسکا یہ غصیلاروپ ایرہ کے لیے ناقابل برداشت تھا۔ کیونکہ وہ اسکی محبت، توجہ کی عادی تھی۔

اسی لیے ایرہ خود بھی غم وہ غصے کی کیفیت سے دوچار ہو رہی تھی۔ اسکا دل کر رہا تھا کمرے کی ہر چیز کو آگ لگا دے۔ غصے سے اس نے ٹیبل پر پڑے شوپیس کو زور سے زمین بوس کیا تھا۔

سنی جو پھر اک دفعہ کھڑکی میں کھڑا خود کو شانت کرنے کی کوشش رہا تھا۔ ایرہ کے چلانے پر اسکی جانب متوجہ ہوا تھا۔ جو چلاتے ہوئے اک اک شوپیس زمین پر توڑتی جا رہی تھی۔ سنی اسکی حالت اچھے سے سمجھ رہا تھا۔

کہ وہ اس روپ میں اپنے لیے تعریف و محبت سوچ کر بیٹھی تھی۔ لیکن اپنے شوہر سے وہ سب نہ ملنے پر اب پاگل ہونے کو تھی۔ سنی کو خود پر افسوس ہوا تھا۔ کہ وہ پیار سے اسے سب پوچھ سکتا تھا۔ پر، وہ کیا کرتا اپنی بیوی کو اس روپ میں دیکھ کر خود پر ضبط کھو بیٹھا تھا۔ کیونکہ اسکی خوبصورتی کا صرف وہ حقدار تھا۔ اور پھر انکی اتنی کوشش کے باوجود بھی نتاشہ انہیں اس روپ میں دیکھ چکی تھی۔۔ جو سب سے زیادہ تکلیف دہ بات تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

گہری سانس بھرتے سنی نے اپنا کوٹ اتارتے صوفے پر پھینکا۔ شرٹ کے اوپری بٹن کھولتے وہ اسکی جانب بڑھا۔ جو اپنی حالت بگاڑنے کے درپر تھی۔

گاؤن اس وقت کندھوں سے ڈھلک رہا تھا۔ سنہرے بال بکھر سے گئے تھے۔ جو روپ و حسن پہلے قوس قزح کے رنگوں سے چمک رہا تھا۔ اس وقت وہ سوگوار حسن معلوم ہو رہی تھی۔

ایرہ جواک اور شوپیس زمین کی زینت بنانے لگی تھی۔۔ سنی نے اسکے اوپر اٹھے ہوئے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں بروقت لیا۔ ایرہ پھر سنی کو اپنے قریب دیکھتے غصے سے منہ پھیر گئی۔ اپنا ہاتھ سنی سے چھڑاتے اس نے پوری شدت سے شوپیس زمین پر پھینکتے توڑا تھا۔ کہ کانچ کے ٹکڑے ہر طرف بکھر گئے تھے۔

ایرہ کے غصیلے تاثرات دیکھتے سنی نے مسکراہٹ ضبط کرتے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبایا۔ ابھی مزید وہ کوئی حملہ کرتی کہ سنی نے اسکی کمر پر اپنا ہاتھ لپیٹتے اپنی جانب کھینچ کر اسکے ماتھے پر اپنے سلگتے ہونٹ رکھ دیے۔ کہ ایرہ اس کے لمس پر ساکت ہوتے اپنی آنکھوں کو زور سے میچ گئی۔ لیکن اسکی ہچکی نہیں رکی تھی۔۔ وہ ہچکیوں سمیت رو رہی تھی۔ جتنا وہ اور علیزے ساڑھی پہنتے ہوئے ڈر رہیں تھیں۔ اتنا ہی سچ میں انہیں ہچکیوں سمیت رونا پڑا تھا۔

ایرہ کے ہچکولے کھاتے وجود کو دیکھ کر سنی کو شدت سے احساس ہوا تھا۔ کہ وہ اپنے غصے کی وجہ سے اسے بہت ہرٹ کر چکا ہے۔ کیونکہ وہ صنف نازک تھی۔ غلط ہو کر بھی اسے اپنے شوہر کا غصہ کسی صورت قبول نہیں تھا۔

جھکتے ہوئے سنی نے ایرہ کی بھیگی آنکھوں کو اپنے لمس سے مہکایا تو ایرہ مزید روتے اسکی گرفت سے نکلنے کے لئے مزاحمت کرنے لگی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ایرہ کو مزاحمت کرتے دیکھ کر سنی نے اک جھکٹے میں اسے بازوؤں میں اٹھایا لیا تھا۔ لیکن ایرہ نے غصے سے اسکے گلے میں بازوؤں کا ہار نہیں پہنایا تھا۔ جس پر سنی نے اسے دیکھتے لیئر واٹھایا تو وہ غصے سے پھر منہ موڑ گئی۔

سنی اسے اٹھاتے کھڑکی کے پاس لایا اور ایرہ کا رخ باہر کی جانب کرتے سنی نے اسکا گاؤن اتارتے پیچھے سے ایرہ کو ہگ کرتے اسکے کندھے پر اپنا چہرہ ٹکایا۔ کہ ایرہ اسکی اس قدر نزدیکی پر لرزا اٹھی۔ سنی کی گرفت سے نکلنے کے لیے وہ مزاحمت کرنے لگی تاکہ وہ ایرہ کو اپنی قربت سے مدہوش کرتا سب بھلا نہ دے۔ اور ایرہ اتنی جلدی اسکا گناہ معاف نہیں کرنا چاہتی تھی۔

آہاں سکون سے کھڑی رہو۔۔۔

سنی اسکی مزاحمت پر اسے پیار سے ٹوک گیا۔ لیکن ایرہ غصے سے اسکی جانب مڑی تھی۔

کیا مسئلہ ہے آپ کا، کیوں ہاتھ لگا رہے ہو مجھے اب، اسی ساڑھی میں ہوں ابھی بھی میں۔۔۔

بھیگے چہرے سمیت سنی کو یاد کروانے کی کوشش کی گئی۔ کہ جس ساڑھی کی وجہ سے وہ اس پر غصہ کر رہا تھا۔ ابھی بھی وہ اسی میں ہے۔۔۔

ایرہ کے انداز دیکھتے سنی کے دل میں گدگدی سی ہوئی۔ تو وہ ایرہ کی بیک پر ہاتھ پھیرتے اسکی آنکھوں میں اپنی خمار زدہ آنکھیں گاڑ گیا۔

سنان کا بے باک لمس اپنی کمر پر محسوس کرتے ایرہ سٹپٹائی۔

چپ کر کے کھڑی رہو ورنہ ہوش ٹھکانے لگا دو گا تمہارے۔۔۔

سنی نے اس کے گلابی چہرے پر پھونک مارتے پیار سے کہا۔

تو وہ خاموشی سے رخ موڑتے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سنی نے اسکے بال اٹھاتے دوسرے کندھے پر رکھے اور خود اسکے کندھے پر پھر چہرہ ٹکایا۔ اور ایرہ کی نظروں کی زد میں باہر کی خاموشی کو دیکھنے لگا۔

رات کے بارہ تو بج ہی چکے تھے۔ پورا فارم ہاؤس اس وقت رات کے اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ باہر سے آتی ٹھنڈی ہوائ نے ایرہ کے تنے ہوئے اعصاب کو ٹھنڈا کیا۔ تو وہ آنکھیں بند کرتی گہری سانس لینے لگی۔ ایرہ کو پرسکون ہوتے دیکھ کر سنی نے اسکی گردن میں گہرا سانس بھرا تھا۔ ایرہ کے پیٹ پر ہاتھ رکھتے سنی اسکی گردن کو ہونٹوں سے چھونے لگا۔ کہ ایرہ کی پیٹ سے آنکھیں کھلیں۔

غصے سے پاگل ہوتے وہ اپنے لباس کو تو بھول چکی تھی۔ کہ اسکی ساڑھی بیک لیس ہے اور بلاؤز کمر اور پیٹ کو واضح کر رہا ہے۔ کہ وہ پھر اک دفعہ سنی کی جانب مڑی۔ مجھے گاؤن پہنا ہے۔

نظریں جھکاتے وہ بولی۔ تو سنی اسکے ہوش میں آنے پر گہرا مسکرایا۔ پہلے مجھے دیکھنے دو کہ تم کیسی لگ رہی ہو۔

سنی اسے کھڑکی کے ساتھ کھڑا کرتا خود پیچھے قدم اٹھا گیا۔ تاکہ ایرہ کا اچھے سے دیدار کر سکے۔

بلش ریڈ کلر اسکے بالوں اور آنکھوں کے ساتھ کافی نیچ رہا تھا۔ ایرہ کی سرخ لپ اسٹک اور مکمل تیاری دیکھتے سنان مصطفیٰ کے دل میں بیک وقت کئی جذبات جاگے تھے۔

سنی کی گہری نظروں کو محسوس کرتے ایرہ بھاگتے ہوئے اسکے بازوؤں میں سمائی۔ ایرہ کی حالت دیکھتے سنی کا قہقہہ گونجا تھا۔

تھوڑی دیر پہلے وہ شیرنی بنی اس سے مقابلے بازی کر رہی تھی۔ اور اب اسکی نظروں کی تاب بھی نہیں سہ پائی تھی۔ سنی کے قہقہے پر وہ مزید اس میں گھسی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کیا ہوا۔۔

سنی نے اسکی کان کی لوح چومتے گھمبیر لہجے میں استفسار کیا۔ تو ایرہ نے شکوہ بھری نظروں سے اسے دیکھا۔۔

سوری مس ملکہ۔۔

ایرہ کی آنکھوں میں شکوہ دیکھتے سنی نے جھکتے ہوئے اسکی آنکھوں کو چوما تو وہ نروٹھے پن سے منہ بنا گئی۔۔
آج ہیلز پہنے وہ سنی کے کندھوں سے اوپر آرہی تھی۔ ویسے ایرہ اور مشعل کے قد میں انیس بیس کا ہی فرق تھا۔۔ لیکن مشعل اپنی لکس کی وجہ سے زیادہ چھوٹی لگتی تھی۔

سنی کی سوری کو مکمل طور پر نظر انداز کرتے وہ ادا سے چلتے پھر کھڑکی میں جا کھڑی ہوئی۔ ایرہ کے بال دبائیں کندھے پر تھے۔ اسی لئے اسکی بیک اور بل کھاتی کمر سنان مصطفیٰ کے سامنے آب و تاب سے چمک رہی تھی۔ جس سے وہ خود بھی بے خبر تھی۔

ایرہ کا بیک لیس بلاؤز دیکھتے سنی کے گلے میں گلی بھر کر معدوم ہوئی۔ بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ تیزی سے ایرہ تک پہنچتے اسے اک جھٹکے میں بازوؤں میں اٹھاتے بیڈ کی جانب آیا تھا۔

سنی کی کاروائی سے ایرہ کی آنکھیں حیرت سے کھلیں تھیں۔

ایرہ کو بیڈ پر لٹاتے وہ اس پر جھکا۔

قسم سے آج تو ہم صرف سوئیں گئے، یا اک دوسرے کو جگا کر رکھیں گئے۔ لیکن جاناں جیسی حالت تم نے میری کر دی ہے نہ۔۔ مجھے لگتا ہے میں آج خود پر سے سارے ضبط کھو بیٹھو گا۔۔

ایرہ کی آنکھوں میں اپنی خمار زدہ آنکھیں ڈالتے وہ زو معنی سے بولا۔ تو ایرہ تھوگ نکل گئی۔

مٹامٹا سامیک اپ اسے مزید خوبصورت بنا رہا تھا۔۔ لیکن ہونٹوں کی سرخی ہنوز قائم تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ایرہ کو اک جھٹکے میں اس نے بیڈ پر الٹا کیا۔ کہ وہ کچھ سمجھ بھی نہیں پائی تھی۔ اب ایرہ کی پشت سنی کے سامنے تھی۔

سنی نے اسکے بال ہٹاتے اسکی سفید گردن کو دیکھا۔ اور پھر نیچے بلاؤز کی ڈوریوں کو۔۔

وہ بے چین ہوتے اسکی گردن پر اپنے گرم ہونٹ رکھ گیا۔ کہ ایرہ مچل اٹھی تھی۔ وہ سنی کی اس قدر نزدیکی پر پاگل ہونے کے در پر تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی۔ کہ وہ جب بھی اسے چھوتا تھا۔ وہ کیوں خود پر سے ہوش کھودیتی تھی۔ کہ ایرہ کو سنی سے زیادہ اسکی قربت کی طلب ہونے لگتی تھی۔

سنی آہستہ آہستہ اسکی گردن کو چومتے نیچے کی جانب بڑھ رہا تھا۔ کہ اوپر اٹھتے اس نے بے باکی سے ایرہ کی گردن سے لے کر کمر تک ہاتھ سے لکیر کھینچ ڈالی۔ پلو کو جو پن سے سکيور کیا تھا۔ سنی نے اک جھٹکے میں پن نکال باہر پھینکی، کہ پلو سرکتے ہوئے آگے کو ڈھلک گیا۔

ایرہ سرخ چہرے سمیت اسکی جانب مڑی تھی۔ ایرہ کی آنکھوں کی سرخی دیکھتے سنی گہرا مسکرایا تھا۔ کہ وہ جانتا تھا کہ وہ اسکی سانسیں پینے کے لئے مچل رہی ہے۔

کس می۔۔

اپنے ہونٹوں کی جانب اشارہ کرتے سنی نے گھمبیر لہجے میں فرمائش کی۔ تو ایرہ سرخ چہرے سمیت نفی میں سر ہلا گئی۔

کس تو تم ہی کروں گی جاناں کیونکہ میں تمہیں کرنے پر مجبور کر دوں گا۔

سنی نے اسے وارن کرتے تیزی سے اسکا پلو ہٹایا تھا۔ کہ ایرہ لال انگارہ ہوتے سنی کی گردن پر ہاتھ رکھتے اسے اپنے چہرے پر جھکا گئی۔

سنی کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھتے اس نے شدت سے آنکھیں بند کیں تھیں۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جبکہ سنی اپنی کامیابی پر روح تک سرشار ہوا۔ اس نے سوچا تھا۔ کہ ابھی مزید محنت کرنی پڑے گی۔ لیکن وہ تو اک سٹیپ میں ہی ہار مان گئی تھی۔

ایرہ کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دباتے سنی نے اسکی کمر کو جکڑتے اٹھاتے اپنے اوپر لٹایا۔ وہ شدت سے اسکی سانسیں پیتا بے باکی سے اسکی کمر اور پیٹ ہر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ جبکہ ایرہ اسکے لمس پر اپنے ہوش و حواس ہمیشہ کی طرح کھو چکی تھی۔

ایرہ کے بلاؤز پر ہاتھ ٹکاتے سنی نے بے شرمی سے اسکی ڈوری کے گرد انگلی پھیرتے اک جھٹکے میں اسکا بلاؤز کھولا تھا۔ کہ وہ اسکی آغوش میں مچلتے پیچھے ہوئی۔۔

سنی سی۔۔۔

سینے پر ہاتھ رکھتے کھلی آنکھوں سمیت حیرانی کا اظہار کیا گیا۔۔ سرخ ہونٹوں کی سرخی مدھم ہو گئی تھی۔ سنی کی جان کیا ہوا۔۔

اک ہاتھ سے ایرہ کی گردن کو خود پردو بارہ جھکاتے وہ اسکے بدن کو چھوتے مدہوشی سے استفسار کرنے لگا۔ کہ ایرہ نفی میں سر ہلاتے اسے باز کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

"بے فکر رہو رخصتی والا کام کرنے کا ارادہ نہیں ہے ابھی، لیکن تمہیں بخشنے کا بھی نہیں ہے جاننا کیونکہ میرے دل میں اس وقت آگ لگی ہوئی ہے۔ کچھ تمہاری قربت کی مہربانی ہے۔ اور کچھ تمہارا یہ حسین روپ اس ساڑھی کی کارستانی کی وجہ سے ہے۔ اور جبکہ تک یہ آگ بجھے گی نہیں، سنان مصطفیٰ تمہاری نہیں سن سکتا"

ایرہ کو اپنے دل کا حال سناتے اور بے فکر کرتے وہ آہستہ آہستہ نیچے کی جانب اسے چومتے جا رہا تھا۔ کہ ایرہ کور یڑھ کی ہڈی میں سنسنہٹ محسوس ہونے لگی۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

وہ بند آنکھوں سے اسکی بے باکیاں سہنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ لیکن اسے لگ رہا رہا وہ دونوں حد سے بڑھ جائیں گئے۔

سنی کے ہونٹوں کی گستاخیاں روکنے کے لئے وہ اک دفعہ پھر اسکے ہونٹوں پر جھک گئی۔ تاکہ وہ بد تمیز انسان صرف اسکے ہونٹوں تک محدود رہے۔۔ لیکن ایرہ کی خام خیالی تھی یہ۔۔

سنی نے ہاتھ سے اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے ایرہ کو بیڈ پر لٹاتے شرٹ اتار کر صوفے پر پھینکی۔

کمرے میں کانچ کے ٹکڑے ہر جگہ بکھرے پڑے تھے۔ لیکن وہ دونوں ہمیشہ کی طرح بے خبرا ک دوسرے سے الجھے ہوئے تھے۔

سنی کو شرٹ اتارتے دیکھ کر ایرہ نے حیا کے مارے آنکھیں بند کرتے اپنا رخ موڑا تھا۔ بلاؤز وہ ہاتھوں سے ایسے ہی تھامے ہوئی تھی۔ کہ ہاتھ پیچھے لے جاتے وہ بند کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ کہ سنی اسکی کلائی پکڑتے اپنی جانب کھینچ گیا۔

پاؤں سے بلیںکٹ اٹھاتے اس نے دونوں کو کور کیا تھا۔ اور ریموٹ اٹھاتے میٹر بند کرتے سنی نے اے سی ان کر دیا۔ کہ ایرہ اس پاگل کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

تم سٹک گئے ہو کیا بد تمیز انسان اے سی کیوں ان کیا ہے۔۔۔

ایرہ اپنی کلائی پر موجود اسکے ہاتھ پر دانت گاڑتے چینی۔ وہ کب سے اسکی جان ہلکان کیے جا رہا تھا۔

میں چاہتا ہوں تم ٹھنڈ سے کانپتے مجھے خود پر اوڑھ لو، اور پھر میں تم سے لپٹ کر تمہاری ٹھنڈ بھگادوں۔۔

ایرہ کو آنکھ و نک کرتے وہ بے شرمی سے بولا تو ایرہ شرم کے مارے دانت کچکا اٹھی۔

سنی نے لائیٹس آف کرتے ایرہ سے کمبل ہٹایا تھا۔ جو سینے تک اوڑھے اس میں چھپنے کی کوشش کر رہی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کمرے میں اندھیرا دیکھتے ایرہ کے دل کو کچھ ہوا۔ چونکہ فارم ہاؤس شہر سے باہر تھا۔ اس لئے بھی اسکا دل ڈر کے مارے بیٹھا جا رہا تھا۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔

سنی کے کندھوں کو تھامتے وہ بولی۔۔

ابھی تمہیں اور ڈر لگے گا بی بی۔۔

ایرہ کے بلاؤز کو اتارتے وہ گھمبیر بھاری لہجے میں بولا۔۔ تو ایرہ کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی۔۔
سنی نہیں۔۔

سنی کی جان صرف مجھے محسوس کرو، ایرہ پر سایہ فگن ہوتے وہ اسکی گردن اور کندھوں پر اپنا لمس بکھیرتے شدت سے اسکے لبوں پر جھک گیا۔

شدت سے اسکی سانسیں پیتے وہ خود کو بھی اور اسے بھی پاگل کر رہا تھا۔

ایرہ کے ہونٹوں کو چھوڑتے وہ شدت سے جھکتے نیچے جا رہا تھا ایرہ کے پیٹ پر اپنے سلگتے ہونٹ رکھتے وہ کسی دوسری دنیا کی سیر کو نکل چکا تھا۔

اتنی ٹھنڈ میں سنی نے کمرے میں اے سی ان کر رکھا تھا۔ کہ ایرہ ٹھنڈ میں کانپتے مچلنے لگی تھی۔۔
سنان۔۔

سنی کے بالوں کو ہاتھ سے جکڑتے اس نے سنی کو ہوش دلانے کی کوشش کی۔ جو اسکی پکار سن نہیں رہا تھا۔

ایرہ کے مقابل ہوتے سنی نے ہولے سے ایرہ کے ہونٹ چومے، جو ٹھنڈ سے کانپ رہی تھی۔
مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سنی کے اندر گھستے ایرہ نے اسکی گردن پر دانت گاڑے۔ جو جان بوجھ کر اسے مری جیسی ٹھنڈ کمرے میں محسوس کروا رہا تھا۔

وہ شدت سے سنی کے اندر چھپتی اپنی ٹھنڈ دور کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

ایرہ کو اٹھاتے اس نے اپنے اوپر منتقل کیا۔ ایرہ کا رنگ وروپ تو وہ مکمل طور پر بگاڑ ہی چکا تھا۔

مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے پاگل انسان ایرہ دانت پیستے اسکے سینے پر دانت گاڑتے بولی۔ نہ وہ اسے کمبل لینے دے رہا تھا۔ اور نہ ہی اسے سی بند کر رہا تھا۔

ایرہ کو اوپر اٹھاتے وہ اسکی دھڑکنوں پر جھکا۔ تو ایرہ شرم سے پاگل ہوتے اس کے کندھوں پر مکے برسا گئی۔ وہ اسے خود پر لٹائیے ہوا تھا۔ اور بے باکیاں حد سے بڑھتی جارہیں تھیں۔

میں تمہارا خون کر دوں گی۔ اگر تم نے مزید کوئی بد تمیزی کی تو۔۔

ٹھیک ہے پھر ٹھنڈ بھی بھگتو خود۔۔۔

سنی کندھے اچکاتے بے پرواہی سے بولا تو ایرہ منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔

لیکن سنی پر اسے دیکھنے کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

کچھ سوچتے ایرہ کی آنکھیں چمکیں، وہ اسے اچھے سے قابو کرنا جانتی تھی۔ اور اسے اپنی ٹھنڈ کا بھی علاج کرنا تھا۔

بالوں کو پیچھے سے اپنے دائیں کندھے پر رکھتی وہ آنکھیں بند کرتے اسکی گردن پر جھکی۔ سنی کی گردن پر اپنے نرم ہونٹ رکھتی وہ سنی کو ساکت کر گئی۔ اور پھر وہ رکی نہیں تھی۔۔ بلکہ سنی کے سینے کو بھی اپنے نرم لبوں کے لمس سے مہکانے لگی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ایرہ کے نرم ہونٹوں کو اپنے سینے پر محسوس کرتے سنی کے دل دھڑکتا پاگل ہوا تھا۔ اسکی دھڑکنوں میں طوفان مچا تھا کہ وہ ایرہ کو اوپر اٹھاتے اسکے لبوں کو پھر اپنی گرفت میں لے گیا۔

ہاتھ بڑھاتے سنی نے ہیٹران کرتے خود پر اور ایرہ کو کمبل کے اندر چھپاتے ایرہ کو اپنے نیچے لٹاتے قابو کیا تھا۔

Epsiode 52

رات کے تین بجے سگریٹ پیتے ہوئے وہ کھڑکی میں کھڑا تھا۔

سفید مضبوط کسرتی سینا اس وقت شرٹ لیس تھا۔ نیلی آنکھیں اس وقت بھرپور سنجیدگی سے باہر کی خاموشی کا جائزہ لے رہیں تھیں۔ سگریٹ کا دھواں ہوا میں اڑاتے سلطان کے ہونٹوں پر علیزے کی دہائیاں یاد کرتے مسکراہٹ مچلی۔۔

کہ وہ پیچھے مڑتے ہوئے منہ سے دھواں نکالتے بیڈ پر سوئے وجود پر نظریں جما گیا۔ ابھی کچھ لمحے پہلے ہی وہ سلطان کی منتیں کر کر کے سوئی تھی۔ علیزے کی رخصتی تو ختم ہو گئی تھی۔ اور سلطان نے بھی بھر انداز میں اسکا ڈر نکالا تھا۔ کہ وہ مزید ڈر گئی تھی۔

اور سونے سے پہلے سلطان پر واضح کر کے سوئی تھی۔ کہ اب وہ اسکے قریب نہ آئے۔ اس نے بس سلطان کو منانے کے لیے اک دفعہ رخصتی ختم کی ہے۔ لیکن اب جبکہ وہ مان گیا ہے۔۔ تو اسکی رخصتی پھر شروع ہو گئی تھی۔ لحاظہ وہ علیزے سے پھر دور رہے گا۔

لیکن علیزے کی یہ غلط فہمی تھی۔ کہ سلطان احمد خان اسکی روح میں اترنے کے بعد بھی اس سے دور رہنے والا ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

یہ روحوں کا کھیل تو اب روز ہونے والا تھا۔ آخر کو نیلی آنکھوں کو اپنی کالے نینوں والی کوئین سے عشق ہوا ہے۔ اور عشق کبھی اظہار کرنے سے تھکنے نہیں دیتا۔ تو اسی لئے سلطان احمد خان اپنی کوئین کو روز بتانے والا تھا۔ کہ کیسے وہ اپنی خوبصورتی سے اس خان کو نکما بناتی جا رہی ہے۔

سگریٹ کے دھوئیں کو ہوا میں اڑاتے نیلی آنکھیں آج بھر پور مسرور تھیں۔ وہ آنکھیں بند کیے علیزے کے میٹھے لاڈ یاد کرتا پھر مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر پہلے اپنی جان خلاصی کے لیے وہ کیسے اسے بھرپور مکھن لگاتی اپنی جان آزاد کروا کے اب خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔

کاوچ پر بیٹھتے دلکشی سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس نے خود کو باز کیا تھا۔ کہ اپنی خانم کو اب تنگ نہیں کرے گا۔ وہ پہلے ہی اسے بہت جھیل چکی تھی۔

علیزے کے آنسو یاد کرتے سلطان کے جسم میں پھر سپارک ہوا تھا۔ اور یہ سپارک اپنی من پسند عورت کے بدن کی طلب پھر بڑھار ہا تھا۔ طلب کی لت تو سلطان خان کو لگنے والی تھی۔

اپنی قربت کے لمحوں میں سلطان کی ناراضگی کے ڈر سے وہ سلطان کو اپنی محبت کا یقین دلاتے اسے اپنی صفائی پیش کرتی رہی تھی۔ کہ کیسے منیزے نے وہ ساڑھیاں صرف ڈیٹ پر جانے کے لیے منگوائیں تھیں۔ انکا مقصد کسی اور کے سامنے جانا نہیں تھا۔ وہ صرف اچانک انکے سامنے جا کر انہیں وہاں سے ڈیٹ پر جانے کے لئے مجبور کرنا چاہتیں تھیں۔

اسی غرض سے وہ لوگ یونیورسٹی کے اندر تک چلی گئیں تھیں۔ تاکہ وہ سلطان لوگوں کو ڈھونڈ سکیں۔ علیزے روتے ہوئے پتہ نہیں کیا کیا بولتی اسکی ناراضگی کو دور کر گئی تھی۔ کہ سلطان نے شکر ادا کیا تھا۔ کہ غصے میں وہ علیزے کے ساتھ برا پیش نہیں آیا تھا۔ اور اگر وہ شدت پسندی سے کچھ ایسا ویسا کر جاتا جس سے علیزے ہرٹ ہو جاتی۔ تو یقیناً بعد میں اپنی خانم کو منانا آسان نہ رہتا۔ علیزے سلطان کی ناراضگی پر بری طرح ڈر گئی تھی۔ کہ آج اسے اپنی رخصتی کا ڈر بھی اسے چھوٹا لگا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اپنے عنابی ہونٹوں میں سگریٹ دباتے سلطان نے کاؤچ سے ٹیک لگاتے سب یاد کیا۔ اسکی بس ہوئی تھی اب، وہ مزید علیزے کو سونے کی اجازت نہیں دے سکتا تھا۔

کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ کھڑکی سے آتی ٹھنڈی ہوا کمرے کے ماحول کو مزید خواب ناک بنا رہی تھی۔ اور یہ ہی جنون سلطان کے دل و دماغ پر حاوی ہوتا جا رہا تھا۔

سلطان نے سگریٹ بجھاتے بیڈ کی جانب قدم بڑھائے تو علیزے اسے ٹھنڈ سے بے چین نظر پائی۔

بیڈ کے اک سائیڈ پر پڑی اسکی ریڈ ساڑھی پر افسوس بھری نظر ڈالتے سلطان نے ہاتھ بڑھاتے آہستہ آہستہ علیزے سے کمر بٹا دیا۔

وہ اسکی سفید شرٹ میں ملبوس اپنے میروں گھنگریالے بالوں کو تکیے پر بکھیرے اپسر ابنی سو رہی تھی۔ سفید پھولے ہوئے گال اس وقت ہلکی ہلکی سرخی مائل تھے۔ گلابی بھرے بھرے ہونٹ سلطان کی شدتوں کے باعث خون چھلکا رہے تھے۔ ہاتھوں کی لمبی لمبی انگلیاں سر پر رکھتے وہ گہری سانسیں بھر رہی تھی۔ سلطان نے اسکے ہاتھ کی گلابی پوروں کو تھام کر ہونٹوں سے لگایا تھا۔

وہ بھرپور انداز میں اسکے وجود کا معائنہ کر رہا تھا۔ جو اسکی سفید اکلوتی شرٹ میں اپنی حالت سے بے پروا بنی ہوئی تھی۔ اور تھوڑی دیر پہلے کیسے سلطان کی نظروں سے چھپنے کی کوشش میں تھی۔

علیزے کی ٹانگ پر اپنے دانتوں کے نشان دیکھتے سلطان سرشاری سے اسکے نشان پر انگلی پھیرنے لگا۔ اپنی کوئین کو ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ کر سلطان نے اسے ٹانگ سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔ تو اسکی نیند میں خلل پڑا تھا۔

اپنے کالے سرخ نین کھولتے وہ سلطان کو دیکھتے منہ بسور گئی۔ علیزے کو منہ بسورتے دیکھ کر سلطان کا دلفریب قہقہہ کمرے کی زینت بنا۔ یقیناً وہ اپنی نیند خراب ہونے پر خوش نہیں ہوئی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے کی ٹانگ کو اپنی کمر پر ٹکاتے اسکی کمر کو تھامتے سلطان نے اچانک اسے گود میں اٹھایا تھا۔ کہ وہ مکمل طور پر ہوش میں آتی سلطان کو کندھوں سے تھام گئی۔ جس سے اسکے لمبے گھنگریالے بال لہرا کر اسکی پشت پر گرے تھے۔ سلطان نے آنکھوں میں محبت کا جہاں لیے اس خوبصورت دیوی کو دیکھا۔ جو مکمل طور پر اسکی بنتی سلطان پر قابض ہوتی جا رہی تھی۔

سلطان کے گلے میں بازوؤں کا ہار پہناتے وہ شرم سے آنکھیں جھکاتے اسکے سینے پر سر ٹکا گئی۔ سلطان اسے اٹھاتے کھڑکی کے پاس آتے کاؤچ پر لیٹا تھا۔ علیزے کو اپنے اوپر لٹاتے وہ اسکے ہونٹوں کر ہلکے سے چوم گیا۔

جبکہ علیزے ٹھنڈ محسوس کرتی اسکے اندر گھسی۔ وہ اس وقت شرٹ لیس تھا۔ لیکن نارمل انداز میں لیٹا ہوا تھا۔ پتہ نہیں اسے ٹھنڈ کیوں محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ علیزے نے بے اختیار سوچا۔

پیار کریں کیا جانم۔۔۔

علیزے کے بالوں کی جڑوں میں اپنی انگلیاں سہلاتے وہ گھمبیر لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ کہ علیزے اسکے انداز پر سٹیٹائی۔

وہ اسکے سینے پر سر رکھے آنکھیں موندے لیٹی تھی۔ لیکن سلطان کے ہاتھوں کی بے باکیاں اپنے جسم پر محسوس کرتے وہ دانت پستے ہوئے اسکے سینے پر دانت گاڑ گئی۔

علیزے کے معصومیت بھرے تشدد کو اپنے سینے پر محسوس کرتے سلطان کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔ کہ سلطان اک جھکٹے میں اسکا چہرہ اٹھاتے اسکے ہونٹوں پر قابض ہو گیا۔

شدت سے علیزے کو اپنے ہونٹوں میں دباتے وہ علیزے کو کپکپانے ہر مجبور کر رہا تھا۔ جبکہ ہاتھوں کی بے باکیاں بھی عروج پر تھیں۔ علیزے کے ہونٹوں کو سک کرتے وہ اسکی گردن پر جھکا۔ تو وہ گہرے

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سانس لیتی خود کو نارمل کرنے لگی۔ لیکن سلطان کے ہونٹوں کو اپنی گردن میں محسوس کرتے وہ لرز اٹھی۔۔

خان نہیں کریں نہ۔۔

علیزے منمناتے ہوئی بولی کیونکہ اس میں مزید سہنے کی سکت نہیں بچی تھی۔

علیزے کی فریاد پر سلطان نے اسکے بالوں میں ہاتھ پھنساتے اسکا چہرہ بلند کیا۔ تو وہ اپنے کالے نین اسکی نیلی آنکھوں میں ٹکا گئی۔ کالے نینوں میں قربت کے باعث ہوتی سرخی واضح تھی۔۔ جو سلطان کو بہت کچھ کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔

علیزے کے ہونٹوں کے قریب سلطان نے اپنے ہونٹ کیے۔ تو وہ اپنی ناک علیزے کی ناک سے ملاتا اسی سانسوں میں کبھی سانسیں کھینچنے اور بھرنے لگا تھا۔ کہ علیزے اسکے پاگل پن پر بے ہوش کو ہوئی۔ جبکہ دوسرے ہاتھ سے وہ علیزے کی شرٹ کے بٹن کھول رہا تھا۔ جس پر علیزے سٹپٹاتے ہوئے مزاحمت کرنے لگی۔

نہیں خان۔۔

سلطان کی جانب دیکھتے وہ اسے باز آنے کو کہنے لگی۔ کہ سلطان نے اٹھتے ہوئے اسکے نہیں، نہیں کرتے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں لاک کرتے اسکی ٹانگوں کو اپنے دائیں بائیں جانب کرتے علیزے کو اپنی گود میں منتقل کیا۔

کہ علیزے اسکی اس قدر بے باکی پر لال انکارہ ہو گئی۔۔ سلطان نے اک جھکٹے میں اسکی شرٹ کے بٹن توڑتے علیزے کو بے بس کیا۔ تو وہ خود کو چھپانے کی غرض سے مجبور ہوتے اس میں ہی گھسنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے کو کمر سے تھامتے سلطان نے اپنے نزدیک ترین کرتے اسکے کندھوں پر دانت گاڑے تو وہ سسک اٹھی۔ کندھوں اور گردن پر اپنا جان لیوا لمس بکھیرتے وہ پاگل ہونے کو تھا۔ علیزے نے تھک ہار کر اسکے کندھوں پر مکے برسائے۔

"جاناں ظلم کرنا بھی چاہتیں ہیں تو ہونٹوں سے کریں۔ تاکہ میں مزید بے خود ہوتا اپکو اپنے اندر بسالوں۔"

علیزے کی کلائیوں کو اپنے ہاتھ میں قید کر کے اوپر اٹھاتے سلطان نے اسکی گردن میں ہاتھ ڈالتے اپنی جانب کھینچتے ہوئے بھرپور انداز میں بے شرم فرمائش کی۔ تو وہ سرخ پڑتی سلطان کے گال پر ہی دانت گاڑ گئی۔

سلطان علیزے کے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیتے وہ کاؤچ سے اٹھا تھا۔ وہ ہنوز سلطان کی کمر پر ٹانگوں کو باندھے اسکی گود میں اسکی منمنائیاں برداشت کر رہی تھی۔

سلطان اسے ایسے ہی اٹھائے بیڈ پر آیا۔ کہ علیزے بیڈ پر لیٹتے ہی کمبل کے اندر گھس گئی۔

کمرہ پہلے ہی اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ کھڑکی سے آتی چاند کی روشنی کمرے کے ساتھ کمرے میں دونوں مکینوں کے دل بے چین کرنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔ چاند کی روشنی میں علیزے کا دھمکتا حسن سلطان کو اصل میں ہوش بھلائے ہوئے تھا۔

اپنے ہونٹوں کو دانتوں میں دباتے سلطان اک جھکٹے میں علیزے سے کمبل اتارتے اس پر سایہ فگن ہوا تھا۔ کہ علیزے ہلکا سا چینتے ہوئے تپ گئی۔

کیا مسئلہ ہے آپکا اب۔۔ سلطان کے بالوں کو ہاتھوں سے کھینچتے وہ غرا اٹھی۔

میں اپنا مسئلہ بتاؤں گا، تو آپ اپنا منہ چھپانے پر مجبور ہو جائیں گی خانم سلطان نے دلکش انداز میں اسے دیکھتے کہا۔ تو وہ سچ میں روہانسی ہوتے منہ چھپانے لگی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

خان مجھے تنگ نہیں کریں نہ۔۔

لاڈ بھرے انداز میں وہ فرمائش کرنے لگی۔۔ کہ شاید اس نیلے بھیڑیے کو اس پر ترس آجائے۔

اپکو تنگ نہیں کروں تو کیا کسی اور کو۔۔

سلطان ابھی بات مکمل بھی نہیں کر پایا تھا۔ کہ علیزے اسکی زبان سے کسی اور کا سنتے بے چینی سے سلطان کو اپنے اوپر جھکاتے اسکے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں سے ملا گئی۔

جبکہ ساکت ہوتے سلطان کی آنکھیں حیرت سے کھلیں تھیں۔ لیکن کالے نین اس وقت بند تھے۔ کہ وہ ان میں دیکھ نہیں پائیں کہ وہ اس قدر بے سکون کیوں ہوئی تھی۔

علیزے کی کمر میں ہاتھ ڈالتے اسے اوپر اٹھاتے سلطان نے اسے اپنے پاس کرتے اسکے نچلے ہونٹ کو آپ ہونٹوں میں دبایا تھا۔ انہی سانسوں کی مہک سے وہ ہمیشہ پاگل ہو جاتا تھا۔ کہ علیزے کا سانس خشک کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔

علیزے کی شرٹ اتارتے اس نے بیڈ کے نیچے پھینکی تھی۔

"کچھ آپ کہیں کچھ میں اپنے دل کا حال سناتا ہوں۔۔ لیکن اس دل کو باتوں میں بھی لگائیں خانم، نہیں تو یہ ایسے ڈھرکتا میرے ساتھ اپکو بھی پاگل کر دے گا۔ پھر مجھ سے گلہ نہ کیجیے گا۔"

علیزے کی آنکھوں میں اپنی نیلی سرخ آنکھیں گاڑتے سلطان نے اسکا ہاتھ اٹھاتے اپنے سینے پر رکھا۔ جہاں سے آتی دھک دھک کی آواز علیزے کو سچ میں حیران کر گئی۔ نجانے کیوں اسکا دل اس قدر شور مچا رہا تھا۔ لیکن پھر وہ سلطان کی حالت کو انجوائے کرتے کھلکھلا پڑی۔

اس کی کھلکھلاہٹ کو دل نثار انداز میں دیکھتے سلطان نے اسے مصنوعی غصے سے دیکھا تو وہ جھجکتے ہوئے اس کے دل کے مقام پر اپنے ہونٹ رکھ گئی۔ تو سلطان نے بے خود ہوتے اسکا لمس محسوس ہوا۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

Now it's my turn my Queen...

علیزے کے کان میں بے باک سرگوشی کرتے وہ اسے شرم سے دوچار کر گیا۔ علیزے کے مزاحمت کرنے سے پہلے ہی سلطان نے اسکی کلائیوں کو اوپر بیڈ سے لگاتے اسکے گال کو ہونٹوں سے چھوتے وہ اسکی ڈھرنوں پر جھکا تو علیزے کے وجود میں سنسنی خیزی اٹھنے لگی۔ کہ وہ سکتے ہوئے تکیے پر اپنا سر پٹکنے لگی۔ جبکہ وہ سلطان اسکی دھڑکنوں کو لبوں سے چھوتا اسکی کمر پر ہاتھ پھیرتے اسے چھو رہا تھا۔

سلطان پلینز۔۔۔

علیزے نے بھیگی آنکھوں سے التجا کی۔ لیکن سلطان پر اسکا الٹا اثر ہوا تھا۔

علیزے کے پیٹ کو ہولے ہولے چومتے وہ اسے پاگل کرنے کی مکمل کوشش کر رہا تھا۔ اسکا دل پہلے معمول سے دھڑک رہا تھا۔ اب تیز رفتار سے شور مچاتا سلطان کے دل کو بھی پیچھے چھوڑ گیا تھا۔ جبکہ سلطان کا دل تو اپنی مستی میں اب مسرور پن سے جھومنے لگا تھا۔

سلطان نے علیزے کی غیر ہوتی حالت پر اپنا نچلہ ہونٹ دانتوں تلے دبایا تھا۔ اور پھر آہستہ سے وہ اپنا بھاری بوجھ علیزے کے نازک وجود پر منتقل کرتے اسکی جان لبوں پر لے آیا۔ کہ علیزے کے کالے نین صدمے سے بڑے ہو گئے۔

پہلے ہی اسکا رواں رواں سلطان کے لمس پر جھلس رہا تھا۔ کہ وہ دوبارہ اسکی جان نکالنے کے در پر تھا۔ خان رخصتی۔۔۔

علیزے نے اسے باز کرتے اپنی بات یاد دلانا چاہی۔ تو وہ ہولے سے مسکرانے لگا۔

اب ہر روز رخصتی ایسے ہی ختم ہو جایا کرے گی مائے کوئین۔۔۔

سلطان نے اسکے سرخ ہونٹوں پر پھونک مارتے علیزے کو ڈرایا تو وہ سچ میں ڈرتے رونے والا منہ بنا گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔

بھیگے لہجے میں وہ روتے ہوئے بولی۔ تو سلطان کو اپنے قریب ترین لگی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ نہیں رکنے والا تو اسی لئے وہ اسے اپنا ڈر بتانے لگی۔

ابھی بھی ڈر لگ رہا ہے۔۔

سلطان نے شرارتی نظروں سے اسے دیکھا۔ تو وہ اسکی بے شرمی سے تنگ آتے سلطان کے سینے کو ناخنوں سے نوچنے لگی۔ سلطان آنکھیں بند کرتے اسکا ظلم سہتے اچانک اسکی روح میں اتر اٹھا۔ کہ علیزے کو چینیخنے کا بھی موقع نہیں ملا۔۔

اسکی آنکھوں سے نکلنے والے آنسو اپنے لبوں سے چنتے وہ علیزے کے ہونٹوں کو اپنی قید میں کرتے دنیا جہاں بھلا گیا تھا۔

کہ سچ میں علیزے اس سر پھرے کی قربت میں پاگل ہوتے اسکی پشت پر خراشیں ڈالنے لگی تھی۔



بیڈ کے کنارے عیس کی اک ٹانگ پر اپنے نازک وجود کا وزن ڈالے مشعل اسکی گال پر اک ہاتھ ٹکاتے اسے پتہ نہیں کونسے کونسے سے راز و نیاز کر رہی تھی۔

کہ عیس مسکرا ہٹ دباتے بھرپور توجہ سے اسے سن رہا تھا۔

وہ آج مکمل طور پر بدلی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ ہمہ وقت بالوں کے پیچھے چھپا رہنے والا ماتھا آج روشن تھا۔

عیس نے ہاتھ بڑھاتے اسکے جوڑے کا سٹائل دیکھنا چاہا۔ تو مشعل خوشی خوشی سے اٹھتے اس کے سامنے گھومتے اسے اپنی ساری تیاری دیکھانے لگی۔ وہ اپنی معصومیت بھری خوبصورتی سے آج عیس علی ہمدانی کو چاروں شانے چت کر چکی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس کی گود میں بیٹھتے وہ اسے بتا رہی تھی کہ وہ یہاں خود نہیں آئی تھی۔ بلکہ وہ اک لمبی سے گندی سی لڑکی ان سب کو یہاں چھوڑ کر گئی ہے۔

جس پر عیس نے فقط سر ہلایا تھا۔

اپنی ساڑھی کا پلو اٹھاتے وہ ابھی گھوم ہی رہی تھی۔ کہ ہیلز پہنے کی وجہ سے لڑکھڑاسی گئی۔

عیس نے جلدی سے آگے بڑھتے ہوئے اسے بازوؤں میں سما یا تھا۔

جب تمہیں پتہ ہے کہ تم اس منحوس ماری میں نہیں چل سکتی، تو کیوں پہنتی ہو اسے۔۔۔ کونسے آسمان سے تارے توڑنے ہوتے ہیں تم نے، جو ویسے نہیں توڑ سکتی۔۔۔

مشعل کو غصے سے دیکھتے وہ نیچے بیٹھے اسکے چھوٹے چھوٹے سفید گلابی پیروں کو سینڈلز سے آزاد کرنے لگا۔ تو مشعل اسکے ڈانٹنے پر رونے والا منہ بنا گئی۔

خبردار اگر روئی تو ورنہ ہوش ٹھکانے لگا دوں گا۔ ہر بات پر بس رونے کے سوا کچھ آتا نہیں تمہیں۔۔۔

عیس نے اسے ڈپٹتے ہوئے کہا۔ تو وہ خم انکھوں سے منہ بگاڑ گئی۔

بابا کو بتاؤں گی کہ آپ نے مجھے پھر ڈانٹا ہے۔۔۔

بھرائی آواز میں دھمکی لگائی گئی۔ تو عیس اس کے انداز پر مسکراہٹ ضبط کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

کمرے میں آتے ہی عیس کو جتنا اس پر غصہ تھا۔ ویسے ہی مشعل اپنی معصومیت سے اک پل میں اسکا غصہ جھاگ کی طرح بٹھا چکی تھی۔

عیس کو بیڈ پر بٹھاتے مشعل اسکی گود میں بیٹھتے اسے خود سب بتاتی چلی گئی۔ جس پر عیس نے گہرے

سانس لیتے اسے سینے میں بھینچا تھا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ان سب کے بے ہوش ہونے کے بعد نتاشہ منہاج کے ساتھ ان سب کو دیکھنے کے لیے پورچ میں آئی تھی۔ لیکن تب تک سلطان ان سب کو میرال کے ساتھ گاڑی میں بھیج چکا تھا۔

چونکہ میرال اک ساتھ ان چاروں کے بے ہوش وجود نہیں سنبھال سکتی تھی۔ اسی لیے وہ خود پورچ میں رکے رہے تھے۔ انہیں گاڑی میں لٹاتے تھوڑی دیر میں انہیں خود بھی نکلنا تھا۔ لیکن نتاشہ کو منہاج کے ساتھ آتے دیکھ کر وہ سب چھپ گئے تھے اور پھر نتاشہ کو منہاج سے عیس کی کزن کے بارے بات کرتے سن کر عیس نے خود پر کیسے ضبط کیا تھا۔ یہ وہ خود ہی جانتا تھا۔

ہاں اسے مشعل کو ساڑھی میں دیکھ کر غصہ آیا تھا۔ لیکن بنا وجہ جانے وہ اسے اپنے غصے کا نشانہ نہیں بنا سکتا تھا۔ اور پھر اسکے بازوؤں میں اتنی طاقت تو تھی ہی، کہ وہ گنڈا اپنی پری کو ان کیڑے مکوڑے سے آرام سے بچا سکتا تھا۔

عیس مشعل کی معصومیت کو کبھی بھی ہرٹ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ ایسے ہی اپنی معصومیت و کمزور وجود کے ساتھ عیس کے دل پر حکمران تھی۔ ہاں مشعل سلیمان اک انتہائی ڈرپوک لڑکی تھی۔

اور عیس علی ہمدانی کو وہ ایسے ہی ڈرپوک پسند تھی۔ جب وہ دنیا کے خوف سے خود کو عیس کی آغوش میں چھپاتی تھی۔ تب عیس کا دل چاہتا تھا کہ وہ اس چھوٹے سے وجود کو خود میں کہیں قید کر دے۔

KOH NOVELS - URDU

Amreeny Ansari Facebook Page -

Amreeny Qais YouTube Channel -

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

Epsiode 53

(اک ہفتے بعد)

وہ سب کلاس میں بیٹھیں لیکچر لے رہیں تھیں۔ کہ اچانک مشعل کی نظر ایرہ کی گردن پر پڑی۔ جہاں اسکی گردن پر دانتوں کے نشان اب مدھم ہو گئے تھے۔

اسی لئے ایرہ پچھلے اک ہفتے سے گردن میں ڈوپٹہ ڈالے اپنی گردن کو چھپائے پھر رہی تھی۔ مشعل نے آج غور کیا تھا۔

وہ سب سے لاسٹ پر بیٹھیں تھیں۔ مشعل نے اپنا موبائل نکالتے چپکے سے ایرہ کی گردن کو زوم کرتے تصویریں کلک کرنا شروع کیں۔

منیزے نے مشعل کو کہنی مارتے بورڈ کی طرف متوجہ ہونے کا اشارہ کیا۔ تو مشعل نے اپنی بتیسی روکتے موبائل پر موجود تصویر منیزے کے سامنے کی۔

جس پر منیزے نے اسے نا سمجھی سے دیکھا۔ تو مشعل نے اسے ایرہ کی گردن کی طرف اشارہ کرتے ساتھ ہونٹوں کو اوڑھ کر تے صاف صاف خاموشی سے بتایا کہ کیا ماجرہ ہے۔

جبکہ مشعل کے ہونٹوں کو گول کرنے پر منیزے نے سرخ چہرے سمیت اپنی مسکراہٹ ضبط کرنے کی کوشش کی میں چہرہ جھکا لیا۔ تو مشعل کی ناچاہتے ہوئے بھی کھی کھی کی آواز نکلی۔ جس پر منیزے نے جلدی سے مصنوعی کھانسی کرتے اسکی کھی کھی پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔ ورنہ انہیں کلاس سے نکال دیا جاتا۔

ان دونوں کے برعکس علیزے اور ایرہ پوری توجہ سے لیکچر سن رہیں تھیں۔ جب منیزے نے علیزے کو چٹکی کاٹتے اسکی توجہ اپنی طرف کراوائی۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تو علیزے سی کرتے اسے گھور گئی۔

لیکن جب منیزے نے اسے بھی ساری بات سمجھائی۔ تو وہ سرخ پڑتی رخ موڑ گئی۔

شکر تھا کہ اس نے حجاب کیا ہوا تھا۔۔ ورنہ اس کے خود کے نشان دیکھتے یہ چڑیلیں اسکا بھی جینا حرام کر دیتیں۔۔

مشعل کو مختلف پوز میں ایرہ کی تصویریں بناتے دیکھ کر علیزے نے اپنی مسکراہٹ روکنے کے لئے ہونٹوں کو دانتوں تلے کچلا۔ انکی پدی دن بادن تیز ہوتی جا رہی تھی۔

اور یہ اس بات کی واضح نشانی تھی۔ جو وہ کب سے ہونٹوں کو گول کرتی ہوا میں مصنوعی چومیاں لیتی انہیں بار بار بتا رہی تھی۔۔ کہ ایرہ کی گردن پر یہ ہوا ہے۔

مشعل کہ مسلسل کھی کھی سن کر ایرہ نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا۔ تو مشعل سیریس شکل بناتی اسے اپنی بتیسی دیکھا گئی۔

بہت مشکل سے انہوں نے خود پر کنٹرول کرتے لیکچر ختم کرتے جلدی سے باہر کی راہ لی تھی۔۔

مشعل ان تینوں کے آگے چلتے انکی طرف رخ موڑتے مسلسل فلائنگ کس کرتے ہوئے الٹا چل رہی تھی۔

یہ پاگل ہو گئی ہے کیا۔۔

ایرہ، مشعل کو پاگلوں والی حرکتیں کرتے دیکھ کر بولی۔۔

نہیں جانو آپکی گردن پر محبت بھری نشانیاں دیکھتے بس دیوانی ہو گئی ہے۔۔

منیزے نے اسے شرارت سے جواب دیتے مشعل کے ساتھ آگے ڈور لگائی تھی۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جبکہ کچھ سیکنڈز کے لئے تو ایرہ کو سمجھ نہیں آیا تھا۔ کہ وہ کیا کہہ کر گئی ہے۔۔ لیکن پھر اپنی گردن پر ہاتھ رکھتے اور علیزے کی معنی خیز نظروں کو خود پر محسوس کرتے وہ دانت پیستے ان دونوں کے پیچھے بھاگی۔

کہ پورا گرافونڈ انکے قہقہوں سے گونج اٹھا۔ وہ آگے پیچھے بھاگتی کھلکھلاتے ہوئے مسلسل ایرہ کو چڑا رہی تھیں۔ جس میں سب سے زیادہ مشعل پیش پیش تھی۔

سنی جو پانی کی بوتل پکڑے لائبریری کی طرف جا رہا تھا۔ بطخوں کو قہقہے لگاتے دیکھ کر موبائل نکال کر انکی ویڈیو بنانے لگا۔ تاکہ اندر بیٹھے انکے میل بطخوں کو دیکھا سکے۔۔

لیکن وہ اپنی سرخ مرچ کے لال چہرے کو دیکھ کر سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ وہ کیونکر پتی ہوئی ہے۔ سنی کو خود کو شوٹ کرتے دیکھ کر مشعل بھاگتے ہوئے اسکی طرف آئی۔ تو ایرہ بھی غصے سے ناک پھلاتے اس کے پیچھے ہوئی۔۔

ایرہ کو غصے سے اپنی طرف آتے دیکھ کر سنی نے بیچارگی سے اپنے پیچھے چھپی اپنی بہن کو دیکھا۔ جو چہرہ نکالتے ایرہ کو شرارتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

سنی کی لاسٹ ٹائم والی بے شرمی کے بعد سے ہی ایرہ اس پر پتی ہوئی تھی۔ کہ نہ اسے منہ لگا رہی تھی نہ ہی اسکی کوئی کال ریسو کر رہی تھی۔۔

بھائی ایرہ تھوڑی دیر پہلے کہہ رہی تھی کہ اسکی گردن کے نشان لائیٹ ہونگے ہیں حالانکہ اسے گہرے نشان پسند ہیں۔۔

مشعل آنکھیں ٹمٹماتے ہوئے گویا ہوئی تو سنی نے اسکی شرارت پر بامشکل ہنسی کنٹرول کرتے خود کر کچھ کہنے سے روکا کیونکہ ایرہ کے تاثرات کچھ اچھے نہیں تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

دیکھیں بھائی اچھو پرواہی نہیں میری دوست کی کیسے اسے غصہ آرہا ہے۔۔

مشعل نے پیچھے سے منہ نکالتے پھر گل فشانی کی تو ایرہ اسے پکڑنے کے لیے آگے ہوئی۔ لیکن سنی نے بروقت اسے کلایں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ تو ایرہ نے اسے گھورا لیکن بولی کچھ نہیں تھی۔

علیزے اور منیزے بھی مسکراتے اب انکے قریب آکھڑی ہوئیں۔

چھوٹا اگر آپکی دوست کو اتنے زیادہ نشان یاد آرہے ہیں۔ تو اپنی دوست کو بولیں مجھے چھٹی کے بعد زرا ملے۔

سنی ایرہ کو یلوڈریس میں جان نثار نظروں سے دیکھتے بے شرمی سے بولا۔ تو ایرہ کا چہرہ خون چھلکانے لگا جبکہ وہ سب دبی دبی ہنسی ہنستے اپنا اپنا رخ موڑ گئیں۔

میں تمہارا خون کر دوں گی بے شرم انسان۔۔

ان سب کے سامنے سنی کی بے شرمی پر ایرہ کا شرم و غصے سے برا حال ہوا تھا۔

آہاں۔۔۔ بی بی تب تمہاری آواز بھی نہیں نکلتی میرا خون کیا کرو گی۔ بلکہ تب تو تم میرا خون پینے کی۔۔۔ سنی اسکا مزاق اڑاتے ابھی مزید بولتا کہ ایرہ اپنا پاؤں زور سے اسکے پاؤں پر مار کر اسکی بے شرم کو اس بند کر واگئی۔۔

جس پر ان تینوں کا چھت پھاڑ قہقہہ وہاں گونجا تھا۔ آنے جانے والے سب سٹوڈنٹ انہیں حیران کن نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

جبکہ سنی اس افتاد پر اچھل کر رہ گیا۔۔ اور اپنی موبائل بیل کو سنتے وہ ایرہ کو دھمکاتے ہوئے بولتا چلا گیا۔
تم میرے ہاتھ لگواؤ دیکھنا کیسے تمہارا قیمہ بنا کر کھاؤں گا بد تمیز جانو کہیں کی۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سنی کے جاتے ہی ایرہ نے مشعل کو آڑے ہاتھ لیا۔ کہ مشعل اپنی شامت آتے دیکھ کر منیزے کی جانب مدد طلب نظروں سے دیکھنے لگی۔ تو منیزے نے ایرہ کو ٹھنڈا کرتے باہر کی جانب قدم بڑھائیے تھے۔



بلیک نائیٹ ٹراؤزر ٹی شرٹ میں منیزے کھانا کھاتے ہوئے شبو کے ساتھ کسی بات پر ہنس رہی تھی۔ وہ صبح یونیورسٹی کچھ کھا کر نہیں گئی تھی۔ تو اسی لئے اس نے رات کا کھانا اسی وقت کھانے کا سوچا۔۔۔ ویسے بھی سات تو نچ ہی چکے تھے۔

منیزے کے ہنسنے کی آواز اندر داخل ہوتے ضرار نے باخوبی سنی تھی۔

وہ قدم اٹھاتے جیسے ہی ڈائنگ ٹیبل کے پاس آیا۔ اسے دیکھتے شبو کی زبان تالو سے چپک گئی۔۔

شبو کی نظروں کی زد میں دیکھتے منیزے کی بھی ہنسی تھی تھی۔ کہ وہ ٹیبل سے ہی اٹھ کھڑی ہوئی

شبو میرا کھانا کمرے میں لے آؤ وہاں ہی ختم کر لوں گی۔۔

شبو کو ہدایت دیتے وہ بنا ضرار کو دیکھے اپنے کمرے میں چلی آئی۔

منیزے کے یوں خود کو نظر انداز کرتے دیکھ کر ضرار کے دل پر چھڑیاں چلی کہ وہ تکلیف سے اپنے ہونٹوں کو کاٹنے لگا۔

اسے اب منیزے کی تکلیف کا اندازہ ہو رہا تھا۔ لیکن وہ کیا کرتا یہ سب رائتہ اسکا اپنا ہی پھیلا یا ہوا تھا۔ اسی لئے وہ بے چین ہوتے اٹے قدموں سے ہی فلیٹ سے نکلتا چلا گیا۔

منیزے کمرے میں آتے ہی بیڈ پر الٹی گری تھی۔ نظروں کے سامنے اک ہفتے کا پہلے کا منظر آتے ہی اسکی سبز آنکھوں سے آنسو گرے۔ لیکن وہ ضبط کرتی اٹھ بیٹھی۔۔

وہ اس شوہر ڈھکن کے لئے اپنے قیمتی آنسو نہیں ضائع کر سکتی تھی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

لیکن آج آنسوؤں اور دل پر کنٹرول نہیں چل رہا تھا۔ اسی لئے وہ اچانک پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔۔

اک ہفتے پہلے۔۔۔

ان سب کے جاتے ہی وہ لاؤنج میں کھڑی ضرار کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔ جو کہ دو منٹ بعد ہی لاؤنج میں داخل ہوتے منیزے پر کوئی نگاہ ڈالے بنا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ ضرار کے یوں خود کر نظر انداز کرتے منیزے نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔ اور پھر تن فن کرتی اسکے پیچھے کمرے میں گئی۔

منیزے کے کمرے میں جاتے ہی ضرار نے دھاڑتے ہوئے اسے کمرے سے نکل جانے کو بولا۔ منیزے جہاں اسکے الفاظ پر حیران ہوئی تھی۔ وہیں پھر ضرار کے کمرے سے نکالنے پر اسے اپنی تذلیل ہوتی محسوس ہوئی۔

کہ وہ ضرار کو بنا کچھ پوچھے لٹے قدموں سے کمرے سے باہر نکل آئی۔ اور بو جھل قدموں سے لاؤنج میں آتے صوفے پر ڈھیر ہو گئی۔

ضرار کے الفاظ اور برے رویے کی شدت سے اسے اپنے دل میں تکلیف اٹھتی محسوس ہو رہی تھی۔ جیسے اسکا دل بند ہونے لگا ہے۔۔

منیزے نے بھی کمرے میں رک کر ضرار سے اسکے رویے کی وجہ پوچھنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔ کیونکہ وہ ان عام لڑکیوں جیسی نہیں تھی۔ جو رو کر مظلوم بن کر رہتیں تھیں۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اگر ضرار نے اسے نکل جانے کو کہا تھا۔ تو وہ اف کیے بنا وہاں سے نکل آئی تھی۔ اس نے اپنی ذات کا غرور نہیں توڑا تھا۔ کہ اگر اس کا شوہر اسے اپنی نظروں سے دور ہونے کا کہہ رہا تھا۔ تو وہ کیوں اسکے سامنے رہ کر خود کو بے مول کرتی۔۔

اور کیونکر وہ اپنی ذات کا مان توڑتی جب اس سے عشق کے دعوے کرنے والے نے اسکی تذلیل کرنے سے پہلے وجہ بتانا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ تو منیزے نے بھی اس سے استفسار نہیں کیا تھا۔۔

منیزے اپنی غلطی جانے بنا ضرار کو خود کو ہرٹ کی اجازت میں دے سکتی تھی۔ اسی لئے وہ چپ چاپ وہاں سے نکلتے برے حال میں لاؤنچ میں بیٹھ گئی۔۔

جبکہ ضرار منیزے کے یوں چپ کر کر جانے پر تلملاتے ہوئے کمرے کی چیزوں کو اپنے غصے کا نشانہ بنانے لگا تھا۔ لیکن جب یوں بھی اچھا محسوس نہ ہوا تو افلاطون کی طرح کمرے سے نکلتے منیزے کی تلاش میں ہوا۔۔

وہ اپنی غلطی جانے بنا یوں خاموشی سے نہیں جاسکتی تھی۔۔

ضرار کوہ لاؤنچ میں ہی ہاتھوں میں سر گرایے بیٹھی نظر آئی۔ تو جارحانہ انداز میں اسکی طرف بڑھتا اسے بازو سے پکڑتے کھڑا کر گیا۔ تو منیزے کو اس اچانک حملے پر سنبھلنے کا بھی موقع نہیں ملا۔

اگر پہلے ضرار نے اس سے اسکی غلطی بتانا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ تو اب بھی اسے بولنے کا موقع دے دیا۔ وہ اسکے چہرے پر تیش سے پھنکار تے ہوئے منیزے پر اک سے بھرا اک الزام لگاتا چلا گیا۔

کہ اسے صرف منیزے کی وجہ سے اپنے دوستوں کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا۔ کہ ان سب کی عزتوں کو گھٹیا لباس پہنانے والی اسکی اپنی بیوی ہے۔۔

منیزے اسے نم آنکھوں سے صرف دیکھتی رہ گئی جس نے صرف اسے سنانے کا حق سمجھا تھا۔ لیکن کیا اسکا فرض نہیں بنتا تھا۔ کہ وہ منیزے سے اسکی اٹینشنز کا پوچھتا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کہ منیزے نے یہ قدم کس نیت سے اٹھایا ہے۔۔

یہ سب پوچھنے کے بعد ہی وہ منیزے کو کچھ سنانے کا حق رکھتا اور پھر اپنی غلطی پر منیزے اسے سر جھکا کر سنبھالتی بھی۔۔

لیکن اس وقت وہ صرف بول رہا تھا۔ ضرار نے جب منیزے کو ہنوز خاموش دیکھا۔ تو وہ سرخ آنکھوں سے اسکے بازو پر اپنی پکڑ مزید مضبوط کر گیا۔ کہ منیزے کو اسکی انگلیاں اپنے بازو کی پیوست ہوتی محسوس ہوئیں۔ لیکن وہ پھر بھی اپنی تکلیف چھپاتی خاموش رہی۔۔

ضرار کے خاموش ہونے پر منیزے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے فقط یہ بولی تھی۔۔

"مسٹر ضرار اگر آپ اپنی طرف سے سب کہہ چکے ہیں تو آپ یہاں سے اب جاسکتے ہیں"

وہ بے تاثر لہجے میں بولی تو ضرار کو اسکے ڈھیٹ پن اور ایڈیٹیوڈ پر مزید وبال آیا۔ کہ وہ ضبط کرتے خاموش ہوتے اسے اک جھکٹے میں بے دردی سے چھوڑتے دوبارہ کمرے میں چلا گیا۔ منیزے اسکے یوں گرانے پر بری طرح صوفے پر گری۔

ضرار کی بے دردی یاد کرتے وہ پھر رو پڑی۔ گل جہاں بیگم سے بات کرتے منیزے نے ان سے کہا تھا۔ کہ وہ ویک اینڈ پر حویلی آنا چاہتی ہے۔ جس پر گل جہاں نے خوشی سے کہا تھا کہ وہ وقت پر ڈرائیور کو بھیج دیں گی۔۔

لیکن شیراز پاشا نے منیزے کو صاف کہہ دیا۔ کہ وہ اپنے بیٹے کو خود لینے آئیں گئے۔ لہذا وہ تیار رہے۔۔

ان دونوں کے اتنے پیار پر منیزے دل سے خوش ہوئی تھی۔ لیکن پھر ضرار کی بے اعتنائی یاد کرتے استہزایہ تاثرات سے سر جھٹک گئی۔



اے سرخ مرچ میں بتا رہا ہوں اگر تم جلدی کمرے میں نہ آئی تو تمہارا منہ چوم چوم کر ٹیڑا کر دوں گا میں یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سنی نے اسے کال پر دھمکی دیتے ٹھک سے فون بند کیا۔۔

رات کے گیارہ بجے وہ اس وقت ایرہ کے کمرے میں پہنچا ہوا تھا۔۔ یونیورسٹی میں ایرہ کو یلوڈریس میں دیکھتے وہ اتنا بے چین ہوا۔ کہ نہ اسے گھر سکون ملا تھا اور نہ ہی فلیٹ پر۔۔

اور پھر رات نو بجے وہ ان تینوں کی منتیں کر کر کے ایرہ کے کمرے تک پہنچ پایا تھا۔ اسے یہاں تک آنے میں سب سے زیادہ مدد سلطان نے کی تھی۔

اسی وجہ سے عیس نے سلطان پر طنز کے تیر چلائے۔ کہ جب وہ راتوں کو گرلز ہوٹل میں موٹی ڈائن نما وارڈن کے ہوتے دیواریں پھلانگ کر اپنی محبت کے پاس پہنچ سکتا ہے۔ تو پھر ایرہ کے کمرے تک پہنچنا تو اسکے دائیں بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔۔

عیس صاف صاف انداز میں سلطان پر الزام لگانا چاہتا تھا۔ کہ وہ راتوں کو دیواریں پھلانگنیں والا ہے۔ عیس کے جلے کٹے انداز کو سلطان نے اسے مکمل نظر انداز کرتے سنی کو اسکے مطلوبہ مقام تک پہنچا کر ہی دم لیا تھا۔

جس پر مزید عیس کو تپ چڑھی۔۔ اور یہ تپ اس بات کی تھی کہ جب وہ کہتے کہتے تھک گیا تھا۔ کہ اسے اپنی چھوٹی سی بیوی کو ملنا ہے تب کیوں نہیں کسی نے اسے سیریس لیا۔ لیکن اس میسنے کو ہر کوئی سن رہا تھا۔ اسکو کون سی انوکھی آگ لگی تھی۔ جو سب ہی تڑپ اٹھے تھے۔ جس پر سنی نے اسے سائل پاس کرتے مزید آگ لگانا اپنا فرض سمجھا۔

وہ اک گھنٹے سے ایرہ کے بیڈ پر لیٹا اسکے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ لیکن وہ جان بوجھ کر اسے انتظار کی سولی پر لٹکا رہی تھی۔

بے بی پنک کلر کے تھیم پر پورا کمرہ سجایا گیا تھا۔ کہ سنی اپنی بیوی کے کمرے کو دیکھ کر ہنسی دبا گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اسکا دل کیا۔ کہ جا کر اپنی بیوی کے گھر والوں کو بتائیے کہ انکی بیٹی بڑی ہو کر اک عدد شوہر کو بھی برداشت کرنے والی بھی گئی ہے۔ لہذا اسکے کمرے کو اب تبدیل کیا جائیے۔

ابھی وہ انہی سوچوں میں گم تھا۔ کہ ایرہ ڈرتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی۔ تو دروازہ کھلنے کی آواز پر سنی کی سوچوں کو بریک لگا۔

سنی کو چوڑے انداز میں اپنے بیڈ پر لیٹے دیکھ کر وہ تلملاتی ہوئی اسکی طرف آئی۔۔
تمہارا دماغ خراب ہے جو منہ اٹھا کر یہاں آگئے ہو۔۔

ٹی پنک کلر کے نائٹ سوٹ میں وہ سنی کو باربی ڈول لگی۔ گولڈن ویوی بال اس وقت کھلے ہوئے شولڈر پر بکھرے پڑے تھے۔ ٹی شرٹ کے ہاف سلیوز سے اسکے دودھیا بازو اپنی جھلک دیکھاتے سنی کو خاصا بے چین کر گئے۔

سر کے نیچے ہاتھ رکھتے ایرہ کے چلتے ہونٹوں کو دیکھ کر سنی نے اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری تو ایرہ اسکی اس حرکت پر سٹپائی۔

وہ پتہ نہیں کیا کیا بول چکی تھی۔۔ لیکن وہ سنی انسان اسکا معائنہ کرنے میں مصروف تھا بس۔۔

بلیک ٹی شرٹ اور ٹراؤزر میں سنی کی دلکش شخصیت دیکھتے وہ شرم سے اپنا منہ موڑ گئی۔

لیکن اگر وہ ایسے ہی شرماتی تو وہ بے شرم انسان مزید پھیل جاتا۔ اسی لئے خود پر کنٹرول کرتے وہ اسی طرف گھومی لیکن ڈر کے مارے چیخ اسکے حلق میں ہی اٹک گئی۔

کیونکہ وہ کھڑا ہوتا اسکے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔ اسکی شدت پر ایرہ کی آنکھیں پھیلیں۔

ایرہ کے ہونٹوں کو بے تابی سے چومتے وہ اسکی کمر کو دونوں ہاتھوں سے تھامتے اوپر اٹھا گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کہ ایرہ نے گرنے کے خوف سے اسکے کندھوں کو تھاما۔ سنی نے اسکے اوپری ہونٹ کو اپنے دانتوں سے کاٹتے ایرہ کو کانپنے پر مجبور کیا۔ تو وہ اسکے بال نوچتی پیچھے ہٹی۔

میں تمہارا سر پھوڑ دوں گی بد تمیز انسان۔

اپنے ہونٹ پر جلن محسوس کرتے وہ غصے سے چیخنی تو سنی اسکی چیخ و پکار کو نظر انداز کرتے اسے شدت سے خود میں بھینچنے لگا۔ کہ ایرہ کو محسوس ہوا کہ اسکی پسلیاں ٹوٹ جائیں گی۔

سنی تم کیوں پاگل ہوتے جا رہے ہو دن بدن۔

گہرے سانس لیتی وہ تھک ہار کر بولی۔ تو سنی اسے بنا جواب دیے اٹھا کر بیڈ پر لٹاتے اس پر جھکا۔ تو ایرہ کو جان لبوں پر آتی محسوس ہوئی۔ وہ مزاحمت کرتے اسے روکنے کی کوشش کرنے لگی۔ کہ سنی نے اپنے مضبوط ہاتھ سے اسکی دونوں کلائیوں کو قید کرتے اوپر لگا دیا۔

تمہارے اک ہفتے کی نظر اندازی کا ہی یہ نتیجہ ہے۔ کہ تمہارے تروں کی آواز میرے کان سننا ہی نہیں چاہ رہے۔ بلکہ ان کانوں کو اس رات جیسی میٹھی سسکیاں سنسنی ہیں۔ تو صرف وہ سناتی مجھے سکون پہنچاؤ، تاکہ میں ہوش میں آکر تمہاری کسی غیر ضروری بات کا جواب دے سکوں۔

ایرہ کی سنہری آنکھوں میں اپنی گولڈن آنکھیں ڈالتے وہ گھمبیر لہجے میں زو معنی بولا۔ تو ایرہ کا دل دھڑکتا پاگل ہوا تھا۔

تم بد تمیزی نہیں کرو گئے میں بتا رہی ہوں تمہیں۔

وہ شرم سے سرخ پڑتی احتجاج کرنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔

جبکہ سنی اوپر اٹھتے اسکے ماتھے کو اپنے لبوں سے چھوتا اسکے گالوں پر آیا۔ وہاں آپ اپنے ہونٹ رکھتا ایرہ کی شرٹ کے اندر اسکے پیٹ پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ کہ ایرہ لرزتے ہوئے اپنا آپ ڈھیلا چھوڑ گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ایرہ کو مدہوش ہوتے دیکھ کر سنی اپنی کامیابی پر مسکراہٹ ضبط کرتے اسکے گلابی ہونٹوں پر جھک گیا۔
قربت کے معاملے میں وہ خوش قسمت ثابت ہوا تھا۔ کہ اسکی بیوی مدہوش ہوتی اپنا آپ اسکے حوالے
کرتی مزاحمت چھوڑی دیتی تھی۔

اب بھی وہ اسکے ہونٹوں کو شدت سے چومتے وہ اسکے ہونٹوں کو دانتوں میں دبا رہا تھا۔ کہ ایرہ بند
آنکھوں سے اسکے بالوں میں اپنا ہاتھ پھیر رہی تھی۔ ایرہ کے ہونٹوں کو چھوڑتے وہ نیچے جھکتے اسکی شرٹ
اوپر کرتے اسکے پیٹ پر اپنے ہونٹ رکھ گیا۔

Epsiode 54

وہ ہولے ہولے سے اسکے پیٹ کو اپنے ہونٹوں سے چھو رہا تھا۔ ایرہ بے چین ہوتی اسکے کندھوں پر ناخن
گاڑنے لگی۔

گولڈن آنکھیں اس وقت قربت کی مدہوشی پر سرخ ہو گئیں تھیں۔ اور کچھ ایسا ہی حال ایرہ کا بھی تھا۔
وہ دن بدن لمس کی لذت میں پاگل ہوتے جارہے تھے۔
دل کرتا ہے تمہارا خون کر دوں یا کچا چبا جاؤں۔۔

سنی کے بالوں کو ہاتھ سے جکڑتے ایرہ اسے خود پر جھکاتی غرااٹھی۔
سنی اسکے غصے پر دلکشی سے مسکراتے اسکی آنکھوں میں گہرائی سے دیکھنے لگا۔ ایرہ اسکے دیکھنے کے انداز پر
پزل ہوتی اسکے بالوں کو چھوڑ کر سنی کے سینے میں منہ چھپا گئی۔
سنی نے اسکی شرم پر واری ہوتے اسے اٹھا کر آپ سینے پر لیٹا لیا۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

چوڑے مضبوط سینے پر نازک سا وجود آرام سے لیٹا تھا۔ سنی کے بالوں کو ہاتھ سے بگاڑتے وہ اسے زبان چڑانے لگی۔

سنی نے اسے مصنوعی غصے سے آنکھیں دیکھاتے باز آنے کا کہا۔ لیکن وہ اپنی مستی میں آتی ٹانگیں ہلاتے ہوئے مزے سے مسلسل اسے زبان چڑا رہی تھی۔

باز آجاؤ بعد میں پھر رونے لگتی ہو۔۔

سنی اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے گویا ہوا۔ تو ایرہ بے پرواہی سے کندھے اچکا گئی۔ جبکہ ٹانگوں کو ہلانا بند نہیں کیا تھا۔

اپنی سرخ و سفید رنگت میں گولڈن آنکھوں میں چمک لیے گالوں پر قربت کی سرخی لگائے وہ اپنی خوبصورتی سے سنی کو مسلسل مہبوت کر رہی تھی۔

کیا چاہ رہی ہو تم، کہ تمہیں بنا پکائیے ہی کھا جاؤں۔۔

سنی نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے اس سے استفسار کیا۔

تو ایرہ اسکے سینے پر مکہ جھڑ گئی۔

خبردار اگر مزید اک بھی بد تمیزی کی تو، ورنہ منہ توڑ دوں گی۔۔

بے بی کیا تم منہ توڑنے کی بجائے اس رات کی طرح میرے اندر گھستے میرے سینے پر ہونٹ نہیں رکھ سکتی۔ تاکہ میں بھی بے چین ہوتے تم سے رحم کی بھیگی مانگنے لگوں۔۔

سنی نے فارم ہاؤس کی رات کا الٹا حوالہ دیتے اسے لال انگارہ کیا۔ تو وہ سچ میں جھکتے ہوئے شدت سے اسے سینے پر دانت گاڑتے اسکے سینے کو زخمی کرنے لگی۔ تو سنی قہقہہ لگاتا اسکی گردن میں منہ چھپا گیا۔۔

تم بے شرم انسان دفع ہو جاؤں یہاں سے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

شرم ہو غصے کی کیفیت سے وہ پھٹ پڑی۔ جبکہ اس رات کے مناظر یاد آئے۔ جب وہ بے شرم انسان اسکی دھڑکنوں کو چھوتے ایرہ کی آنکھوں کے سامنے تارے نچا گیا تھا۔ کہ وہ بیچاری روتے ہوئے اس سے رحم کی التجا کرنے لگی۔ اور اب اسی بات کو اپنے رنگ میں پیش کرتے سنی نے اسکا پارہ ہائی کیا تھا۔ وہ سب یاد آتے اس کے گھنے سلکی گولڈن بالوں کو زور زور سے کھینچنے لگی۔

وہ دونوں اپنی ہاتھ پائی میں مصروف تھے کہ اسی وقت سنی کے موبائل میں رنگ ہوئی۔ ایرہ کی کلائیوں کو اپنے ہاتھ میں قید کرتے اسے خاموش ہونے کا اشارہ کر کے سنی نے کال ریسیو کرتے موبائل کان سے لگایا تو عیس کی جلی بھنی آواز اسکے کانوں میں پڑی۔

سالے نیچے اتر بھی آ، کہ ہم معزز لوگوں کو بدنام کروا کے چھوڑے گا۔ عیس کا خود کو معزز کہنا سنی کو اک آنکھ نہیں بھایا تھا۔ وہ فون میں ہی اسے گھورنے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔

کینے تو نے کب سے شریف خاندان کی پارٹی جوائن کر لی۔ جو تو بھی خود کو معزز سمجھنے لگا ہے۔ سنی نے ایرہ کی سفید کلائیوں کو چومتے عیس کو جواب دیا۔ تو عیس اسکے چومنے کی آوازیں سنتا اسے ڈھیروں گالیوں سے نوازنے لگا۔

جبکہ ایرہ عیس کی کال پر سنی سے مسلسل اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن سنی کی مضبوط پکڑ سے نکلنا اسکے لیے آسان نہیں تھا۔

بے غیرت انسان چھوڑ دے اڑی بھا بھی کوانہوں نے صبح یونیورسٹی بھی جانا ہے۔ تو ان کو سونے دے خود نیچے دفع ہوا ب۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس نے کال پر اسے شرم دلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ جبکہ سنی اسکی جیلیسی پر ہنسی ضبط کرنے لگا۔ لیکن عیس کو اپنی بے شرمی پر پیچھے بیٹھے سلطان اور ضرار سے جوتے پڑ رہے تھے۔ پر مجال ہے جو عیس نے فون کان سے ہٹا کر اپنا تسلسل توڑا ہو۔ اسکا تو انگ انگ مخالف پارٹی کی حرکات کو محسوس کرنے میں لگا تھا۔

ایرہ تھک ہار کر سنی کے سینے پر سر رکھتے اسے تنگ کرنے کی غرض سے اسکی گردن کو اپنے نرم ہونٹوں سے چھونے لگی۔ تاکہ سنی کو تنگ کر سکے۔

جبکہ سنی نے اسے آنکھیں دیکھاتے باز آنے کا اشارہ کیا۔ کیونکہ وہ ایسے کرتے سنی کے ساتھ ساتھ اپنے کیے بھی مشکل پیدا کر رہی تھی۔ لیکن وہ نظر انداز کرتے اپنے کام میں مصروف رہی۔ سنی بہت مشکل سے اسکا جان لیوا میٹھا لمس اپنی گردن اور گلے کی ہڈی پر محسوس کر رہا تھا۔
فوت ہو گیا ہے کیا، جو بول نہیں رہا۔

سنی کے کانوں میں عیس کی پھر چنگاڑتی آواز پڑی تو وہ دانتوں تلے لب دباتے ہوش میں آیا۔
تو تھوڑا صبر رکھ تیری بھابھی کو میری باڈی دیکھنی ہے بس وہ دیکھا کر آنے لگا ہوں۔
سنی نے عیس کو بے باک سا جواب دیتے فون بند کیا۔ تو ایرہ کی چیخ عیس کے کانوں میں پڑی۔
جبکہ عیس کا تو حال ایسا تھا جیسے گہرا صدمہ لگ گیا ہو۔
عیس کی حالت دیکھتے سلطان کا قہقہہ گونجا۔

کمینہ بے غیرت مجھے بے شرم کہتا تھا، خود تو جیسے ٹوپی پہن کر گھوم رہا ہے اب۔

عیس جلے جلے انداز میں بولا تو سلطان کو اس پر بے ساختہ ترس سا آگیا۔

تجھے کیا تکلیف ہو رہی ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

ضرار نے لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلاتے اسے پوچھا۔ اور یہ ہی ضرار نے سب سے بڑی غلطی کی یہ دیکھ نہ یہ خان کیسے چمک رہا ہے، جیسے اس کو حقیقی نہانے کی وجہ مل گئی ہو۔۔۔ اور تیری بھی بیوی اچھی خاصی رومینٹک ہے۔۔۔ وہ سالہ وہاں اپنی منحوس باڈی دیکھاتا پھر رہا ہے۔ میں کدھر جاؤں۔۔۔ سالہ جب بھی اپنی بیوی کے پاس جاتا اسے مجھ دیکھ کر اپنی وہ منحوس ماری اسائیمنٹ یاد آنے لگتیں ہیں۔ جیسے مجھ میں اسے اپنے ٹیچر کی جھلک نظر آتی ہو۔ تھوڑی بہت کوشش کر کے اسکے قریب ہونے لگتا ہوں۔ تو میرے جانی دشمن حسن صاحب ٹپک پڑتے ہیں۔ جب بیوی کے پاس آنے نہیں دینا تھا۔۔۔ تو سالہ اپن کو بیوی دیا ہی کیوں۔۔۔

سالہ اپن کا نکاح بچپن میں تو ایسے کروایا تھا۔ جیسے میرے سے دس سال کی عمر میں ہی ہوتا پوتی لینے کی تیاری کی ہو۔

اور ادھر حقیقت میں تیس سے اوپر ہو کر بیوی ہاتھ نہیں آرہی اب۔ میں بتا رہا ہوں تم سب کو کہ اصولاً پہلے میرا نکاح ہوا ہے۔ اس لئے اگر میرے سے پہلے تم میں سے کوئی باپ بنا تو میں اپنے اس سکی دماغ کے ساتھ تم سب کی بینڈ بجا دوں گا۔

عیس صوفے پر ٹانگیں چڑھائیے دہائیاں دے رہا تھا۔ کہ اسکی حالت دیکھتے ضرار اور سلطان کے قہقہے نہیں ختم ہو رہے تھے۔

ان دونوں کو مسلسل ہستے دیکھ کر وہ غصے سے ان پر ہی چڑھ دوڑا۔۔۔

تمہارا دماغ خراب ہے، عیس بھائی سے کیوں فضول بکواس کی ہے۔۔۔

ایرہ آنکھیں سکیرٹے تپے ہوئے انداز میں بولی۔۔۔

تو سنی ایرہ واپس چکاتے اسے خود سے نیچے اتارتے بیڈ پر لٹاتے خود اٹھ کر اپنی ٹی شرٹ اتار کر ایرہ کے منہ پر پھینک گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جبکہ سنی کو شرٹ اتارتے دیکھ کر ایرہ کی گولڈن آنکھیں پھیلتی جارہیں تھیں۔ اور پھر سنی کو شرٹ لیس دیکھتے اسکے تنے ہوئے اعصاب خود بخود ہی نرم پڑنا شروع ہو گئے۔

سنی غور سے اسکے تاثرات کو ملاحظہ کر رہا تھا۔ وہ اپنی بیوی کی اک کے بعد اک کمزوری جانتا جا رہا تھا۔ سنی کے پھولے ہوئے مسلز اور رگیں دیکھ کر ایرہ کے گلے میں گلٹی بھر کر معدوم ہوئی۔ سنی کو شرٹ لیس دیکھ کر وہ ایسے ہی اس پر لٹو ہونے لگتی تھی۔

ایرہ گہرے سانس بھرتی تکیے میں منہ چھپا گئی۔ لیکن سنی اب اسے ایسے نہیں بخش سکتا تھا۔ کیونکہ وہ خ پہلے خود ہی اس سے چھیڑ خانی کر رہی تھی۔

اپنے گولڈن گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ اس کے نازک وجود کو اپنے مضبوط بھاری بوجھ تلے قید کر گیا۔



ضرار رات کے دو بجے فلیٹ میں داخل ہوا تو فلیٹ خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔

بو جھل قدم اٹھاتے وہ منیزے کے کمرے میں داخل ہوا۔ جہاں وہ بیڈ پر سو رہی تھی۔ کمرے میں نائیٹ بلب جل رہا تھا۔

ضرار آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا بیڈ کے قریب آیا تو اسے سائیڈ ٹیبل پر کھانا ویسے کا ویسا ہی پڑا نظر آیا۔ جو شاید منیزے نہیں کھایا نہیں تھا۔

لب بھینچے ضرار نے اسکا کمبل نیچے کرتے منیزے کا چہرہ دیکھنا چاہا۔ تو اسے منیزے کے چہرے پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان نظر آئے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

منیزے کے رونے کا سوچتے ضرار کا دل یک دم تکلیف سے بھر آیا۔ کہ وہ تیزی سے قدم اٹھاتے اسکے روم سے باہر نکل آیا۔

اپنے کمرے میں داخل ہوتے ٹرٹ اتار کر اس نے زمین پر پھینکی تھی۔۔ اور چلتے ہوئے بالکنی میں کھڑا ہو گیا۔

کمرے کی بالکنی میں کھڑے ہوتے اسکے کان میں سلطان کے الفاظ گونجے تو وہ ضبط سے آنکھیں بند کرتے دیوار میں مکہ مارتے ہاتھ کو زخمی کرنے لگا۔

ضرار کے الزام لگانے کے بعد اگلی صبح واپسی پر منیزے نے اپنی دوستوں سے معافی مانگی تھی۔ کہ اسکی ضد کی وجہ سے ان سب کو اپنے شوہروں کی ناراضگی برداشت کرنی پڑی۔

منیزے کو آنکھیں چراتے دیکھ کر وہ تینوں تڑپ اٹھیں۔ اور آگے بھرا سکے گلے لگاتے ڈپٹنے لگی۔

کہ جیسا وہ سوچ رہی ہے۔ ویسا کچھ نہیں ہے۔ ہاں وقتی طور پر ان سب کو غصہ آیا تھا۔ لیکن پوچھنے پر جب انہیں نے حقیقت بتائی تو وہ سب منیزے کا شکریہ ادا کر رہے تھے۔ اور یہ شکریہ انکی بیویوں کو حسین ترین بنانے کے لئے تھا۔

جبکہ ان سب کے پیار پر سب کو جوڑ کر رکھنے والی منیزے سکندر بری طرح رو پڑی۔

اپنے شوہر کے سامنے مضبوط رہنے والی لڑکی اپنی دوستوں کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر روئی تو ان سب کو پریشان کرنے کے ساتھ ساتھ فکر مند بھی کر گئی۔

وہ سب کو ہنسانے والی اور سب کی پرابلمز کو اپنی پرابلمز سمجھنے والی لڑکی تھی۔ وہ اک مضبوط لڑکی تھی۔ جو اپنے اندر کا حال پر کسی پر نہیں کھولتی تھی۔ اور اگر وہ روئی تھی۔ تو ضرور کسی عام بات پر نہیں رو سکتی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

وہ روتے ہوئے جب اپنے ماں باپ کو یاد کرنے لگی۔ تو ان سب کا دل کٹنے لگا تھا۔ منیزے کو بری طرح روتے دیکھ کر مشعل بھی رونے لگی۔ تو علیزے اور ایرہ نے بہت مشکل سے اسے سنبھالا۔

منیزے کو مشکلوں سے چپ کروانے پر جب انکے بارہاں پوچھنے پر منیزے نے انہیں وجہ بتائی۔ تو علیزے کو اپنے دیور پر انتہا کی تپ چڑھنے لگی۔

منیزے کی حالت دیکھتے علیزے نے اسے ایرہ کے ساتھ گھر بھیجا۔ جہاں داؤد صاحب اور سلطانہ بیگم نے اسے اپنی محبت اور ممتا میں سمیٹ لیا۔ جس کی وجہ سے وہ رات کو فلیٹ بھی واپس نہیں گئی۔ کیونکہ اسے بہت تیز بخار ہو چکا تھا۔

شیراز پاشا تو اسکی طبیعت خرابی پر اتنا پریشان ہوئے کہ وہ گل جہاں بیگم کو ساتھ لے کر شہر آنے لگے۔ جس پر منیزے نے انہیں بہت مشکل سے روکا تھا۔

اور اگلے دو دن تک منیزے ٹھیک ہوتی خود ہی فلیٹ چلی گئی۔۔ جہاں شبو اس سے روٹھی بیٹھی تھی۔ کہ وہ اسکی فکر میں ہلکان ہوتی رہی ہے۔

شبو کو مناتے ہوئے وہ یونی کے کاموں میں خود کو الجھائی۔ کیونکہ منفی سوچوں سے چھٹکارا پانے کا اس سے بہتر کوئی راستہ نہیں تھا۔



ان سب میں علیزے سلطان سے بری طرح ناراض ہوئی تھی۔ کہ جب وہ اسے ساری حقیقت بتاتے ہوئے مناچکی تھی۔ تو پھر کیوں اس نے ضرار سے گلہ کیا۔

سلطان تو علیزے کی بات کر حیران ہو گیا تھا۔ لیکن علیزے کے رونے پر وہ ہوش میں آتے اسے یقین دلانے لگا۔ کہ اس نے ضرار سے ایسی ویسی کوئی بات نہیں کی۔۔ اور نہ وہ کر سکتا ہے نہ ہی عیس یا سنان۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کیونکہ ان چاروں کا قلب کا نہیں بلکہ روح کا رشتہ ہے۔۔ اور روح کے رشتوں میں اک دوسرے کو سنائی نہیں جاتی۔۔ اور نہ ہی وہ اک دوسرے کو سناتے آئے ہیں۔۔ وہ ہمیشہ سے اک دوسرے کو پروٹیکٹ کرتے یا ساتھ جیتے آئے ہیں۔ کہ ان یاروں کو اک دوسرے کے ساتھ جینے کی ایسی لت لگ گئی ہے کہ وہ چاروں اک دوسرے سے دو گھنٹے بھی دور نہیں رہ پاتے۔ وہ تو مشکل سے رات کو اپنے اپنے گھروں میں سوتے تھے۔ اس میں بھی جب رات کو ان چاروں میں سے کسی کو سکون نہ ملتا تو وہ آدھی رات کو اٹھ کر ضرار یا سلطان کے فلیٹ پر آ جاتے تھے۔

اس کے علاوہ کسی بھی کام یا مجبوری کی صورت جب انہیں الگ ہونا پڑتا ہے۔۔ تب وہ بازو کی صورت میں دو بن کر ساتھ رہتے ہیں۔ اکیلے کبھی نہیں ہوئے۔۔ اور پھر وہ کیسے اپنے قلب سے ہی اسکی شکایت کر سکتا ہے۔۔ کہ وہ سب اک دوسرے کے لئے "یاروں کے یار، دلدار" ہیں پگلی خانم۔۔ اور دلدار کبھی شکایت نہیں کرتے۔۔

سلطان نے علیزے کے آنسو صاف کرتے اسے اتنے پیار سے سمجھایا۔ کہ وہ دم سادھے بس اسے سنتی رہی۔ اور اس نے دل سے دعا کی کہ ان سب کا رشتہ اور محبت ایسے ہی بنی رہے۔۔

سلطان کے چپ ہونے پر جب علیزے نے اسے ضرار کا منیزے کے ساتھ کیا گیا برا رویہ بتایا۔ تو سلطان بے یقینی سے اسے سننے لگا۔ کہ کیا واقعی ہی ضرار یہ کمینا پن کر سکتا ہے۔

منیزے کی حالت بتاتے جب علیزے پھوٹ پھوٹ کر روئی تو سلطان نے اسے چپ کروانے کے ساتھ عیس اور سنی کو کانفرنس کال ملائی۔۔

عیس اور سنی کو ساری صورتحال کا بتاتے ضرار کو اٹھا کر فلیٹ پر پہنچانے کا حکم دیا۔ تو وہ دونوں بھی ضبط کرتے سلطان کے حکم پر سر خم کرتے اپنی اپنی گاڑی میں نکلے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جبکہ سلطان کے سرد رویے پر علیزے اسکے سینے پر سر رکھتے اپنے لب کاٹنے لگی۔ لیکن دل میں کہیں نہ کہیں ضرار کی شامت پر خوشی بھی ہوئی تھی۔ آخر کو اسکی دوست کو تکلیف پہنچانے کی سزا تو بنتی تھی۔ سلطان علیزے کی نم آنکھیں چومتے اسے سب ٹھیک کرنے کا یقین دلاتے فلیٹ سے نکلا آیا۔

سلطان کے پہنچنے سے پہلے ہی عیس اور سنی نے ضرار کا منہ اچھا خاصہ سجا دیا تھا۔ لیکن وجہ نہیں بتائی تھی۔

سلطان نے پہنچتے ہی اک زوردار مکہ اسکی گال پر جڑھا۔ کہ ضرار کے رہے سہے چودہ طبق بھی روشن ہو گئے۔

کیا موت پڑ گئی ہے تم سب کو۔۔

گال پر ہاتھ رکھتے وہ چیخ پڑا۔۔

بے غیرت انسان تیری ہمت کیسے ہوئی منیزے بھابی سے الٹی سیدھی بکواس کرنے کی۔۔

سنی نے قریب آتے ضرار کے بال دونوں ہاتھوں میں کھنچے۔ تو ضرار منیزے کے ذکر پر ٹھٹکا۔

ضرار کونا سمجھی سے دیکھتے سلطان نے سنی کو اشارہ کیا۔ تو سنی ضرار کی ہوئی بکواس اور منیزے کی خراب حالت اسکے منحوس کانوں میں گزارنے لگا۔

ضرار جیسے جیسے سنتا جا رہا تھا۔ ویسے ویسے ہی وہ ان تینوں سے نظریں پھیرنے لگا۔

اور سلطان نے آگے بڑھتے اسے مزید بتایا کہ کیونکر وہ سب اتنا تیار ہوتے وہاں گئیں تھیں۔

حقیقت جاننے پر ضرار کو انتہا کی شرمندگی ہونے لگی تھی۔

عیس نے اسے منہ چھپاتے دیکھ کر اس کے آگے شرٹ چھینکی۔۔

لے چھپالے اس میں اپنا بوتھا شاید تجھے افاقہ ہو جائے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔

بے شرم انسان میں نے اپنی بیوی کو بھابی کا نام تک لینے کی اجازت نہیں دی تھی۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا تھا کہ ایرہ اپنی غلطی بھابی پر پھینکتے خود فری ہو جاتی۔ میں اسے سیکھانا چاہتا تھا۔ کہ ہم میں کچھ بھی تیرا میرا نہیں ہے بلکہ ہمارا ہے۔

جب ہم لوگ اک دوسرے کی غلطیوں کو اپنے سر پر لینے والے ہیں۔ اور آج تک کوئی فرق نہیں کر پایا۔ کہ ہم دوست ہیں یا بھائی، پھر تو نے کیسے فرق کرتے اس نازک سی لڑکی کا دل توڑ دیا۔ کیا تو نے اک دفعہ ان سے انکی اٹینشنز پوچھی۔ بنا پوچھے جانے تو کیسے یہ سب کر سکتا ہے۔۔۔

سنی تیش سے بھگو بھگو کر اسے مار رہا تھا۔

مجھے لگتا ہے کہ یہ نہ بھابھی جیسی لڑکی ڈیزور ہی نہیں کرتا۔ بلکہ اسکو اپنی کزن جیسی ہی کوئی بھنگن ملنی چاہیے تھی۔

بکواس نہی کرو۔۔

ضرار منیزے کے خود کو ڈیزور نہ کرنے والی بات پر ٹپ اٹھا۔

جبکہ سلطان خاموشی سے سگریٹ سلگائے اسکا دھواں ہوا میں اڑا رہا تھا۔

اس نے ان دونوں نمونوں کو اسی لئے بلایا تھا۔ کہ یہ دونوں اپنی بکواسیات سے ضرار کے کانوں سے خون نکال دیں اور ایسا ہو بھی رہا تھا۔

سوری۔۔۔

لمبی سانس لیتے ضرار آہستہ آواز میں بولا۔۔

چل ہٹ دفع ہو یہاں سے بڑا آسا سوری کا، بھابی کو منالیو تو اپنی یہ منحوس شکل دیکھنا اور نہ یہ بو تھا سجادیں گئے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

وہ دونوں اسے کک کرتے جا کر صوفے پر بیٹھ گئے۔ جبکہ ضرار یہ ہی سوچ سوچ کر تڑپ رہا تھا۔ کہ اسکی بیگم بیمار ہوئی تھی۔ اور اسے خبر تک نہیں تھی۔ بلکہ وہ الٹا اسے کتنی تکلیف دے چکا ہے۔

Epsiode 55

بلیک لانگ کرتی جینز پر پہنے ہوئے، سیاہ سلکی بالوں کو پونی ٹیل میں مقید کیا گیا تھا۔ جبکہ سبز آنکھیں اداس اداس سی تھیں۔ آج تقریباً دو ہفتوں سے ان دونوں میں مکمل بات چیت بند تھی۔

اگر ضرار نے غلطی کی تھی تو ابھی تک اسے سدھارنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔ منیزے جہاں ضرار کو دیکھتی تھی وہیں اپنا راستہ تبدیل کرتی اسکی نظروں سے او جھل ہو جاتی تھی۔

اب یہ سمجھ پانا مشکل تھا۔ کہ وہ ضرار پاشا کو نظر انداز کر رہی تھی۔ یا ضرار کی نظروں سے خود کو دور رکھنا چاہتی تھی۔ لیکن جو بھی تھا۔ منیزے کے اس طرح کرنے پر ضرار، عیس اور سنی دونوں سے لعنتیں سمیٹتے نہیں تھک رہا تھا۔ کیونکہ ان دونوں کا ماننا تھا۔ کہ ضرار کی بیوی اسے کالی بلی مان چکی ہے۔ اسی لئے وہ اس سے احتیاط کر رہی ہے۔۔

اور ان دونوں کو اس بات پر زیادہ غصہ آ رہا تھا۔ کہ سائیں سرکار اپنی غلطی مان ہی چکے ہیں۔ تو منیزے بھابھی کو منا کیوں نہیں رہے۔ پر اس بات کا جواب تو صرف ضرار کے پاس ہی تھا۔ کہ وہ شرمندگی کے باعث منیزے سے نظریں بھی ملا پارہا تھا۔

منیزے تم واپس کب آؤ گی۔۔

ایرہ نے چپس کھاتے سوال کیا۔۔

میں منڈے تک آ جاؤں گی یار۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

منیزے گیٹ پر نظریں جمائے جھنجھلاہٹ سے بولی کیونکہ وہ سب یہ اک ہی سوال کوئی سودفعہ اس سے پوچھ چکی تھی۔ وہ سب گیٹ کے پاس ہی کھڑی تھیں۔
تم ضرار بھائی کے ساتھ جاؤں گی کیا۔۔

ایرہ نے اپنا دوسرا سوال کیا تو منیزے اس کے سوال پر آنکھیں گھما گئی۔

میں کسی ڈھکن کے ساتھ نہیں جاؤں گی، بلکہ میں اپنے ہینڈ سم بابا کے ساتھ جانے والی ہوں۔۔
منیزے کے ضرار کو ڈھکن بولنے پر سب نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔۔ وہیں ہینڈ سم بابا کے غرور پر وہ واہ واہ کر گئیں۔

بابا آگئے ہیں۔۔

منیزے خوشی سے چینختے ہوئی بولی۔۔ اور جلدی سے پورچ کی طرف بھاگی۔ کیونکہ شیراز پاشا سے میسج پر اپنے آنے کا بتا چکے تھے۔

بڑی بے مروت ہے مل کر بھی نہیں گئی۔۔

مشعل منہ بناتے بولی۔۔

کچھ منٹس بعد منیزے شیراز پاشا کے بازو میں بازو ڈالے ہنستی ہوئی انکی طرف آتی دیکھائی دی۔۔
منیزے کو شیراز پاشا کے ساتھ آتے دیکھ کر سب کی آنکھیں کھلی تھیں۔ کیونکہ شیراز پاشا اپنی بھرپور سحر انگیز شخصیت کے ساتھ منیزے کے ساتھ آتے ہوئے سب کو حیران کر رہے تھے۔۔ بلیک شلوار قمیض میں اپنی سفید و سرخ رنگت میں رعب دار پر سنیلٹی کے ساتھ وہ لڑکیوں کو تو امپریس کر ہی چکے تھے۔

یہ تیرے سسر اور منیزے کے سسر میں انیس بیس کا ہی فرق ہے یا۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ایرہ علیزے کے جانب جھکتے ہوئے سرگوشی میں بولی تو علیزے اسکے انیس بیس کے فرق پر نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔۔

کیسا انیس بیس کا فرق۔۔۔

یار خوبصورتی کے فرق کے بارے کہہ رہی ہوں۔ کہ تیرے اور منیزے کے سسر کی خوبصورتی میں انیس بیس کا ہی بس فرق ہے۔۔

ایرہ نے اسے اپنی بات کا مطلب سمجھایا تو علیزے ہنستے ہوئے سر نفی میں ہلا گئی۔

منیزے انکے پاس آتی سب کو اپنے بابا سے ملانے لگی۔ شیراز پاشا بہت گرم جوشی سے ان سب سے ملے تھے۔ وہ اپنے چاروں سیمپلز کے سلطان کے نکاح والے دن کے کپل فوٹو دیکھ چکے تھے۔ لیکن وہ بے خبر تھیں۔

آپ بہت خوبصورت ہیں انکل۔۔

مشعل امپریس ہوتے بولی۔ تو شیراز پاشا ہنستے ہوئے اپنے لاڈلے کی چھوٹی سی بیوی دیکھنے لگے۔۔ جو سچ میں گڑیا تھی۔ اور انکے گنڈے نواب کو خوش قسمتی سے ہی مل گئی تھی۔ ورنہ اسکی شکل اور حرکات تو بالکل ایسی نہ تھیں۔

آپ بھی بہت پیاری ہیں بچے۔۔

شیراز پاشا سے اپنی تعریف سنتے مشعل چہکتے ہوئے اترائی۔ آخر کو اک خوبصورت انسان نے اسکی تعریف تھی۔

پھر انہی باتوں میں شیراز پاشا ان سب کو اپنے ساتھ لپچ کے لیے گئے۔۔ کیونکہ وہ پہلی دفعہ اپنی بہوؤں سے مل رہے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

وہ صبح کے وقت ہی منیزے کو لینے آگئے تھے۔ تاکہ وقت پر حویلی پہنچ سکیں۔

ان سب کو اچھے سے ریسٹورنٹ سے لے کر واکے شیراز پاشا انہیں یونیورسٹی میں ڈراپ کر کے خود منیزے کو لے کر نکل چکے تھے۔ جبکہ ضرار اس بات سے بے خبر تھا۔ کہ اسکی بیوی حویلی جا چکی ہے۔



ضرار کمرے سے فریش ہو کر باہر نکلا۔ تاکہ کھانا کھا سکے۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی فلیٹ واپس آیا تھا۔ پورا دن انکا کام میں مصروف ترین گزرا تھا۔ کہ وہ دوپہر میں منیزے کو دیکھنے بھی نہیں آیا تھا۔ آج کل تو ویسے بھی وہ خود آ جا رہی تھی۔ لیکن پھر بھی ضرار اک دفعہ اسے دیکھنے ضرور آتا تھا۔ ضرار ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھا۔ تو شبونے کھانا اسے سرو کرنا شروع کیا۔ بیگم سائیں کھانا کھا چکی ہیں کیا۔

ضرار نے اسے منیزے کے بارے استفسار کیا۔ کیونکہ وہ آج کہاں اسے لفٹ کروا رہی تھی۔ چھوٹے سائیں وہ تو حویلی جا چکی ہیں۔

شبونے مصروف انداز میں بتایا۔ تو ضرار کو لگا کہ اس نے کچھ غلط سنا ہے۔

کونسی حویلی اور کس کے ساتھ گئیں ہیں۔

کھانے سے ہاتھ روکتے اس نے پوچھا تو شبو اس کے سرد انداز پر گڑ بڑا گئی۔ شاید چھوٹے سائیں منیزے کے جانے کے بارے نہیں جانتے تھے۔

چھوٹے سائیں وہ بڑے سائیں کے ساتھ گاؤں گئیں ہیں۔ کہہ رہیں تھیں۔ کہ دو دنوں واپس آجائیں گی۔

شبونے ڈرتے ہوئے اسے ساری بات بتائی۔ تو ضرار تیزی سے اٹھتے اپنے کمرے میں گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کمرے میں آتے ہی شیراز پاشا کو کال ملا کر خود وہ بالکنی میں آگیا۔

بابا سائیں شہر آئے تھے۔ اور ضرار جانتا تک نہیں تھا۔

جی بر خور دار کیسے ہیں آپ۔

کال ریسیو کرتے شیراز پاشا نے ضرار سے اسکا حال جاننا چاہا۔ لیکن ضرار کے دل کا حال تو سچ میں بہت برا ہوا پڑا تھا۔

بابا سائیں آپ شہر آئے تھے، اور آپ نے مجھے بتانا تک مناسب نہیں سمجھا۔

انکے سوال کو نظر انداز کرتے ضرار بے چینی سے بولا۔ اگر اسے پتہ ہوتا کہ وہ اسکی بیوی کو لینے آرہے ہیں۔ تو کون کافر منیزے کو یہاں سے جانے دیتا۔

بیٹا سائیں کیا آپ نے کالی کر تو تیں کرنے سے پہلے ہمیں بتانا مناسب سمجھا تھا۔

شیراز پاشا نے اسکی کے انداز میں ضرار کو آئینہ دیکھایا۔ تو ضرار کی سیٹی گم ہوئی۔

میں کچھ بھی نہیں کیا یا بابا۔

اگر آپ نے کچھ نہیں کیا مسٹر جھوٹ سائیں تو پھر ہماری بہو نے اپکو دودھ میں سے مکھی کی طرح کیوں

نکال دیا۔ کہ اپکو اپنے جانے کے بارے نہ خود بتایا اور ہمیں بھی روک دیا۔

شیراز پاشا کی مکمل تفصیل پر ضرار اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے خود کو پر سکون کرنے لگا۔

بابا سائیں آپکی بہو خود ناراض ہوئی ہے۔ ورنہ میں ایسا کچھ نہیں کیا۔

ضرار نے آرام سے اپنی سائیڈ صاف کرنا چاہی۔ کیونکہ اگر وہ انکے سامنے مان جاتا تو کوئی بھید نہیں

تھا۔ کہ اسے اپنی بیوی واپس بھی مل پاتی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

تو شیراز پاشا کا اپنے بیٹے کے ڈھیٹ پن پر انتہا کا غصہ اٹھا۔ انکی بہو جس طرح آکر روئی تھی۔۔ انکا بس نہیں چل رہا تھا کہ ضرار کو الٹا لٹکا دیتے۔۔

بابا سائیں مجھے اماں سائیں سے بات کرنی ہے۔۔

انکی خاموشی پر ضرار نے پھر کہا۔ کیونکہ ان سے بات کر کے ہی وہ منیزے کے بارے پتہ کر سکتا تھا۔ اچھو اپنی اماں سائیں سے بات کرنی ہے تو اسکا خود انتظام کریں۔ میرا موبائل کسی منحوس انسان کی آواز مزید نہیں سننا چاہتا، نہ اپنی بیگم کو سننا چاہتا ہے۔

شیراز پاشا نے اسے تڑکتا بھڑکتا جواب دے کر فون بند کر دیا تو ضرار حیرانی سے موبائل کو دیکھنے لگا۔ عیس کے لقب اسے مل رہے تھے۔ تو حیران ہونا بنتا ہی تھا۔

کچھ منٹوں میں ہی یہ فلیٹ اسے کاٹ کھانے کو دوڑنے لگا۔ کہ وہ غصے سے چابی اٹھا کر باہر نکلتا چلا گیا۔ وہ اپنی موجودگی کا ایسے عادی بنا کر غائب نہیں ہو سکتی تھی۔۔

کسی پل بے قرار دل کو سکون نہ آیا تو ضرار نے دوسرے فلیٹ کی جانب گاڑی موڑی۔۔ جہاں سنی موجود ہو سکتا تھا۔

منیزے کے بنا وہ اپنے فلیٹ میں رات نہیں گزار سکتا تھا۔ وہ تورات میں اسکے سوتے ہوئے کمرے میں کتنی دفعہ دیکھنے جایا کرتا تھا۔ اور اب وہ اسے اکیلا چھوڑ گئی تھی۔ لیکن اپنی غلطی یاد آتے ضرار نے زور سے سٹیرنگ پر ہاتھ مارا۔۔ پر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ اب تو صرف صبر ہی فرض تھا۔



وہ چاروں رات کا کھانا کھا رہے تھے۔ اور خوش قسمتی سے آج عیس بھی گھر پر موجود تھا۔ ورنہ اسکے کھانے پینے کا وقت اور جگہ کا کچھ اتہ پتہ نہیں ہوتا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

حسن صاحب مشعل کو ساتھ خود کھانا کھلا رہے تھے۔ جبکہ آنکھوں سے وہ عیس کو کھا رہے تھے۔ مشعل اپنی اسائیمنٹ بنانے میں مصروف تھی۔ سمیسٹر اپنے اینڈ پر تھا تو ان سب پر کام کا بوجھ بھی بڑھا ہوا تھا۔ عیس غور سے باپ بیٹی کا پیار ملاحظہ کر رہا تھا۔ شاہدہ بیگم بھی خاموشی سے کھانا کھاتے باپ بیٹے کو دیکھ رہیں تھیں۔ جو آنکھوں ہی آنکھوں میں گولہ باری کر رہے تھے۔ اس رخصتی کب کرنی ہے آپ نے اس کا کی کی۔۔

عیس نے منہ میں نوالہ ڈالتے آرام سے پوچھا۔۔
اگلے جنم میں۔۔

حسن صاحب کی طرف سے اتنے ہی آرام سے جواب موصول ہوا کہ شاہدہ بیگم کو اپنی ہنسی کنٹرول کرنا مشکل ہو گئی۔ جبکہ مشعل انکو جنگ کی تیاری میں دیکھ کر سرخ چہرے سمیت روہانسی ہونے لگی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی کہ ان دونوں کی بات اس پر ہی شروع ہو کر ختم ہوگی۔
آپ کھانا کھاؤ بچے اس گدھے کی عادت ہے بکو اس کرنے کی۔۔

مشعل کے روہانے چہرے کو دیکھتے حسن صاحب نے اسے پرسکون کرنے اپنے کام میں لگانا چاہا۔۔
تو عیس ایبر و اچکاتے ان دونوں کو دیکھ گیا۔۔

اگلے جنم کو چھوڑے کیونکہ اس جنم میں عیس علی ہمدانی دوبارہ آپکی اولاد بننا قبول نہیں کرے گا۔ تو اس جنم میں آپکا داد بننے کا کوئی پروگرام ہے کہ نہیں۔۔۔

عیس نے اطمینان سے انکے اگلے جنم کا جواب دے کر استفسار کیا۔۔۔

تم اگلے جنم میں کیا میری اولاد بننا قبول نہیں کرو گئے۔ میں تو تمہیں اس جنم میں بھی تم جیسے گدھے کو ریجیکٹ کر چکا ہوں۔ میرا اک ہی بچہ ہے اور وہ یہ ہے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس کو اطمینان سے ریجکٹ کرتے حسن صاحب نے مشعل کا سر چوما۔ تو عیس امپریس ہوئے بنانہ رہ سکا۔۔

اس سارے قصے میں وہ ساس بہو شرم سے دوہری ہو رہیں تھیں۔ لیکن وہ اپنے مذاکرات میں ان دونوں کو ہی فراموش کر چکے تھے۔

چلیں یہ تو وقت بتائیے گا اپکو ہمدانی صاحب، جب اک دن آپکی گود پوتے سے ہری ہوگی اچانک۔ تو پھر کیا کرے گئے آپ۔۔۔

ٹیل سے اٹھتے عیس نے انہیں آخری حد تک سلگایا تو وہ حسن صاحب اسے شعلہ بار نظروں سے دیکھنے لگے۔

اس دن میں تمہارا منہ ایسا توڑوں گا کہ تم کبھی باپ سے پنگا نہیں لے سکو گئے۔۔

حسن صاحب دبے دبے غصے میں بولے۔ تو عیس کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ وہ انہیں آخر کار سلگا ہی چکا تھا۔ بڑے بیٹی کے کنگ بابا بنے اسے کھانا کھلا رہے تھے۔ بہت ضبط سے وہ ان دونوں کو کب سے دیکھ رہا تھا۔ آج کل تو ویسے بھی عیس کو کسی کا بھی پیار دیکھنا اس نہیں آ رہا تھا۔ اسی وجہ سے وہ پھوپھو بنتا تیلی لگا کر ہی دم لیتا تھا۔

اپنی ان زلفوں کو بھی کبھی کٹوا لیا کرو، کہیں دوپونیاں نہ بنانی پڑ جائیں۔۔ پھولوں والا گدھا۔۔

حسن صاحب نے عیس کے پہلے سے بھی لمبے بالوں کو دیکھتے طنزیہ کہا تو عیس انکی جانب اپنی شیطانی مسکراہٹ اچھال گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ اپنا غصہ اب اسی طرح نکالیں گئے۔۔

How Cares About Your Naughty Words, Dad...

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس مسکراتے ہوئے انگلش میں بولتے بالوں کو پیار سے سنوارنے لگا۔ تو حسن صاحب سر جھٹکتے اٹھ کر کمرے میں چلے گئے۔

اب کہاں جا رہے ہو۔۔

شاہدہ بیگم نے اسے پوچھا۔ جو شاید نکلنے کی تیاری میں تھا۔۔

فلیٹ پر جا رہا ہوں ڈار لنگ۔۔۔

شاہدہ بیگم کو جواب دیتے وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ کیونکہ اسے چیلنج کرنا تھا۔۔

عیس کے جانے کا سن کر مشعل اسے آواز لگاتی اس کے پیچھے ہوئی کیونکہ اسے اپنی اسلیمنٹ میں مدد چاہیے تھی۔

عیس مجھے آپکی مدد چاہیے۔۔

عیس کے پیچھے کھڑے ہوتے مشعل نے اس سے کہا تو وہ کمرے سے سر نکال کر اسے گھور گیا۔ جسے صرف کام کے وقت اپنے شوہر کی یاد آتی تھی۔

عیس کے گھورنے پر مشعل کے اوسان خطا ہوئے۔ تو وہ پھیکا سا مسکرا دی۔۔

تمہیں میرے ساتھ رو مینس کرنے کا خیال نہیں آیا کبھی، جو یہ خشک مسئلے لے کر میرے پاس آجاتی ہو، جا کر سیکھو اپنی دوستوں سے کچھ کیسے وہ اپنے شوہروں کے ساتھ رو مینس کرتی انکے خون کی رفتار تیز کرتی ہیں۔ اک تم ہو جسے کا پیوں سے فرصت نہیں ملی۔۔۔

عیس کمرے کا زور سے دروازہ بند کرتے مشعل کو دیکھتے کڑھتے بولا۔ کیونکہ اسکی قسمت یہاں سچ میں خشک ثابت ہو رہی تھی۔۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ریڈ ساڑھی پہن کر بھی وہ صرف اسے باتیں سناتی رہی تھی۔۔ یا پھر اسکی گود میں سو گئی۔ کہ عیس
ٹھنڈی آہیں بھرتا خود بھی سو گیا تھا۔

ایسے کیوں بول رہے ہیں۔۔

مشعل شرم سے بس منمنائی گئی۔ ابھی اسے اس سر پھرے کو برداشت کرنا ہی تھا۔ کیونکہ اسے سچ میں
ہیلپ چاہیے تھی۔

تو کیسے کروں بتاؤں۔۔

عیس غصے سے کپڑے بیڈ پر پھینکتا اسکی جانب بڑھا۔ جو کاکی تو تھی۔ کیکن اب زیادہ کاکی بننے لگی تھی۔ اور
ادھر عیس سنی کے گردن پر آئے روز نشان دیکھتا جل رہا تھا۔ کہ اسکی بیوی کو کیا دانت نہیں لگے، وہ
کیوں رومینٹک نہیں تھی۔ وہ جھنجلا جاتا تھا۔ عیس اسے قریب آتا اسے اک جھٹکے میں اٹھا کر بیڈ پر پیچھے
گرا۔ تو مشعل ڈر سے اسکے سینے میں منہ چھپائی گئی۔

تمہیں سچ میں اپنے معصوم شوہر پر ترس نہیں آتا کیا۔۔

مشعل کو سینے پر لٹائیے وہ خفا خفا سا بولا۔ تو مشعل کو سمجھ ہی نہیں آئی کہ اسے کیا جواب دے۔ لیکن پھر
دھڑکتے دل کے ساتھ وہ اٹھتے ہوئے اسے گال پر اپنے چھوٹے چھوٹے نرم ہونٹ رکھتی اسے شانت
کرنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

عیس کو حیرانگی کے ساتھ ساتھ دل پر ٹھنڈی پھوڑ پڑتی محسوس ہوئی تھی۔۔

غصہ کیوں کرتے ہیں اتنا۔۔ اسکی داڑھی کو ہاتھ سے سہلاتے وہ پیار سے پوچھ رہی تھی۔

مشعل کو مگن انداز میں اپنی شیو کے ساتھ کھیلتے دیکھ کر عیس کے دل میں گد گدی سی ہونے لگی۔ کہ وہ
مشعل کو کمر سے اوپر اٹھاتے اسکے ہونٹوں پر جھکا۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

نرمی سے مشعل کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں لیتے وہ مشعل کے دل کی دھڑکنوں کو تیز کر رہا تھا۔
آنکھیں بند کرتے وہ اسے محسوس کر رہی تھی۔ جو اسے اپنے اوپر آرام سے لٹائے اسکے دل کو بے قرار
کرنے کی کوشش میں تھا۔

مشعل کو اٹھاتے عیس نے اپنے نیچے لٹایا۔ تو مشعل کی آنکھیں بڑی ہو گئیں۔ جبکہ وہ نرمی سے ہی اسکے
نچلے ہونٹ کو اپنے ہونٹوں میں دباتے چوم رہا تھا۔

جتنی تم چھوٹی سی ہونہ، مجھے لگتا ہے کہ قربت کے گہرے لمحوں میں تم میرے نیچے کہیں غائب ہی نہ ہو
جاؤ۔ مشعل کے ہونٹ کو چھوڑتے وہ اسے دیکھتے بے باکی سے بولا تو مشعل کا چہرہ لال انگارہ ہوا وہ
آنکھیں گھماتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔

پر تم فکر نہیں کرو، تم جہاں بھی غائب ہوگی میں تمہیں ڈھونڈ ہی لوں گا۔ آخر کو مجھے بھی تو اس چھوٹے
سے چوزے کی جان قید کرتے دیکھنا ہے۔ کہ یہ چھوٹا سا چوزہ کتنا روتا ہے۔

مشعل کے گال کو ہولے ہولے چومتے وہ زو معنی سے بولتے اسے چہرہ چھپانے پر مجبور کر رہا تھا۔
عیس

آپ بہت گندے ہیں۔ اس کے سینے میں خود کو چھپاتے وہ شرم سے یہ ہی بولا پائی تھی۔ کیونکہ وہ پہلے
ہی اسکے کانوں سے دھواں نکال رہا تھا۔

ابھی میں کچھ گندہ نہیں کیا چھوٹو لیکن قسم سے ارادے بہت ہیں۔

وہ آنکھ مارتے قہقہہ لگاتے اس پر سے اٹھ کھڑا ہوا۔

میری اسلینمنٹ۔ عیس کو واشر روم میں جاتے دیکھ کر وہ اسے پھر یاد کروانے لگی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔

میں واش روم جارہا ہوں شاور لینے مجھے ٹاول پکڑانے آنا، اگر تم اس اسلیمنٹ میں کامیاب ہو گئی۔ تو میں تمہاری مدد کردوں گا۔

نہیں تو جا کر اپنے زیادہ پڑھے لکھے خشک باپ سے اسلیمنٹ بنواتی پھرو۔۔ جنہوں نے اگلے جنم میں تمہاری رخصتی کے سپنے سجائے ہیں۔۔ انگلی اٹھاتے وہ مشعل کو سناتے یہ جاوہ جاہوا تھا۔ پیچھے وہ پیریتکتے ہوئے سچ میں حسن صاحب کے کمرے میں جانے کے لئے نکلی۔۔

Epsiode 56

مام مرد ایسے ہرٹ کیوں کرتے ہیں۔۔

گل جہاں بیگم کی گود میں سر رکھے منیزے نے اداسی سے پوچھا۔ تو گل بیگم کا منیزے کے بالوں میں حرکت کرتا ہاتھ رک سا گیا۔۔

میں ایسے مرد کو جانتی ہی نہیں میری جان جو ہرٹ کرتے ہیں۔۔

کچھ سوچنے کے بعد گل بیگم نے اسے شفقت سے جواب دیا۔ تو منیزے انکے جواب پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔۔ کیا مطلب مام آپ کیوں نہیں جانتیں۔۔

منیزے نے نا سمجھی سے انہیں دیکھا۔ تو وہ منیزے کے تاثرات پر ہنس پڑیں۔ بلیک سندھی سٹائل کے سوٹ میں وہ اداس چہرہ لیے انہیں دیکھ رہی تھی۔ سفید چہرہ اس وقت مرجھایا ہوا تھا۔ جبکہ سبز آنکھیں اداس تھیں۔ ہمہ وقت ان آنکھوں میں رہنے والی شرارتی چمک کتنے دنوں سے غائب تھی۔

گل بیگم نے اسکا ماتھا چومتے اسکا سر پھر اپنی گود میں رکھا۔ اور بولنا شروع ہوئیں۔۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

میں ہرٹ کرنے والے مردوں کو اس لئے نہیں جانتی میری جان۔ کیونکہ میرا کسی ایسے مرد سے واسطہ ہی نہیں پڑا۔ انسان ہمیشہ اسی چیز کے بارے میں جان سکتا ہے۔ جس کے ساتھ وہ وقت گزارتا ہے۔ یا پھر زندگی میں کم از کم اک دفعہ ضرور اسے فیس کرتا ہے۔

اور میں اس لئے بھی ایسے مردوں کو نہیں جانتی کیونکہ میرا کسی ایسے ہرٹ کرنے والے مرد سے واسطہ ہی نہیں پڑا۔

آپکے بابا سائیں مجھ سے جتنی محبت کرتے ہیں وہ کبھی مجھے ہرٹ کرنے کا سوچیں بھی نہ۔ اور نہ انہوں نے کبھی ہرٹ کیا ہی ہے۔ وہ ہمیشہ محبت و مان سے میری اصلاح کر دیتے ہیں۔ بشرطیکہ کہ انہیں مجھ سے کوئی شکایت ہو تو۔

میں اک نادان کم عمر لڑکی تھی۔ جس عمر میں میری تمہارے بابا سائیں سے شادی ہوئی تب میرا ذہن کچا تھا۔ اور اس کچے ذہن میں شعور اور دنیا کی سمجھ بوجھ بالکل نہیں تھی۔

کیونکہ میں جس ماحول میں پلی بڑھی ہوں۔ اس ماحول میں ہمیں صرف گھر تک محدود رکھا جاتا ہے۔ اور گھر تک محدود رہنے والی لڑکیوں کی سوچ بھی گھر کے کمروں کی تعداد یا کچن کے گرد کی بس گھومتی ہے۔

اور ایسی لڑکیاں انتہا کی کمزور ہوتی ہیں۔ کیونکہ ایسی لڑکیاں کچن کی گرمی کے علاوہ، زمانے کی سختیاں برداشت کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار نہیں ہوتیں۔ اور نہ انہیں تیار کیا جاتا ہے۔ اور جب زندگی میں مشکل وقت آتا ہے۔ تب بھی لڑکیوں کو برداشت کرنے کے لئے اس کھائی میں اکیلا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس وقت بھی ان کو ہمت یا حوصلہ نہیں دیا جاتا۔ نہ ہی انہیں ذہنی طور پر تیار کرتے انکی ہمت بڑھائی جاتی ہے۔۔۔ بس آرام سے برداشت کرنے کا حکم صادر کر دیا جاتا ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جس کی صورت میں لڑکی کی زندگی صرف جنگ کا میدان بن کر رہ جاتی ہے۔ اور اس میدان میں وہ سب سے زیادہ خفا اپنے شوہر سے ہونے لگتی ہے۔ کیونکہ اللہ نے عورت کو ذہنی طور پر بھی کمزور بنایا ہے۔ اسی لئے وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کو ذہن پر سوار کرتے پریشان ہوتی ہے۔

کیونکہ ماس صورت میں وہ صرف اپنے شوہر کی توجہ چاہ رہی ہوتی ہے۔ تاکہ اسکا شوہر اسکی حوصلہ افزائی کرے اسکی ہمت بڑھائے۔

لیکن شاید آج کے مرد اس چیز کو سمجھنا چھوڑ چکے ہیں۔

گل جہاں اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسے بتا رہی تھیں۔

میں بھی ایسی ہی تھی۔ پر جب میری شادی ہوئی تو اس کے بعد میری زندگی مکمل طور پر بدل گئی۔ میری زندگی کو مکمل طور پر بدلنے والے آپکے بابا سائیں تھے

جنہوں نے کبھی مجھے میری کمیوں کا احساس نہیں دلایا تھا۔ بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ میری کمیوں کو دور کرتے انکو خوبیوں میں بدل دیا۔ سرپرستی میں عورت کے نام کے آگے والد کے بعد اسکا شوہر کا نام اس لئے لگایا جاتا ہے۔۔ کیونکہ عورت کو مرد کی سرپرستی میں ہی دیا جاتا ہے۔ وجود اسکی تربیت کرتے اسکی ذمہ داری اٹھاتا ہے۔

لیکن ہمارے معاشرے نے اس چیز کو مکمل طور پر بدل کر رکھ دیا ہے۔ اچھوتہ ہے بچے میں جیسی اب دکھتی ہوں نہ، میں ایسی نہیں تھی۔

گل بیگم مسکراتے ہوئے پرانے دن یاد کرتے منیزے کو بتانے لگی جو پہلے ہی دم سادھے انہیں سن رہی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

آپکے باباسائیں اور ضرار دونوں کو ہی ہماری عورتوں کے روایتی کپڑے پسند نہیں رہے۔ شادی کے بعد آپکے باباسائیں مجھے چھ مہینوں کے لئے شہر لے گئے تھے۔ جہاں انہوں نے میری گرومنگ کروائی۔ غرض کے ہر وہ چیز مجھے سیکھائی۔ جو انہیں لگتا تھا کہ انکی بیوی کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ میں اتنا پڑھی لکھی نہیں ہوں۔ پر آپکے باباسائیں مجھے ساتھ ساتھ بہت کچھ سیکھاتے تھے۔ کہ کوئی مجھے دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا۔ کہ میں اک عام پابندیوں میں جکڑی گھریلو لڑکی رہی ہوں۔

میں تمہیں یہ سمجھانا چاہ رہی ہوں میرے بچے، کہ عورت ہمیشہ اسی کیٹگری کے مرد کو جانے گی۔ جو اسکی زندگی میں آئے گا۔ پھر چاہے وہ اچھا مرد ہو یا برا۔

جیسے مجھے علم نہیں ہے کہ برے مرد کیسے ہوتے ہیں۔ ایسے ہی برے مرد کو فیس کرنے والی عورتوں کو نہیں پتہ ہوتا کہ اچھے مرد کیسے ہوتے ہیں۔

گل جہاں بیگم نے منیزے کو دیکھتے اپنی بات مکمل کی۔

مام ضرار کیوں باباسائیں جیسا نہیں۔۔

منیزے نے کھوئے انداز میں سوال کیا۔ تو گل بیگم کو بے ساختہ اس پر پیارا یا۔ اور اپنے اکلوتے سپوت پر غصہ بھی۔

میری جان ضرار آپکے باباسائیں سے بھی زیادہ اچھا ہے۔۔ آپ انہیں جج نہیں کریں۔ اگر انہوں نے آپ پر غصہ کیا ہے۔ تو بدلے میں آپ انہیں نخرے دیکھائیں اور ناراضگی بھی لیکن انہیں جج نہیں کریں۔

کیونکہ اگر آپ انہیں جج کرنا شروع ہو گئیں تو ہو سکتا ہے آپ کو انہوں میں بے شمار خامیاں نظر آنا شروع ہو جائیں۔ جس کی وجہ سے آپ کا رشتہ ڈسٹر ب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ میری جان خامیاں ہر انسان میں پائی جاتی ہیں۔ لیکن اگر آپ کو کوئی خامی اپنے لائف پارٹنر میں نظر آنا شروع ہو جس سے آپ ہرٹ ہوں۔ تو کوشش کرنی چاہیے۔ کہ ان ہرٹ کرنے والی چیزوں کو محبت سے ختم کیا جائے یا کم کر دیا جائے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

گل جہاں نے منیزے کو پیار سے سمجھایا تو وہ گہری سانس خارج کر گئی۔ یقیناً وہ اب ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔۔۔ ورنہ وہ ضرار سے دن بدن بہت بدگمان ہوتی جا رہی تھی۔

کل جب وہ آئی تھی۔ تو وہ روتے ہوئے شیراز پاشا اور گل بیگم کو سب بتاتی چلی گئی۔ کیونکہ وہ پہلے سمجھ چکے تھے۔ کہ ان دونوں میں کوئی جھگڑا ہوا ہے۔

منیزے کی ہر بات کو سنتے ان دونوں نے اسے اپنے ہونے کا احساس دلاتے پر سکون کرنا چاہا تھا۔ کیونکہ اگر وہ اسے اسی وقت سمجھانے لگتے تو شاید وہ ان دونوں سے بھی بدگمان ہو جاتی۔ اور آئندہ ان سے کچھ شئیر نہ کرتی۔

اسی لئے ان دونوں نے اس وقت منیزے کو صرف سنا تھا۔ تاکہ وہ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر سکے۔ جبکہ شیراز پاشا تو یہاں تک کہہ گئے تھے۔ کہ جب تک انکا بیٹا اس نالائق کو معاف نہیں کرے گا۔ تب تک وہ خود بھی ضرار کو مکمل منہ نہیں لگانے والے۔۔۔ جسے سنتے منیزے کھکھلا پڑی۔۔۔

اسکے ہنسنے پر ان دونوں نے شکر ادا کیا تھا۔ ورنہ وہ بس روئے جا رہی تھی۔

منیزے کو خوش کرنے کے لیے شیراز پاشا سے اور گل جہاں بیگم کو ساتھ لیے گاؤں میں گھما پھرانے لے گئے تھے۔ گاؤں میں اپنی زمینوں کی سیر کرتے اور گاؤں کے لوگوں کو دیکھتے منیزے کو سچ میں اچھا لگا۔ ہفتے کا دن اس نے ایسے ہی ان دنوں سے اپنے نخرے اٹھاواتے گزارا تھا۔ اور آج اتوار کو ضرار اسے خود لینے آ رہا تھا۔ کیونکہ سو موار سے اسے یونیورسٹی جوائن کرنی تھی۔ منیزے ضرار کے آنے سے بے خبر تھی۔ کیونکہ گل جہاں نے خود ضرار کو خاص طور پر بلایا تھا۔



خان آپ کو عیس بھائی کیسے لگتے ہیں۔۔۔

علیزے نے سلطان کے گلے کی ہڈی کو انگلی سے دباتے پوچھا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تو سلطان اس کے سوال پر چونکا۔

آج سنڈے کا دن وہ گھر پر علیزے کے ساتھ گزر رہا تھا۔ جبکہ رات کو وہ اسے ڈنر کروانے کے لیے باہر لے کر جانے والا تھا۔

اس وقت وہ دونوں بیڈ پر لیٹے ہوئے تھے۔ سلطان علیزے کا سر سینے پر رکھے آنکھیں بند کیے لیٹا تھا۔ اور یہ سکون سے لیٹنے کی وجہ بھی اسکی خانم کا حکم تھا۔ ورنہ وہ کہاں اس کے قریب ہوتے سکون سے رہنے دیتا تھا۔

وہ ابھی علیزے کی اسائیمنٹ کا کام ختم کر کے لیٹے تھے۔ چونکہ منیزے ادھر نہیں تھی۔ تو اس کے حصے کا کام بھی وہ سب مل کر رہیں تھیں۔ تاکہ منیزے ٹینشن فری رہ سکے۔

اس کا سوال کا کیا مقصد ہے خانم۔

سلطان نے اسکے ٹی شرٹ سے جھلکتے بازو پر ہاتھ پھیرتے پوچھا۔ تو ہمیشہ کی طرح سلطان کی زبان سے اپنے لیے خانم سنتے علیزے کا دل دھڑکا۔ وہ سلطان کی جانب رخ موڑتے اسکی گلے کی ہڈی کو انگلی سے دباتے کھینے لگی۔

سلطان کی فرمائش پر وہ اسکی ٹی شرٹ پہنے ہوئے اسکے پاس لیٹی تھی۔ جبکہ سلطان نے اسے ٹھنڈے بچانے کے لیے ہیٹران کرتے کبل بھی اوڑھار کھا تھا۔

وہ سب کو تنگ کرتے رہتے ہیں نہ اس لیے پوچھ رہی ہوں بس۔

علیزے نے ہونٹوں کو گول کرتے عام سے لہجے میں بتایا۔ اور ذہن میں میر پور والا واقعہ بھی آیا تھا۔ جب عیس نے اسے چھپلی سے ڈرانا چاہا تھا۔

وہ ایسا ہی ہے خانم شرارتی بس۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان نے نیلی آنکھیں واہ کرتے علیزے کو اک جھکٹے میں گھوماتے اسکی پشت کو اپنے سینے لگایا تو علیزے کا دل زوروں سے دھڑک اٹھا۔

آپ کو انکی شرارتوں پر غصہ نہیں آتا کیا۔

دھڑکتے دل کے ساتھ علیزے مزید بولی۔ جبکہ چہرے کا سفید رنگ سرخ رنگ میں تبدیل ہوتا جا رہا تھا۔ کیونکہ سلطان اسکی برہنہ ٹانگوں پر اپنے کھر درے ہاتھ کا لمس بکھیر رہا تھا۔

ہمارے درمیان غصہ ناراضگی جیسا کوئی لفظ نہیں خانم کیونکہ انسان خود سے ناراض تھوڑی ہو سکتا ہے، اور ویسے بھی وہ نمون ہمارے لئے ہی شرارتی ہے۔ ورنہ آپ اسکے اصل روپ سے ابھی بے خبر ہیں۔

سلطان نے اسکے لمبے بال تکیے پر رکھتے خود اسکی گردن میں گہرا سانس بھرا۔ تو علیزے کے وجود میں سنسنی خیزی ہوئی۔

اپکواتنی محبت ہے ان سے کیا، اور سنی بھائی کیسے ہیں۔

علیزے اسکی گرفت میں کسماتے ہوئے بولی۔ جو اسکی نازک ٹانگوں پر اپنی بھاری ٹانگ کا بوجھ ڈالے اسکی کان کی لوح کو چوم رہا تھا۔ تو کبھی اسکے بالوں کی مہک اپنے اندر اتار لیتا تھا۔

محبت ہے یا عشق اسکا پتہ نہیں لیکن جو بھی وہ بہت گہرا ہے۔ اور عیس کے مطابق سنی مینا ہے، اور سنی کے مطابق عیس ٹھہر کی روح والا ہے۔

سلطان نے اسکے نرم وجود کو محسوس کرتے ہستے ہوئے بتایا۔ تو علیزے نروٹھے پن سے اسکی جانب گھومی۔۔۔

مجھ سے کیا ہے پھر اگر سب کچھ ان سے ہی ہے۔۔۔

ناک چڑھائی وہ سلطان کو بہت پیاری لگی۔ جو اپنے حق کے لیے اس سے لڑنے کو تیار نظر آرہی تھی۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان نے شرارت سے جھکتے ہوئے اسکے کان میں بے باک سرگوشی کرتے اسکی بات کا جواب دیا۔
تو علیزے کے کانوں سے دھواں نکلا۔ وہ لال ٹماٹر ہوتے اسے سینے پر مکے برسانے لگی۔

جبکہ وہ سر پیچھے تکیے پر گرائے ہستا ہی چلا گیا۔

خود آپ پوچھ رہیں تھیں خانم، اب غصہ کیوں ہو رہیں ہیں۔۔

سلطان نے جھکتے ہوئے اسکی پتلی سی ناک چومی تو وہ منہ بگاڑ گئی۔

پیار کریں کیا خانم۔۔۔

ہمیشہ والا اپنا سوال سلطان نے اسکے کان میں گزرا تو وہ گلابی پڑتی نفی میں سر ہلا گئی۔

آپ زیادہ تیز نہیں بن رہیں کیا میرے ساتھ۔۔۔

سلطان نے نیلی آنکھیں سکیرتے اس جادو گر نی کو دیکھا۔ جو اسکے دل میں جذبات کا طوفان مچا کر کچھ
کرنے بھی نہیں دے رہی تھی۔

مجھے باتیں کرنی ہیں نہ خان۔۔

منہ بسورے وہ اسکی نیلی آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھتے بولی۔ کیونکہ وہ گہری نظروں سے اس کے نقوش کو دیکھ
رہا تھا۔

کر لیں آپ جتنی باتیں، آزمائیں اس عاشق شوہر کو، میں بھی سارے حساب کتاب اچھے سے چکنا کروں
گا۔ پھر آپکی منتیں بھی مجھے روک نہیں پائیں گئیں پیاری خانم۔۔۔

اک دفعہ پھر سلطان اسکی پشت اپنے سینے سے لگاتے ٹھنڈی آہ بھرتے دھمکی آمیز لہجے میں بولا تو علیزے
اسکی بے قراری پر کھکھلا پڑی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے کے لبوں کی کھنکھار سنتے سلطان نے اسکا چہرہ اپنی جانب موڑتے اسکے ہونٹ پر ہونٹ رکھے۔ وہ اسکی ہنسی کو اپنے لبوں سے چنے لگا۔ بے باکی سے علیزے کی ٹانگوں اور پیٹ کو چھوتے وہ اسے کپکپانے پر مجبور کر رہا تھا۔

نرمی سے علیزے کے لبوں کو اپنے ہونٹوں میں لیے وہ انہیں پیار سے چوم رہا تھا۔ کہ علیزے اک دم سے پیچھے ہوتی چہرہ موڑ گئی۔ وہ اسکے اس نرم لمس پر پاگل ہو جاتی تھی۔

کانپتے ہوئے اس نے سلطان کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھتے اسے روکنا چاہا۔ تو سلطان اسکی ہتھیلی کو چومتے اسکی پشت کو شدت سے خود میں بھینچنے لگا۔

خان نن۔۔۔

سلطان کی بے باکیوں پر اسکے ہونٹوں سے سسکی نکلی۔۔

جبکہ سلطان نے زرا سے اٹھتے اپنی بلیک ٹی شرٹ اتار کر نیچے پھینکی۔ تو علیزے اسکو شرٹ لیس دیکھتے شرم سے دوہری ہوئی۔۔

وہ اپنا رخ موڑتے سلطان کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔

علیزے کو ڈرتے دیکھ کر سلطان کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ بکھری۔۔

آپ جانتیں ہیں نہ کہ اک ہفتے سے آپکی مرضی کے بنایہ خان آپکے قریب نہیں آیا۔ تو جاناں آج تو ظلم نہ کریں۔ کچھ تو خیال کریں۔ کہ قربت اب لازم ہو گئی ہے۔

علیزے کے سر کو چومتے اسکی شرٹ کے اندر سے اسکی کمر کو چھوتے وہ گھمبیر بھاری لہجے میں بولا۔ تو علیزے اپنے لب دانتوں میں کاٹنے لگی۔ اسکے اپنے گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی سنائی دے رہیں تھیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کیونکہ فارم ہاؤس کی رات کے بعد سے وہ علیزے کے قریب نہیں آیا تھا۔ اور ایسا بھی اسکی خانم کا حکم تھا۔ جسے سلطان نے دل سے مانتے اسکے حکم کو سر آنکھوں پر رکھا تھا۔
خان مجھے ڈر لگتا ہے۔۔

وہ ممناتے ہوئے بولی، تو سلطان نے حیران ہوتے اسکا چہرہ اپنے سینے سے باہر نکالا۔

کتنا ڈر لگنا باقی ہے اپکو، آج بتا ہی دیں۔ سارا وقت تو میں اپکی مزاحمت کو مذاکرات سے دور کرنے میں لگا رہتا ہوں۔

سلطان نے شرارت سے اسکی سیاہ آنکھوں میں دیکھتے کہا۔ تو وہ لال پڑتی تکیے میں چہرہ چھپانے لگی۔۔
شرمندہ نہیں کریں اب آپ مجھے۔۔

علیزے منہ بگاڑتے روعب سے بولی۔ آنکھوں کے سامنے اس رات کے منظر آئے جب وہ روتے ہوئے پینک ہونے لگتی تھی۔۔ تو سلطان اسے محبت سے مناتے ہوئے خود میں سمیٹ لیتا تھا۔

اک تو اس نے اپنی رخصتی اسکے لئے ختم کی تھی۔ دوسرا وہ الٹا اسے ہی باتیں سنانے میں لگا تھا۔
ٹھیک ہے باتیں نہیں کرتے بلکہ عملاً پیار کرتے ہیں۔۔

سلطان نے اک جھکٹے میں علیزے کو الٹا کرتے اسکی شرٹ اوپر کی۔

تو علیزے اسکے اچانک حملے پر کچھ سمجھ بھی نہ سکی۔

علیزے کے اوپر جھکتے ہوئے وہ اسکی کمر کو ہونٹوں سے چومنے لگا۔ اور کبھی مزید بے قرار ہوتے اسکی سفید کمر پر دانت گاڑتے اسے سسکنے پر مجبور کر دیتا۔

وہ آنکھیں بند کیے گہری سانسیں لیتے اسکا آگ جیسا لمس برداشت کرنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے کو سیدھا کرتے سلطان نے اسکا چہرہ دیکھا۔ جس پر اسکی قربت کے دنیا جہاں کے رنگوں نے اپنے پر پھیلائے ہوئے تھے۔ اور کالے نین جھکے ہوئے تھے۔

سائیڈ ٹیبل سے لائیٹ آف کرتے سلطان نے کمرے میں اندھیرے کو خوش آمدید کہا۔ تو علیزے اسکے قریب ہو گئی۔

خود سے میرے قریب آکر میری جان لینا چاہ رہیں ہیں کیا۔۔

علیزے کی گردن کو چومتے وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔ تو علیزے نے اندھیرے میں اسے دیکھنا چاہا۔ لیکن یہ ممکن نہیں تھا۔

ابھی وہ کچھ کہہ پاتی جب سلطان نے علیزے کی بلیک ٹی شرٹ اتار کر اپنی شرٹ کے اوپر پھینک دی۔ سلطان نے اسے خود ہی اپنے جیسی شرٹ پہنائی تھی۔

خان۔۔۔

اپنے جسم پر سلطان کے ہونٹوں اور ہاتھوں کا لمس محسوس کرتے وہ بے قرار ہوتے اسے پکار بیٹھی۔ قربت کے لمحوں میں علیزے کی زبان سے اپنا نام سنتے ہوئے وہ مزید بے خود ہوا۔

"کچھ تم بھٹکو میرے جسم میں، تو کچھ میں تھوڑا بہت تمہارے اس خوبصورت جوان بدن کو اپنے جسم میں ملانے کی کوشش کرتا ہوں۔ اگرچہ یہ سرتور کو ششیں ہی ہم دونوں کے ملن کو کچھ قرار پہنچا دے۔" علیزے کے سائیڈ گردن اور کان کی لوح کو چومتے وہ اسکے کان میں بے باک سرگوشیاں کرتے اسے مدہوش کر رہا تھا۔ علیزے اسکی بے زو معنی باتوں پر مسکراتے اپنا چہرہ اچھے تکیے پر گرا گئی۔

کہ اسی وقت سلطان بھرپور بے ہوش کھوتے اسکے جسم کی گہرائیوں میں اترتے علیزے کو چہیننے ہر مجبور کر گیا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے کی ہاتھوں کی مٹھیاں کھولتے اپنے ہاتھوں میں لیتے سلطان نے اسکی چیخ اپنے ہونٹوں میں دبا دی لیکن علیزے مزاحمت کرتے اپنے ہاتھ چھڑاتی اسکی پشت پر ناخن گاڑنے لگی۔ سلطان اسکے میٹھے ظلم کو سہتے علیزے کو اپنی شدتوں سے روشناس کروا رہا تھا۔

Epsiode 57

علیزے سلطان کے سینے پر سر رکھے سو گئی تھی۔ سلطان اسے بہت تھکا چکا تھا۔ اور پھر رات میں انہیں ڈنر کے لیے بھی جانا تھا۔ تو اسی لیے سلطان نے اسے سلا دیا۔

اسکے سینے پر سر رکھے وہ چھوٹی چھوٹی سانسیں لیتی گہری نیند میں تھی۔ سلطان کی ابھی آنکھ کھلی تھی۔ اور علیزے کو اپنے اوپر پھیل کر سوتے دیکھ کر وہ مسکرا اٹھا۔

سینے پر سر رکھے مکمل طور پر سلطان کو ہگ کیے اپنی ٹانگوں کا بوجھ سلطان پر ڈالے وہ مکمل طور پر اس پر پھیل کر سو رہی تھی۔

اپنے سینے پر علیزے کی زیر و بم سانسیں محسوس کرتے سلطان کا دل زوروں سے دھڑکنے لگا۔ وہ سلطان کی شرٹ پہنے اپنی حالت سے بے پروا نیند پوری کرنے میں لگی تھی۔

علیزے کی شرٹ کے ہاف سلیوز سے جھلکتے سفید بازوؤں پر سلطان کے دانتوں کے نشان رقم تھے۔ سفید چہرہ اس وقت سرخ ہوا پڑا تھا۔ اور پتلی ناک چمک رہی تھی۔ سلطان نے جھکتے ہوئے اسکی تیکھی ناک پر ہونٹ رکھے تو علیزے نیند میں کسماسی گئی۔

لیکن کسماتے ہوئے وہ پھر گہری نیند میں چلی گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان نے اپنے گولڈن بالوں میں ہاتھ پھیرتے خود کو روکنا چاہا۔ لیکن دل تھا کہ باز ہی نہیں آ رہا تھا۔ اسی لئے وہ اپنے بے چین دل کی آواز پر لبیک کہتے علیزے کے سفید بازوؤں کو آہستہ آہستہ ہونٹوں سے چومنے لگا۔

وہ علیزے کی نیند خراب کیے بنا اس کے دلکش وجود پر اپنا لمس چھوڑ رہا تھا۔ مزید بے چین ہوتے سلطان نے اسکی شرٹ کا گلا اک شولڈر سے نیچھے کھسکا دیا۔ علیزے کے شولڈر پر سرخ تل دیکھتے سلطان کی آنکھوں کی چمک دو بالا ہوئی۔ وہ یہ سرخ تل آج پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ ورنہ اندھیرے میں بھی علیزے اسکی آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھ دیتی تھی۔ تاکہ سلطان اسے دیکھ نہ سکے۔

سلطان نے جھکتے ہوئے علیزے کے سفید کندھے پر موجود سرخ تل پر شدت سے ہونٹ رکھے۔ اور پھر وہ آہستہ آہستہ اس تل کو دانتوں تلے دبائے لگا۔ اسے ایسا کرنے میں لطف سا محسوس ہو رہا تھا کیونکہ وہ جب بھی اسکے کندھے پر دانت گاڑتا تھا۔ تو اسکے جسم کا وہ حصہ پہلے لال اور پھر سفید ہونے لگتا تھا۔ وہ اپنی بے خودی میں گم تھا۔

نیند میں اپنے جسم پر پھر آگ جیسا لمس محسوس کرتے علیزے نے آنکھیں کھولیں۔ تو سلطان کو اپنے کندھے پر جھکے ہوئے دیکھا۔ اور یہ دیکھتے اسکی نیند بھک سے اڑی تھی۔

اگر وہ اس پر جھکا تھا۔ تو مطلب وہ پھر اس پر حاوی ہونے والا تھا۔ یہ سوچ آتے ہی علیزے ڈر سے روہانسی ہوتے رونے والا منہ بنا گئی۔

سلطان کو پیچھے کرتے علیزے نے جلدی سے اپنی شرٹ ٹھیک کی۔ اور سلطان کو خفگی سے دیکھنے لگی۔ سلطان اسکے کالے نینوں میں ڈر دیکھتے ہنسا۔

کیا ہوا۔۔

علیزے کو پھر سینے پر لٹاتے اس نے پوچھا۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تو وہ خاموشی سے آنکھیں موند گئی وہ پیچھے ہٹ گیا تھا تو علیزے بھی پر سکون ہو گئی۔

سلطان نے علیزے کی شرٹ کے اندر سے اسکی کمر پر ہاتھ پھیرا تو اسکے ہونٹوں سے اسکی نکلی۔۔
کیا ہوا خانم۔۔

علیزے کے سسکنے پر سلطان نے فکر مندی سے اسے پوچھا۔ تو علیزے اپنا چہرہ اٹھاتے شکوہ کناں نظروں سے دیکھنے لگی اور پھر چہرہ سینے پر رکھ کر آنکھیں بند کر گئی۔ علیزے کے یوں دیکھنے پر سلطان نے اسے بیڈ پر الٹاٹاتے اسکی ٹی شرٹ اک جھٹکے میں اوپر کی۔ تو اسکی سفید کمر پر اپنے دانتوں کے بے شمار نشان دیکھتے وہ دانتوں تلے لب دبا گیا۔ سلطان کی اس تیز کاروائی میں علیزے کو سمجھنے کا موقع بھی نہیں ملا تھا۔
سلطان کو اپنی ٹی شرٹ اوپر کرتے دیکھ کر علیزے شرم سے آنکھیں زور سے بند کیے اسکی اگلی کاروائی کا انتظار کرنے لگی۔

سلطان نے اس کی کمر کے نشانوں پر ہاتھ پھیرا تو علیزے پھر سسکا اٹھی۔۔

اپنی بے خودی کو کوسے اس نے علیزے کو سیدھا کرتے اپنے اوپر سینے پر پھر منتقل کیا۔۔

ایم سوری خانم، پتہ نہیں اپکو چھوتے ہی کیوں خود پر سے اختیار کھودیتا ہوں کہ اپکو خود میں سمانے کی بے خودی مجھے ہوش بھلا دیتی ہے۔

سلطان نے علیزے کے پورے چہرے کو چومتے سوری کہا تو وہ اسکی فکر مندی پر مسکراتے آنکھیں جھکا گئی۔

کچھ بولیں تو سہی خانم۔۔

سلطان نے اسے ہنوز خاموش دیکھا تو اسکے ماتھے پر ہونٹ رکھتے بولا۔ جبکہ علیزے بنا بولے سر نفی میں ہلانے لگی۔ اور پر سکون ہوتے سلطان کی گردن میں چہرہ چھاتے سلطان پر اپنی گرفت مضبوط کر گئی۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے کو شرماتے دیکھ کر وہ مسکرا دیا۔ بے شک وہ اپنی خانم کی شرماہٹ کبھی دور نہیں کر سکتا تھا۔
ڈنر پر نہیں چلنا کیا۔

سلطان نے سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھاتے ٹائم دیکھا تو سات بج رہے تھے۔ اور وہ دونوں صبح سے
کمرے میں ہی بند تھے۔

مجھے اکیلے نہیں جانا ڈنر پر۔۔۔

علیزے اسکی گردن میں منہ چھپائیے بولی۔۔

تو کس کے ساتھ جانا ہے میری خانم کو۔۔۔

سلطان نے اسے خود میں شدت سے بھینچتے پوچھا۔

منیزے لوگوں کے ساتھ۔۔۔

علیزے اسکی شدت پر گھبراتے ہوئے بامشکل بولی۔ تو سلطان اسکی شرط پر قہقہہ لگا اٹھا۔ بے شک اسکی
خانم بھی اپنی دوستوں کے بنا کچھ نہیں کرنے والی تھی۔ نا جانے ان سب کے آنے والے بچوں کا کیا حال
ہوگا۔

ٹھیک ہے پھر ہم تھوڑا سا مزید پیار کر کے گھر پر ہی ڈنر کر لیتے ہیں۔ اور پھر نیکسٹ ویک اینڈ پر ان سب
نمونوں کے ساتھ ڈنر ڈیٹ پر چلیں جائیں گئے۔ تاکہ آپ لوگوں کا بھی ڈیٹ پر جانے کا شوق پورا ہو
جائے۔

وہ علیزے کی کان کو دانتوں سے کاٹتے تفصیل سے اسے بتاتے اسے سمجھنے کا موقع دیے بنا اسکی ڈھرنوں
پر جھکتے پھر اک دفعہ اسے بوکھلا گیا۔ کہ وہ اسکی شدت بھری گرفت میں پھڑپھڑا بھی نہ سکی۔



یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ضرار منیزے کو وقت پر لینے آگیا تھا۔ اور اس وقت حویلی کے بڑے سے ڈائنگ ٹیبل پر سب بیٹھے دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے۔

رانیہ بہت زور و شور سے ضرار کو کھانا سرو کر رہی تھی۔

جبکہ منیزے ضرار کے ساتھ والی کرسی پر سپاٹ چہرے کے ساتھ بیٹھی سب دیکھ رہی تھی۔

رانیہ کی بنا موقع کی خدمت دیکھتے ضرار کا اندر تک حلق کڑوا ہو رہا تھا۔ لیکن اپنی بیگم کی ضرورت سے زیادہ نظر اندازی پر وہ اس مصیبت کو برداشت کرنے پر راضی تھا۔ کیونکہ اسکے ساتھ بیٹھی منیزے کے چہرے کے اتار چڑھاؤ اسے بہت مزہ دے رہے تھے۔

ضرار نے آتے ہی منیزے کو منانے کی بہت کوشش کی تھی۔ لیکن منیزے اسے بالکل منہ نہیں لگا رہی تھی۔ شیراز پاشا اور گل جہاں بھی اس معاملے میں ضرار کی مدد کرنے سے ہاتھ کھڑے کر گئے تھے۔ انکے مطابق اگر ضرار حیدر پاشا گند پھیلا سکتا ہے تو اسے صاف کرنا کا بھی اسے آنا چاہیے۔ اپنے ماں باپ کی اس بے وفائی پر وہ جتنا حیران ہوتا کم تھا۔

رانیہ ضرار کے بڑے چچا سائیں کی پہلی اولاد تھی۔ اور رانیہ کی ماں اپنی بیٹی کو ضرار کی بیوی کے روپ میں دیکھتی آرہی تھیں۔ اسی وجہ سے انہیں منیزے اب تک ہضم نہیں ہو پائی تھی۔ اپنے خواب کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے رانیہ کی ماں اسے کام پر لگا چکیں تھیں۔ جس پر رانیہ بھی کسی فرماں بردار اولاد کی طرح پورے دل سے عمل کر رہی تھی۔

چھوٹے سائیں یہ قورمہ لیں، میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔

رانیہ اپنے بالوں کو پیچھے کرتے شرماتے ہوئے بولی۔ تو منیزے امپریس ہوتے ایبر واچکاتے اسے دیکھنے لگی۔ جبکہ ضرار لب بھینچتے سرہاں میں ہلا گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اپکو نہیں لگتا رانیہ باجی اس قورمے کی ریسپی اپکو اپنے شوہر کو امپریس کرنے کے لیے سنبھال کر رکھنی چاہیے۔ اور ایسے بال کھول کر آپ نے یہ قورمہ بنایا ہے۔ تو ضرور اس میں گندے بالوں کا ڈھیر بھی موجود ہوگا۔

منیزے اپنا چیچ پلٹ میں رکھتے مصنوعی مسکراہٹ سے رانیہ کو دیکھتے بولی۔ تو رانیہ کو اپنی انسلٹ ہوتی محسوس ہوئی۔

گل جہاں اور شیراز پاشا اپنی بہو کا دبنگ انداز دیکھتے مسکراہٹ چھپاتے کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔ اور ضرار کا بھی ایسا ہی حال تھا۔ جو ٹیبل کے نیچے منیزے کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے اسکی ہتھیلی کو رب کرتے اسے شانت کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تو منیزے غصے سے اسکی ہاتھ کی پشت پر ناخن گاڑ گئی۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس رانیہ فانیہ کا قورمہ بناتے اسے حویلی سے ہی آؤٹ کر دیتی۔ جو اسکے شوپر پر اپنی منسوس نظریں گاڑ کر بیٹھ گئی تھی۔

نہیں میں نے پورے خیال سے کھانا بنایا ہے۔ چھوٹے سائیں آپ کھا کر تو دیکھیں یقیناً اپکو پسند آئے گا۔ رانیہ پھر اک دفعہ کوشش کرتے بولی۔ تو منیزے زور سے چیچ پلٹ پر بچ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ منیزے کو جلال سے کھڑے دیکھ کر ضرار نے ہاتھ کی ہتھیلی سے اپنے ہونٹوں پر مچلنے والی مسکراہٹ چھپائی۔

موم اینڈ ڈیڈ ہم کھانا رستے سے کھالیں گئے۔ اور پلیز کوشش کیجیے گا۔ کہ میں اگلی دفعہ حویلی آؤں تو حویلی میں زرارش کم ہو جائے۔ یہاں بہت سے لوگوں کو گھر گرہستی کا شوق ہے۔ تو پلیز انہیں انکے حق حلال کے شوہر کا کر دیں۔

منیزے رانیہ کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے گل جہاں بیگم اور شیراز پاشا کو ملتے ضرار کا ہاتھ کھنچتے باہر نکل گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جبکہ ضرار اپنا آپ ڈھیلا چھوڑتے اسکے ساتھ کھنچتے ہوئے چلا گیا۔ اور جانے سے پہلے اپنے ماں باپ کو آنکھ مارنا نہیں بھولا تھا۔ آخر کو اسے ان نمونوں سے بچانے والی جو آچکی تھی۔

دیکھا آپ نے بھائی صاحب کیسے وہ کل کی آئی لڑکی میری بیٹی کو باتیں سنا کر گئی ہے۔ ابھی اس گھر میں آئے دن اٹھ دن نہیں ہوئے اور ہمیں گھر سے نکالنے پر تلی ہے۔۔

بڑی چچی سائیں اپنی بیٹی کی تذلیل پر ہاتھ جھلاتے ہوئے زہر خند لہجے میں بولیں۔ تو گل جہاں بیگم انکی نفرت کو دیکھتے ان پر افسوس بھری نظر ڈالتے، نظر انداز کرتے ہوئے کھانا کھانے میں مصروف ہو گئیں۔ ان سب کے طور طریقے تو ضرار کے نکاح کے بعد سے ہی بدلے ہوئے تھے۔ جس پر گل جہاں بیگم نے بھی زیادہ سر درد نہیں لیا تھا۔ انہیں اپنے بیٹے کے لئے جو بہترین لگاؤ اسکے لئے کر چکیں تھیں۔

وہ کل کی آئی لڑکی نہیں ہے۔ وہ "منیزے ضرار حیدر پاشا" کی بیوی ہے۔ اور شیراز پاشا کی بہو ہے۔ اس لئے اسے کچھ بھی مخاطب کرنے سے پہلے سوچا کریں۔ کہ وہ لڑکی کون ہے۔

باقی رہی بات اس کے اپکولوگوں کو یہاں سے نکالنے کی تو میری بہو کوئی غلط بات کر کے نہیں گئی۔ اب وقت آگیا ہے کہ حویلی کی لڑکیوں کی شادی کا فیصلہ کیا جائے۔ اپ لوگ جہاں بہتر سمجھے انکار شتہ کر کے مجھے بتادیں۔ تاکہ میں شادی کے انتظام کر سکوں۔۔

شیراز پاشا سب کو اپنی نظروں کو حصار میں لیتے بلواسطہ طور پر سنجیدگی سے منیزے کی جگہ اور نام سب پر واضح کرتے اٹھ کر چلے گئے۔

پچھے وہ سب نخوت سے ٹیبل سے اٹھتے چلے گئے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

Epsiode 58

پورے رستے وہ دونوں خاموش رہے تھے۔ ضرار نے منیزے سے مخاطب ہونے کی کوشش کی تو منیزے کی بدتمیزی دیکھتے وہ خاموش ہو گیا۔ بے شک وہ اپنی بیگم کی بدتمیزی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اسی لیے اس نے منیزے کو دوبارہ مخاطب نہیں کیا تھا۔ اور سپاٹ چہرے سے ڈرائیو نگ کرتا رہا۔

دیر رات وہ دونوں فلیٹ پر پہنچے تو منیزے گاڑی سے اترتے اپنے کمرے میں جا کر بند ہو گئی۔ اور ضرار گاڑی کی سیٹ سے سرٹکاتے گہرے سانس خارج کرتا آنکھیں بند کر گیا۔ بچپن سے جوانی تک کی زندگی ضرار حیدر پاشا نے اکلوتے ہونے کے ساتھ ساتھ سب کی آنکھوں کا تارا بن کر گزاری تھی۔

وہ اپنے گاؤں کے سردار شیراز پاشا کی اکلوتی اولاد ہونے کے ساتھ ساتھ مستقبل کا ہونے والا سردار تھا۔ اس کے تینوں چچا کا کوئی بیٹا نہیں تھا۔ حویلی میں اکیلا لڑکا ہونے کی وجہ سے ضرار نے اپنی زندگی میں سب کی محبت اور اہمیت سمیٹی تھی۔۔ اسی لیے اسکی ذات میں اک ٹھہرا ہوا تھا۔ کیونکہ وہ خود کی قدر و قیمت سے اچھے سے واقف تھا۔

اسے سرداری میں دور دور تک کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اسی وجہ سے ضرار نے آرمی جوائن کر لی تھی۔ کیونکہ وہ اپنی زندگی مکمل طور پر اپنی مرضی سے جینا چاہتا تھا۔ اپنی زندگی میں ضرار حیدر پاشا نے کسی کو منانے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ بلکہ وہ خود کی ذات میں گم رہنے والا ہر کسی کے لیے اہم ترین تھا۔ اور اپنی اس اہمیت سے ضرار حیدر پاشا بخوبی باخبر ہوتے مغرور تھا۔

اچانک نکاح کی صورت میں منیزے اسی زندگی میں داخل ہوئی تھی۔ اور پھر رشتے کی نوعیت ضرار کے دل میں اپنے نکاح میں موجود لڑکی سے محبت پیدا کرنے لگی۔ لیکن اب اسے لگ رہا تھا کہ وہ دونوں ہی ٹھیک طرح سے اک دوسرے کو سمجھ نہیں پائے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کیونکہ منیزے سکندر نے بھی کوئی عام زندگی بسر نہیں کی تھی۔ وہ امریکہ کے بزنس ٹائیکون سکندر علی کی اکلوتی اولاد تھی۔ جس نے امریکہ میں اپنی زندگی کسی شہزادی سے کم نہیں گزاری تھی۔

سبز آنکھوں میں اپنی دودھیار نگت میں وہ کوئی عام لڑکی نہیں تھی۔ بلکہ وہ مکمل حسن رکھنے والی تھی۔ وہ پہلی نظر میں کسی کا بھی دل دھڑکا سکتی تھی۔ اور اسکی یہ ہی کشش پہلی نظر میں ضرار کے دل پر وار کر گئی تھی۔ جب وہ یونیورسٹی کے پہلے دن منہاج کے سینے پر اپنی ہیل رکھ کر کھڑی تھی۔

بل کے باعث چلتے مسلسل ہونٹ اور پھر تیکھے نقوش کے ایٹمیٹوڈ میں وہ ضرار پاشاکا دل ہی تو ساکت کر گئی تھی۔

وہ اگر عام لڑکیوں کی طرح پہلے دن ہی ضرار سے اجنبیت ظاہر کرتی تو شاید ضرار کبھی اسکی جانب متوجہ نہ ہو پاتا۔ لیکن منیزے نے پہلے دن ہی ضرار کے دل پر کاری وار کیا تھا۔ کہ اس نے ضرار کو اپنے درمیان اجنبیت محسوس بھی نہیں ہونے دی تھی۔

کیونکہ منیزے سکندر نے اسے خود کو نظر انداز کرنے کا حق نہیں دیا تھا۔

منیزے جب اپنی اوٹ پٹانگ حرکتوں میں ضرار کو زبان چڑاتی تھی۔ تو ضرار کا دل کرتا تھا کہ اسے بتا دے کہ وہ جو بڑے دھڑلے سے اسکی پیٹھ پیچھے اور کمرے کے دروازے کو زبان چڑا کر جاتی ہے وہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔ لیکن پھر کچھ سوچتے ہوئے وہ رک جاتا تھا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ اس نے امریکہ میں کیسی زندگی جی ہے۔ لیکن وہ یہ جان گیا تھا کہ اس بیگم ضد کی بہت بری ہے۔

ضرار نے اگر بنا کچھ سوچے سمجھے اس پر الزام لگایا تھا۔ تو اب وہ ضرار کو بھرپور سوچنے کا موقع دیتے نظر اندازی کی مار رہی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اپنی اماں سائیں سے اسے پتہ چلا تھا۔ کہ اسکی بیگم اس سے دن بدن بدگمان ہوتی جا رہی ہے۔ اسی لئے ضرار کو اب اسے جلد از جلد منانا تھا۔ تاکہ مزید دیری نہ ہو۔ وہ پہلے ہی بہت لیٹ کر چکا تھا۔

کیونکہ ساری زندگی بادشاہ بن کر گزارنے والے ضرار حیدر پاشا کو نہیں پتہ تھا۔ کہ مناتے کیسے ہیں۔ اپنی اسی خامی کی وجہ سے وہ ابھی تک منیزے کو منا نہیں پایا تھا۔ اور آتے وقت شیراز پاشا نے بھی اسکی کلاس لگائی تھی۔ اور کہا تھا۔

کہ تمہاری سرداری تب تک زیر و ہے جب تک تم اپنی بیوی کے دل کے سردار نہ بن جاؤ۔

انکا صاف صاف کہنے کا مطلب تھا۔ کہ وہ پہلے کی زندگی جیسے بھی گزار چکا ہو۔ شادی کے بعد کی زندگی وہ ویسے نہیں گزار سکتا تھا۔ کیونکہ اگر اس نے غلطی کی تھی۔ تو اسے سدھارنا بھی اسکا فرض تھا۔ وہ وقت کا انتظار نہیں کر سکتا تھا۔ اور نہ ہی ضرار کو منیزے کا خود سے اسے معاف کرنے کا سوچنا چاہیے تھا۔ کیونکہ اگر انسان کو پتہ چل جائے کہ اس نے کوئی غلطی کی ہے۔ تو اسے سدھارنے کی بھی کوشش کرنی چاہیے۔

اور پھر اگر انسان اپنے لائف پارٹنر کا دل دکھائے اور اسے پتہ بھی ہو تو اسے جلد از جلد اس غلطی کو ٹھیک کرنا چاہیے۔ کیونکہ دیری بدگمانیوں کو جنم دیتی ہے۔

ضرار کو اب محسوس ہو رہا تھا۔ کہ بے شک ان دنوں نے سنگل لائف جیسے بھی جی ہو۔ وہ آنے والی زندگی ایسے نہیں گزار سکتے تھے۔ ان دونوں کو ہی اک دوسرے کی خامیوں کو قبول کرنا ہوگا۔ کیونکہ جب انسان کسی چیز کو قبول کرنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ تو اسکا دماغ اسے اس چیز کے بارے کوئی منفی سگنل نہیں دیتا۔

اسی لئے اس نے سوچا تھا۔ کہ وہ منیزے کو منانے کے بعد اس سے اس بارے بات کرے گا۔ تاکہ آنے والی زندگی آسان ہو سکے۔ وہ اپنی زندگی میں لڑائیوں کو طول نہیں دینا چاہتا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

انہی سوچوں میں وہ گاڑی دوسرے فلیٹ کی جانب موڑ گیا۔ کیونکہ منیزے کو منانے کے لیے اسے مدد کی ضرورت تھی۔ جو اسکے نمونے ہی بس کر سکتے تھے۔



جلدی نہیں آگئے تم۔۔

سلطان ضرار کو دیکھتے طنزیہ بولا۔ تو ضرار کندھے اچکاتے آگے بڑھ گیا۔

وہ آج بار میں آئے تھے۔ اور بار کی بیک سائیڈ پر سیکرٹ فائیٹ میچ ہونے والا تھا۔

علی کدھر ہے۔۔

ضرار نے تیزی سے آگے بڑھتے سلطان سے استفسار کیا۔۔ جو بلوٹو تھپر سنی کو ہدایات دے رہا تھا۔

رنگ میں۔۔۔

سلطان نے ضرار کو ایک لفظی جواب دیا تو ضرار سر کو جنبش دیتا آگے بڑھتے اپنی جگہ پر آیا۔ جہاں بلیک ٹی

شرٹ اور جینز پہنے سنی پہلے سے ہی کھڑا تھا۔ گولڈن بال جیل سے سیٹ کیے گئے تھے۔ اور چہرے پر

سنجیدگی رقم تھی۔ اور اس سنجدگی کی وجہ عیس تھا۔ جو آج پھر رنگ میں کھڑا تھا۔

وہ دونوں اس وقت سنی سے میچنگ ڈریسنگ میں سرپر کیپ پہنے اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ مضبوط کسرتی باڈی

پرسب کوٹی شرٹ انتہائی فٹ نظر آ رہی تھیں۔ آج کل تو وہ چاروں اک دوسرے سے شرط لگاتے جم کر

رہے تھے۔ اور اسی جم کی وجہ سے انکی دلکش باڈی وہاں لڑکیوں کا دل دھڑکا رہی تھی۔

وہاں بیٹھی لڑکیوں میں بلیک گینگ کی موجودگی کی افواہ پھیل چکی تھی۔ اسی لئے لڑکیاں انہیں دیکھ دیکھ کر

آہیں بھر رہی تھیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

لیکن وہ تینوں سب سے بے خبر اپنے شیر کو دیکھ رہے تھے۔ جو کہ رنگ میں کھڑا تھا۔ لمبے ڈارک بالوں کی پونی بنائی، گلے میں سلور چین ڈالے اور ہاتھوں پر بے شمار بینڈز پہنے وہ پوری شان سے کھڑا اپنے نمونوں کو دیکھتا آنکھ و نک کر رہا تھا۔ جبکہ گندمی چہرے پر اس وقت الگ ہی چمک تھی۔ اور ہیزل براؤن آنکھیں شرارت سے روشن تھیں۔

اسی وقت عیس نے اپنی قاتلانہ مسکراہٹ پاس کرتے سنی کو آنکھ و نک کی۔ تو حال میں کھڑی لڑکیاں فدا ہوتیں چیخ پڑیں۔ کیونکہ مسٹر فائٹ چیمپیئن علی اپنے ڈمپل کی اور بے پروا انداز کی نمائش کرتے لڑکیوں کا دل لوٹ چکے تھے۔

جس پر سنی نے دانت پیستے عیس کو دیکھتے اپنا نمبر واٹھایا تھا۔ اور یہ انداز عیس کے لئے اک وار ننگ تھی۔

سنی کی وار ننگ دیکھتے عیس نے پہلے سے بھی زیادہ دلکش انداز میں مسکراہٹ پاس کی۔ مطلب وہ سنی کی کسی وار ننگ سے نہیں ڈرتا تھا۔

سلطان اور ضراران دونوں کی حرکتوں پر نفی میں سر ہلا گئے۔

بے شک جیسی مرضی صورت حال ہو۔ وہ دونوں اپنی مستی سے باہر نہیں نکل سکتے تھے۔

بازوؤں کے مضبوط پھولے ہوئے مسلز پر بلیک ٹی شرٹ ٹائیٹ نظر آرہی تھی۔ عیس نے سر جھٹکتے ماتھے پر آئے بالوں کو پیچھے کیا۔ اور اک جھٹکے میں اپنی ٹی شرٹ اتار کر نیچے پھینکی۔ تو حال میں لڑکیوں کا شور پھر اک دفعہ گونج اٹھا۔

یہ کمینہ فائٹ کے لئے آیا ہے، یا اپنی اس منحوس باڈی کی نمائش کرنے۔

سنی دانت پیستے بولا تو وہ دونوں کندھے اچکا گئے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

فائٹ شروع ہو چکی تھی۔ اور مخالف لڑنے والا وہاج علی کا چیمپین فائٹر تھا۔ اج کی فائٹ انتہائی خاص تھی۔ کیونکہ فائٹ بلیک گینگ اور وہاج علی کے درمیان ہو رہی تھی۔

یاریہ کتنے کول ہیں نہ سب، کاش میں ان میں سے کسی ایک کی گر لفرینڈ ہوتی۔۔

اپنے پیچھے بیٹھی اک لڑکی کی حسرت بھری آواز ان کے کانوں میں سنائی دی۔ تو وہ تینوں اک دوسرے کو اک نظر دیکھ کر استہزایہ تاثرات میں سر جھٹک کر عیس کی جانب متوجہ ہو گئے۔ جو مخالف کا قیمہ بنانے پر تلا تھا۔

ٹانگ پر ٹانگ رکھے سلطان احمد خان اپنے سنجیدہ تاثرات کے ساتھ بیٹھا تھا۔

جبکہ ضرار سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے بے پروا انداز میں بیٹھے اپنی سر میسی آنکھوں سے چاروں اطراف کا معاینہ کر رہا تھا۔ جہاں لوگوں کا رش آج کے سپیشل میچ کا واضح ثبوت تھا۔

ان دونوں کے برعکس سنی ٹانگ پر ٹانگ رکھے مسلسل ٹانگ کو ہلایے جارہا تھا۔ اسکا یہ انداز اسکی اضطرابی کیفیت کو اچھے سے ظاہر کر رہا تھا۔

تھوڑی بہت گن چلا کر یہ فائٹ اختتام پر نہیں پہنچا سکتے کیا۔۔

سنی نے عیس کے ہونٹ پر لگے خون کو دیکھ کر سنجیدگی سے استفسار کیا۔

تو سلطان اسکی تھوڑی بہت گن چلانے کی اجازت مانگنے پر مسکراہٹ ضبط کرنے لگا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ فائٹ نہیں بلکہ عیس کے ساتھ لڑنے والے کو اختتام پر پہنچانا چاہ رہا ہے۔

ہال کے چاروں اطراف علی کے نام کا شور برپا ہو رہا تھا۔ کیونکہ وہ اپنے مخالف پر حاوی ہوتا جا رہا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

پسینے میں نثر ابوجب وہ مخالف کے وار پر مسکراہٹ اچھالتے جوابی وار کرتا تھا۔ تو اپنے اس قاتل انداز سے لڑکیوں کے دل دھڑکا دیتا تھا۔ ان کے برعکس وہاں بیٹھے منہاج علی کا منہ اپنی ہار کی وجہ سے سرخ ہوتا جا رہا تھا۔

وہ پچھلے اک مہینے سے بیرون ملک گیا ہوا تھا۔ دو دن پہلے اسکی واپسی ہوئی تو اسے اس فائٹ کا چیلنج ملا۔ تو منہاج علی نے پورے جوش سے اس چیلنج کو قبول کیا تھا۔ اسے اپنی جیت کا کامل یقین تھا۔ کیونکہ منہاج علی نے آج تک اک بھی میچ نہیں ہارا تھا۔ اسکے پاس اک سے بھر کر اک فائٹر موجود تھے۔ پر آج اپنی پہلی شکست اسے غم و غصے میں مبتلا کر رہی تھی۔

عیس نے مخالف کے منہ پر مکہ مارتے اسکی ٹانگ پر وار کرتے اسے نیچے گرایا۔ اور نیچے گراتے ہی عیس رکا نہیں تھا۔ بلکہ اس نے مخالف کے گھٹنوں پر وار کرتے اپنا آخری داؤ کھیلا۔ کہ منہاج علی کے فائٹر کی تکلیف سے نکلتی چینیخیں ہال میں گونجنے لگیں۔ لیکن ہال میں شور کی وجہ سے اسکی چینیخیں کسی کے کانوں تک نہیں پہنچ پائیں تھیں۔

عیس علی ہمدانی میچ جیت چکا تھا۔ اور سب اس انوکھی فائٹ پر حیران تھے۔ کیونکہ عیس علی ہمدانی نے فائٹ کے آغاز میں صرف مار کھائی تھی۔ اور آخر میں اپنے اک دو وار میں اس نے مخالف کو اٹھنے کے لائق نہیں چھوڑا تھا۔

اسے یہ میچ جلد ختم کرنا تھا۔ کیونکہ رنگ میں کھڑے ہونے کے باوجود دور بیٹھے اپنے گولڈن جگری کی آنکھوں اور چہرے کی بے چینی اچھے بھانپ سکتا تھا۔

سنی کو یہ فائٹس تب تک ہی اچھی لگتی تھیں۔ جب ان چاروں میں سے کوئی نہیں لڑتا تھا۔ سنی کی خاطر وہ خود لڑنے سے پرہیز ہی کرتے تھے۔ لیکن اب مجبوری میں عیس کو لڑنا پڑ رہا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

فائیٹ ختم ہوتے ہی عیس اپنی شرٹ پہنتے ہوئے رنگ سے باہر نکلتے انکی جانب بڑھا۔ تو لڑکیاں ان چاروں کو حسرت سے دیکھنے لگیں۔ دن کے اجالے میں زندگی گزارنے والے عام لوگ نہیں جانتے تھے۔ کہ جس رات کے اندھیرے میں وہ لوگ سکون سے سوتے ہیں۔ اس رات کے اندھیرے میں کچھ لوگوں کی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ جو دن کے اجالے کی زندگی سے بہت مختلف ہوتی ہے۔ عیس کو اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ تینوں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ انہیں اب یہاں سے جلد از جلد نکلنا تھا۔

وہ لوگ باہر نکلنے والے تھے۔ کہ سامنے سے اپنی چھوٹی ڈریس میں نتاشہ انکی جانب آئی۔ نتاشہ کو اپنے سامنے دیکھتے عیس کا موڈ خطرناک حد تک خراب ہوا۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔

سنی نے نتاشہ کا سر تا پیر جائزہ لیتے پوچھا۔ تو نتاشہ جو عیس کی طرف بڑھنے والی تھی۔ سنی کے سوال پر اسے دیکھنے لگی۔۔

جو اکھیلنے آتی ہو یہاں۔۔۔

سنی نے بھونیں سکیڑتے اپنا اگلا سوال کیا تو نتاشہ کا منہ کھلا۔۔

سنان مصطفیٰ کی ٹون پر وہ تینوں منہ موڑ گئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ سنی کو اپنی تھوڑی دیر پہلے کی کیفیت سے چھٹکارا پانے کے لیے شکار مل گیا ہے۔

ہیں۔۔۔

نتاشہ کی حیران کن آواز نکلی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ہیں، ہیں کر کے گائے کیوں بن رہی ہو۔ سیدھی طرح بتاؤ یہاں کیا لینے آئی ہو اگر جوا نہیں کھیلنا تو کیا ادھر یہ سرخی پوڈر خریدنے آئی ہو۔

سنی نے اسکے کھلے منہ کی نقل اتارتے چاروں اطراف اشارے کرتے طنزیہ کہا۔ تو نتاشہ کو سمجھ نہ آئی اسے کیا جواب دے۔

ان سب باتوں میں عیس وہاں سے رفوچکر ہو چکا تھا۔ صحیح سے جوا کھیلنا، ہار کر اپنی یہ موٹی ناک نہ کٹوا لینا۔

نتاشہ کو صدمے میں چھوڑتے وہ اسے نصیحت کرتے سلطان اور ضرار کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھ گیا۔ جبکہ نتاشہ یہ سمجھنے کی کوشش میں تھی۔ کہ اسکے ساتھ ہوا کیا ہے۔ وہ تو عیس کو اپنی خوبصورتی کے جلوے دیکھانے آئی تھی۔ پر یہاں سنی نے اسکا حلو ابنا کر رکھ دیا۔ وہ کیا نتاشہ فاخر کو جوا ری سمجھ رہا تھا۔ یہ سوچ آتے ہی نتاشہ کا موڈ بری طرح آف ہوا۔ کہ وہ بار سے نکلتی چلی گئی۔



ٹھنڈ پڑ گئی تمہیں۔۔۔

سلطان نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے سنی کو دیکھا۔ جو کار نیو کار پر کھولتے اب کھانے میں مصروف تھا۔

ہاں کافی اچھا محسوس ہو رہا ہے اب۔۔

سنی نے مصروفیت سے جواب دیا۔۔۔

بیچاری لڑکی کا خون پیتے شرم نہیں آئی کیا تمہیں۔۔۔

سلطان نے گاڑی سٹارٹ کرتے تھوڑی دیر پہلے نتاشہ کے ساتھ ہوئی گفتگو کا حوالہ دیا۔ تو سنی کا منہ بگڑا۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

میں صرف اپنی منکوحہ کا خون پیتا ہوں۔ اس جیسی گندی مگر مجھ کو کون منہ لگانا پسند کرتا ہے۔

ایرہ کو یاد کرتے وہ مسرور ہوتے بولا۔ تو سلطان ہنستے سر نفی میں ہلا گیا۔

ضرار اور عیس پہلے ہی نکل چکے تھے۔۔۔



مشعل صبح منیزے کے ساتھ یونیورسٹی آئی تھی۔ ضرار نے ہی منیزے کو پک کرنے کا میسج کیا تھا۔ کیونکہ وہ خود غائب تھے۔ ضرار بھی دونوں سے فلیٹ نہیں آیا تھا۔

مجھے ہینڈ واش کرنے ہیں۔۔۔

مشعل اپنے ہاتھوں کو دیکھتے بولی۔۔۔

چلو آؤ پھر واش روم چلتے ہیں۔۔۔

ایرہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔ تو مشعل بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ علیزے اور منیزے دونوں نوٹس کاپی کروانے گئیں تھیں۔ ان دونوں کے بیگ یہاں ہی پڑے تھے۔ وہ چاروں گراؤنڈ میں درخت کے نیچے بیٹھیں اسایمنٹ تیار کر رہیں تھیں۔ ان سب کا سامان بکھڑا پڑا تھا۔

تم میرے ساتھ آئی تو سامان کی حفاظت کون کرے گا۔۔۔

مشعل نے چیزوں کو دیکھتے کہا۔ تو ایرہ بھی دیکھتے رک گئی۔

تم یہیں رہو میں اکیلی واش کر آتی ہوں۔۔۔

مشعل اسے وہیں روکتے خود واش روم کی جانب بڑھ گئی۔

دھیان سے جانا۔

ایرہ نے اسے پیچھے سے آواز لگائی تو مشعل مسکراتے ہوئے قدم اٹھانے لگی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مشعل کی ڈرپوک طبیعت کو دیکھتے ان تینوں نے اسے کبھی اکیلا نہیں چھوڑا تھا۔ اور آج اکیلے واش روم جاتے ہوئے اسے یونیورسٹی کے راستے مختلف لگ رہے تھے۔

اپنوں کے ساتھ مشکل رستوں سے گزرتے ہوئے بھی مشکلات اتنی بڑی نہیں لگتیں۔ جتنی انسان کو اکیلے میں لگتیں ہیں۔ دوستوں یا کسی اپنے کے ساتھ چلتے ہوئے آپ دنیا کو الگ طرح سے دیکھتے ہیں۔ لیکن وہ ہی دنیا اکیلے میں آپ کو مختلف نظر آتی ہے۔ واش روم تک جاتے مشعل کو لگ رہا تھا۔ کہ جیسے اسکے پیچھے کوئی آرہا ہے۔ لیکن پھر اپنا ڈر سمجھتے وہ خود کو حوصلہ دینے لگی۔

اندر داخل ہو کر ہینڈ واش کرتے مشعل ڈر کے مارے کانپنے لگی تھی۔ کیونکہ اسے مسلسل لگ رہا تھا۔ کہ اسے کوئی دیکھ رہا ہے۔

ڈر کے مارے وہ جلدی سے ہاتھ دھو کر بھاگنے کے انداز میں نکلنے لگی تو کسی سے ٹکرا گئی۔ کیا ہوا چندا۔۔

مینیز نے اسکے ہوائیاں اڑے چہرے کو دیکھ کر پوچھا۔ تو مشعل مینیز کو دیکھتی سکون سے اسکے گلے لگ گئی۔

مجھے ڈر لگ رہا تھا۔۔

مشعل کانپتے ہوئے بولی تو مینیز مسکراتے ہوئے سر نفی میں ہلانے لگی۔ ایرہ نے اسے بتایا کہ مشعل اکیلی واش روم گئی ہے۔ تو وہ جلدی سے اس کے پیچھے آئی تھی۔ کیونکہ مینیز جانتی تھی۔ کہ وہ اکیلے بہت ڈرتی ہے۔

کس نے کہا تھا اکیلے آنے کو انتظار کر لیتی نہ میرا۔۔

مینیز نے اسکے بال سنوارتے مشعل کو بازو کے گھیرے میں لے کر واش روم سے نکلی۔ تو واش روم میں چھپے ہوئے وجود کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مجھے لگا کہ میں بس جلدی سے ہو کر آ جاؤں گی۔۔

لبوں کو مڑورتے مشعل معصومیت سے بولی۔ تو منیزے ہنس دی۔

میری معصوم چڑیا تم نے گروانڈ سے لے کر یہاں تک کا فاصلہ دیکھا ہے۔ جو بہادر بننے آنکلی تھی۔۔۔

منیزے اسے فاصلہ دیکھاتے بولی۔ کیونکہ وہ خود بھاگتے ہوئے مشعل کے پیچھے آئی تھی۔

تم لوگ جب میرے ساتھ نہیں موجود ہو گئے۔ تب میں کیا کروں گی۔۔

مشعل نے اداس لہجے میں پوچھا۔ کیونکہ وہ ہر وقت تو اسے پروٹیکٹ کرنے کے لیے ساتھ تو نہیں رہنے والی تھیں۔

مشعل کے سوال پر منیزے حیران ہوتے اسکی جانب مڑی۔۔

جب ہم تمہارے ساتھ نہیں موجود ہو گئی تو تم ہمیں آواز دے کر بلا لینا۔

منیزے نے اسے پیار سے جواب دیتے حل بتایا۔

اگر میرے بلانے پر بھی تم لوگ نہ آ سکو تو۔۔

مشعل نے کچھ سوچتے دوسرا سوال کیا تو منیزے شرارت سے بولی۔۔

ہم صرف اک صورت میں نہیں آ سکیں گئے۔ جب تم عیس بھائی کے ساتھ ہو گی۔ اور ویسے بھی

تمہارے ڈر کی وجہ سے وہ تمہیں پہلے ہی اٹھائے پھرتے ہیں۔ دن میں تمہیں دس بار کال کر پوچھتے

ہیں۔ کہ تم ٹھیک ہو نہ۔ ہر جگہ تمہارے پیچھے سائے کی طرح تو رہتے ہیں۔ پھر میری چندا کو کیوں لگتا

ہے۔ کہ وہ کہیں اکیلے ہو سکتی ہے۔

منیزے اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیتے پیار سے اسے بتا رہی تھی۔ جسے سنتے مشعل کے

چہرے پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی۔ کیونکہ یہ تو حقیقت تھی۔ کہ عیس اسے بار بار کال کر کے اسکا حال

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

پوچھتا رہتا تھا۔ اک دودفعہ مشعل کو اکیلے لائبریری جانا پڑا تھا۔ لیکن تب بھی عیس اسکے پیچھے سائے کی طرح تھا۔

لائبریری میں وہ لوگوں کو دیکھتے سہمی تھی۔ وہیں عیس نے اچانک پیچھے سے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے مشعل کو اپنی آغوش میں محفوظ کر لیا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ مشعل کی یہاں موجودگی کے بارے کیسے جانتا ہے۔ لیکن اسکے لیے اتنا ہی کافی تھا۔ کہ اسکا شوہر اسے بنا بتائے بھی اسے اپنی حفاظت میں رکھتا تھا۔ منیزے مشعل کو پرسکون کرتے گراؤنڈ میں پہنچی۔ جہاں ایرہ کھانے میں جبکہ علیزے ہم پوائینٹس ہائی لائیٹ کرنے میں لگی تھی۔

Epsiode 59

شام کے وقت عیس نے گھر میں قدم رکھا۔ چہرے پر کل والی فائٹ کے نشان ابھی تازہ تھے۔ جبکہ آنکھ کے نیچے والا زخم بھی اچھا خاصا گہرا تھا۔

شاہدہ بیگم اور حسن صاحب اپنے کسی جاننے والے کے پاس گئے ہوئے تھے۔ گھر میں اس وقت مشعل اکیلی تھی۔ جو کہ سو رہی تھی۔

یونیورسٹی سے آتے ہی تھکن کے باعث وہ سو گئی تھی۔ حسن صاحب کو اپنے دوست کی عیادت کے لیے جانا تھا۔ انکا ارادہ تو مشعل کو ساتھ لے کر جانے کا تھا۔ پر شاہدہ بیگم نے اسکی تھکن کو دیکھتے منع کر دیا۔ لیکن جانے سے پہلے وہ عیس کو کال کر کے بتا چکے تھے۔ کہ گھر میں مشعل اکیلی ہے۔ تو وہ شرافت سے گھر آجائے۔

اس حالت میں وہ گھر تو نہیں آنا چاہتا تھا۔ لیکن اب اسے آنا پڑا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ تو کمرے میں اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ لیکن کمرے میں ہلکی ہلکی روشنی بھی موجود تھی۔ جو نائیٹ بلب کی بدولت تھی۔

عیس قدم اٹھاتے بیڈ پر سوئی اپنی بیوی کے پاس آیا۔ جو مزے سے خواب خرگوش کے مزے لے رہی تھی۔

جب دیکھو سوتی ہی رہتی ہے یہ۔۔۔

عیس نے چادر نیچے کرتے مشعل کا چہرہ دیکھنا چاہا۔ تو ہمیشہ کی طرح منہ پر معصومیت سجائی وہ بے خبر گہری سانسیں لے رہی تھی۔ اپنی بیوی کے کیوٹ ایکسپریشن دیکھ کر عیس نے اسکے ماتھے کو چومتے معتبر کیا۔

مشعل بھی شاید نیند میں اسکی موجودگی محسوس کر چکی تھی۔ اسی لئے نیند میں مسکرا دی۔

مشعل کو نیند میں مسکراتے دیکھ کر عیس بھی اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے مسکرا دیا۔

لیکن پھر کچھ سوچتے اسکے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

عیس نے آہستہ آہستہ سے مشعل سے کابل ہٹایا۔ تو ہمیشہ کی طرح وہ عیس کی بڑی سی یلوٹی شرٹ کے ساتھ بیلک کھلا سا ٹراؤزر پہنے ہوئی تھی۔

یلوٹی شرٹ میں اپنی بیوی کے چھوٹے سے نازک خوبصورت سراپے کو دیکھتے عیس نے دانتوں تلے لب دبایا۔ وہ کہاں کسی اور دیکھ سکتا تھا۔ کیونکہ وہ تو اس چھوٹے سے سراپے کی خوشبودار سانسوں کا دیوانہ ہو چکا تھا۔

اتنے سالوں سے ناشہ فاخر "عیس علی ہمدانی" کو پٹانے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن ناکام رہی تھی۔ جبکہ یہ چھوٹا سا چوزہ تو اپنی پہلی جھلک میں ہی عیس علی ہمدانی کو ہلا کر رکھ گیا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

شروع شروع میں جتنا مشعل عیس کے ساتھ خاموش رہتی تھی۔ گزرتے دنوں کے ساتھ وہ اب اتنی ہی بک بک کرتی عیس کا سر کھانے لگی تھی۔۔۔ کبھی کبھار تو عیس کو مشعل کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں لاک کرتے خاموش کر دیتا تھا۔ کیونکہ وہ دن بھر کی روداد سنانے کے ساتھ نجانے کون کون سے قصے کہانیاں لے کر بیٹھ جاتی تھی۔

اور پھر عیس کے ساتھ اسکا گپیں لگانے کا انداز بھی بڑا پیارا تھا۔ عیس جب بھی گھر آتا تھا۔ تو مشعل اسے دیکھتے ہی خوشی سے اچھل پڑتی تھی۔

عیس تو پہلے پہل اسکی خوشی دیکھتے حیران ہونے لگا تھا۔ لیکن پھر اسے اپنے چوزے کی خوشی کی وجہ جلد ہی معلوم ہو گئی۔ جب وہ عیس کی گود میں بیٹھتے اپنے دن بھی کی باتیں سنانے کے ساتھ ساتھ اسکے لمبے بالوں کا ہیر سٹائل بناتی رہتی تھی۔

اور عیس جب بھی اسے چھونے لگتا تھا۔ تو اپنے چھوٹے وجود کے ساتھ اسے گھور کر روک دیتی تھی۔ جس کا صاف مطلب ہوتا تھا۔ کہ وہ بڑی ہے لہذا اسے ڈسٹرب نہ کرے۔۔۔

عیس تو اسکے تیور دیکھتے حیرت میں چلا جاتا کہ وہ اسکے سینے تک بھی مشکل سے ایڑھیاں اٹھا کر آتی تھی۔ لیکن گھورنے کے سٹائل سے وہ خالص بیوی معلوم ہوتی تھی۔

عیس نے کمبل تو ہٹا دیا تھا۔ اور پھر اپنے شوز اتارتے وہ مشعل کے اوپر اپنا پورا پوجھ منتقل کرتے لیٹ گیا۔ اور مشعل کی چیخ سننے کے لئے گنتی کرنے لگا۔۔۔

مشعل مزے سے دن کی نیند کا جو مزہ لے رہی تھی۔ کہ اچانک سے اسے اپنے اوپر پہاڑ جتنا وزن محسوس ہونے لگا۔۔۔ جیسے وہ کسی ٹرک کے نیچے آگئی ہو۔ دم گٹھنے کے باعث ہاتھ پاؤں چلاتے وہ اچانک سے آنکھیں کھول گئی۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اپنے اوپر عیس کو لیڈ دیکھ کر وہ چینختے ہوئے اسے ہوش دلانے لگی۔ کیونکہ وہ سمجھ رہی تھی کہ شاید عیس غلطی سے اسکے اوپر سو گیا ہے۔

مشعل کے ہاتھ پاؤں چلانے پر عیس سائیڈ پر گرتے ہستا ہی چلا گیا۔ کیونکہ مشعل بیٹھ کر اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے سرخ چہرے سمیت گہرے سانس لیتی خود کو یقین دلارہی تھی کہ وہ بچ گئی ہے۔

عیس کو ہستے دیکھ کر مشعل کے دل میں بھانپڑ چلے تھے۔ وہ کیسے اس پر اتنا بڑا ظلم کر کے ایسے ہنس سکتا تھا۔ سرخ چہرے سمیت وہ عیس پر بیٹھتے جھکتے ہوئے اسکی گردن پر زور سے دانت گاڑ گئی۔ عیس جو اسکے چہرے کو دیکھتے ہنس رہا تھا۔ مشعل کے یوں اپنے اوپر بیٹھنے اور پھر اپنی گردن پر اسے بائٹ کرتے دیکھ کر اسکی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

کیونکہ مشعل نے بھی عیس کی گردن پر کوئی عام دانت نہیں گاڑے تھے۔ بلکہ اپنے زندگی بھر کا زور وہ عیس کی گردن پر گاڑے اپنے دانتوں میں دیکھا ہی تھی۔

اک پل کے لئے تو عیس کو لگا تھا کہ وہ اسکا گوشت ہی نکال لے گی۔

مشعل کے تاثرات میں کوئی فرق نہیں تھا وہ عیس کے اوپر بیٹھے آنکھیں بند کیے دانتوں پر زور لگانے میں مصروف تھی۔

لبوں کو بھیچے وہ مشعل کا ظلم سہ رہا تھا۔ اسے پیچھے ہٹتے نہ دیکھ کر عیس نے اسکی ٹی شرٹ کے اندر ہاتھ گھساتے اسکی ملائم کمر پر پھیرا تو مشعل ہوش میں آتے آنکھیں کھول گئی۔

لیکن پھر عیس کا ظلم یاد آیا تو گھورتے وہ اسے آنکھوں سے ہاتھ باہر نکالنے کا اشارہ کرنے لگی۔ تو عیس نے ایبر واچکاتے اسے دیکھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مشعل مزید ضد پر آتے عیس کے بالوں کو ہاتھ میں جکڑ گئی۔ اور یہاں ہی اس نے سب سے بڑی گستاخی کی تھی۔ کیونکہ عیس علی ہمدانی کی کمزوری اسکے لمبے ڈارک براؤن بال تھے۔ جن کو ہاتھ لگا کر مشعل نے اپنی شامت خود بلائی تھی۔

مشعل کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اس کے چہرے کو اوپر اٹھاتے عیس نے اسکے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں سے الجھاتے اک ہاتھ میں اسکی دونوں کلائیوں کو قید کرتے دوسرے ہاتھ میں اسکی ڈھرنوں پر الجھایا۔ تو مشعل کی براؤن آنکھیں باہر نکلنے کو بے تاب ہونے لگیں۔

سر کو دائیں بائیں ہلاتے وہ اسے باز آنے کو کہنے لگی۔ جو عیس آنکھیں بند کر کے اسکے تمام اشاروں کو نظر انداز کر گیا۔

شدت سے اسکے ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیتے عیس انہیں چومتے مشعل کو دومانٹ میں بے حال کر گیا تھا۔

اپنی کلائیوں کو عیس کی گرفت سے چھڑانے کے لیے وہ بھرپور مزاحمت کر رہی تھی۔ لیکن اسکی اک بھی سنی نہیں جارہی تھی۔

مشعل کو بے حال ہوتے دیکھ کر بلا آخر اس کے ہونٹوں کو آزادی بخشی تو وہ تھک کر اسکے سینے پر گر گئی۔

مشعل کے ہاتھوں کو چھوڑتے عیس نے اوپر اٹھتے سائیڈ لیمپ آن کیا تھا۔

تو مشعل کی نظر اسکے چہرے کے زخموں پر پڑی۔ اسکے چہرے کے زخم دیکھتے وہ بے چین ہوئی۔

کیا ہوا اچھو عیس، یہ چوٹوں کے نشان کہاں سے آئے ہیں۔۔

عیس کے چہرے کو غور سے دیکھتے وہ پریشان ہوئی۔ جبکہ لہجہ خود بخود رونے والا ہو گیا تھا۔ وہ ڈرتے

ہوئے اسکے چہرے کو بھی چھو نہیں رہی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کچھ نہیں ہوا میرے چوزے بس تھوڑا سا جھگڑا ہو گیا تھا۔ عیس نے اس کے بکھرے بالوں کو سنوارتے پیار سے جواب دیا۔ تو وہ عیس کے ہاتھوں کو دور جھٹک گئی۔

جھوٹ بولتے ہیں آپ مجھ سے، نہ دو دن گیر آئے آپ اور اب اگر آئے بھی ہیں تو ایسے زخمی ہو کر۔ آپ مجھے سچ بتا کیوں نہیں دیتے کہ آپ سب کہاں غائب رہتے ہیں۔۔

مشعل روتے ہوئے عیس پر سے اٹھتے جا کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ آج یونیورسٹی میں علیرے بھی بجھی بجھی سی تھی۔۔ کیونکہ سلطان بھی دو دن گھر نہیں گیا تھا۔

مشعل کے خود سے دور جانے پر عیس کا منہ کھلا۔ کہاں وہ بیڈ پر آرام دہ حالت میں اسے لیٹا تھا۔ اور اب وہ تیز گام بنتے جا کر صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ اور ساتھ دونوں ہاتھوں سے آنکھوں کو مسلتے رونا بھی جاری کیا ہوا تھا۔

مشواد ہر آؤ۔۔

عیس نے اسے آواز لگائی۔ تو مشعل اسکی آواز سنتے رونے کے ساتھ ساتھ عیس کو خونخوار نظروں سے دیکھتے رخ ہی موڑ گئی۔۔

اب وہ عیس کی جانب پیٹھ کیے بیٹھی تھی۔ عیس اسکی کس کس بات پر حیران ہوتا۔ جو اپنی معصوم بچوں والی حرکتوں پر اس کے دل میں اودھم برپا کر رہی تھی۔

بالوں میں ہاتھ پھیرتے دلکشی سے مسکراتے عیس بیڈ سے اٹھتے صوفے پر اس کے پاس بیٹھا۔ تو مشعل اس سے دور کھسک گئی۔

مشعل کو گٹھری بنے دیکھ کر عیس نے اسے ویسے ہی اٹھا کر اپنی گود میں بٹھالیا۔ جس پر وہ جھپٹاتے اسکی گود سے نکلنے کے لئے مزاحمت کرنے لگی۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مشو تھپڑ کھاؤ گی اب، سکون سے بیٹھی رہو۔۔

عیس نے اسے ڈپٹتے ہوئے گلے لگایا تو وہ ہچکیوں سمیت رونے لگی۔ اب یہ نہیں پتہ تھا کہ یہ رونا عیس کے دودن گھر نہ آنے کی وجہ سے تھا یا عیس کے زخموں کی وجہ سے۔۔

ظالم لڑکی کیوں ہل رہی ہو درد ہوتا ہے۔۔

مشعل کے مسلسل مزاحمت کرنے پر عیس کراہ اٹھا۔۔

عیس کے کراہنے پر مشعل اپنا رونا بھول کر اسے دیکھنے لگی۔

زیادہ درد ہو رہا ہے کیا۔۔

سرخ آنکھوں سے ہچکی بھرتے پوچھا گیا۔ تو عیس ہاں میں سر ہلاتے اسکی بھیگی خوبصورت آنکھوں پر جھکا۔

تم جب ایسے گندے بچوں کی طرح روتی ہو تو زیادہ درد ہوتا ہے مجھے۔۔

عیس اسکے سینے پر سر رکھتے آنکھیں بند کرتے بولا۔۔ تو مشعل حیرت سے اس کے سر کے بالوں کو دیکھنے لگی۔ جو اسے بانہوں میں بھرے اسکے سینے پر سر رکھے آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا۔

آپ دودن گھر نہیں آئے میں اتنا مس کیا تھا۔

مشعل بھرائے لہجے میں پھر ہچکی بھرتے بولی۔ تو عیس کو اپنے چوزے پر بے شمار پیار آیا۔ جواب اسے زیادہ ہی مس کرتے رونے لگتی تھی۔

ایم سوری میں کام میں مصروف تھا میری جان، شان۔۔

ٹی شرٹ سے جھلکتے مشعل کے گلے پر جھکتے وہ شرارت سے بولا۔ تو مشعل دھڑکتے دل کے ساتھ شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

کس سے جھگڑا کیا آپ نے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس کے چہرے کو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اوپر اٹھاتے وہ غصے سے استفسار کرنے لگی۔ تو مشعل کے انداز کو دیکھتے عیس کی دھڑکن تیز ہوئی۔

کچھ لڑکوں سے ہو گیا تھا بس۔۔۔

عیس نے اسکی آنکھوں میں گہرائی سے جھانکتے معصومیت سے بتایا۔ تو مشعل کو بے اختیار شدید غصہ آیا۔

سلطان بھائی کہاں تھے تب سب۔۔

مشعل نے دبنگ انداز میں دوسرا سوال کیا۔ تو عیس کی آنکھوں میں شیطانی چمک نمودار ہوئی۔

وہ سب ادھر ہی کھڑے تھے جانو۔۔

مشعل کے ناتواں کندھے پر سر رکھتے عیس نے اپنی آواز میں پھر معصومیت پیدا کی۔

کیا مطلب وہ ادھر ہی کھڑے تھے۔ وہ اپکو اکیلا کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ میرے شوہر کا کیا حال کر دیا ان گنڈوں نے۔۔۔ بھائی لوگ اتنی لاپرواہی کیسے کر سکتے ہیں۔ مجھے آپ ان کے پاس لے کر جائیں کیونکہ مجھے ان سے اس سب کے بارے میں جواب چاہیئے۔۔

مشعل عیس کی گود سے پھر اٹھتے الماری کی طرف بھری۔ تاکہ وہ چینیج کر کے عیس کے ساتھ جاسکے۔

عیس کا تو خوشی کے مارے برا حال ہو رہا تھا۔ کیونکہ اسکی بیوی ہمیشہ اپنے بھائیوں سے اسکی عزت افزائی کرواتی آئی تھی۔ تو آج وہ ان بے غیرتوں کو ذلیل کرنے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دے سکتا تھا۔

ٹھیک ہے چلتے ہیں۔ لیکن پہلے ہم لانگ ڈرائیو پر جائیں گئے۔ پھر تم ان سالوں سے میری تکلیف کا بدلہ لینا۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مشعل کو پیچھے سے ہگ کرتے عیس نے جھکتے ہوئے اسکے کندھے پر چہرہ دکھایا۔ تو کپڑوں کو تلاش کرتے مشعل کے ہاتھ رکے۔

کہاں جانا ہے۔۔

مشعل نے اسکی لانگ ڈرائیو کی منزل جانا چاہی۔

اس زندگی کو تمہاری خوبصورتی سے مہکانے۔۔

عیس نے اسکے کان کی لوح کو ہونٹوں میں ہولے سے چومتے سرگوشی میں بتایا تو مشعل شرم سے مسکرا دی۔



میرا چھوٹا چوزہ تو بہت ہاٹ لگ رہا ہے یار۔۔

مشعل کے خوبصورت سراپے کو دیکھتے عیس زو معنی بولا تو مشعل شرم سے آنکھیں جھکا گئی۔

بلیک ٹی شرٹ اور جینز کے ساتھ بلیک شوز پہنے گئے تھے۔ جبکہ کالے گھنے بالوں کی ٹیل پونی بنائی گئی تھی۔

عیس بھی بلیک ٹی شرٹ اور جینز کے ساتھ ہاتھوں میں ہیلیمٹ پکڑے کھڑا تھا۔

وہ مشعل کو بایک رائیڈنگ پر لے کر جانے والے تھا۔ اسی لئے اس نے مشعل سے ایسی ڈریسنگ کروائی تھی۔ جو وہ کچھ دن پہلے ہی لے کر آیا تھا۔

عیس مجھے ڈر لگے گا۔

عیس نے مشعل کو اٹھاتے بایک پر بٹھایا تو وہ ڈرتے ہوئے منہ کے ڈیزائن بنانے لگی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اس وقت ہلکی ہلکی سردی تھی۔ اور ہوانم سی تھی۔ رات کے آٹھ بج رہے تھے۔ عیس اسے گھمانے کے بعد اپنے ساتھ فلیٹ پر لے کر جانے کا ارادہ کیے تھا۔

جب میرے چوزے کو ڈر لگے تو مجھے زور سے پکڑ لینا۔

مشعل کو ہیلیمٹ پہناتے عیس نے پیار سے اسکی ناک چومتے کہا۔ تو وہ منہ ٹھیرا میڑا کرنے لگی۔

حسن صاحب اور شاہدہ بیگم گھر آچکے تھے۔ انہوں نے بارہا عیس کو روکنے کی کوشش کی تھی۔ کہ وہ مشعل کو ایسی خطرناک ڈرائیونگ پر نہ لے کر جائے۔ لیکن عیس نے انکی اک نہیں سنی تھی۔ اور مشعل کو تیار کروا کے چپ چاپ باہر لے کر آگیا۔



عیس آہستہ آہستہ چلائے۔۔۔

مشعل ہیلیمٹ پہنے زور زور سے چلا رہی تھی۔ کیونکہ عیس بائیک خطرناک حد تک تیز کرتے مشعل کی سانسیں روک رہا تھا۔ مشعل کو لگ رہا تھا۔ کہ اسکا دل باہر نکل آئے گا۔

اتنی تیز رفتار پر مشعل کی چینخیں اور آوازیں دم توڑتی جا رہیں تھیں۔۔۔ خالی روڈ پر تیز رفتار سے بائیک زگ زگ چلاتے وہ بھرپور انداز میں زندگی کو محسوس کر رہا تھا۔

پچھلے اک گھنٹے سے وہ ایسے ہی خطرناک اندازہ میں بائیک چلاتے مشعل کا دل بند کر رہا تھا عیس کو زور سے ہگ کیے چہرے کو جھکائے وہ اس سے چپکی بیٹھی تھی۔

مشو میرے آگے آکر بیٹھو۔۔۔

ہیلیمٹ اوپر کرتے عیس نے رفتار آہستہ کرتے مڑتے کہا۔ لیکن مشعل سر جھکائے بے خبر تھی کہ عیس بائیک آہستہ کر چکا ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مشعل کو ہنوز سر جھکائی خاموش بیٹھے دیکھ کر عیس نے بایک روکتے ہاتھ پیچھے لے جاتے مشعل کو آگے کھنچا تو مشعل خوف کے مارے چینیں مارنے لگی۔

بے وقوف لڑکی میں نے پکڑا ہوا ہے کیوں کان کے پردے پھاڑنے میں لگی ہو۔

عیس نے اسے اپنے آگے بٹھاتے ہوش دلائی تو وہ ہر اسان نظروں سے ہر طرف دیکھنے لگی۔ رات کے اندھیرے میں ہر سوں خاموشی تھی۔ پتہ نہیں وہ اسے کس روڈ پر لے کر آیا تھا۔ جہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ بس وقفے وقفے پر بڑی بڑی روڈ لائٹس لگیں تھیں۔

مشعل کو ہیلمٹ میں ہر طرف کا جائزہ لیتے دیکھ کر عیس نے اسکی مشکل آسان کرتے اسکا چھوٹا سا ہیلمٹ اتارا۔ تو سب صاف نظر آنے پر وہ عیس کو دیکھ کر کھکھلا پڑی۔

شکریہ۔۔

عیس کے ہاتھ کو چومتے وہ محبت سے بولی۔ تو اپنی اس حرکت سے عیس کا دل ساکت کر گئی۔ سفید چہرے پر گھنے کالے بالوں میں اپنے خوبصورت نقوش کے ساتھ وہ عیس کا ایمان خراب کر رہی تھی۔ عیس سٹل سا اسے دیکھے جا رہا تھا۔

ہم کہاں ہیں۔۔۔

مشعل چاروں اور نظریں گھماتے پوچھنے لگی۔

آرمی ایریا میں۔۔

خمار زدہ لہجے میں یک لفظی جواب دیا۔ تو مشعل آرمی کا سنتے ہونٹوں کو گول کرنے لگی۔

سچ میں یہ آرمی ایریا ہے کیا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ڈارک براؤن آنکھوں میں چمک لیے دوبارہ پوچھا گیا۔ تو عیس نے اثبات میں سر ہلاتے اسے کنفرم کیا۔۔ جس پر وہ خوشی سے تالیاں مارتے اسکے قریب ہو گئی۔

یہاں آرمی یونیفارم میں آرمی بوائے بھی ہونگے نہ عیس۔۔۔

عیس کی جانب جھکتے وہ آنکھوں کو بڑا کرتے خفیہ انداز میں پوچھنے لگی۔۔ اور ارد گرد نظریں دہرانا بھی جاری تھا۔۔ جیسے ابھی کوئی فوجی اسے نظر آجائے گا۔

مشعل کے رازداری سے پوچھنے پر عیس دلکشی سے مسکرایا۔۔ اگر اسے پتہ چل جاتا کہ اسکا شوہر بھی میجر کے عہدے پر فائز ہے۔۔ تو پتہ نہیں کیساری ایکٹ کرتی۔ عیس نے تیز ہوتی ڈھرنکوں کے ساتھ سوچا۔ وہ آج کل اپنے چوزے کی جان قید کرنے کے لیے زیادہ ہی بے قرار ہوتا جا رہا تھا۔۔ اپنی اس حالت سے وہ خود بھی بے خبر تھا۔ کہ کیونکر ایسا ہے۔

مشعل جو فوجی کی تلاش میں گم تھی۔۔ عیس نے اک جھٹکے میں بایک سٹارٹ کرتے سپیڈ تیز کی تھی۔۔ کہ مشعل چینیخ مارتے عیس کے قریب ہوتے اسکے سینے میں منہ چھپا گئی۔

مشعل کے اپنے قریب ہونے پر عیس کا دل کانوں میں دھڑکنے لگا کہ سپیڈ خطرناک حد تک تیز کرتے فلیٹ کی جانب موڑ گیا۔ مشعل کا خوف کے مارے ایسا حال ہونے والا تھا۔ کہ اسکا دل کر رہا تھا کہ عیس میں ہی گھس جائے۔۔

پتہ نہیں وہ کیوں آج جوش میں آتے اسکی ننھی سی جان ہلکان کر رہا تھا۔

کچھ سوچتے مشعل نے اسکے گلے کی ہڈی پر ہونٹ رکھے تھے۔ کیونکہ وہ اس دن بھی اسکی چھوٹی سی کس پر پرسکون ہو گیا تھا۔

جان لینا چاہتی ہو کیا اج۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس نے سر جھکاتے اسے دیکھا۔ لیکن وہ شور میں کہاں اسے سن پائی تھی۔

اسی لئے وہ اب اسے فلیٹ پر لے کر جا رہا تھا۔ جہاں اس نے اپنے کمینوں کی بینڈ بجانے کا ارادہ کیا تھا۔



وہ تینوں اپنے ر ف حلیے میں لیپ ٹاپ پکڑے کام کرنے میں لگے تھے۔ پچھلے تین دنوں سے وہ سب بھلائے انفارمیشن اکٹھی کر رہے تھے۔

فلیٹ کا ڈور اک جھکٹے میں کھلا تو انکے کام کے تسلسل میں خلل پڑا۔

نظریں اٹھاتے آنے والے کو دیکھا گیا۔ تو عیس ہاتھ میں ہیلمٹ پکڑے رائڈنگ لک میں داخل ہوا تو اسے اب آتے دیکھ کر سنی دانت پیس گیا۔

ان دونوں میں سے جب بھی کوئی اپنی بیوی پاس کے ہوتا تھا تو انہیں اک دوسرے پر ایسے ہی تپ چڑھنے لگتی تھی۔

آگیا تو ٹھہر کر جھاڑ کر۔

اس سے پہلے سنی مزید اسے سنا پاتا، عیس کے پیچھے کسی اور کو داخل ہوتے دیکھ کر اسکی زبان کو بریک لگا تھا۔

کمر پر ہیلمٹ ٹکائے مشعل اپنے بالوں کی پونی ہلاتے ایسٹوڈ سے داخل ہوئی تو ان تینوں کو خوشگوار حیرت میں مبتلا کر گئی۔

لیکن وہ اس کے سٹائل کو دیکھے امپریس ہوئے تھے۔ جو چھوٹی سی رائڈر معلوم ہو رہی تھی۔
بھیا میں کیسی لگ رہی ہوں۔۔۔

ان تینوں کے سامنے آتے مشعل نے گھومتے ہوئے ایکسائٹڈ انداز میں پوچھا تو عیس کو غش پڑا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ہمارا بچہ تو بہت پیارا لگ رہا ہے۔۔

لیپ ٹاپ سائیڈ پر کرتے سلطان اٹھ کھڑا ہوا۔ جبکہ سنی اور ضرار بھی اپنا کام چھوڑ چکے تھے۔ انکی گڑیا آئی تھی۔ جس کے پروٹوکول میں وہ سب کام چھوڑتے کھڑے ہوئے تھے۔

ان سب کو کام چھوڑتے اور پھر بھرپور توجہ سے خود کو دیکھتے مشعل خوشی سے اچھل پڑی۔ اسکے بھائی سچ میں بہت پیارے تھے۔

سلطان کے تعریف کرنے پر مشعل کھلکھلاتے ہوئے مزید گھومنے لگی۔ تو وہ سب اسکے بچنے پر مسکرا دیے۔

"بے شک خدا نے عورت میں ویرانے کو رونق بخشنے کی صلاحیت رکھی تھی"

وہ تینوں مشعل کو ساتھ لیے بڑے صوفے پر بیٹھے تو عیس جلے بھنے انداز میں انکے سامنے بیٹھ گیا۔

اویئے اٹھ میری بیوی پہلی بار یہاں آئی ہے۔ اسکے لیے کچھ کھانے پینے کولا۔۔

عیس نے سنی پر رعب جماتے کہا تو وہ امیر واٹھاتے اسے دیکھنے لگا۔ جو سو بے منہ کے ساتھ بھی منہ چلانے سے باز نہیں آ رہا تھا۔

نہیں بھیا میں کچھ نہیں کھانا، پہلے ہی یہ اتنے چکر کھلا کر لائے ہیں مجھے۔۔۔

مشعل پیار سے بولتے عیس کی خطرناک ڈرائیونگ یاد کرتے روہانسی ہوئی۔ تو عیس کا دل کیا۔ مشعل کا

اپنے نیچے پھر کچھ مر بنا کر رکھ دے۔ جو گھر میں ٹیپو سلطان بنی تھی۔ اور یہاں آتے ہی اپنے بھائیوں کو

دیکھتے اسے فراموش کر گئی تھی۔

کیا کھائے گا ہمارا بچہ پھر۔۔

ضرار نے عقیدت سے مشعل کو دیکھتے پوچھا۔ تو مشعل تھوڑی پرانگی رکھتے سوچنے لگی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اے کریم۔۔

آنکھوں کو ٹٹماتے وہ کیوٹ منہ بناتے بولی۔ تو وہ پھر تینوں اسکے انداز پر ہنس دیے۔

جبکہ سنی کچن سے اس کے لئے اے کریم لینے چلا گیا۔۔

مشو ہم یہاں کیوں آئے تھے۔۔۔

عیس اسے دیکھتے دانت پیستے یاد کروانے لگا۔ جو اپنے بھائیوں کے درمیان بیٹھی ناز و نخرے دیکھانے میں مصروف ہو گئی تھی۔

عیس کے بولنے وہ تینوں الجھے تھے۔ وہ کون سی بات اسے یاد کروا رہا تھا۔

ہاں یاد آیا۔۔ مشعل نے سر پر ہاتھ مارا تو عیس نے شکر کا کلمہ پڑھا۔۔

بھیا جب عیس کسی سے جھگڑا کرنے لگے تو پلیز انکورو کا کریں نہ۔۔ دیکھیں کتنے زخم آئے ہیں انہیں۔۔

عیس کو ہمدردانہ انداز میں دیکھتے مشعل دکھ سے بولی۔ تو عیس کی آنکھیں اسکے انداز پر پھیلتی چلی گئیں۔

ساری بات سمجھنے پر ان تینوں کے فلگ شفاف قہقہے گونجے تھے۔۔

ان تینوں کو ہستے اور عیس کو خطرناک انداز میں خود کو دیکھتے مشعل نا سمجھی سے سلطان اور ضرار کے

قریب ہوتے پہلے ہی حفاظتی اقدامات کر گئی۔ تاکہ عیس اس پر اچانک حملہ نہ کر دے کہیں۔۔

زیادہ چلا کی نہ کیا کر خود ہی پھنس جاتا ہے۔۔

سنی نے اسکی پونی کھینچتے مزاق اڑایا تو وہ منہ بنا گیا۔

اس نے خود کہا تھا کہ جا کر اپنے بھائیوں سے پوچھے گی

یہاں آکر مکر گئی ہے بس۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس صفائی پیش کرتے بولا۔ تاکہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ عیس نے کوئی پلیننگ کی ہے۔

ہم تمہیں اچھے سے جانتے ہیں اور تمہاری بے غیرتیوں کو بھی۔

ضرار نے طنزیہ انداز میں کہا تو عیس ارد گرد دیکھتے نظر انداز کر گیا۔ کیونکہ ضرار نے اسے کچھ نہیں کہا تھا۔

Epsiode 60

تمہاری اس ایکٹنگ سے تمہاری حقیقت بدل نہیں جائے گی۔

ضرار نے عیس کے انجان بننے پر اسے شرم دلانا چاہی۔ تو عیس ڈھیٹ پن سے مسکرا دیا۔

ان سب قصے میں مشعل زور و شور سے آئیں کریم کھائے جارہی تھی۔

اس آئیں کریم کے لئے یہاں آکر تم نے اپنا ایمان بدلہ ہے نہ، پدی چڑیل رستے میں بتاتی تمہیں ہزار آئیں کریم کھلا دیتا۔ کم از کم تم وفادار تو رہتی نہ۔

عیس مشعل کو آئیں کریم کھاتے دیکھ کر دانت پیستے بولا۔ کیونکہ اسکی مرضی کے مطابق تو مشعل نے کچھ کہا ہی نہیں تھا ان بے غیرتوں کو۔

عیس کے غصے بھری آواز سننے آئیں کریم کھاتی مشعل نچلے ہونٹ مڑوڑتے روہانسی ہوئی۔ مشعل کو رونے کا سگنل دیتے دیکھ کر ضرار نے سنی کو عیس کے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

وہ سب پھر کام کرنے میں مصروف ہو گئے تھے۔ لیکن عیس ایسے ہی بے فکری سے انکے سامنے صوفے پر لیٹا ہوا تھا۔

سنی لمہ بھرا کے لیے کھڑا ہو کر عیس کی زور سے پونی کھینچ کر پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اس منظر کو دیکھتے مشعل کھلکھلاتے ہوئے ہنستے ہی چلی گئی۔ مشعل کو یوں ہنستے دیکھ کر ان تینوں نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔ جبکہ عیس کو مزید تپ چڑھی اک تو پہلے ہی اس نے یہاں آکر بے وفائی کی تھی۔ اور اب اپنے شوہر پر یوں منہ پھاڑ کر قہقہے لگا رہی تھی۔

اٹھو تم فوراً، تمہیں گھر چھوڑ کر آؤں، بہت جنگ لڑی تم نے یہاں میرے لئے۔۔۔

عیس غضب ناک تیوروں سے اٹھتے مشعل کی جانب آیا۔ تو مشعل ڈرتے ہوئے سلطان کی طرف ڈور لگا گئی۔

سلطان اور ضرار کے بیچ گھٹنوں میں چہرہ چھپا کر وہ بیٹھ گئی۔

مشعل کی کاروائی دیکھتے عیس کا منہ کھلا تھا۔ یہ پدی آخر کرنا کیا چاہ رہی تھی۔

عیس کی حالت پر سنی زور سے کی بورڈ پر انگلیاں چلاتے آواز پیدا کرنے لگا۔ اور یہ آواز وہ تیلی لگانے کے لیے کر رہا تھا

بھیا ان سے بولیں نہ کہ میں آج یہاں ہی رہنا ہے۔۔۔

زرا سا چہرہ اٹھاتے مشعل نے سلطان کے کانوں میں اپنی درخواست گزاری۔ تو سلطان اور ضرار اپنی ہنسی دبا گئے۔

گڑیا آج یہاں ہی رہے گی۔ تم نے جانا ہے تو وہ ہے دروازہ۔۔۔

سلطان نے سنجیدگی سے عیس کو دروازے کی راہ دیکھاتے کہا۔ تو عیس خود پر ضبط کرتے صوفے پر جا کر پھر لیٹ گیا۔

وہ اچھے سے سمجھ رہا تھا۔ کہ یہاں رکنے کی فرمائش اسکے چوزے کی جانب سے آئی ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس کو خاموشی سے لیٹے دیکھ کر ضرار نے مشعل کی توجہ اس طرف کراوائی۔ تو مشعل اسے لیٹے دیکھ کر خوشی سے پھولے نہ سماتے بنا آواز کیے تالیاں بجانے لگی۔ اسکا ہر عمل معصومیت سچا ہے تھا۔ مشعل کی خوشی دیکھتے ضرار نے اس کے بال بکھیرے تو وہ اک ادا سے بالوں کو پیچھے جھٹکتے اٹھ کر سنی کے پاس جا بیٹھی۔۔

عیس خاموشی سے اپنے چوڑے کی ساری شرارتیں دیکھ رہا تھا۔ بخشنے والا تو وہ بھی نہیں تھا۔
بھیا چھم چھم کھیلیں۔۔۔

سنی کے سامنے بیٹھتے آنکھوں میں چمک لیے مشعل نے سنان سے پوچھا۔۔
یہ کیا ہوتا ہے چندا۔۔

لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتے سنی نے نا سمجھی سے پوچھا۔۔
میں اپکو بتاتی ہوں کہ کیسے کھیلتے ہیں، اپ ایسے کریں۔۔

مشعل سنی کو ہدایات دیتے بتانے لگی۔ تو سنی بھی اسکو فالو کرتا ویسے ہی کرنے لگا۔

اور ٹھیک پانچ منٹ بعد سنی مشعل کی سہیلی بنتا اسکے ساتھ چھم چھم کھیل رہا تھا۔ انکے چھم چھم کی آواز پر پورا فلیٹ تالیوں سے گونجنے لگا تھا۔۔۔

ضرار اور سلطان حیرت سے ہستے جارہے تھے۔۔ کیونکہ سنان مصطفیٰ کاظمی چھم چھم کرتے لگ ہی اتنا فنی رہا تھا۔ وہ اپنی گڑیا کو ناراض نہیں کر سکتا تھا۔ ویسے بھی اپنوں کے لیے ان چاروں کا اک الگ ہی روپ تھا۔ جس سے باہر کی دنیا ناواقف تھی۔

تجھے شرم نہیں آرہی میری بیوی کے ساتھ ایسی حرکتیں کرتے۔۔۔

سنی اور مشعل کو مسلسل چھم چھم کرتے عیس سلگ ہی اٹھا۔ وہ کب سے انکے قہقہے برداشت کر رہا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس کے سلگنے پر مشعل ڈر سے اچھلی تھی۔ وہیں سنی نے ہاتھ سے اس پر لعنت بھیجی۔ کیونکہ اس گنڈے نے انکے کھیل میں خلل ڈالا تھا۔۔۔

ہم چھم چھم ہاتھوں سے کر رہے ہیں۔ تیری شکل پر تو نہیں کر رہے۔ جو تو ایسے منہ کے زاویے بنا کر بچی کو ڈرا رہا ہے۔

جلن کے مارے عیس کے چہرے پر غصے بھرے تاثرات آنے لگے تھے۔ اسکے ساتھ تو کبھی نہیں کھیلا تھا یہ چھم چھم تو پھر وہ اس بے غیرت کے ساتھ کیسے کھیل سکتی تھی۔

عیس نے ضبط سے سوچا، پر مسئلہ یہ تھا۔ کہ وہ سنی پر حملہ نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ سلطان اور ضرار پہلے ہی اسے آنکھوں سے وارنگ دے رہے تھے۔ ورنہ وہ اس سنی کے بچے کا اب تک قیمہ بنا چکا ہوتا۔۔۔

سلگتی سوچوں کے ساتھ وہ رخ موڑتے الٹا لیٹ گیا۔ زخموں کی وجہ سے وہ تینوں اسے کام بھی کرنے نہیں دے رہے تھے۔ انہیں سوچوں میں عیس کی آنکھ لگ گئی۔ کیونکہ اسکی نیند پوری نہیں تھی۔

عیس کو سوتے دیکھ کر مشعل آہستگی سے اٹھتے اسکے قریب آئی۔

بھیا یہ سو گئے ہیں۔ اپ مجھے فرسٹ ایڈ باکس لادیں گئے۔

سنی کی جانب مڑتے وہ رازداری سے بولی تو سنی اثبات میں سر ہلاتے اٹھ کھڑا ہوا۔

بھیا مجھے بتائیں انکے زخموں پر کیا لگاؤں۔۔۔

مشعل نے فرسٹ ایڈ باکس کھولتے سنی سے استفسار کیا تو سنی کو اس چھوٹی سی چڑیا پر عقیدت بھرا لاڈ آیا۔ جو اتنے بھرے دیو کی فکر میں پاگل ہو رہی تھی۔

سنی اور مشعل کو سرگوشیوں میں باتیں کرتے دیکھ کر سلطان اور ضرار بھی حیران تھے۔ کہ کیسے مشعل سنی سے ہدایات لیتی عیس کے زخموں پر مرہم لگا رہی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

بھیا انکا کمرہ کونسا ہے۔۔

اپنے کام سے فارغ ہوتے مشعل نے پھر پوچھا تو سنی نے دائیں جانب کے کمرے کی طرف اشارہ کیا۔۔ جس کے دروازے پر بڑا سا A لکھا تھا۔ یقیناً یہ عیس کے نام کا پہلا حرف تھا۔ جو اسکے کمرے کی نشان دہی کر رہا تھا۔۔ عیس کے کمرے کے ساتھ والے کمرے پر S والا کمرہ تھا۔ جو کہ سنی کا کمرہ تھا شاید۔۔ اور اسکے سامنے ضرار اور سلطان کے رومز تھے۔

میں بھی اپنے کمرے پر ایسے ہی اپنا نام لکھواں گی۔ پر بھیا انکو کمرے میں کیسے لے کر جاؤں۔۔ عیس کے نام کو دیکھتے وہ پہلے خوشی اور پھر الجھن سے پوچھنے لگی۔ کیونکہ عیس صوفے پر بے سکونی سے سو رہا تھا۔۔

آپ کمرے میں جاؤں اسکو میں لے کر آتا ہوں۔۔

سنی نے اسے مسکراتے ہوئے کمرے میں بھیجا تو وہ اثبات میں سر ہلاتے عیس کے کمرے میں چلی گئی۔ مشعل کے کمرے میں غائب ہوتے ہی سنی نے جھکتے ہوئے عیس کے کان میں بے باک سرگوشی کی۔ کہ عیس نیند کے باعث سرخ آنکھیں کھولتے اسے گھورنے لگا۔ جس پر سنی نے بے شرمی سے کندھے اچکائیے۔

عیس اک جھٹکے میں اٹھتے اپنے کمرے کی جانب بھاگا تھا۔

سالا سوکھے نخرے کرتا ہے۔ دیکھو کیسے اب بھاگ کر گیا ہے، ٹھہر کی روح والا۔۔

سنی ہاتھ نچاتے طنزیہ انداز میں اپنی بھڑاس نکالنے لگا۔ تو وہ دونوں نفی میں سر ہلا گئے۔

لیکن عیس کے کمرے میں غائب ہوتے ہی سنی بے چینی سے ہونٹ کاٹنے لگا تھا۔

اب تمہیں کون سی تکلیف ہو رہی ہے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ضرار نے سنی کو ہونٹ کاٹتے دیکھ کر طنزیہ پوچھا۔ تو وہ منہ بنانے لگا۔

اسکا اپنا ٹھکر پن اسکو سکون نہیں لینے دے رہا بس۔۔

سلطان نے مصروف انداز میں اصلی وجہ بتائی۔ تو سنی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ مچلی۔ آخر اسکا مسئلہ سمجھا گیا تھا۔ تو حل کی امید بھی کی جاسکتی تھی۔

جادفع ہو جاتا بھی۔۔

ضرار نے اسے دفع ہو جانے کا کہا تو وہ سنی اچھلتے ہوئے باہر بھاگا تھا۔

ہمارے بچے آئے یا نہ آئے پرانے ضرور آجائیں گئے۔۔

سنی کو تیزی سے باہر بھاگتے ہوئے دیکھ کر ضرار تھکے انداز میں بولا۔

ذہن میں پھر اپنی بیگم کی ناراضگی آئی تھی۔ جو نہ اسے منہ لگا رہی تھی اور نہ ضرار کو لگانے دے رہی تھی۔

میری چھوڑ تو اپنی بات کر کیونکہ سب سے پیچھے تو ہی رہنے والا ہے۔۔

سلطان نے انگلیاں چلاتے اسے آئینہ دیکھایا۔ تو وہ سلطان کو گھور کر رہ گیا۔

سالے ادھر بھی کمپنیشن رکھ گئے تھے۔ اپنے پیچھے رہ جانے پر ضرار کو بے اختیار خود کی فکر ہوئی۔ تو اسکا دھیان کام سے ہٹنے لگا۔

منیزے کو جلد از جلد منانے کا سوچ کو وہ جلدی کام ختم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔



رات کے دو بج رہے تھے۔ اور سنی روڈ پر "ایرہ داؤد" کے گھر کے سامنے موبائل پر نظریں جمائے کھڑا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

موبائل پر موصول ہونے والے میسج کو دیکھتے سنی دانتوں تلے لب دباتے گھر کے پچھلے دروازے کی جانب بڑھا۔

چونکہ اسے اوکے کا پیغام مل گیا تھا۔ تو اسی لئے وہ پچھلی جانب آیا۔ جہاں دروازہ پہلے ہی کھلا ہوا تھا۔ اپنی گاڑی تو وہ بہت ہی پیچھے کھڑی کر کے آیا تھا۔

دروازے کے اندر داخل ہوتے ہی اندر کھڑے وجود نے اسے اوکے کہتے جلدی سے اوپر جانے کا اشارہ کیا۔ سنی ہاتھ سے شکریہ کہتے بالکنی کی دیوار پر چڑھا تھا۔

سنی کے دیوار پر چڑھتے ہی مدد کے لیے آیا وجود دروازے کو بند کرتے اندر چلا گیا تھا۔

سنی بالکنی سے اندر کو داتو کمرے میں گلابی رنگ کی نائٹ روشنی دیکھتے نفی میں سر ہلا گیا۔ اسکی منکوحہ کا بس چلتا تو شاید اپنے شوہر کو بھی گلابی رنگ کا کر لیتی۔

صد شکر کہ ایرہ کے کمرے کی بالکنی زیادہ اونچی نہیں تھی۔ ورنہ سنان مصطفیٰ کی رات کی کوششیں ضائع ہو جاتیں۔

سنی کے کمرے میں کودنے کے باعث کمرے میں ہلکا سا شور ہوا تھا۔ لیکن سوئی ہوئی ایرہ کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔

ہاتھوں کو جھاڑتے وہ بیڈ پر سوئے اپنے میٹھے وجود کی طرف بڑھا۔ ایرہ کو آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہی سنی کو اپنے جسم میں سپارک ہوتا محسوس ہونے لگا تھا۔ کام کی زیادتی کی وجہ سے وہ کتنے دنوں سے اسے ٹھیک سی مل نہیں پایا تھا۔ اور نہ ہی بات ہو پائی تھی۔ اور یہ حال سب کے ساتھ ہی تھا۔

سنی نے کمرے میں جلتی روشنی کو بجھاتے اپنے قدم بیڈ کی طرف بڑھائے۔ بلوٹی شرٹ اور آرام دہ ٹراؤزر میں وہ اپنے رف حلیے میں دلکش انداز میں ایرہ کے بیڈ پر نیم دراز ہوا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

گولڈن بالوں میں ہاتھ پھیرتے اپنے تیز دھڑکتے دل کو اس نے بہلانا چاہا۔ جو اپنی من پسند عورت کو دیکھتے تیزی سے ڈھرتے باہر نکلنے کو بے تاب تھا۔

خود سے قابو کھوتے سنی نے اک جھٹکے میں ایرہ سے کمبل اتار کر نیچے فرش پر پھینکا تھا۔ کہ ایرہ نیند میں ڈرتے آنکھیں کھول گئی۔

لیکن پھر کمرے میں سیاہ اندھیرا دیکھتے اسکی جان ہوا ہوئی۔ وہ مکمل اندھیرے سے ڈرتی تھی۔ اسی لئے وہ رات میں ہلکی روشنی کر کے سوتی تھی۔

ایرہ نے خود پر ہاتھ رکھا۔ تو اسکا کمبل غائب تھا۔

یہ اتنا اندھیرا کیسے ہوا۔

ڈر کے مارے وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

جبکہ بیڈ کے دوسری طرف لیٹے زی انسان کے ہونٹوں پر پر اسرار مسکراہٹ آئی تھی۔

سنی نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے ایرہ کی کمر کو چھوا تو ایرہ خوف سے اچھلی۔ سنی لائیٹ آف کرنے سے پہلے ایرہ کی مکمل پوزیشن دیکھ چکا تھا۔ اسی لئے وہ جانتا تھا کہ وہ کیسے بیٹھی ہے۔

کون ہے یہاں۔۔

کانپتے ہوئے لبوں سے وہ بولی۔۔ لیکن جواب ندارد۔۔

ایرہ ڈرتے ہوئے بیڈ سے جلدی سے کھڑی ہوئی تاکہ نیچے جاسکے۔۔

اندھیرے میں وہ اس سے پہلے دروازے کی طرف بڑھ پاتی۔ سنی نے اسے بازو سے پکڑتے اک جھٹکے میں اپنی طرف کھینچتے کمر سے اٹھاتے دیوار کے ساتھ لگایا تھا۔

اس اچانک افتاد پر ایرہ کا سر گھوم کر رہ گیا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

میرے علاوہ تمہارے قریب کوئی آسکتا ہے کیا۔۔۔

سنی نے جھکتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کی تورات کے اس پہر سنی کو یہاں دیکھ کر اسکی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

تم یہاں۔۔۔

خشک لبوں سے پھر پوچھا گیا۔۔ تو سنی اسکی کمر میں ہاتھ لپیٹتے اسے اوپر اٹھا گیا۔

سنی کو اپنے قریب دیکھتے ایرہ کو ریڑھ کی ہڈی میں سنسنٹ محسوس ہونے لگی تھی۔ آنکھیں میچ کر وہ گہرے سانسیں کھینچتے خود کو پرسکون کرنے لگی۔

کیوں آئے ہو یہاں۔۔۔

سنی کے لبوں کا پر حدت لمس اپنی گردن پر محسوس کرتے وہ بامشکل بول پائی۔ اک تو اس بے شرم انسان نے اتنے ڈراؤنے طریقے سے اسے اٹھایا تھا۔ اور اب اتنے دنوں بعد پھر اسکی جان ہلکان کر رہا تھا۔

"تمہیں خود میں سمانے آیا ہوں۔ کیونکہ وہ عیس بے غیرت میرے سامنے اپنی بیوی سے رو مینس کرے اور میں تمہیں یاد کرتا صرف آپہں بھرو۔ تو اس جوانی کا اچار نہ ڈال لوں۔ جو مجھے اس قدر مجبور نہیں کر رہی کہ میں ساری حدیں پار کرتا تمہارے بدن تک رسائی حاصل کر سکوں۔۔۔"

سنی عیس کو یاد کرتے پہلے دانت کچکچاتے اور پھر ایرہ کے جسم کی نرم مہٹ کو محسوس کرتا خمار زدہ لہجے میں بولا۔ تو ایرہ کے پلے کچھ نہ پڑا۔ کہ وہ عیس بھائی کو کہاں کیسے دیکھ آیا ہے۔

تم کیا کہہ رہے ہو مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی۔۔۔

سنی کے ہاتھوں کی بے باکیاں محسوس کرتے وہ اندھیرے میں روہانسی ہوئی۔ تو سنی نے اسے گود میں اٹھاتے پہلے لائیٹ ان کی اور پھر ایرہ کو اٹھائے بیڈ پر لایا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

بلیک نائیٹ سوٹ میں ایرہ کی بکھری حالت دیکھتے سنی نے دانتوں تلے لب دبایا۔ بیڈ پر لیٹتے ہی وہ لمبے لمبے سانس لینے لگی تھی۔

ایرہ کے لمبے لمبے سانس لینے پر اسکے بدن کے اتار چڑھاؤ پر سنی کی حالت مزید بری ہوئی۔

"اتنی کھینچی کھینچی سانسیں کیوں بھر رہی ہو۔ اور یہ ہونٹ کیوں خشک ہو رہے ہیں۔۔"

ایرہ پر جھکتے اس کے خشک ہونٹوں پر انگوٹھا پھیرتے سنی نے رازدارانہ طریقے سے گہرے لہجے میں استفسار کیا۔ تو ایرہ شرم کے مارے آنکھیں زور سے بند کر گئی۔

اگر سنان مصطفیٰ اسے پورے ہوش و حواس میں ملتا تو شاید ایرہ اس کا حشر بگاڑ دیتی۔ پر اس بے شرم انسان نے رات کے اندھیرے میں اس پر حملہ کرتے قابو کیا تھا۔ اور پھر اپنے ہاتھ کے لمس سے اسکی رہی سہی جان بھی قابو کر گیا تھا۔

ایرہ نے آنکھیں کھولتے اسے اک نظر دیکھا۔ جو آنکھوں میں قربت کی طلب لیے پہلے ہی گہری نظروں سے اسے نہا رہا تھا۔

تمہیں میری حالت بگاڑنے پر مزہ آتا ہے اور یہ وحیات سوال کر کے تم ثابت کرتے ہو کہ تم اک انتہائی بے شرم انسان ہو۔

ایرہ سنی کو کالر سے پکڑ کر خود پر جھکاتے ہوئے غرائی۔ تو سنی اسے بے شرمی سے آنکھ و نک کر گیا۔
"میں چاہتا ہوں کہ تم سسکیاں لیتی میرے کانوں کو اپنے میٹھے ساز سے روشناس کرواؤ۔۔"

ایرہ کی کان کی لوح دانتوں سے کاٹتے وہ زو معنی بولا۔ تو ایرہ کو اپنے جسم میں سپارک ہوتا محسوس ہوا۔
بے حال ہوتے وہ سنی کو کالر سے جکڑتے خود پر جھکا گئی۔ جبکہ سنی اسکی پیش قدمی پر روح تک سرشار ہوا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی سرخ مرچ کی کمزوری و طلب سے واقف ہو گیا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

وہ آنکھیں بند کیے سنی کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں سے ملائے ہوئے تھی۔ سنی نے بے خودی سے اسکے دونوں ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں جکڑتے ایرہ کو سسکی بھرنے پر مجبور کیا۔

شدت سے ایرہ کے ہونٹوں کو سک کرتے وہ اسکی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا تھا۔ جس پر ایرہ اسکے ہاتھوں روکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ وہ بے شرم انسان کبھی اسے ہلکے میں نہیں چھوڑتا تھا۔ سنان مصطفیٰ قربت کے آخری مرحلے پر پہنچتے اسے واپس لے آتا تھا۔ کئی بار تو ایرہ کو محسوس ہوا تھا۔ کہ وہ ساری حدیں پار کر جائیں گئے۔ پر سنان ہمیشہ سے اسکے وہم غلط ثابت کر دیتا تھا۔

سنی اس کے ہونٹوں کو سرخ کرتے اسکی گردن پر جگہ جگہ لو بایٹس بنانے لگا۔ تو ایرہ اسکے لمس پر پاگل ہوتے اسے جھنجھوڑنے لگی۔

میں پاگل ہو جاؤں گی مت کرو سنان پلیز۔۔۔

بے حال ہوتے وہ تیز چلتی سانسوں کے درمیان بامشکل بولی۔ تو سنی کو اس پر بے اختیار ترس آیا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم پاگل ہو جاؤں تاکہ تم خود رخصتی کی ڈیمانڈ کروں۔ اور پھر اس گولڈن نائیٹ پر میں ایسا تمہارے اندر سما جاؤ کہ تم میرے بناک سیکنڈ نہ رہ سکو۔۔۔

سنی اسکی سائیڈ گردن کو چومتے بے باک سرگوشیاں کرتے اسے شرم و حیا سے گلنار کر رہا تھا۔

گھر والوں کو بتایا تک نہیں اور تمہیں رخصتی کی پڑی ہے بے شرم انسان۔۔۔

ایرہ غصے سے اسکی گردن کو نوچتے چیخنی۔ تو سنی مسکراہٹ دباتے اسکا ظلم برداشت کرنے لگا۔

دفع ہو جاؤں یہاں سے مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔

سنی کو مستی میں دیکھتے وہ اسے خود سے دور دھکیلتے غصے سے بولی تو سنی نے اسے ایبر واچکاتے دیکھا۔

اور سنی نے اونہ تاؤ دیکھا تھا۔ اور ایرہ کو اپنی میٹھی بے باک شرارتوں پر بوکھلا کر رکھ گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔



منیزے تھوڑی دیر پہلے ہی سوئی تھی۔ کہ کسی برے خواب کے زیر اثر اسکی آنکھ کھل گئی۔ اور وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

ماتھے سے پسینہ صاف کرتے وہ لمبے سانس لیتی خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ لیکن اسکا دل بری طرح خوف سے دھڑک رہا تھا۔

کمبل پیچھے ہٹاتے وہ جلدی سے بیڈ سے نیچے اترتے ضرار کے کمرے کی جانب بھاگی۔

دو دنوں سے ضرار گھر نہیں آیا تھا۔ منیزے نے اسکی کمی بری طرح محسوس کرتے خود کو منفی سوچوں سے پاگل کیا تھا۔ وہ پہلے بھی کئی دن رات کو گھر نہیں آپاتا تھا۔۔۔ پر تب منیزے اسکا انتظار کرتی تھی۔ لیکن اس دفعہ معاملہ الٹ تھا۔

منیزے کو لگا تھا کہ وہ آج بھی نہیں آیا ہوگا۔۔۔ پر ضرار کے کمرے کا دروازہ کھولتے ہی وہ اسے بیڈ پر سویا ہوا نظر آیا تھا۔

دونوں بعد اسے اپنے سامنے دیکھتے منیزے کی ہچکی بند گئی۔

بلیک شلوار قمیض میں وہ تھکے تھکے انداز میں قدم اٹھاتے بیڈ کے قریب آئی۔ ضرار کے الزام لگانے کے بعد سے ہی منیزے شلوار قمیض پہنا شروع کر چکی تھی۔ یہ علیزے کے کپڑے ہی تھے۔ جو نکاح سے پہلے وہ یہاں ہی بھول گئی تھی۔

ضرار کا حلیہ دیکھتے اسکی نم آنکھوں میں حیرت ابھری۔

ہر وقت تیار رہنے والا انسان اس وقت ملگے حلیے میں سویا ہوا تھا۔

کالے گھنے بال ماتھے پر بے ترتیب تھے۔ اور سرمئی آنکھیں اس وقت بند تھیں۔ لیکن اسکی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔۔۔ منیزے کو ایسا ہی محسوس ہوا تھا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ضرار کے بالوں کو ماتھے سے پیچھے کرتے وہ سسکا اٹھی۔ اور پھر وہ رکی نہیں تھی۔ بلکہ روتی ہی چلی گئی۔

Epsiode 61

ضرار جس کی بھی تھوڑی دیر پہلے ہی آنکھ لگی تھی۔ وہ تین بجے گھر لوٹا تھا۔ اور آتے ہی سب سے پہلے منیزے کے کمرے میں گیا تھا۔ سوئی ہوئی منیزے کو دیکھتے وہ آدھے گھنٹے تک اس کے پاس بیٹھا اسکے بالوں کو سنوارتا رہا۔ اور اپنے بے چین دل کو قرار پہنچانے کی کوشش کرتا رہا تھا۔

کچھ دیر پہلے ہی وہ اسکے کمرے سے اپنے کمرے میں آکر سونے کے لئے لیٹا تھا۔

کہ اسے اپنے کانوں میں کسی کے رونے کی آواز سنائی دینے لگی۔ منیزے کا خیال دماغ میں آتے ہی ضرار نے جلدی سے آنکھیں کھولتے بیڈ کے پاس نظریں دہرائیں۔ جہاں زمین پر بیٹھے سر گھٹنوں میں دے وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

منیزے کو بری طرح روتے دیکھ کر ضرار کا دل تکلیف سے بھرا۔

وہ جلدی سے اٹھتے منیزے کے پاس پہنچا۔

بیگم جان۔۔۔

منیزے کے سر پر ہاتھ پھیرتے بھنچے ہوئے لبوں سے ضرار نے اسے پکارا۔ دل میں کہیں نہ کہیں ڈر بھی تھا کہ وہ اسے جھٹک نہ دے۔ پر وہ اسے ایسے روتے بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ تو آج تک اس کے سامنے نہیں روئی تھی۔ پھر آج کیسے رو سکتی تھی۔

ضرار کے پکارنے پر منیزے نے اک جھٹکے میں سر اٹھاتے اپنے پاس بیٹھے ضرار کو دیکھا۔ جو نیند کے باعث سرخ آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ سر میسی آنکھیں اس وقت شدید لال اور سو جی ہوئی تھیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ضرار کو دیکھتے ہی منیزے اور شدت سے روتے اسکے گلے لگی تھی۔ اتنے دنوں کی تڑپ کے زور نے انا کا بت پل میں گرایا تھا۔

منیزے کے تیزی سے گلے لگنے پر ضرار سنبھل نہیں پایا۔ اور پیچھے جا گرا۔ لیکن اتنے عرصے کے بعد منیزے کی اس عنایت پر اس کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔ اور ساتھ ہی ساتھ جسم و روح میں سکون کی لہر دوڑ گئی۔

نرم و ملائم کالین پر وہ نیچے لیٹا ہوا تھا۔ اور منیزے اسکے سینے پر گری ضرار کی گردن میں منہ چھپائے ہچکیاں بڑھتی جا رہی تھی۔

ایم سوری۔۔

منیزے کو شدت سے خود میں بھینچتے ضرار تکلیف سے بولا۔ تو وہ اور شدت سے رو دی۔ نجالے آج وہ کس کیفیت سے گزر رہی تھی۔ یا اتنے دنوں کا غبار تھا۔ جو ضرار کی آغوش میں زور پکڑتا جا رہا تھا۔ ایسے نہیں رونے میرے دل کو تکلیف ہو رہی ہے۔۔۔

ضرار نے اسکے بال اک سائیڈ پر کرتے مدھم آواز میں کہا تو منیزے اسکی گردن سے چہرہ نکال کر ضرار کے ماتھے کے ساتھ اپنا ماتھا ٹکا گئی۔

ضرار نے اسکے ماتھے کو ہونٹوں سے چھوا تو منیزے نے زور سے آنکھیں میچیں۔ جو ضرار نے بغور دیکھا تھا۔ شاید وہ اسکے لمس کے لیے بے حد تڑپی تھی۔

"اگر مجھ سے غلطی ہوئی تھی۔ تو تمہیں چاہیے تھا کہ حق سے میرے سینے پر اپنی ہیل رکھ کر مجھے بتاتی کہ ضرار حیدر پاشا سے منیزے پاشا کو سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔۔ لیکن بیگم تم نے مجھے اپنی چپ کی ایسی ماری ہے۔ کہ اتنے دنوں میرے خود کے الفاظ میرے کانوں میں گونجتے ہوئے مجھے پاگل کر چکے

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ہیں۔ نہ تم خود مجھے سے بولی اور نہ ان کانوں کا اپنی آواز سے سکون پہنچایا۔ میں اپنے پاگل ہونے کا شکوہ بھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مجھے میرے خود کے عمل نے ہی اس حال میں پہنچایا ہے۔"

"یار ایسے تو نہیں ہوتا نہ، مجھ سے غلطی ہوئی تھی تو سزا دے لیتی پر ایسے منہ موڑا کروں گی تو میں جیوں گا کیسے۔۔۔"

ضرار کو وہ سب لمحے یاد آئے تھے۔ جب منیزے اسے نظر انداز کرتے گزرتی تھی۔

ضرار منیزے کو خود پر دوبار جھکاتے اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپائے اسکے کانوں میں ہولے ہولے سے بولنے لگا۔ پتہ نہیں کیوں منیزے کو محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے وہ رو رہا ہے۔

آپ نے مجھے کوئی موقع ہی نہیں دیا تھا کچھ کہنے کا۔۔۔

منیزے پھر اک دفعہ وہ سب یاد کرتے بھرائی لہجے میں بولی۔ تو ضرار نے آنکھیں ضبط سے بند کیں۔ بھول جاؤ وہ سب، بس آئندہ میں تمہیں نہیں ڈانٹوں گا کبھی اور تم بھی نہیں ناراض نہیں ہونا مجھ سے پلیز۔۔۔

منیزے کے پورے چہرے پر اپنے لمس کے پھول کھلاتے وہ نم آنکھوں سے بولا۔ تو منیزے نم آنکھوں سے مسکرا دی۔ اسکے دل میں منیزے کی ناراضگی کا ایسا ڈر بیٹھا تھا۔ کہ وہ آئندہ کے لیے اسے دانٹنے سے بھی توبہ کر گیا۔

مجھے کبھی کسی نے نہیں ڈانٹا ایسے، بس اسی لیے میں ایسی ہو گئی تھی۔ مام اور ڈیڈ تو میری غلطی پر بھی مجھے کچھ نہیں کہتے تھے۔

نچلے ہونٹ کو مڑوڑتے وہ اسکی کالر سے چھیڑ چھاڑ کرتے بامشکل خود کو رونے سے باز کرتے بتانے لگی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تو ضرار کا دل چاہا کہ خود کو شوٹ کر لے۔ کیونکہ اسکی بیوی نازوں پلی لاڈلی تھی۔ اور پھر لاڈلوں کے دکھ بھی تو سب سے الگ ہوتے ہیں۔ جو غم و مصیبت عام انسان ہنس کر برداشت کر لیتے ہیں۔ وہیں پر کچھ تلخ لہجوں کے دکھ ان لاڈلوں کو سکون نہیں لینے دیتے۔ (آپکی رائیٹر ہر گز کسی کی لاڈلی نہیں ہے لہذا رائیٹر کو سوچنا بند کریں)

وہ اتنے دن صرف ضرار کے لہجے کا دکھ مناتی آئی تھی۔ کیونکہ وہ ان تلخ واو نچے رویوں کی عادی نہیں تھی۔

مجھے معاف کر دو میری جان، میرا لاڈلہ بچہ۔۔۔

مینزے کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی گرفت میں لیتے وہ پھر اک دفعہ تکلیف سے بولا۔ تو مینزے اتنے دنوں بعد اسکا لمس محسوس کرتے جی جان سے کانپ اٹھی۔

اک ہاتھ سے مینزے کے سر کو خود پر جھکائی وہ شدت سے اسکی سانسوں کی مہک چر رہا تھا۔ جبکہ دوسرا ہاتھ مینزے کی کمر پر گردش کر رہا تھا۔

لیکن اتنے دنوں کی تشنگی اتنی جلدی کہاں مٹنے والی تھی۔۔ اس سب کے باوجود بھی ضرار کو کسی چیز کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔

مینزے کے ہونٹوں کو شدت سے اپنے ہونٹوں میں دباتے وہ پیچھے ہٹا۔
میری گود میں بیٹھو۔۔

مینزے کے ماتھے کے ساتھ ماتھا ٹکاتے وہ تیز سانسوں کے درمیان بولا۔ تو مینزے اسکی فرمائش پر لال انکارہ ہوئی۔ نیچے قالین پر لیٹے ہوئے مینزے اسکی فرمائش پر شرم سے لال ہوتے نفی میں سر ہلاتے اسکی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

منیزے کے شرمانے پر ضرار نے مسکراتے ہوئے اسکی ٹانگوں کو اپنے دائیں بائیں کرتا منیزے کو اٹھائے بیڈ پر بیٹھا تھا۔

تم جانتی ہو نہ اس پوزیشن کا ایڈیکٹ مجھے تم نے بنایا ہے۔ تو پھر کیوں میری جان لینے پر تلی ہو۔ مجھے تمہارے وجود کو اپنے قریب ترین کرتے محسوس کرنا ہے۔ مجھے اپنے انگ انگ میں محسوس کرنا ہے کہ تم اس وقت میرے نزدیک ترین ہو۔ کیونکہ تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتی کہ میں اتنے دن کیسے گزارے ہیں۔

منیزے کو گود میں بٹھائے ضرار نے گہری نظروں سے اسے دیکھتے کہا۔ تو منیزے کی پلکیں سجدہ ریز ہوئیں۔ وہ ہمیشہ سے ایسے ہی کس کرتے آئے تھے۔ لیکن آج ضرار کی زبان سے یوں سنتے اسے ڈھیروں شرم نے آن گھیرا۔

بیگم اگر تم اگلے اک منٹ میں مجھے کس نہ کی نہ تو قسم سے میں کچھ سوچے سمجھے بنا تمہاری اور اپنی جان اک کردوں گا۔ ویسے بھی وہ سالے مجھے کہہ رہے تھے کہ میں باپ بننے میں پیچھے رہ گیا ہوں۔۔۔ ضرار نے منیزے کو ہنوز شرما تے دیکھ کر بے باک دھمکی دی تو منیزے کی آنکھیں حیرت سے یہ سوچ کر کھلیں۔ کہ کیا وہ سب یہ بے شرم باتیں کرتے رہتے تھے۔

منیزے میں۔۔۔

ضرار کے کچھ بولنے سے پہلے ہی منیزے آنکھیں بند کرتے اسکے ہونٹوں پر جھک گئی۔ جس سے ضرار کے جسم و دل میں سپارک ہوا تھا۔ وہ مزید اپنے سر تاج ڈھکن کی بے باک باتیں نہیں سن سکتی تھی۔

بیڈ کی بیک سے ٹیک لگائے وہ اسے گود میں انتہائی بے باک پوزیشن میں بٹھائے بیٹھا تھا۔ منیزے کی پتلی کمر سے تھامتے ضرار نے اسے اپنے نزدیک ترین کیا۔ تو منیزے لال ٹماڑ ہو گئی۔ شدت سے منیزے کے ہونٹوں کو سک کرتے اور پھر کمر سے تھامتے آج وہ کسی اور ہی جہاں کی سیر کو نکلا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

یہ اتنے دنوں کی دوری کا نتیجہ تھا۔ کہ آج ضرار اسکے لمس پر سکون ہونے کی بجائے بے چین ہوتے اسے بوکھلاہٹ سے دوچار کر رہا تھا۔

منیزے کو بیڈ پر لٹاتے وہ اس کے اوپر اوپر سایہ فلن ہوا۔ تو منیزے تھوک نکل گئی۔

شدت سے پھر ضرار کو اپنے ہونٹوں سے لپٹتے دیکھ کر اسکی آنکھیں باہر کو نکلیں تھیں۔ کیونکہ آج اسکا انداز مکمل طور پر بدلا ہوا تھا۔

سائیں۔۔

ضرار کے زرا سا پیچھے ہٹنے پر منیزے تیز ہوتی ڈھرنکوں کے درمیان بولی۔۔

کیا ہو گیا ہے اچکو۔۔

وہ اسکے کندھوں پر مکے مارتی کہنے لگی۔۔ تو ضرار بند آنکھوں سے مسکرا دیا۔ کیونکہ اسکی بیگم کی اتنے میں ہی بس ہو گئی تھی۔

“ میں تمہارے اندر اترنا چاہتا ہوں ”۔۔

ضرار نے ہولے سے منیزے کے کان پر پھونک مارتے کہا۔ تو منیزے اسکی بے وقت کی فرمائش پر لرزی۔۔

میں ماروں گی سرتاج۔۔۔

منیزے شرم وہ حیا سے چیخ اٹھی۔۔ تو ضرار بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس کا سر سینے پر رکھتے لیٹ گیا۔

مجھے سکون کی ضرورت ہے میری سبز آنکھوں والی حسینہ۔۔

ضرار آنکھیں موندتے بولا۔ تو منیزے کو وہ بے حد تھکا معلوم ہوا۔۔

میرے کمرے میں کیسے آگئی تھی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ضرار نے اسکی ہاتھ کو چومتے استفسار کیا۔ جو کب سے وہ سوچ رہا تھا۔

میں نے برا خواب دیکھا تو بہت ڈر گئی تھی۔۔

مینزے پھر خواب یاد کرتے اسکے اندر گھستے بولی۔ ضرار نے اسکا سر چوما۔

وہ خواب میرے لیے تو اچھا ثابت ہوا ہے۔۔ کم از کم میری بیگم تو میرے قریب آئی۔۔ ضرار اسکے جسم پر بے باکی سے ہاتھ پھیرتے گویا ہوا۔ تو مینزے اسے گھورنے لگی۔

سو جائیں اب۔۔

ضرار کے گردش کرتے ہاتھ پر ہلکا سا بایٹ کرتے وہ بولی تو ضرار اسکے دھمکی آمیز لہجے پر ہنستے آنکھیں بند کر گیا۔۔ لیکن سونے سے پہلے مینزے کو شدت سے گلے لگانا نہیں بھولا تھا۔



صبح آٹھ بجے مینزے تیار ہو کر ضرار کی ٹیبل پر بیٹھتے اسکی چیزوں سے چھیڑ چھاڑ کر رہی تھی۔

جبکہ ضرار شاور لے رہا تھا۔ مینزے اس وقت بلو شلوار قمیض میں ملبوس تھی۔ اور کالے گھنے بالوں کی سادہ سی چوٹی بنائی گئی تھی۔ وہ اس وقت بے حد عام حلیے میں تھی۔

ضرار شاور لے کر بالوں کو ٹاول سے رگڑتے باہر نکلا۔ تو مینزے کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا۔ اور کچھ ایسا ہی حال مینزے کا ہوا تھا۔ کیونکہ ضرار اس وقت کمر پر فقط ٹاول لپیٹے ہوئے تھا۔

یہ کیا پہنا ہوا ہے تم نے۔۔

ضرار حیران کن تاثرات سے مینزے کی جانب آیا۔۔ تو مینزے اسکے سوال پر نچلے ہونٹ کاٹنے لگی۔

سس سوٹ پہنا ہے۔۔۔

بمشکل وہ بولی۔۔ پتہ نہیں وہ کیوں اس کی طرف دیکھ نہیں پارہی تھی۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کس کا سوٹ ہے یہ۔۔

ضرار نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھتے پھر سوال کیا۔ کیونکہ جہاں تک وہ جانتا تھا۔ اسکی بیگم کے پاس ایسی کوئی کو لیکشن نہیں تھی۔ جبکہ ضرار نے بھی جو اسکے لئے ڈریس خریدے تھے۔ وہ بھی بے حد سٹائش تھے۔۔

میرا ہے۔۔

منیزے اس سے نظریں چراتے بولی۔ تو ضرار کے اندر غصے کی لہر دوڑ گئی۔ کیونکہ اسکی بیوی اس وقت اسے صرف ذہنی مارچر کرنے کی کوشش میں تھی۔

ضرار نے اک جھٹکے میں منیزے کو بازو سے پکڑتے نیچے اتارا۔ اور شیشے کے سامنے کیا۔۔

یہ لڑکی میری بیوی نہیں ہو سکتی نہ ہی منیزے سکندر ہو سکتی ہے۔۔ کیونکہ یہ لڑکی انتہائی ڈرپوک ہے۔ اور کم از کم میری بیوی اتنی ڈرپوک نہیں ہے۔

ضرار اسکے پیچھے کھڑے ہوتے غصے سے بولا۔ تو منیزے شیشے میں نظر آنے والے خود کے عکس کو دیکھتے نظریں چرا گئی۔ کیونکہ یہ ڈریسنگ اسکا طرز زندگی نہیں تھی۔ اس وقت وہ بلو عام سی شلوار قمیض میں انتہائی عام سی لڑکی لگ رہی تھی۔ اور اسکا عام سالگنا ضرار کے دل میں تیش پیدا کر رہا تھا۔

صرف اک غلطی کی وجہ سے تم مجھ سے میری بیوی کو نہیں چھین سکتی۔ نہ ہی میں تمہیں اجازت دوں گا اس چیز کی۔۔

ضرار اسے اک جھکٹے میں کندھے پر اٹھاتے کمرے سے باہر نکلتے اسکے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔ جبکہ ضرار کے یوں اٹھانے پر منیزے کی چینخ بے ساختہ تھی۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

لاونج سے گزرتے شبوان دنوں کو اتنے قریب دیکھ کر منہ چھپا گئی تھی۔ شبوپر نظر پڑتے ہی منیزے کو منہ چھپانے کی جگہ نہ ملی تو ضرار کے کندھے پر دانت گاڑنے لگی۔

جس کا ضرار پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

منیزے کو زور سے بیڈ پر بٹکتے وہ کرخت انداز میں اسکی وارڈروب کی طرف آیا۔

منیزے کا کمرہ چھوٹا تھا۔ اسی لیے اسکے کمرے میں ڈریسنگ ایریا نہیں تھا۔ اس کے برعکس ضرار کا کمرہ انتہائی بڑا تھا۔

منیزے سہمی نظروں سے اسکی کاروائی دیکھنے لگی۔ پتہ نہیں وہ کیا ارادہ رکھتا تھا۔

منیزے کی وارڈروب سے اسکی سفید سٹائلس لانگ شرٹ اور جینز نکالتے ضرار نے منیزے کو پھر کندھے پر اٹھایا تھا۔

منیزے تو اسکے بار بار اٹھانے پر گھوم کر رہ گئی تھی۔

ضرار نے اپنے کمرے میں داخل ہوتے منیزے کو یوں ہی اٹھائیے ڈریسنگ روم میں لے کر داخل ہوا۔

اسے صوفے پر بٹھاتے ضرار ڈریسنگ روم کا دروازہ بند کرتے اسکی جانب مڑا۔ تو منیزے اسکی اگلی کاروائی کو سوچتے پیچھے کو کھسکی۔۔

سرتاج کیا کر رہے ہیں آپ۔۔

ضرار کو لائیٹ آف کرتے دیکھ کر منیزے اسے پیار سے پچکارتے پوچھنے لگی۔ تاکہ اسے باز کر سکے۔

جبکہ ضرار اسکے ہر انداز سے اچھے سے واقف تھا۔

"میں وہ کرنے لگا ہوں جو مجھے پہلے ہی کر لینا چاہیے تھا۔ پر تمہیں قربت کے معاملے میں ہمیشہ رعایت

دیتا آیا ہوں۔ کہ کہیں تمہیں اپنی شدتوں سے ہرٹ نہ کر دوں۔۔ لیکن میں اتنے عرصے میں یہ جانا

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ہے۔ کہ میں غلطی پر تھا۔ کیونکہ وہ کمینے اپنی ننھی منی بیویوں کے ساتھ رو مینس کے ریکارڈ توڑ رہے
رہے ہیں۔ اور اک میں تم پر خواہ مخواہ کا ترس کھاتا خود کو ہلکان کرتا رہا ہوں۔۔۔"

اندھیرے میں منیزے کو ٹانگ سے خود کی طرف کھینچتے وہ جھنجھلاہٹ سے بولتا چلا گیا۔ کیونکہ یہ سچ بات
تھی۔ کہ ضرار نے ہمیشہ اسے نرمی سے ہی چھوا تھا۔۔۔ پر اب خود کے پیچھے رہ جانے پر اور پھر اپنی بیوی
کے ٹارچر کرنے پر وہ پاگل ہونے کو تھا۔

منیزے جو اسکی بے شرمی کا سوچ سوچ کر ڈرے جا رہی تھی۔۔۔ ضرار کی جھنجھلاہٹ پر کھکھلاتے ہی چلی
گئی۔

منیزے کی کھنکھار سنتے ضرار کے جلتے دل کو سکون پہنچا تھا۔ جبکہ منیزے اسے ریلیکس دیکھ کر پیچھے
کھسک گئی۔۔۔ تو ضرار اندھیرے میں اسے تیکھی نظروں سے گھورنے لگا۔ لیکن پھر اک جھکٹے میں اسے
اپنی جانب کھینچتے اس نے منیزے کو چپخنے پر مجبور کیا تھا۔

کیوں ظلم کرنے لگی ہو مجھ پر۔۔۔

منیزے کے ڈوپٹے کو گلے سے نکال کر ضرار نے دور اچھالتے استفسار کیا۔ تو منیزے اسے برہنہ سینے کو
چھوتے روح تک لرزی۔ اندھیرے میں اسکی پلکیں عارضوں پر گریں تھیں۔

"مجھے تم ایسے ہی پسند ہو جیسے تم میری زندگی میں بنانا کیے داخل ہوئے تھی۔ اپنے جوالہ مکھی جیسے
حسن کا عادی بنا کر اب ایسے ستم نہ ڈھاؤ بیگم ورنہ میں اپنی جھنجھلاہٹ و غصہ غرض ہر کیفیت تمہارے
اندراخل ہوتے تم میں بھیج دوں گا۔ پھر تکیے پر سر پٹکتی رہنا۔ کیونکہ یہ جو بنا آواز کیے تم نے مجھ پر ظلم
ڈھانے کا طریقہ ڈھونڈا ہے نہ قسم سے میں پھر ہر حد بھلاتا تمہیں ایسے خود میں شامل کروں گا۔ کہ تم
مہینوں خود سے نظریں بھی نہیں ملا پاؤں گی۔۔۔"

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

منیزے کے گلے پر جھکتے ضرار شدت پسندی سے غرایا۔ تو منیزے اسکے جنون ہر گہرے سانس لینے لگی۔ وہ کبھی بھی اتنی بے باک گفتگو نہیں کرتا تھا۔ لیکن رات سے اسکے انداز بدلے ہوئے تھے۔

جبکہ ضرار یہ سوچ سوچ کر پاگل ہونے کو تھا۔ کہ اسکی بیوی اسکی وجہ سے پتہ نہیں یہ عام سالباس کب سے پہن رہی تھی۔

غم و غصے سے دوچار ہوتے ضرار نے اچانک اک جھکٹے میں اسکی قمیض کندھے سے پھاڑی تھی۔۔ جس پر منیزے کی جان حلق کوائی۔۔

سائیں س۔۔

وہ چلا اٹھی۔۔

"سائیں کی جان چپ کر کے لیٹی رہوں کیونکہ میں صرف تمہاری پہنی اس سوغات کو دفع دور کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔۔۔ پر اگر تم زرا سا بھی ہلی تو یقین مانو میں یہیں صوفے پر شروع ہو جاؤں گا۔"

منیزے کے کان میں غراتے وہ آہستہ آہستہ اسکی شرٹ اسکے وجود سے جدا کرنے لگا۔ ضرار کے لمس کو اپنے جسم پر محسوس کرتے وہ مرنے کو تھی۔

سائیں میں خود۔۔۔

منیزے کے بات مکمل کرنے سے پہلے ہی ضرار اسکے ہونٹوں کو قید کر گیا۔ منیزے کی گردن میں ہاتھ ڈالتے اسے اوپر اٹھاتے وہ اسکے بولتے، احتجاج کرتے ہونٹوں اپنے دانتوں سے کھارہا تھا۔ رات وہ اسے بخش گیا تھا۔ لیکن ابھی اسکا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

منیزے کی شرٹ تو وہ اتار ہی چکا تھا۔۔ لیکن اس چکر میں ضرار کی اپنی حالت خراب ہوئی تھی۔ اسی لئے وہ سب کچھ بھاڑ میں جھونکتے منیزے پر سایہ فگن ہوا۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

خود پر بوجھ محسوس کرتے وہ پاگل ہوئی۔ وہ کن چکروں میں پڑ گیا تھا۔ منیزے کی سمجھ سے باہر تھا۔
منیزے کی گردن کو ہونٹوں سے سک کرتے ضرار مکمل طور پر اس پر جھکا ہوا تھا۔ کہ وہ نرم و نازک
وجود ہل بھی نہیں پار ہا تھا۔

پہلے وہ خود صرف فقط ٹاول میں تھا۔ اب خود کو بھی ویسی حالت میں دیکھتے منیزے کے کانوں سے
دھواں نکلنے لگا تھا۔

سائیں شرٹ۔۔۔

کانپتے لبوں سے وہ بامشکل بولی۔ تو ضرار اٹھتے ہوئے اسکے ہونٹوں کو ہلکے سے چوم گیا۔ کیونکہ وہ کانپنے
لگی تھی

کیا ضروری ہے یہ لباس پہنا۔۔۔

ضرار نے بے باک سرگوشی کی تو منیزے رونے والی ہوئی۔

اچھی خاصی کونفیڈینٹ لڑکی کو اس نے بوکھلا کر دیا تھا۔

ضرار نیچے جھکتے اسکی ڈھرنوں کے مقام پر آیا۔ تو منیزے اسکی سانسوں کو اپنے دل کے مقام پر محسوس
کرتے سانس روک گئی۔ ضرار اسکی حالت پر گہرا مسکرا رہا تھا۔ اس نے ابھی تک اسکی ڈھرنوں کو
ہونٹوں سے چھوا نہیں تھا۔ اسی لئے ہاتھ سے اسکے دل کے مقام پر انگلی ٹریس کرنے لگا۔ منیزے کے
گہرے سانس لینے پر اسکے بدن کے اتار چڑھاؤ ضرار کے دل میں جلتے جزبات کو مزید بھڑکا رہے تھے۔
لیکن ساتھ ہی ساتھ اسے اپنی نازک بیگم پر ترس بھی آنے لگا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اسی لئے نیچے جھکتے اسکے پیٹ کو ہونٹوں سے چھوتے وہ اس پر سے اٹھتے منیزے کو شرٹ پہنانے لگا۔
منیزے کو مکمل لباس پہنانے کے بعد ضرار نے اٹھتے لائیٹ آن کی۔ تو وہ صوفے میں اپنا چہرہ چھپائے رخ
موڑے لیٹی تھی۔ یقیناً وہ ضرار سے شرمنا رہی تھی۔

کالے گھنے گالوں میں ہاتھ پھیرتے ضرار نے دانتوں تلے لب دبایا۔ اور اسکے قریب آیا۔
بیلٹ خود پہن لوگی۔ یا وہ بھی میں پہناؤں۔۔

نیچے بیٹھتے منیزے کے بازو کو چومتے وہ شرارت سے گویا ہوا۔ تو منیزے تیزی سے اٹھتے کھڑی ہوتے
باہر بھاگنے لگی تھی۔ لیکن ضرار نے اسے بازو سے پکڑتے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔ کہ منیزے کی پشت لہرا
کر ضرار کے سینے سے لگی۔

میرے باہر نکلنے تک مجھے پہلے کی طرح ٹپ ٹپ کرتی نظر آؤ۔ غرض کہ مجھے کوئی کمی محسوس نہیں ہونی
چاہیے۔ ورنہ ابھی صرف ٹریڈر دیکھا یا ہے۔ بعد میں گلہ نہ کرنا۔۔

ضرار اسکے کندھے پر چہرہ ٹکاتے میٹھی میٹھی دھمکیوں سے اسکی جان خلاصی کرتے بولا۔ تو منیزے چہرہ
موڑتے اسے زبان چرا کر باہر بھاگ گئی۔

پیچھے وہ بھرپور دل سے مسکراتے اسے جاتا دیکھ کر خود بھی تیار ہونے لگا۔

Epsiode 62

ضرار، منیزے کے ساتھ یونیورسٹی پہنچا تو منیزے کی پہلی کلاس مس ہو چکی تھی۔ اسی لئے وہ عجلت میں بھاگتی ہوئی اپنی دوستوں کے پاس پہنچنے کی کوشش میں تھی۔

لیکن تیزی کے چکر میں وہ منہاج علی سے ٹکرا گئی۔ جہاں اتنے عرصے بعد منیزے کو دیکھتے منہاج علی حیران تھا۔ وہیں منہاج کی منحوس شکل دیکھتے منیزے کے خوبصورت چہرے کے زاویے بگڑے تھے۔ منہاج کچھ عرصے سے کہیں گیا ہوا تھا۔ اک ہفتہ پہلے ہی وہ واپس لوٹا تھا۔

منیزے اسے نظر انداز کرتے آگے بڑھتی چلی گئی۔ لیکن منہاج تو اسکے سبز نگینوں جیسے نینوں کی خوبصورتی میں ہی کھو گیا تھا۔

پہلے دن تو وہ صرف گندی نیت سے اسکی طرف بڑھا تھا۔ اور بے عزت ہو گیا تھا۔ لیکن آج تو اسکے اندر اک نیا احساس پیدا ہوا تھا۔

سفید لانگ شرٹ میں وہ چاندنی ساحسن لیے بے نیازی سے اسے ٹکرائی تھی۔ سبز آنکھیں آج بھرپور روشن تھیں۔ منیزے تو چلی گئی تھی۔ لیکن منہاج علی کو بھی ساتھ لے گئی۔

وہ پتہ نہیں وہاں کتنی دیر کھڑا اسے سوچتا رہتا اگر نتاشہ اسے ہوش دلاتی ساتھ نہ لے کر جاتی تو۔



وہ آج پھر گروانڈ میں بیٹھی تیاری کر رہی تھیں۔ کیونکہ تھوڑے عرصے کے بعد انکے ایگزام ہونے والے تھے۔

صدا کی پڑھائی سے بھاگنے والی ایڑہ داؤد اب کلاس کے ٹاپر میں شمار ہونے لگی تھی۔ اور یہ سب اسکی دوستوں کا کمال تھا۔ جو سب پڑھائی میں اولین تھیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

لیکن ایرہ کی پڑھائی کے سلسلے میں اصل جان تو سنان مصطفیٰ نے سولی پر لٹکائی ہوئی تھی۔ کیونکہ سنان مصطفیٰ کے مطابق اسکی بیوی کو اول رہنا چاہیے تاکہ وہ فخر محسوس کر سکے۔

اب ایرہ یہ سوچ کر پریشان تھی۔ کہ وہ اکیلی کس کس کے فخر کا باعث بنے۔ سنی بہت جلدی جان گیا تھا۔ کہ ایرہ پڑھائی میں بے حد لاپرواہ ہے۔ اسی لئے تین دن پہلے وہ رات کو خود جا کر ایرہ کو اسکی پریزنٹیشن کی تیاری کروا کے آیا تھا۔

جہاں سنان مصطفیٰ بھرپور شرافت کے ساتھ ایرہ کو پڑھا رہا تھا۔ وہیں ایرہ اسے اپنا ٹیچر بنے دیکھ کر چڑرہی تھی۔ کیونکہ وہ کسی سخت پروفیسر کی طرح اسے پڑھانے میں لگا تھا۔ اور ساتھ ساتھ کام اچھا نہ کرنے پر سزا بھی دے رہا تھا۔

اب بھی ایرہ پوری توجہ کے ساتھ تیاری کر رہی تھی۔ لیکن آج کسی اک کا دل پڑھائی میں نہیں لگ رہا تھا۔ تو وہ مسسر عیس تھیں۔

چند کیا بات ہے کیوں منہ لٹکایا ہوا ہے۔۔

علیزے نے بک سے نظریں اٹھائے مشعل کو دیکھا۔ جو منہ لٹکائے ہر طرف نظریں دہرا رہی تھی۔ علیزے کے پوچھنے پر وہ دونوں بھی متوجہ ہوئیں۔۔

میں بور ہو رہی ہوں۔

نچلے ہونٹ کو باہر نکالتے وہ معصومیت سے بولی۔۔

تو پڑھ لو نہ پھر بور نہیں ہوگی تم۔

ایرہ نے بسکٹ کھاتے اسے بے نیازی سے مشورہ دیا۔ تو مشعل منہ ٹیڑھا کر گئی۔۔

تم ہی پڑھو کیونکہ تمہیں ہی سنان بھیا کی سزاؤں کو بھگتنا ہے مجھے نہیں۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ایرہ کے مشورے پر مشعل چڑتے ہوئے بولی۔ تو ایرہ کے حلق میں بسکٹ اٹک گیا۔ اور چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا۔ کیونکہ سنان مصطفیٰ کی بے باک سزاؤں کو یاد کرتے اسکا دل زوروں سے دھڑکنے لگا تھا۔ اللہ کرے تم اور بور ہو، پدی چڑیل کہیں کی۔

ایرہ دانت پیستے عیس کی طرح اسے پدی کہتے مزید چڑا گئی۔ جس پر مشعل نے ایرہ کو زبان باہر نکال کر چڑا کر بدلہ لے لیا۔

مشعل کے چڑنے پر منیزے اور علیزے اک دوسرے کو دیکھنے لگی۔ کیونکہ وہ اپنے چوزے کی چڑنے کی وجہ جان نہیں پارہیں تھیں۔

تم ایسا کرو میرے موبائل میں یہ گیم کھیل لو، ایسے تمہارا دل لگ جائے گا۔

منیزے نے بیگ سے اسے موبائل نکال کر دیا تو مشعل کچھ سوچتے تھام گئی۔

مشعل کے چپ کر کے موبائل تھامنے پر وہ دونوں تشکر بھری سانس خارج کر کے دوبارہ کام میں مصروف ہو گئیں۔ کیونکہ اگر وہ ایسے ہی منہ لٹکا کر بیٹھی رہتی تو اس کا منہ دیکھتے وہ تینوں ہی توجہ سے کام نہ کر پاتیں۔

دس منٹ موبائل میں گیم کھیلنے کے بعد مشعل کو پھر بھی سکون نہ ملا تو وہ نظریں اٹھا کر ان تینوں کو دیکھنے لگی۔ جو زوروں شور سے اپنا اپنا کام کر رہیں تھیں۔

کچھ سوچتے مشعل کی آنکھیں چمکیں تھیں۔ اپنی سوچ پر عمل کرنے سے پہلے اسکے دل میں ڈر پیدا ہوا تھا۔ لیکن پھر وہ یہ سوچ کر اپنے ڈر کو دبا گئی۔ کہ ایسے وہ بہت مزا کر سکے گی۔

اسی سوچ کے تحت مشعل آہستگی سے ان تینوں کے پاس اٹھتے پیچھے کی جانب پیرا اٹھاتے آہستہ آہستہ دور ہوتی چلی گئی۔ تاکہ وہ تینوں اسکی غیر موجودگی کو محسوس نہ کر سکیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ان تینوں سے دور ہوتے وقت مشعل کا دل تیزی سے ڈھرنے لگا تھا۔ بے شک وہ ان کے ساتھ پرینک کرنا چاہ رہی تھی۔ لیکن پھر بھی اسے اکیلے ڈر سا محسوس ہو رہا تھا۔

کچھ دن پہلے منیزے کے الفاظ یاد کرتے اس کے ننھے سے دل میں تتلیاں سی اڑنے لگیں۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی۔ کہ اسکے غائب ہونے پر وہ تینوں اسے کیسے ڈھونڈتیں ہیں۔ یا پھر عیس کیسے اسکے پاس پہنچ سکتا ہے۔

کیونکہ منیزے نے اسے یقین دلایا تھا۔ کہ مشعل سلیمان ہمیشہ عیس علی ہمدانی کی حفاظت کے سایے میں رہتی ہے۔ تو عیس کو سوچتے اسکے ہونٹوں پر خوبصورت مسکراہٹ مچلی اٹھی۔ بے شک وہ اپنے شوہر کی محبت کی تڑپ دیکھنا چاہ رہی تھی۔

وہ آج شاید ان سب کو آزمانہ چاہتی تھی۔ سوچوں میں چلتے ہوئے وہ ان تینوں سے کافی دور نکل آئی۔ لیکن اب اسے چھپنے کے لئے جگہ چاہیئے تھی۔ جو کہ اسے جلد ہی نظر آگئی تھی۔

بے خبری میں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے وہ یونیورسٹی کے بیک سائیڈ پر چلی آئی۔ یونیورسٹی کا یہ لیریا وہ پہلی بار دیکھ پارہی تھی۔ کیونکہ سلطان نے ان چاروں کو اس طرف آنے سے سختی سے منع کیا ہوا تھا۔ لیکن آج اپنے پرینک کے چکر میں وہ یہیں پر آگئی۔ یونیورسٹی کے اس سائیڈ پر بڑے بڑے درخت تھے۔

یہاں کوئی آتا نہیں کیا۔

بڑے سے گروانڈ کو سنسان دیکھتے مشعل نے بے اختیار دل میں سوچا۔

گرین کلر کے پٹیا لہ شلوار قمیض میں گلے میں ڈوپٹہ ڈالے اپنے معصومیت بھرے حسن کے ساتھ چلتے ہوئے آکراک درخت کے نیچے بیٹھ گئی۔ موسم ابھی کافی حد تک ٹھڈا ہی تھا۔ لیکن فیشن کے نام پر وہ

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

چاروں سویٹر نہیں پہنتی تھیں۔ پر ضرورت کے وقت وہ چاروں اپنے شوہر سے جیکٹ لینے چل پڑتیں تھیں۔

اسی لئے ابھی بھی مشعل صرف سوٹ میں ملبوس تھی۔ لیکن دھوپ ہونے کی وجہ سے اسے سردی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ چھوٹے چھوٹے گلابی پیروں میں خوبصورت جوتی پہنی ہوئی تھی۔ درخت کے ساتھ بنے بیچ پر بیٹھتے وہ ٹانگوں کو ہلاتے چاروں اطراف نظریں دہرانے لگی۔ اسے یہاں آئے آدھا گھنٹہ تو ہو ہی گیا تھا۔ جلدی میں وہ منیزے کا موبائل ساتھ ہی لے آئی تھی۔ ان سب کے آنے کا انتظار کرتے مشعل موبائل میں گیم کھیلنے لگی تھی۔

اپنی معصومیت اور بے خبری میں وہ خود کو کتنی بڑی مصیبت میں پہنچانے والی تھی۔ اس سے ناواقف تھی۔



چند ازرا موبائل دینا مجھے سرتاج کو کال کرنی ہے۔

سرنچے گرائے منیزے نے ہاتھ بڑھاتے مشعل سے موبائل مانگا۔ تو جواب ندارد۔۔۔

سراٹھاتے اس نے مشعل کو دیکھنا چاہا تو مشعل کی جگہ خالی تھی۔

مشعل کہاں گئی۔۔

منیزے بک بند کرتے تیزی سے بولی۔ تو ایرہ اور علیزے بھی اسکی آواز پر سراٹھائے دیکھنے لگی۔

ابھی تو یہیں پر تھی، یہ کہاں چلی گئی۔

علیزے نے حیرت سے دیکھا۔ مشعل کا بیگ اور چیزیں اسکی جگہ پر ہی پڑیں تھیں۔ لیکن وہ خود غائب تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کسی انہونی احساس کے تحت ان تینوں کا دل دھڑکا تھا۔ سب کچھ چھوڑتے وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔
یہ کہاں چلی گئی خدا را۔۔۔

منیزے بے سکونی سے بولی۔۔

پریشان نہیں ہو چلو ڈھونڈتے ہیں، وہ بورہور ہی تھی۔ کہیں چھپ نہ گئی ہو۔۔

علیزے ان کو پرسکون کرتے بولی۔ لیکن اسکا دل خود مشعل کے لئے بے چین تھا۔

کیونکہ وہ اسے کبھی کہیں بھی اکیلے نہیں جانے دیتی تھیں۔ کچھ دن پہلے تو عیس نے بھی ان تینوں کو
خاص طور پر مشعل کے ساتھ رہنے کی ہدایت کی تھی۔ لیکن اب ایسے اچانک مشعل کا غائب ہو جانا اس
سب کی جان لبوں پر لا رہا تھا۔

ہر جگہ ڈھونڈنے کے بعد بھی جب مشعل انکو نہ ملی تو ان سب کے چہرے سفید ہونے لگے۔ کیونکہ اگر
وہ چھپی ہوتی تو یقیناً انکو مل بھی جاتی۔ پر وہ کہیں بھی نہیں تھی۔

لیزو، خان بھائی کو کال کر کے جلدی سے ساری صورتحال بتاؤ کیونکہ میرادل بہت گھبرا رہا ہے۔ پتہ نہیں
وہ کہاں چلی گئی ہے۔۔

منیزے پریشان ہوتے بولی تو علیزے ہاں میں سر ہلاتے سلطان کو کال ملانے لگی۔ جبکہ ایرہ ابھی بھی
ارد گرد دیکھتے مسلسل مشعل کو آوازیں لگا رہی تھی۔ لیکن وہ یہاں ہوتی تو سن پاتی نہ۔

علیزے نے سلطان کو کال کر کے ساری صورتحال بتائی تو سلطان نے اسے جلد پہنچنے کا کہہ کر اس پاس
پھر مشعل کو دیکھنے کا کہا۔ جس وہ سر ہلاتے اک دفعہ پھر تینوں مشعل کی تلاش میں لگ گئیں۔

وہ تین گھنٹوں سے اسے ڈھونڈ رہیں تھیں۔ اور اب تو یونیورسٹی کے چھٹی کا وقت بھی ہو گیا تھا۔



یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

دو گھنٹے مسلسل وہیں بیٹھے رہنے پر جب کوئی نہ آیا تو مشعل منہ بسورے لگی۔ لیکن اسے یقین تھا کہ وہ سب ضرور اسے ڈھونڈ رہے ہوں گئے۔ اپنے مل جانے پر ان سب کاری ایکشن سوچتے اسکا دل مچلا۔ وہ باری باری سب کے ری ایکشن کو سوچ کر مسکرا نے لگی۔

علیزے ضرور اسکے خان بھائی کے کندھے پر سر رکھے رو رہی ہوگی۔ اور منیزے پریشانی سے اپنے ہونٹ کاٹتی ضرار کو پر امید نظروں سے دیکھ رہی ہوگی۔ جبکہ ایرہ پریشانی سے سنی کے ہاتھ پر ناخن گاڑتے اسے کہہ رہی ہوگی۔ کہ وہ جلد از جلد مشعل کو ڈھونڈے۔

یہ سب سوچتے اسکا دل شرارتی انداز میں دھڑکتے مشعل کو بے چین کر رہا تھا۔ لیکن ان سب کی اپنے لئے فکر اور پیار کا سوچتے وہ خود پر قابو کرتے بیٹھی رہی۔ ورنہ تو اب اسکا دل کر رہا تھا کہ اڑ کر ان سب کے سامنے جا کر انکو حیران کر دے۔

مسلسل ٹانگوں کو ہلاتے وہ انکے انتظار میں بیٹھی تھی۔ کہ پیچھے سے کسی نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھتے مشعل کو بے ہوش کیا تھا۔

یہ سب اتنی اچانک ہوا تھا کہ مشعل کو چلانے کا بھی موقع نہیں ملا تھا اور وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتی چلی گئی۔

مشعل کے بے ہوش ہوتے ہی وہاں کھڑے آدمی اسے اٹھا کر کور کرتے جلدی سے نکلے تھے۔ اور یہ سب دیکھتے نتاشہ کی آنکھوں میں اک خاص چمک تھی۔

تہ خانے کی طرف جاتے ہوئے نتاشہ نے مشعل کو یہاں دیکھا تھا۔ تو وہ حیران ہوئی۔ کیونکہ مشعل کو یوں اکیلے اس خطرناک حصے کی جانب ہونا حیران کن ہی تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مشعل کو اکیلے دیکھ کر جہاں نتاشہ کے وجود میں غصے بھری چنگاڑیاں اٹھیں تھیں۔ وہیں اپنے ذہن میں کسی خیال کے تحت اسکی آنکھیں چمکیں تھیں۔ اپنی سوچ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے وہ کوشش شروع کر چکی تھی۔ اور اسے زیادہ محنت نہیں کرنی پڑی تھی۔

اپنے آدمیوں کو بلا کر نتاشہ نے مشعل کو اٹھانے کا بولا تھا۔ اور خود وہیں چھپ کر مشعل پر نظر رکھنے لگی۔ تھوڑی ہی دیر میں اسکے دو خاص آدمی مشعل کو بے ہوش کر کے لے جا چکے تھے۔ پیچھے نتاشہ بے فکر ہوتے اپنے کام کی طرف چلی گئی۔ تاکہ فرصت سے وہ مشعل سے نبٹ سکے۔

Epsiode 63

ہال میں وہ تینوں سرگرایے بیٹھیں تھیں۔ مشعل کی گمشدگی ان تینوں کے ہوش و حواس پھیر گئی تھی۔ علیزے تو باقاعدہ اب رونے لگی تھی۔

وہ لوگ ہر ممکن جگہ پر مشعل کو ڈھونڈنے گئیں تھیں۔ جہاں مشعل کے ہونے کے چانس ہو سکتے تھے۔ لیکن مشعل انہیں نہیں ملنی تھی۔ اور نہ ہی ملی تھی۔ کیونکہ مشعل اپنی اگلی منزل کی طرف روانہ کر دی گئی تھی۔ علیزے کی سسکیاں ہال میں گونج رہیں تھیں۔ وہیں منیزے سرخ سپاٹ چہرے کے ساتھ بیٹھی تھی۔

منیزے کے کانوں میں اپنے کہے گئے ہی الفاظ سنائی دے رہے تھے۔ جب وہ کچھ دن پہلے مشعل کو کہہ رہی تھی۔ کہ اگر اسکی چندا سے بلائے گی تو وہ ضرور اس کے پاس آئے گی۔

کیا مشعل نے اسے بلایا ہو گا۔۔۔۔

چند اکس حال میں ہو گی۔۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مشعل کہاں ہوگی۔۔۔۔

اگر مشعل کے ساتھ کچھ برا ہو گیا تو۔۔۔۔

کتنے ہی ایسے سوال تھے۔۔ جو منیزے کے دماغ میں آرہے تھے۔۔

جب کوئی اپنا آپکی نظروں سے اوجھل ہوتا ہے۔۔ تو آپکو دنیا دھوری نظر آنے لگتی ہے۔ کچھ ایسا ہی حال ان تینوں کے ساتھ بھی تھا۔ ان تینوں کو اس وقت جو ادھورا پن محسوس ہو رہا تھا۔ وہ ناقابل بیان تھا۔۔ وہ تینوں اک دوسرے سے نظریں چرا رہیں تھیں۔ کیونکہ انہیں یقین تھا۔ کہ اگر ان تینوں نے اک دوسرے کو دیکھ لیا۔ تو یقیناً وہ شدت وے رودیں گئیں۔ ان کے دل اک انجانی خوف سے دھڑکتے انہیں پاگل کر رہے تھے۔ انکا بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ مشعل کہیں سے نکل کر انکے سامنے آتے انکے بے سکون دل کو قرار پہنچا دے۔

ایرہ کا اتنا برا حال تھا۔ کہ وہ گھر بھی نہیں گئی تھی۔ گھر میں انفارم کرتے وہ یہیں چلی آئی تھی۔ لیکن ان تینوں کو جو اپنے ساتھ لائے تھے۔ وہ انہیں یہاں بیٹھاتے خود کمرے میں کہیں غائب ہو گئے تھے۔ علیزے کی دبی دبی سسکیاں اب اونچی ہوتی جا رہیں تھیں۔

سنی کمرے سے نکلتے ہال میں آیا تھا۔ اپنی بھابھی کو بری طرح روتے دیکھ کر وہ لب بھینچ گیا۔ کچھ ہی گھنٹوں میں انکا برا حال ہو گیا تھا۔

لب بھینچے وہ دوبار کمرے میں گیا۔ جہاں سلطان کال پر مصروف تھا۔ اور ضرار لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلا رہا تھا۔

خان باہر جا کر خانم بھابھی کو سنبھالو وہ رو رہی ہیں۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے سنی نے اسے متوجہ کیا۔ تو سلطان اسکی اپنی بھابھی کے لئے فکر پر مسکرا دیا۔ سلطان نے اسے دو منٹ رکنے کا اشارہ کیا۔ تو سنی نے آگے بڑھتے ہوئے اسکے کان سے لگا موبائل پکڑ کر کال بند کر دی۔

کہانہ پہلے بھابھی کو دیکھوا نہیں ضرورت ہے۔ اور تم بھی اٹھو۔۔۔

سنی نے کرخت لہجے میں سلطان کو سناتے ساتھ ضرار کو بھی اٹھایا تو وہ دونوں اک نظر اسے دیکھ گئے۔ جو آج سنجیدہ اور سپاٹ نظر آ رہا تھا۔ وہ اچھے سے سنی کی حالت سمجھ رہے تھے۔ مشعل گڑیا سیف ہے سنی پھر کیوں یہ خونخوار شکل بنائی ہے۔۔۔

ضرار نے لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتے کہا۔ اور اٹھ کھڑا ہوا۔ تو سنی ضبط سے مٹھیوں کو بھینچنے لگا۔ سفید رنگت اس وقت سرخ انگارہ ہوئی پڑی تھی۔ گولڈن آنکھوں میں صرف اپنوں کے لئے فکر تھی۔ اس کمینی عورت کی ہمت کیسے ہوئی میری بہن کو ہاتھ لگانے کی۔۔۔

دیوار پر مکہ مارتے وہ ضبط سے غرایا تو سلطان آگے بڑھتے اسے گلے لگاتے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ دونوں اچھے سے جانتے تھے۔ کہ عیس اور سنی خود سے جڑے لوگوں کے لئے کس حد تک سینسیٹو ہیں۔ کوئی بھی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔ کہ ہر وقت لاپرواہ نظر آنے والے یہ دو انسان حقیقت میں آخر ہیں کیا۔۔۔

جہاں ضرار اور سلطان پلینگ سے چلتے تھے۔۔۔ وہیں یہ دو شیر بھرتے ہوئے ہر حد بھلا دیتے تھے۔ مشعل کی اچانک گمشدگی نے بھی سنی پر کچھ ایسا ہی اثر کیا تھا۔ لیکن سلطان کو معاملات کو اچھے سے سنبھالنا تھا۔ وہ اتنے مہینوں کی محنت ضائع نہیں کر سکتے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ضرار نے بھی آگے بڑھتے ہوئے انہیں ہگ کیا۔ جس پر سنی سرخ آنکھیں بند کرتے ضبط بھری سانسیں لینے لگا۔ وہ یقیناً عیس کو اکیلے نہ جانے دیتا۔ پر فلحال اسکا اکیلے جانا ہی طے تھا۔ سنان مصطفیٰ کو کنٹرول کرنا اک مشکل امر تھا۔

تمہیں شک ہے کیا اپنی قابلیت پر اور ہم پر بھی۔ کہ ہمارے ہوتے ہوئے کوئی ہم سے جڑے لوگوں یا ہماری بیویوں کو آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکتا ہے۔۔

تم یہ بات اچھے سے جانتے ہو کہ ہماری بیویاں ہر وقت گارڈز کی حفاظت میں رہتیں ہیں۔ البتہ نتاشہ کے کھل کے سامنے آنے کے لئے اور پھر اسکے خاتمے کے لئے یہ کام ضروری تھا۔ جو کہ ہم نے کر لیا ہے۔ اب باقی وہاں ہمارا گنڈا سب سنبھال لے گا۔ اور پھر تم اپنے گنڈے کے جنون سے اچھے سے واقف ہو۔ کہ وہ اپنے چوزے کے لئے کس حد تک سینسیٹو اور دیوانہ ہے۔

سلطان نے سنی کو تفصیل بتائی۔ تاکہ وہ ٹھنڈا ہو سکے۔

تم دونوں جاؤ اب بھا بھویوں کے پاس۔۔

سنی انکو بھیجتے خود بیڈ پر جا گرا تھا۔ تو سلطان اور ضرار اسے دیکھتے باہر نکل آئے۔

جہاں ہال میں علیزے رو رہی تھی۔ تو ایرہ اور منیزے سنجیدگی سے کسی غیر مرئی نقطے پر غور کرنے میں لگیں تھیں۔

خانم۔۔۔

سلطان نے محبت سے چور لہجے میں علیزے کو پکارا تو اسکی آواز سنتے تیزی سے مڑتے وہ سلطان کے گلے لگی تھی۔ جس پر سلطان سکون محسوس کرتے اسے خود میں شدت سے بھینچ گیا۔ تو علیزے کی ہچکیاں بلند ہوتیں گئیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

گڑیا آپ سنی کو دیکھو۔۔۔۔

ضرار نے ایرہ کو مخاطب کیا۔ تو وہ سر ہلاتے کمرے میں چلی گئی۔ جبکہ ضرار اپنی بیگم کے پاس آیا تھا۔ جو حد سے زیادہ پریشان اور بے حال نظر آرہی تھی۔ جس ڈریس میں منیزے صبح حسین تر لگ رہی تھی۔ اب اسی سفید لباس میں سفید چہرے کے ساتھ بیٹھی تھی۔ اسکے چہرے کی شادابی غائب ہو گئی تھی۔ ضرار منیزے کو دیکھنے میں مصروف تھا۔ کہ اسی وقت اسکے کانوں میں سلطان کی پریشان آواز سنائی دی۔۔

خانم۔۔ خانم ہوش کریں یار۔۔

علیزے سلطان کے بازوؤں میں بے ہوش ہو گئی تھی۔ سلطان کی آواز سنتے وہ سب متوجہ ہوئے تھے۔ سنی اور ایرہ بھی باہر نکل آئے۔۔

کیا ہوا بھابی کو۔۔

سنی فکر مندی سے سلطان کی طرف آیا۔ جس نے علیزے کو بازوؤں میں اٹھایا ہوا تھا۔۔

بھابی آپ لیزو کو لٹائیں یہاں۔۔

منیزے نے سلطان کو صوفے کی جانب اشارہ کیا تو سلطان نے اسے بازوؤں میں اٹھاتے صوفے پر لٹایا۔۔

بلیک گاؤن میں خوبصورت چہرے پر حجاب کیے وہ ہوش و حواس سے بیگانہ تھی۔

سنی میں خانم کو کمرے میں لے کر جا رہا ہوں۔ وہاں آکر چیک اپ کرو۔۔

سلطان علیزے کو اٹھاتے اپنے کمرے میں لے کر آیا تو باقی سب بھی وہیں چلے آئے۔ جبکہ سنی کے چیک اپ کرنے کا سن کا وہ حیران ضرور ہوئیں تھیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

پریشانی اور بی پی لو ہونے کی وجہ سے بھا بھی بے ہوش ہوئیں ہیں۔۔

سنی نے علیزے کا چیک اپ کرتے بتایا۔ تو سلطان بالوں میں ہاتھ پھیرتے خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

آپ لوگ بھا بھی کے پاس رہیں۔ اور میں کھانا بھجوا رہا ہوں۔۔ جو بھا بھی کے ساتھ آپ لوگوں نے خود بھی کھانا ہے۔ مجھے ادھر مزید کوئی بے ہوش نہیں چاہیے۔

منیزے کا سر چومتے ضرار نے اسے ہدایت کی۔ تو وہ سر ہلاتے بیڈ پر لیٹی علیزے کے پاس آئیں۔

ضرار سنی کو اشارہ کرتا باہر نکل گیا۔ جبکہ سلطان علیزے کے رویے چہرے کو بغور دیکھنے لگا تھا۔

بھا بھی خانم کا گاؤں اتار دیکھے گا۔

علیزے کے ماتھے کو چومتے سلطان باہر نکلتا چلا گیا۔ وہ اس وقت اپنے مشترکہ فلیٹ میں موجود تھے۔

کیونکہ یونیورسٹی سے واپسی پر وہ ان تینوں کی پریشان حالت دیکھتے انہیں یہیں لے آئے تھے۔

سلطان کے باہر جانے پر ایرہ نے کمرے کے دروازے کو شکوہ کناں نظروں سے دیکھا جہاں سے اسکا

شوہر غائب ہوا تھا۔

کیونکہ اسکا شوہر اسکا ماتھا چوم کر نہیں گیا تھا۔ ایرہ نے بری طرح سنی کا نظر انداز کرنا محسوس کرتے اپنے

لب بری طرح کچلے تھے۔ آنکھیں یکدم آنسوؤں سے بھر گئیں تھیں۔ لیکن وہ بے دردی سے آنکھوں کو

صاف کرتے منیزے کی طرف متوجہ ہوئی۔ جو علیزے کی ہتھیلیوں کو رگڑتے اسے ہوش دلانے کی

کوشش کر رہی تھی۔ وہ سب اک دوسرے کی فکر میں ہلکان ہو رہے تھے۔



عیس کی لوکیشن کیا ہے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ضرار نے کمرے میں آتے ہی سے استفسار کیا۔۔ جو لیپ ٹاپ لے کر بیٹھ گیا تھا۔
قریب ہی ہے۔۔

سنی نے لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے جواب دیا۔ تو ضرار سر ہلا گیا۔۔
نتاشہ کو اٹھانے کا وقت ہے۔۔۔۔

سلطان نے اندر داخل ہوتے حکم دیا۔ تو وہ دونوں اسے دیکھنے لگے۔ کیونکہ وہ اک بعد میں کرنے والا کام
پہلے کرنے کا کہہ رہا تھا اب۔۔

پر تم نے کہا تھا۔۔ سنی اس سے پہلے بات مکمل کر پاتا سلطان اسے روک گیا۔۔

چند گھنٹوں میں انکی حالت دیکھو کیا ہو گئی ہے۔۔ صرف اس بے ** عورت کی وجہ سے۔۔۔

گولڈن بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ چیخا تھا۔ وہ کسی صورت بھی اپنی خانم کی حالت نظر انداز نہیں کر
سکتا تھا۔

ریلیکس یار۔۔۔

کیا ہو گیا ہے تم لوگوں کو۔۔

ضرار نے سلطان کو قابو کرتے بٹھایا۔ کچھ دیر پہلے وہ دونوں سنی کو ٹھنڈا کر رہے تھے۔ اور اب سلطان
بے قابو ہو رہا تھا۔۔

سالوں کیوں بھول رہے ہو، وہ کمینہ وہاں ہنی مون منانے گیا گیا ہے۔۔

ضرار نے انکو لتاڑتے ہوئے بولا۔ تو ناچاہتے ہوئے بھی عیس کی باتیں اور بے تابی یاد کرتے انکے چہرے
پر مسکراہٹ مچل گئی۔۔۔

میں پیچھے رہ جاؤں گا ایسے تو۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سنی نے نچلے ہونٹ کو دباتے منہ بنایا تو سلطان اسکی گردن پر تھپڑ رسید کر گیا۔

کونسی ریس لگائی ہے تم لوگوں ن کمینوں ے یہاں پر، اک اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے تو دوسرے کو بھی وٹامن بیوی کی کمی محسوس ہونے لگتی ہے۔ اگر تم لوگوں کی بیویوں کو پتہ چل گیا نہ کہ تم لوگوں نے ان سے آدھے سے زیادہ رومانس صرف اک دوسرے کو جلانے کے لیے کیا ہے۔ تو تم دونوں کو کچا چبا جائیں گئیں وہ۔۔

سلطان دانت پیستے ہوئے گویا ہوا۔ جبکہ ضرار اپنی ہنسی دبا رہا تھا۔ لیکن سنی کے تاثرات میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ کیونکہ اگر اسے فکر لاحق ہوئی تھی۔ کہ وہ پیچھے رہ جائے گا۔ تو اس فکر سے اہم کچھ بھی نہیں تھا۔

مجھے بھی ہنی مون پر جانا ہے۔۔

سنی نے معصومیت بھری ڈیمانڈ کی۔ جس پر سلطان اسے گھورنے لگا۔

اگر وہ کمینا مجھ سے پہلے باپ بنا تو میں بتا رہا ہوں کہ میں ناراض ہو جانا۔۔

سنی ناک چڑھائے بولا تو سلطان اسکی کمینی دھمکی پر واہ کر گیا۔

سالے اسکو بھی تو دیکھ جو باپ بنا تو دورا بھی گہرائی میں بھی جانا نہیں پایا۔۔

سلطان نے گہری سانس لیتے ضرار کی جانب اشارہ کیا۔ تو خود کو ٹارگٹ بنانے پر ضرار کا چہرہ ہل میں سرخ ہوا تھا۔

جبکہ ضرار کی حالت دیکھتے سنی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

ضرار خشمگیں نظروں سے انہیں گھورتے لعنت بھیجتے کمرے سے نکلتے چلا گیا۔ اسے کھانا آڈر کرنا

تھا۔ اگر یہاں رہتا تو ان بے غیرتوں نے اسکا خون ہی جلانا ہے۔ اور اسکا کوئی موڈ نہیں تھا۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔



آہستہ آہستہ آنکھیں کھولتے وہ ہوش کی دنیا میں پلٹی تو خود کے ہاتھوں اور پیروں کو رسی میں بندھے دیکھ کر مشعل کے ہوش اڑے۔

چینختے کے خیال پر منہ پر ٹیپ کو دیکھا۔ تو اسکا ننھا سادل سہم گیا۔ ذہن نے سب یاد دلایا کہ وہ کیسے اس حال میں پہنچی ہے۔ تو اسکی بھوری آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے۔ گرین کلر کے سوٹ میں وہ رسیوں سے جکڑی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لیٹی ہوئی تھی۔ گاڑی کی کھڑی سے دن کے اجالے کو دیکھتے مشعل کو ڈھارس ملی۔ کہ ابھی دن کا ہی وقت تھا۔ لیکن وہ نہیں جانتی تھی کہ اس وقت کیا ٹائم تھا۔ اور وہ کب سے یہاں پر تھی۔

ڈر و خوف سے اسکا دل دھڑکتا جا رہا تھا۔ اور بھوری آنکھوں سے آنسو روانی سے بہنے لگے تھے۔

آنکھیں بند کرتے اسکے دل نے اپنے محافظ کو پکارا اگر اسے پتہ ہوتا کہ اسکا چھوٹا سا مذاق اسے اس حال میں پہنچا دے گا۔ تو وہ کبھی بھی ایسی غلطی نہ کرتی۔

گاڑی میں اس وقت دو آدمی موجود تھے۔ جن میں اک گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ تو دوسرا پیسنجر سیٹ پر بیٹھا فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

اس چھوٹی سی لڑکی کی کیا نتاشہ میڈم سے دشمنی ہے۔۔

فون بند کرتے وہ تجسس سے بولا۔ کیونکہ کال پر نتاشہ اسے سوات جانے کا حکم دے رہی تھی۔

یہ بات تو میڈم ہی جانے ہم تو حکم کے غلام ہیں۔۔ ڈرائیو نگ کرنے والے نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

تو پیچھے لیٹی مشعل، نتاشہ کے نام پر چونک گئی۔ کیا اس نے اسے اغوا کروایا تھا۔ وہ خوف سے کانپ گئی۔ آخر نتاشہ اس کے ساتھ کیا کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ وہ اس سے آگے کا سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

دل میں ورد کرتی وہ مسلسل عیس کا پکارنے لگی تھی۔ بے بسی سے اسکی آنکھیں مسلسل بہتی جا رہیں تھیں۔

پچھلے کتنے گھنٹوں سے وہ ایسے ہی پڑی تھی۔ آگے بیٹھنے والے نہیں جانتے تھے۔ کہ پیچھے پڑا وجود ہوش میں آتے انکی ساری باتیں سن رہا ہے۔

آنکھوں کو میچے وہ ڈر و خوف سے اپنے بابا کو یاد کر رہی تھی۔ جنہوں نے ہمیشہ اسے سمجھایا تھا۔ کہ مشکل وقت میں اسے اپنے خدا پر یقین رکھنا ہے۔ اور اپنے اللہ سے مدد مانگنی ہے۔ کیونکہ جب ہم پورے دل و نیت سے اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگتے ہیں تو وہ ہمیں کبھی خالی نہیں موڑتا۔

حسن صاحب کی نصیحت یاد کرتے مشعل نے نم آنکھیں بند کرتے اپنے رب کو پکارا تھا۔ اور وہ مسلسل پکارتی جا رہی تھی۔ کیونکہ اسے ہمت نہیں ہارنی تھی۔ وہ اپنے شوہر کی امانت تھی۔ جس نے آج تک اسے سخت نظروں سے نہیں دیکھا تھا۔ کہ کہیں اسکی نازک سی بیوی ہرٹ نہ ہو جائے۔ تو وہ کیسے ہمت ہارتے اسکی امانت خراب ہونے دے سکتی تھی۔

وہ جانتی تھی کہ عیس علی ہمدانی کبھی ان لفظوں میں مشعل سلیمان سے اظہار نہیں کرے گا۔ کہ جن لفظوں میں عشق بیان کیا جاتا ہے۔ پر وہ جانتی تھی۔ کہ اسکا شوہر اسکے لئے جنون رکھتا ہے۔ کیونکہ مشعل نے ہمیشہ اسکی آنکھوں میں اپنے لیے اک الگ جذبہ دیکھا تھا۔ وہ گنڈوں ساحلیہ رکھنے والا انسان اسکے لئے بالکل مختلف تھا۔ اور وہ یہ بات مان چکی تھی۔

دل میں مسلسل ورد کرتے وہ دعا مانگ رہی تھی۔ کہ خدا اسکی حفاظت کے لیے کوئی وسیلہ بھیج دے۔۔۔ اپنی انہی دعاؤں میں وہ مگن تھی۔ کہ گاڑی اک جھٹکے میں اچانک رکی تھی۔ گاڑی کے اچانک رکنے سے ماحول میں ارتعاش پیدا ہوا تھا۔ اور ساتھ ہی مشعل آنکھیں کھول کر دیکھنے لگی۔ لیکن وہ وجہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جبکہ آگے دو بیٹھے انسان سڑک کے بیچ و بیچ اک انسان کو گاڑی کے ساتھ کھڑے دیکھ کر حیران ہوئے تھے۔

عیس نے نظریں اٹھاتے سامنے دیکھا تھا۔ جہاں اسکی متاعِ جاں موجود تھی۔ وہ گاڑی اور اس گاڑی کی ہر وہ چیز عیس علی ہمدانی کے لئے انمول ہو گئی تھی۔ جس جس چیز کو مشعل سلیمان نے چھوا تھا۔

بلیک ٹی شرٹ پر بلیک ہی پینٹ پہنے اپنے لمبے بالوں کی پونی میں وہ کافی رف ٹف حلیے میں تھا۔ کلائیوں میں پہنے بینڈز اور فرینڈ شپ بینڈ اپنی پوری شان سے چمک رہا تھا۔ جبکہ گلے میں پہنی سلور چین بھی اپنی جھلک دکھا رہی تھی۔ عیس علی ہمدانی کو محسوس ہو رہا تھا۔ کہ جیسے اسکی پوری کائنات اسکی کلائی میں پہنے بینڈز اور گاڑی میں لیٹے وجود میں سمٹ کر رہ گئی ہے۔

چہرے پر ماسک لگائے وہ مضبوط قدم اٹھاتے گاڑی کی بڑھا۔

جیسے جیسے وہ قدم اٹھا رہا تھا۔ اسکا دل تیزی سے دھڑکتے باہر نکلنے کو بے چین ہو رہا تھا۔

وہ بے چینی محبوب کو کھونے کے باعث تھی۔ جو کچھ گھنٹوں میں اسکی نظروں سے دور ہوئی تھی۔

گاڑی کی جانب آتے عیس نے اپنا ماسک اتارتے ہو میں اچھالا تھا۔ اسکے ماسک اتارتے ہی گاڑی میں بیٹھے نفوس کے رنگ اڑے تھے۔

یہ تو فائٹر علی ہے۔۔۔۔

ڈرائیو کانپتے ہوئے سامنے دیکھتے بامشکل بولا۔ تو دوسرا بھی سر ہلاتے اسکی تائید کر گیا۔

پر یہ اس طرف کیوں آرہا ہے۔ کیا اس لڑکی سے اسکا کوئی تعلق ہے۔۔

ڈرائیو اسکے چوڑے مضبوط وجود کو دیکھ کر منمناتے بولا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

بشارت اگر اس لڑکی کا تعلق اس انسان ہے تو سمجھو ہم نے اپنی موت خود بلائی ہے۔ گاڑی سے نکل کر بھاگو۔۔۔

پینجر سیٹ پر بیٹھے شخص نے اپنے ساتھی کو آگاہ کرتے گاڑی سے نکلتے ڈور لگائی تھی۔ جبکہ انکے گاڑی سے نکل کر بھاگنے پر عیس کے ہونٹوں پر پراسرار مسکراہٹ آئی۔ عیس نے اپنی بیک پر لگی گن نکالتے ان دونوں کی ٹانگوں پر فائر کیا تھا۔۔۔

Epsiode 64

عیس نے بیک وقت ان کی دونوں ٹانگوں پر فائر کیا تھا۔ تاکہ وہ اک ٹانگ سے بھی بھاگنے کی کوشش نہ کر سکیں۔ سڑک پر نتاشہ کے آدمیوں کی چیخیں بلند ہوئیں تھیں۔ سکون سے رومال تو باندھنے دیتے مجھے یار۔۔۔

جھکتے ہوئے عیس انکے چہروں کو دیکھتے پراسرار مسکراہٹ سے بولا۔ اور ساتھ اپنے ماتھے پر بندھے رومال کو پیچھے کیا۔ تو اسکے لمبے بال کچھ ماتھے پر بکھر سے گئے۔ وہ ہمیشہ فائٹ کے وقت ماتھے پر رومال باندھ لیا کرتا تھا۔ تاکہ ماتھے پر گرے بال اسے ڈسٹرب نہ کرے۔ اور ڈسٹربنس کہیں ڈسٹرکٹ نہ بن جائے۔ اور ڈسٹرکٹ ہونے پر وہ اپنے شکار کو موقعہ نہیں دے سکتا تھا۔ اب بھی وہ انکے قریب آتے رومال باندھ رہا تھا۔ کہ انہوں نے گاڑی سے نکل کر بھاگنا شروع کر دیا۔

بلیک رنگ کا چھوٹا سا ماتھے پر بندھا رومال اس کی لاپرواہ شخصیت کو بہت دلکش بنا رہا تھا۔ لیکن وہ گندمی رنگت والا انسان اس وقت اپنے حواس میں نہیں تھا۔ کیونکہ عیس علی ہمدانی کے حواس تو اک موم کی گڑیا میں قید تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اسکی موم کی گڑیا جس کو نہ صرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی گستاخی کی تھی۔ بلکہ حد پار کرتے اسکی ڈھرنے کو اس سے دور کرنے کی بھی کوشش کی گئی تھی۔ اور جس نے یہ جرات کی تھی۔ وہ بہت پچھتانے والی تھی۔ لیکن اس سے پہلے عیس کو اپنے دل کی دھڑکن کو معمول پر لانا تھا۔

چلتے ہوئے عیس نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا۔ تو مشعل کو بندھے دیکھ کر اسکی آنکھوں میں خون اتر۔ اس نے اک جھٹکے میں مڑتے پھر ان کے بازوؤں میں فائر کیا۔ جس پر انکی دلخراش چینخیں گونجنے لگیں۔ وہ جو ہاتھوں سے اپنی ٹانگوں کو پکڑے کراہ رہے تھے۔ اب بازوؤں سے اٹھتی تکلیف پر بلبلاتا اٹھے۔

جبکہ گولیوں کی آواز پر مشعل نے ڈرتے ہوئے آنکھیں میچیں تھیں۔

عیس کو اپنے سامنے دیکھ کر مشعل کی آنکھوں سے تیزی سے آنسو بہنے لگے۔

گاڑی کے اندر داخل ہوتے وہ مشعل پر اپنا سایہ بنا گیا۔ ہیزل براؤن آنکھوں نے بھوری آنکھوں کو اندر تک دیکھنے کی کوشش کی۔ تو مشعل اسکے دیکھنے پر سٹل ہو گئی۔

عیس نے اسے بت بنے دیکھ کر آنکھیں بند کرتے اسکی خوشبو کو محسوس کیا تھا۔

اور پھر جھکتے ہوئے اسکی آنکھوں پر ہونٹ رکھ گیا۔

میرا طوطا۔۔

مشعل کو گرین ڈریس میں دیکھ کر وہ دلکشی سے بولا تو مشعل اسکے لمس اور موجودگی پر زوروں سے رونا شروع ہوئی۔

اگر اسے کہا گیا تھا۔ کہ وہ عیس علی ہمدانی کی حفاظت میں ہے تو وہ سچ میں تھی۔ کیونکہ وہ بنادیری کے اسکے پاس پہنچ گیا تھا۔ اسکی دعائیں سن لی گئیں تھیں۔ اسے خالی ہاتھ نہیں موڑا گیا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

"اگر کھیلنے کا دل کر رہا تھا۔ تو مجھے بلا لیتی میں تمہارے کھیل میں ہار کر تمہیں جیت کا مان تو بخش دیتا۔ پر ایسے آنکھوں سے او جھل ہونے والا کھیل بہت ظالم ادا ہے جاناں۔۔۔"

اپنی گرم لودیتی سانسوں سے وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتے بولا۔ تو مشعل اسکے کھیل کا مطلب سمجھتی زور سے آنکھیں بند کر گئیں۔ اور اپنی ہچکیاں دبانے کی کوشش کرنے لگی۔ کیونکہ وہ اسکے جنون کو محسوس کرتے سہم گئی تھی۔

مشعل کو سانس روکے دیکھ کر وہ استہزایہ تاثرات سے اسے دیکھنے لگا۔

کیا پہلے جی نہیں بھرا تمہارا میری سانسوں کو قید کرنے پر، جو اک دفعہ پھر کوشش کرنے لگی ہو۔۔

مشعل کی ناک سے ناک ملاتا وہ سرد تاثرات گویا ہوا۔ تو اسی نزدیکی پر مشعل کے جسم میں سپارک ہوا۔ وہ آدھا گاڑی سے باہر تو آدھا گاڑی کے اندر مشعل ہر جھکا ہوا تھا۔

وہ کبھی مشعل کی ناک سے ناک ملاتا سانسیں کھینچ رہا تو کبھی اسکی گردن پر جھکتے گہرا سانس بھرتا تھا۔ مشعل اسکے اس سرد انداز پر پاگل ہو رہی تھی۔ وہ بالکل بے حس و حرکت لیٹی تھی۔

عیس نے اک جھٹکے میں اسے بازوؤں میں اٹھاتے گاڑی سے باہر نکال کر گاڑی کی چھت پر بٹھایا۔ تو مشعل کے کالے گھنے بال لہرا کر اسے کے چہرے پر گر گئے۔

عیس نے ہاتھ سے اس کے بال پیچھے کرتے اسکے ماتھے کو پھر چوماتا تھا۔ مشعل جیسے جیسے اسکا لمس محسوس کر رہی تھی۔ ویسے ہی اتنی شدت سے رو دیتی تھی۔

گرین کلر کے خوبصورت سے سوٹ میں وہ موم کی گڑیا عیس علی ہمدانی کے جنون کا کل مجموعہ تھی۔ اسے محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے یہ چند گھنٹے صدیوں پر مشتمل ہو گئے تھے۔ جو اس نے عیس سے دوری پر محسوس کیے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تمہارا ڈوپٹہ کدھر ہے۔۔۔۔

عیس نے اسکے خوبصورت سراپے کو بنا ڈوپٹے کے دیکھا تو سرد تاثرات سے استفسار کیا۔ لیکن وہ کیسے بول پاتی۔ کیونکہ اسکے منہ ہنوز ٹیپ تھی۔

عیس نے آہستہ آہستہ سے اسکے ہونٹوں پر لگی ٹیپ اتاری۔ تو مشعل اسکی نرمی پر پھر ہچکی بھر گئی۔ وہ جانتی تھی۔ کہ وہ اپنے لفظوں سے جتنی مرضی سخت دیکھالے۔ لیکن۔ اپنے عمل اور انداز میں اپنی بیوی کے لئے سختی نہیں لاسکتا تھا۔

درد تو نہیں ہوا۔۔۔

عیس نے ٹیپ اتارتے ہی بے چینی سے پوچھا۔ تو وہ روتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے اسکے گرد بازوؤں کا ہار پہنا گئی۔ مشعل سلیمان کو اس وقت عیس علی ہمدانی کے حصار کی ضرورت تھی۔ جس میں وہ قید ہو کر دنیا سے چھپ جانا چاہتی تھی۔

مشعل کو زور سے ہچکیوں سمیت روتے دیکھ کر عیس نے اسے شدت سے خود میں بھینچا تھا۔ جس سے اسے روح تک قرار محسوس ہوا۔ وہ سکون جو وہ کچھ گھنٹوں سے کھوئے ہوا تھا۔

ایم سوری میں آئندہ کبھی شرارت نہیں کروں گی۔۔

عیس کے سینے سے سراٹھاتے وہ روتے ہوئے بولی۔ تو عیس اسکی بھوری سرخ آنکھوں میں کھونے لگا۔ تم عیس علی ہمدانی کی گڑیا ہو، تم کھیلو گی بھی اور شرارت بھی کرو گی۔ جو کوئی تمہارا کھیل خراب کرنے کی کوشش کرے گا۔ میں اسے اس دنیا سے اٹھا دوں گا۔

عیس اسکے من موہنے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیتے جنون سے بولا۔ تو مشعل پلکیں جھپکے بنا اسے دیکھے گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کیونکہ اسے لگ رہا تھا۔ کہ شاید وہ اسے ڈانٹے گا۔۔ یا غصہ کرے گا۔ لیکن وہ اسے نہیں ڈانٹ رہا تھا۔ بلکہ آئندہ بھی شرارتیں کرنے کی اجازت دے رہا تھا۔

میرا ڈوپٹہ اس مناشہ نے اتار لیا۔۔۔

عیس کے پیار بھرے انداز کو دیکھتے مشعل اپنے ہونٹ کو مڑوڑتے شکایت لگاتے اسے بتانے لگی۔ وہ اس وقت بنا ڈوپٹے کے سراپے اسکے سامنے گاڑی کے اوپر بیٹھی ہوئی تھی۔ اور عیس بھرپور توجہ سے اسے دیکھنے کے ساتھ سن بھی رہا تھا۔

میں اسی ڈوپٹے سے اسے پھانسی پر لٹکا دوں گا جاناں۔۔۔

عیس اسکی گردن پر لب رکھتے سر دلچے میں بولا۔ تو مشعل اسکی پھانسی والی بات پر کانپ گئی۔ اور ہر اسان نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

وہ ڈوپٹہ تمہارے اس مہکتے وجود سے اتر رہا ہے۔ تو اس ڈوپٹے سے کسی کو زندگی مل سکتی ہے موت نہیں لہذا اسے پھانسی تو ملے گی پر کسی اور چیز کے ساتھ۔۔۔

عیس نے اسے ہولے سے کھلے لبوں پر چھوا تو وہ اسے پھر دیکھنے لگی۔

یہ روپ اسکے لیے بالکل نیا تھا۔۔ کیا وہ اسے اپنے کسی الگ روپ سے آشکار کر رہا تھا۔ ماتھے پر بندھا رومال اور عیس کا حلیہ بھی عام نہیں تھا۔ وہ اپنے اس بے پرواہ انداز میں بھی مشعل کے دل کو دھڑکا رہا تھا۔ سورج کی کرنیں جب اسکی گندمی رنگت پر پڑتیں تھیں۔۔ تو اسکی رنگت چمکنے لگتی تھی۔ جو مشعل کی بھرپور توجہ کھینچتی تھی۔ وہ عیس کو آنکھوں سے دل میں بسانے کی کوشش کر رہی تھی۔ جب وہ اسکے کان پر پھر جھکا اور ساتھ اسکے ہاتھوں اور پاؤں کی رسیوں کو کھولتے ان پر لب رکھ گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اسکی نازک کلائیوں اور چھوٹے چھوٹے پاؤں پر رسیوں کے نشان دیکھتے وہ جھکتے ہوئے اسکے پاؤں کو بار بار چومنے لگا۔ تو مشعل بھی ناز سے اسکے آگے اپنی کلائیاں کر گئی۔ کہ اسے لمس کا مرحم یہاں بھی چائیے۔ جس پر عیس نے پھر اسکی کلائیوں کو شدت سے چوما اور پھر اسکے کان پر جھکا

میں جو کروں گا تم وہ دیکھتے آنکھیں بند نہیں کروں گی۔۔ اور نہ ہی ڈرو گی۔۔ اور اگر تم ڈری تو پھر میں تمہارا یہ ڈر خوف میں بدل دوں گا۔

مشعل کے کان میں پراسرار سرگوشی کرتے وہ سڑک پر گرے نفوس کی طرف بڑھا۔ تو مشعل اسکی پشت کونا سمجھی سے دیکھنے لگی۔

زمین پر گرے تکلیف سے وہ مسلسل کراہتے جا رہے تھے۔

ہمیں معاف کر دو علی، ہم نہیں جانتے تھے کہ یہ لڑکی تمہاری بیوی ہے۔ ورنہ کبھی نہ یہ ہمت کرتے۔۔

بشارت تکلیف سے بلبلا تے عیس سے معافیاں مانگتے اسے یقین دلانے لگا کہ وہ مشعل کی پہچان سے ناواقف تھے۔

بشارت کے علی کہنے پر عیس ایبر واٹھاتے اسے دیکھا۔

یقیناً انہوں نے اسے کسی کلب میں فائیٹ کرتے دیکھا تھا۔ اسی لئے اسکے اس نام کو جانتے

تھے۔۔ کیونکہ اسکے اس نام "علی" سے رات کے اندھیرے میں دنیا بسانے والے ہی لوگ واقف

تھے۔ جہاں رات کے اندھیرے میں ان سب کی پہچان الگ تھی۔ وہیں ان سب کے نام بھی الگ تھے۔

میں بحث صرف اپنی بیوی اور یاروں سے کرتا ہوں۔ باقی جو میرے الفاظ کے مستحق نہیں ہوتے انکو میں

ان سے تعارف کرواتا ہوں۔ میں تم لوگوں کو اچھے سے ملتا پر کیا ہے نہ چھوٹی سی بیوی ساتھ ہے۔ زیادہ

خون خرابہ وہ برداشت نہیں کر سکتی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے جہاں غرایا تھا۔ وہیں مشعل کے زکر پر اسکا لہجہ خود ہی بدل گیا تھا۔ اور پھر عیس نے اسے بولنے کا دوسرا موقعہ نہیں دیا تھا۔ اور اسکے منہ گن ڈالتے وہ فائر کرتا چلا گیا۔ وہ اسکا گن سے اچھے سے تعارف کروا گیا تھا۔

عیس کے اس بے رحم عمل پر جہاں مشعل کی چینخیں بلند ہوئیں تھیں۔۔ وہیں دوسرا ساتھی روتے ہوئے معافی مانگنے لگا تھا۔

مشعل کی چینخوں پر عیس نے مڑتے اسے گھور کر دیکھا۔ تو وہ لبوں پر ہاتھ جماتے اپنی چینخوں کو دبائے لگی۔ اسکے رکے آنسو پھر بہنے شروع ہو گئے تھے۔ یہ اسکا شوہر کا کوئی نیا روپ تھا۔ جس وہ وہ بالکل بھی واقف نہیں تھی۔

مشعل کو اپنی چینخیں دباتے دیکھ کر عیس نے سڑک پر نظریں دہراتے اپنے کان کو کھجایا تھا۔ کیونکہ زمین پر رینگتے آدمی کا بلا وجہ کا شور اسے ڈسٹرب کر رہا تھا۔ ورنہ اسکی بیوی کی چینخیں تو میٹھی سی تھیں۔ بشارت کی لاش کے پاس بیٹھے بیٹھے ہی عیس نے دوسرے کی گردن کا نشانہ لیتے فائر کیے تھے۔ اور وہ اک فائر نہیں کر رہا تھا۔ بلکہ گن کو تھامتے وہ ہر نازک پوائنٹ کا نشانہ لیتے اسے بھی اوپر پہنچا چکا تھا۔ جہاں سے اسکے بچنے کے چانس نہیں ہو سکتے تھے۔

مشعل چینخ مارتے بے ہوش ہوتے گاڑی پر زور سے گری تھی۔ اور اسکے گرتے ہی عیس اسکی جانب متوجہ ہوتے سرد سانس خارج کرتے اسکی جانب بڑھا ہی تھا۔ کہ اسے اپنے ہاتھ میں پہنی واپچ پراک پیغام موصول ہوا۔ تو وہ تیزی سے قدموں کو اٹھاتے مشعل کے بے ہوش وجود کو کندھے پر اٹھاتے اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔

مشعل کو گاڑی میں بیٹھاتے عیس نے اسکے ماتھے کو چومتے اسکا سیٹ بیلٹ لگایا تھا۔ اور خود بھی گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اسے اب سوات پہنچنا تھا۔ گاڑی سٹارٹ کرتے وہ تیزی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ اور ساتھ ساتھ وہ مشعل کو بھی دیکھ رہا تھا۔ جو ہوش و حواس سے بے خبر بے ہوش تھی۔ اسکا سر لٹکتے دیکھ کر عیس نے اس کے سر کو سیدھا کیا۔

اور پھر موبائل اٹھاتے سلطان کو ڈن کا میسج کرتے اس نے گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک تیز کی۔ ڈرائیونگ کرتے اسے ابھی دس منٹ ہی گزرے تھے۔ کہ اسے دو گاڑیاں پیچھے آتے دیکھائی دیں۔ جنہیں دیکھتے وہ دانت پیس گیا۔

اپنے چوزے کے ساتھ وہ جتنا اس گند کو نظر انداز کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسے اتنا ہی یہ سب دیکھنے کو مل رہا تھا۔ وہ پہلے ہی سب دیکھتی خوفزدہ ہو گئی تھی۔

بچ عورت۔۔۔!! بلیک گینگ کی طاقت سے اچھے سے واقف ہے۔ اسی لئے اپنے یہ حرام خوروں کو بھیج رہی ہے۔

عیس گاڑیوں دیکھتے غرا اٹھا۔ نتاشہ اچھے سے عیس علی ہمدانی سے واقف تھی۔ اسی لئے اس نے احتیاطاً مزید اپنے آدمیوں کو بھیجا تھا۔ لیکن وہ اس بات سے بے خبر تھی۔ کہ اس کے پہلے دو حرام خوراگلے سفر کو نکل پڑے تھے۔ اور عیس کی گڑیا بھی اسکی حفاظت میں مقید تھی۔

موبائل اٹھاتے عیس نے پاکٹ میں ڈالا۔ اور مشعل کو سیٹ سے اٹھاتے اپنی گود میں منتقل کیا۔ کیونکہ تیز ڈرائیونگ سے اسکا سر بار بار دایئیں بائیں ڈھلک رہا تھا۔

وہ سوات میں داخل ہو چکا تھا۔ اب اسے کسی بھی طرح اپنے پیچھے لگے کتوں سے جان چھڑانی تھی۔ جو شاید عیس کو مارتے دیکھ کر پیچھا کرتے ادھر آنکے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

پہاڑی رستوں پر ڈرائیونگ کرنا آسان نہیں تھا۔ لیکن عیس کو کسی بھی طرح یہاں سے نکلنا تھا۔ خوبصورت گندمی چہرے کے تاثرات اس وقت تنے ہوئے تھے۔ مشعل اسکی گود میں دائیں بائیں ٹانگیں کرتی بے ہوش تھی۔ اگر وہ یہ ساری سچویشن دیکھ لیتی تو شاید پھر بے ہوش ہو جاتی۔

مشعل کو کمر سے تھامے وہ ڈرائیور کر رہا تھا۔ کہ اسے دور سے بڑا سا ٹرک موڑ کاٹتے اپنی طرف آتا دیکھائی دیا۔ شاید عیس کا آج برا وقت تھا۔ جو اسے اک کے بعد اک مشکلوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

آنے والے حالات کا پتہ نہیں تھا۔ اسی لئے تو سنی اس کے ساتھ آنے کے لئے بضد تھا۔ جسے عیس خود نہیں لے کر آیا تھا۔ کیونکہ سنی ساتھ آجاتا تو سلطان اور ضرار بھی پیچھے ٹک نہ پاتے۔

اور پھر پیچھے اسکی بھابیوں کو کون سنبھالتا۔ وہ انہیں ہر گز اکیلا نہیں چھوڑ سکتے تھے۔

اس سب کے باوجود بھی سنی کل خود آ رہا تھا۔ کیونکہ اب کوئی بھی سنان مصطفیٰ کو مزید قابو نہیں کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ عیس خود بھی نہیں۔۔۔

سامنے سے آتے ٹرک اور اپنے پیچھے آتے آدمیوں کو دیکھ کر عیس نے پل میں فیصلہ کیا تھا۔ اس اونچے پہاڑی رستے کے نیچے جھڑنا بہہ رہا تھا۔ اگر ٹرک کی وجہ سے عیس گاڑی روک لیتا تو پیچھے آتے آدمی اس پر حاوی ہونے کی کوشش کرتے۔ اور وہ اپنی بیوی کی موجودگی میں ہر گز بھی انہیں منہ لگانے کا ارادہ نہ رکھتا تھا۔

کیونکہ عین ممکن تھا۔ کہ مشعل ہوش میں آجاتی تو موجودہ صورتحال کو دیکھ کر خوف میں جکڑ جاتی۔ جو اسکے لئے مینٹلی ٹراما بن جاتا۔ کیونکہ وہ حد سے زیادہ معصوم تھی۔ اور اس سارے جہاں سے زیادہ عیس علی ہمدانی کو اپنی بیوی کی معصومیت ہی تو عزیز تھی۔

مشعل کو خود میں جکڑتے عیس نے گاڑی کو چھوڑتے دروازہ کھولتے نیچے بہتے جھڑنے میں چھلانگ لگائی تھی۔ اور چھلانگ لگاتے وقت وہ مشعل کے ماتھے پر لب رکھنا نہیں بھولا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اگر اسکے یاروں کو پتہ چل جاتا کہ اس نے اس وقت کیا قدم اٹھایا ہے۔۔ تو یقیناً وہ یہاں تباہی مچا دیتے۔
پانی میں ڈوبنے سے پہلے عیس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ وہ خود کو پانی کے سپرد کرتا مشعل کو مزید
خود میں جکڑ گیا۔



عیس۔۔۔۔۔

عیس کی لوکیشن غائب ہوتے ہی سنی زور سے چلایا تھا۔ جب سے عیس اکیلا نکلا تھا۔ وہ تب سے لیپ
ٹاپ پر اسکی لوکیشن پر نظریں جمائے تھا۔
وہ جتنی بھی پلینگ کر کے چلتے لیکن آنے والے وقت میں کس وقت کیسی صورتحال ہو جائے وہ اس کے
بارے میں اندازہ نہیں لگا سکتے تھے۔

سنی لیپ ٹاپ زور سے دیوار میں مارتے چینخا تھا۔ سنی کی آواز سنتے ہی سلطان اور ضرار کمرے میں داخل
ہوئے۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی کمرے سے نکل کر آنے والے حالات کے لئے لائیچہ عمل تیار کر رہے
تھے۔ جبکہ لڑکیوں کو کھانا کھلا کر وہ سلاچکے تھے۔

وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو سنی بالوں کو جکڑے بیٹھا نظر آیا۔ جبکہ لیپ ٹاپ زمین پر ٹوٹا ہوا تھا۔

سنان کیا ہوا۔۔

وہ اسکے پاس آکر بیٹھے۔ تو سنی نے سرخ آنکھیں اٹھائے انہیں دیکھا۔ اسکی گولڈن آنکھیں اس وقت نم
تھیں۔

عیس کی لوکیشن نہیں شو ہو رہی۔۔۔ وہ تکلیف سے بولا تو ضرار اور سلطان کے رنگ سفید ہوئے۔ عیس
کی لوکیشن شونہ ہونے کا صاف مطلب تھا۔ وہ کسی مشکل میں پھنس چکا تھا۔

میں نے کہا تھا نہ مجھے ساتھ جانے دو پر تم لوگوں نے میری نہیں سنی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان کے گرد حصار باندھتے وہ بھیگے لہجے میں شکوہ کرتے بولا۔ تو ضرار اور سلطان تکلیف سے آنکھیں بند کر گئے۔

ہم ابھی چلے جائیں گئے تم ایسے ہمت نہیں یار ویا۔۔۔ سلطان اسکے آنسو صاف کرتے بولا۔ تو سنی نے حیران کن نظروں سے دیکھا۔ اسکا حیران ہونا ہی بنتا تھا۔ کیونکہ کر نلز کے حکم کی وجہ سے عیس کو اکیلے بھیجا گیا تھا۔ ورنہ وہ کہاں اک دوسرے کو اکیلا چھوڑ سکتے تھے۔۔۔۔

پر کر نلز۔۔۔ ضرار نے انہیں یاد دلایا تو سلطان سر جھٹک گیا۔

ہمارے جگر سے بھر کر کسی کا کوئی حکم اہم نہیں میرے لئے، تم لوگ لڑکیوں کو میرے فلیٹ پر چھوڑ کر آؤ۔ وہ وہاں سیف رہیں گی۔ میں جانے کی تیاری کرتا ہوں۔

سلطان انہیں کہتے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ دونوں بھی تیزی سے کھڑے ہوتے باہر نکلے تھے۔ کیونکہ انہیں جلد از جلد عیس کے پاس پہنچنا تھا۔

سلطان کا کوئی ارادہ نہیں تھا کر نلز کو انفارم کرنے کا کیونکہ اس وقت وہ بھی سنان کی جیسی کیفیت سے ہی گزر رہا تھا۔ جس میں اسے صرف عیس کے پاس پہنچنا تھا۔

ان چاروں کی حد سے زیادہ اک دوسرے سے ایچمنٹ دیکھتے دلا اور خان نے سختی سے اڈر زد دیے تھے۔ کہ مشعل کی سیفی کے لئے صرف عیس اکیلا ہی جائے گا۔ اور اسکے ساتھ کوئی بھی نہیں جاسکتا۔ کیونکہ وہ کہیں بھی اک دوسرے کے بنا نہیں جاتے تھے۔ اسی وجہ سے کر نلز کو محسوس ہو رہا تھا۔ کہ وہ چاروں ہی اک دوسرے کی کمزوری بنتے جا رہے ہیں۔ اور اسی وجہ سے وہ آئے دن بڑے آفیسرز سے باتیں سنتے تھے۔ پرا نہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ اگر وہ اک دوسرے کے لئے شدت پسند تھے۔ تو اس میں کوئی بھی دوسرا کچھ نہیں کر سکتا تھا۔



یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

Epsiode 65 + 66

سنی اور ضرار نے لڑکیوں کو بے ہوش کر کے سلطان کے فلیٹ پر پہنچایا تھا۔ کیونکہ اگر ہوش میں وہ انہیں لے کر جاتے تو یقیناً وہ آسمان سر پر اٹھا لیتیں۔

اسی لیے انہیں وہ میرال اور بیہ کی حفاظت میں چھوڑ کر نکل آئے تھے۔ سلطان کا فلیٹ مکمل طور پر سکیورڈ تھا۔

ضرار گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ جبکہ سنی لیپ ٹاپ پکڑے عیس کی لوکیشن ٹریس کرنے کی کوشش میں تھا۔ اور سلطان کال پرافیسر سے رابطے میں تھا۔

ان تینوں کے چہروں پر اس وقت صرف فکر مندی تھی۔

عیس کی سابقہ لوکیشن بتاتے وہ کچھ ہی دیر میں اس پوری جگہ کو آرمی کی سکیورٹی میں سکیور کر چکا تھا۔ جس جگہ عیس کی گاڑی ملی تھی۔ اس پورے ایریا کو آرمی نے اپنے گھیرے میں لے لیا تھا۔

دوسرے آفیسر نے سلطان کو کال پر بتایا تھا۔ کہ عیس کی گاڑی کے علاوہ بھی اک گاڑی اور ٹرک ہے۔ ٹرک سے ٹکرائے کے باعث دونوں گاڑیوں کی بری ترین حالت تھی۔ چونکہ ٹرک سے گاڑیاں شدت سے ٹکرائی تھیں۔ اسی وجہ سے وہاں دھماکہ ہوا تھا۔ اسی وجہ سے ٹرک ڈرائیو تو اسی وقت مر گیا تھا۔ جبکہ عیس کا پیچھا کرنے والے آدمی بھی زندہ نہیں بچے تھے۔ کیونکہ جس وقت عیس نے پای میں چھلانگ لگائی تھی۔ اسی وقت ان تینوں گاڑیوں کا آپس میں زوردار ٹکراؤ ہوا تھا۔

ساری صورتحال جاننے کے بعد سلطان کو محسوس ہو رہا تھا۔ جسے کسی نے اسکا دل چیر لیا ہوا۔ کال بند کر کے وہ اپنی نیلی سرخ آنکھیں میچتے ہوئے سر پیچھے گرا گیا۔

سلطان کو دیکھتے سنی اسکی جانب مڑا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

خان کیا ہوا۔

سنی نے بے چینی سے لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتے استفسار کیا۔ کیونکہ سلطان سر پیچھے گرائے آنکھوں پر ہاتھ رکھے بیٹھا تھا۔

ضرار نے مرر سے دنوں کو دیکھا تھا۔

سنی کے بار بار بلانے پر سلطان نے سر اٹھاتے اسے دیکھا۔ تو سنی اسکی نیلی سرخ نم آنکھیں دیکھتا ٹھٹک گیا۔

کیا ہوا۔

سنی نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے کسی خدشے کے تحت پوچھا۔

جس پر سلطان نے آنکھیں میچتے ہوئے اپنے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کی۔ سلطان کو دیکھتے ضرار نے اک جھکٹے میں گاڑی کو بریک لگائی۔

بریک لگاتے ہی وہ پیچھے کی جانب مڑا تھا۔

عیس ٹھیک ہے نہ۔۔۔

ضرار نے امید بھری نظروں سے خان کو دیکھا۔ تو سلطان اسکے سوال پر ضبط سے سر نفی میں ہلا گیا۔ جس پر ان دونوں نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔

کیا ہوا علی کو، کہاں ہے وہ،۔۔۔ مجھے بتاؤ خان۔۔۔

سنی تکلیف سے چینخا پڑا۔ وہ تو پہلے ہی عیس کی لوکیشن غائب ہونے پر خود کو بامشکل سنبھالے ہوئے تھا۔ اور اب سلطان نے بھی کہہ رہا تھا کہ وہ ٹھیک نہیں ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان خود کو کمپوز کرتے بولنے کے لئے الفاظ سوچنے لگا۔ دل میں اٹھتی تکلیف اسے سوچنے کے قابل نہیں چھوڑ رہی تھی۔ کہ وہ اندازہ لگا پاتا کہ اپنے ان دونوں یاروں کو کیسے اور کن مناسب الفاظ میں بتائے۔ کہ انکے جگر کی گاڑی انتہائی بری حالت میں ملی ہے۔

تینوں گاڑیاں آپس میں شدت سے ٹکرائی تھیں۔ اسی باعث باقی دونوں گاڑیوں میں سوار نفوس جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ اور عیس کا بھی کچھ اتا پتہ نہیں ہے۔

سلطان ضرار اور سنی کا اک اک ہاتھ تھامتے بولنا شروع ہوا۔ اور آہستہ آہستہ انہیں بتاتا چلا گیا۔ وہ جیسے جیسے سنتے جا رہے تھے۔ انکی آنکھوں میں اڈتی تکلیف انکے رنگ سفید کرتی جا رہی تھی۔ سلطان نے انکے ہاتھ اسی لئے تھامے تھے۔ تاکہ اپنے لمس کا احساس دلاتے انہیں قابو کر سکے۔

پروہ نہیں کر پایا تھا۔ کیونکہ سنی اور ضرار کی آنکھوں سے نکلتے آنسو انکی بیرڈ میں جذب ہوتے جا رہے تھے۔ وہ سلطان کے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کرتے چلے گئے۔ جیسے کچھ قیمتی چھن جانے کا خوف بیٹھ گیا ہو۔۔

خان میں مر جاؤں گا، اگر علی کو کچھ ہوا تو۔۔۔

سنی اپنے بالوں کو نوچتے بولا۔ جبکہ اسکی گولڈن آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ جبکہ ضرار کا ایسا حال تھا۔ جیسے یقین کرنا چاہ رہا ہو۔ کہ اس نے جو سنا ہے۔ وہ حقیقت ہے۔۔

قسم خدا کی خان اگر میرے یار کو کچھ ہوا تو میں پوری دنیا سمیت اس آرمی کو آگ لگا دوں گا۔ جس نے ہمیں جدا کرنے کی کوشش کی اور ہم اپنے جگر کو اکیلا بھیجنے پر مجبور ہوئے تھے۔ میں کسی کا لحاظ نہیں کروں گا اب۔۔۔

اپنی نم آنکھیں صاف کرتے ضرار مضبوط لہجے میں بولتے گاڑی دوبارہ سٹارٹ کر گیا۔ اسے جلد از جلد اپنے دل کے پاس پہنچنا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

انسان جب تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو سب زیادہ اس کا دل اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ اسی تکلیف کے باعث انسان کا دل بیک وقت کئی جذبات میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اور سب سے پہلی خواہش جو اس کے دل میں آتی ہے۔ وہ اس تکلیف سے چھٹکارا حاصل کرنے کی ہوتی ہے۔ یہ ہی حال اس وقت ان تینوں کا تھا۔ اگر عیس علی ہمدانی انکی آنکھوں سے او جھل تھا۔ تو وہ تینوں بھی اپنے دل کی تکلیف میں مبتلا ہو گئے تھے۔ جہاں ان کا دل چاہ رہا تھا۔ کہ وقت واپس پلٹے انہیں وہاں لے جائے۔ جہاں وہ عیس کو اکیلا بھیجنے کی غلطی سدھار سکیں۔ اور یہ بے بسی انہیں زیادہ تڑپا رہی تھی۔ کیونکہ وہ نہ اپنی غلطی سدھار پارہے تھے۔ اور نہ عیس کو دیکھ پارہے تھے۔

مشعل کے آنکھوں سے او جھل ہونے پر اگر عیس علی ہمدانی نے تکلیف اٹھائی تھی۔ تو خود انکی آنکھوں سے پرے ہو کر ویسی ہی تکلیف وہ ان تینوں کو بھی محسوس کروا رہا تھا۔ کچھ نہیں ہو سکتا اسے، کیونکہ ہم اسے کچھ ہونے ہی نہیں دیں گئے۔

سنی چٹانی لہجے میں کہتا دو بار لیپ ٹاپ پر عیس کی لوکیشن ٹریس کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ تو سلطان ان دنوں کو اک نظر دیکھ کر نم آنکھوں سے مسکرا دیا۔

وہ تینوں اس وقت مضبوط جوان مرد بار بار اپنی نم آنکھیں صاف کر رہے تھے۔ وہ اپنے آنسو اک دوسرے سے بھی چھپا نہیں رہے تھے۔ کیونکہ وہ لوگ آئینہ تھے۔ اور آئینے میں انسان ہمیشہ خود کو ہی دیکھ سکتا ہے۔

کوئی نہیں جانتا تھا کہ بلیک گینگ کے وہ چاروں پلرز رو بھی سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ چاروں اپنی ایمو شنلی سائیڈ صرف اک دوسرے کی ہی ظاہر کرتے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

حادثے والی جگہ پر پہنچتے پہنچتے انہیں اندھیرا ہو گیا تھا۔ بے شک اسلام آباد سے سوات کا سفر زیادہ نہیں تھا۔ لیکن انتظامات کرنے میں انہیں وقت لگا تھا۔ اسی لئے سلطان نے پہنچنے سے پہلے وہاں سکیورٹی فورسز کو بھیج دیا تھا۔

گاڑی سے نکلتے وہ سب جلدی سے عیس کی گاڑی کی جانب بڑھے۔

عیس کی گاڑی کی حالت دیکھتے انکے قدم بے اختیار روکے تھے۔

ٹرک سے ٹکرانے کی وجہ سے گاڑی کا فرنٹ والا حصہ تباہ ہو گیا تھا۔ اور مر رتک چکنا چور تھا۔

تینوں اک دوسرے کو دیکھتے ہمت کرتے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگے۔ انکا اک اک قدم بھاری ہوتا جا رہا تھا۔

کیونکہ آرمی باقی دونوں گاڑیوں کو چیک کر چکی تھی۔ اور ان میں زخمی نفوس کو بھی باہر نکال دیا گیا تھا۔ جہاں ٹرک ڈرائیور کافی حد تک جل چکا تھا۔ اور باقی سب کا بھی برا حال تھا۔

لیکن سلطان کے حکم کی وجہ سے عیس کی گاڑی کو ابھی تک کسی نے ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ روڈ پر اس وقت پولیس اور آرمی کی گاڑیاں اک بڑی تعداد میں کھڑی تھیں۔ دونوں اطراف سے روڈ کو بلاک کیا جا چکا تھا۔ اور بڑی بڑی لائیس لگائی گئیں تھیں۔ جس کی وجہ سے صاف معلوم ہو رہا تھا۔ کہ یہاں کافی بڑا حادثہ پیش آیا ہے۔

سلطان اور ضرار سنی کو روکتے خود چیکنگ کی غرض سے عیس کی گاڑی میں بیٹھے۔ کیونکہ سنی گاڑی کی حالت دیکھتے خود پر سے کنٹرول کھونے لگا تھا۔ اور اگر کچھ ویسا دیکھ لیتا تو اس نے آپے سے باہر ہو جانا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

گاڑی کو خالی دیکھ کر وہ حیران ہوئے تھے۔ اور اس بات کی یقین دہانی اک آفیسر پہلے ہی کر چکا تھا۔ جس نے سلطان کو بتایا تھا۔ کہ عیس کی گاڑی خالی ہے۔ اس میں میجر عیس علی موجود نہیں ہیں۔ جس پر سلطان کو حیرت ہوئی تھی۔

اور اب خود بھی گاڑی کو خالی دیکھ کر کہیں نہ کہیں اسکے دل میں امید اور سکون اتر گیا تھا۔ کہ اگر وہ گاڑی میں نہیں تھا۔ تو مطلب وہ خطرے کو دیکھتے پہلے ہی مشعل کو لیے حفاظتی قدم اٹھا گیا تھا۔ کیونکہ جو حادثہ پیش آیا ہے۔۔ اس حادثے میں اگر عیس بھی گاڑی میں رہتا۔ تو اسکا بھی بچنا مشکل تھا۔

ڈیش بورڈ پر عیس کی گنز کو دیکھتے سلطان اور ضرار دونوں نے بیک وقت اک دوسرے کو دیکھا۔

رستے میں جن دو آدمیوں کی لاشیں انہیں ملی تھیں۔ اسکا مطلب انہیں عیس نے مارا تھا۔ اور یہ آدمی وہ دونوں ہی تھے۔ جنہوں نے مشعل کو اغوا کیا تھا۔

گنز کے علاوہ انہیں مشعل کی ہیر پن ملی تھی۔ جو کہ پیسنجر سیٹ پر گری ہوئی تھی۔

سلطان نے اسے اٹھایا۔ تو اسکے پیچھے چپ دیکھ کر نرم آنکھوں سے مسکرا دیا۔ اسے بے اختیار وہ دن یاد آیا تھا۔ جس دن وہ لاتعداد ہر سائز اور ڈیزائن میں مختلف رنگوں کی ہیر پنز خرید کر لایا تھا۔

سنی کے پوچھنے پر عیس نے اسے بتایا تھا۔ کہ وہ ان ہیر پنز پر چپ لگاوائے گا۔ جس کی مدد سے وہ مشعل کی لوکیشن آسانی سے ڈھونڈ سکتا ہے۔

سنان نے اسے مشورہ دیا تھا۔ کہ وہ مشعل کو لاکٹ پہنا دے۔ لیکن عیس کو اسکا مشورہ پسند نہیں آیا تھا۔ کیونکہ وہ اپنے چوزے کو کچھ خاص دینا چاہتا تھا۔

چونکہ مشعل کے شولڈر کٹ بال کافی سلکی تھے۔ تو وہ ہر وقت اپنے ڈریس سے پیچ پنز لگائے رکھتی تھی۔ اسی وجہ سے عیس نے اسے ہیر پنز دینے کا سوچا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس نے میرال اور بیہ سے اگلہ پورا ہفتہ محنت کروا کے اپنی بیوی کے لئے ہیر پز تیار کروائی تھیں۔ ہر ہیر پن پر چپ لگائی گئی تھی۔

گرین کلر کی پن اٹھاتے سلطان نے اپنی پاکٹ میں رکھی۔ کیونکہ یہ اسکی گڑیا کی پن تھی۔ جو وہ اس کے شوہر کو واپس کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ کیونکہ عیس علی ہمدانی نے بڑی محنت سے اپنی بیوی کے لئے ہینڈ میڈ پز تیار کی تھیں۔

عیس گاڑی میں نہیں ہے۔۔

سلطان اور ضرار گاڑی سے نکل کر سنان کی جانب آئے تھے۔ جو اضطراب کی کیفیت میں ٹانگ ہلایے جا رہا تھا۔

ہیلو سر۔۔

وہ تینوں اس پاس نظریں دہرا رہے تھے کہ اک آفیسر انکی جانب آیا۔

ضرار نے سر کو خم دیتے اسے بولنے کا اشارہ کیا۔۔

سر ہم آپ کے آنے سے پہلے اس پاس ہر جگہ ڈھونڈ چکے ہیں۔ لیکن میجر عیس علی ہمیں کہیں نہیں ملے۔

آپ نے کس کس جگہ کو کور کیا ہے۔۔

سلطان نے سر دلہجے میں اس سے پوچھا۔ فل بلیک پینٹ شرٹ پر بلیک ہی جیکٹ پہنے سر پر کیپ پہنے اپنی سحر انگیز شخصیتوں کے ساتھ کھڑے تھے۔ جہاں کچھ آفیسر انہیں سیلوٹ کرتے اب انکے اگلے حکم کے لئے پاس کھڑے ہو گئے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔

وہ ایسے بہت کم ڈائریکٹلی سامنے آتے تھے۔ اس وقت بھی انہوں نے چہرے پر ماسک لگایا ہوا تھا۔
کیونکہ فحال وہ سیکرٹ ایجنٹ کے طور پر ہی کام کر رہے تھے۔ اور انہیں اپنی شناخت چھپانے کا حکم کر نلز
کی جانب سے بھی تھا۔

سرہم نے اس روڈ اور پہاڑ غرض اس پاس ہر چھوٹی سی چھوٹی چیز کو چیک کیا ہے۔ لیکن میجر کی موجودگی
کا ہمیں کوئی نشان نہیں ملا کہیں سے بھی۔۔۔
آفیسر نے مزید انہیں بتایا۔

کیا آپ نے اس جھڑنے کو چیک کیا ہے۔۔۔
سلطان نے تنہ ہوئے لہجے میں پھر پوچھا۔ تو آفیسر کی آنکھوں میں حیرت ابھری۔
نوسر۔۔۔

ہمم۔۔ سلطان نے ہنکارہ بھرا۔۔
جا کر لائٹس اور باقی انتظام کریں۔ ہم جھڑنے کو چیک کرنے والے ہیں۔
سلطان نے انہیں حکم صادر کیا تو وہ سیلوٹ کرتے مڑ گئے۔

خان ہم جھڑنے کو کیوں چیک کریں گئے۔۔۔
ان کے جاتے ہی سنی نے پوچھا تھا۔

کیونکہ عیس نے جھڑنے میں چھلانگ لگائی ہے۔

سلطان نے سنی کو بتایا۔ تو سنی کی آنکھوں میں حیرت اتری۔۔

سلطان نے اسکی حیرت دور کرنے کے لیے اسکے سامنے عیس کا بریسلٹ کیا۔ جو اسے وہاں گراملا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس کی لوکیشن اسی لئے غائب ہوئی تھی۔ کیونکہ اس بریسلٹ میں لگی چپ خراب ہو گئی ہے۔ اور گاڑی پہلے سڑک کے کنارے پر کھڑی تھی۔ جہاں سے جھڑنے میں کودنا آسان ہے۔ لیکن ہمارے آنے سے پہلے گاڑی کو کنارے سے ہٹاتے یہاں لایا گیا ہے۔ اور عیس کی کلائی سے یہ بریسلٹ کودتے وقت گرا ہے۔

کیا تم نے عیس کی باڈی کی میں جو چپ ہے۔ اسکی لوکیشن چیک کی۔۔۔

ضرار نے عیس کی گاڑی کو دیکھتے سنی سے پوچھا۔ تو سنی کے ذہن میں دھماکہ ہوا۔ کہ وہ اب تک صرف اس بریسلٹ کی لوکیشن کو ہی چیک کرتا آیا تھا۔ جبکہ اس طرف تو اسکا ذہن گیا ہی نہیں۔۔۔

بنان دونوں کی بات سنے وہ اپنی گاڑی میں پڑے لیپ ٹاپ کی طرف بھاگا تھا۔

Epsiode 67

آرمی کی پوری ٹیم ان تینوں کے ساتھ اس وقت جھڑنے کے پانی میں میجر عیس کو ڈھونڈ رہی تھی۔ روڈ سے نیچے جھڑنے تک آنا اک مشکل ترین کام تھا۔ کیونکہ پتھری رستے پر وہ چلتے بامشکل نیچے اترے تھے۔

سڑک پر بڑی بڑی لائٹس لگائی گئیں تھیں۔ جو نیچے بہتے پانی پر روشنی پھیلایے ہوئے تھیں۔ عیس کی باڈی میں موجود چپ یہیں کی لوکیشن شو کر رہی تھی۔ البتہ مشعل کی لوکیشن غائب تھی۔۔ شاید اسکے بالوں میں لگی ہیر پن کہیں گر گئی تھی۔ کیونکہ اک پن پہلے ہی سلطان گاڑی میں سے اٹھا چکا تھا۔۔

رات کا ایک بج چکا تھا۔ اور اس وقت بھی وہ مسلسل عیس کو ڈھونڈنے کی کوشش کر رہے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ضرار اور سنی دونوں پانی میں اترے ہوئے تھے۔ جبکہ سلطان باقی ٹیم کو لیڈ کرتا باقی ہر جگہ پر عیس کو تلاش کر رہا تھا۔

جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا۔ ویسے ویسے ہی ان سب کی دھڑکنوں کی رفتار بڑھ رہی تھی۔ خود کے ساتھ ٹکمرانے والی ہر چیز انہیں اپنے دل کا گمان دیتی تھی۔ لیکن ابھی تک انہیں مسلسل ناکامی کا سامنا ہو رہا تھا۔

مسلسل ناکامی پر ان سب کا ضبط جواب دینے لگا تھا۔ اور یہ ضبط ناامیدی نہیں تھی۔ بلکہ بڑھتی تکلیف کی شدت تھی۔ جو بڑھتے ہوئے انکی سانسوں کی روانی کو کم کر رہی تھی۔ کیونکہ اس وقت انکی سانسوں کی روانی صرف اک انسان سے ہی جڑی ہوئی تھی۔

جھڑنے کا پانی تھنڈا تھا۔ ضرار اور سنی جو کب سے پانی میں اترے ہوئے تھے۔ اب انکی باڈی کا ٹمپرچر گرنے لگا تھا۔ لیکن وہ ابھی بھی ہمت نہیں ہارے تھے۔

پانی چونکہ انکی جسم کے درجہ حرارت کو کم رہا تھا۔ اسی وجہ سے پانی میں کھڑے ہونا ناممکن ہوتا جا رہا تھا۔

سلطان ٹیم کو کام پر لگاتے ان دنوں کی جانب پانی میں آیا۔ جو کب سے برف جیسے پانی میں چلتے ہوئے عیس کو ڈھونڈ رہے تھے۔ کیونکہ عیس کی لوکیشن تو یہاں کی ہی تھی۔ لیکن چپ اک پر اپر لوکیشن شو نہیں کر رہی۔ جس کی وجہ سے انہیں مشکل کا سامنا ہو رہا تھا۔

وہ جتنا بے چینی میں مبتلا تھے۔ قسمت اتنا ہی انکا امتحان لینے پر تلی تھی۔

تھوڑی دیر کے لیے باہر نکل آؤ۔ ورنہ خود بیمار پڑ جاؤ گئے۔ تو کام کرنا مشکل ہو جائے گا۔

ان دونوں نے سلطان کی آواز کو نظر انداز کیا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان پانی میں اترتے انکے قریب آیا۔ جھڑنے کا پانی زیادہ گہرا نہیں تھا۔ لیکن یہاں کا موسم بہت ٹھنڈا تھا۔

سلطان جو انہیں باہر نکلنے کا کہتے کنارے پر واپس جا رہا تھا۔ جہاں اسے کسی آفیسر نے آواز لگائی تھی۔
ضرار جو سلطان کو کنارے پر جاتے دیکھ رہا تھا۔ کہ نیچے نظر پڑتے ہی وہ چینا تھا۔
خانسن۔۔۔

ضرار کی چیخ پر سلطان اور سنی اسکی جانب جھٹکے سے مڑے تھے۔ جو پاگلوں کی طرح بھاگتے ہوئے سلطان کے قدموں میں جھکا تھا۔ جہاں کنارے پر اسے اک ہاتھ نظر آیا تھا۔

ضرار کو نیچے جھکتے دیکھ کر سلطان بے اختیار پیچھے ہوا۔ لیکن ضرار کو اک ہاتھ تھامتے دیکھ کر سلطان کا دل رکا تھا۔ جبکہ سنی بھاگتے ہوئے ان کی طرف آیا۔

ضرار نے ہاتھ کو تھامتے پانی سے باہر عیس کا چہرہ نکالا۔ جہاں گردن پر ہلکی سی خراشیں نظر آرہیں تھیں۔ اور ماتھے پر بندھا رومال ویسے ہی بندھا ہوا تھا۔ یہ اسکا خاص انداز تھا۔ جس فایٹ میں اس نے مخالف کو تڑپا تڑپا کر مارنا ہوتا تھا۔ تب وہ ماتھے پر رومال باندھتے اپنا بے پروا انداز اپناتے اصلی روپ میں آجاتا تھا۔ آج بھی یہ رومال ظاہر کر رہا تھا۔ کہ اس نے مارنے والے کو خطرناک موت دی تھی۔ کیونکہ انہیں خبر ملی تھی۔ کہ جن دو آدمیوں کو میجر علی نے مارا تھا۔ اس میں اک آدمی کے منہ کے اندر فائر کیے گئے تھے۔ جبکہ دوسرے کے دل اور آنکھوں کو نشانہ بنایا گیا ہے۔

عیس کے چہرے کو دیکھتے ہی ان سب کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکلے تھے۔

باقی کی ٹیم جلدی سے انکی جانب آئی تھی۔

گڑیا کہاں ہے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان نیلی نم آنکھوں سے کپکپاتے بولا تھا۔ سلطان کی آواز پر وہ دونوں مشعل کی تلاش میں یہاں وہاں نظریں گھمانے لگے تھے۔

عیس کا دوسرا ہاتھ پانی سے باہر نکالتے ہی ان سب کا دل زوروں سے دھڑک اٹھا تھا۔ کیونکہ وہ مشعل کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا۔

چہروں پر ماسک لگائے وہ تینوں عیس کے گرد پانی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور عیس کا سر ضرار کی گود میں تھا۔

سنی نے تھوڑا سا آگے ہوتے مشعل کو پانی سے باہر نکالا تھا۔
جو ٹھنڈے پانی کی وجہ سے نیلی ہو چکی تھی۔

اپنی گڑیا کی حالت دیکھتے ان سب کا دل تکلیف سے بھر گیا۔

ضرار نے جھکتے ہوئے عیس کے ماتھے کو چوما تھا۔ انکا گنڈا سردی کے موسم میں مشعل کو ٹھنڈے سے بچانے کی کوشش میں ہلکان ہو جایا کرتا تھا۔ کیونکہ مشعل اک دفعہ زرا سی ٹھنڈ لگنے پر بری طرح بیمار ہو گئی تھی۔

اور تب سے عیس علی ہمدانی نے خود پر فرض کر لیا تھا۔ کہ وہ مشعل کو ٹھنڈ نہیں لگنے دے گا۔۔ کیونکہ اسکی بیوی انتہائی نازک اور سینسیٹو تھی۔

اور آج اتنے ٹھنڈے پانی میں وہ نیلی پڑتی اپنا اصلی رنگ کھو چکی تھی۔

عیس جیسے مشعل کا ہاتھ تھامے ہوئے تھا۔ صاف ظاہر تھا۔ اتنی خراب حالت میں بھی اس نے اپنے چوزے کی حفاظت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ شاید پانی میں گرتے ہوئے مشعل اس سے الگ ہوئی تھی۔ خود سے مشعل کے دور جانے کے خوف پر عیس نے ہوش سے بیگانہ ہوتے ہوئے بھی اسکا

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ہاتھ نہیں چھوڑا تھا۔ یہ اسکی محبت کی شدت ہی تھی۔ کہ وہ ابھی تک اسے تھامے ہوئے تھا۔ ورنہ وہ بہتے ہوئے اس سے دور بھی جاسکتی تھی۔

شاید ہوش میں عیس نے پانی سے باہر نکلنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن کنارے پر پہنچتے ہی وہ ہوش کھو گیا تھا۔

اپنی بے خبری میں وہ اب بھی مشعل کا ہاتھ نہیں چھوڑ رہا تھا۔ عیس کے ہاتھ کو ان تینوں نے تھام لیا۔۔ جیسے ہر مشکل وقت میں وہ چاروں تھام لیا کرتے تھے۔ تاکہ اک دوسرے کو محسوس کرتے وہ ہمت نہ ہاریں۔

اب بھی وہ ان سب کا لمس محسوس کرتے مشعل کے ہاتھ پر گرفت چھوڑ گیا۔ جس پر وہ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے جلدی سے اسے اٹھا گئے تھے۔
خان ان سب کو یہاں سے بھیجو۔۔

سنی بھرائی آواز میں ضبط سے بولا تھا۔ مشعل کا سر وہ اٹھائیے ہوا تھا۔ سلطان نے اسکی بات سمجھتے آفیسرز کو وہاں سے بھیجا۔ کیونکہ وہ مشعل کو کبھی بھی انکے سامنے نہیں لاسکتے تھے۔ نہ لانا چاہتے تھے۔

ان سب کے جاتے ہی سنی نے مشعل کا سر سلطان کی گود میں رکھتے اپنی جیکٹ اتارتے اسے پہنائی تھی۔ مکمل بھگنے کی صورت اسکاڈریس انتہائی خراب ہو چکا تھا۔

سب کے وہاں سے جاتے ہی ضرار اور سنی نے مل کر عیس کو پانی سے باہر نکالا۔ جبکہ مشعل کو سلطان نے اپنی گود میں اٹھایا ہوا تھا۔

ضرار اور سنی عیس کو اٹھائیے اوپر لا کر گاڑی میں لٹایا تھا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اس وقت سلطان اور ضرار ہا اسپٹل کے کاریڈور میں کھڑے تھے۔ جبکہ سنی ڈاکٹرز کے ساتھ اندر وارڈ میں موجود تھا۔

اور ہا اسپٹل کے باہر آرمی کی سکیورٹی بھی موجود تھی۔۔

شدید پریشانی سے انکا حال برا تھا۔ کیونکہ اک گھنٹے سے سنی ڈاکٹرز کے ساتھ اندر موجود تھا۔ لیکن ابھی تک عیس کے حوالے سے کوئی بھی اپ ڈیٹ نہیں تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں سنی ماسک لگائے باہر آیا تھا۔ تو وہ دونوں اسکی جانب آئے۔۔
کیسے ہیں وہ اب۔۔۔

ضرار نے بے چینی سے استفسار کیا۔ تو سنی گہری سانس خارج کر گیا۔

Both are facing hypothermia conditions۔۔

مطلب۔۔

ان دنوں نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔

ان دنوں کو دیکھتے سنی بولنا شروع ہوا۔

یہ اک میڈیکل کنڈیشن ہے۔ جب اک انسانی جسم زیادہ دیر تک ٹھنڈے میں رہتا ہے۔ تو زیادہ دیر تک پانی میں رہنے کی وجہ سے اسے hypothermia کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس میں باڈی کا ٹمپریچر گرتا چلا جاتا ہے۔ اور باڈی کی ہیٹ کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اور اک وقت وہ آتا ہے۔ جب باڈی ہیٹ پیدا بھی نہیں کر پاتی۔ اور یہ اک خطرناک صورتحال ہوتی ہے۔۔

اس کے علاوہ عیس کے سر پر چوٹ لگی ہے۔ شاید پانی میں گرتے وقت اسکا سر کسی پتھر سے ٹکرایا تھا۔
اسی وجہ سے وہ بے ہوش ہوا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اس کنڈیشن کے علاوہ cold water shock کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جہاں انسان کو سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے۔ اور اسکے دل کی دھڑکن کبھی کم یا بڑھ جاتی ہے۔ اور بلڈ پریشر میں بھی بدلاؤ آتے ہیں۔ اس وقت بھی ان دنوں کو آکسیجن لگائی گئی ہے۔ میڈیکل ان کو گرم رکھنے کی پوری کوشش کی جا رہی تھی۔

لیکن مجھے امید ہے۔ کہ عیس جلدی ریکور کر جائے گا۔ کیونکہ اسکی حالت میں سدھار آنے لگا ہے۔ پر مشعل کے لئے خطرے کی بات ہے۔ کیونکہ وہ بہت نازک اور کمزور ہے۔ وہ اس کنڈیشن سے نہیں نکل پارہی۔ اسکی باڈی کا ٹمپرچر انتہائی گرچکا ہے۔

اور اگر ایسا ہی رہا۔ تو مشعل کے لئے بہت مشکل ہو سکتی ہے۔ اگر وہ جلدی اس حالت سے نہ نکل پائی۔ تو اسے پینک ایٹک ہو سکتے ہیں۔ اور یہ سب اسکی بعد کی نارمل زندگی پر بھی اثر کر سکتا ہے۔ جہاں اسکی سوچ سمجھنے کی صلاحیت کم ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ بے وقت سٹریس محسوس کرے گی۔

سنی انکو آہستہ آہستہ بتاتے چپ ہوا۔ جبکہ گولڈن آنکھیں نم تھیں۔ وہ انتہا کا سینسیٹیو تھا۔ اور اب اپنے عزیزوں کو ایسے دیکھتے وہ ضبط کھو چکا تھا۔ ائی سی یو میں بامشکل کھڑے ہو کر اس نے عیس کا علاج کیا تھا۔ جبکہ مشعل کو فی میلز ڈاکٹر کی نگرانی میں ٹریمنٹ دیا گیا تھا۔

عیس کو ہوش کب تک آئے گا۔

ضرار نے سنجیدگی سے استفسار کیا تھا۔ کیونکہ وہ ہوش میں آکر ہی اپنے چوزے کو سنبھال سکتا تھا۔

ابھی کچھ نہیں کہہ سکتے اس بارے۔۔۔

سنی نیچے دیکھتے آہستگی سے بولا۔۔ عیس کو چونکہ سخت ٹریننگ دی گئی تھی۔ اسی لئے وہ اتنی خطرناک کنڈیشن میں جلدی ریکور کر پارہا تھا۔

مجھے عیس کو دیکھنا ہے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان سنی کو دیکھتے سنجیدگی سے بولا۔ تو وہ سر ہلاتے ان کو ساتھ لیے عیس کے روم میں آیا۔ جہاں اسے آکسیجن لگائی تھی۔ اسکے بھگے کپڑے بدل دیے گئے تھے۔

وہ تینوں اسکے بیڈ کے پاس کھڑے تھے۔ سلطان نے اسکے ماتھے کے بال پیچھے کرتے جھکتے ہوئے اسکے ماتھے کو چھوا تھا۔ جبکہ سنی نے اسکا ہاتھ تھام لیا تھا۔

ان چاروں کی عمروں میں زیادہ فرق نہیں تھا۔ لیکن اپنی شوخ طبیعت کی وجہ سے سلطان اور ضرار ان دونوں کو خود سے چھوٹا مانتے تھے۔ اور ٹریٹ بھی ویسے ہی کرتے تھے۔ جس پر آج تک سنان اور عیس نے برا نہیں مانا تھا۔ بلکہ وہ حق سے ضرار اور سلطان سے اپنے نخرے ولا ڈاٹھاواتے تھے۔

اور ان دونوں کے لاڈ و نخرے پورا کرنا سلطان اور ضرار پر فرض تھا۔

آرمی میں ان چاروں کی سیم پوزیشن تھی۔

لیکن اس کے باوجود ہر مشن میں سلطان کو آگے رکھتے تھے۔ سلطان ہی ان سب کو لیڈ کرتا تھا۔ غرض اپنے گروپ میں ان سب نے اپنی اپنی جگہ رکھی تھی۔ سلطان اگر انکا پہلا بوس تھا۔ تو ضرار دوسرا تھا۔ اک دفعہ پھر ان تینوں نے عیس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں تھاما تھا۔ تاکہ وہ انکے بے قرار دل کی پکارا سنتا ہوش میں آجائے۔ وہ اسے مزید ایسے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ وہ ہنستا مسکراتا انکی جاں عذاب کرتا ہی اچھا لگتا تھا۔

مشعل تک پہنچنے میں اسے جو زرا دیری ہوئی تھی۔ تو وہ دیری صرف اسی وجہ سے تھی۔ کہ عین وقت پر انہیں عیس کو اکیلا بھینچنے کا کر نلز کی جانب سے آڈر ملا تھا۔ جس پر سنی آپے سے باہر ہوا تھا۔

سنی کو منا کر ہی عیس نکلا تھا۔ اور اس زرا سی دیری کا یہ انجام ہوا۔ کہ ان دو ٹکوں کے آدمیوں نے اسے چوزے کو باندھ دیا تھا۔ جس پر عیس نے انہیں دردناک موت دی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس کی باتیں یاد کرتے ضرار آنسو صاف کرتے اچانک سے مسکرایا تھا۔
کیا ہوا۔۔۔

ضرار کی ہنسی کی آواز پر وہ اسکو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔

یہ سالا ہمیں کہہ کر آیا تھا کہ ہنی مون منا کر ہی آئے گا۔ اور اب دیکھو کیسے بے ہوش پڑا ہے۔ اچھا ہے اسکا
ہنی مون لیٹ ہو گیا۔ کم از کم اب میں تم سب سے پیچھے تو نہیں رہوں گا۔۔۔
ضرار نم آنکھوں سے مسکراتے بولا تو وہ دونوں بھی مسکرا دیے۔ لیکن ضرار کی یہ بات عیس کو پسند نہیں
آئی تھی۔

اسے کیا ہوا۔۔۔

ضرار عیس کی بگڑتی حالت پر پریشان ہوتے بولا۔

اسکو تیری گندی بات نہیں پسندائی۔۔۔

سنی نے دانت پیستے اسے جواب دیا۔ کیونکہ عیس کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔۔۔

باہر جاؤ میں دیکھتا ہوں اسے۔۔۔

سنی نے ان دونوں کو جلدی سے باہر بھیجا۔ انکے نکلتے ہی ڈاکٹر روم میں داخل ہوئے۔ کیونکہ سلطان نے
انہیں اندر جانے کو کہا تھا۔

باہر وہ اضطراب کی کیفیت میں ٹھل رہے تھے۔ بلا آخر آدھے گھنٹے بعد سنی روم سے باہر نکلا تھا۔ تو وہ تیزی
سے اسکی جانب آئے۔

سنی انکو خاموش نظروں سے دیکھتا رہا۔ وہ اسکے بولنے کا انتظار کر رہے تھے۔

پھر وہ اپنا ماسک اتارتے منہ بناتے بول ہی پڑا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

"وہ کہہ رہا ہے۔ کہ میں تم سب سے پہلے باپ بن کے رہوں گا۔"

جہاں سنی کے لفظوں نے انہیں چونکنے پر مجبور کیا تھا۔ وہیں وہ خوشی سے پاگل ہوتے عیس کے روم کی جانب بڑھے۔

جبکہ پیچھے سنی منہ بسور تارہ گیا۔ کیونکہ وہ پیچھے جو رہنے والا تھا۔

Epsiode 68

مشعل کے نازک وجود کو اس نے بیڈ پر لٹا کر اچھے سے بلینکٹ میں کور کر دیا۔ کمرے میں آتش دان جل رہا تھا۔ لیکن ابھی کمرہ مکمل طور پر گرم نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ وہ ابھی تو اسے لے کر یہاں پہنچا تھا۔ عیس نے آگے بڑھتے ہوئے کھڑکیاں اچھے سے بند کی تھیں۔ اور ساتھ ہی سائیڈ پر پڑیں لکڑیاں آتش دان میں رکھی تھیں۔ تاکہ آگ تیز ہو سکے۔

ابھی وہ یہ سب کر کے مڑا ہی تھا۔ کہ کمرے کے لینڈ لائن فون بجنا شروع ہو گیا۔ شوز اتار کر عیس نے فون اٹھایا۔

عیس تو سمجھ نہیں رہا ابھی تجھے اور گڑیا کو ٹریمنٹ کی ضرورت ہے یا۔۔۔ فون اٹھاتے ہی سنان کی آواز اسکے کانوں میں گونجی تو عیس فون کو اک نظر گھور گیا۔

"میرا علاج تو تب ہی ہو جانا ہے جب میں اسکا علاج کرنا شروع کرنا ہے۔"

عیس نے معنی خیزی سے گھمبیر لہجے میں اسے جواب دیا۔ تو دوسری طرف سنان کا دل کیا کہ آج اسکی پونی کھینچ کھینچ کر توڑ ہی ڈالے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سالے اگر تجھے اپنا نہیں خیال تو کم از کم گڑیا کا تو خیال کر لے۔۔ وہ تیرے جیسی بلڈوزر نہیں ہے۔ اسے
پراپر ٹریٹمنٹ کی ضرورت ہے۔۔ تو سمجھ کیوں نہیں رہا۔۔

سنی غصے و عاجزی سے ملے جلے انداز میں بولتا چلا گیا۔ تاکہ مقابل کو شرم دلا سکے۔۔

تیری گڑیا کے علاج کا تو پتہ نہیں پراگر تو ایسے ہی کباب میں ہڈی بنا رہا نہ تو میں ادھر آکر پہلے تیرا علاج
کرنا ہے۔ پھر تیری گڑیا کا۔۔ جا کر اپنی یہ ڈاکٹری کہیں اور جھاڑ کھینے کباب کی ہڈی۔۔

عیس غصے سے غراتے ہوئے فون ٹک سے بند کر گیا۔

جس پر سنی اپنا سامنہ لے کر ان دونوں کو دیکھنے لگا۔ جو سنی کے دیکھنے پر لا پرواہی پر کندھے اچکا گئے۔۔

جب تجھے پتہ ہے کہ وہ نہیں رکے گا۔ تو کیوں ٹانگ بیچ میں اٹکانے کی کوشش کر رہا ہے۔۔۔

ضرار سنی کو شرم دلانے کے کی غرض سے دانت پیستے ہوئے بولا تھا۔

کیونکہ سلطان اور ضرار دونوں ہی جانتے تھے۔۔ کہ سنان مصطفیٰ اس وقت بس عیس علی ہمدانی کے ہنی

مون پلین کو ناکام بنانے کی سر توڑ کوششیں کر رہا ہے۔ تاکہ سنان مصطفیٰ کاظمی کے دل میں ٹھنڈ پہنچتی

رہے۔ کہ رومینس کے مقابلے میں وہ برابر ہی ہیں۔ پر آج عیس علی ہمدانی آگے نکلنے والا تھا۔ اور یہ ہی

سوچ سوچ کر سنی کا خون خشک ہو رہا تھا۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ اڑتے ہوئے اسلام آباد سے ایرہ کو

یہاں لے آئے۔ اور لگے ہاتھ رخصتی ڈن کرتا سارے تقاضے پورے کر دے۔۔

منہ لٹکانے سے کچھ نہیں ہونے والا، چلو روم میں چلتے ہیں۔

سلطان سنی کو زبردستی کھنچتے ہوئے روم میں لے گیا۔۔ کیونکہ وہ اس وقت ہوٹل کے ریسپشن پر کھڑے

عیس کو فون کر رہے تھے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

فون بند کرتے ہی عیس بیڈ پر پیچھے گرا تھا۔ جبکہ پاؤں بیڈ سے نیچے لٹک رہے تھے۔ ہیزل براؤن آنکھیں آج بھر پور چمک رہیں تھیں۔ بے شک اس کا دل مٹھی میں جکڑا گیا تھا۔ جب پانی میں گرتے وقت مشعل ہوش میں آتے ڈر کے مارے اسکی گردن کو نوچنے لگی تھی۔ پانی میں گرتے ہی وہ اس سے الگ ہوئی تھی۔ لیکن عیس نے اسے خود سے جدا ہونے نہیں دیا تھا۔

پانی میں زور آزمائی کے وقت اک پتھر اس کے سر پر لگا تھا۔ جس کی وجہ سے اسکا چکرا کر رہ گیا۔ اسی چوٹ کی وجہ سے ابھی اسکے سر پر پیٹی بندھی ہوئی تھی۔ جبکہ مشعل کو کوئی چوٹ نہیں آئی تھی۔ عیس نے ہوش میں رہتے خود کو اور مشعل کو کنارے پر پہنچا دیا تھا۔ کنارے پر پہنچتے ہی وہ دونوں مکمل طور ہوش کھو بیٹھے تھے۔ جھڑنے کا پانی بہتے ہوئے اس وقت اپنے زوروں پر تھا۔ پانی کے تیز بہاؤ کی وجہ سے عیس سنبھل نہیں پارہا تھا۔ پر اس سب کے باوجود بھی اس نے ہمت نہیں ہاری تھی۔ ہاسپٹل میں ہوش میں آتے ہی اس نے اپنے چوزے کا پوچھا تھا۔ جس پر سنی نے اسے مشعل کی کنڈیشن کے بارے آہستہ آہستہ سب بتا دیا۔ کیونکہ اگر وہ تینوں اس سے چھپا بھی لیتے تب بھی وہ مشعل کے پاس پہنچ ہی جاتا۔ کیونکہ وہ ہوش میں آکر بیڈ پر لیٹنے سے رہا۔ وہ بھی تب، جب اسکی چھوٹی سی بیوی سیریس حالت میں تھی۔

عیس کو گرم کپڑے پہنا کر سنی اسے مشعل کے روم میں ل گیا تھا۔ جہاں وہ ہاسپٹل کے کپڑوں میں تھی۔ اور اسکے علاوہ کمرے کو گرم رکھنے کی پوری کوشش کی جا رہی تھی۔ لیکن مشعل کی حالت میں زیادہ سدھار نہیں آیا تھا۔ بلکہ اسکی ڈھرکن تیز تر ہوتی چلیں گئیں تھیں۔

مشعل کی حالت دیکھتے عیس نے تکلیف سے لب بھنچے تھے۔ اس وقت مشعل کے جسم کو ہیٹ کی ضرورت تھی۔ کیونکہ پانی میں زیادہ دیر رہنے کی وجہ سے اسکی باڈی خود ہیٹ پیدا نہیں کر پارہی

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تھی۔ اور جب تک اسکی باڈی خود سے ہیٹ پیدا نہ کرتی۔۔ تب تک مشعل کی حالت نہیں سنبھل سکتی تھی اسی لئے ضروری تدابیر کر کے اور ڈاکٹرز سے مشورہ کرتے عیس مشعل کو ہوٹل میں لے آیا تھا۔ کیونکہ اس وقت اس کے علاوہ کوئی حل نہیں تھا۔ اور اس پر عمل کرنے کا عیس سوچ چکا تھا۔ اگر اس نے کہا تھا کہ وہ حسن علی ہمدانی کی اجازت کے بنا رخصتی کرتا نہیں شک دے گا۔ تو وہ سچ میں ایسا ہی کرنے والا تھا۔

اپنے باپ کو سوچتے عیس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔

عیس نے اپنے رائٹ سائیڈ پر دیکھا۔۔ جہاں اسکا چوزہ لیٹا ہوا تھا۔ مشعل کے نازک سراپے کو دیکھتے عیس کی ڈھرنوں میں اشتعال برپا ہوا تھا۔ اور آج اس آگ میں وہ اپنے چوزے کو حلال کرنے والا تھا۔ عیس نے اپنی جیکٹ کی زپ کھول کر اتارتے، صوفے پر پھینکی۔ تو نیچے ہوڈی دیکھ کر اسے کوفت ہوئی۔ اسکے یاروں نے کسی دادی اماں کی طرح اسے گرم کپڑوں میں پیک کر دیا تھا۔ کہ ہوڈی اتار کر بھی وہ نیچے گرم شرٹ اور سویٹر پہنے ہوا تھا۔

ہوڈی اتارتے وہ بیڈ سے کھڑا ہوا۔ تاکہ ساتھ ساتھ کمرے کو بھی چیک کر لے۔ کھڑکیاں تو وہ پہلے ہی بند کر چکا تھا۔ ڈور لاک کرتے عیس نے اپنی شرٹ اور سویٹر اتار کر صوفے پر پھینکے تھے۔ وہ اب شرٹ لیس تھا۔ کمرہ مکمل طور اب گرم ہو گیا تھا۔

شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر عیس نے اک نظر خود کو دیکھا تھا۔ مضبوط کسرتی کٹاؤ دار اسکا سینا تھا۔ عیس نے دائیں جانب منہ کرتے اپنی گردن پر خراشوں کو دیکھا۔ جو اسکی معصوم بیوی کی کارستانی تھی۔ لمبے بال پونی میں قید تھے۔ گندمی رنگ میں بلا کی کشش تھی۔

اک نظر خود کے مضبوط جسم کو دیکھ کر اور پھر مشعل کے چھوٹے سے نازک سراپے کو سوچتے عیس نے مسرور ہوتے نچلے ہونٹ کا کونہ دبایا تھا۔ کیونکہ آج اسکی بیوی اسے جھیلنے والی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کمرے میں ہلکی روشنی کرتے عیس بیڈ کی جانب بڑھا۔ وہ جیسے جیسے بیڈ کی جانب بڑھ رہا تھا۔ اسے لگ رہا تھا۔ کہ اسکا اسکا دل سینے میں نہیں بلکہ کانوں میں ڈھول بجا رہا ہے۔ کیونکہ اسکی ڈھرنکیں اس وقت زوروں شور سے تیزی سے دھڑک رہیں تھیں۔

بیڈ پر لیٹتے ہی عیس نے مشعل کو اٹھا کر اپنے سینے پر لٹایا۔ تاکہ وہ اسکی دل کی آواز سنتی آنکھیں کھول دے۔ سنی نے اسے بتایا تھا کہ وہ کچھ سیکنڈز کے لیے ہوش میں آئی تھی۔ لیکن اب عیس کو اسے مکمل طور پر ہوش میں لانا تھا۔

مشعل کو دوبارہ تکیے پر لٹاتے عیس نے غور سے اسکے چہرے کو دیکھا تھا۔ جہاں اس وقت کوئی رنگ نہیں تھا۔ ورنہ اسکے پھولے گال ہمیشہ لال رہتے تھے۔ جبکہ چھوٹے چھوٹے ہونٹ بھی اس وقت نیلے تھے۔ اگر اس وقت وہ ایسے نیلی تھی۔ تو جب اسے پانی سے نکالا گیا تھا۔ تب وہ کس حال میں ہو گی۔ عیس نے بے اختیار سوچا تھا۔

ہمہ وقت ماتھے پر بکھرے بال آج بے ترتیب تھے۔ عیس کو یاد تھا۔ کہ وہ اپنے بالوں کو بہت سنوار کر رکھتی تھی۔ شاید وہ جانتی تھی۔ کہ اسکا شوہر اسکے ہیر سٹائل پر دل و جاں سے فدا ہے۔

عیس نے اوپر اٹھتے ہوئے اسکے ماتھے پر اپنے ہونٹ ثبت کیے تھے۔ اور وہ پیچھے نہیں ہٹا تھا۔ کیونکہ اسے اپنے بے قرار دل کو سکون پہنچانا تھا۔ مشعل کے ماتھے کو چومنے کے بعد عیس نے اسکی چھوٹی سی تیکھی ناک کو چوما۔ جو سرخ تھی۔

عیس کو کسی بھی طرح اسے ہوش میں لانا تھا۔ کیونکہ اپنے وصل کے لمحات میں وہ اسکی التجائیں سننا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا۔ کہ وہ اسکے لمس پر تڑپتے ہوئے اسکو بار بار پکارے۔ جس پر عیس علی کبھی اس پر رحم کرے تو کبھی ظالم بننا اسکو شدت سے خود میں سمائیے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس رکا نہیں تھا بلکہ وہ آہستہ آہستہ اسکے چہرے پر اپنے لمس کے پھول کھلانے لگا تھا۔ کیونکہ اس وقت ان دونوں کو اک دوسرے کے لمس کی حرارت کی ضرورت تھی۔ مشعل اس وقت ہاسپٹل کے کپڑوں پر گرم کپڑے پہنے ہوئے تھی۔

عیس نے بیٹھتے ہوئے مشعل کو سہارہ دیتے اٹھا کر بٹھایا۔ وہ آرام آرام سے اسکے گرم کپڑے اتار کر اپنے اتارے گئے کپڑوں پر پھینک گیا۔

مشعل کے جسم پر صرف ہاسپٹل کا گاؤن رہ گیا تھا۔ جسے دیکھتے عیس نے نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے کچلا۔ عیس کو یہ گاؤن بھی اتارنا تھا۔ لیکن یہ گاؤن وہ مشعل کے ہوش میں ہی اتارنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اسی لئے اسے آرام سے لٹاتے پھر اس پر جھکا۔

مشعل کے گالوں کو ہونٹوں میں سک کرتے عیس نے ان پر ہلکے سے دانت گاڑے۔ لیکن مشعل ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی۔

جانم اٹھ جاؤ اب، اس دیوانے کو اب مزید نہیں تنگ کرو پلیر۔۔

مشعل کے کان میں التجا کرتے عیس نے اسکی کان کی لوح کو چوما تھا۔ عیس کے چومتے ہی اسکے کان کی لوح سرخ ہو گئی تھی۔ جسے دیکھتے عیس کی آنکھوں میں چمک ابھری۔

عیس نے اسکی گردن میں ہاتھ لپیٹتے اسکے چہرے کو بلند کیا۔ آنکھیں بند کرتے وہ اسکے ہونٹوں پر جھک گیا۔

نرمی سے اسکے ہلکے نیلے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دباتے وہ نرمی سے انہیں چھونے لگا۔ ساتھ ہی ساتھ اسکا ہاتھ مشعل کے جسم پر بے باکی سے گردش کر رہا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اتنے میں ہی اسکے چوزے کی بس ہو جانی ہے۔ وہ تو اپنے لمس کی چھیڑ خانی سے اسے تڑپانا چاہ رہا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مشعل کے ہونٹوں کو سک کرتے عیس بے خود ہونے لگا تھا۔ کہ وہ اسکی ڈھر کنوں پر ہاتھ پھیرتے
مشعل کی ڈھر کنوں کو سرپیٹ دوڑانے لگا۔

مشعل اسکی گرفت میں کسمائی تھی۔ اسکے کسمانے پر عیس کی آنکھوں کی چمک بڑھی۔۔۔ آخر کو وہ
کامیاب ہو رہا تھا۔

خود کو کامیاب ہوتے دیکھ کر وہ مکمل طور پر اس پر جھکتا چلا گیا۔ مشعل کے ہونٹوں کو بے باکی سے چومتے
وہ اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی پاگل کر گیا۔

کہ وہیٹ سے آنکھیں کھولنے پر مجبور ہوئی تھی۔ آنکھیں کھولتے ہی اس نے اپنے جنونی شوہر کو اپنے
ہونٹوں سے لپٹے دیکھا۔ عیس شدت سے اسکے ہونٹوں کو چومتے اسکے نچلے ہونٹ کو اپنے دونوں
ہونٹوں میں سک کر رہا تھا۔ کہ مشعل کو لگا تھا۔ کہ آج وہ اسکی جان ہونٹوں سے ہی نکال دے گا۔
عیس کو رکتے نہ دیکھ کر اس نے اپنے ناخن اسکی گردن پر مارے۔ کیونکہ اب اسکی سانس رکنے لگی تھی۔
مشعل کی آنکھیں کھلی دیکھ کر وہ سرشاری سے پیچھے ہوا۔ تو مشعل کھانسنے لگی۔
کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔

کھانستے ہوئے وہ بامشکل بولی۔ تو عیس نے ٹیبل سے پانی والا گلاس اٹھا کر اسے اوپر اٹھاتے اسکے ہونٹوں
سے لگایا۔ پانی پیتے ہی وہ پیچھے تکیے پر دوبارہ گر گئی۔

میں فضول میں پریشان ہو رہا تھا۔ کہ تمہیں ہوش میں کیسے لاؤں۔ وہ تو بعد میں یاد آیا کہ میری بیوی کا رونا
اگر میرے کس کرنے سے ختم ہو سکتا ہے تو وہ ایسے ہوش میں بھی آسکتی ہے۔

عیس ہنستے ہوئے بولا۔ تو مشعل اسے زروٹھی نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔ کیونکہ وہ اسے یاد دلارہا تھا۔ کہ وہ
ہمیشہ اسے چپ کروانے کے لیے اس کے ہونٹوں کو نشانہ بناتا تھا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے۔۔

اک دم سے مشعل کانپتے ہوئے بولی۔ کیونکہ اسے ابھی یاد نہیں تھا۔ کہ وہ کہاں کس حال میں ہے۔۔
بے فکر رہو ہم دونوں کی ٹھنڈ کا علاج کرنے ہی یہاں آیا ہوں۔

کمبل میں سے مشعل کو اپنی جانب کھینچے عیس گھمبیر بھاری لہجے میں بولا۔ تو مشعل اسکے انداز پر چونکی۔
جبکہ کمبل کے اندر اپنے جسم پر عیس کا گردش کرتا ہاتھ محسوس کرتے وہ کانپ اٹھی۔
کیا کر رہے ہیں آپ۔۔

مشعل اسکے ارادوں سے ڈرتے بے اختیار پیچھے کو سرکی۔ جس پر عیس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ مچلی
تھی۔۔ شاید وہ ابھی تک مکمل طور پر ہوش میں نہیں آئی تھی۔ جو اسے یاد نہیں تھا۔ کہ لوگ کدھر
ہیں۔۔

میں تمہاری روح میں اترنے کا ارادہ رکھتا ہوں میری جان کے ٹوٹے۔۔

عیس نے اسکی گال کو شدت سے چومتے مشعل کے ہوش اڑائے تو وہ اپنی بڑی بڑی آنکھیں پھیلا
گئی۔۔ جبکہ اسے اپنی بڑی بڑی براؤن آنکھوں کو پھیلاتے دیکھ کر عیس کو ہنسی آئی تھی۔۔ کیونکہ وہ تو شاید
صدے میں چلی گئی تھی۔ اسی لئے اسے ٹکر ٹکر دیکھے جارہی تھی۔
کیا ہوا۔۔

عیس نے اسکی آنکھوں کو چومتے شرارت سے استفسار کیا۔۔ تو مشعل اسکی گرفت میں مچلنے لگی۔
میری رخصتی نہیں ہوئی ابھی اور نہ آپ میرے ساتھ ایسا کر سکتے ہیں۔۔

نچلے ہونٹ کو لٹکائیے وہ رونے والا منہ بنانے لگی۔ جبکہ عیس اسے افسوس بھری نظروں سے دیکھنے لگا
تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

میں آپکی کسی ایسی ویسی نظروں میں نہیں آنے والی۔۔

مشعل مسلسل عیس کی نظروں کے جواب میں مضبوط لہجے میں بولتی چہرہ پھیر گئی۔ جبکہ عیس تو اسکے انداز پر متاثر ہوئے بنا نہیں رہ سکا تھا۔

مشعل کے کروٹ بدلنے پر عیس کو اسکے گاؤں کے بٹن نظر آئے۔ جو بیک پر ترتیب سے لگے تھے۔ اور انکو کھولنے پر ہی گاؤں اترنا تھا۔

عیس نے اک نظر مشعل کو دیکھتے اسکے دونوں ہاتھوں کو قابو کرتے دوسرے ہاتھ سے اسکے گاؤں کے بٹن کھولتا چلا گیا۔ جس پر وہ جھپٹاتے رہ گئی۔

بٹن کھولتے ہی مشعل جھٹکے سے مڑتے سیدھی لیٹی تھی۔۔ عیس نے صرف بٹن کھولے تھے۔ جبکہ گاؤں نہیں اتارا تھا۔ بٹن کھولنے کی وجہ سے گاؤں کندھوں سے ڈھلکنے لگا تھا۔

وہ سہمی نظروں سے عیس کو دیکھ رہی تھی اب

جو آنکھوں میں جذبات کا جہاں لیے اسے میٹھی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

مشعل کی آنکھوں میں ڈردیکھتے عیس نے اسکی آنکھوں پر اپنے لب رکھے۔۔

ایسے نہ دیکھو کیونکہ میں پھر خود پر سے کنٹرول کھودوں گا۔

مشعل کی گردن میں گہرا سانس بھرتے وہ بولا۔۔ تو مشعل اسکی بھاری آواز پر خود میں سمٹنے لگی۔ اسے اپنے گرد خطرہ منڈلاتا محسوس ہو رہا تھا۔

ابھی یہ سب کیوں۔۔۔

مشعل بھرائے لہجے میں اس سے پوچھنے لگی۔ کیونکہ اتنا تو وہ سمجھ چکی تھی۔ کہ وہ آج نہیں رکنے والا۔۔۔

کیونکہ اس وقت تمہارے نازک جسم کی حرارت ہی مجھے زندہ رکھ سکتی ہے بس۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس نے اسکے کان میں سرگوشی کی تو اسکے خطرناک انداز پر مشعل کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنٹاٹ ڈور گئی۔

کیونکہ وہ آہستہ آہستہ اسے خود میں جکڑتے جا رہا تھا۔ کچھ ٹھنڈ سے مشعل کا خود بھی برا حال تھا۔ وہ نہیں سمجھ پارہی تھی۔ کہ اسے اتنی ٹھنڈ کیوں لگ رہی ہے۔۔

عیس مجھے بہت تھنڈ رہی ہے۔۔

خشک لبوں سے اس نے بامشکل الفاظ ادا کیے۔۔ جبکہ اس پر cold shock کا پھرائیک ہوا تھا۔ جس میں مشعل خود کو برف میں گرا ہوا محسوس کر رہی تھی۔

مشعل کی بگڑتی حالت پر عیس سب کچھ بھاڑ میں جھونکتے اسکے ہونٹوں پر گرفت جما گیا۔ اسکے ہونٹوں کو چومتے وہ آہستہ آہستہ اسکا گاؤن اتارتے اسے ہر پردے سے آزاد کر گیا۔ جس پر مشعل بھرپور کمزور مزاحمت کر رہی تھی۔۔ لیکن عیس کے لمس سے اسے سکون محسوس ہونے لگا تھا اسی لیے آنکھیں موندے وہ اسکے گلے میں بازوؤں کا ہار پہنا گئی۔

اپنی بیوی کو اپنے لمس سے سکون محسوس کرتے عیس نے بے قراری سے اسکے جسم کو اپنے جسم سے ملایا تھا۔ جس پر مشعل خود میں سمٹنے لگی۔۔

مشعل کے ہونٹوں کو آزادی بخشے عیس اسکی گردن پر جھکتا چلا گیا۔۔ وہ جگہ جگہ اسکی گردن پر شدت سے دانت گاڑ رہا تھا۔ جس پر مشعل کے جسم میں خون کی گردش تیز ہوتی جا رہی تھی۔

عیس جو اسکی ڈھرکنوں پر جھکنے لگا تھا۔۔ کہ مشعل شرم کے مارے نفی میں سرہلاتے رخ موڑ گئی۔ جس پر عیس نے مشعل کو الٹا کرتے اسکی گردن اور بیک پر ہونٹ ثبت کیے تھے۔ وہ جیسے جیسے اسے چھو رہا تھا ویسے ویسے اسکی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔

عیس نہیں کریں۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مشعل رخ موڑتے گہری سانسیں بھرتی بولی تھی۔۔ لیکن عیس نے اسکی التجا نہیں سنی تھی۔ بلکہ اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں قید کرتا اوپر تکیے سے لگا گیا۔۔

"اپنی التجاؤں کو جاری رکھنا میری جان، کیونکہ ان ملن کے لمحات میں تم مجھے جتنا پکارو گی۔۔ میں اتنا ہی ہوش میں رہتے نرمی سے تمہیں چھونے کی کوشش کروں گا۔ اور جہاں مجھے تمہاری پکار سننا بند ہوئی وہاں میری شدتوں کو سہنے کے لئے تیار رہنا"

عیس نے اسکی ڈارک براؤن آنکھوں میں اپنی ہیزل براؤن آنکھیں گاڑتے شدت پسندی سے کہا تھا۔ جس پر مشعل کے پورے جسم میں سپارک ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ نفی میں سر ہلا پاتی۔۔

عیس اسکی ڈھرنوں پر جھک چکا تھا۔ نرمی سے اسکی ڈھرنوں کو چومتے وہ مشعل کو بھرپور طریقے سے تڑپا رہا تھا۔ کہ وہ سسکنے لگی تھی۔ مشعل کی دھرنوں کو شدت سے چومتے وہ جھکتے ہوئے اسکے پیٹ پر لب رکھ گیا۔

وہ مشعل کے ہاتھ آزاد کر چکا تھا۔ لیکن مشعل کسی اور جہاں میں پہنچی ہوئی تھی۔ مشعل کے پیٹ اور ٹانگوں کو چومتے وہ دوبارہ اسکے روبرو ہوا۔۔ جہاں وہ تکیے پر سر رکھے سسک رہی تھی۔

عیس نے اس کی ٹانگوں کو اپنی کمر پر لگاتے اس پر اپنا بوجھ منتقل کیا تو مشعل پیٹ سے آنکھیں کھول گئی۔

مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے پلیز۔۔۔

وہ سہمی نظروں سے اسے اپنی جان بخشی کی امید لگا رہی تھی۔ جو آج چاہ کر بھی پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا۔ میرا نام پکارو۔۔

عیس نے اسکی گردن کو دانتوں سے کاٹتے فرمائش کی۔ تو مشعل سسکتے ہوئے اسے پکارنے لگی۔۔۔

عیسس پلیز۔۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

بار بار پکارو۔۔۔

عیس نے اسکے دل کے مقام پر ہونٹ رکھتے پھر جنونی انداز میں کہا تھا۔ تو مشعل اسکے انداز پر اندر تک ڈر گئی۔

وہ ابھی تک اسکا اک انداز ہضم نہیں کر پار ہی تھی۔ کہ عیس شدت سے اسکے اندر اتر اٹھا۔ جس پر مشعل کی آنکھیں باہر نکلنے کو ہوئیں تھیں۔۔۔ پورے کمرے میں مشعل کی چیخ گونجی تھی۔

جس پر عیس نے جلدی سے اسکے ہونٹوں پر ہونٹ رکھتے اسکی اگلی چیخ دبائی۔ لیکن مشعل درد سے بے حال ہوتے رونے لگی تھی۔۔۔ اور ساتھ ہی ساتھ عیس کے کندھوں پر مکے مار رہی تھی۔

مشعل کو بری طرح روتے دیکھ کر عیس فکر مندی سے پیچھے ہوا۔۔۔

جاناں کیا ہوا۔۔۔

عیس کے پیچھے ہوتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔۔۔

دور ہوں مجھ سے، مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔

وہ ہچکیاں بھرتے غصے سے غرائی تھی۔۔۔ اسکا غرانا بنتا تھا۔۔۔ کیونکہ سب کچھ کر کے اسکا شوہر معصوم بن رہا تھا۔۔۔

مشعل کے رونے اور درد کا سنتے عیس نے اپنی مسکراہٹ روکی۔ وہ جتنی نرمی دیکھا سکتا تھا۔۔۔ اس پوری کوشش کی تھی۔۔۔ کہ وہ اپنی نازک بیوی کو ہرٹ نہ کرے۔۔۔ لیکن اسکی بیوی حد سے زیادہ ڈر پوک اور کمزور ثابت ہوئی تھی۔۔۔ جو شروع میں ہی پینک ہونے لگی تھی۔ اگر وہ زرا سی شدت دیکھا دیتا تو وہ اس دنیا سے ہی کوچ کر جاتی۔۔۔

میری جان میرا بچہ میری چھوٹی دنیا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس اسکے آنسو لبوں سے چنتے اسے پچکارنے لگا۔ کیونکہ فلحال اسے اپنی پینک کرتی بیوی کو ٹھنڈا کرنا تھا۔

پیچھے ہٹیں کوئی پیار نہیں اپکو مجھ سے۔۔۔

عیس کے ہاتھ جھٹکتے وہ تیش سے پھٹ پڑی۔

اس وقت اسے یہ بھی ہوش نہیں تھی۔ کہ وہ کس حال میں ہے۔۔ جبکہ عیس کا تو اپنی ہنسی ضبط کرتے برا حال ہو رہا تھا۔ وہ تو یہ سوچ رہا تھا۔ کہ جتنی اونچی اسکی بیوی چلائی تھی۔ اسکی چینج کیا ساتھ والے کمرے میں اسکے بھائیوں کے کانوں میں پہنچی تھی۔ یہ سب سوچتے وہ اپنی زبان کو منہ میں رول کرنے لگا۔ آخر کو چہرے پر شیطانی مسکراہٹ جو تھی۔۔

پیار کرنے دو گی تو کروں گانہ میری جان، بنا پیار کیے میں تمہیں کیسے اپنے پیار کا ثبوت دوں۔۔۔

عیس اسکے گال چومتے ہوئے بولا۔ تو مشعل اسے گھورنے لگی۔

مجھے کوئی پیار نہیں چاہیے آپ بس پیچھے ہو جائیں۔

مشعل کسی صورت اسکے پیار کرنے پر راضی نہیں تھی۔ تھوڑی دیر پہلے وہ اسکی جان نکال چکا تھا اور اب پھر پیار کرنے کا کہہ رہا تھا۔

پیچھے تو میں کسی قیمت پر نہیں ہونے والا، بلکہ تم اپنا دل آج بڑا کر لوں کیونکہ یہ شدتیں، پیار سب تمہیں ہی سہنا ہے۔۔

عیس اسکی آنکھوں میں دیکھتے مضبوط لہجے میں بولا۔ تو مشعل رونے والا منہ بنا گئی۔ لیکن عیس اسکی روتی شکل نظر انداز کرتے اسکی کمر کے گرد بازو لپیٹتے اسکے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دباتے اک دفعہ پھر اسکی جان لبوں پر لایا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جس پر مشعل کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ وہ بھرپور مزاحمت کر رہی تھی۔۔ لیکن اس دیو کی گرفت میں اسکے لئے ہلنا بھی ناممکن تھا۔

وہ بالکل بھی شدت سے اسے نہیں چھو رہا تھا لیکن عیس کو محسوس ہو رہا تھا۔ کہ اسکی بیوی کی بس ہو چکی ہے۔ اسی لئے پیچھے ہٹا۔۔ جس پر مشعل نے پھر سکھ کا سانس لیا۔۔

لگتا ہے ایسے ہی رک رک تمہیں پینا پڑے گا۔ عیس آنکھ و نک کرتے بے شرمی سے گویا ہوا۔۔ تو مشعل اسکی آغوش میں شرم سے لال انگارہ ہو گئی۔

اتنے گہرے سانس لوگی۔ تو جان سے جاؤ گی پھر رونے لگتی ہو۔۔۔

عیس اسکے ہونٹوں کو بار بار چومتے بولا تو مشعل منہ بسور گئی۔

جبکہ عیس اسکے انداز پر واہ کرتے رہ گیا تھا۔۔ اسے اچھی ملن کی رات نصیب ہوئی تھی۔ جس میں اسکی بیوی اپنی جان خلاصی کرواتے اسکی جان لبوں پر لانے کی کوشش کر رہی تھی۔ خیر عیس کونسا اسکی جان چھوڑنے والا تھا۔

اسی لئے پھر بے خود ہوتے مشعل کو اپنی شدتوں سے روشناس کروانے لگا تھا۔۔ جس ہر مشعل نے درد سے بے حال ہوتے اسکے سینے کو ناخنوں سے زخمی کیا تھا۔

لیکن عیس پر اسکا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔۔ بلکہ وہ مزید بے قرار ہوتا اپنی شدتوں میں اصفافہ کرتا چلا گیا۔ جس پر مشعل کو لگ رہا تھا۔۔ کہ وہ آج مر جائے گی۔ کہاں وہ دھان پان سی لڑکی تھی۔ جو اس وقت اس دیو کی قید میں پھڑ پھڑا بھی نہیں سکتی تھی۔

مشعل کے ہونٹوں کو چومتے ہوئے اسے اپنی شدتوں سے بے حال کر چکا تھا۔ کہ مشعل تکیے پر سر پٹکتے جا رہی تھی جبکہ آنکھوں سے آنسو بھی جاری تھے۔۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جنہیں عیس بار بار اپنے لبوں سے چن رہا تھا۔ مشعل کے جسم کو شدت سے خود میں سماتے وہ لمس کی لذت میں پاگل ہوتے شدتیں بڑھاتا چلا گیا تھا۔ اس وقت وہ یہ بھی بھول گیا تھا۔ کہ اسکی چھوٹی سی بیوی اسکی شدتیں سہنے کے قابل نہیں ہے۔۔

لیکن عیس آگ سی قربت میں اپنی اور مشعل کی جان اک کرنے میں لگا تھا۔ جس پر مشعل کبھی اسکی بیک پر اسے نوچ رہی تھی۔ تو کبھی اسکے ہونٹوں پر کاٹ دیتی تھی لیکن عیس اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں قید کرتے اسکی ڈھرنوں پر جھکتے مشعل کو آخری حد تک لرزا گیا۔۔

Epsiode 69

صبح کے گیارہ بجے وہ چھوٹی چھوٹی سانسیں لیتی عیس کے سینے پر سر رکھے سو رہی تھی۔ موبائل کی بیل پر عیس نے اپنی سرخ ہیزل براؤن آنکھیں کھول کر سینے سے لگی اپنی متاعِ جاں کو دیکھا۔ جو اپنے دلکش چہرے پر اسکی قربت کے رنگ سجائے ہمیشہ کی طرح ہلکا سا منہ کھولے سو رہی تھی۔ وہ مشعل کو صبح پانچ بجے ہوٹل لے کر آیا تھا۔ پورا آدھا گھنٹہ تو وہ اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرتا رہا تھا۔ اس کے بعد وہ نازک جان مشکل سے ایک گھنٹہ بھی اسے جھیل نہیں پائی تھی۔ کیونکہ نہ اسکا رونا بند ہوا تھا۔ اور نہ درد ہو رہا ہے کی گردان رکی تھی۔ اسی لئے عیس نے اس پر رحم کرتے اسے جلد بخش دیا تھا۔ اس نے خود کو کس طرح کنٹرول کیا تھا۔۔ یہ تو وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔ ورنہ محبوب کی ادھی ادھوری قربت کا زہر اسے ہوش گنوانے پر مجبور کر رہا تھا۔ لیکن عیس نے خود پر ضبط کرتے مشعل کو سنبھالا تھا۔ ان کی عمر میں آٹھ سال کا فرق تھا۔ اور اب مشعل بھی اٹھارہ سال کی ہو چکی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

لیکن اس سب کے باوجود عیسٰی سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ کہ مشعل رات کو حد سے زیادہ پینک کیوں ہوئی تھی۔ شاید وہ مینٹلی طور پر تیار نہیں تھی۔ اور تیار بھی کیسے ہوتی۔ کیونکہ مشعل کی خراب حالت کو دیکھتے ہی تو عیسٰی کو یہ قدم اٹھانا پڑا تھا۔ یہاں آنے سے پہلے وہ صرف سنی کو چڑانے کی خاطر سنا کر آیا تھا کہ وہ ہنی مون منانے جا رہا ہے۔

پر تب وہ نہیں جانتا تھا کہ اسکی دعایوں قبول ہو جائے گی۔

اپنے باپ کی کبھی نہ کرنے والی رخصتی تو وہ کر ہی چکا تھا۔ اب اس رخصتی کو اسے برقرار رکھنا تھا۔ وہ سچ ہی کہتا تھا۔ کہ قربت کے معاملے میں وہ بد قسمت ثابت ہوا ہے۔ کیونکہ اسکی بیوی دہائیاں دیتی رات جتنا اسے تڑپا چکی ہے۔ اسے اب لگ رہا تھا۔ کہ یہ سفر آسان نہیں ہونے والا۔

رات آدھے سے زیادہ وقت تو عیسٰی نے اپنی چھوٹی سی بیوی کو سمجھانے میں گزار دیا تھا۔ پر اسکا معصوم چوزہ اس معاملے میں ہر گز بھی معصوم ثابت نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ عیسٰی اسے سو طریقوں سے بھی پچکارنے کی کوشش کرتا رہا تھا۔ تو پھر بھی اسکی مسلسل نہ ہاں میں بدلی تھی۔ بلکہ وہ الٹا غراتے ہوئے اسے دور کرنے کے طریقوں پر عمل کرتی رہی تھی۔

رات کو مشعل نے اچھا خاصا اسے اپنی انگلیوں پر نچایا تھا۔ کبھی ہنس کر، کبھی رو کر تو کبھی غصے میں وہ اسے پیچھے ہٹا دیتی تھی۔ اور جب ان میں سے کوئی بھی طریقہ کامیاب نہیں ہوتا تھا۔ تو وہ لاڈ کرتی عیسٰی کو پھانس لیتی تھی۔

سب کو نچانے والا اب خود ناچنے والا تھا۔ انے والے وقت کو سوچتے ہی عیسٰی کو اپنے آپ پر رحم آرہا تھا۔ کہ اسکا کیا بننے والا ہے۔

عیسٰی نے سر جھکاتے اپنے چھوٹے پیکٹ کو دیکھا۔ جو اسکی ہوڈی پہنے اپنے چہرے پر دنیا جہاں کی معصومیت سجائے عیسٰی کے ارمانوں پر پانی پھیرے سکون سے سو رہی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس نے جھکتے ہوئے اسکی چھوٹی تیکھی ناک کو چوماتو وہ نیند میں منہ بسور گئی۔

مشعل کے منہ بسور نے پر عیس نے آنکھیں چھوٹی کرتے اسے گھورا۔ اسکی چھٹی حس کہہ رہی تھی۔ کہ رات اسکی بیوی نے بلا وجہ کا شور ڈال کر اسے الو بنایا ہے۔

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہا تھا۔ کہ اسکی موبائل کی پھر بیل ہوئی۔ جہاں ضرار کالنگ لکھا نظر آ رہا تھا۔ کان کٹ کرتے عیس نے اسے میسج کیا۔ اور مشعل کا ماتھا چومتے وہ بیڈ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

واش روم میں فریش ہو کر عیس نے اپنی شرٹ پہنی اور آخری نظر مشعل کو دیکھ کر کمرے سے باہر نکلا۔ کیا کہہ رہا ہے وہ۔۔

سلطان نے ضرار کو پوچھا جو عیس کو کال کر رہا تھا۔۔

دومنٹ میں آ رہا ہے۔۔ ضرار نے اسے جواب دے کر موبائل سائیڈ پر رکھا۔

سنی اپنا میڈیکل باکس کھولے منہ ٹیڑھا کیے عیس کا انتظار کر رہا تھا۔ کیونکہ اسے عیس کے سر کی بینڈج چینج کرنی تھی۔

تیرا منہ کیوں گرنے والا ہے۔۔

سلطان نے سنی کو چھیڑا۔ تو سنی ناک چڑاتا باہر دیکھنے لگا۔ جہاں زوروں کی بارش ہو رہی تھی۔۔ اور یہ بارش اسکے دل کے ارمانوں پر آگ کی طرح برس رہی تھی۔ کیونکہ اس وقت اسے شدت سے اپنی منکوحہ کی کمی محسوس ہو رہی تھی۔

یہ جانے بنا کہ اسکی منکوحہ اس سے ناراض ہے۔ ایرہ کو یاد کرتے سنی نے دھڑکتے دل کے ساتھ آنکھیں بند کیں۔ اگر اس وقت وہ اسلام آباد میں ہوتا۔ تو یقیناً ایرہ کی خیر نہیں ہونی تھی۔ اسکی منکوحہ تو پہلے ہی اسکے لمس پر مدہوش ہوتے خود کو اسکے حوالے کر دیتی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

لیکن اب وہ اس سے بہت دور تھا۔ سنی اپنے خیالوں کی دنیا میں کھویا ہوا تھا۔ کہ عیسٰی انکے کمرے میں داخل ہوا۔

بلوئل ہائی نیک شرٹ پر ڈارک لمبے بالوں کی پونی کیے وہ مغرور بھری چال چلتا انکے قریب آیا تھا۔ گندمی رنگت آج بلا کی چمکتے ہوئے پرکشش لگ رہی تھی۔ آج عیسٰی علی ہمدانی کی رت ہی نرالی تھی۔

وہ تینوں اسے دیکھتے جہاں امپریس ہوئے تھے۔ وہیں سنی کا مزید منہ بگڑا تھا۔

عیسٰی شان سے چلتے ہوئے آکر سنی کے آگے بیٹھتے اپنی ہیزل براؤن آنکھیں پٹپٹا گیا۔ جس پر سلطان اور ضرار کا چھت پھاڑ قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔ جبکہ سنی کا غصے سے برا حال ہوا تھا۔

کیا تکلیف ہے ادھر کیوں بیٹھے ہو۔۔۔

سنی عیسٰی کو اپنے سامنے دیکھتے بھڑکا۔ تو عیسٰی نے دل جلی مسکراہٹ اسکی جانب اچھالی۔ لیکن دوسرے ہی سیکنڈ وہ معصومیت سے گویا ہوا تھا۔

ڈاکٹر صاحب مریض اپنا زخم دیکھانے آیا ہے۔۔

عیسٰی کے معصومیت سے جواب دینے پر سنی دانت پیس گیا۔

کل تک وہ سر کے زخم کا معائنہ کروانے پر راضی نہیں تھا۔ وہ تو ان تینوں نے زبردستی اسکے زخم پر بینڈج کی تھی۔ کیونکہ زخم کافی گہرا تھا۔ اور آج وہ خود شرافت سے پٹی چنچ کروانے کے لیے اسکے سامنے بیٹھ گیا تھا۔ سنی کو پھاہے کٹنے کی اچھے سے سمجھ آرہی تھی۔ کہ وہ اپنے زخم پر مر حم نہیں بلکہ سنی کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے لیے اسکے سامنے بیٹھا ہے۔

لیکن سنی خود پر ضبط کرتے اس پر خونخوار نظر ڈال کر سامان نکالنے لگا۔ کیونکہ اگر بھڑاس میں وہ کچھ الٹا سیدھا بول دیتا تو اس پونی والی عورت کو تیلیاں لگانے کا مزید موقع مل جانا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سنی سرینچے کیے باکس سے سامان نکالنے میں لگا تھا۔ تو عیس بھی سرینچے کرتے اسے دیکھ کر مزید آنکھیں ٹمٹمانے لگا۔

سلطان اور ضرار مزے سے ان دنوں کی فلم دیکھ رہے تھے۔ کل کا پورا دن انکاسٹریس فل رہا تھا۔ اسی لیے آج ان دنوں کا کوئی موڈ نہیں تھا۔ کہ وہ انہیں روکیں۔

سنی اگر کسی چیز کے لیے رخ موڑتا تھا۔ تو عیس بھی رخ موڑتے اسکو آنکھیں ٹمٹماتے دیکھنے لگ جاتا تھا۔ عیس کے مسلسل آنکھیں ٹمٹمانے پر سنی نے سر جھکاتے اپنی مسکراہٹ ضبط کی تھی۔ لیکن عیس اسے دیکھ چکا تھا۔

پر وہ تو اسے جلانے کے لیے یہاں بیٹھا تھا۔ تو وہ سالانہس کیسے سکتا ہے۔ عیس نے بے اختیار سوچا۔ سنی نے اسکی پٹی اتاری۔ وہ اب عیس کا زخم کا صاف کر رہا تھا۔ کہ عیس کے دماغ میں شیطانی گند اخیاں اٹھا۔

رات کو میرے کمرے سے چیخ کی آواز تو نہیں سنائی دی نہ۔۔۔

عیس نے لا پرواہی سے ان تینوں کو دیکھتے استفسار کیا۔ اسکا انداز بالکل ویسا تھا۔ جیسے وہ صفائی دیتے پردہ ڈالنا چاہ رہا ہو۔ جبکہ اسکی بات پر جہاں سنی کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔ وہیں ضرار اور سلطان کا ہتھ پہر گونج اٹھا۔

سالے میں تیرا خون کر دوں گا۔

سنی چیزیں نیچے پھینکتے اسکے بال ہاتھوں میں لیتے غرا اٹھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سنی کا سرخ چہرہ دیکھتے عیس ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوتے سلطان کی گود میں سر رکھ گیا۔ جس پر سلطان نے اسکے بال سنوارتے اسے گھورا تھا۔ جبکہ دوسری طرف ضرار نے بے قابو سنی کو کنٹرول کیا۔ جو عیس کو پیٹنے کے چکروں میں بھرا پڑا تھا۔

اچھا بس کر دے غصہ نہ کر یہ ایویں بکو اس کرتا رہتا ہے۔۔۔

ضرار نے ہنستے ہوئے سنی کو ٹھنڈا کرنا چاہا تو وہ غصے سے جا کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ جبکہ عیس نے اٹھتے ہوئے اسے آنکھ و نک کی تھی۔ جس پر سنی نے غصے سے اسکی جانب کشن پھینکا۔

چلو بس کرو اب اٹھ کر کھانا کھا لو کیونکہ آج واپسی نامکمن ہے۔۔

سلطان نے سنی کو عیس کی بینڈیج کا اشارہ کرتے کھانا آڈر کیا۔ وہ کل پورا دن اس رونق کے لئے تڑپے تھے لیکن آج انکا دل انکے سامنے پھر موجود تھا۔ اس سے بھر کر انکے لئے سکون کیا ہو سکتا تھا بھلا۔۔

سنی نے عیس کے زخم کو انگلی سے دباتے اپنا بدلا اتارا۔ جس پر عیس سی کرتا رہ گیا۔ جبکہ سلطان اور ضرار دونوں نے سنی کو گھورا تھا۔ انکے گھورنے پر سنی اپنی سیتسی دیکھاتے اسکی پٹی باندھنے لگا۔

بیس منٹ بعد انکے کمرے میں کھانا سر وہوا تو وہ سب کھانا کھانے لگے۔

عیس کے پیچھے آنے بڑے والی دوسری گاڑی میں جو آدمی تھے۔ وہ نتاشہ کے بھیجے ہوئے نہیں تھے۔

سلطان نے بائیٹ لیتے بات شروع کی۔ تو وہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔

وہ آدمی منہاج کے بھیجے ہوئے تھے۔۔۔

سلطان نے انکے سوال کا جواب دیا۔ تو وہ حیرانی سے اسے دیکھنے لگے۔

اس مینڈک کی اتنی اوقات ہے کیا۔۔ سنی استہزایہ تاثرات سے بول پڑا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

منہاج ہماری جاسوسی کروا رہا ہے۔ ہم چاروں کے اک ساتھ ہونے کی صورت میں وہ ہمارا پیچھا کروا کے اپنی شامت نہیں بلا سکتا۔ اسی لئے موقع دیکھتے اس نے عیس کے پیچھے آدمی بھیجے تھے۔ کیونکہ عیس اکیلا تھا۔

سلطان نے مزید تفصیل انکے گوش گزار کی۔ جسے وہ تینوں کھانا کھاتے بہت غور سے سن رہے تھے۔ چلو تکہ بوٹی بنتے شریف آدمی کا پیچھے کرنے کی سزا تو پالی انہوں نے اب جہنم میں جلتے ہوئے اپنے بوس کے آنے کا انتظار کریں۔

عیس نے لا پرواہی سے مذاق اڑاتے کہا۔ تو اسکی تکہ بوٹی والی بات وہ تینوں ہنس دیے۔ کیونکہ عیس کی یہ بات تو سچ تھی۔ کہ منہاج کے بھیجے آدمی دھماکے میں اچھے خاصے جل گئے تھے۔ گڑیا کی طبیعت کیسی ہے اب۔۔۔

سنی نے بائٹ لیتے عام سے انداز میں پوچھا تو عیس کی آنکھوں میں پھر شیطانی چمک ابھری۔ جبکہ سلطان اور ضرار نے حیران کن نظروں سے سنان کو دیکھا۔ لیکن سنان مصطفیٰ رغب سے کھانا کھا رہا تھا۔ شاید وہ صرف مشعل کی کنڈیشن کے بارے جاننا چاہتا تھا۔ ٹھیک ہے اب لیکن اسے درد بہت ہوتا رہا ہے۔۔۔

عیس نے غور سے سنی کو دیکھتے معنی خیزی سے جواب دیا تھا تو سنی نظریں اٹھاتے اسے نا سمجھی سے پوچھ بیٹھا کہ۔۔۔

کہاں درد ہوتا رہا ہے۔۔۔

ان تینوں کی نظروں کو لمحے کے گیارہویں حصے میں سمجھتے وہ سرخ پڑا۔ اور انہیں گالیوں سے نوازتے چلا گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جو آج جان بوجھ کر اسکی بینڈ بجانے پر تلے ہوئے تھے۔

ہنستے ہوئے انہوں نے کھانا ختم کیا۔ تو عیس مشعل کے لئے کھانے کی ٹرے لیے اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔ جہاں اسکی بیوی گھوڑے گدھے بیچ کر سو رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ روم میں داخل ہوا تو وہ اٹھی ہوئی تھی۔ عیس کو کمرے میں آتے دیکھ کر مشعل نظریں جھکائی۔
تم کب اٹھی ہو۔۔

عیس نے محبت پاش نظروں سے اسکا جائزہ لیتے اسکے آگے کھانے کی ٹرے رکھی۔ وہ شاید اسکے آنے سے پہلے فریش ہو چکی تھی۔

کھانا کھا لو پہلے۔۔۔

عیس نے بغور دیکھا۔ جو سرخ پڑتی نظروں کو جھکائے اپنی انگلیاں مروڑنے لگی تھی۔ عیس اسکی شرم کو دیکھتے ہونٹ کا کونہ دبا گیا۔

مشعل کو ہنوز سٹل بیٹھے دیکھ کر عیس نے چھوٹا سا نوالہ بنا کر اسکے منہ کے آگے کیا تو اس نے جھجھکتے ہوئے منہ کھولا۔

عیس مشعل کو نروس دیکھ کر نفی میں سر ہلا گیا۔ کچھ کرنے دیا نہیں مفت میں میڈم شرمائے جارہیں ہیں۔۔ عیس نے جلے کٹے انداز میں دماغ میں سوچا۔۔

مشعل کو کھانا کھلا کر عیس نے اسے میڈیسن دی تو وہ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔

یہ کونسی میڈیسن ہے اور میرے کپڑے کہاں ہیں۔۔ مشعل نے نظریں اٹھاتے عیس سے پوچھا۔۔

عیس نے مشعل کو جواب دیے بنا ہاتھ سے اسکا منہ کھولتے اس کے منہ میں میڈیسن رکھتے اسے پانی پلایا۔ تو وہ آنکھیں پھاڑتے اسے دیکھنے لگی۔ جس نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مشعل کی نظروں کو نظر انداز کرتے عیس چلتے ہوئے کھڑکی کے پاس آیا۔ جہاں باہر تیز بارش ہو رہی تھی۔ موسم بھی مزید سرد ہوتا جا رہا تھا۔

پردہ ٹھیک کرتے عیس نے کمرے میں پھر ہلکی روشنی کی اور شوز اتار کر اپنی شرٹ نکال کر صوفے پر اچھالتے وہ بیڈ پر مشعل کے پاس آیا تو مشعل ڈرتے ہوئے پیچھے کو کھسک گئی۔ جبکہ وہ مشعل کو کھینچ کر اپنے پاس لٹاتے اسکے ہونٹوں پر جھک گیا۔

مشعل اس اچانک افتاد پر گھوم کر رہ گئی۔ قطرہ قطرہ مشعل کی سانسوں کو پیتے عیس آنکھیں موندے ہوئے تھا۔ جبکہ مشعل اسکے انداز پر تھوگ نکلنے لگی گئی۔

اسکارات والا جنونی انداز یاد کرتے وہ کانپ اٹھی۔ لیکن عیس نہیں رکا تھا۔ وہ شدت سے اسکے ہونٹوں سے اپنے ہونٹ ملائے اسے محسوس کر رہا تھا۔ مشعل کے نچلے ہونٹ کو سک کرتے عیس نے ہاتھ بڑھاتے اسکی ہوڈی کی زپ کھولی تو مشعل شرم سے لال انگارہ ہوتے مزاحمت کرنے لگی۔ جبکہ عیس اسکے دونوں ہاتھ کو اک دفعہ پھر قابو کر تا بیڈ کے ساتھ پن کر گیا۔

"رات میں عیس علی ہمدانی تم پر رحم کھاتے خود کے ساتھ ظلم کر چکا ہے۔ اب اس وقت میرے اندر تمہیں پانے کی طلب زور پکڑ چکی ہے۔ کہ اگر میں اپنی طلب کو پورا نہ کیا تو پاگل ہو جاؤں گا۔ اسی لیے جی کڑا کے مجھے جھیلنے کے لیے تیار رہو۔"

عیس نے اسکے لبوں پر پھونک مارتے اپنے لفظوں سے اسکی اچھی جان نکالی تو مشعل کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنماٹ ڈور گئی۔

عیس، نہیں مجھے درد ہوتا ہے۔۔۔

ڈرتے ہوئے وہ پھر اسے بتانے لگی تو عیس اسے گھور گیا۔

میں سافٹلی پیار کروں گا پھر درد نہیں ہوگا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس اسکے ماتھے کو چومتے اسکے ڈر کو کم کرتے بولا۔ تو اسکے الفاظ پر مشعل کے پورے وجود میں سپارک ہوا تھا۔

پررررر۔۔۔

وہ مزید بول پاتی کہ عیس اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھ گیا۔

مجھ پر یقین ہے نہ۔۔۔

عیس اسکی آنکھوں میں جھانکتے پوچھنے لگا۔ تو وہاں میں سر ہلا گئی۔ جس پر عیس کے ہونٹوں کو مسکراہٹ نے چھوا۔

بس پھر یقین قائم رکھو، رات تمہاری حالت کے پیش نظر میں مجھے وہ قدم اٹھانا پڑا۔ پر اب تھوڑی سی ہمت کرو یا اپنے شوہر پر بھی رحم کر لو۔

عیس اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے ساتھ بیچا رگی سے بولا۔ تو مشعل کے ہونٹوں کو شرمیلی مسکراہٹ نے چھوا۔

ہنسو نہیں پدی، رات بھی تمہارے رونے کی وجہ سے میں پیچھے ہٹ گیا تھا۔ کیونکہ میں تمہاری ان خوبصورت آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔ پر اگر میری شدتوں پر تمہیں رونا آئے تو رونے کی بجائے مجھے سینے پر کاٹ لینا، لیکن مجھے پیچھے کرنے کا سوچنا بھی نہ اب۔۔

عیس اسکی گال کو چومتے اسے ریلیکس کر رہا تھا۔ تو اسکے الفاظ پر مشعل کے جسم میں خون کی گردش تیز ہوئی۔ کیونکہ اسکا شوہر حد سے زیادہ بے باک باتیں کرتا اسے پاگل کر رہا تھا۔

میں تمہاری ہوڈی اتار رہا ہوں زیادہ گہری سانسیں بھرنا مت شروع کر دینا۔ ورنہ میں اپنے اصلی روپ میں آجاؤں گا پھر۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس آہستہ آہستہ اسکی ہوڈی اسکے جسم سے الگ کرتے اسے بتانے لگا۔ کہ جب وہ گہری سانسیں کھینچتی ہے تو وہ خود پر کنٹرول کھوتے اسے خود میں سمانے کے لیے بے قرار ہو جاتا ہے۔

عیس کی بے باک باتیں سننے مشعل آنکھیں بند کیے خود کو پرسکون کرنے کی کوشش میں بیڈ شیٹ کو مٹھی میں جکڑ گئی۔

کمرے میں ہلکی سی روشنی اور معنی خیزی خاموشی تھی۔ اور یہ خاموشی ہی مشعل کو پاگل کر رہی تھی۔ سانسوں کے رقص میں وہ دنوں پاگل ہو رہے تھے۔ مشعل کی مٹھیوں کو کھولتے عیس نے اپنے ہاتھ میں اسکی انگلیوں کو پھنساتے ہونٹوں سے لگایا۔ کیونکہ اسکی چھوٹی چھوٹی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ رہیں تھیں۔

وہ اسکی ہوڈی اسکے جسم سے الگ کر چکا تھا۔ مشعل کے ہاتھ اپنے گلے میں رکھتے عیس نے اسکی آنکھوں کو چوماتا وہ اپنی سانس روک گئی۔ وہ آج بھر پور نرمی برتنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تاکہ اپنی نازک بیوی کو ہر ٹنہ نہ کرے۔ کیونکہ وہ جان چکا تھا کہ اسے آہستہ آہستہ اپنی بیوی کو قربت کا عادی بنانا ہے۔ کیونکہ وہ ذہنی طور پر ڈرپوک تھی۔ شاید اسی لیے وہ حد سے پینک کرنے لگتی تھی۔

مشعل کے پورے چہرے کو ہونٹوں سے چومتے وہ اسکے ہونٹوں پر پھونک مار کر غور سے اسے دیکھنے لگا۔ وہ چھوٹا سا وجود اسکے نیچے کہیں گم سا ہو جاتا تھا۔ عیس کو بے اختیار ہنسی آئی۔

کیونکہ وہ اس وقت فل ڈری ہوئی تھی۔ لیکن عیس کے حوصلہ دینے کی وجہ سے ہمت کر کے لیٹی تھی۔ ورنہ شاید وہ رو کر کمرہ سر پر اٹھا لیتی۔ جیسے رات وہ غراتی رہی تھی۔

عیس نے اسکے ہونٹوں کو کھولتے ان پر اپنے ہونٹ رکھے تو مشعل اندر تک لرزا اٹھی۔ مشعل کو کانپتے دیکھ کر عیس نے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسے شانت کرتے آہستہ آہستہ اسکے ہونٹوں کو اپنے

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ہو نہوں میں دبایا۔ وہ نرمی سے اسکے ہونٹوں کو محسوس کر رہا تھا۔ جس پر مشعل آنکھیں موندے اسکے کندھوں کو تھام گئی۔

عیس نے اسکے ہونٹوں کو چھوڑتے اسکی گردن کو چھوا تو سسکی بھر گئی۔ لیکن عیس رکا نہیں تھا۔ وہ ایسے ہی نرمی سے اسکے پورے کو وجود اپنے لمس سے مہکا رہا تھا۔ عیس نے مشعل پر اپنا بوجھ منتقل کیا تو اسکی آنکھیں پھیلتی چلی گئی۔

اج نہیں ڈرنا میرے چوزے نے۔۔۔ مشعل کے کان میں اپنے بھاری گھمبیر لہجے میں سرگوشی کرتے وہ نرمی سے اس میں اتر اتر رہا تھا۔ کہ مشعل اسکے کندھوں پر ناخن گاڑتے سراپراٹھا گئی۔

جس پر عیس نے اسکے بالوں کی جڑوں کو سہلاتے ہوئے اسکو ہونٹوں کو بار بار چومتے اسے شانت کرنا چاہا۔ تو مشعل بھیگی شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

ایسے نہیں دیکھو جان کیونکہ اگر ایسے دیکھو گی تو مجھے تم ہر ترس آجائے گا۔ اور اگر ترس آگیا تو پھر میں تمہارے جیسے کیوٹ چوزے کیسے پیدا کر پاؤں گا۔

عیس اسکی آنکھوں کو چومتے ہنستے ہوئے بولا۔ تو مشعل شرم کے مارے آنکھیں ہی بند کر گئی۔ جس پر عیس اسکے ہونٹوں پر جھکتے اسے روح تک چھوتا چلا گیا۔

آج وہ رونے کے ساتھ ساتھ سچ میں عیس کے سینے اور کندھوں کو زخمی کر رہی تھی۔ اپنے چوزے کے ناخنوں کے بڑھتے وار کو دیکھتے عیس نے زرا سی شدت دیکھائی تو مشعل سرپٹکنے لگی۔

اتنی سی جان ہے تم میں اور پنگے بڑے بڑے لے رہی ہو۔

عیس اسکا مزاق اڑاتے بولا۔ تو مشعل اوپر اٹھتے غصے سے اسکے ہونٹوں پر دانت گاڑ گئی۔ اب حیران ہونے کی باری عیس کی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مشعل کی اس پیش قدمی پر عیس بے خود ہوتے اسکی کمر میں بازو لپٹتے اسے اوپر اٹھاتے ہوئے اپنی شدتوں کا آغاز کر گیا۔ اور اب کی بار مشعل اسکی گرفت میں ہل بھی نہیں پائی تھی۔

باہر اگر بارش زوروں سے برس رہی تھی۔۔ تو اندر عیس مشعل پر ٹوٹ کر برس رہا تھا۔ جس پر وہ نازک سی جان ہلکان ہو چکی تھی۔ لیکن اسے ابھی مزید برداشت کرنا تھا۔۔ اور وہ کر رہی تھی۔۔۔۔۔

Epsiode 70

(دو دن بعد)

سلطان لاونج میں بیٹھے کام کر رہا تھا۔ کیونکہ علیزے کمرے میں سو رہی تھی۔۔ ملازمہ کام ختم کر کے جا چکیں تھیں۔۔

مشعل کی گمشدگی اور پھر ان سب کے اچانک چلے جانے پر علیزے کو بخار ہو گیا تھا۔ جس پر سلطان کی جان لبوں پر آگئی تھی۔ کیونکہ اسکی خانم بیمار ہوتی سلطان احمد خان کو تڑپا گئی تھی۔ اور پھر اسکی بیماری میں وہ یہاں موجود بھی نہیں رہا تھا۔ جس کی وجہ سے علیزے پہلے مشعل اور پھر سلطان کے اچانک جانے پر روتے رہی تھی۔

شام میں سلطان نے اسے سردرد کے لئے پین کلر کھلا کر سلا دیا تھا۔ وہ ٹھیک ہو چکی تھی۔۔ کیونکہ وہ دن سے گھر میں رکے اسکی کیئر کر رہا تھا۔

سلطان کی غیر موجودگی میں وہ دونوں رات جاگتی رہی تھی۔۔ سلطان کو سوات سے واپس ایئے بھی دو دن گزر چکے تھے۔۔ ایسے میں علیزے نے مشعل سے ملنے کے لئے اسکی منتیں کر ڈالیں تھیں۔

لیکن سلطان اسکی بات نہیں مان سکتا تھا۔ کیونکہ مشعل پر ابھی بھی کولڈ شک کے اٹیک ہو رہے تھے۔ لیکن کام کی زیادتی کی وجہ سے عیس مشعل کو مکمل طور پر وقت نہیں دے پا رہا تھا۔ علیزے کی اپنی یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

طبیعت کی وجہ سے بھی سلطان اسے نہیں لے کر جانے ارادہ رکھتا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ اسکی خانم وہاں جاتے ہی رو رو کر مزید اپنی طبیعت خراب کر لے گی۔ اسی لئے سلطان نے ان سب کے لئے کل ڈنر پلین کیا تھا۔ جس پر وہ سب اکٹھے ہونے والے تھے۔

وائٹ ٹی شرٹ اور بلیک ٹراؤزر پہنے نیلی آنکھوں میں سنجیدگی سجائی وہ تیزی سے لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلا رہا تھا۔ رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ سفید رنگت میں سرخیاں گھلی ہوئیں تھیں۔ سلطان نے ہاتھ بڑھاتے اپنی بیرڈ کو چھوا تھا۔ وہ کچھ ٹائم سے بیرڈ رکھنا چھوڑ چکا تھا۔ لیکن اب اپنی خانم کی خواہش پر پھر بیرڈ بڑھا رہا تھا۔ گولڈن بیرڈ پر تضاد اسکی نیلی آنکھیں دیکھتی "علیزے سلطان" اس پرواری جاتی تھی۔ علیزے نے اسکی سلطان کی پرانی بیرڈ والی تصویر دیکھ کر سلطان نے یہ فرمائش کی تھی۔۔ جس کو سلطان پورا بھی کر رہا تھا۔

اپنی خانم کی پوزیشن دیکھتے سلطان مسکرا دیتا تھا۔ کیونکہ بیرڈ رکھنے سے پہلے وہ صاف صاف سلطان کو کہہ چکی تھی۔۔ کہ اگر علیزے کے علاوہ کسی نے اسکی تعریف کی تو وہ اپنے ہاتھوں سے اسکی شیو کر دے گی۔

علیزے اک سنجیدہ اور چپ رہنے والی لڑکی تھی۔ لیکن سلطان احمد کی محبت نے اسے مکمل طور پر بدل دیا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ بدل رہی تھی۔۔ چپ سادھنے والے ہونٹ سلطان کے آگے بولتے نہیں تھکتے تھے۔ لاڈ و نخرے دیکھاتی وہ اب باقاعدہ ناراض بھی ہونے لگی تھی۔

لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلاتے سلطان نے سرسری نظر کمرے کی طرف اچھالی تو سامنے کا منظر دیکھتے ہی وہ فریز ہو گیا۔

کیونکہ سامنے ہی اسکی خانم پیروں کو چھوتی میروں کلر کی خوبصورت نائیٹ پہنے اسکی طرف آرہی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جہاں تک سلطان احمد خان کو یاد تھا۔۔ سلطان نے اسے اپنی ٹی شرٹ میں سلا یا تھا۔ تو پھر یہ نائیٹی کہاں سے آئی تھی۔ شاید علیزے نے اٹھ کر چنچ کیا تھا۔ لیکن کیوں۔۔۔۔

وہ علیزے کو دیکھتے جہاں سٹل ہوا تھا۔ وہیں علیزے کو اپنی طرف آتے دیکھ کر سلطان کی ڈھرنوں میں اشتعال برپا ہونے لگا۔

علیزے مغرور بھری چال چلتے ہوئے بالوں کو اک ادا سے جھٹکتے اسکے سامنے آکھڑی ہوئی۔۔

سلطان کو پل بھر میں احساس ہوا تھا کہ گرمی کا موسم خطرناک ہے۔۔ میرون سیلو لیس نائیٹی پہنے لمبے میرون گھنگریالے بالوں کو کھلا چھوڑے ہونٹوں کو ریڈ لپ اسٹک سے سجائیے وہ جوالہ مکھی بنی چہرے پر میٹھی مسکراہٹ بنائیے سلطان کو دیکھ رہی تھی۔ کالے نین آج شرارتی چمک سے جگمگا رہے تھے۔

وہ اک لفظ نہیں بولا تھا۔ بلکہ اپنی نیلی آنکھوں سے اسے مسلسل دیوانہ وار دیکھ رہا تھا۔ اور حیران بھی ہو رہا تھا۔ کہ آج اسکی بیوی اسکی نظر کی بے باکیوں پر شرماتے نظریں نہیں جھکا رہی۔

ہاتھ سے لیپ ٹاپ پیچھے کرتے وہ سلطان کی گود میں بیٹھی تو سلطان اسکی جان لیوا پیش قدمی پر آنکھیں بند کرتے گہرے سانس خارج کر گیا۔

سلطان کی خراب حالت پر علیزے کی کھلکھلاہٹ پورے لاونج میں گونجی تھی۔ وہ اس وقت فلیٹ میں دونوں اکیلے تھے۔ اپنی پرائیویسی کا خیال کرتے سلطان ملازموں کو رات آٹھ بجے چھٹی کر دیتا تھا۔ اور آج اپنی بیوی کا یہ آگ جیسا روپ دیکھ کر اسے لگ رہا تھا۔ کہ اسکا یہ فیصلہ ٹھیک ہی ہے۔

آپ مجھے چھو نہیں سکتے۔۔۔۔

علیزے سلطان کے کان کے پاس جھکتے سرگوشی میں اسے بتانے لگی۔ کہ وہ اسکے خوبصورت سراپے کو صرف دیکھ سکتا ہے

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان جو سوچ رہا تھا۔ کہ آج اپنی خانم پر ٹوٹ کر برسے گا۔ اسکی سرگوشی سنتے حیران ہوتے آنکھیں کھول گیا۔

میں آپ کو کیوں نہیں چھو سکتا۔۔۔

سلطان نے بھاری گھمبیر لہجے میں اسے نہ چھونے کی وجہ جاننا چاہی۔ تو علیزے اسکی بھاری آواز سنتے سرخ سی پڑ گئی۔ کچھ منٹوں میں ہی وہ اپنے شوہر کو مکمل طور پر تڑپا چکی تھی۔

کیونکہ آپ نے میری اک بھی بات نہیں مانی اس لئے۔۔۔

علیزے اسکی شرٹ کا گریبان پکڑے دبے دبے غصے میں بولی۔ تو سلطان جہاں اسکی بہادری پر حیران ہوا تھا۔ وہیں اسکے انداز پر اپنا ہونٹ کا کوناد باگیا۔۔۔

ویسے بھی مجھے دو دن اکیلا چھوڑ کر آپ چلے گئے تھے۔۔ تو آپکی سزا ہے یہ۔۔۔

علیزے ناک سکڑتے شکوہ کرتے سلطان کو اسکا قصور بتانے لگی۔ تو سلطان سر پیچھے گراتے ہنستے ہی چلا گیا۔۔۔

دل میں جہاں جذبات انگڑائیاں لیتے بیدار ہو رہے تھے۔۔ وہیں اپنی معصوم خانم کی جان لیوا سزا سنتے اسکا دل کانوں میں دھڑکنے لگا تھا۔ کیونکہ اسکی معصوم خانم اسکی طلب جگاتے اسکے ضبط کا امتحان لینا چاہ رہی تھی۔

کچھ معافی وافی نہیں مل سکتی کیا۔۔۔

چیئر پر ریلیکس انداز میں ٹیک لگاتے سلطان نے سزا معاف کرنے کی التجا کی۔۔ کیونکہ وہ اب فرصت سے اپنی بیوی کو بے باک نظروں سے چھو رہا تھا۔ اور صد شکر کہ سلطان نے اسکے اتنے قریب آنے پر ابھی

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اسے ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ وہ اسکی گود میں ریلیکس انداز میں بیٹھی تھی۔ اور سلطان نے اپنے دونوں ہاتھ ٹیبل پر ٹکائے ہوئے تھے۔

نہیں۔۔ بلکل نہیں۔۔ اگر آپ مجھے مشو سے ملوانے لے چلتے تو شاید میں کچھ سوچتی پر آپ نے میری اک بھی نہیں سنی، وہ تو شکر ہے مجھے ابھی کچھ دیر پہلے منیزے نے کال کرتے مشو کی خیریت بتادی۔ اور ساتھ شوہر کو سزا دینے کا طریقہ بھی اچھے سے سمجھایا۔۔

سلطان کے معافی مانگنے پر علیزے مغرور بھری ناک سے اسے ٹک سے نہ کرتی اسکی گردن پر انگلی سے لکیریں کھینچنے لگی۔۔ تو سلطان اسکی معصوم شرارتوں پر خود کو کنٹرول کرنے لگا اب میں چلتی ہوں۔۔۔

علیزے آنکھیں ٹٹماتے اسکی گود سے اٹھنے لگی۔ تو سلطان اک جھٹکے میں اسے کمر سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے اسکی ٹانگیں دبائیں بائیں کرتے گود میں بٹھاتے اسے لاک کر گیا۔ جس پر علیزے اسکی بے باک حرکت پر شرم سے سرخ پڑی تھی۔۔

آپ میرے ساتھ اتنے ظلم نہیں کر سکتیں خانم،

علیزے کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتے وہ اسکے کالے نینوں میں اپنی سرخ نیلی آنکھیں گاڑتے بتانے لگا۔ کہ وہ اسکے ساتھ زیادتی کر رہی ہے۔

تو علیزے اسکے انداز پر جہاں سٹیٹائی تھی وہیں اسے سلطان کی اس قدر نزدیکی پر اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنات محسوس ہونے لگی تھی۔

علیزے کو کمر سے تھامتے سلطان نے اپنے قریب ترین کیا تو وہ اسکی اس حرکت پر لال انکارہ ہو گئی۔ جبکہ اسکی چلتی زبان اب تالو سے لگ گئی تھی۔ سلطان نے ہاتھ بڑھاتے لیپ ٹاپ کے پاس پڑا اپنا موبائل اٹھایا اور ضرار کا نمبر ملایا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

موبائل کان سے لگاتے ہی سلطان کے کانوں میں ضرار کی جھنجھلائی آواز سنائی دی۔
کیا ہے خان۔۔۔

ضرار کی جھنجھلاہٹ سنتے ہی سلطان کو سمجھ آگئی تھی۔ کہ ظلم وہاں بھی ہو رہا ہے۔۔
لگتا ہے تمہارے ساتھ بھی ظلم ہو رہا ہے وہاں۔۔۔

علیزے کے سرخ چہرے کو دیکھتے سلطان زو معنی اس سے پوچھنے لگا تو ضرار اسکی بات پر ٹھٹکا۔
اور اک نظر سامنے منیزے کو دیکھا۔۔ جو شارٹ سلک کی بلیک نائیٹی پہنے اپنی سفید پنڈلیوں پر روشن لگا
رہی تھی۔ اور ضرار کو قریب بھی آنے نہیں دے رہی تھی۔ کیونکہ ضرار بھی اسے مشعل سے ملوانے
نہیں لے کر گیا تھا۔

وہ تو ایرہ جا کر مشعل سے مل کر آئی تھی۔ تو منیزے کو اسکی خیریت معلوم ہو سکی تھی۔
خود تو منیزے ضرار کو سلگانے کا پورا ارادہ کیے تھی۔ لیکن ساتھ اس نے علیزے کو بھی ملا لیا تھا۔
ہاں ایسا ہی سمجھ لے، ہم سے اچھا تو وہ گنڈا رہ گیا ہے یار۔۔

ضرار کی ترسی آواز سنتے سلطان نے قہقہہ لگاتے اپنی گود میں اپنی ظالم بیوی کو دیکھا۔ جو نظریں جھکائے
ہونٹوں پر دانتوں سے کاٹ رہی تھی۔

یار تو بھابھی کو سمجھانہ کہ شوہر کو تنگ کرنے کے لیے ایسی ٹپ نہیں دیتے۔۔۔

سلطان نے ہنستے ہوئے ضرار سے التجا کی اور ساتھ علیزے کی کمر پر بے باکی سے ہاتھ پھیرا۔ جس پر وہ خود
میں سمٹنے لگی۔۔ پتہ نہیں علیزے کو کیوں لگ رہا تھا۔ کہ منیزے کے مشورے پر عمل کرتے اس نے
اپنے پیروں پر خود کلہاڑی ماری ہے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کینے تو چاہتا ہے کہ میں اکیلا یہ ظلم برداشت کروں۔ پہلے تو اپنی بیوی کے خرافاتی دماغ کو میں اکیلے جھیل رہا تھا۔ اچھا ہے تم لوگ بھی اس میں پھنسے والے ہو۔ کم از کم یہ دیکھ کر میں سکون میں ہوں اب کہ میں اکیلا نہیں ترس رہا۔

ضرار منیزے کے سراپے کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے دانت کچکچاتے بول اٹھا۔

بیٹا تو کیوں بھول رہا ہے میں خان ہوں۔ اور خان تو بہت پہلے کی رخصتی لے چکا ہے۔ یہ خان تیری طرح بالکل ترسا نہیں ہے۔۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ اس وقت یہ خان بہت سلگ رہا ہے۔ پر کوئی نہیں اسی گرمی میں تو مزا ہے۔۔

سلطان ضرار کو بے باک سا جواب دیتے ٹھک سے فون بند کر گیا۔ جبکہ دوسری طرف رخصتی کا سنتے ضرار کا منہ کھولا تھا۔ مطلب وہ ہی پیچھے رہ گیا تھا۔ یہ سوچ آتے ہی وہ خونخوار تیوروں سے شعلہ بنی منیزے کی جانب بڑھا۔ جو نائیٹی میں بیڈ پر بیٹھی موبائل استعمال کر رہی تھی۔ فون بند کرتے سلطان نے علیزے کو دیکھا جو منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔ کیا ہوا جاناں۔۔

علیزے کے ہونٹ پر انگوٹھا پھیرتے سلطان نے گھمبیر لہجے میں پوچھا تو علیزے کو محسوس ہوا جیسے اسکے بدن میں کرنٹ دوڑ گیا ہے۔ تو وہ مزاحمت کرنے لگی۔۔ مجھے روم میں جانا ہے۔۔۔

علیزے مزاحمت کرتی اسکی گود سے اٹھنے کی کوشش کرتے بولی تو سلطان اسے کھینچ کر پھر بٹھاتے کمر سے تھامتے شدت سے خود میں جکڑ گیا۔

اپکو نہیں لگتا کہ آپ اپنے دیوانے شوہر پر حد سے زیادہ ظلم کر رہے ہیں۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔

سلطان علیزے کو خود پر جھکاتے جذبات سے چور ہوتے پوچھنے لگا تو علیزے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی۔

سلطان کی آگ جیسے قربت میں وہ یہ بات بھی بھول گئی تھی۔ کہ ابھی اس نے ضرار کے سامنے اپنی رخصتی کا بھانڈہ پھوڑا ہے۔ جبکہ علیزے نے ابھی تک یہ بات چھپائی تھی۔ کیونکہ منیزے نے خاص کر سب کو تاکید کی تھی۔ وہ پر اپر شادی کروا کے ہی رخصتی کروائیں گئیں۔
کیا چاہتیں ہیں۔۔

سلطان علیزے کو خود میں جکڑتے جا رہا تھا۔ جس پر علیزے روہانسی ہونے لگی تھی۔ سلطان نے اپنی بیوی سے اسکی چاہ پوچھی۔ تاکہ وہ پورا کرتے اسے اپنی شدتوں سے بے حال کر سکے۔۔۔
کچھ بھی نہیں چاہتی۔۔

علیزے کھکھلاتے اسے بتا گئی۔ کہ وہ کچھ نہیں چاہتی۔۔ مطلب وہ اسے کوئی راستہ نہیں دینا چاہ رہی تھی۔ جس پر سلطان اسے گھورنے لگا۔ کیونکہ وہ اتنی چالاک نہیں تھی جتنا بن رہی تھی۔
اپ کو کچھ چاہیے ہو یا نہ لیکن اس وقت مجھے آپ سے آپ چاہیے ہیں۔ اور اگر آپ نے میری چاہ پوری نہ کی تو میں کل کا پلین کینسل کر دوں گا۔

سلطان اسکی آنکھوں کو ہونٹوں سے چومتے پیار سے اسے دھمکی دیتے بولا۔ تو علیزے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورنے لگی۔

آپ ایسا نہیں کریں گئے ورنہ میں ناراض ہو جاؤں گی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے اسکی گردن پر ناخن گاڑتے چباتے ہوئے بولی۔ تو سلطان بے پرواہی سے کندھے اچکاتے اسے گرفت سے آزاد کرتے کرسی سے ٹیک لگا گیا۔ جیسے کہنا چاہ رہا ہو کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ اب خود دیکھ لو کیا کرنا ہے۔

خان ننن میں آغا جان سے شکایت کروں گی۔

علیزے روہانسی ہوتے اسے دھمکی لگا گئی۔ لیکن سلطان پر اس وقت کسی چیز کا اثر نہیں تھا۔ اور ہوتا بھی کیوں آخر کو اسکی بیوی اس پر کونسا چھا ظلم کر رہی تھی۔

میں بھی آغا جان کو کہوں گا۔ کہ آپکی بہو آپکے پر پوتے کو دنیا میں لانے کی کوشش نہیں کرنے دے رہیں۔

خان ننن۔۔

علیزے اسکی بے باک بات سنتے چلائی تھی۔ جس پر سلطان نے اپنی آنکھیں کھولتے اس پر ٹکائیں۔ اسکی نیلی آنکھوں میں بڑھتی سرخی پر علیزے شرم سے نظریں چرای گئی۔

وہ صرف اسے تنگ کر رہی تھی۔ کیونکہ اسے لگ رہا تھا۔ کہ اسکا بے باک شوہر اسے اس حلیے میں دیکھتے کبھی بھی نہیں رکے گا۔ پروہ حیران ہوئی تھی۔ کہ سلطان اسکی اجازت کا انتظار کر رہا تھا۔ اسی لئے تو اس نے ابھی تک اسکی آنکھوں کو چومنے کے سوا کہیں اور اسے ہونٹوں سے چھوا نہیں تھا اور نہ وہ اسکے ہونٹوں سے لپٹتے پیچھا ہونا بھول جاتا تھا۔ وہ علیزے کی بات مانتے اسے متعبر کر چکا تھا۔

علیزے نم آنکھوں سے مسکراتی شرم کو پرے رکھتی اسکے ہونٹوں پر ہونٹ رکھ گئی۔

سلطان جو علیزے کے نظریں چرانے پر چیئر کی بیک سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کر گیا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔

اپنے ہونٹوں پر نرم لمس محسوس کرتے ہی اسکی آنکھیں کھلی تھیں۔۔ جہاں وہ آنکھیں بند کیے اسکے ہونٹوں پر جھکی ہوئی تھی۔

علیزے نے اپنی آنکھیں وا کرتے سلطان کی آنکھوں میں دیکھنا چاہا تو سلطان کو نیلی آنکھوں سمیت خود کی طرف دیکھ کر وہ پھر آنکھیں بند کر گئی۔۔ جس پر سلطان کے ہونٹ مسکراہٹ ڈھلے تھے۔

علیزے کی ٹانگوں کو اپنی کمر کے گرد لاک کرتے سلطان اسکے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں دباتے چیئر سے کھڑا ہوا۔ جس پر ڈر کے مارے علیزے اسے سلطان کو کندھوں سے تھام گئی۔

سلطان نے علیزے کو کمر سے پکڑتے دوسرے ہاتھ سے لیپ ٹاپ پیچھے کرتے علیزے کو ٹیبل پر لٹایا تھا۔ علیزے کو ٹیبل پر لٹاتے ہی وہ اسکی سٹریپ کو نیچے کرتے کندھے پر دانت گاڑتے علیزے سسکی بھرنے پر مجبور کر گیا۔

علیزے کی گردن کو چومتے وہیل بھر میں اسے پاگل کر گیا تھا۔

ٹیبل پر لیٹے وہ مسلسل اسکے سخت لمس کو برداشت کر رہی تھی۔ علیزے سے اوپر اٹھتے سلطان نے اپنی وائیٹ ٹی شرٹ اتار کر نیچے پھینکی تو علیزے کی آنکھیں پھیلیں۔ شرٹ اتارتے ہی وہ علیزے پر جھکنے لگا تھا۔ کہ علیزے اسکے ہونٹوں پر اپنی ہتھیلی رکھ گئی۔

روم میں چلے۔۔۔

کمنیوں کے بل اٹھتے علیزے نے اس احساس دلانا چاہا کہ وہ لاونج میں ہیں۔

مجھے سلگانے کے لیے آپ لاونج میں ہی اپسرا بن کر آئیں تھیں۔ اسی لیے میں آپکے حسن کو خراج تحسین یہاں ہی پیش کروں گا۔ تاکہ یہاں کی اک اک چیز گواہ رہے۔۔ کہ میں نے اپکو مایوس نہیں کیا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے کی ہتھیلی کو چومتے سلطان نے اپنا اک اک لفظ اسکے گوش گزار اتوعلیزے اسکے انداز پر جہاں سٹپٹائی تھی۔ وہیں لاونج کو دیکھتے روہانسی ہو گئی۔

خان پلیرز۔۔۔

سلطان کو اک دفعہ پھر خود پر جھکتے دیکھ کہ وہ التجاییہ انداز میں بولی۔ تو سلطان اسکی شرم دیکھتے اٹھتے جا کر سوئیچ بورڈ سے لائیٹ آف کر آیا۔ لاونج میں اب مکمل اندھیرا ہونے کے ساتھ ساتھ ہلکی ہلکی روشنی تھی۔ جو انکے بیڈ روم میں جلتی لائیٹ کے باعث تھی۔ اس روشنی کی وجہ سے وہ دونوں اک دوسرے کے سائیڈ فیس کو دیکھ پارہے تھے۔

اب ٹھیک ہے نہ۔۔۔

علیزے کی نائیٹی کی ڈوریوں کو کھولتے سلطان نے اس پوچھا تو علیزے کچھ ریلکس ہو گئی۔۔۔ بے شک وہ اسے کمرے میں نہیں لے کر گیا تھا۔۔۔ لیکن کم از کم اندھیرا تو ہو ہی گیا تھا۔

علیزے جو لاونج کے چاروں اطراف نظریں دہرا رہی تھی۔۔۔ ایک دم دھڑکنوں پر سلطان کا شدت بھرا لمس محسوس کرتے ہی اسکے جسم میں کھلبلی مچ گئی۔ اسکا شوہر اسکی نائیٹی اتار چکا تھا۔

سلطان شدت سے اسکی ڈھرنوں کو اپنے ہونٹوں سے چھو رہا تھا۔۔۔ جس پر علیزے مچلتے ہوئے سراو پر اٹھا گئی۔۔۔ علیزے کے مچلنے پر سلطان نے اسکے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو علیزے سسکی۔ کالے نین سرخی مائل ہوتے جا رہے تھے۔

سلطان اسکے انگ انگ پر اپنے ہونٹ رکھتا علیزے کو روح تک چھیڑ رہا تھا۔۔۔ جس پر وہ مچلتے ہوئے اسکی گردن میں ہاتھ ڈالتے اپنے مقابل لائی۔

سلطان کے ہونٹوں کو قابو کرنے کی غرض سے وہ اسکے ہونٹوں پر قبضہ جما گئی تھی۔۔۔ جس پر سلطان شدت سے اسکے ہونٹوں کو سک کرتے اسکی روح میں اترتے علیزے کی جان نکال گیا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

وہ لاونج میں ٹیبل پر لیٹے اک دوسرے کی سانسوں سے کھیل رہے تھے۔ پورے لاونج پر قربت نے اپنے پر پھیلائے ہوئے تھے۔

وہ آج کتنے دنوں بعد اسکے قریب آیا تھا۔ اسی لئے شدت سے اس پر برستے اسکی جان ہلکان کر رہا تھا۔ جس پر علیزے دہائیاں دیتے اسے ہوش دلانے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن سلطان احمد خان ہوش میں نہیں تھا۔۔۔۔

Epsiode 71

خان آپ نے بس کرنا ہے کہ نہیں۔۔

علیزے تپتے ہوئے سلطان سے پوچھ رہی تھی۔۔

نہیں۔۔۔

علیزے کو یک لفظی جواب دے کر وہ اسے دوبارہ گردن پر چومنے لگا۔ علیزے نے منہ کھولتے خود پر جھکے سلطان کے سر کو دیکھا۔ رات کے تین بج رہے تھے۔ لیکن سلطان نے اسکو رہائی نہیں دی تھی۔۔ وہ اسے لاونج سے اٹھا کر کمرے میں لے آیا تھا۔ اس وقت کمرے میں بس نائیٹ بلب کی روشنی تھی۔

خان میں ناراض ہو جاؤں گی۔۔

علیزے سلطان کے کان پر کاٹتے ہوئے غصے سے اسے دھمکی دیتے بولی۔ لیکن مقابل پر اسکی دھمکی کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

میں اپکو منالوں گا خانم۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

بھرپور اعتماد سے جواب دیتے وہ اسکی دھڑکنوں کو ہونٹوں سے چھونے لگا۔ تو علیزے اسکی جان لیوا بے باکیوں پر پھر مچلنے لگی۔۔

خان آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں۔۔۔ گھرے سانس لیتے علیزے نے بے وقوفانہ سوال پوچھا۔ تو سلطان جو اسکی دھڑکنوں کو چوم رہا تھا۔ اپنی خانم کے سوال پر مسکرایا۔۔

کیونکہ آپ بہت گوری ہیں اس لئے ایسا کر رہا ہوں۔۔

سلطان نے اسکی دھڑکنوں کے درمیان لو بائیٹ بناتے ویسے ہی جواب دیا۔ تو علیزے حیرانی سے اسے دیکھتے سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔

گورے تو آپ بھی ہیں۔۔

سلطان کا چہرہ اٹھاتے وہ تیکھے چتون لہجے میں بولی۔ کیونکہ اسے سلطان کا جواب پسند نہیں آیا تھا۔ آپ جتنا نہیں ہوں نہ خانم۔۔

سلطان نے اسکی تیکھی ناک چومتے بیچارگی سے جواب دیا۔ جس پر علیزے آنکھیں چھوٹی کر گئی۔۔ آپ خان ننن ہیں شاید۔۔

علیزے نے خان پر زور دیتے جتاتے ہوئے اسے یاد کروانا چاہا کہ وہ پٹھان ہے۔ اور پٹھان بہت گورے ہوتے ہیں۔

میں خان ہوں اور آپ میری خانم ہیں۔۔۔

سلطان نے اسکے سرخ ہونٹوں کو چومتے پیار سے جواب دیا۔ تو علیزے شرم سے آنکھیں جھکائی۔ وہ اسے سیدھا جواب دینے کی بجائے اپنی بے باکیوں میں مصروف تھا بس۔۔

مجھے سونا ہے اب۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

منہ لٹکائیے التجا کی گئی۔ شاید اسکے خان کو اس پر ترس آجائیے۔۔ نائیٹی پہن کر تو وہ بری طرح پھنس گئی تھی۔

مجھے پیار کرنا ہے۔۔۔

سلطان نے اسکی گردن کو شدت سے چومتے اپنا مسلہ بیان کیا۔ تو علیزے پاگل ہونے کو ہوئی۔ وہ مسلسل اپنے لمس سے اسے تارے دیکھا رہا تھا۔

خان میں بائٹ کر دوں گی۔۔۔

علیزے اپنی دھڑکنوں کے شور سے پاگل ہوتے چینی۔ جس پر سلطان مزید بے خود ہوتا کہ دفعہ پھر اسکے دل کے مقام پر جھک گیا۔ جس پر علیزے آنکھیں بند کرتے سلطان کے گولڈن بالوں میں اپنا ہاتھ الجھائی۔

"جب آپ میرے لمس پر مچلتے اپنی طلب ظاہر کرتے ہیں۔ تب میرا دل چاہتا ہے کہ چوبیس گھنٹے آپکو خود سے لپٹائیے رکھوں۔ اور پہلے آپکی دھڑکنوں کو چھوتے انکا شور بلند کرو اور پھر جب آپ مجھے پانے کے لیے بے چین ہو جائیں۔۔ تو اپنی روح میں اترتے آپکی اور اپنی جان اک کر دوں"

سلطان اسکی کان کی لوح کو چومتے بے باک میٹھی سرگوشیاں کر رہا تھا۔ جس پر علیزے بند آنکھوں سے شرما تے ہوئے مسکرائے جارہی تھی۔

سلطان اچانک اٹھتے اسکے ہونٹوں پر جھکا۔ تو علیزے کی پٹ سے آنکھیں کھلیں تھیں۔ کہ وہ بری طرح مزاحمت کرتے سلطان کو پیچھے کر گئی۔

کیا ہوا۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان نے سوالیہ نظروں سے اسکی مزاحمت کی وجہ جاننا چاہی۔۔ جس پر علیزے نم آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

درد ہو رہا ہے۔۔

علیزے نچلے ہونٹ کو چھوتے بولی تو سلطان نے انگھوٹے سے اس کے ہونٹ کو پکڑتے دیکھنا چاہا۔
جس پر سلطان کی شدتوں کی وجہ سے گہرا کٹ نظر آ رہا تھا۔۔

سوری۔۔

علیزے کے ماتھے کو چومتے وہ معذرت کرتے فکر مندی سے بولا۔

تو علیزے یہ سوچ کر گہری سانس خارج کر گئی۔۔ کہ وہ اب اسے رہائی دے دے گا۔ لیکن سلطان کو اپنے پیٹ پر جھکتے دیکھ کر وہ بری طرح اچھلی تھی۔

خان ننن۔۔

سٹپٹاتے ہوئے وہ اسے پکار گئی۔۔ جس پر سلطان اسکے پیٹ کو ہونٹوں سے سک کرتے ہاتھ اوپر کرتے اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھ گیا۔ تاکہ علیزے خاموش رہے۔

علیزے اسکی بے شرمی پر سسکتے ہونٹوں کو کاٹنے لگی تھی۔۔ وہ اک دفعہ پھر علیزے کو بے چین کرتا اس میں اپنی طلب بڑھا رہا تھا۔۔

علیزے گلابی پڑتی آنکھیں موندے اسکی شدتوں کو سہنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ جس پر سلطان اوپر اٹھتے اسکی ٹانگوں کو کمر سے لگاتے اسکی روح میں اترتے علیزے کو بوکھلا گیا۔ علیزے اسکی شدتوں پر بے حال ہوتے اسکی کمر پر ناخن گاڑنے لگی تھی۔۔ جہاں پہلے ہی ان گنت خراشوں کے نشان تھے۔۔

مشو میری جان کیسے جاوگی، تمہیں بہت تیز بخار ہے۔۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔

شاہدہ بیگم پریشانی سے اسے دیکھ رہیں تھیں۔ جو جب سے واپس آئی تھی۔ انہیں بہت بدلی ہوئی لگ رہی تھی۔ دودن سے اسکا بخار نہیں اتر رہا تھا۔ اس کے علاوہ وہ انہیں بہت چپ چاپ سی لگی تھی۔

مشعل کی گردن پر گہرے نشان انہیں بہت کچھ سمجھنے پر مجبور کر رہے تھے۔ لیکن مشعل کی طبیعت خرابی کی وجہ سے وہ اس سے کچھ بھی پوچھنے سے گریز کر رہیں تھیں۔

لیکن کہیں نہ کہیں انکے دل میں ڈر بھی پیدا ہو رہا تھا۔ کہ اگر انکے بیٹے نے رخصتی والی غلطی کر دی تھی۔ تو اس گھر میں بہت بڑا طوفان آنے والا تھا۔

کیونکہ حسن صاحب نے کچھ دن پہلے ہی اپنی بیگم کو واضح کیا تھا۔ کہ وہ مشعل کی رخصتی بیس سال کی عمر میں ہی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور یہ فیصلہ انہوں نے مشعل اور عیس کی عمر میں فرق دیکھتے اور مشعل کے بچپن کی وجہ سے کیا ہے۔ لیکن اب اس بدلی ہوئی صورتحال پر شاہدہ بیگم فکر سے ہلکان پڑ رہیں تھیں۔ اور کچھ مشعل کی بیماری انہیں بری طرح پریشان کر گئی تھی۔

دودن سے اکثر رات میں وہ بری طرح کانپتے ہوئے رونے لگتی تھی۔ عیس دودن پہلے ہی مشعل کو گھر چھوڑ کر خود غائب ہو گیا تھا۔

اس دفعہ عیس کی اس لاپرواہی پر انہیں شدید غصہ آ رہا تھا۔ آخر کیونکر وہ اپنی بیوی کی حالت سے بے خبر ہے۔

پہلے ہی مشعل کے دودن گھر نہ آنے کی وجہ سے حسن صاحب نے بری طرح عیس کو سنایا تھا۔ کیونکہ حسن صاحب کو یہ ہی لگ رہا تھا۔ کہ عیس جان بوجھ کر مشعل کو کسی جگہ لے کر گیا ہوا تھا۔ تاکہ وہ مشعل کو ان سے دور کرتے انہیں تپا سکے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

حسن صاحب کے سنانے پر عیس پہلی دفعہ بنا جواب دیے مسکراتے بالوں میں جہاں ہاتھ پھیرتے انہیں سنتا رہا تھا۔ وہیں مشعل شرم سے لال ہوتے شاہدہ بیگم کے سینے میں منہ چھپا گئی تھی۔ عیس کی مسکراہٹ اور مشعل کی حد سے زیادہ گھبراہٹ ان کے شک پر مہر لگا رہی تھی۔

ماما آپ پریشان نہ ہوں۔ مجھے لینے کے لیے میری دوستیں آرہیں ہیں۔ اور پھر میں اب کچھ بہتر بھی ہوں۔ مشعل نے بالوں کو سیٹ کرتے شاہدہ بیگم کی فکر دور کرتے کہا۔ لیکن شاہدہ بیگم کو تسلی نہیں ہوئی تھی۔ پریٹاروزرات میں تم بخار سے کانپنے لگتی ہو۔

وہ پریشان ہوتے اسے بتا رہیں تھیں۔۔ جس پر مشعل شیشے کے سامنے سے اٹھ کر انکے پاس آکر بیٹھی۔۔ ماما آپ فکر نہیں کریں نہ میری دوستیں میرا خیال رکھیں گی۔۔

مشعل انکے کندھے پر سر رکھتے مطمئن انداز میں بولی۔ تو وہ سر اثبات میں ہلاتے اسکا ماتھا چوم گئیں۔ باہر گاڑی کا ہارن سنتے مشعل سینڈلز پہن کر شاہدہ بیگم کو خدا حافظ بول کر دروازے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

یہ ہماری میچنگ قدرتی طور پر ہوئی ہے۔ یا کروائی گئی ہے۔۔

ایرہ سب کو سفید گاؤن میں دیکھ کر حیرانی سے پوچھنے لگی۔

مجھے تو لگتا ہے۔۔ کہ کروائی گئی ہے۔۔

منیزے بل چباتے ہنستے ہوئے بولی۔ تو وہ سب اسکی بات پر متفق نظر آنے لگیں۔

آج دوپہر میں ہی ان سب کو اس ڈریس کے پارسل ملے تھے۔ جس میں اک خوبصورت وائیٹ شیفون ویسٹرن گاؤن تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

وہ سب اس وقت اپنے اپنے سائز کی گاؤں پہنے تھیں۔ جوان سب کے پیروں سے تھوڑا اوپر تک تھی۔ کانوں میں اک جیسے ڈیمینڈ کے ٹاپس پہنے پیروں میں سفید سیلز پہنی گئی تھی۔ یہ دونوں چیزیں بھی انہیں پارسل کے ساتھ آئیں تھیں۔ غرض کہ انکی ساری تیاری بالکل اک جیسی ہی تھی۔

ان سب کے علاوہ ان چاروں کو اپنے اپنے شوہر کی جانب سے اک کارڈ بھی ملا تھا۔ جس میں انہیں خوبصورت انداز میں ڈیٹ پر جانے کی پیشکش کرتے ساتھ جگہ کا ایڈریس لکھ گیا تھا۔

یہ سب پڑھتے منیزے نے ناک منہ چڑاتے، اپنے شوہر ڈھکن کو سنانے کی خاطر فون ملا یا تھا۔ بھلا ایسی ڈیٹ ہوتی ہے۔

ڈیٹ پر تو لڑکا خود لڑکی کو پک کرنے آتا ہے۔ ساتھ اسکے لئے گاڑی کا دروازہ بھی خود کھول کر رکھتا ہے۔ اور پھول بھی تحفے کے طور پر دیتا ہے۔۔۔ پر انکو پیشکش کی جانے والی ڈیٹ کی یہ قسم کونسی ہے۔ کیونکہ اس ڈیٹ پر انہیں خود ہی تیار ہو کر گاڑی ڈرائیو کرتے ڈیٹ والی جگہ پر پہنچنا ہے۔

ضرار کے فون ریسپونڈ کرنے پر منیزے نے اسے ڈیٹ کے رولز گنواتے ہوئے ساتھ غصے والے ایموجیز بھیجے تھے۔ منیزے کے میسج پر اسے تھوڑی دیر بعد کچھ ایسا جواب موصول ہوا تھا۔

بھابھی سائیں یہ ڈیٹ تھوڑی دیسی اور پاکستانی سٹائل کی ہے۔ لہذا آپکو ایسے ہی آنا پڑے گا۔ آپکا دیور سنان مصطفیٰ۔۔۔

میسج پڑھتے منیزے ہنستی چلی گئی تھی۔ اگر یہ پیغام اسے اپنے شوہر ڈھکن کی جانب سے ملتا تو اب تک وہ اسے بجا چکی ہوتی۔۔۔ پر یہ میسج تو اسکے پیارے دیور نے کیا تھا۔ اس لئے وہ ہنس سکتی تھی۔۔۔ ضرار کا خیال آتے ہی وہ ناک منہ چڑاتی تیاری کرنے اٹھ گئی۔

ایرہ ہنس ہنس کر مشعل سے باتیں کرتی اسکا دھیان بھٹکا رہی تھی۔ کیونکہ اپنی طبیعت خرابی پر مشعل اداس تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ایرہ کے موبائل پر پچھلے آدھے گھنٹے سے میسج آرہے تھے۔۔ جسے وہ نظر انداز کر رہی تھی۔ وہ سب راستے میں تھیں۔ ضرار کے بتائے گئے ہوٹل پر پہنچنے کے لیے انہیں مزید آدھا گھنٹہ لگ جانا تھا۔۔ رات کے آٹھ بج چکے تھے۔

بھیا میسج کر رہے ہوں گئے دیکھو لو۔۔۔

مشعل نے ہنستے ہوئے اسکا دھیان موبائل کی طرف کرنا چاہا جس پر وہ منہ چڑاتی موبائل سوٹیج آف کرتے پرس میں ڈال گئی۔

جس پر مشعل کا منہ کھلا تھا۔۔ ہاتھ سے مشعل کا منہ بند کرتے ایرہ بتیسی دیکھاتے اسے چڑا گئی۔۔ یہ ان دونوں کا خاص انداز تھا۔۔ جب ان دنوں نے اک دوسرے کو چرانا ہوتا تھا۔ تو وہ ایسے ہی کرتی تھیں۔ گاڑی پارک کرتی وہ ہوٹل میں داخل ہوئیں تو ہوٹل میں صرف سٹاف تھا۔ جوان چاروں کو اندر آتے دیکھ کر انہیں طرف بڑھا تھا۔

سٹاف نے انہیں سب کو گلاب کے پھول پیش کرنے کے ساتھ ساتھ پھولوں سے بنے کراؤن پہنائے تھے۔۔ جس پر وہ حیرانگی سے اک دوسرے کو دیکھ گئیں۔

جو کام ہمارے شوہروں کو کرنے چاہیے وہ کام یہ بیچاری لڑکیاں کر رہیں ہیں۔

لڑکیوں کی جانب زبردستی کی مسکراہٹ اچھالتے منیزے دانت پیس گئی۔ فی میلز سٹاف نے ہی انہیں کراؤن پہنائے تھے۔ کھلے گھنگریالے بالوں پر کراؤن پہنے وہ سب حسین تر لگ رہیں تھیں۔ جبکہ علیزے اپنے حجاب پر کراؤن لگائے تھی۔

سٹاف کے پیچھے کی جانب اشارہ کرتے وہ سب انکی طرف مسکراہٹ اچھالتے اپنے قدم اٹھاتے پیچھے کی جانب بڑھ گئیں۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جہاں شاید انکے شوہروں کے ہونے کا گمان تھا۔ وہ جہاں جہاں سے گزر رہیں تھیں۔ ان پر پھولوں کی برسات ہو رہی تھی۔۔ جسے دیکھتے وہ کھلکھلاتے جارہیں تھیں۔۔ لیکن منیزے خاص راضی نظر نہیں آ رہی تھی۔

یہ اسلام آباد کا ایک مشہور ہوٹل تھا۔ جو کہ قدرے شہر سے باہر بنایا گیا تھا۔ ہوٹل کے ارد گرد پہاڑ تھے۔ یہ ہوٹل قدرتی خوبصورتی میں گرا اک خوبصورت ترین ہوٹل تھا۔ شہر سے باہر ہونے کی وجہ سے لوگ یہاں پر سکون و یک اینڈ منانے کے لیے آتے تھے۔۔ لیکن آج ڈیٹ کی روایت کو پورا کرنے کی خاطر سلطان احمد خان نے پورے ہوٹل کو بک کر لیا تھا۔۔ کیونکہ اسے پرائیویسی چاہیے تھے۔۔ جہاں انکی عورتیں بنا کسی ڈر کے انجوائے کر سکتیں تھیں۔

پھولوں سے بنے راستے پر چلتے ہوئے وہ ہوٹل کی بیک سائیڈ پر آئیں جہاں بڑی بڑی لائٹس لگاتے روشنی کی گئی تھی۔ اور اک سائیڈ پر سفید پردے لگاتے بڑے سے ٹیبل کو ڈیکور کیا گیا تھا۔ جہاں شاید انکے ڈنر کا اہتمام تھا۔

پورے ایرے کو پھولوں سے سجاتے جگہ جگہ ان سب کے نام لکھے گئے تھے۔ وہ سب اپنا اپنا نام پڑھتے خوش ہو رہیں تھیں۔

وہ دیکھو۔۔۔

علیزے کی خوشی سے بھرپور آواز پر سب نے سامنے دیکھا۔۔ جہاں خوبصورت انداز میں "خان کی خانم" لکھا تھا۔ اسی طرح دوسرے کونے میں "سائیں کی بیگم" اور تیسرے کونے میں "عیس کی مشو" کے الفاظ پڑھتے ان سب کے دلوں میں تتلیاں ہھر پھرائیں۔

ایرہ کو اپنا نام کہیں بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔۔ جس پر اسکا دل ڈوبا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ایرہ کا نام کدھر ہے۔۔۔ مشعل نے منیزے کو دیکھا۔ تو وہ بھی حیران ہوتے سب جگہ دیکھنے لگی۔ لیکن اسے اسکا کہیں نہیں ملا تھا۔

لگتا ہے میرا نام شادی کے بعد لکھا جائے گا۔۔

ایرہ زبردستی مسکراتے ہوئے ہلکے پھلکے انداز میں بولی تاکہ وہ ادا نہ ہوں۔ لیکن منیزے کو شدید غصے نے آن گھیرا تھا۔

ایسے کیسے بعد میں لکھا جائے گا۔ میں ابھی سنی بھائی سے پوچھتی ہوں۔۔۔
منیزے تن فن کرتی آگے بڑھی تھی۔



منیزے ہیل کی ٹک ٹک کرتی غصے سے آگے بڑھ رہی تھی۔

لیکن ہوٹل کی بیک سائیڈ پر اسے کوئی بھی نظر نہیں آیا تھا۔ اسکے پیچھے ہی وہ تینوں بھی قدم اٹھا رہیں تھیں۔

یہ سب کہاں ہیں۔۔۔

علیزے نے چاروں اطراف نظریں گھماتے پوچھا۔

جہاں سب تیاری تو نظر آرہی تھی۔ لیکن تیاری کرنے والے غائب تھے۔

وہ متلاشی نظروں سے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے آگے بڑھنے لگیں۔۔

لیکن ہر طرف خاموشی محسوس کر کے انہیں الجھن ہوئی۔

یہ کیسی ڈیٹ ہے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مینزے غصے سے جھنجھلاتے پھر بول پڑی۔ کیونکہ اسکے مطابق یہ پرفیکٹ ڈیٹ تو دور کی بات ہے۔۔ اس ڈیٹ میں اک بھی رومینٹک ڈیٹ والی بات نہیں تھی۔

وہ چاروں سویمنگ پول کے قریب بیک سائیڈ کیے کھڑی تھیں۔

جب اک دم کسی نے ایرہ کو جکڑتے پانی کے اندر چھلانگ لگائی۔ اس اچانک حملے پر ایرہ کی خوف کے مارے چیخ بلند ہوئی تھی۔ ایرہ کی چیخ پر وہ سب تیزی سے مڑیں تھیں۔

سنی ایرہ کو لیے پانی میں کودا تو پانی میں زوردار ارتعاش پیدا ہوا تھا۔ پانی کے چھینٹے ان سب پر گرے تھے۔ جس پر وہ سب چہرے کے آگے ہاتھ کرتی خود کو بچا گئیں۔۔ لیکن انکے ڈریس کچھ گیلے ہو گئے تھے۔

ڈوبنے کے ڈر سے ایرہ پانی میں ہاتھ پاؤں چلانے لگی تھی۔ سنی اسے کنٹرول کرنے کی کوشش میں تھا۔ لیکن وہ پانی میں رک نہیں رہی تھی۔۔

ایرہ کے پانی میں گرتے ہی سویمنگ پول میں عیس کا فلک شگاف قہقہہ گونجا تھا۔ اور ساتھ ہی ضرار اور سلطان نے بھی چہرہ باہر نکال لیا۔

ایرہ کا چہرہ پانی سے باہر نکالتے سنی نے پیچھے سے اسے ہگ کرتے اسکے کندھے پر چہرہ ٹکاتے اسے قابو کیا۔ تو سب سمجھتے ایرہ کے وجود میں غصے کا لاوا پھٹنے لگا۔

وہ سب اک گھنٹے پہلے ہی ہوٹل میں پہنچے تھے۔ یہاں پہنچ کر ہی انہوں نے چیخ کر ناکا تھا۔ سلطان ان سب کے ڈریس یہاں پہلے ہی پہنچا چکا تھا۔۔ لیکن اک ایمر جنسی کی وجہ سے وہ لیٹ ہو گئے تھے۔

یہاں پر پہنچتے ہی سویمنگ پول کو دیکھتے عیس اور سنی کی آنکھیں چمکیں تھیں۔ وہ اپنے ساتھ ساتھ سلطان اور ضرار کو بھی پانی میں کھینچ چکے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

پانی میں اک دوسرے کا حشر بگاڑتے انہیں وقت گزرنے کا پتہ نہیں چلا تھا۔ اور وہ سب یہاں پہنچ بھی گئیں تھیں۔

وہ سویمنگ پول میں کب سے ان سب کو ڈیکوریشن دیکھ کر خوشی سے چہکتے دیکھ رہے تھے۔ وہ سب خوش ہوتے اک دوسرے کو اپنا اپنا نام دیکھا رہی تھی۔ لیکن ایرہ کا نام نظر نہ آنے پر ان سب کی غصے سے ناک پھولی تھی۔ اور سب سے زیادہ غصہ تو منیزے کو چڑھا تھا۔

انہیں خود کو تلاش کرتے دیکھ کر سنی نے انہیں پانی میں چھپنے کا کہا تھا۔ کیونکہ اس نے اپنی تیکھی مرچ کی خبر لینی تھی۔ جو پتہ نہیں کس وجہ سے اسے نظر انداز کر رہی تھی۔

انکے سویمنگ پول کے قریب آنے پر سنی پانی سے باہر نکل کر چپکے سے ایرہ کی کمر میں ہاتھ لپیٹتے اسے لیے پانی میں کودا تھا۔ وہ سب بیک کیے کھڑے تھیں۔ انکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ کہ وہ سب پانی میں چھپے ہوئے ہیں۔

غصے سے ناک کی نتھنوں کو پھلایے ایرہ اک جھکٹے میں مڑتے سنی کے بال ہاتھوں میں جکڑ گئی۔

بد تمیز انسان میں مر جاتی ایسے کون کرتا ہے، تم پاگل انسان ہو کیا۔۔۔

سنان کے گولڈن بالوں کو زور سے ہاتھوں میں دپوچے، وہ ڈھاڑی تھی۔

ایرہ کے غصے پر سب کے منہ کھل گئے تھے۔ ضرار اور سلطان ہاتھ پر ہاتھ مار گئے۔ کیونکہ انہوں نے پہلے ہی اسے یہ سب کرنے سے باز کیا تھا۔ لیکن وہ مانا نہیں تھا۔

کیا کر رہی ہو پاگل عورت شوہر پر تشدد کرنے سے گناہ ملتا ہے۔۔۔

اپنے بالوں پر زور لگنے سے وہ منمناتے ہوئے اسے ڈرانے لگا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

لیکن پول میں کھڑے عیس کے قہقہے سنی کے دل کو مزید جلا رہے تھے۔ سنی نے تور و مینس کرنے ک سوچا تھا۔ پر یہاں اسکی منکوحہ سکی عزت کا فالودہ بنانے پر تلی تھی۔
وہ سب مزے سے سنی کی بنتی دُرگت کو انجوائے کر رہے تھے۔

آری بھابی اور زور لگائیں یہ آج آتے ہوئے اک لڑکی کو اپنی زلفیں سنوار سنوار کر دیکھا رہا تھا۔
عیس نے ہمیشہ کی طرح تیلی لگائی۔ تو ایرہ جو سنی کے بالوں کو کھینچ رہی تھی۔ عیس کی بات سنتے سنی کی طرف چہرہ موڑتے اسکے بال چھوڑ کر سنی کی شرٹ کا گریبان پکڑ گئی۔۔۔
کس لڑکی کو دیکھنے کی جرات کی ہے تم نے۔۔۔

سرخ آنکھوں میں جنون لیے وہ غرا اٹھی۔ ایرہ کا خونخوار انداز دیکھ کر سنی کی آنکھیں پھیلیں تھیں۔ وہ سب کے سامنے اسکا گریبان پکڑے جنونی انداز میں سوال کر رہی تھی۔
ایرہ کو جنونی بنتے دیکھ کر عیس نے سنی کی جانب دل جلی مسکراہٹ اچھالی تو سنان کا دل کیا اس فتنہ پٹے کو دھو ڈالے۔

بے بی وہ بکواس کر رہا ہے سالایار میں تمہارے سوا بھلا کسی کو دیکھ سکتا ہوں کیا۔۔۔
سنی نے ایرہ کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیتے پیار سے اسے یقین دلانا چاہا لیکن ایرہ کے غصے میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ وہ تو پہلے ہی اس پر بھری بیٹھی تھی۔ اب اسے مزید موقع مل گیا تھا۔
سچ میں جھوٹ بول رہا ہے یہ۔۔۔

عیس مزید پیٹرول چھڑکتے جا کر کنارے پر بیٹھ گیا۔ وہ سنان کی وضاحت کو جھوٹا قرار دے چکا تھا۔ سلطان نے اسے آنکھوں سے باز آنے کا اشارہ کیا۔ لیکن عیس کو کہاں اثر ہونا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سالے میں تیری یہ دونوں ٹانگیں ہی کاٹ دوں گا۔ جو تو لوگوں کے مسلوں میں اٹکانے کی کوشش کرتا ہے۔۔۔

سنی خونخوار تاثرات سے چیننا تھا۔ کیونکہ عیس کے پھر آگ لگانے پر ایرہ اسکی گردن پر ناخن گاڑ گئی تھی۔ اگر وہ اکیلے ہوتے تو وہ اسے پل میں شانت کر لیتا۔ پر سب کی موجودگی میں وہ صرف برداشت کر سکتا تھا۔

سنی کی ضبط بھری آواز سنتے عیس کے دل میں لڈو پھوٹ رہے تھے۔ بیوی کے سامنے اسکا بس نہ چلتا دیکھ کر عیس کی روح راضی ہو گئی تھی۔ شکر اسکی بیوی معصوم تھی۔

سلطان اور ضرار نفی میں سر ہلاتے باہر نکل آئے۔ آپ سب وہاں جا کر بیٹھے ہم چینیج کر کے آرہے ہیں۔۔۔ حجاب کے حالے میں سلطان نے محبت پاش نظروں سے اپنی خانم کا گلابی چہرہ دیکھا۔ جس پر وہ شرماتے ہوئے آنکھیں جھکا گئی۔

منیزے تو ضرار کو دیکھ کر ہی ناک چڑھاتے اپنے قدم بڑھائی گئی تھی۔ جس پر ضرار نے دانتوں تلے لب دبایا تھا۔

سلطان کے کہنے پر وہ سب ٹیبل کی جانب بڑھ گئیں۔۔۔

تم دفع کیوں نہیں ہو رہے۔۔۔

سنی نے تپتے ہوئے عیس کو دیکھا۔ جو آنکھوں کو بڑا بڑا کیے ان پر نظریں جمائے تھا۔

میرے سامنے تھوڑا سا رومانس ہی کر لو پلیز۔۔۔

عیس نے آنکھیں ٹمٹماتے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ تو سنی غصے سے ضرار کو آواز دے گا۔۔۔ جسے سنتے عیس جھٹ پٹ پول سے باہر سے نکلا تھا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

وہ تو ویسے ہی سے تپانے کو رک گیا تھا۔ اسے خود اپنی بیوی کے پاس پہنچنے کی جلدی تھی۔۔۔ جو مسلسل اس سے نظریں چرارہی تھی۔

جار ہوں میسنے انسان۔۔۔

سنی کو انکھ و نک کرتے وہ سیٹی کی دھن بجاتے وہاں سے غائب ہوا۔ تو سنان نے لاکھ شکر ادا کرتے اپنی منکوحہ کو دیکھا۔۔۔ جو خطرناک ترین حد تک غصے سے اسے گھور رہی تھی۔

وہ اب تک صرف اس لیے چپ تھی کیونکہ سنی پانی کے نیچے سے اسے بے باک طریقے سے چھو رہا تھا۔ جس کی وجہ سے ایرہ کی زبان تالو سے چپکی ہوئی تھی۔۔۔ اس وقت وہ دونوں پول میں اکیلے رہ گئے تھے۔

غصہ کس بات کا ہے۔۔۔

سنی نے محبت بھری نظروں سے اسے نہارتے پوچھا۔ تو ایرہ غصے سے منہ موڑ گئی۔ اس کے منہ موڑنے پر سنی کو غصہ چڑھا۔ وہ نہیں سمجھ پارہ تھا کہ کیونکر وہ اتنے غصے میں تھی۔ اور اتنے دنوں سے اسے نظر انداز بھی کر رہی تھی۔

وہ سنی کے سہارے پانی میں کھڑی تھی۔ ایرہ کی عقل ٹھکانے لگانے کا سوچتے سنی اسے اپنی گرفت سے آزاد کر گیا۔ تو وہ پانی میں گری تھی۔ اسکی آنکھیں خوف سے باہر نکلنے کو ہوئیں۔

میں تمہارا منہ توڑ دوں گی پاگل انسان۔۔۔

پانی میں غوطے کھاتے وہ بامشکل بولی۔ تو سنی اسے دیکھتے ایبرو آچکا گیا۔

ایرہ کی بری حالت دیکھتے سنی نے جھکٹے سے اسے پکڑتے دوبارہ اپنی طرف کھینچا۔ تو ایرہ کی سانس میں سانس آئی۔ اسکی سنہری آنکھیں سرخ ہو گئیں تھیں۔ بالوں پر لگا کر اون پانی میں بہہ چکا تھا۔ اور سفید

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

فراک اسکے جسم سے چپک چکی تھی۔ جس کی وجہ سے اسے جسم کے خوبصورت خدو خال واضح ہو رہے تھے۔ جنہیں دیکھتے سنان کی آنکھوں میں خماری اتری تھی۔

کیوں نہ آج تم میرا منہ چومتے ہوئے توڑ دو۔۔۔

ایرہ کی کمر پر ہاتھ پھیرتے وہ زو معنی بولا۔ تو ایرہ اسکے انداز پر خود میں سمٹ گئی۔

جانے دو مجھے۔۔۔

وہ چباتے ہوئے کہنے لگی۔۔ کیونکہ جانتی تھی۔ کہ ابھی اسکا رومینٹک موڈ شروع ہو جائے گا۔ اور اسکا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اس بے وفا انسان کے منہ لگنے کا۔۔۔

جب تک وجہ نہیں بتاؤں گی اس ناراضگی کی تب تک میں نہیں ہلنے والا یہاں سے۔۔۔

سنان نے دھمکی آمیز انداز میں اسے کہا۔ تو ایرہ کی آنکھوں میں آنسو چمکے۔۔۔

مجھے کچھ نہیں بتانا تمہیں بس جانے دو۔۔۔

سرنفی میں ہلاتے وہ بھرائی آواز میں ضدی لہجے میں بولی۔ تو سنان کو تشویش میں مبتلا کر گئی۔ آخر ایسا کیا ہوا تھا۔

میری جان کیوں ایسے کر رہی ہو یا رکچھ بتاؤ تو سہی کہ آخر بات کیا ہے۔۔۔

سنان نے اسکا چہرہ اوپر اٹھاتے پھر استفسار کیا۔ تو ایرہ اپنی آنکھوں کو میچ گئی۔

تم بتا رہی ہو کہ میں اپنے طریقے سے اگلوانے کی کوشش کروں۔۔۔

ایرہ کی فراک کی زپ کھولتے وہ وارننگ دیتے پوچھنے لگا۔ تو ایرہ اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھ گئی۔۔۔

تم نے مجھے جاتے ہوئے ماتھے پر نہیں چوما تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

نچلے ہونٹ کو لٹکائیے وہ بھرائی آواز میں آہستہ بولی تھی۔ لیکن سنان کے پلے کچھ بھی نہیں پڑا تھا۔
کب نہیں چوما تھا۔

سنان نے الجھن سے دوبارہ پوچھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کب کی بات کر رہی ہے۔
سنان کو لاعلم دیکھ کر ایرہ کی آنکھوں سے آنسو گالوں پر بہتے چلے گئے۔ مطلب وہ اتنے دن تکلیف میں رہی
اور وہ کچھ جانتا ہی نہیں تھا۔

ایرہ میرے ہاتھوں ضائع ہو جاؤ گی اب، بنا وقفہ لئے مجھے پوری بات بتاؤ۔۔۔
ایرہ کو بلا وجہ روتے دیکھ کر سنی کو تپ چڑھی۔ وہ بنا بتائیے ہی رویے جارہی تھی۔
سنی کی ڈانٹ پر ایرہ کو غصہ آیا تھا۔ تو وہ اسکی گرفت میں مزاحمت کرتے اسے دور کرنے کی کوشش
کرنے لگی۔

ایرہ کی فضول کی مزاحمت دیکھ کر سنی اک جھٹکے میں اسکا چہرہ اوپر اٹھاتے اسکے ہونٹوں پر جھک گیا۔
ایرہ کو خود میں جکڑتے وہ شدت سے اسکے ہونٹوں پر جھکا ہوا تھا۔ سنی کی سخت گرفت پر اسکی آنکھیں بڑی
ہوئیں لیکن سنی رکا نہیں تھا۔۔۔ وہ قطرہ قطرہ اسکی سانسیں چراتے اپنے ساتھ اسے بھی دیوانہ کر رہا تھا۔
سنی کے لمس پر آنکھیں موندتے ایرہ نے اسکے گلے میں بازوؤں کا ہار پہنایا تو سنی سرشاری سے مسکرا
دیا۔۔۔ کیونکہ وہ اپنا غصہ بھلائیے مدہوش ہوتے اسکے لبوں پر کاٹ رہی تھی۔

سنی بے خود ہوتے ایرہ کو لئے کنارے تک لایا۔ ایرہ کو دیوار سے لگاتے وہ مکمل طور پر اس پر جھک گیا۔
جس پر ایرہ نے پیچھے اپنا سر گرا دیا تھا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ایرہ کے ہونٹوں کو چومتے وہ اسکے نچلے ہونٹ کو کاٹ گیا۔۔ پانی کے اندر سے وہ اسکی فراک کی زپ پہلے ہی کھول چکا تھا۔۔ فراک کے اندر سے سنان نے اسکے جسم کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کی۔ تو ایرہ کو اپنے جسم میں سپارک ہوتا محسوس ہوا تھا۔

اپنی سانس رکنے پر وہ سنی کو پیچھے ہٹاتے بند آنکھوں سے سر پیچھے گرا گئی۔ اسکے گولڈن ویوی بال پانی میں لہرا رہے تھے۔ ایرہ کے پیچھے سر گرانے پر سنی اسکی گردن پر جھک گیا۔ جگہ جگہ اسے چومتے وہ اتنے دنوں کی دوری کا حساب پورا کرنے میں لگا تھا۔

ایرہ بند آنکھوں سے اسکا لمس محسوس کرتے سکون سے آنکھیں بند کیے تھی۔

ایرہ کے سر کے نیچے ہاتھ گزارتے سنان نے اسکا سر بلند کرتے اسکی سرخ گولڈن آنکھوں میں جھانکا۔ جس پر ایرہ شرماتے ہوئے اسکے سینے میں سر چھپا گئی۔

فقط وہ دونوں تھے۔ جو پہلے ٹام اینڈ جیری کی طرح لڑتے تھے۔۔ اور پھر اک دوسرے کی قربت میں سب بھلا دیتے تھے۔ قربت کی مدہوشی میں کھوئے انہیں لڑنے کی وجہ بھی یاد نہیں ہوتی تھی۔ سنی کو تو اب لڑنے میں مزہ آنے لگا تھا۔ اگر کوئی کہتا کہ لڑائی بری چیز ہے۔ تع سنان مصطفیٰ اسکی بات کی نفی کر سکتا تھا۔

اب بتاؤ کیوں ناراض ہو۔۔

سنی نے اسکا چہرہ باہر نکالتے پھر پیار سے پوچھا۔ تو ایرہ اپنی انگلی سے اسے سینے پر اپنا نام لکھنے لگی۔

مشعل کے گمشدگی والے دن ضرار بھائی اور سلطان بھائی نے علیزے اور منیزے کے ماتھے کو چوما تھا۔ لیکن تم نے مجھے نظر انداز کر دیا تھا۔

ایرہ رونے والے انداز میں پھر بولی تو سنی کو حیرت میں ڈال گئی۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے کے بے ہوش ہونے پر جب سنان ایرہ کو بنا مخاطب کیے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ وہ اس دن ہرٹ ہوئی تھی۔ کیونکہ اسے بھی اپنے شوہر کی توجہ محسوس چاہیے تھی۔ جو اسے نظر انداز کرتے چلا گیا تھا۔

ایم سوری میری جان میں تمہیں نظر انداز نہیں کیا تھا بس اس دن پریشانی میں میرا دماغ ٹھکانے پر نہیں تھا۔

ایرہ کے معصوم شکوے پر سنی نے شدت سے اس کے ماتھے کو بار بار چومنے لگا۔ تو ایرہ کو اپنے اپنے اندر سکون اترتا محسوس ہوا تھا۔

تم پریشانی میں مجھے بھلا دیا کرو گئے کیا، پر بھائی لوگوں نے تو نہیں بھلایا تھا اپنی بیویوں کو۔۔۔

ایرہ نے اگلا سوال پوچھنے کے ساتھ ساتھ حوالہ دیا تو سنی اس کے تھکے انداز پر مسکراتا چلا گیا۔

تم میری محبوب بیوی ہو، میری پسندیدہ عورت ہو۔ تمہیں بھلا بھول سکتا ہوں۔ میں اس دن بھی تمہیں نہیں بھلایا تھا۔ پر اگر تمہیں ایسا محسوس ہوا تو بندہ ناچیز معافی چاہتا ہے۔

تم نہیں جانتی ہم چاروں کبھی دور نہیں ہوئے نہ اکیلے۔ یہ سالوں کا تعلق روح سے جڑ چکا ہے۔ اس لئے

دومنٹ کی دوری بھی سانسوں کی رفتار کم کر دیتی ہے۔ اگر میری بیوی میرے جسم کے ادھورے پن کو

مکمل کرتی ہے۔ تو میرے یار اس جسم کے قلب ہیں۔ اور ایسا میرے ساتھ ہی نہیں بلکہ ہم سب کے

ساتھ ہے۔ ہمیں ہمیشہ ڈر رہتا تھا۔ کہ ہماری زندگیوں میں آنے والی لڑکیاں جو ہماری بیویاں ہونگی

نجانے یہ سب قبول کریں گئیں کہ نہیں۔ کیونکہ کوئی بھی بیوی یہ برداشت نہیں کرتی کہ اسکا شوہر

زیادہ وقت غائب رہے۔ پر خدا کا شکر ہے۔ کہ ہم سب کو تم جیسی لڑکیاں ملیں۔ جو ہماری طاقت بننے

کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ جو عام لڑکیوں کی طرح دلوں میں نفرت نہیں پالتیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ہمارے اس پاگل پن کو ہمارے گھر والے قبول کر چکے ہیں۔ اس لئے تو خان شہر میں رہتا ہے۔ حالانکہ وہ گاؤں میں سردار ہے۔ لیکن سارے رتبے بھاڑ میں جھونکتے وہ یہاں اک چھوٹے سے فلیٹ میں رہتا ہے۔ تاکہ ہم قریب رہ سکے۔

سنان اسکے ماتھے کے ساتھ ماتگاٹکاتے مدھم آواز میں بتا رہا تھا۔ تاکہ ایرہ اسے سمجھ سکے۔ اور ایرہ بھی دم سادھے اسے سن رہی تھی۔

تمہیں پتہ ہے۔ ضرار پاشا حیدر اپنے قبیلے کا سردار ہے۔ لیکن اسکے باوجود وہ بھی یہاں ہے۔ وہ دونوں آپ اصل بھلائے یہاں رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ عیس علی ہمدانی اور سنان مصطفیٰ کاظمی ادھر انکے گاؤں میں آکر نہیں رہ سکتے۔ اس لئے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر وہ دونوں یہاں آگئے ہیں۔ اور سالوں سے ہمارے ساتھ عام زندگی گزار رہے ہیں۔۔

پارٹی والی رات میں نے اس لئے تمہیں بھابھی سائیں کا نام لینے سے روکا تھا۔ کیونکہ ہم سب نہیں چاہتے کہ ہمارے درمیان تیرا میرا ہو۔ ہمارے درمیان کچھ بھی کسی اک کا نہیں ہے۔ بلکہ ہم سب کا ہی ہے۔۔ ہماری غلطیاں غرض خوبیاں بھی اک دوسرے سے جڑیں ہیں۔ کیونکہ ہم اک دوسرے کے بنا ادھورے ہیں جاناں۔۔۔

اس دن عیس کے اکیلے جانے پر ہم سب پریشان تھے۔ اور پھر خانم بھابھی کو بے ہوش دیکھ کر میں مزید پریشان ہو گیا تھا۔ بس اس لئے شاید یہ کوتاہی کر گیا۔ اس لئے مجھے معاف کر دو۔۔

سنی نے اپنی بات مکمل کرتے پھر اسکے ماتھے کو چوما تھا۔ کیونکہ ایرہ بنا پلکیں جھپکے اسے دیکھے جا رہی تھی۔ ایرہ اسکے منیزے اور علیزے کو احترام سے پکارنے پر حیران ہوئی تھی۔

کیا ہوا۔۔۔ سنان نے اسے بالکل خاموش دیکھ کر پھر پوچھا۔ تو وہ ہوش میں آتی پھر منہ بنا گئی۔ اپنی وضاحت سے وہ اسکی ناراضگی تو دور کر ہی چکا تھا۔ لیکن نخرے دیکھنا تو ایرہ کا پیدائشی حق تھا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

میرا نام بھی نہیں لکھوایا۔۔

ایرہ نے منہ بناتے دو سرا شکوہ کیا۔ تو سنی نفی میں سر ہلاتے اس کا رخ موڑ گیا۔ جہاں سامنے بڑے بڑے حروف میں گولڈ کپل کے ساتھ "سنی کی سنہری پری" کے الفاظ لکھے گئے تھے۔

دیوار پر سب پڑھتے وہ جگمگاتی نظروں سے مڑتے سنی کو دیکھ گئی۔۔ جس نے سرائبات میں ہلاتے تصدیق کی تھی۔۔ کہ اسی کا نام ہے۔

تمہیں سچ میں لگا تھا کیا کہ تمہارا نام نہیں ہوگا۔۔

سنی نے ایرہ کو پیچھے سے ہگ کرتے اسکے کندھے پر چہرہ رکھتے پوچھا۔ تو وہ اسکی طرف دیکھ کر سر ہاں میں ہلا گئی۔

بے وقوف لڑکی ہر عمارت کی چار دیواریں ہوتی ہیں۔ تین دیواریں تم لوگوں کے سامنے تھیں۔ لیکن اک تو پیچھے تھی نہ جس کو مڑ کو دیکھنے کی زحمت نہیں ہوئی تم لوگوں سے۔۔

ویسے بھی یہ ساری تیاری خان نے کروائی ہے۔ تو کیسے ممکن ہے وہ اپنی چھوٹی سی بہن کو بھول جاتا۔ ہم دونوں کی گولڈن آنکھیں اور بالوں کی وجہ سے اس نے یہ گولڈ کپل لکھوایا ہے۔ یہ سب اسی نے کیا ہے۔۔

سنی نے اسکی عقل پر ماتم کرتے ساتھ تفصیل بتائی۔ تو خوشی کے مارے ایرہ کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ ساتھ دل میں سلطان کے لئے مزید عزت بڑھ گئی۔ بلکہ اس کا دل چاہ رہا تھا۔ جا کر سب کو زور سے گلے لگالے۔

تھینک یو سوچی۔۔ جذبات سے چور وہ نم آنکھوں سے مڑتے اسے سینے سے لگ گئی۔ تو سنی مسکراتے ہوئے اسے خود میں زور سے بھینچ گیا۔۔۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

Epsiode 72

ڈیٹ ایسی نہیں ہوتی۔۔۔!

ضرار کے ساتھ بیٹھی منیزے ٹیبل پر ہاتھ مارتے دبے دبے انداز میں بولی، انداز صاف جتانے والا تھا۔
تو کیسی ہوتی ہے؟ عیس نے معصومیت سے استفسار کیا۔

ایسی تو بالکل نہیں ہوتی۔۔۔!

جواب میں منیزے مزید سلگتے ہوئے بولی۔ انگلی سے آس پاس اشارہ بھی کیا گیا تھا۔ مطلب وہ ان کی تیاری کا حوالہ بھی دے رہی تھی۔

وہ سب ٹیبل پر بیٹھے تھے۔ سب لڑکوں نے وائیٹ ڈریس شرٹ کے ساتھ بلیک کلر کی پینٹ پہنی تھی۔
سب کی شرٹ کے اگلے بٹن کھلے تھے۔ جس سے ان کا سینہ نظر آ رہا تھا۔

اور یہ بٹن کھولنے کا فیصلہ عیس کا تھا۔ جس نے اپنی شرٹ کے ساتھ ساتھ ضرار اور سلطان کی شرٹس کے بٹن کھولتے خالصتاً انہیں فیشن کا بتایا تھا۔

اگر لڑکیوں کا ڈریس کوڈ وائیٹ تھا تو لڑکوں کا بھی سیم تھا۔

اس ڈیٹ میں صرف یہی ایک بات ملتی جلتی تھی۔ وہ سب بیٹھے سنی اور ایرہ کا انتظار کر رہے تھے۔ جو کہ تیار ہو کہ ابھی آتے نظر آ رہے تھے۔

بڑی جلدی کر دی مہربان آتے آتے۔۔۔! عیس، سنی کو میسنے پن سے دیکھتے بولا۔۔۔ تو سنی اپنی گولڈن آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورنے لگا۔ عیس کے زو معنی جملے پر ایرہ بے ساختہ شرمائی تھی۔

ایرہ کا ڈریس چونکہ گیلا ہو گیا تھا۔ اس لیے سنی اسے اپنے ساتھ روم میں لے گیا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

وہ پھر پہلے کے سے انداز میں ویوی گولڈن بالوں کے ساتھ چہرے پر سنان مصطفیٰ کی قربت کے رنگ سجائیے خوبصورت لگ رہی تھی۔ سنان اسے دیکھتے نہیں تھک رہا تھا۔۔

بھائی انہوں نے مجھے مارا ہے۔۔۔۔!

ایرہ، سنی سے اپنا ہاتھ چھڑوا کر رونے والا منہ بناتے ہوئے علیزے کے پاس آئی تھی۔ ایرہ کی بات پر سب کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔ سنی کا تو شک سے منہ کھل گیا تھا۔ بھلا اس نے کب اسے مارا تھا۔ اب شدت سے چومنے کو وہ مارنے کا نام دے گی کیا۔۔۔؟ سنی نے بے اختیار ذہن میں سوچا۔۔۔!

ایرہ علیزے کے بازوؤں میں سما گئی تھی۔ ضرار اور سلطان غور سے دیکھ رہے تھے۔ وہ ایرہ کی شرارت سمجھ گئے تھے، مگر خاموش رہے۔ جبکہ عیس کے پاس بیٹھی مشعل حیران کن نظروں سے ایرہ کو دیکھ رہی تھی۔

آپ سب پاگل ہو گئے ہیں کیا؟ بھائی آپ نے اسے کیوں مارا ہے اسے۔۔؟ آپ اسے مار رہے ہیں! اور وہاں عیس بھائی مشعل کو رلا دیتے ہیں۔

یہ سب کیا ہے؟ علیزے سنی کو گھورتے ہوئے بولنے لگی تھی۔۔۔ منیزے کے سیم علیزے والے تاثرات تھے۔

سلطان نے اپنی خانم کے غصے پر دانتوں تلے لب دبا لیا تھا۔

وہ آج پہلی بار اس کا غصے والا روپ دیکھ رہا تھا۔ ورنہ وہ ہر وقت خود پر سنجیدگی اوڑھے رکھتی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اپنی خانم بھابی کے غصے پر سنی کے اوسان خطا ہو گئے تھے۔ عیس کمینگی سے سنی کو دیکھتے ہوئے سٹی بجانا شروع کر دی تھی۔ انداز سیم ویسا تھا کہ آج بار بار تیری بیوی سے بینڈنج رہی ہے۔

خانم بھابی خدا کا خوف کریں۔۔! یہ سنڈی جھوٹ بول رہی ہے۔۔! میں نے اسے مارا ہوتا تو یہ ثر ماتے ہوئے یہاں بیٹھی ہوئی ہوتی۔۔؟ میں بس شدت سے چوم رہا تھا۔

سنی بوکھلاہٹ سے میں جو منہ میں آیا اپنی صفائی میں بولتا چلا گیا تھا جہاں اپنے لئے سنڈی کا لفظ سنتے ہی ایرہ کا دماغ گھوما تھا۔ وہیں مشعل اس کے نیئے نام پر ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہونے لگی۔ مشعل کی ہنسی نے ایرہ کے غصہ پر پیٹرول چھڑکا تھا۔

اپنی بیوی کی معصوم ہنسی پر عیس بے خود سا ہونے لگا تھا جو سب بھلائے خوبصورت انداز میں کھلکھلاتے جارہی تھی۔ مشعل کی ہنسی پر سب نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔

کیونکہ وہ ایرہ کی جانب انگلی سے اشارہ کرتے اسے چڑاتے ہوئے ہنسی جارہی تھی۔۔۔۔

تم بد تمیز انسان میں تمہارا قتل کروں گی۔۔! ایرہ بھڑکتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھنے لگی تو منیز نے اسے روک گئی۔

ایرہ علیزے اور منیزے کے درمیان بیٹھی تھی۔۔۔۔

پہلے پنگا کیوں لیتی ہو۔۔۔؟ منیزے نے اسکا بازو پکڑتے شرم دلانا چاہی۔۔۔ کیونکہ جھوٹ بول کر پہلے ایرہ نے ہی اسے چھیڑا تھا۔۔۔ منیزے کی بات پر ایرہ کا منہ بن گیا تھا۔

ایرہ کے منہ بنانے پر سنی نے اتراتے ہیئے اسے دیکھا! آخر کو اسکی ایک بڑی بھابی نے تو اس کی سائیڈلی تھی۔ جس کی وجہ اے ایرہ ناراضگی سے منہ موڑ گئی۔۔

ایرہ کے منہ موڑنے پر وہ ہنستے ہوئے اپنی روٹھی بیوی کی جانب بڑھا۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

بھابھی یہ سچ کہ رہی تھی۔ ایرہ کو کھڑا کرتے اسکا ماتھا چومتے ہوئے سنی نے محبت سے اسکا لگایا گیا الزام مان قبول کر لیا تھا۔ سب کے سامنے ایرہ شرم سے لال ہو گئی تھی۔ جبکہ منیزے نے نفی میں سر ہلایا تھا۔ سنی کے حامی بھرنے پر عیس نے اٹھتے ہوئے اسکی کمر میں مکا جھڑ دیا۔ یہ اچانک اور شدید حملہ تھا۔ ایرہ کو اپنی جگہ واپس بیٹھاتے سنی عیس کی طرف واپس پلٹا۔

اب بتا کہ ہی دفعہ کہ تجھے کیا تکلیف ہے؟

عیس کی پونی ہاتھ میں لیتے ہوئے خونخوار تاثرات سے اس نے پوچھا۔ تو عیس اپنی کمزوری کو اس کے ہاتھ میں دیکھ کر شفقت بھری مسکراہٹ اچھالنے لگا تھا۔

تم خود مانے تھے، کہ ایرہ بھابھی کو تم نے مارا ہے۔ تو میں بس اپنی بہن پر ہاتھ اٹھانے کا بدلہ لیا ہے۔

عیس نے معصومیت سے اپنے حملے کا جواب دیا، تو سب اس کے انداز پر زور سے ہنس دیے۔ کیونکہ اسکی نظریں سنی کے ہاتھ میں اپنی پونی پر گر گھسی تھیں۔

عیس کی زور سے پونی کھینچ کر سنی ایرہ کے ساتھ جا کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

میں نے کچھ کہا تھا۔! منیزے نے دانت پیستے اپنی بات یاد دلانا چاہی۔ تو سب بھرپور متوجہ ہو گئے۔

پہلی بات یہ ڈیٹ تو بالکل نہیں تھی۔ بس سر پر ایڑ پارٹی تھی۔ کیونکہ نہ تو آپ لوگ ہمیں لینے آئے تھے۔

نہ کوئی گفٹ دیا۔ الٹا ہمارے یہاں پہنچنے پر ہمارا ویلکم کرنے کی بجائے آپ لوگ سویمنگ کرتے رہے۔ تو

یہ کون سی ڈیٹ تھی بھلا۔۔۔۔!

منیزے ضرار کی جانب گھومتے بھونیں سکیرٹے چباتے ہوئے پوچھ گئی۔ ضرار اپنی شیرنی کی اس ادا پر مر مٹا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

بھا بھی میں نے آپکے سائیں کو کہا تھا کہ جیسے بھا بھی کہہ رہی ہیں ویسے ہی کر لیتے ہیں مگر آپکے سائیں نے میری بات ہی نہیں مانی۔۔!

عیس افسوس بھرے لہجے میں بولتے پل بھر میں ضرار کو گناہ گار بنا گیا۔ جس پر منیزے نے اپنے شوہر کو دیکھا تو وہ نفی میں سر ہلاتے نفی کرنے لگا کہ ایسا کچھ نہیں ہے۔

یہ کمینہ بکواس کر رہا ہے۔۔! بیگم ہم کام میں مصروف ہونے کی وجہ سے جلدی نہیں آپائے تھے۔۔!

ضرار نے منیزے کا ہاتھ تھامتے مکمل سچ بتانا چاہا۔۔ تو منیزے نروٹھے پن سے اپنا ہاتھ چھڑا گئی۔

بھا بھی آپ اداس نہ ہوں، آپ جیسا چاہیں گی ویسی ڈیٹ بھی اریج کر لی جائے گی۔

علیزے کی کمر میں ہاتھ ڈالتے سلطان نے اپنی سنجیدہ بھاری آواز میں کہا تو منیزے کی آنکھوں میں چمک ابھری۔

جسے ضرار نے بغور دیکھا تھا۔

پتہ نہیں اسکی بیگم کو اتنی رونٹک ڈیٹ کا شوق کیوں چڑھا تھا۔

بھیا میں آپکے پاس بیٹھ جاؤں کیا؟ مشعل نے معصوم آواز میں سلطان سے اچانک پوچھا۔ تو عیس نے مشعل کو غور سے گھورا۔ وہ ٹیبل کے نیچے سے کب سے مشعل کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا۔ مشعل پہلے ہی اسکی طرف دیکھنے کی ہمت نہیں جتا پار ہی تھی۔

اوپر سے وہ مزید چھیڑ خانیوں پر روہانسی ہونے کو آئی تھی۔

آجاؤںجے۔۔! سلطان نے لاڈ سے اپنی گڑیا کو بلایا۔ تو عیس نے سلطان کو زہر بھری نظروں سے گھورا تھا۔

سلطان کی اجازت ملنے پر مشعل اٹیٹیوڈ سے اٹھتے جا کر سلطان کے پاس بیٹھ گئی۔ مشعل کی نظر اندازی پر عیس کا منہ کھل گیا تھا۔ جسے سنی نے ہنستے ہوئے بند کر دیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مشعل کے نظریں چرانے پر اور جھجک کی وجہ سے عیس کچھ نہیں کہ رہا تھا۔ تاکہ وہ کمفر ٹیبل رہے۔
وہ اسے روم میں قابو کرنے کا سوچ کے بیٹھا تھا۔ جواب اسے نظر انداز کرتے اپنے بھیا کے پاس پہنچ گئی تھی۔

سنی کے ہنسنے پر عیس نے شیطانی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے کھڑے ہو کر ایک جھٹکے میں سنی کو اٹھاتے اپنے پاس بیٹھایا۔ تو سنی اس اچانک افتاد پر سمجھ نہیں پایا تھا۔ باقی سب بھی نا سمجھی سے دیکھنے لگے۔

کیا تکلیف ہے تجھے کمینے انسان؟ سنی ضبط سے چیخ اٹھا۔

بیوی کے پاس نہیں بیٹھتے، گناہ ہوتا ہے۔!

عیس نے سنی کی گردن پر بازو لپیٹتے معصومیت سے بتایا۔

تو سنی کو شدید تپ چڑھ گئی تھی۔ ایرہ ٹکر ٹکر سب سمجھنے میں لگی تھی۔ اس ڈیٹ میں لڑائی زیادہ تھی بس۔

وہ سب اب تک یہ ہی اخز کر پائیں تھیں۔

سالے نامحرم کے پاس بیٹھنے سے گناہ ہوتا ہے۔ سنی نے غصے سے اسکی عقل پر ماتم کیا۔ تو عیس بے نیازی سے کندھے اچکا دیے۔

بیوی کی مرضی کے خلاف بھی اس کے پاس بیٹھنے سے گناہ ہوتا ہے۔! عیس نے آنکھیں ٹمٹماتے ہوئے مزید گوہر افشانی کی تو مشعل اسے دیکھتی رہ گئی۔ جو سب کی جان ہلاکان کیے ہوئے تھا۔

اس کے بابا سچ ہی کہتے تھے کہ عیس علی ہمدانی اک کمینہ بلا کا نام ہے۔ شوہر کو باپ کے مخاطب کردہ الفاظ سے سوچنے پر مشعل خود کو کوس گئی۔ بھلا وہ شوہر کے لیے ایسا لفظ کیسے استعمال کر سکتی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تو بس اتنا چاہتا ہے کہ تجھے تیری بیوی نے منہ نہیں لگایا، تو میری بیوی بھی مجھے نہ لگائے۔ اور تیرا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔

سنی نے دو ٹوک الفاظ میں عیس کو اسکی تکلیف بتائی۔ تو وہ اچھے بچوں کی طرح اثبات میں سر ہلاتے اسکی بات کی حامی بھر گیا۔ جس پر ضرار اور سلطان کا قہقہہ گونج اٹھا۔ اسی مستی میں کھانا سرد ہونا شروع ہوا تھا۔ تو وہ سب ہنستے ہوئے کھانا کھانے لگے۔۔۔

کھانا کھا کر وہ سب باتوں میں مصروف تھے۔

کہ میرال اور بیہ وہاں پر داخل ہوتے ہوتے سب کو حیران کر گئیں تھیں۔

تم لوگ یہاں کیا کر رہی ہو؟

سلطان اور ضرار اٹھتے ہی انکی طرف بڑھے۔۔ میرال کو اپنے سامنے دیکھ کر منیزے کا موڈ خراب ہو گیا تھا۔ پارٹی والی رات سے ہی میرال اسے زہر لگنے لگی تھی۔

♦♦♦

کیا بکو اس کر رہی ہو تم لوگ۔۔

عیس اپنی جگہ سے اٹھتے دھاڑا تھا۔

اس کے برعکس لڑکیوں کے دل کسی انہونی کے خوف سے ڈھڑک اٹھے تھے۔۔ پل بھر میں انکے چہرے سفید لٹھے کی مانند ہو گئے تھے۔

میرال اور بیہ اک دوسرے کو دیکھ گئیں۔۔ وہ جانتیں تھیں کہ یہ طوفان تو اٹھے گا ہی۔

سرٹائم بہت کم ہے میں ابھی اپکو ساری ڈیٹیلز نہیں بتا سکتی۔ اپ پلیز سمجھنے کی کوشش کریں ابھی۔۔

میرال نے سنجیدگی سے بتاتے ان سب کو دیکھا۔۔ جو سرد تاثرات سے ان دونوں کو آنکھوں سے نکلنے کی کوشش کر رہے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

میرال میں جان لے لوں گا تمہاری۔۔۔

ضرار بالوں میں ہاتھ پھیرتے غراٹھا تھا۔ میرال اور بیہ ضرار کی غراہٹ سے ڈر سے اچھل پڑی تھیں۔ سنی لڑکیوں کے ساتھ ٹیبل پر ہی کھڑا تھا۔ وہ آہستہ آواز میں بات چیت کر رہے تھے۔ تاکہ لڑکیاں ڈرنے جائیں۔ سنان بھی اسی وجہ سے انکے پاس کھڑا نکورو کے ہوئے تھا۔ ورنہ اب تک وہ سب بھاگ کر اپنے شوہروں کے پاس پہنچی ہوئی ہوتیں۔
خان کیا کرنا ہے۔۔۔

عیس نے سلطان کو دیکھا۔ جو اضطرابی کیفیت سے شیو کو چھونے لگا تھا۔ انکی کمزوری اس وقت انکے ساتھ تھی۔ اور اسی کمزوری کو دشمن استعمال کرنے کا سوچ رہا تھا۔
گارڈز کدھر ہیں۔۔۔

سلطان نے سردلہجے سے میرال سے سوال کیا۔۔

سروہ سب زخمی ہیں۔۔۔ میرال نے مدہم آواز میں انکے سر پر اک اور دھماکہ کیا۔ جسے سنتے وہ سب چونک گئے تھے۔ مطلب مکمل خطرہ انکے سر پر پہنچ چکا تھا۔

میرال اور بیہ میری بات غور سے سنو، لڑکیوں کی ذمہ داری تم دونوں پر ہے۔ اگر چاروں لڑکیوں میں سے کسی اک پر بھی زرا سی خراش آئی۔ تو آئی سوئیر وہ دن تم لوگوں کا اس دنیا میں آخری دن ہوگا۔ انکو اس کریٹیکل سیچویشن میں کیسے ہینڈل کرنا ہے۔ وہ سب تم لوگوں کو اب دیکھنا ہوگا۔ لیکن انکی حفاظت میں مجھے زرا سی بھی کوتاہی نہیں چاہیے۔

سلطان نیلی سرخ آنکھوں سمیت بر فیلے لہجے میں بولا۔۔ تو وہ دونوں اثبات میں سر ہلا گئیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

میرال اور بیہ جلدی سے لڑکیوں کی جانب آئیں تھیں۔ تو سنان ان دونوں کی طرف سر ہلاتے ضرار لوگوں کی جانب بڑھ گیا۔

میرال اور بیہ ان سب کو لے کر ہوٹل کی بیک سائیڈ پر بنے کمروں کی جانب لے کر بڑھنے لگیں تھیں۔۔۔ کہ اک دم سے فضا میں گولیوں کا شور بلند ہوا تھا۔ جسے سنتے وہاں لڑکیوں کی چیخیں گونجنے لگیں تھیں۔ سلطان میرال کو جلدی سے وہاں سے غائب ہونا کا اشارہ کرتے گزرتے آگے بڑھا تھا۔ تو سلطان کے ہاتھ میں گن دیکھ کر علیزے کی آنکھیں ڈر سے مزید پھیل گئیں۔

میم چلیں پلینز یہاں سے جلدی سے۔۔۔

بیہ نے علیزے کو اک جگہ ہی جمے دیکھ کر منت کی تو وہ ہوش میں آتی قدم اٹھانے لگی۔ اس سب کے باوجود علیزے کی نظریں سلطان سے نہیں ہٹیں تھیں۔ مشعل کانوں میں پڑتی گولیوں کے شور سے خوف سے رونا شروع کر چکی تھی۔ جسے ایرہ خود ڈرنے کے باوجود بہت مشکل سے سنبھال رہی تھی۔ لیکن منیزے وہاں سے ہٹنے سے انکاری ہوئی تھی۔

میم بات کو سمجھنے کی کوشش کریں پلینز یہاں خطرہ ہے۔ چلیں یہاں سے۔۔۔

میرال نے منیزے کو ڈھیٹ بنے دیکھ کر پھر منت بھرے انداز میں درخواست کی تھی۔۔۔ لیکن وہ ماننے کو ہی نہیں آرہی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ منیزے کچھ کہہ پاتی۔ یک دم سے کچھ نقاب پوش لوگ وہاں داخل ہوتے فائرنگ کرنا شروع ہو گئے تھے۔ جسے دیکھتے ان سب کے دل خوف و ڈر کی شدت سے سکڑ کر پھیلے تھے۔۔۔ کیونکہ انکے شوہر چھپتے ہوئے جوابی کارروائی میں فائرنگ کرتے آنے والوں کو زخمی کرتے جارہے تھے۔

منیزے گو۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

منیزے کو سٹل اک ہی جگہ جمے دیکھ کر ضرار نے چہرہ موڑتے اونچی آواز میں دھاڑا تھا۔ جس پر منیزے ہوش میں آتی اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلانے لگی تھی۔ مطلب وہ اسے کسی صورت اکیلا چھوڑ کر نہیں جانا چاہتی تھی۔

ضرار کے منیزے کو پکارنے پر اک نقاب پوش نے نگاہیں گھما کر دیکھا تھا۔ جہاں اک اپسرا چہرے پر تڑپ کے آثار لیے اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی۔

وایٹ گاؤن میں منیزے کو دیکھ کر منہاج کی آنکھوں کے رنگ سیکنڈز میں بدلے تھے۔ اس دن بھی تو وہ وایٹ ڈریس میں اس سے ٹکراتی اسکے دل کی دنیا تھل پتھل کر گئی تھی۔ اور پھر منیزے کو مکمل سفید لباس میں دیکھ کر وہ ہوش بھلاتے آہستہ آہستہ اپنے قدم اسکی جانب اٹھانے لگا۔

منیزے کو میرال کھینچتے ہوئے زبردستی لے جانے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن منیزے کی نظریں ضرار پر سے ہٹنے سے انکاری تھیں۔

نقاب پوش آدمی کو حاوی ہوتے دیکھ کر سلطان کا دل بری طرح دھڑکنے شروع ہو گیا تھا۔ انکا ایسے اچانک حملہ مکمل طور پر غیر متوقع تھا۔ یقیناً انکی اس ہوٹل میں موجودگی کی مخبری کی گئی تھی۔ ورنہ کوئی بھی انکے بارے میں کبھی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ بلیک گینگ اس وقت کہاں ہوگی۔

سلطان نے اک آدمی کو منیزے کی جانب بڑھتے دیکھا تو تیزی سے وہ بھاگتے اسکی طرف آیا تھا۔ سلطان نے پیچھے سے آتے تیزی سے منہاج کی ٹانگ پر فائر کیا تھا۔ سلطان کو اپنے قریب آدمی پر فائر کرتے دیکھ کر منیزے کی چیخ بے ساختہ تھی۔ سلطان نہیں جانتا تھا۔ کہ اس نے ابھی جس پر فائر کیا ہے۔ وہ منہاج علی ہے۔ کیونکہ اک تو وہ سب چہرہ چھپائے آئے تھے۔ اور دوسرا بلیک گینگ کی ہی طرح کالے لباس میں تھے۔ جو کہ حیران کن بات تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

میرال اب منیزے کو لے کر جلدی سے وہاں سے بھاگی تھی۔ کیونکہ مخالف لوگ حاوی ہونا شروع ہو گئے تھے۔

فضا میں اک اور گولی کی آواز گونجی تھی۔ جو سلطان کا بازو چیر گئی تھی۔ سلطان کے بازو پر گولی لگتے دیکھ کر علیزے تڑپتے ہوئے چینخی تھی۔ منیزے کو آتے نہ دیکھ کر بیہ کو بنا بتائے وہ منیزے کو دیکھنے کے لیے باہر نکلی۔ جہاں پہلے سلطان کو منیزے کے پاس کھڑے آدمی پر فائر کرتے دیکھ کر وہ وحشت کا شکار ہوئی تھی۔ وہیں اپنے خان کو گولی لگتے دیکھ کر اسکا دل مٹھی میں جکڑا تھا۔ وہ بھاگتے ہوئے سلطان کے پاس پہنچنے کی کوشش میں تھی۔ لیکن بیہ نے اسے روک لیا تھا۔ جس پر وہ روتے ہوئے چینخنے لگی تھی۔ وہ۔ مسلسل خود کو اسکی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔

اپنی خانم کے چینخ پر جہاں سلطان سٹل ہوا تھا۔ وہیں سلطان کے پیچھے کھڑا وہاج علی صدیقی اپنے سامنے مکمل حسن کو دیکھ کر دنیا جہاں بھلا گیا۔ سفید لباس میں حجاب کیے سفید و گلابی چمکتی رنگت میں وہ وہاج علی کو حور معلوم ہوئی تھی۔ اس نے ایسا دھمکتا پاکیزہ حسن پہلی بار دیکھا تھا۔ وہاج علی کو آج معلوم ہو رہا تھا۔ کہ لوگ جس پہلی نظر کی محبت کے بارے میں کہتے ہیں۔ وہ محبت اسی جذبے کا نام ہے۔۔ جو وہاج جو اپنے دل میں اس وقت محسوس ہو رہا تھا۔ اس وقت وہ اپنے بھائی کی حالت بھی بھلا گیا تھا۔ جب تک علیزے کا چہرہ اسکی نظروں کے سامنے سے غائب نہیں ہوا تھا۔ وہ ہوش میں نہیں لوٹ پایا تھا۔ ورنہ اسکا دل کر رہا تھا۔ کہ اس جنگ کے سماں میں بھڑکتی ہوئی محبت کی شمع میں اس حسین چہرے کو بس دیکھتا رہے۔ اس کے ارد گرد اسکے آدمی شدید زخمی ہوتے گرتے جا رہے تھے۔ لیکن محبت اسے اسکی ہار بھی محسوس نہیں ہونے دے رہی تھی۔

سلطان نے اگر منہاج علی پر فائر کیا تھا تو بدلہ لیتے وہاج علی نے سلطان کے بازو کو نشانہ بنا لیا تھا۔ لیکن یہاں کھڑے رہتے دونوں بھائیوں نے ساتھ اپنے دل کی دنیا بھی لٹائی تھی۔ وہ دونوں بلیک گینگ کے دونوں بڑے بادشاہ سے ذاتی طور پر دشمنی لے گئے تھے۔ عیس اور سنان نے دور سے جہ۔ منظر صاف یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

دیکھا تھا۔ اپنی عزتوں پر ان دونوں کی گندی نظروں کو دیکھ کر انکے جسم میں شعلے بھڑکے تھے۔ کہ وہ تیش میں آتے سب کو مارے لگے۔

سلطان نے مڑتے ہوئے یک دم سے فائرنگ سٹارٹ کی تھی۔ عیس اور سنان مسلسل انکا مقابلہ کر رہے تھے۔ جبکہ ضرار پاشا سلطان کی طرف کھڑے دونوں آدمیوں پر فائرنگ کرنے لگا تھا۔ تاکہ سلطان کو وہ مزید نقصان نہ پہنچا سکے۔

سلطان کی سفید شرٹ سرخ پڑتی ان سب کو وحشت میں مبتلا کر رہی تھی۔ اسی وقت وہاں آرمی کے جوان داخل ہوئے تھے۔ جنہوں نے پل بھر میں وہاں قابو پاتے وہاں گرے زخمی آدمیوں کو اپنی حراست میں لے لیا تھا۔ آرمی کو وہاں دیکھ کر وہ چاروں جہاں چونکے تھے۔ وہیں انہوں نے سرد سانس خارج کی تھی۔ وہ تینوں تیزی سے سلطان کی جانب آئے۔ جس کے بازو سے بہتا خون اسکی سفید شرٹ کو بھگوتا جا رہا تھا۔ وہاں علی اپنے بھائی کو لیے وہاں سے جا چکا تھا۔
خان تم ٹھیک ہو۔۔

وہ تینوں اس کی طرف آئے جو بے تاثر چہرے سے ہر طرف دیکھنے لگا تھا۔ شاید کچھ منٹوں کا کھیل تھا۔ جو کچھ دیر پہلے گونجتے قہقہوں کو آگ میں بدل دیا گیا تھا۔ سلطان اس وقت مختلف کیفیات کا شکار ہو رہا تھا۔

خان ریلیکس ہو جاؤ۔۔۔۔۔

ضرار نے اسے گلے سے لگاتے شانت کرنا چاہا۔ کیونکہ وہ اچھے سے سمجھ گیا تھا۔ کہ سلطان اس وقت کیا سوچ رہا ہے۔

میری غلطی ہے ساری جو تم سب کو اس صورتحال سے گزرنا پڑا۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

وہ غیر مرئی نقطے کو دیکھتے بولا۔ تو ان تینوں کو تڑپا گیا۔ کیونکہ وہ تینوں ہی جانتے تھے۔۔ سلطان احمد خان اپنوں کی حفاظت میں کس قدر جنونی ہے۔ اور یہ اس جنون کا واضح ثبوت تھا۔۔ جو ایسی خطرناک سیچویشن میں بھی اسکی ہر طرف نظر تھی۔ اسی لئے منیرے کی طرف اٹھتے قدموں کو اس نے وہیں مار گراتے خود پر بھی گولی کھائی تھی۔ لیکن اب اسے لگ رہا تھا کہ یہ حملہ شاید اسکی غیر ذمہ داری کی وجہ سے ہوا ہے۔

خان ہوش میں آؤ اس میں تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے۔ اور جس کسی بھی غداری کی وجہ سے یہ سب ہوا ہے۔ وہ کل تک تمہارے سامنے ہوگا۔

عیس نے سلطان کا چہرہ تھامتے مضبوط لہجے میں کہتے سلطان کو سینے سے لگایا تھا۔ اور ساتھ ہی سنی اور ضرار بھی انکے گلے لگ گئے تھے۔

آج انکی بیویاں انکے ساتھ تھیں۔ وہ سب تو اپنی پریوں کو ان سب سے دور رکھنا چاہتے تھے۔ جہاں دور بہاروں میں وہ ہر وقت کھکھلاتے ہوئے انکے دلوں کو رونق بخشتے رکھتیں۔ لیکن آج نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اس وحشت کا شکار ہو گئیں تھیں۔ یہ وحشت آنے والے دنوں میں ان سب کے لئے ہی کتنے سوالوں کو جنم دینے والی تھی۔ وہ سب ہی بے خبر تھے۔

سر۔۔

اک آفیسر نے ان چاروں کی طرف آتے سیلوٹ کیا۔ تو وہ سب متوجہ ہوتے الگ ہوئے۔

یس آفیسر۔۔۔

سلطان نے سر ہلاتے اسے بولنے کا اشارہ کیا۔۔۔

سر کر نلزنے اپکو فارم ہاؤس میں پیش ہونے کا آڈر بھجوایا ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

آفیسر نے کر نلز کا پیغام دیا۔ تو وہ سب چونکتے اک دوسرے کو دیکھ گئے۔ مطلب کر نلز ہمیشہ انکی بیک پر رہتے سب دیکھ رہے تھے۔ اور آج آرمی کو بھی انہوں نے ہی یہاں بھجوا یا تھا۔ جو کہ مکمل طور پر اک غیر متوقع کام تھا۔

ضرار نے اثبات میں سر ہلاتے آفیسر کو وہاں سے بھیجا تو وہ سب پھر سلطان کی جانب متوجہ ہو گئے۔
خان پہلے ہاسپٹل چلو پھر اسکے بعد کوئی دوسری بات ہو گی۔

سنی نے سلطان کا بازو تھامتے فکر مندی سے کہا تو عیس بن سلطان کا جواب سنے سنی کو اشارہ کرتے سلطان کا ہاتھ تھامے وہاں سے ہاسپٹل جانے کے لئے نکلا تھا۔

ضرار وہاں سے ضروری کام نبٹا کر ہوٹل کو بند کروا کے فلیٹ کے لئے نکل آیا۔ کیونکہ میرال لڑکیوں کے ساتھ وہیں تھی۔ ان سب کاموں سے فارغ ہوتے دو گھنٹے لگ گئے تھے۔

گرے آنکھوں کے سامنے بار بار خوف میں جکڑی سبز آنکھیں آرہیں تھیں۔۔ جو ضرار کو مزید بے چینی میں مبتلا کر رہیں تھیں۔۔ اسی لئے ضرار نے گاڑی کو تیز بھگاتے فلیٹ کی جانب موڑا تھا۔



ضرار فلیٹ میں داخل ہوا تو وہ سب لاونج میں روتی ہوئیں نظر آئیں۔۔ میرال اور بیہ انہیں دلا سے دیتے ہوئے تھکنے لگیں تھیں۔۔ لیکن انکے رونے میں زرا فرق نہیں آ رہا تھا۔

ضرار کو دیکھتے جہاں منیزے کو دھاڑیں ملی تھی۔۔ وہیں باقی سب بھی تیزی سے کھڑے ہوتے اسکی طرف چلی آئیں۔

بھائی خان کدھر ہیں وہ کیسے ہیں۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے اسکے سامنے کھڑے ہوتے روتے ہوئے تڑپتے ہوئے اک ساتھ کئی سوال کر ڈالے تھے۔۔
علیزے کے سوالوں پر ضرار کا دل انتہائی برا ہوا تھا۔۔ جو چہرے کچھ گھٹنے پہلے شاداب تھے۔ ان چہروں پر
اس وقت صرف تڑپ وہ تکلیف نظر آرہی تھی۔

ضرار اک نظر علیزے کے رویے ہوئے چہرے کو دیکھ کر جہاں خاموش تھا۔ وہیں سرد سانس خارج
کرتے علیزے کو لے کر صوفے کی جانب آیا۔ علیزے کو صوفے پر بٹھاتے ضرار اسکے سامنے بیٹھا۔ تو
علیزے اسے اپنے سامنے نیچے بیٹھے دیکھ کر ساکت ہو گئی۔ وہ رونا بھلائے ساکت نظروں سے ضرار پاشا
حیدر کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے برعکس منیزے ضرار کو علیزے کے سامنے بیٹھا دیکھ کر شاکہ کیفیت
میں چلی گئی تھی۔

آپ رویے نہیں خانم بھابھی پلینز ورنہ خان ہم سب سے بہت ناراض ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ آپکی آنکھوں
میں کسی صورت بھی آنسو برداشت نہیں کر سکتا

آپ پریشان نہیں ہوں وہ ٹھیک ہے۔ بس تھوڑی دیر میں آپکے پاس آجائے گا۔

علیزے کو تسلی بھری نظروں سے دیکھتے وہ اسے حوصلہ دے کر اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔ پیچھے
علیزے اپنا رونا بھلا گئی تھی۔۔ کیونکہ ضرار کے لہجے میں ایسا کچھ تھا۔۔ کہ وہ سچ میں مزید رونا نہیں پائی
تھی۔

میرال اور بیہ نے رحم بھری نظروں سے ان لڑکیوں کو دیکھا۔۔ جو سب حسن میں تو بے مثال تھیں۔
وہیں ان سب کی زندگی آسان بھی نہیں ہونے والی تھی۔ کیونکہ وہ دشمنوں کی لسٹ میں شامل ہو گئیں
تھیں۔

ضرار کے روم میں جاتے ہی منیزے تیزی سے اسکے پیچھے ہوئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

دروازہ زور سے بند ہونے پر جہاں ضرار نے آنکھیں کھولتے ہوئے آنے والے کو دیکھا تھا۔ وہیں منیزے اس پر لیٹے اسکے ہونٹوں پر تیزی سے جھک گئی تھی۔ جس پر ضرار کا دل تھم سا گیا تھا۔

وہ بیڈ پر اڑا تر چھا آنکھوں پر بازو رکھے لیٹا ہوا تھا۔ کہ منیزے اک دم سے دروازہ کھول کر ضرار کے اوپر لیٹے ہوئے اسکے ہونٹوں پر قابض ہو گئی تھی۔

ضرار نے اپنی تیز ہوتی ڈھرکنوں سے سرمی آنکھوں سے سبز نینوں کو دیکھنا چاہا تو وہ اسے بند ملے۔ وہ آنکھیں بند کیے اسے ہونٹوں پر ہونٹ رکھے تھی۔ لیکن اسکی بند آنکھوں سے آنسو نکلتے دیکھ کر ضرار نے منیزے کے سر کے پیچھے ہاتھ لے جاتے اسکے نرم ہونٹوں پر شدت دیکھائی تھی۔ وہ اک دم سے اٹھتے ہوئے اسے اپنے نیچے لٹاتے خود اسکے اوپر آگیا تھا۔ منیزے نے ضرار کا لمس محسوس کرتے بند آنکھوں سے اسکے کالے گھنے بالوں میں اپنا ہاتھ الجھایا تھا۔



ضرار شدت سے منیزے کے ہونٹوں سے لپٹا ہوا تھا۔ کچھ دیر پہلے کی ساری کیفیت وہ اسے ہونٹوں پر اتارنا چاہ رہا تھا۔ اسی لئے منیزے کے ہونٹوں پر کاٹتے وہ اسے تڑپا گیا۔

وہ کب سے اسکے اوپر اپنا وزن ڈالے اسکی سانسوں کو تنگ کر رہا تھا۔ اب منیزے بری طرح مزاحمت کرنے لگی تھی۔ لیکن ضرار پیچھے ہونے کی بجائے اسکی کمر پر ہاتھ پھیرتے منیزے کو شرم سے دوچار کر گیا۔ منیزے کے لبوں کو شدت سے چومتے وہ پیچھے ہٹا تو دونوں کی سانسیں بری طرح پھول چکی تھیں۔

جب میں نے کہا تھا کہ میرال کے ساتھ اندر جاؤ، تو تم کیوں نہیں گئی اسکے ساتھ؟ ضرار منیزے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پھولی سانسوں سمیت بھرپور غصے سے غرایا تھا۔ کیونکہ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ جب مہناج نے اسکی طرف قدم اٹھائے تھے۔ تب ضرار پر کیا گزری تھی۔ لیکن وہ منیزے کی طرف نہیں بڑھ پایا تھا۔ کیونکہ عین اسی وقت اک آدمی نے سنان کے دل پر فائر کرنا چاہا تھا۔ جس کی وجہ

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سے ضرار نے وہیں پر رکتے پہلے اس آدمی کو ٹھکانے لگایا تھا۔ کیونکہ اگر وہ منیزے کی طرف چلا جاتا تو وہ آدمی سنی پر فائر کر دیتا۔

وہ تو شکر تھا۔ کہ خان نے بروقت منیزے کو بچا لیا تھا۔ ورنہ آج منیزے بھی زخمی ہوتی۔ ضرار ابھی تک یہ ہی سوچ رہا تھا۔ کہ منیزے کی جانب قدم بڑھانے والا منیزے کو مارنے کی نیت سے گیا تھا۔ بلکہ ایسا نہیں تھا۔ منہاج بس اس وقت منیزے کو دیکھ کر بے خودی میں اسکی جانب بڑھ چکا تھا۔

منیزے اسکی غراہٹ پر اہم سی گئی تھی۔ وہ سہمی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ وہ بھلا پہلے کب اس کے ساتھ اس طریقے سے پیش آیا تھا۔

میں اپکو کیسے اکیلا چھوڑ دیتی۔؟ منیزے سہمتے ہوئے ڈر کے مارے اپنے رکنے کی وجہ بتانے لگی تو ضرار کا خون کھول اٹھا تھا

رنیل منیزے پاشا۔۔؟ آپ اتنی گریٹ ہیں کیا؟ کہ اتنے خطرے میں مجھے بچانے کے ساتھ ساتھ خود کو بچا سکیں۔؟ ڈیم اٹ کہاں ہے تمہاری عقل جو تمہیں سمجھ نہیں آرہی تھی۔ کہ خان نے پہلے ہی سب لڑکیوں کو میرال کی ذمہ داری بناتے وہاں سے بھیج دیا تھا۔ تاکہ تم لوگ سیور ہو۔ کیونکہ اگر تم لوگ محفوظ ہوتیں، تو ہم بھی بھرپور طریقے سے اس حملے کا جواب چٹکیوں میں دینے والے بنتے۔ لیکن صرف تمہاری بے وجہ ضد کی وجہ سے ہم سب کا دھیان تم میں اٹکا۔ اور اسی وجہ سے ہم کمزور بھی پڑ گئے تھے، ورنہ آج تک ایسا نہیں ہوا ہے۔

ضرار اسکے چہرے کے پاس چہرہ کرتائیش سے پھنکارتے منیزے کو اسکی غلطی بتانے کی کوشش کر رہا تھا جس پر منیزے کی سب آنکھیں آنسوؤں سے بھرنے لگیں تھیں۔

منیزے کے آنسو دیکھتے ہوئے ضرار کو مزید غصے سے آن گھیرا۔ بھلا اتنی بڑی غلطی کر کے وہ معصوم کیسے بن سکتی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

بات پتہ کیا ہے منیزے پاشا؟ کہ تم مجھے کچھ سمجھنا ہی نہیں چاہتی۔ تم میری کسی بات کو ویلو نہیں دینا جانتی، تمہارے لئے تمہاری ضد اور من سب سے اہم ہے۔ کیونکہ اگر اسکے برعکس کچھ ہوتا، تو آج تم نے جو کیا ہے، وہ نہیں کرتی! تمہارے لئے اتنا کافی ہونا چاہیے تھا۔ کہ ضرار پاشا تمہیں وہاں غیر محفوظ دیکھ کر تڑپ رہا تھا۔

ور صرف ضرار پاشا ہی نہیں بلکہ اسکے تین یار بھی اپنی بھابھی کو مڑ مڑ کر دیکھ رہے تھے۔ انکے بار بار مرنے کا مقصد صرف اپنی بھابھی کی حفاظت کو یقینی بنانا تھا۔ تاکہ وہ پھر کھل کر دشمن کے وار کا جواب دے سکیں، لیکن ہم چاروں کو آج ایسا موقع نہیں مل پایا۔

کیا تم جانتی ہو؟ کہ تمہارے اتنے قریب دشمن کو دیکھ کر کتنی جانیں تڑپ رہیں تھیں۔ نہیں! تم بھلا کیسے جان سکو گی۔ کیونکہ تمہیں تو وہ ہی صحیح لگتا ہے، جو تم سوچتی ہو۔
ضرار اسکے اوپر سے اٹھتے بالوں کو نوچتے چنچ پڑ تھا۔

ضرار کے پیچھے ہٹنے پر روتے ہوئے اٹھ بیٹھی تھی۔ ضرار کو ایسے دیکھ کر اسکے آنسوؤں میں مزید روانی آ رہی تھی۔

سائیں میں بس خوف زدہ ہو گئی تھی، اس لئے میں اپکو اکیلا نہیں چھوڑ پائی بس۔! منیزے نے ہچکیاں لیتے ضرار جو یقین دلانا چاہا کہ وہ اسے غلط نہ سمجھے۔

منیزے کی بات سنتے ضرار نے ایک جھٹکے سے ڈرینگ ٹیبل پر پڑی چیزوں کو زمین بوس کیا تو منیزے ڈر کے مارے اپنی جگہ سے اچھل پڑی۔

منیزے پاشا میرا ضبط نہ آزماؤ تو بہتر ہے۔ ڈیم اٹ تمہیں سمجھ میں کیوں نہیں آ رہا۔ کہ تم اپنی بے وقوفی کی وجہ سے اپنے ساتھ سب کو خطرے میں ڈال رہی تھی۔ جسے تمہاری ذمہ داری سوپنی گئی تھی۔ اسے

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

بھی تم نے غیر ذمہ دار بنادیا، اور خود کو بھی خطرے میں ڈال گئی۔ اک منٹ کے لیے سوچو! کہ اگر بروقت خان اس آدمی پر فائر نہ کرتا تو کیا ہوتا۔؟

منیزے کا بازو دبوچتے ضرار نے اسے حقیقت دیکھانے کی کوشش میں تکلیف سے دھاڑا اٹھا تھا۔
منیزے سب بھیگے نین اٹھاتے خوف سے کانپ گئی تھی۔ اس کا دل گواہی دے رہا تھا کہ وہ غلطی کر چکی ہے۔

ضرار ابھی اسے مزید کچھ کہہ پاتا کہ اچانک باہر سے عیس کی سنائی دینے والی آواز پر اس نے خود کو روک لیا۔

دومنٹ میں حلیہ درست کرتے باہر آؤ۔ ضرار ایک تیکھی نظر منیزے پر ڈال کر دروازے کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔ پیچھے وہ بری طرح رونا شروع ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

ضرار لاونج میں آیا تو عیس علیزے کو ہنسانے کی کوشش کر رہا تھا۔

علیزے بھی اسکی آؤٹ پٹانگ باتوں پر نم آنکھوں سے مسکرا رہی تھی۔

تم اندر کیا کر رہے تھے؟ عیس نے ضرار کو معنی نظروں سے دیکھا تو بد لے میں ضرار نے اسے گھوری سے نوازا تھا۔ اسی وقت سلطان اور سنی ایک ساتھ فلیٹ میں داخل ہوئے تو سلطان کو آتے دیکھ کر علیزے بھاگ کر اسکے سینے سے جا لگی تھی۔

سلطان کے سینے سے لگتے ہی وہ سسکیوں سمیت پھر رونا شروع ہو گئی تھی۔

اتنی مشکل سے بھا بھی کو ہنسا یا تھا۔ یہ باسی شکلوں نے پھر انکو رولا دیا ہے۔ عیس نے سنی کے خوبصورت چہرے کو ٹارگٹ کیا تو سنی کا بس نہ چلا اسے گنجا کر دے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

میرال اور بیہ ابھی تک وہیں پر موجود تھیں۔ مشعل کو پھر بخار ہو چکا تھا۔ اس لئے میرال نے ڈاکٹر کو بلا کر اسکا چیک اپ کروا دیا تھا۔ ایرہ بھی مشعل کے ساتھ ہی تھی۔ وہ دونوں اس وقت کمرے میں سو رہیں تھیں۔ کیونکہ ایرہ مشعل کو سلاتے خود بھی سو گئی تھی۔ اس وقت صبح کے چار بج رہے تھے۔

علیزے کے رونے پر سلطان اسے بازو کے گھیرے میں لیتے صوفے کی جانب آیا۔ وہ ابھی تک اسی سفید شرٹ میں تھا۔ اسکی شرٹ پر خون کے دھبے دیکھ کر علیزے پھر شدت سے رودی تھی۔ اک دفعہ دوبارہ آنکھوں کے سامنے وہ منظر لہرانے لگا تھا۔ جب سلطان کے بازو میں گولی لگی تھی۔

صوفے پر بیٹھتے سلطان نے علیزے کا چہرہ باہر نکال کر اسکے ماتھے پر ہونٹ رکھے تو وہ آنکھیں بند کر کے اپنی ہچکی روکنے کی ناکام کوشش کرنے لگی تھی۔ رونے کی وجہ سے اسکا وجود لرز رہا تھا۔

خانم بس بھی کریں میں ٹھیک ہوں میری جان۔!

سلطان اسے رونے سے باز کرتا نفی میں سر ہلا رہا تھا۔ تاکہ وہ اپنا رونا روک دے۔

سب فرصت سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ منیزے بھی اپنے رویے چہرے کے ساتھ باہر نکل آئی تھی۔

ضرار نے مکمل طور پر منیزے کو نظر انداز کر دیا تھا۔

ضرار کی نظر اندازی کی وجہ سے منیزے کا دل بری طرح کٹ رہا تھا۔ لیکن وہ خود پر کنٹرول کیے رہی۔

اپکو گولی لگ گئی خان، مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے۔! علیزے سلطان کے بازو کی طرف دیکھتے تکلیف سے بولی۔ تو سب اسکی معصوم محبت پر مسکرا دیے تھے۔ جو معصومیت سے خان کو بتانے کی کوشش کر رہی تھی۔ کہ بے شک گولی سلطان کو لگی ہے۔ لیکن تکلیف علیزے سلطان کو ہو رہی ہے۔ سلطان مسکراتے ہوئے اسے گلے لگا گیا تھا۔ سفید حجاب میں اپنے بے پناہ حسن سے وہ اسے پاگل کر رہی تھی۔

سلطان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے بوکھلا کر رکھ دیتا خیر کمرے میں جا کر وہ اسے نہیں بخشنے والا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ہم بھی یہاں پر موجود ہیں۔۔! عیس نے ارد گرد نظریں دہراتے اونچی آواز میں جتاتے کہا تو علیزے رونا بھلا کر ہنس پڑی تھی۔ کیونکہ ان سب کے سامنے وہ جب بھی دونوں قریب آتے تھے۔ عیس ایسے ہی جان بوجھ کر اونچی آواز میں بولنا شروع کر دیتا تھا۔ تاکہ انہیں ڈسٹرب کر سکے۔

اسی بات کا تو غم ہے! سلطان نے عیس کو دیکھتے افسوس سے جواب دیا روپ ایبر واچکاتے اسے دیکھ گیا تھا۔ سلطان نے شکر کیا تھا کہ عیس کی بونگی پر علیزے ہنسی تھی۔ ورنہ کتنے گھنٹوں سے روتے ہوئے وہ اسے اتنا بے چین کر رہی تھی۔

سلطان کے کندھے پر سر رکھے وہ روئے چہرے کے ساتھ مسکراتے ہوئے سلطان احمد خان کو بھرپور طریقے سے اٹریکٹ کر رہی تھی۔ وہ دیوانوں کی طرح اس کے سرخ وہ سفید چہرے کا طواف کرنے لگا تھا۔ سنی نے اچانک سلطان کو وہاں سے اٹھاتے کھڑا کیا اور اسکی جگہ سائیڈ پر کھڑی منیزے کو بٹھادیا تھا۔ میرال اور بیہ پہلی بار ان کے فیملی سینر دیکھ رہیں تھیں۔ اس لیے بھر طریقے سے انجوائے کرنے میں لگیں تھیں۔ سلطان کی سافٹ سائیڈ دیکھ کر تو وہ بے ہوش ہونے کو تھیں۔ انہوں نے اچھے سے سلطان احمد خان کی نیلی آنکھوں میں کالے نینوں کے لئے عشق دیکھا تھا۔ وہ سب حیران تھیں کہ کیا سچ میں اتنا سنجیدہ بندہ کسی لڑکی سے اتنی محبت کر سکتا ہے۔ سچ میں علیزے خان بہت خوش قسمت ثابت ہوئی تھی۔ جس کی تمام محرومیوں کا ازالہ اک شخص میں رکھ دیا گیا تھا۔

منیزے حیران سوالیہ نظروں سے سنان کو دیکھ گئی جس نے اسے اچانک یہاں پر بٹھایا تھا۔ عیس اور سنی ان کے سامنے گھنٹوں کے بل بیٹھے تو ضرار اور سلطان حیران ہو گئے تھے۔

آپ رویں ہیں کیا بھابھی سائیں۔۔؟ سنان نے منیزے کی لال سبز آنکھوں کو دیکھ کر فکر مندی سے استفسار کیا۔ تو منیزے کی آنکھوں میں پھر آنسو چمکنے لگے۔ ضرار بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

نہیں بھائی ویسے ہی بس۔۔! منیزے نے انکار کرتے مصنوعی مسکراہٹ سے جواب دیا۔ تو عیس اور سنان تیکھی نظروں سے ضرار کی جانب منہ موڑ کر گھورنے لگے تھے۔ جوان دونوں کی نظروں کو خود پر محسوس کرتے سٹپا گیا تھا۔

سالے کسی دن تیری یہ آگ اگلتی زبان میرے ہاتھوں ضائع ہو جائے گی۔ اگر اب تو نے اس زبان سے میری بھابی کو کچھ الٹا سیدھا کہا تو۔۔

عیس دانت پیستے ہوئے بولا تھا۔ جیسے دانتوں کے بیچ ضرار کو چبانا چاہتا ہو۔

میں نے کچھ نہیں کہا اسے۔۔! ضرار نے سنجیدگی سے جواب دیا تو سنان منہ ٹیرھ گیا تھا۔

ہاں جیسے ہم تو تیری فطرت سے واقف ہیں ہی نہیں۔۔! سنی استہزایہ انداز میں بولا تو ضرار کی شامت آتے دیکھ کر سلطان نے مسکراہٹ دبائی تھی۔

بھائی آپ سچ بتائیں کہ روئی کیوں ہیں۔۔؟ عیس نے منیزے سے پھر سوال کیا تھا۔ کیونکہ وہ جب کمرے سے نکلی تھیں تو اس کا رویا ہوا چہرہ اور آنکھیں دیکھ کر دوچونک گیا تھا۔ کیونکہ جہاں تک وہ جانتا تھا۔ اسکی یہ والی بھابی ایک مضبوط لڑکی تھی۔ جس کو کوئی بھی آسانی سے نہیں رولا سکتا تھا۔ کیونکہ کوئی بھی مضبوط عورت آسانی سے تب تک نہیں روتی ہے۔ جب تک اس کا محبوب شخص اسے رونے کی وجہ نہ دے۔ تو صاف ظاہر تھا۔ کہ اس دفعہ لگی ضرار پاشا اپنی بہادر بیوی کو رولانے کا سبب بنے تھے۔

سنی کے آتے ہی عیس نے اس کے کان میں ضرار کی کرتوت بتائی تھی۔ اس لئے وہ دونوں اپنی بڑی بھابیوں کو اک ساتھ بٹھا کر خود ان کے سامنے آبیٹھے تھے۔ تاکہ معاملہ کلیئر ہو سکے۔

ان سب کا ایک دوسرے سے روح کا تعلق تھا۔ اور وہ تعلق انہیں کسی بھی صورت ایک دوسرے سے غافل نہیں کر سکتا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مسٹر گرے آنکھوں والے آدمی بھابی کو سوری کریں۔۔! عیس نے ضرار کو آنکھوں سے وارنگ دیتے حکم دیا تو ضرار کا دل کیا اسکی گردن مروڑ کر رکھ دے۔

اپنی بھابی سے اسکا کارنامہ تو پوچھ لو پہلے تم۔۔! ضرار دانت پیستے ہوئے بول گیا تھا۔ منیزے سب آنکھیں کھولتی ٹکڑ ٹکڑ اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔ جو کب سے اس پر آگ کے گولے برسا رہا تھا۔

بھائی میں نے کچھ بھی جان بوجھ کر نہیں کیا، بس میں انکو اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔۔! منیزے نے پھر سب یاد کرتے ضرار کے مزید بولنے سے پہلے ہی ہچکی بھرتے اپنی صفائی دیتے بتایا تھا۔ ہاتھ کی ہتھیلیوں کی مدد سے بے دردی کے ساتھ آنسو صاف کیے گئے تھے۔

منیزے کو بری طرح روتے دیکھ کر عیس اور سنان نے ضرار کو افسوس بھری نظروں سے دیکھنا شروع کر دیا۔

ضرار نے گہری سانس بھرتے اک قدم اٹھاتے اچانک منیزے کو کھڑا کرتے اپنی طرف کھینچ کر سینے سے لگا لیا تھا۔ منیزے اسکا نرم لمس محسوس کرتے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔

اسے بری طرح روتے دیکھ کر ضرار کو بھی اپنے لہجے کی سختی کا اندازہ ہوا تھا۔ کہ وہ غصے میں کچھ زیادہ ہی برا بھلا بول چکا ہے۔

سوری۔۔! ضرار نے اسکے کان میں سرگوشی کرتے اسکی پیٹھ سہلانا شروع کی منیزے اپنی سوس سوس روکنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

بھیا انہوں نے روم میں مجھے بہت ڈانٹا ہے۔۔! منیزے ضرار کے سینے سے چہرہ اٹھاتے عیس کو شکایت کرتی مزید پر ظلم بتانے لگی تھی۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جس پر ضرار کا تو منہ کھل گیا تھا۔ ابھی اک منٹ پہلے وہ ہچکیوں سمیت رو رہی تھی۔ اور اب اسکی شکایت لگانے میں مصروف ہو گئی تھی۔ مطلب کچھ بھی ہو جائے، وہ ضرار پاشا کی شکایت کیے بنا نہیں رہ سکتی تھی۔ منیزے موقع ملتے ہی اپنی شکایتوں کا ٹوکرا کھول کر بیٹھ جاتی تھی۔

دفع کریں سے بھا بھی یہ تو ہی منحوس انسان ہے۔ ہم خود آپکی وجہ سے اسے منہ لگاتے ہیں۔ ورنہ ہمارا کہاں دل چاہتا ہے، اس سرے والی آنکھوں کو دیکھنے کا بھی۔۔۔

سنی کسی پھاپے کٹنی عورت کی طرح ہاتھ نچانچا کر ضرار کی بے عزتی کر رہا تھا۔ ضرار کی بے عزتی پر سلطان کا لاونج میں قہقہہ گونجا تھا۔ علیزے بھی کھلکھلاتے سب دیکھ رہی تھی۔ لیکن اپنی عزت افزائی پر ضرار کا غصے سے بر حال ہونے لگا تھا۔

آپ کا جیسے دل چاہتا ہے ویسے رہا کریں۔! خدا نے ہمیں اسی لئے قابل بنایا ہے۔ کہ ہم خود سے جڑے لوگوں کی حفاظت کر سکیں۔ اور پھر آپکی طرف اٹھنے والی آنکھ کو ہم بھلا سلامت کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ آپ دونوں ہماری بڑی بھابھیاں ہیں۔ اس لئے آپ لوگ خوش رہا کریں باقی ہم اپنے والیوں کو خود ہی خوش رکھ لیں گئے۔ کیونکہ ہم آپ سب کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتے ہیں۔

عیس سیریس لہجے میں انہیں مان بھری نظروں سے دیکھتے بول رہا تھا۔ جس پر منیزے اور علیزے دم سادھے پہلی بار اسکا یہ روپ دیکھ رہیں تھیں۔ اتنا پیارا اور مان ملنے پر وہ جتنا شکر ادا کرتیں کم تھا۔ میرا چوزہ کہاں ہے۔۔؟ بات ختم کرتے ہی عیس نے کھڑے ہوتے مشعل کا پوچھا تو میرال روم کی طرف اشارہ کر گئی۔

سر میم کو بہت تیز بخار تھا۔ تو میں انکا چیک اپ کروا کے میڈیسن کھلا کر سلا دیا ہے۔! میم ایڑہ بھی روم میں ہیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

میرال نے عیس کو روم میں جاتے دیکھ کر اسے پوری تفصیل بتائی تو عیس اپنے قدموں کو روک کر سنی کو دیکھ کر گیا۔

مسٹر سنان مصطفیٰ آکر اپنا سامان اٹھالیں۔۔! عیس نے ایرہ کو سامان سے تشبیہ دیتے کہا تو سنی اسے گھوری ڈال کر روم میں داخل ہو گیا۔ تاکہ ایرہ کو اٹھا کر اپنے روم میں لاسکے۔

علیزے سلطان کے ساتھ اپنے روم میں جا چکی تھی۔ ضرار نے بیہ اور میرال کو بھی جانے کا کہا تھا۔ کیونکہ اس وقت صبح تو ہو ہی چکی تھی۔

سب بے غائب ہونے پر ضرار منیزے کو گھورتے ہوئے اٹھا کر ساتھ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔ تاکہ اپنی بیوی کو کچھ عقل دے سکے۔

Epsiode 73

سنی کے نکلنے کے بعد عیس دروازہ بند کر کے بیڈ کی جانب آیا تو مشعل کو اسی سفید گاؤن میں سوتے دیکھ کر مسکرا دیا۔

صبح تو ہو ہی چکی تھی۔ ڈیٹ نائیٹ کا کچھ حصہ تو خوبصورت گزرا ہی تھا۔ پر بے شک اس رات کا اختتام اچھا نہیں ہوا تھا۔ عیس نے بے اختیار سوچا تھا۔

اک انسان جتنی بھی کوشش کر لے مگر اسکی زندگی میں اگر کچھ خراب ہونا ہے۔ تو وہ ہو کر ہی رہنا ہے۔ جیسے آج ان چاروں کی ہر کوشش ناکام ہوئی تھی۔۔ اور دشمن انکی کمزوری کو استعمال کر کے چلا بھی گیا تھا۔

لبے بالوں میں ہاتھ پھیرتے عیس نے اپنی سوچوں کا رخ اپنے چوزے کی طرف کرنا چاہا۔ جو معصومیت اوڑھے بیڈ پر سو رہی تھا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ اسکی چھوٹی سی بیوی اس سے ناراض ہے۔ وہ اسے جب بھی یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

منانے آتا تھا۔ وہ اسے ایسے ہی سوتی ہوئی ملتی تھی۔ کیونکہ وہ نارمل کپلز کی طرح کہاں بھلا دن رات اکٹھے گزار رہے تھے۔ کئی کئی دن بعد تو انہیں اک دوسرے کے ساتھ وقت گزارنے کا موقع ملتا تھا۔

سوات سے واپسی پر وہ مشن کے کاموں میں ایسا پھنسا تھا۔ کہ چاہتے ہوئے بھی مشعل کو ملنے نہیں جاسکا تھا۔ عیس کو مکمل خبر تھی۔۔ کہ وہ دو دن بری طرح بخار میں مبتلا رہی ہے۔ پر عیس علی ہمدانی حد سے زیادہ مجبور رہا تھا۔ اسی لئے تو اس دفعہ مشعل بھی اس سے بہت بری طرح ناراض ہو گئی تھی۔

ہوٹل میں بھی وہ اسکی آنکھوں میں لکھے شکوے اچھے سے پڑھ رہا تھا۔۔ پر سب کے سامنے وہ اسے منا نہیں سکتا تھا۔ اسی لئے جبر کیے بیٹھا رہا۔

عیس نے گہری سانس خارج کرتے اپنے چوڑے مضبوط جسم پر پہنی شرٹ اتار کر اک جھٹکے میں نیچے پھینکی۔ شرٹ اسے کافی ٹائیٹ تھی۔ اور اب شرٹ اتارتے ہی اسے ہلکا پھلکا محسوس ہونے لگا تھا۔ لڑکیاں اسکی باڈی اور گال کے ڈمپل پر دل و جان سے فدا تھیں۔ لیکن اسکی معصوم بیوی کو اپنے شوہر کی خوبصورتی کا اندازہ ہی نہیں تھا۔ عیس نے سر جھٹکے سوچا تھا۔ جیسے مشعل کے غور نہ کرنے پر بہت افسوس ہوا ہو۔

وصل کے لمحات میں تو وہ اتنی شرمیلی ثابت ہوئی تھی۔ کہ عیس کو شرٹ لیس دیکھ کر اس نے دوبارہ آنکھیں کھولنے کی بھی زحمت نہیں کی تھی۔

بلکہ وہ تو اسکے برہنہ سینے کو بھی نہیں چھو رہی تھی۔ یہ کام بھی زبردستی عیس نے خود کروایا تھا۔ انکار شتہ مکمل ہوئے اتنے دن گزر گئے تھے۔ لیکن مشعل کی شرم سے جھکیں پلکیں نہیں اٹھ پائیں تھیں۔

عیس جو اپنی سوچوں میں گم تھا۔ مشعل کی آواز سنتے جلدی سے اسکے قریب ہوا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جوبخار کے باعث نیند میں پتہ نہیں بڑھ رہی تھی۔ اور بری طرح کانپنے بھی لگی تھی۔ شاید اس پر پھر ٹھنڈ کا ٹیک ہو رہا تھا۔ عیس کو یاد تھا۔ کہ وہ اس حالت میں بری طرح پینک کرنے لگتی تھی۔ کیونکہ اسے اپنا پ برف میں دھنسا ہوا محسوس ہونے لگتا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ چینیختی عیس جلدی سے اسکے قریب ہوا تھا۔ مشعل کے پہلو میں بیٹھتے عیس نے اسکے ماتھے پر اپنے ہونٹ رکھتے اسے شانت کرنا چاہا۔ لیکن مشعل پھر بھی بے چین نظر آرہی تھی۔ وہ پہلے سے زیادہ کانپتے ہوئے عیس کو تشویش میں مبتلا کر گئی۔

عیس نے پاکٹ سے موبائل نکال کر سنی کو میسج کیا۔ اور اسکے جواب کا انتظار کرنے لگا۔

اک منٹ بعد عیس کو سنان کی طرف سے جواب موصول ہوا تو جواب پڑھ کر وہ زبان کو منہ میں رول کر گیا۔

اسکے چوزے نے تو پہلے ہی بہت مشکل سے اسے جھیلا تھا۔ وہ مزید اک بار پھر اسکے قریب ہونے کی کوشش کرتا تو شاید تو مزید ناراض ہو جاتی۔ لیکن وہ اسے اس حال میں بھی نہیں سمجھوڑ سکتا تھا۔ بیک وقت کتنے ہی ارمان اسکے دل میں انگڑائی لیتے بیدار ہو رہے تھے۔ موبائل کا کونہ دانتوں پر رکھے وہ پر سوچ نظروں سے مشعل کو دیکھ رہا تھا۔ جو کہ ابھی بھی کانپ رہی تھی۔

حتی فیصلے پر پہنچتے عیس بیڈ سے کھڑا ہوتا ڈریسنگ ایریا میں گیا۔

یہ ڈریسنگ روم شاید انکے پورے فلیٹ سے بڑا تھا۔ کیونکہ ڈریسنگ روم میں ان چاروں کے کپڑے تھے۔ ڈریسنگ روم کا کوئی بھی مین ڈور نہیں تھا۔ بلکہ ان سب کے رومز اور ڈریسنگ ایریا کو اس طرح ڈیزائن کروایا گیا تھا۔ کہ یہاں داخل ہونے کا رستہ ان چاروں کے رومز میں الگ سے رستہ تھا۔ دیکھنے والے کو وہ اک ہی روم کا ڈریسنگ ایریا لگتا تھا۔ لیکن اندر سے وہ کمبائنڈ تھا۔ جہاں بڑے بڑے شیلفس میں انکا سامان سیٹ کیا گیا تھا۔ ہر اک کی الگ واڈروب تھی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ابھی بھی عیس ڈریسنگ روم میں اپنی واڈروب کے سامنے کھڑا مشعل کے لئے اپنی بلیک ٹی شرٹ اور اپنے لئے نائٹ سوٹ نکال کر دوبار روم میں آیا۔

کپڑوں کو سائیڈ پر رکھ کر وہ دوبار ابیڈ پر آیا۔ عیس نے گہری سانس خارج کرتے مشعل کے اوپر سے کمبل ہٹایا تھا۔ محبوب بیوی کی ادھی ادھوری قربت محسوس کرنا آسان نہیں تھا۔ لیکن عیس کو یہ کام کرنا تھا۔ تاکہ وہ مزید اپنے چوزے کو ناراض نہ کر سکے۔

روم کی لائٹ آف کر کے عیس نے سائیڈ لیمپ آن کر دیے تھے۔ تاکہ مکمل اندھیرے میں مشعل بیدار ہو کر ڈرنہ جائے۔

پوری رات جاگنے کے باعث اس وقت سب اپنے کمروں میں آرام کر رہے تھے۔ خوش قسمتی سے وہ چاروں پہلی دفعہ اپنی اپنی بیوی کے ساتھ روم میں تھے۔

مشعل کے چھوٹے چھوٹے گلابی ہاتھوں کی پوروں کو عیس محبت سے چھونے لگا۔ اسکے چھوٹے چھوٹے ملائم ہاتھ ہاتھوں کا لمس عیس کو انتہائی میٹھا لگ رہا تھا۔

اسی لئے وہ مشعل کی ہتھیلی کھول کر اس پر اپنا ہاتھ رکھ کر دیکھنے لگا۔

لیکن اپنے ہاتھ کے نیچے مشعل کے ہاتھ کو چھپا دیکھ کر عیس کو بے اختیار ہنسی آئی تھی۔ کیونکہ مشعل کا ہاتھ اسکے مضبوط چوڑے ہاتھ کے آگے انتہائی چھوٹا لگ رہا تھا۔

مسکراتے ہوئے سر جھٹک کر وہ اسکی چھوٹی چھوٹی انگلیوں کو لبوں سے لگا گیا تھا۔

عیس علی ہمدانی کے لئے مشعل ہمدانی اک ملائم و سفید گڑیا تھی۔ جس کے حسن کے راز وہ روز تلاش کر سکتا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مشعل کی کروٹ بدلتے عیس نے اسکی گاؤن کی ذپ نیچے کھسکائی تو اسکی سفید و ملائم کمر دیکھ کر اسکا حلق خشک ہو گیا۔

کنٹرول عیس علی ہمدانی کنٹرول، بیوی تو تیری پہلے ہی تجھ سے ناراض ہے، اب توپٹ بھی سکتا ہے اس سے۔۔۔

عیس نے نفی میں سر ہلاتے خود کو سرزنش کی۔۔ لیکن اسکی ہیزل براؤن آنکھیں اس سفید کمر سے ہٹنے سے انکاری ہو گئیں تھیں۔

عیس کی آنکھوں میں خماری اتر رہی تھی۔ وہ بھول رہا تھا کہ اس نے ابھی تھوڑی دیر پہلے کیا ارادہ کیا ہے۔ پل میں اسکے دل پر جذبات غالب آئے تھے۔ کہ وہ نیچے جھکتے ہوئے مشعل کی کمر کے نیچے و نیچے ہونٹ رکھ گیا۔ اتنے دنوں بعد قربت کی گرمی کا احساس ہونے پر وہ اپنی آنکھیں بند کر کے اسکو محسوس کرنے لگا۔

اسے لگ رہا تھا کہ وہ خود سے کیا فیصلہ بھلا دے گا۔ اگر مشعل ٹھیک ہوتی تو سکینڈز میں وہ اسے پٹک کر رکھ دیتا۔ پر وہ ابھی ٹھیک نہیں تھی۔ عیس آہستہ آہستہ اسے ہونٹوں سے چھوتے اوپر کی جانب بڑھنے لگا تھا۔

نرمی سے مشعل کی کمر کو چومتے عیس نے اسکی پچھلی گردن پر ہونٹ رکھے۔ اور ساتھ ہی ہاتھ بڑھاتے عیس نے اسے پیٹ پر ہاتھ رکھا تھا۔

مشعل اسکے لمس پر بیدار ہوتے کسمانے لگی تھی۔۔ عیس نے اسکی گردن پر ہلکے سے دانت گاڑے تو وہ سسکی بھر گئی۔۔

پچھلے کتنے دنوں سے وہ اس لمس کے لیے تڑپ رہی تھی۔ لیکن وہ ستمگر اسے بھلا کر پتہ نہیں کہاں غائب ہو گیا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

پچھلے دنوں کی تڑپ یاد آنے پر مشعل کی آنکھوں سے آنسو بہتے چلے گئے۔

مشعل کی سسکیاں سنتے پل بھر میں ہوش میں آکر عیس نے آنکھیں کھولیں تھیں۔ اور ساتھ مشعل کی کروٹ بدلتے اسکا چہرہ اپنی جانب کرنا چاہا۔ تو وہ اسکا ہاتھ جھٹک گئی۔ وہ نہیں جانتا تھا۔ کہ وہ ہوش میں آ گئی۔

مشو میری جان۔۔۔

عیس نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسے محبت سے پکارا تو مشعل زور سے ہچکیاں لیتے رونے لگی۔ آج کتنے دنوں بعد وہ اسے ایسے پیار سے پکار رہا تھا۔

عیس کے ہوش تو اب ٹھکانے لگے تھے۔ کیونکہ وہ اتنی بری طرح پہلے کبھی نہیں روئی تھی۔ اس کے رونے کے انداز سے صاف ظاہر ہو رہا تھا۔ کہ وہ بری طرح ہرٹ ہو چکی ہے۔

عیس نے اک جھکٹے میں اسے اٹھاتے اپنے اوپر بٹھایا تھا۔ اور خود سر کے نیچے بازو رکھ کر وہ فرصت سے اپنی نظریں مشعل پر گاڑ گیا۔ جو پھر بچوں کے انداز میں ہونٹ مڑور مڑور کر رہی تھی۔ دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بنائے آنکھوں پر رکھی گئیں تھیں۔۔ مشعل کے رونے کے انداز کو دیکھتے عیس کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔ پر ابھی اسے اپنی روٹھی بیوی کو منانا تھا۔ ہنس کر وہ اسے مزید رونے کا موقعہ نہیں دے سکتا تھا۔

مشو۔۔

عیس نے پھر محبت سے اسے پکارتے اس کے ہاتھ آنکھوں سے ہٹانے چاہے۔۔ تو وہ دوبارہ اسکا ہاتھ جھٹکتے اپنی اپنی بڑی سرخ آنکھیں غراتی عیس کو گھورنے لگی۔ بنا بولے بھی اسکا انداز صاف ظاہر کر رہا تھا۔ کہ مجھے ہاتھ لگانے کا سوچنا بھی مت۔۔

مشعل کو غراتے دیکھ کر عیس نے دانتوں تلے لب دبایا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کیا چاہ رہی ہو کہ، ہمیشہ کی طرح تمہیں چومتے ہوئے چپ کرواؤں۔۔

عیس نے ایبر واچکاتے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔ تو مشعل کے جسم میں غصے کی لہر دوڑ گئی۔

عیس نے جو ہاتھ اسکی جانب بڑھایا ہوا تھا۔ مشعل نے جلدی سے اس کے ہاتھ کو پکڑ پر اس پر دانت گاڑے تھے۔۔

اں مکھیں بند کیے وہ اپنا پورا زور دانتوں پر لگانے لگی تھی۔۔

مشعل کے ظلم پر عیس نے ہونٹ بھیچے تھے۔۔ وہ کب سے اسے دانت پر دانت جمائے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

اپنی بیوی کے ہر انداز سے وہ اچھے سے واقف تھا۔ مشعل جب بھی غصے میں ہوتی تھی۔۔ وہ ایسے ہی دانتوں کو جماتے اگلے ہی منٹ اس پر حملہ کر دیتی تھی۔۔ جو اس نے ابھی بھی کیا تھا۔

پانچ منٹ تک عیس کے ہاتھ پر ظلم کرنے کے بعد مشعل نے اسکے ہاتھ کو چھوڑا تو عیس لیمپ کی روشنی میں اپنا ہاتھ دیکھنے لگا۔۔ جہاں اسکے چھوٹے چھوٹے دانت اندر تک نشان بنا گئے تھے۔

سکون مل گیا کیا اب۔۔۔

عیس نے دوبارہ اسکی طرف دیکھتے استفسار کیا۔ تو مشعل منہ موڑ گئی۔ اپنی فریسٹریشن تو وہ نکال ہی چکی تھی۔ لیکن شکوے باقی تھے۔

عیس نے ٹانگوں کو اٹھاتے مشعل کو قریب کیا۔۔ تو اسکی بے باک حرکت پر مشعل کی بھوری کانچ سی آنکھیں کھل گئیں۔

کالے کھلے بالوں میں روئے سرخ چہرے پر سفید لباس پہنے وہ عیس کا دل بری طرح دھڑکا رہی تھی۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مشعل کی کمر پر انگلی سے لکیر کھینچتے عیس نے اپنی بے باک نظریں اس پر گاڑیں تو مشعل کے ریڑھ کی ہڈی میں بری طرح سنسنہاٹ ہونے لگی تھی۔

اسے یہ لمس سکون دے رہا تھا۔ یہ وہ ہی سکون تھا۔ جس کی کمی اسے پچھلے دو راتوں میں محسوس ہوئی تھی۔ تو کیا اسکے جسم کو عیس علی ہمدانی کی طلب ہونے لگی تھی۔

مشعل بے اختیار سوچتے جلدی سے آنکھیں کھولتے اسکے اوپر سے اٹھ کر سائیڈ پر لیٹ تھی

عیس نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ کہ اچانک اسے کیا ہوا ہے اب بھلا۔

کروٹ بدلے وہ چہرہ مکمل طور پر تکیے میں چھپائے ہوئے تھی۔ عیس نے اسکی جانب کروٹ بدلتے اسکا سر اپنے بازو پر رکھا۔ اور اسکی برہنہ پشت اپنے سینے سے لگائی۔ تو مشعل بری طرح کانپتے اپنے ہونٹ کاٹنے لگی۔

ناراض ہو کیا جان۔ عیس نے اسکے بال ہٹاتے کان میں سرگوشی کرتے پوچھا۔ تو مشعل گہرے سانس لینے لگی۔ اسکا چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا تھا۔

عیس اسکی گردن میں سانس لیتے ساتھ اپنے ہاتھوں کی چھیڑ چھاڑ سے مسلسل اسے تڑپانے لگا تھا۔ مشعل بند آنکھوں سے اسکی نزدیکی محسوس کرتی بے چین ہونے رہی تھی۔

اک جھکٹے میں آنکھیں کھولتے وہ عیس کی جانب مڑی تھی۔ تاکہ اسے روک سکے۔

مشعل کی آنکھوں میں شکوے دیکھتے عیس نے اسکی بھوری آنکھوں کو چوما تو مشعل کی آنکھوں میں پھر آنسو چمکے۔

میری جان میں کام میں بری طرح مصروف رہا ہوں۔ اس لئے تمہارے پاس نہیں آیا۔ میں نے بہت کوشش کی تھی کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر تمہارے پاس چلا جاؤں پر کامیاب نہیں ہوا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کیا میری مشوجان نے مجھے مس کیا تھا۔۔

عیس نے اپنی صفائی دیتے ساتھ اس سے سوال پوچھا۔ تو وہ نچلے ہونٹ کو مڑوڑتے ہاں میں سر ہلاتے پھر نفی میں تیزی سے سر ہلانے لگی۔ مشعل کے معصوم انداز کو دیکھ کر عیس مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا گیا۔ کیونکہ وہ تیزی سے نفی کرتی اسے یقین دلانا چاہ رہی تھی کہ اسکا پہلا جواب غلط ہے۔ اس نے بالکل بھی اپنے شوہر کو مس نہیں کیا۔

اس نے جھکتے ہوئے اسکے ہونٹوں کو ہلکا سا چوماتا تو مشعل اپنا سانس روک گئی۔

پتہ ہے میں نے اپنے چوزے کو بہت مس کیا ہے۔ اور خاص کر یہ پچھلی دو راتیں بہت مشکل گزریں ہیں۔۔ کیونکہ ان دوراتوں میں مجھے تمہارے اس چھوٹے سے وجود کی اتنی طلب محسوس ہونے لگتی تھی۔ کہ مجھے محسوس ہونے لگا تھا۔ اگر تمہاری قربت نہ ملی تو جان سے چلا جاؤں گا۔۔

عیس نے بھاری گھمبیر لہجے میں اسکے کان میں سرگوشیاں کرتے اپنی حالت بتائی۔ تو مشعل بے اختیار ہوتے اسکے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھ گئی۔ جیسے کہنا چاہ رہی ہو کچھ بھی برا نہیں بولو۔

عیس نے اسکے ہاتھ کو چوماتا تو مشعل آنکھیں بند کرتے اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔ عیس کے سینے میں چھپتے ہی اسے دنیا جہاں کا سکون محسوس ہونے لگا تھا۔ عیس کے جسم کی گرمائش اسکی ٹھنڈ بھی بھگا گئی تھی۔ وہ اب پر سکون سی اسکی بانہوں میں لیٹی ہوئی تھی۔ عیس نے شدت سے اسے خود میں بھینچتے پر سکون ہوتے آنکھیں بند کیں۔۔ بے شک ہر بالغ مرد اور عورت کا سکون اسکے محرم میں رکھا گیا ہے۔

اپنی ناراضگی جتانے کے لئے مشعل ہمدانی نے ابھی تک اک لفظ بھی زبان سے ادا نہیں کیا تھا۔ اور یہ عیس علی ہمدانی کی بے پناہ محبت کا ثبوت ہی تھا۔ جو وہ اسکے بنا کہ اسکی آنکھوں کے شکوے پڑھتا اسے صفائیاں دیتا منار ہاتھ۔ اور وہ مان بھی رہی تھی۔ کیونکہ اگر وہ بنا کہ اسکو سمجھ سکتا تھا۔ تو پھر مشعل کیوں

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔

اسے منانے میں زیادہ ہلکان کرتی۔ ویسے بھی اس وقت انہیں اک دوسرے سے سکون کی ضرورت کی تھی۔

میں اپکورات میں اٹھ کر پکارتی رہی تھی، پر آپ نہیں آتے تھے۔

مشعل اسکے سینے سے چہرہ نکالتے معصومیت سے شکوہ کرتے بتا گئی۔ تو عیس مجت سے اسکی آنکھوں پر لب رکھ گیا۔

سوری میرا بچہ میں خود تمہارے لیے بہت تڑپا ہوں۔۔ عیس نے اس سے معافی مانگتے ہوئے ساتھ اسے اپنی تڑپ کا بتایا۔ تاکہ وہ جان سکے کہ عیس علی ہمدانی بھی اسکے لیے اتنا ہی تڑپا ہے۔۔ جتنا وہ اسے پکارتی رہی ہے۔

مجھے اتنی ٹھنڈ کیوں لگتی ہے۔ میں جتنی بھی کوشش کر لوں پر یہ ٹھنڈ نہیں دور ہوتی۔ لیکن آپ جب پاس آتے ہیں پھر میں ٹھیک ہو جاتی ہوں۔۔ آپ ٹپ کرتے ہیں تو مجھے اچھا لگتا ہے۔۔ اب رات کو آپ پاس نہ ہوں تو میرا دل کرتا ہے کہ میں اونچی اونچی رونا شروع کر دوں۔۔

مشعل معصومیت سے اسے اپنی دل کی کیفیت بتاتے ہوئے ساتھ سوال کر رہی تھی۔۔ جبکہ عیس کی حیرت انگیزی کی انتہا نہیں رہی تھی۔

کیونکہ اسکی بیوی کو بخار نے نہیں بلکہ اسکی قربت کی طلب نے پاگل اور بیمار کیا ہوا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی۔ کہ اسکے جسم کو اس وقت مصنوعی گرمائش کی نہیں بلکہ عیس علی کے جسم کی گرمائش کی ضرورت ہے۔ اپنی حالت سمجھ نہ آنے پر اور پھر عیس کی دوری نے اسے مزید چڑچڑا اور بیمار کر دیا تھا۔۔

عیس کو خود پر افسوس ہونے لگا تھا۔۔ وہ کیسے بھول گیا تھا۔۔ کہ اگر اسے پچھلی دوراتوں میں قربت کی طلب نے پاگل کیا تھا۔۔ تو اسکی بیوی کو کیوں نہیں کیا ہوگا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

پہلے ہی اسکی بیوی انکے ملن کو کوئی اور رنگ دے کر بیٹھی تھی۔۔ حقیقت کا سامنا ہونے پر عیس نے مشکل سے اسے قابو کرتے اپنی قربت بخشی تھی۔

اپنی بڑی بڑی آنکھیں کھولتے وہ اسکے جواب کا انتظار کر رہی تھی۔۔ عیس نے جھکتے ہوئے اسکے کان میں سرگوشی کرتے اسے بے باک جواب دیا۔ تو مشعل کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ وہ تیزی سے اسکے سینے میں پھر چھپی تھی۔ بے خودی میں وہ اسے کیا کیا بتا چکی تھی۔۔ اسکا بے باک جواب سننے کے بعد وہ ہوش میں آتے پھر ہونٹ کانٹے لگی تھی۔

اب تم مجھے نہیں روک سکتی مشوجان کیونکہ ہم دونوں کے جسموں کو اک دوسرے کی ضرورت ہے۔ اور اگر محبت کی یہ طلب پوری نہ ہوئی۔ تو ہم دونوں پاگل ہو جائیں گئے۔۔

عیس نے اسکی برہنہ پشت پر ہاتھ پھیرتے اسکی کان کی لوح کو ہونٹوں میں دبایا۔ تو مشعل مچلتے ہوئے لال انگارہ ہو گئی۔

عیس نے اسے سیدھا لٹاتے غور سے دیکھا۔ لیمپ کی روشنی میں اسکے خوبصورت چہرے پر اس وقت شرم و حیا کے کئی رنگ نمایاں ابھرے تھے۔

محرم کی قربت و سکون مبارک ہو بیگم مشوجان۔۔ عیس نے اسکے کان میں سرگوشی کرتے اسکے ماتھے کو چومتے اسے اک جھکٹے میں الٹا کیا تھا۔

اک دفعہ پھر اسکی برہنہ کمر عیس کے سامنے تھی۔۔ عیس نے جھکتے ہوئے اسکی کمر پر زبان پھیرتے اوپر کا سفر کیا۔ تو اسکی اس بے باک حرکت پر مشعل کے کانوں سے دھواں نکلنے لگا۔ بیڈ شیٹ کو مشعل نے مٹھیوں میں دبایا تھا۔

وہ جگہ جگہ اسکی کمر پر ہونٹ رکھتے کندھوں سے اسکی گاؤن اتار کر نیچے پھینک گیا تھا۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مشعل کو اک جھٹکے میں اپنی جانب موڑتے عیس نے اسے اٹھا کر سینے پر لٹاتے اسکے ہونٹوں کو قید کیا تھا۔

مشعل اسکی شدت پر لرزی تھی۔ لیکن اب عیس کو ہوش دلانا ناممکنات میں سے تھا۔ شدت سے مشعل کے نرم ہونٹوں کو سک کرتے وہ مسلسل اسکے جسم پر بے باکی سے ہاتھ پھیر رہا تھا۔ مشعل اسکی بے باکیوں کو روکنے کے لئے مزاحمت کرنے لگی تھی۔

مشعل کی مزاحمت کو روکنے کے لیے ہمیشہ کی طرح عیس اسکے بازو بیڈ سے پن کرتے اسے بیڈ پر لٹاتے اسکے اوپر آگیا۔

مشعل کو اپنا سانس روکتا ہوا محسوس ہونے ہو رہا تھا۔ اسی لئے وہ سر کو ہلاتے اسے پیچھے ہٹنے کا اشارہ کرنے لگی۔

عیس اسکے اشارے کو سمجھتے اسکے ہونٹوں کو چھوڑ کر ڈائریکٹ اسکی ڈھرنوں پر آیا تھا۔ مشعل کو آخری پردے سے آزاد کرتے وہ اسکی ڈھرنوں پر جھکا تو مشعل کو لگا جیسے کوئی آگ کا انگارہ اسکے جسم پر رکھ دیا ہو۔ وہ سر اوپر اٹھاتے مچل سی گئی۔

لیکن عیس اسکی ڈھرنوں کو شدت سے چومتے اسے پاگل کر رہا تھا۔ وہ اسکے ہاتھ آزاد کر چکا تھا۔ عیس کے ہونٹوں کے لمس کو اپنی ڈھرنوں پر پھسلتے محسوس کر کے مشعل نے ہاتھ میں بیڈ شیٹ کو جکڑا تھا۔ عیس نے اسکے پیٹ پر ہونٹ رکھتے اسکی ناف کو زبان سے چھوا تو مشعل تکیے پر سر پٹکتے اسے پکار گئی۔

عیسس۔۔۔۔۔

مشعل کی پکار پر عیس نے آنکھیں اٹھاتے اسکے مچلتے وجود کو دیکھا۔ وہ اٹھتے ہوئے اسکے مقابل ہوا تھا۔ سکون محسوس ہوا کیا اب۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس نے سرخ خمار زدہ آنکھوں سے مشعل کے سپینے میں شرابور چہرے کو دیکھ کر سوال کیا۔ تو مشعل ہولے سے اپنی بھوری آنکھیں کھول گئیں۔ اسکی آنکھوں میں عیس کی قربت کا لال رنگ واضح نظر آ رہا تھا۔

عیس کے سوال پر وہ تکیے میں اپنا چہرہ چھپا گئی تھی۔ مشعل کے چہرہ چھپانے پر عیس نے اسکے کندھے پر ہونٹ رکھے تھے۔

تم جب مچلتے ہوئے اپنے جوان جسم کو اٹھاتے مجھے پکارتی ہو، تو دل کرتا ہے۔۔ شدت سے تمہاری روح کی گہرائیوں میں اترتے تمہارے اندر سماتا دنیا جہاں بھلا دوں۔۔ پر تم ابھی میری شدتیں نہیں برداشت کر سکتی جاناں۔ اس لئے میں تمہیں آہستہ آہستہ ذہنی طور پر تیار کر رہا ہوں۔ تاکہ آئندہ آنے والے دنوں میں تم مکمل طور پر مجھے جھیل سکوں۔۔۔

عیس اسکی ڈھرنوں کو ہونٹوں سے چومتے ساتھ ساتھ میٹھی میٹھی سرگوشیاں کر رہا تھا۔ اسکی سرگوشیاں مشعل کے کانوں سے دھواں نکال رہیں تھیں۔ پر وہ خاموش اسکی آغوش میں پڑی تھی۔ میں تمہاری ٹانگوں پر جھکنے لگا ہوں جاناں زیادہ زور سے سسکیاں نہ لینا کیونکہ ہم یہاں اکیلے نہیں ہیں۔ عیس اسکے ہونٹوں کو گہرا بوسہ لیتا اسکی ٹانگوں کی طرف آیا۔ تو مشعل اپنی ٹانگیں اک دوسرے سے الجھا گئی۔ جسے دیکھ کر عیس گہرا مسکرایا تھا۔

عیس نے اسکی سفید تھائی پر ہونٹ رکھے تو وہ سسک اٹھی تھی۔ مشعل کی ٹانگوں پر ہونٹ رکھتے ساتھ وہ نظریں اٹھاتے اسے دیکھ بھی رہا تھا۔ جو اوپر اٹھتی عیس کو مزید مدہوش کر رہی تھی۔۔ کیونکہ اوپر اٹھنے کے باعث اسکے جسم کے خدو خال بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔

عیس مسلسل اسکی ٹانگوں کو چھو رہا تھا۔ جس پر وہ اپنی ٹانگیں اک دوسرے سے الجھاتے پاگل ہونے کو تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس نے تیزی سے اٹھتے اس پر اپنا بوجھ منتقل کیا۔ تو مشعل اسکے ہونٹوں پر جھکتی اسکی پشت پر ناخن گاڑنے لگی تھی۔ وہ بے شرمی کی حد پار کرتے اسے پاگل کر چکا تھا۔

مشعل کے تڑپنے پر عیس کے مونچھوں تلوں ہونٹ مسکرائے تھے۔ عیس اسکے بازو اوپر بیڈ سے پن کرتے اسکے ہونٹوں کو شدت سے چومتے مشعل کی ٹانگوں کو اپنی کمر پر لگاتے اسکی روح میں اترے۔ تو مشعل کی سسکی اسکے ہونٹوں میں دب سی گئی۔ وہ آہستہ آہستہ اسے محسوس کر رہا تھا۔ جس پر مشعل اپنے ہونٹ آزاد کرواتی نم آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔ وہ پینے میں مکمل طور پر بھیگ چکی تھی۔ درد ہو رہا ہے کیا۔

عیس نے اسکی نم آنکھوں کو دیکھتے استفسار کیا۔ تو مشعل حیا سے دوچار ہوتے سرہاں میں ہلا گئی۔ جس پر عیس نے اسکے بالوں کی جڑوں میں ہاتھ چلاتے اسے ریلکس کرنا چاہا تھا تو وہ اسکی کیئر پر بھیگی آنکھوں سے مسکراتے اسکے ہونٹوں پر ہونٹ رکھ گئی۔

مشعل کے پیار بھرے انداز پر عیس کا دل زوروں سے دھڑکتے پاگل ہوا تھا۔ وہ اپنی شدت بڑھاتے اپنی اسکی جان اک کرنے لگا۔

مشعل کا چھوٹا سا وجود اسکے نیچے گم سا گیا تھا۔ وہ مسلسل عیس کو پکارتی اسکے سینے اور پشت کو نوچ رہی تھی۔

جس پر عیس اسکے بالوں کو سہلاتے تو کبھی اسکی گردن کو نرمی سے چومتے اسے ریلکس کرتا خود میں الجھا دیتا تھا۔

وہ پرسکون ہوتے مکمل طور اپنا آپ اس کے حوالے کر گئی تھی۔ جس سے عیس کی شدتوں میں بھی مزید اضافہ ہوتا چلا گیا تھا۔



یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اب زرا بتاؤ نہ کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ۔۔

ضرار نے کمرے میں آتے ہی منیزے کا ہاتھ چھوڑا تو وہ گھومتے ہوئے جا کر بیڈ پر گر گئی۔

ضرار تو اسکے سٹارپلس ڈرامے کے گرنے والے سٹائل کو دیکھ کر حیران ہوا تھا۔ حالانکہ اس نے نرمی سے ہی اسکا ہاتھ چھوڑا تھا۔ پھر بھی وہ لٹو کی طرح گھومتے ہوئے جا کر بیڈ پر ہی گری تھی۔ شاید بیڈ کی گریوٹی کا اثر تھا جس نے منیزے پاشا کو اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔

سائیں اگر اب آپ مجھ پر چلائے نہ تو میں بابا سائیں کو کال کر دوں گی۔

منیزے بیڈ پر سیدھے لیٹتے ہوئے زرا سا چہرہ اٹھاتے دھمکی آمیز لہجے میں بولی تو ضرار اسے دیکھ کر ایبرو اچکا گیا۔

میری چغلی کرنے کے سوا اتنا ہی کیا ہے تمہیں بیگم چھلیپی۔۔۔

ضرار نے بیڈ کے قریب آکر اس کے اوپر جھکتے ہوئے چغلی پر زور دیتے کہا۔ تو منیزے اپنی آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھنے لگی۔ جو اسکا نیا نام بیگم چغلی رکھ گیا تھا۔۔۔

مجھے آپ سے محبت ہے زیادہ تو اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ مجھے جب مرضی جو مرضی سنا دیں گئے۔

منیزے اپنی محبت جتاتے ہوئے لائیٹیوڈ سے بولی تو ضرار اسے تمسخرانہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

اگر مجھ سے اتنی محبت ہوتی نہ تو اب تک ہماری رخصتی ہو گئی ہوتی، پر رخصتی کا نام لیتے ہی بیگم سائیں کی ہواٹائیٹ ہو جاتی ہے۔ اور میڈم سائیں ہیں ہیر بننے یہاں۔۔۔

ضرار بیڈ پر اسکے اوپر جھکے ہوئے میٹھے میٹھے طنز کی بارش کر رہا تھا۔ جو منیزے کو بالکل اچھے نہیں لگ رہے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سائیں میں ابھی چھوٹی ہوں اور مجھے اپنی دھوم دھام سے رخصتی کرنی ہے نہ۔ ایسے سادہ شادی کون کرتا ہے بھلا۔۔۔

منیزے ضرار کو پھر رخصتی کی بات شروع کرتے دیکھ کر اسے ریزن دینے لگی تھی۔ کہ کیونکر وہ رخصتی کے لئے ابھی مان نہیں رہی ہے۔ لیکن ضرار کو اسکے ریزن اک آنکھ بھی نہیں بھائیے تھے۔
تم رخصتی کے لئے مان جاؤ پھر ہم دھوم دھام سے شادی بھی کر لیں گئے۔

ضرار نے اپنے غصے کو پرے رکھ کر اسکے ہونٹوں کے قریب اپنے ہونٹ کرتے بھاری لہجے میں پھر اک دفعہ منانے کی کوشش کی۔ وہ کتنے دنوں سے منیزے کو رخصتی کے لئے منارہا تھا۔۔۔ جب سے اسے پتہ چلا تھا۔ کہ عیس کے ساتھ ساتھ سلطان بھی اپنی رخصتی کر چکا ہے۔ تو وہ اب سنی سے پیچھے نہیں رہ سکتا تھا۔ اسی لئے خفیہ طور پر منیزے کو منانے کی کوشش جاری رکھے تھا۔
سائیں میں چھوٹی ہوں نہ۔۔۔

منیزے نے اسکی آنکھوں میں جلتے دیپ نظر انداز کرتے پھر اپنی بات دہرائی۔۔۔ تو ضرار کا دل کیا اس کا کی کے منہ میں فیڈر دے کر کہیں چھوڑ آئے اسے۔۔۔
مشعل تم سے زیادہ چھوٹی ہے کھسکی بیگم مم۔۔۔

ضرار نے تیکھے چتون سے زور دیتے جتایا۔ تو منیزے شرارت سے اسے آنکھ و نک کر گئی۔
ہاں تو اسی لئے اس کی بھی رخصتی نہیں ہوئی اور نہ ہی میری۔۔۔

منیزے آنکھوں میں چمک لیے پھر بولی۔۔۔ تو ضرار اسے افسوس بھری نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔ وہ اب اسے کیا بتاتا کہ عیس نے اپنی رخصتی کیسے اور کن کن طریقوں سے کر لی ہے۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

پیچھے ہو جاؤ جب تک تم رخصتی کے لیے نہیں مان جاؤ گی تب تک میں تمہیں منہ نہیں لگانے والا تمہیں
اب۔۔۔

منیزے اسے مسکے لگانے کے چکروں میں اسکی گردن پر کس کرنے والی تھی۔ جب ضرار اسے پیچھے ہٹا
کر کھڑا ہو گیا۔

تو منیزے اپنا سامنہ لے کر رہ گئی۔

ضرار غصے سے دوچار ہوتے اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔ اپنے لیے آرام دہ
ڈریس نکال کر وہ دوبارہ کمرے میں آیا تو اسکی بیوی ابھی تک اسی پوزیشن میں لیٹی اسے گھورنے کی ناکام
کوشش کر رہی تھی۔

دیکھنا ک وقت وہ آئے گا جب تم میرے قریب آنے کے لیے تڑپو گی۔ تب میں بھی تمہیں ایسے ہی بھاؤ
دیا کروں گا۔۔

ضرار پاشا خطرناک ارادے کرتا اک جھٹکے میں شرٹ اتار کر منیزے کے چہرے پر پھینک گیا۔ منیزے
کا تو منہ کھل گیا تھا۔ اسکے شوہر کو کونسی بیماری ہوتی جا رہی تھی۔ جو وہ ایسے پیش آرہا تھا۔
اچار ڈال لو اپنی اس جوانی کا۔۔

ضرار اک دم اس پر جھکتے غصے سے غرایا تو منیزے ڈر کے مارے بیڈ پر پیچھے گرتے ٹکڑ ٹکڑ سے دیکھنے
لگی۔ جبکہ ضرار کی سریمئی آنکھیں تڑپ کے باعث سرخ ہوتی جا رہی تھیں۔
اپکو کیا ہو گیا ہے سائیں۔۔۔

منیزے نے فکر مندی سے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے پوچھا۔ تو ضرار کا دل کیا اسے پٹک کر رکھ
دے۔ آج بس اسے بار بار منیزے کو پٹکنے کے خیالات ہی آرہے تھے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کیا تمہیں مجھ پر رحم نہیں آ رہا کہ میں دن بدن تمہاری طلب میں باؤلا ہوتا جا رہا ہوں۔۔۔ جان کر بھی اتنی انجان کیسے بن سکتی ہو تم۔۔۔

ضرار نے اسکی گردن پر جھکتے اسکے بدن کی خوشبو کو اپنے اندر اتارتے بے بسی سے کہا۔ تو ضرار کی گھمبیر آواز پر منیزے کے جسم میں سپارک ہونے لگا تھا۔

دو تین سال کی تو بات ہے سائیں پھر شادی کر لیں گئے نہ۔۔۔

منیزے نے خود کو سنبھالتے ضرار کو حوصلہ دینا چاہا تھا۔

منیزے کے لارے پر ضرار کا پھر غصے سے برا ترین حال ہو گیا تھا۔۔۔ وہ اک دم سے جھکتے ہوئے اسکی گاؤں کے گہرے گلے پر دانت گاڑ گیا۔ جس پر منیزے کی ہلکی سی چینخ بلند ہوئی تھی۔ ضرار نے اسکے گلے کی سکُن کو اچھے سے دانتوں میں دباتے منیزے کو کپکپانے پر مجبور کیا تھا۔

سائیں مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔

منیزے نے ہونٹوں کو بھیچے ضرار کو احساس دلانے کی کوشش میں بامشکل الفاظ ادا کیے۔ پر وہ پیچھے نہیں ہٹا تھا۔

میں تمہیں درد ہی دینا چاہتا ہوں لیکن وہ درد گہری رات کا میٹھا درد ہو گا۔۔۔ کچھ درد تم مجھے دینا تو کچھ درد میں تمہارے وجود میں انڈھیل دوں گا۔۔۔

ضرار نے اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے معنی خیز سرگوشی کی۔ تو منیزے لال ہوتے اپنے سبز نین پھیلاتے خود پر جھکے ضرار کو دیکھ گئی۔

میں اماں سائیں سے بات کرتی ہوں کہ آپ پاگل ہوتے جا رہے ہیں۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

منیزے شرم و غصے کی کیفیت سے دوچار ہوتے ضرار کو خود سے پرے دھکیلتے چینیختی تھی۔ تو ضرار کے دل میں ٹھنڈ پڑ گئی۔ کیونکہ وہ کب سے انجان بنتے اسکے دل کو جلا رہی تھی۔ اب خود کچھ سننا پڑا تھا۔ تو محترمہ پھر شکایت کرنے پہنچنے لگی تھی۔

جاؤ کہو۔۔۔

ضرار شرٹ لیس کندھے اچکاتے ہوئے واشروم کی جانب بڑھ گیا تاکہ شاور لے سکے۔ منیزے کہنی کے بل اٹھتے ہوئے بل کھا کر رہ گئی۔

وہ سچ میں بیڈ سے اٹھتے بالکنی میں جا کر اماں سائیں کو فون کرنے لگی تھی۔۔ لیکن منیزے نہیں جانتی تھی کہ وہ بری طرح پھنسنے والی ہے۔۔

آپ اسے کچھ کہتے کیوں نہیں ہیں آخر۔۔۔

کلثوم بیگم غصے سے کہتے ہوئے صوفے پر بیٹھیں تھیں۔

مصطفیٰ صاحب ناشتہ کر کے اخبار پڑھ رہے تھے۔۔ کیونکہ آج اتوار کا دن تھا۔ اسی لئے وہ ریلیکس ہو کر تسلی سے اخبار پڑھنے کا شوق پورا کرنے میں لگے تھے۔

بیگم میں اسے کیا ہی کہہ سکتا ہوں۔ ویسے بھی جوان اولاد ہے۔۔ آپ بھی اسکے ساتھ زبردستی کرنا بند کریں۔ اچھے سے جانتیں ہیں کہ وہ اپنی دوست کی بیٹی کے سات منگنی کرنے کے لیے راضی نہیں ہے۔ اور اسی چیز سے بچنے کے لیے وہ چار دنوں سے گھر بھی نہیں آیا ہے۔۔

کچھ دنوں سے کلثوم بیگم سنان کو فورس کرنے لگیں تھیں۔۔ کہ وہ وقت نکال کر انکے ساتھ شاپنگ پر چلے۔۔ کیونکہ وہ منگنی کرنے کا سوچ رہیں تھیں۔۔ اور انکے اس پلین کو سنتے سنی کے کانوں سے دھواں نکلنے لگ گیا تھا۔ اسی وجہ سے وہ چار دن سے گھر ہی نہیں آ رہا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مصطفیٰ صاحب زرا سختی سے بولے تو کلثوم بیگم انہیں حیرت سے دیکھنے لگیں۔

آپ میرے ساتھ اس لہجے میں کیوں بات کر رہے ہیں۔ وہ برا مناتی پوچھنے لگیں۔

کیونکہ اک پڑھی لکھی ڈاکٹر ماں ہونے کے باوجود آپ نائنٹیز کی ماؤں کی طرح اپنی پسند کی بہولانے کے چکر میں آپ بیٹے کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئیں ہیں۔ جب بچپن سے لے کر اب تک آپ نے بیٹے پر کسی کام کے لئے سختی نہیں کی اور نہ ہی اسے فورس کیا ہے۔۔ تو پھر زندگی کے اتنے اہم اور بڑے فیصلے میں آپ اس کے ساتھ کیسے زیادتی کر سکتی ہیں۔

مصطفیٰ صاحب نے اخبار فولڈ کرتے انہیں اچھی خاصی جھاڑ پلائی تھی۔ کیونکہ وہ سچ میں سنی کے ساتھ زیادتی کر رہی تھیں۔ اور سونے پر سہاگسان کو رشتے کے لئے راضی کرنے کے چکروں میں اپنی قسم بھی دے چکی تھیں۔

مصطفیٰ صاحب اس دن سے خاموش رہتے سب دیکھ رہے تھے۔ لیکن بیٹے کی آنکھوں کے بجھتے دیپ آج انہیں بولنے پر مجبور کر گئے تھے۔ کیونکہ انکے پاس اڑتی اڑتی بہت سی خبریں پہنچی تھیں۔

آپ تو مجھے اس طرح سنارہے ہیں۔ جیسے میں اسکی سوتیلی ماں ہوں نہ۔۔

کلثوم بیگم اچھا خاصہ برا مناتے گویا ہوئیں تو مصطفیٰ صاحب اثبات میں سر ہلا گئے۔ وہ صاف صاف کہنا چاہ رہے تھے۔ کہ آپ اس وقت سوتیلی ماں ہی لگ رہیں ہیں۔

کاظمی صاحب وہ لڑکی بہت خوبصورت ہے۔۔

کلثوم بیگم نے اپنی دوست کی بیٹی کی تعریف کرتے انہیں سنایا تھا۔ انکا مقصد صرف جتانانا تھا۔ تاکہ وہ امپریس ہو سکے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اگر وہ اتنی لیڈی ڈیانا ہے تو اپنی دوست اپنی بیٹی کے لئے ہمارے ہی پیچھے کیوں پڑی ہے۔ اتنی خوبصورت لڑکی کے تو راتوں رات رشتے ہو جاتے ہیں۔ اسکا ابھی تک کیوں نہیں ہوا اور ہماری جان کیوں نہیں چھوٹ رہی۔۔

مصطفیٰ صاحب مذاق اڑاتے ہوئے جلے کٹے انداز میں گویا ہوئے تھے۔ کتنے مہینوں سے وہ یہ قصہ سن رہے تھے۔

جبکہ کلثوم بیگم تو انکے انداز پر منہ کھول گئیں تھیں۔

منہ کھولنے سے حقیقت نہیں بدل جائے گی بیگم اور خبردار اب آپ میرے حسین بیٹے کے پیچھے پڑیں تو۔

نہیں تو اپنی دوست کی بیٹی لیڈی ڈیانا کو میں نے کنواں میں پھینک آنا ہے۔ ابھی اس گھر میں آئی نہیں ہے اور میرے بیٹے کی جان پہلے عذاب کر دی ہے۔۔

وہ سر جھٹکتے نخوت سے بولتے جا رہے تھے۔۔ مصطفیٰ صاحب ان انسانوں میں سے تھے۔ جو اگلے پیچھے حساب اک دفعہ ہی چکتا کرتے تھے۔ آج وہ یہ کام ہی کر رہے تھے۔
تو جو آپکا بیٹا لڑکی لائے گا وہ اسکی جان عذاب نہیں کرے گی کیا۔۔

کلثوم بیگم نے تیکھے لہجے میں استفسار کیا تھا۔

میرا بیٹا جس لڑکی کو لائے گا۔۔ وہ اسکی من پسند عورت ہوگی۔۔ اور مرد اپنی من پسند عورت کے ہر عذاب کو خوشی خوشی برداشت کر لیتا ہے۔۔ جیسے میں آپکا کر رہا ہوں

مصطفیٰ صاحب نے انہیں لاجیکل جواب دیتے ساتھ اپنی مثال دی۔ تو کلثوم پہلو بدل کر رہ گئیں

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

آخری غصے بھری نظر کلثوم بیگم پر ڈال کر لیڈی ڈیانا کو یاد کرتے وہ نخوت سے سر جھٹکتے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ پیچھے کلثوم بیگم اپنا سامنہ لے کر رہ گئیں تھیں۔ اگر سنی اور عیس آج مصطفیٰ صاحب کی باتیں سن لیتے تو وہ دونوں ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو جاتے۔۔۔۔۔

خان صاحب آپ میرے موبائل کے ساتھ کیا کر رہے ہیں۔۔

بی جان نے عینک سے گھورتے ہوئے آغا جان سے پوچھا۔ جو آنکھیں چندھیا کرتے موبائل کالا کھولنے کی کوشش کر رہے تھے۔

خانم میں اسکا لاک کھول رہی ہوں۔۔

آغا جان نے چشمہ ٹھیک کرتے موبائل پر انگلی پھیرتے مصروفیت سے جواب دیا۔ تو بی جان انکے زنانہ پن کر تمللا کر رہ گئیں۔

وہ دونوں حویلی کے لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔ باقی سب اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ پران دونوں کو لاؤنج میں بیٹھے دیکھ کر انکے پاس کوئی نہ کوئی آکر بیٹھ جاتا تھا۔ انہی دونوں کے باعث تو حویلی میں رونق لگی رہتی تھی۔ ملازمین آتے جاتے دونوں میاں بیوی کی تکرار کو انجوائے کرتے تھے۔

خان صاحب آپ تھوڑا پڑھے لکھے ہوتے تو آپ کو پتہ ہوتا نہ کہ موبائل کیسے استعمال کرنا ہے۔

بی جان نے صاف صاف انکا مذاق اڑانا چاہا تھا۔

آپ جتنا یو کے سے گریجویشن پاس ہیں نہ میرا خان اچھے سے جانتی ہے۔۔

آغا جان نے بی جان کے مذاق میں تڑکتے بھڑکتے جواب دیا تھا۔ جو بی جان کو بالکل بھی کرارا جواب محسوس نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ ہمیشہ کی طرح آغا جان مذکر مومنٹ کا کچھ مر بنا کر بی جان کو سر جھٹکنے پر مجبور کر گئے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

آپ میرے فون کے ساتھ محاذ لڑ ہی کیوں رہے ہیں۔۔

بی جان نے آغا جان کو مسلسل لاک کھولنے کی کوشش کرتے دیکھ کر بادام کھاتے لاک کھولنے کی وجہ جاننا چاہی۔

ہم کو چھوٹی بہو سے بات کرنی ہے اس لئے۔۔

آغا جان کی طرف سے پھر مصروف جواب موصول ہوا تھا۔

ادھر لائیں موبائل میں اپکو کھول کر دوں۔ جدید دنیا کا کچھ اتہ پتہ ہو تو اپکو معلوم ہونہ کہ موبائل کیسے استعمال کرتے ہیں۔ اور خبردار آپ نے میری سیو کی ہوئی کوئی بھی وڈیو ڈیلیٹ کی تو۔ پچھلی بار بھی آپ نے میری ساری ضروری چیزیں اڑا دیں تھیں۔

بی جان نے موبائل کا فیس لاک کھولتے ہوئے آغا جان کو سنانے کے ساتھ ساتھ پکا کیا تھا۔ کہ وہ انکی یوٹیوب میں سیو کی ہوئیں ویڈیوز ڈیلیٹ نہ کریں۔ کیونکہ آغا جان سے اک بار غلطی میں یہ گستاخی ہو چکی تھی۔ اسی لئے اب بی جان انہیں اپنا موبائل کم ہی پکڑنے دیتیں تھیں۔

آپ جتنا جدید ہیں میرا خان کو اچھے سے معلوم ہے خانم، یہ تو وہ کلمو ہی عیس اپکو ساری فساد کی چیزیں سیکھا کر جاتی ہے۔ اور کونسی آپ نے وڈیوز جمع کی ہوئیں ہیں۔

آغا جان نے عیس کو مونٹ کرتے ہوئے ساتھ تجسس سے پوچھا تھا۔ تاکہ جان سکے کہ انکی بیوی اس مواد کو لے کر کیوں اتنی فکر مند ہیں۔

میری بہت قیمتی ویڈیوز ہیں۔۔ جن میں بتایا گیا ہے۔ کہ بڑھاپے میں جوان کیسے رہتے ہیں۔

بی جان نے پر جوش انداز میں انہیں اپنی سرچنگ بتائی تو آغا صدمے میں چلے گئے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔

خانم آپ پاگل ہو گیا ہے کیا۔ اگر جوان رہنا ہی ہے تو بڑھا پاکیوں اتا ہے۔ اور بڑھاپے میں ہم جوان کیسے رہ سکتی ہیں۔۔

آغا جان نے اچھنبے سے اپنے دماغ میں آتے سوال پوچھے تو بی جان کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ لیں۔

خان صاحب بڑھاپے میں جوانی کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ بندہ دس سال پیچھے عمر لے جاسکتا ہے۔ اس میں بس تندرست رہنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔

بی جان نے انہیں تفصیل بتائی تو آغا جان کچھ مطمئن انداز میں سر ہلانے لگے۔

پر خانم آپ کے بال تو پھر بھی سفید ہیں اور تندرستی بھی کہیں نہیں نظر آرہی ہم کو۔۔

آغا جان نے انکا معائنہ کرتے پھر سوال کیا۔ تو بی جان خود کو س گئیں۔ جنہوں نے اپنی ویڈیوز کا ذکر کیا تھا۔

خان صاحب میں نے تو اس بات کا نتیجہ نکالا ہے۔ کہ آپ کے ساتھ شادی کر کے بالکل مزا نہیں آیا مجھے۔۔۔

بی جان باداموں کی پلیٹ میں نظریں دہراتے ہاتھ نچاتے بولیں تو آغا جان کو غصہ چڑھ گیا۔

ٹھیک ہے اگر آپ کو ہم سے شادی کر کے مزا نہیں آئی تو میں اس سڑی کریلی دلاؤں خان کو جا کر بتاتی ہیں۔ کہ آپ چھپ چھپ کر مٹھا کھاتا رہتا ہو۔۔۔

آغا جان دلاؤں خان کے نام کی دھمکی لگاتے اٹھتے لگے۔ تو بی جان ہڑا گئیں۔

کیا کرتے ہیں آپ خان صاحب اتنی اچھی اردو بول کر کون اپنی پیاری زوجہ کو دھمکی لگاتا ہے بھلا، لائیں میں آپکو کال ملا کر دوں آپ اپنی لاڈلی بہو سے بات کر لیں۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

بی جان نے ڈرتے ہوئے آغا جان کی اردو کو جہاں سراہا تھا۔ وہیں لگے ہاتھ بھر پور مکھن لگاتے علیزے کے نمبر پر کال ملا کر فون آغا جان کے حوالے کر دیا۔

کیونکہ اگر ان کا چھپ چھپ کر میٹھا کھانے کا راز دلا ور خان کے پاس پہنچ جاتا۔ تو اس حویلی میں طوفان آ جانا تھا۔ اسی لئے بی جان احتیاطی تدابیر کرتے اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئیں تھیں۔

تاکہ آغا انکو دوبار دھمکی نہ لگا سکیں۔ کیونکہ بی جان سچ بولے بنا نہیں رہ سکتیں تھیں۔ اب انہیں شادی کر کے مزا نہیں آیا تھا۔ تو بس نہیں آیا تھا۔ اس میں کیا زبردستی تھی۔۔۔۔۔

خان ایکے کپڑے کہاں ہیں۔۔۔

علیزے نے ڈرتے ہوئے سلطان کی خون سے بھری سفید شرٹ اتار کر پوچھا تھا۔ وہ علیزے کے سامنے شرٹ لیس بیٹھا ہوا تھا۔ اور دائیں بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ گولی چھو کر گزری تھی۔ اسی لئے بچت ہو گئی تھی۔ سنی نے تو باقاعدہ شکر ادا کیا تھا۔ کہ گولی بس چھو کر گزری ہے۔

وہاں ڈریسنگ ایریا ہے خانم۔۔۔

سلطان نے محبت سے اسے دیکھتے سامنے اشارہ کیا۔ تو علیزے ہاں میں سر ہلاتے اٹھ کھڑی ہوئی۔

کمرے میں آتے ہی اس نے اپنا سفید حجاب اتار کر رکھ دیا تھا۔ اسکا کراؤن سائینڈ ٹیبل پر پڑا ہوا تھا۔

کمرے میں آتے ہی سلطان اسکے ساتھ سو گیا تھا۔۔ کیونکہ علیزے رات سے جاگ رہی تھی۔ اسی لئے

کمرے میں آتے ہی سلطان نے بنا چیلنج کیے اسے سلا یا تھا۔ اسکا ارادہ تو علیزے کو سلا کر چیلنج کرنے کا

تھا۔۔۔ پراسکی خود بھی ساتھ آنکھ لگ گئی تھی۔

اور اب دوپہر میں وہ دونوں بیدار ہوئے تھے۔ تو علیزے نے سب سے پہلے آنسو بہاتے ہوئے سلطان کی

شرٹ اتاری تھی۔۔ تاکہ وہ کپڑے بدل سکے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ڈریسنگ ایریا میں علیزے داخل ہوئی تو علیزے کو لگا کہ وہ منی مال میں گھس آئی ہے۔۔ جہاں ہر طرف ضرورت کا سامان سجایا گیا تھا۔ اور بڑے بڑے چارواڈروب تھے۔

علیزے مسیّر از ہوتے سب دیکھتے ہوئے آگے بڑھی تھی۔ وہ مکمل طور پر کنفیوز ہو گئی تھی۔ کہ اتنے سارے کپڑوں میں سے کونسے کپڑے نکالے۔ کچھ سوچتے ہوئے علیزے سلطان کے لئے آرام دہ بلو ٹراؤزر شرٹ اور اپنے لئے ریڈ ٹی شرٹ نکال کر مڑی تو سامنے کا منظر دیکھ کر اسکی چیخ گونج گئی تھی۔

علیزے کی چیخ پر ڈریسنگ ایریا میں ایرہ اور منیزے بھی چونکتے ہوئے سامنے دیکھنے لگیں تھیں۔ وہ سب اک ساتھ یہاں اندر داخل ہوئیں تھیں۔ لیکن اپنے دھیان میں وہ اک دوسرے کو دیکھ نہیں پائیں تھیں۔ بلکہ اپنے اپنے شوہر کی وارڈروب سے اپنے اپنے لئے کپڑے نکالنے لگیں تھیں۔

سب نے حیران کن نظروں سے سامنے دیکھا تھا۔ جہاں مشعل عیس کی ٹی شرٹ میں اپنے بکھرے بالوں کے ساتھ پہنے کے لیے کوئی کپڑے تلاش کر رہی تھی۔ علیزے کی چیخ کی وجہ مشعل کا حلیہ تھا۔ نیند کے باعث آدھ کھلی آنکھوں میں گھٹنوں تک ٹی شرٹ میں اپنے کالے بکھرے بالوں میں وہ کوئی بھٹکی ہوئی چڑیل لگ رہی تھی۔ وہ صرف عیس کی ٹی شرٹ میں ملبوس تھی۔

مشعل کی ہاٹ اور ڈراؤنی لک دیکھ کر جہاں ان تینوں کے منہ کھلے تھے۔ وہیں مشعل ہوش میں آتی واپس کمرے میں بھاگی تھی۔ پیچھے وہ سب بھی اک دوسرے سے نظریں چراتی اپنے اپنے کمرے میں بھاگیں نکلیں تھیں۔

عیس کی شدتیں سہتے وہ دونوں سو گئے تھے۔ اب مشعل کی آنکھ کھلی تو وہ فریش ہونے کی نیت سے اپنے لئے کوئی مناسب ڈریس دیکھنے آئی تھی۔ جو اسے فٹ آسکے۔ وہ ہر گز نہیں جانتی تھی کہ انکا ڈریسنگ ایریا کمبائنڈ ہے۔۔ اور اسے اس حالت میں اسکی دوستیں دیکھ لیں گی۔

کیا ہوا خانم۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے کے چینختے کے باعث سلطان جو علیزے کو دیکھنے آ رہا تھا۔ علیزے کو تیزی سے باہر نکلتے دیکھ کر اس نے پوچھا۔ تو علیزے کو سمجھ نہ آیا اسے کیا جواب دے۔

کچھ نہیں بس ڈر گئی تھی خان۔۔۔

علیزے سرخ رنگت سمیت مسکرا نے کی ناکام کوشش کرتے بولی۔ تو سلطان اسکا لال رنگ دیکھ کر اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ گیا۔

آپ اتنی لال کیوں ہو رہیں ہیں۔۔۔

سلطان نے فکر مندی سے پوچھا۔ تو علیزے شرم کے مارے اس کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا گئی۔ اور پھر مشعل کا حلیہ یاد آتے وہ اک دم سے ہنسنا شروع ہو گئی۔ تو ہنستے ہی چلی گئی۔

سلطان نا سمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ جو پہلے ڈر رہی تھی۔ اور اب ہنستے جارہی تھی۔

کچھ نہیں اپکو نہیں سمجھ آئے گا۔ زیادہ ہنسنے کے باعث علیزے نے اپنی سیاہ آنکھوں سے نکلتا پانی صاف کیا۔ تو سلطان نفی میں سر ہلاتے اسکا ماتھا چوم کر واشروم میں چلا گیا۔۔۔

علیزے پھر اک دفعہ یاد آنے پر ہنستے ہوئے کپڑے رکھ کر اپنی گاؤن کی ذپ کھولنے لگی تھی۔ سلطان کے آنے سے پہلے پہلے اسے چینج کرنا تھا۔

علیزے نے ہاتھ پیچھے لے جاتے ابھی ذپ کھولی ہی تھی۔ کہ واشروم سے سلطان کی اونچی کراہ سنتے وہ تیزی سے واشروم کے دروازے پر اپنی۔۔۔

خان کیا ہوا۔۔۔

ڈور کے پاس چہرہ کرتے علیزے نے فکر مندی سے پوچھا۔ تو سلطان نے دروازہ کھولتے اک جھٹکے میں علیزے کو اندر کھینچا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے اس اچانک افتاد پر گھوم کر رہ گئی۔ سلطان نے اندر کھنچتے ہی اسے دیوار کے ساتھ لگا دیا تھا۔ تو وہ اپنے کالے نینوں میں پریشانی لیے اسے دیکھنے لگی۔ سلطان دیوار پر ہاتھ ٹکاتے اپنی نیلی آنکھیں اسکے کالے نینوں میں گاڑ گیا۔ اسے یہ کالے نین ہمیشہ پر اسرا لگتے تھے۔

اپکو درد ہوا تھا کیا۔۔۔

علیزے نے اسکے تھوڑی دیر پہلے کراہنے کا پوچھا تو سلطان نے اسکا ہاتھ اپنے تیزی سے دھڑکتے دل پر رکھ دیا۔۔

یہاں درد ہو رہا ہے۔۔

سلطان نے اپنا چہرہ جھکا کر اسکے مقابل کرتے جواب دیا۔ تو علیزے اسکے لہجے کے گھمبیر پن پر تھوگ نکل گئی۔

اپکو چوٹ بازو میں لگی ہے۔۔۔

علیزے نے اسکے سینے سے ہاتھ ہٹاتے اسے یاد کروانا چاہا کہ اسے کہاں چوٹ لگی ہے۔ جبکہ سلطان اسکے نظریں جھکانے پر مسکرایا تھا۔

پیار کریں کیا خانم۔۔۔

سلطان نے اسکے کندھے پر ہونٹ رکھتے ہمیشہ کی طرح سوال کیا تو علیزے کو اپنے گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی سنائی دینے لگیں۔

خان آپکا بازو ٹھیک نہیں ہے۔۔ اپکا زخم خراب ہو جائے گا۔

علیزے نے اسکا دھیان بازو پر کروانا چاہا تو سلطان اسے گھور گیا۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

بھاڑ میں گیا یہ زخم میرا دل آپکے لئے سلگ رہا ہے۔ اور آپ دل کو چھوڑ کر بازو کی فکر میں ہلکان ہو رہیں ہیں۔۔۔

سلطان نے غصے سے علیزے کو جواب دیتے اک دم سے شاہراہ آن کیا تو خود پر پانی پڑتے ہی علیزے کے ہوش اڑے تھے۔ وہ پہلے ہی اپنی گاؤن کو مشکل سے سنبھالے ہوئے تھی۔ کیونکہ زپ کھولنے کی وجہ سے اسکا گاؤن کندھوں سے مسلسل ڈھلک رہا تھا۔

خانمن۔۔۔

علیزے نے بامشکل آنکھیں کھولتے اسے پکارنا چاہا تو سلطان اسے کمر سے تھام کر اوپر اٹھاتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھ گیا۔

وہ کمر سے علیزے کو تھوڑا اوپر اٹھائے ہوا تھا۔ علیزے کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں سے الجھاتے سلطان نے اسکا گاؤن اتارنا چاہا۔ تو وہ خود ہی آرام سے نیچے گر گیا۔۔ جس پر پر سکون ہوتے سلطان نے اسکی کمر کو تھامتے شدت سے اس کے ہونٹوں پر دانت گاڑے تھے۔ علیزے پانی میں اسکا آگ جیسا لمس محسوس کرتے کپکپا اٹھی تھی۔۔

علیزے کے ہونٹوں کو آزادی بخشے سلطان اسے گود میں اٹھاتے ہاتھ ٹب میں لے کر آیا۔ تو علیزے شرم و حیا سے مچل گئی۔

خانمن۔۔۔

علیزے نے روہان سے ہوتے اسے پھر پکارا تھا۔ سلطان اسکی پکار نظر انداز کرتے اسے پانی والے ٹب میں بٹھاتے اس کے اوپر جھکا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے کو آخری پردے سے آزاد کرتے سلطان نے نیلی سرخ خمار زدہ آنکھیں اسکی سیاہ آنکھوں میں گاڑتے اسکی ڈھرکنوں کو ہاتھ سے سہلایا۔ تو علیزے کانوں کی لوح تک سرخ پڑنے لگی۔ اسے اپنے جسم میں بجلی سی ڈورتے ہوئے محسوس ہو رہی تھی۔

وہ شرم سے گلنار ہوتے آنکھیں بند کرتے سر پیچھے گرا گئی۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی اب رہائی نامکمل ہے۔۔ اسکا عضیلہ خان اپنی شدتیں لٹائے بنا اسے نہیں بخشنے والا اسی لیے وہ خود کو اسکے سپرد گئی تھی۔ سلطان نے اسے آنکھیں موندتے دیکھا تو علیزے کو اپنی گود میں منتقل کرتے اسکی گردن کو پیچھے گراتے کمر سے اٹھاتے اسکی ڈھرکنوں کو ہونٹوں سے چھوا تو علیزے یک دم سے لرزی تھی۔۔

جس پر سلطان گہری بے باک نظروں سے اسکے دودھیابدن کو دیکھ کر مزید مدہوش ہونے لگا۔ علیزے کی دھڑکنوں کو ہونٹوں سے چھوتے سلطان نے اسکے پیٹ پر ہونٹ رکھے تو وہ اسکے کندھوں پر ناخن گاڑ گئی۔۔

آج میرا ساتھ دیں گئیں کیا، میری گود میں بیٹھ کر مجھے اپنی روح کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے دیں گی کیا۔ سلطان نے بے باک سرگوشی کرتے اسے پوچھا تو علیزے کی آنکھیں جو پہلے ہی نہیں کھل رہیں تھیں۔ سلطان کی بے باک فرمائش پر اسکی پلکیں بھاری ہوتی چلی گئیں۔

وہ چپختے ہوئے اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی تھی۔

سلطان کو یقین ہو گیا تھا۔ کہ وہ کچھ نہیں کرنے والی۔۔۔

اسی لیے سلطان نے اسے اپنے نیچے شفٹ کرتے خود اسکے اوپر آتے ہوئے اسکے ہونٹوں پر ہونٹ رکھتے اسکی ملائم کمر پر ہاتھ پھیرا تو علیزے کانپتے ہوئے سلطان کے ہونٹوں پر دانت گاڑنے لگی۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اپنی خانم کو مزید تڑپانے کے سلطان نے اسکی ٹانگوں کی طرف ہاتھ بڑھایا تو علیزے کی پٹ سے آنکھیں کھلیں تھیں۔۔ علیزے کو آنکھیں پھیلاتے دیکھ کر سلطان نے اسکی آنکھوں کو چوما تھا۔ وہ اسکی بے باک چھیڑخانیوں پر سسکنے لگی تھی۔

سلطان دونوں ہاتھوں سے اسکی پتلی کمر کو اوپر اٹھاتے اسکی ٹانگوں کو اپنی کمر پر لگاتے اسے اندر داخل ہوا تو علیزے اسکی شدت پر اسکے کندھے پر ناخن گاڑنے لگی۔

وہ اپنا سر پیچھے گراتی چلی گئی تھی۔۔ اسکی گردن پر ہاتھ رکھتے سلطان جھکتے ہوئے نرمی سے اسکی گردن کو کندھوں کو چومنے رہا تھا۔ علیزے نفی میں سر ہلاتے تڑپنے لگی تھی۔

کیونکہ سلطان اپنی شدتوں کو بڑھا چکا تھا۔۔ جس پر اسکی جان جا رہی تھی۔
خان میں رودوں گی۔۔۔

علیزے نے نم آنکھیں کھولتے اس سے التجا کی تو سلطان کو بے اختیار اپنی خانم پر ٹوٹ کر پیار آنے لگا۔
تھوڑی سی ہمت کریں انہیں شدتوں میں ہم دونوں کا سکون ہے۔۔۔

سلطان اسکے کان میں بے باک سرگوشی کرتے اپنی شدت بڑھاتے اسکے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھتا چلا گیا۔ واشروم میں شاہرا بھی تک چل رہا تھا۔ لیکن وہ دونوں ہاتھ ٹب میں اک دوسرے میں گم تھے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

Epsiode 74

(تین دن بعد)

تم سب جانتے ہو نہ کہ ہمیں فارم ہاؤس جانا تھا۔۔۔

سنی نے دانتوں تلے لب کچلتے سوال کیا تو وہ تینوں اسے دیکھنے لگے۔

ہاں یاد تھا۔۔۔

عیس مختصر جواب دے کر خاموش ہو گیا۔۔۔

تو سالے پھر یاد کیوں نہیں کروایا ہمیں۔۔۔

ضرار دانت پیستے ہوئے گویا ہوا۔۔۔ پر حقیقت میں کر نلز کا آڈر سب کو یاد تھا۔۔۔ جس میں ان سب کو فارم

ہاؤس آنے کا حکم ملا تھا۔ لیکن ہمیشہ کی طرح وہ اس بات کو اپنی باتیں شائیں کر رہے تھے۔

سلطان اس دوران بالکل خاموش بیٹھا انکی باتیں سنتا کافی پی رہا تھا۔

وہ تین دنوں سے ہوٹل میں حملہ کرنے والوں کے متعلق انفارمیشن ڈھونڈ رہے تھے۔ اور اس کام میں

کامیاب بھی ہو گئے تھے۔ اب اس کام کو اختتام تک پہنچانے کے بعد ہی وہ فارم ہاؤس جانے کا ارادہ رکھتے

تھے۔

اس وقت وہ سب اک ہوٹل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جو کہ یونیورسٹی کے قریب ہی تھا۔ ضروری چیزوں

کو ڈسکس کرنے کے لیے وہ سب یہاں آئے تھے۔

اس کے بعد عیس اور سنان کو ضروری کام کے لیے اک ساتھ نکلنا تھا۔۔۔ اور ضرار اور عیس کو یونیورسٹی

جانا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سالوں یونیورسٹی میں داخلہ کروادیا۔ کم از کم اتنا تو بتا کہ میں یہاں کیا پڑھ کر کونسی ڈگری لے رہا ہوں۔
سنان نے منہ بناتے سوال کیا تو وہ تینوں اپنا قہقہہ روکنے کی کوشش کرنے لگے۔

تو تم بتا دیتے نہ کہ تم گائنا کالوجسٹ بن رہے ہو۔

عیس نے معصومیت سے سنی کو حل بتایا تو غصے سے سنی کا چہرہ لال ہو گیا۔

تیری ڈالیوری نہ کر دوں میں پھر۔۔۔

سنی جواب باتیش سے بولا تو سلطان اور ضرار قہقہہ لگائے۔

تو میرے ساتھ بد تمیزی کر رہا ہے نہ دیکھنا ایسے ہی آری بھابی کو پٹیاں پڑھاتے تیرے پیچھے لگاؤں گا میں،
پھر تجھے مجھ سے پنگے بازی لینے کا سبق ملے گا۔۔۔

عیس سنی کی فضول بات پر بھڑکا اٹھا تھا۔ اسی لیے اسے ایرہ کی دھمکیاں لگانے لگا۔ جو جیس ہوتے اک
پل میں خونخوار بن کر اسکے گریبان کو آنے لگتی تھی۔

چیچ چیچ۔۔۔

میرے بے بی کو غصہ آرہا ہے کیا۔۔۔

سنی ہونٹوں کو گول کر کرچکا رتے ہوئے عیس کو مزید تپانے لگا۔

بکواس بند کر کے کام پر دھیان دو اب تم دونوں۔۔۔

سلطان نے ان دونوں کو ڈپٹا تھا جو اک دوسرے کو چڑانے کے چکر میں ساری حدیں پار کرنے والے
تھے۔

چلو اٹھو لڑکیوں کو گھر ڈراپ کر جلدی واپس آؤ پھر کلب بھی جانا ہے۔۔۔

ضرار ٹیبل سے کھڑے ہوتے سنجیدگی سے بولا۔۔ تو وہ اثبات میں سر ہلاتے اٹھ گئے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

بل کون دے گا۔۔

عیس نے انجان بنتے سوال کیا تو وہ تینوں اسکے پوچھنے پر خو نخوار تاثرات سے اسے دیکھنے لگے۔۔

اس دفعہ بل دینے کی باری تیری ہے۔۔

سنی انگلی سے اشارہ کرتے دبے دبے انداز میں گویا ہوتے اسے یاد کروانے لگا۔ سنی کے یاد کروانے پر عیس آنکھیں گھوماتے ہوا بولا تو لہجے میں حد سے زیادہ معصومیت رقم تھی۔

میرے پاس تو پیسے ہی نہیں ہیں۔۔۔

دانتوں میں انگلی دباتے وہ انتہا کا غریب بنتے انہیں بتا کر خاموش ہو گیا۔۔ اور عیس کی خاموشی ایسی تھی۔ کہ اگر ان تینوں میں سے کوئی کچھ بولا تو وہ غریب انسان شرمندہ ہو جائے گا۔

عیس کے مفلسی والے تاثرات دیکھ کر ان تینوں کو دل کیا اسے ریسٹورنٹ سے باہر پھینک آئے۔ پر ابھی فحال وہ اسے ریسٹورنٹ سے باہر نہیں پھینک سکتے تھے۔۔ کیونکہ پھر اس صورت میں بل ان سب کو دینا پڑتا۔ جو وہ ہر گز نہیں دینے والے تھے۔

کہاں ہیں تیرے سارے پیسے، کدھر جاتا ہے تیرا سارا پیسہ کس گریفرینڈ پر اڑاتا ہے تو۔ کیونکہ بیوی تو تجھے معصوم سی مل گئی ہے۔۔ جو بیچاری تیری دولت کے بارے میں جانتی بھی نہیں ہوگی۔ کہ تو کس طرح دولتِ اسلامیہ پر ناگ بن کر بیٹھا ہوا ہے۔

ضرار پھر سب کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے شدید غصے سے سوال کر رہا تھا۔۔ وہ سب کو اس لیے بیٹھا گیا تھا۔ کیونکہ عیس علی ہمدانی سے پیسے نکلوانے کے لیے ابھی انہیں مزید آدھا گھنٹہ لگ جانا تھا۔

ان سب نے مل کر اک رول بنایا تھا۔ جس رول میں سب باری باری ریسٹورنٹ میں ہونے والی میٹنگ کا خرچہ برداشت کرتے تھے۔ اس میٹنگ میں انکا کھانا پینا سب شامل ہوتا تھا۔۔ وہ چاروں امیر ترین

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ہونے کے باوجود آپس میں حساب کتاب کرنے سے باز نہیں آتے تھے۔ اور انہی چھوٹی موٹی چیزوں میں زندگی کا مزہ اچھا تھا۔

لیکن عیسٰی علی ہمدانی ہمیشہ اپنی باری پر کنجوسی کا ریکارڈ قائم کرتا تھا۔ وہ جان بوجھ کر اپنی باری والے دن اپنا والٹ فلیٹ میں چھوڑ آتا تھا۔ تاکہ مصیبت کو جڑ سے ہی ختم کر دیا جائے۔۔۔ نہ والٹ پاس ہوگا اور نہ اس میں سے پیسے دینے پڑے گئے۔۔

اسکی ان حرکتوں پر تنگ آتے کئی دفعہ انکو خود بل دینا پڑتا تھا۔ اور اک بار غصے میں وہ اسے ریسٹورنٹ کے اندر ہی چھوڑ کر آگئے تھے۔ تاکہ وہ شرم کھاتے بل ادا کر کے وہاں سے نکلے۔۔

لیکن اگلی بار جب وہ اس ریسٹورنٹ میں واپس گئے۔۔ تو پتہ چلا کہ عیسٰی علی ہمدانی نے انکے ہاں سلطان احمد خان کے نام کا کھاتہ کھلوادیا ہے۔ جس میں عیسٰی نے پچھلی بار کا بل ادھار میں لکھوایا تھا۔

عیسٰی کی کر توت پر جہاں سلطان کے ہوش اڑے تھے۔۔ وہیں سلطان کے فیس کے ایکسپریشنز دیکھ کر ضرر اور سنان ہنس ہنس کر پاگل ہو گئے۔

ادھار کرو آتا ہوں۔۔

عیسٰی چٹکیوں میں مسئلہ ختم کرتے اٹھنے لگا۔ تو سلطان اسے نیچے کھنچتے ہوئے نیچے بٹھا گیا۔

بے غیرت انسان یہ شہر کا مشہور و معروف ریسٹورنٹ ہے۔ کیوں عزت کا فالودہ بنانے پر تلا ہے۔ اور اک تو مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ لوگ تیری باتوں میں آکیسے جاتے ہیں۔

سلطان دانت پیستے ہوئے آہستہ آواز میں بول رہا تھا۔ تاکہ آس پاس بیٹھے لوگ انکی گفتگو سن نہ سکے۔۔

کیونکہ وہ سچ میں پچھلے ریسٹورنٹ کے سٹاف پر حیران ہوا تھا۔ جنہوں نے عیسٰی کے کہنے پر اسکا ادھار کھاتہ کھول دیا تھا۔ اور بنایمینٹ کیے اسے باہر بھی نکلنے دیا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اب میں اس بارے میں کیا ہی اپنی تعریف کروں۔۔

عیس شرماتے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بولا۔ تو ان تینوں کو شدید تیش دلا گیا۔۔

کمینے انسان کیا کرے گا اتنے بڑے بزنس کی کمائی کا۔۔

ضرار نے غصے سے دوچار ہوتے اس سے اسکی دولت کا پوچھا تھا۔ کیونکہ بزنس کی دنیا میں اسکا اک نام تھا۔ اور اس نام کی وہ کسی کو بھی ہوا نہیں لگنے دیتا تھا۔ اپنے ظاہری حلیے سے وہ جہاں گنڈا نظر آتا تھا۔ وہیں اتنا ہی چھپار ستم امیر ترین بھی تھا۔

یہ بے غیرت انسان اس عمر میں انکل سے نوکری کروانے سے باز نہیں آ رہا تم لوگوں کو کیا ہی حساب دے گا۔۔

سلطان تاسف سے سر ہلاتے بولا تھا۔۔ جبکہ عیس کے تاثرات ایسے تھے۔ جیسے یہاں اسکی نہیں کسی اور کی بات ہو رہی ہو۔۔

دیکھا ہمارا خان کتنا سمجھ دار ہے۔۔۔

عیس امپریس ہوتے ہوئے بولا۔ تو وہ تینوں گہری سانسیں خارج کرتے خود کو پرسکون کرنے کی ناکام کوشش کرنے لگے۔

تو بل دے گا کہ نہیں۔۔۔

سنی نے آخری بار پھر پوچھا تو عیس اپنی ہیزل براؤن اکھیں وں سے اسے دیکھ گیا۔ سنی تو اسکی ایکٹنگ پر جتنا بھی حیران ہوتا کم تھا۔۔۔

میں کہاں سے پیسے دوں میرے پاس تو پیسے ہیں ہی نہیں یار۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس نے پھر معصومیت سے لبریز بوتے جواب دیا تھا۔ اگر کوئی بھی اجنبی انسان عیس کو ایسے دیکھ لیتا تو اسکے دوستوں کو سنانے سے باز نہ آتا جو اپنے غریب دوست سے اتنا مہنگا بل ادا کروانے کے لئے زبردستی کر رہے تھے۔

سنی گاڑی میں جاؤ اور ڈرائیونگ سیٹ کے پیچ نیچے بلیک کلر کا والٹ پڑا ہے وہ لے کر آؤ۔۔۔

سلطان نے اپنی نیلی آنکھیں عیس پر گاڑتے اسکا پول کھولا تو اسکی بات سنتے جہاں عیس ٹھٹکا تھا۔ وہیں آنکھوں میں چمک لیے سنی جلدی سے باہر کی جانب بھاگ نکلا

عیس اپنی جگہ سے اٹھتے سنی کے پیچھے جانے لگا تو ضرار اسے پیچھے کھینچ کر بازو کے شکنجے میں قید کر گیا۔

عیس ان سب سے آخر میں گاڑی سے نکلا تھا۔ ضرار اور سنان ان کے آگے ریسٹورنٹ میں پہلے داخل

ہوئے تھے۔۔ لیکن سلطان نے مڑتے ہوئے اپنے نمونے کی کرتوت کو ملاحظہ کر لیا تھا۔ جو شیطانی

مسکراہٹ سے اپنی پینٹ کی پاکٹ سے والٹ نکال کر ڈرائیونگ سیٹ کے نیچے چھپا کر باہر نکلا تھا۔

سنی ہاتھ میں والٹ گھوماتے ہوئے سیٹی کی دھن بجاتے ہوئے عیس کے سامنے آیا تو عیس اسکے ہاتھ میں اپنا والٹ دیکھ کر تڑپ گیا۔۔

دیکھ سنی دشمنی اپنی جگہ پر یہ کمینہ پن تجھ پر بلکل بھی اچھا نہیں لگ رہا ہے۔ تو سفید گولڈن بوائے ہے

ویسے ہی رہ۔۔ پراگریہ کمینہ پن کرے گا تو میری نظر میں تو اندھیرا بن جائے گا۔۔

سنی کو اپنے والٹ سے پیسے نکالتے دیکھ کر عیس ضرار کی گرفت میں دہائیاں دیتے جو منہ میں آیا بولتا چلا

گیا تھا۔۔ تاکہ کسی طریقے بھی اپنے پیسے بچا سکے۔۔

پراسکی دہائیوں پر کوئی بھی کان نہیں دھر رہا تھا۔

سنی زرا پچھلے بل کے پیسے نکال کر مجھے دینا۔۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان نے سنی کو مخاطب کرتے کہا۔ ویٹر کو بل دینے کے ساتھ ساتھ سنان نے فراغ دل سے اچھی خاصی ٹپ بھی دی تو وہ خوش ہوتے چلا گیا تھا۔

وایے ناٹ خان۔۔

سلطان کی بات پر سنی نے پر جوش کرتے اسے پیسے نکال کر دیے تھے۔

اس نے مجھ سے بھی دس ہزار ادھار لے رکھے ہیں۔ جو پچھلے تین مہینوں سے واپس نہیں کر رہا۔ جب بھی مانگو تو سالانہ مہنگائی کے رونے رونے لگ جاتا ہے۔۔

ضرار نے لگے ہاتھ اپنا حساب بھی کلیئر کر وانا چاہا تھا۔ اور ساتھ عیس پر اک خطرناک گھوری بھی ڈالی تھی۔۔

جس کے اس وقت دل پر چھڑیاں چل رہی تھیں۔ اپنے والٹ کو خالی ہوتے دیکھ کر وہ تکلیف سے آنکھیں ہی بند کر گیا تھا۔۔

لو تم پکڑو اپنے دس ہزار ادھار والے اور پانچ ہزار سود کے جو اتنی مدت کے ادھار کے پیسوں پر بنتا ہے۔۔ سنی نے گنتی کرتے ہوئے ضرار کو پندرہ ہزار پکڑائے تو عیس چینیخ پڑا تھا۔

سالوں سود حرام ہوتا ہے۔۔

ہاں بس سارے حرام کام تیری دفعہ حلال ہو جاتے ہیں۔ تیرا یہ ایمان اس وقت کہاں ہوتا ہے جب تو ہم سے ٹھگنے میں لگا ہوتا ہے۔۔

سلطان عیس کے سر پر تھپڑ رسید کرتے اسکی پونی کھینچتے ہوئے بولا۔ تو عیس نے بیچارہ سامنے بنا لیا۔۔

یہ میں اپنے پیسے رکھ رہا ہوں جو تو نے پچھلے سال کے مجھے دینے ہیں۔۔ اور کل ملا کر سود بھی اس میں شامل ہو تو یہ سارے باقی بچے پیسے میرے ہی ہوئے اب۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اوپس آپکا والٹ تو خالی ہو گیا ہے۔۔ اب خالی والٹ دینا تو اچھی بات نہ ہوئی نہ۔۔ چلو تم یہ رکھ لو۔۔

باقی بچی پوری موٹی رقم سنی نے والٹ سے نکال کر اپنی پاکٹ میں رکھتے عیس کے والٹ میں سوکانوٹ رکھ کر والٹ اسکے آگے پیش کیا۔ تو عیس کا دل کیا دھاڑے مار مار کر رونا شروع کر دے۔ جو منٹوں میں اسکا والٹ خالی کرتے شان بے نیازی سے چلے گئے تھے۔۔

عرصے بعد تو عیس علی ہمدانی انکے قابو آیا تھا۔۔ جسے وہ سستے میں تھوڑی بخش سکتے تھے۔

سالوں تم لوگوں کا پیٹ خراب ہو جائے۔۔ کمینوں میری ساری حق حلال کی کمائی کھا گئے ہو۔۔

عیس انکو گالیاں سے نوازتے ریستورنٹ سے باہر نکلتا تھا۔۔

میں سوچ رہی ہوں کہ کیوں نہ ہم آئیرہ کی منگنی کر دیں۔۔

سلطانہ بیگم نے بیڈ سے ٹیک لگاتے کہا۔ تو داؤد صاحب انہیں دیکھنے لگے۔

اپکو کس بات کی جلدی ہے بیگم ابھی تو میری ایرہ گڑیا انیس سال کی ہوئی ہے۔۔ اور آپ کو اسکی شادی کی فکر کھائیے جارہی ہے۔۔

داؤد صاحب نے بک سے نظریں اٹھاتے انہیں دیکھا۔

میں تو بس ایسے ہی سوچ رہی تھی کہ رشتہ پکا تو ہو ہی گیا ہے۔ تو بس چھوٹی سی رسم کر لیتے ہیں اب۔۔۔

سلطانہ بیگم نے عام سے انداز میں جواب دیتے اپنی آنکھیں کھول کر انکو دیکھا۔ تو داؤد صاحب ہنکارہ بھر گئے۔

ویسے بھی وہ اپنی دوستوں کے ساتھ آئے دن آؤٹنگ پر جارہی ہوتی ہے۔ اور اسکی ساری دوستیں شادی

شدہ ہیں۔۔ ایسے میں یہ اکیلی ان میں غیر شادی شدہ ہوتی ہے۔ تو مجھے فکر لگی رہتی ہے۔ وہ تو اپنے

شوہروں کے ساتھ ہوتیں ہونگی یہ اکیلی ان میں کیا کرتی ہوگی بھلا۔۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطانہ بیگم اپنے دل کی بات بتاتی مزید گویا ہوئیں۔ تو داؤد صاحب پھر خاموشی سے ہنکارہ بھر گئے۔ داؤد صاحب کی مسلسل خاموشی پر سلطانہ بیگم اپنی نیند کے باعث آنکھیں بند کر گئیں تھیں۔

رات کے اس وقت بیٹھے بٹھائے اپنی بیگم کی بات پر وہ جتنا حیران ہوتے کم تھے۔ سچ میں عورت کسی وقت بھی کوئی بھی بات کر سکتی ہے۔۔۔ وہ بس یہ ہی اخذ کر پائے تھے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ ایرہ کی پڑھائی کے بارے میں فکر مند ہو رہی تھیں تو اگلے ہی پل انہیں منگنی کا بھی خیال آگیا تھا۔ وہ نفی میں سر ہلاتے لیمپ آف کر کے سونے کے لیے لیٹ گئے۔۔۔ کیونکہ صبح انہیں جلدی آفس کے لیے نکلنا تھا۔۔۔۔۔

کتنے دنوں سے تمہاری طبیعت خراب تھی۔ تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں تھا۔۔۔
حسن صاحب خفگی سے بولے تھے۔ آج انکی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔ اسی لیے وہ گھر پر ہی رکے ہوئے تھے۔ اور انہیں پتہ چلا تھا۔ کہ مشعل کو کافی دن بخار رہا ہے۔ لیکن وہ انکے آنے سے پہلے سوئی ہوئی ملتی تھی۔ تو وہ اسکی نیند خراب ہونے کا سوچ کر اسے جگاتے نہیں تھے۔ کچھ مشعل کی ظاہری حالت دیکھ کر شاہدہ بیگم انہیں خود ہی مطمئن کر دیتیں تھیں۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھیں۔ کہ مشعل کی حالت دیکھ کر وہ تشویش میں مبتلا ہو جائیں۔ پر آج اتنے دنوں بعد انہوں نے مشعل سے شکوہ کیا تھا۔ جبکہ مشعل ابھی یونیورسٹی سے جو واپس آئی تھی۔ شاہدہ بیگم سے انکی طبیعت خرابی کا پتہ چلتے ہی سیدھا انکے کمرے میں چلی آئی۔ اور اسکے پیچھے عیس بھی انکے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اور اب عیس ان دونوں باپ بیٹی سے الگ تھلگ صوفے پر بیٹھے انکے راز و نیاز سن رہا تھا۔

بابا آپ نے بتایا کیوں نہیں صبح کہ آپکی طبیعت خراب ہے۔
مشعل نے چہرے پر پریشانی لیے انہیں دیکھا تو وہ اسکی فکر پر مسکرا دیے۔۔۔

ہاں اس پدی کو بتاتے جیسے میڈم ڈاکٹر بن رہی ہیں نہ۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مشعل کی بات سنتے عیس نے بڑا بڑاتے ہوئے کہا تھا۔ لیکن بڑا ہٹ کی آواز اتنی ضرور تھی جو مشعل اور حسن صاحب آسانی سے سن پاتے۔۔ عیس کی بڑا ہٹ پر مشعل نے چہرہ موڑتے گھور کر دیکھا تھا۔ برخوردار آپ یہاں سے دفع کیوں نہیں ہو جاتے اگر یہ سب بکواس ہی کرنی ہے تو۔۔

حسن صاحب نے میٹھے انداز میں عیس کو دفع ہونے کا کہا تو مشعل کی ہنسی نکل گئی۔ عیس نے خونخوار تاثرات سے پدی چڑیل کو دیکھا تھا۔ جو اسکی بے عزتی پر خوش ہو رہی تھی۔
تو آپکو کس نے کہا تھا بیمار ہو کمرے میں بیٹھ جائیں میں ٹھہرا نرم انسان آگیا بس یہاں آپکی عیادت کرنے۔
عیس نے جوابی کارروائی کرتے عیادت پر خاصا زور دیا تھا۔ تاکہ کلیر کر سکے وہ یہاں کسی وجہ سے بیٹھا ہے۔۔

مشعل عیس کو آنکھیں دیکھا رہی تھی۔۔ تاکہ وہ جواب نہ دے۔۔ پر عیس علی ہمدانی کہاں اسکے قابو آسکتا تھا۔۔

مجھے آپکا یہ احسان عظیم نہیں چاہیے آپ یہاں سے جاسکتے ہیں مجھے اپنی بیٹی کے ساتھ وقت گزارنا ہے۔۔
حسن صاحب دروازے کی جانب اشارہ کرتے غصے سے پھر بولے تھے۔۔

ٹھیک ہے جارہا ہوں، ویسے بھی کچھ دنوں بعد آپکو میری ضرورت پڑنے والی ہے۔ امید ہے کہ جلدی ریزلٹ آنے والا ہوگا۔

عیس مشعل کو معنی خیزی نظروں سے دیکھتے سیٹی کی شوخ دھن بجاتے کمرے سے نکلا تھا۔۔ پیچھے حسن صاحب جان چھوٹنے پر شکر ادا کرتے مشعل کی طرف متوجہ ہو گئے۔ جو اک دم سے گلابی ہو گئی تھی۔
چھی چھی کتنی بکواس پوزیشن ہے یہ۔۔

سنی موبائل پر نظر آنے والے منظر کو دیکھ کر بول اٹھا تھا۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

رات دس بجے وہ کلب میں بیٹھے تھے۔۔ موبائل کی سکرین پر نظر آنے والے منظر میں کوئی اور نہیں بلکہ
نتاشہ فاخر تھی۔

جو کلب کے پرائیویٹ روم میں اک مرد کے بستر پر انتہائی نازیبا حالت میں موجود تھی۔ کچھ دیر پہلے ہی
وہ کلب میں آئے تھے۔ اور وہ جانتے تھے کہ نتاشہ کس روم میں ہے۔
کیونکہ وہ مکمل تیاری کے ساتھ ہی کوئی قدم اٹھاتے تھے۔۔

نتاشہ کس وقت کس سے ملنے والی ہے۔ اور یہ ملاقات کس کمرے میں ہوگی۔ ضرار انکو آگاہ کر چکا تھا۔
جبکہ سلطان نے آگے کالینجہ عمل تیار کرتے عیس اور سنی کو آگے کا کام سونپا تھا۔۔ جنہوں نے نتاشہ کی
گندی میٹنگ شروع ہونے سے پہلے اسکے کمرے میں ہیڈن کیمرہ لگا دیا۔ تاکہ سب ثبوت اکٹھے کیے جا
سکیں۔

ابے یہ نتاشہ کافر تو کسی سستی ہالی ووڈ مووی کی طرح اسے نوچنے میں لگی ہے۔
عیس سکرین پر نتاشہ کو دیکھ کر منہ بناتے بولا۔ تو سلطان اور ضرار متحس ہوتے سکرین کے آگے ہو
گئے۔

جہاں نتاشہ بیڈ پر لیٹے آدمی کے اوپر بیٹھتے اپنی شرٹ اتار کر اسکے ہونٹوں پر جھک گئی تھی۔
یہ سب دیکھ کر سنی کا چہرہ لال ہوا تھا۔ جبکہ عیس اسکی حالت پر قہقہہ لگا گیا۔ پر سلطان اور ضرار نے
دانتوں تلے لب دباتے مسکراہٹ روکی تھی۔

او تیری یار یہ نتاشہ کافر تو بہت پہنچی ہوئی چیز ہے۔۔۔

عیس آنکھیں پھیلاتے گویا ہوا تھا۔ وہ مسلسل نتاشہ فاخر کو نتاشہ کافر بلارہا تھا۔ بیچارہ اسکا باپ بھی نہیں
جانتا ہو گا کہ اسے کوئی کافر بنا چکا ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

یہ نیچے لیٹی لاش کو کچھ نہیں آتا کیا۔۔۔

نتاشہ کو مکمل طور پر بیڈ پر لیٹے آدمی کی عزت سے کھیلے دیکھ کر سنی کا دل کیا بیڈ پر لیٹے آدمی کو مکمل گنجا کر دے۔۔۔ نتاشہ کے ساتھ کمرے میں موجود آدمی درمیانی عمر کا تھا۔ جس کے آگے سے سر کے بال مکمل طور پر غائب تھے۔

سالہ گنجنو نامرد کہیں کا۔۔۔

سنی اسکا مزید اک نیا نام رکھ گیا تھا۔

سکرین پر نتاشہ کو اپنے وجود سے آخری پردہ ہٹاتے دیکھ کر سلطان اور ضرار جلدی سے پیچھے ہوئے تھے۔ سالوں پوری فلم دیکھنی ہے کیا اب۔۔۔

ضرار انکو مسلسل سکرین پر آنکھیں پھاڑے دیکھ کر تلملاتے پوچھ میٹھا۔ تو وہ دونوں بے شرمی سے سر ہاں میں ہلاتے پھر سکرین کی جانب متوجہ ہو گئے۔

آپس کی بات ہے یہ نتاشہ مجھے بہت ٹرینڈ لگ رہی ہے۔ اور اگر غلطی سے ہمارے عیس کو اس نتاشہ کافر سے محبت ہو جاتی تو کیا اسکی عزت بھی وہ ایسے ہی لوٹتی۔۔۔

سنی نے سلطان اور ضرار کی جانب چہرہ موڑتے مسخرے پن سے پوچھا تو جہاں وہ دونوں ہنستے چلے گئے تھے۔ وہیں عیس نے زور سے اپنی کہنی اسکے پیٹ میں ماری تھی۔



بے غیرت انسان۔۔۔

سنی کے چھیڑنے پر عیس اسے گالیوں سے نوازنے لگا تھا۔ جبکہ سنی مسلسل نتاشہ کو عیس کی عزت لوٹتے ہوئے امیجن کر کے چٹکے چھوڑتے ہوئے اپنے ساتھ ساتھ سلطان اور ضرار کو بھی ہنسائے جارہا تھا۔ عیس اسے گھورنے کی ناکام کوشش میں تھا بس۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کلب کے اندرونی حصے میں بیٹھ کر وہ سب نتاشہ کے نکلنے کا ویٹ کر رہے تھے۔

جود و گھنٹے بعد اپنے پرائیویٹ کمرے سے باہر نکلی تو سیدھی باہر نکلتے اپنی گاڑی میں بیٹھتے گاڑی زن سے بھگا کر لے گئی۔

نتاشہ کی گاڑی کے پیچھے وہاں سے اک بلیک گاڑی بھی نکلی تھی۔

کمرے سے تھوڑی دیر بعد وہ آدمی بھی نکل آیا تھا۔ جو کچھ دیر پہلے نتاشہ کے ساتھ بیڈ پر موجود تھا۔

کلب سے باہر نکلتے ہی وہ آدمی بھی اپنی گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔

آدھا گھنٹہ ڈرائیونگ کرتے ہوئے اس آدمی نے اک ہوٹل کے سامنے آکر اپنی گاڑی روکی تھی۔ یہ وہ ہی ہوٹل تھا جہاں کچھ دن پہلے بلیک گینگ پر حملہ ہوا تھا۔

گاڑی سے باہر نکلتے ہوئے وہ ہوٹل میں داخل ہوا۔ لیکن ہوٹل مکمل طور پر خالی نظر آ رہا تھا۔ جبکہ رات کے اس وقت بھی اس ہوٹل میں یہاں لوگوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔۔

اج اس وقت ہوٹل کو سنسان دیکھ کر وہ حیرت میں چلا تھا۔ ابھی تین گھنٹے پہلے ہی تو وہ ہوٹل سے نکل کر کلب کی طرف گیا تھا۔ تو پھر ابھی کہاں سب غائب ہو گئے۔

ہوٹل کا سٹاف بھی کہیں نہیں نظر آ رہا تھا۔ لیکن ہوٹل ویسے ہی روشن تھا۔ جیسے وہ تین گھنٹے پہلے چھوڑ کر گیا تھا۔

متجسس ہوتے وہ آگے بڑھتے ہوئے ہوٹل کی بیک سائیڈ پر چلا آیا تو دیکھا یہاں بھی سب ویران پڑا تھا۔

ٹیبلز پر کھانے کی اشیاء ویسے کی ویسے پڑی تھیں۔ لیکن ان کو کھانے والے لوگ غائب تھے۔

وہ حیرت میں گرتا جا رہا تھا۔ منہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنے اسسٹنٹ مینیجر کو فون کرنے ہی والا

تھا۔ کہ اسے ہوٹل کے داخلی حصے سے کسی کے ہنسنے کی آواز سنائی دی تھی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

وہ متجسس ہو کر وہاں سے پلٹ کر ریسپشن پر آیا تو اسے وہاں دو انسان بیٹھے نظر آئے تھے جو کچھ دن پہلے انکے ہوٹل میں رات گزارنے کے لئے رکے تھے۔

آئیے مینجر کیف صاحب۔۔۔

عیس دلکشی سے مسکراتے ہوئے اسکی طرف بڑھا تھا۔ تو وہ آنکھوں میں حیرت و سوال لیے اسے اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھنے لگا۔۔۔ وہ اس وقت یہاں کیا کر رہے تھے۔

ویسے کافی اچھے سے نتاشہ فاخر نے آپکی عزت لوٹی ہے۔۔

عیس اسکے کان پر جھکتے سرگوشی میں بتایا تو اچانک مینجر کا چہرہ متغیر ہوا تھا۔ جیسے چوری پکڑی گئی ہو۔ کیا بکواس کر رہے ہو تم۔۔

عیس کی بات پر وہ اپنے حواس پر قابو پاتے چیخ اٹھا تو پیچھے کھڑے سنان مصطفیٰ کا دل کیا اس گنجے کو بجا کر دے۔۔ جو نوٹنگی کرنے لگا تھا۔

ویسے کافی ڈھیلے ثابت ہوئے ہیں ڈیئر مینجر صاحب اپ، سب کچھ تو لڑکی ہی کر رہی تھی۔ آپکی ٹانگوں میں پانی پڑ گیا تھا کیا، یا پھر آپکو سب کچھ لڑکیوں سے کروانے کا شوق ہے۔۔

سنی نے افسوس زدہ لہجے میں استفسار کیا تو میجر کا رنگ مزید زرد کتا چلا گیا تھا۔

کیا بولے جارہے ہو تم لوگ پاگل ہو گئے ہو کیا۔۔۔

مینجر کے ماتھے پر پسینہ چمکنے لگا تھا۔ اسی لئے وہ اپنی چوری پر چیخنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

ویسے پوزیشن اچھی تھی۔۔۔

عیس معنی خیزی سے مزید گویا ہوا۔ تو مینجر جو انہیں تھوڑا بہت ہینڈل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ عیس کی بات سنتے وہ سرتاپیر ہل گیا تھا۔ کچھ بولنے کو پاس بچا ہی نہیں تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تم لوگ یہاں کیا کرنے آئے ہو۔ میجر نے ہکلاتے ہوئے انکے انکا مقصد پوچھا۔ تو سنی اس کے سوال پر متاثر ہوتے سر لانے لگا۔ جیسے کہنا چاہ رہا ہو کہ بہت اچھا سوال کیا ہے تم نے۔۔

کچھ دن پہلے اس ہوٹل میں حملہ ہوا تھا۔ اور حیرت ہے کہ ہوٹل کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا گیا، اسکا کیاراز ہے میجر صاحب۔۔

عیس نے زرا سا جھکتے ہوئے سوال کیا تو میجر انکے سوال پر ان دونوں کو سہمی ہوئی چڑیا کی مانند دیکھنے لگا تھا۔

میں نے حملہ نہیں کروایا تھا۔

میجر نے جلدی سے انہیں وضاحت دی تو وہ دونوں اک دوسرے کو دیکھ کر آنکھیں مٹکانے لگے۔۔ یہ انکا خاص انداز تھا۔ جو ظاہر کرتا تھا۔ کہ انہیں سامنے والی بات پر یقین کرنا چاہیے۔

ابے گنجو ہم نے کب کہا تھا کہ وہ حملہ تم نے کروایا تھا۔۔

سنی نے تڑکتے بھڑکتے ہوئے اسے گنجو مخاطب کیا تو وہ شرمندگی کی انتہا پر پہنچتے بے اختیار اپنے سر کے بالوں کو چھونے لگا۔

میجر کے اپنے بالوں کو چھونے پر ان دونوں کا قہقہہ گونجا تھا۔

چل تیرے گنج پن کے واسطے ہم تجھے بتاتے ہیں کہ ہم کون ہیں۔۔

سنی ہنستے ہوئے اسے قریب آیا تو وہ پسینے سے شرابور ہوتے ان دونوں کو دیکھنے لگا۔ وہ جس طرح ہنس ہنس کر اس سے باتیں کر رہے تھے۔ دور سے کھڑا کوئی بھی آدمی کہہ سکتا تھا۔ کہ وہ اپنے یار سے باتیں کر رہے ہیں۔

اب سیدھی طرح بتانا شہ تیری کیا لگتی ہے۔ اور آج کلب کے کمرے میں تم دونوں کیا کر رہے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سنی نے اسکے چہرے پر نظریں جماتے قریب آکر سوال کیے تھے

ہم کمرے میں کچھ نہیں کر رہے تھے اور میں کسی نتاشہ کو نہیں جانتا۔۔۔ مینجر نے مسکرا کر سوال کی ناکام کوشش کرتے انہیں جواب دیا۔

جبکہ مینجر کے جواب پر عیس نے گھور کر سنی کو دیکھا تھا۔ تو وہ سوری کہتے اپنی گولڈن آنکھیں ٹمٹمانے لگا۔ عیس کی گھوری کا مطلب وہ اچھے سے سمجھ گیا تھا۔

کمینے سوال تو صحیح سے پوچھ کم از کم پھر یہ گنجو بے غیرت بعد میں کہتا پھرے گا۔ کہ یہ سوال تو سیلبرس میں ہیں ہی نہیں تھے۔۔

عیس نے چہرہ موڑتے سنی کو جھاڑ پلائی تو وہ متفق ہوتے سر ہلا گیا۔ کیونکہ وہ کمرے میں کیا کر کے آیا تھا یہ سب کچھ تو سنی نے خود دیکھا تھا۔ کمرے کا منظر یاد آنے پر اس کا دل خراب ہوا تھا۔ مینجر ٹکر ٹکران دونوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

کمینے گنجو بیڈ پر اگر نتاشہ کا فر تیرے ساتھ نہیں تھی تو تو کیا پلاسٹک کی گڑیا کے ساتھ مزے لے رہا تھا۔ تو بولا کہ تو کمرے میں کچھ نہیں کر رہا تھا۔ تو دو گھنٹے کیا کسی چڑیل کے ساتھ جھگ مار کے آیا ہے تو۔۔ عیس نے ہیزل براؤن آنکھیں دیکھتے مینجر کو گھورا تو مینجر جہاں پھر متغیر ہوا تھا۔ وہیں عیس کے پلاسٹک گڑیا کہنے پر سنی دانتوں تلے لب دبا گیا تھا۔

اگر ان دنوں کے بگ بوس انکی ایسی واحیات بکواس سن لیتے تو یقیناً انکی بینڈ بجا دیتے۔۔۔ دیکھو تم لوگ کیا چاہتے ہو مجھ سے وہ بتاؤ بس۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مینجر انکی باتوں سنتے جہاں زمین میں دھنستا جا رہا تھا وہیں وہ ان سے انکا مقصد پوچھ گیا۔ کیونکہ وہ انکی ایسی باتیں سننے کی مزید ہمت نہیں رکھتا تھا۔ اسکے ذہن میں بیڈ پر لڑکی کے ساتھ گزارا ہوا اک اک لمحہ گردش کرنے لگا تھا۔

دیکھا اب۔۔

عیس نے اتراتے ہوئے سنی کو دیکھا تھا۔ جیسے بتانا چاہ رہا ہو کہ دیکھو ایسے سوال پوچھتے ہیں۔۔

علی جلدی کرو طوفان ہماری طرف بڑھ رہا ہے۔۔

سنان نے اپنی واچ کی آواز پر عیس کو کوڈورڈ میں کہا تو وہ سر اثبات میں ہلا گیا۔

تم نے آج کی رات رنگین کرنے اور پیسے کے لالچ میں غداری کرتے ہوئے چار دن پہلے ہماری مخبری کی تھی۔ حالانکہ اس ہوٹل کو بک کرتے وقت یہ بات یقینی بنائی گئی تھی۔ کہ ہماری موجودگی کی خبر باہر نہیں نکلے گی۔ مزید احتیاط کرتے ہوئے ہم نے تمہارے سٹاف کی چھٹی کر کے اک رات کے لئے یہاں اپنا ہائیئر کیا ہوا سٹاف رکھا تھا۔ ہوٹل کے سٹاف میں صرف اک فقط تم یہاں موجود تھے کیونکہ تم ہوٹل کے مینجر تھے۔۔

یار علی کیوں وقت برباد کر رہا ہے اس گنجو پر ٹھوک بھی دے اب۔۔

سنی نے کوفت سے اپنی گن نکال کر مینجر کی ٹانگ پر فائر کیا تو خالی ہوٹل میں مینجر کی چیخ گونج گئی۔

عیس نے گھور کر اپنے نمونے کا دیکھا جو کبھی بھی صبر سے کام نہیں لیتا تھا۔

عیس کے گھورنے پر سنی نے کندھے اچکاتے اپنی گن پر پھونک ماری تھی۔

سالے سوال جواب تو کرنے دیتا۔۔

عیس نے گھورتے ہوئے اسے جھاڑ پلانا چاہی تو سنی منہ ٹیڑھ کر گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ہاں یہ گنجو نامرد ہمارا رشتہ دار لگتا ہے نہ جو تجھے اس سے مذاکرات کرتے ہوئے معاملہ سنبھالنا ہے۔۔۔
سنی نے چباتے ہوئے الفاظ ادا کیے تھے۔ اور ساتھ کان میں انگلی رکھی تھی۔۔ کیونکہ مینجر کی چینخیں بلند
ہوتی جا رہی تھیں۔

گنجو تجھ کس نے کہا تھا غداری کرنے کو یہ جس نے تجھ پر گولی چلائی ہے نہ اس نے بدلہ لیا ہے۔ تیری وجہ
سے ہمارے خان کو گولی لگی تھی اسکا علاج اس ڈاکٹر کو کرنا پڑا تھا۔ تو اسے نے غصے میں تجھے ٹھوک
دیا۔۔ کیونکہ یہ جس کا علاج کرتا ہے اسکو زخم دینے والے کو پھر بدلے میں ٹھوک دیتا ہے۔

عیس نے گٹھنے کے بل بیٹھتے ہوئے افسوسناک انداز میں سنی کے فائر کی وجہ مینجر کو بتا رہا تھا۔ تو مینجر اپنا
رونا بھلا کر سنی کو دیکھنے لگا تھا۔ جو عیس کی فضول بکواس پر اسے گھور رہا تھا۔
مجھے معاف کر دو میں لالچ میں آ گیا تھا۔۔

مینجر تکلیف سے بلبلا تے ہوئے معافی مانگنے لگا تو عیس نے اپنی گن نکالتے اسکے بازو کا نشانہ لے لیا۔
عیس ہری اپ۔۔

سنی گھڑی میں وقت دیکھتے اچانک زور سے بولا تھا۔۔

اگر اپنی جان بچانا چاہتا ہے نہ تو دس منٹ میں اس ہوٹل سے باہر بھاگ جا کیونکہ یہاں بلاسٹ ہونے والا
ہے۔ تیری جان بخشی صرف تیرے بچوں اور بیوی کی وجہ سے کی گئی ہے۔ اسی لئے فائر صرف ٹانگ
اور بازو میں لگے ہیں۔ ورنہ یہ دماغ اور دل پر بھی لگ سکتے تھے۔۔ اب یہاں سے رینگ کر نکل یا بھاگ
کر یہ تجھ پر ڈیپنڈ ہے۔۔

عیس اپنی بات مکمل کرتا سنی کا ہاتھ پکڑے وہاں سے باہر کی جانب بھاگا تھا۔ جبکہ زمین پر گرا مینجر بھی
ہوش میں آتے اٹھتے گرتے باہر بھاگنے لگا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سنی اور عیسٰی اپنی تیز رفتار سے ابھی بھاگ کر گاڑی کے پاس پہنچے ہی تھے۔ کہ اس عالیشان عمارت میں اک زوردار دھماکہ ہوا تھا۔ اور اسی وقت سلطان اور ضرار کی گاڑی وہاں رکی تھی۔ جو ہوٹل کو آگ میں لپٹے دیکھ کر جلدی سے باہر نکل کر بھاگنے لگے تھے۔ ابھی وہ دو چار قدم کی اٹھا پائے تھے کہ انکے نمونے اپنی گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے انکو لیز کھاتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔۔ جیسے حقیقت میں ہوٹل کو آگ نہیں لگی تھی بلکہ سینما میں مووی کا سین چل رہا تھا۔

سالوں یہ کیا کر دیا ہے تم لوگوں نے۔۔۔

سلطان بھڑکتے ہوئے انکے سر پر پہنچا تھا۔ اور ضرار کا بھی کچھ ایس ہی حال تھا۔

لیکن ان دونوں کے لیز کھانے کے تسلسل میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ بنا کوئی اثر لیتے وہ منہ چلاتے ہوئے مسلسل لیز کھائے جا رہے تھے۔

اپنی کھانہ وہ کس سہیلی کے لئے بچا کر رکھی ہے تو نے۔۔

عیسٰی کو اپنے لیز کے پیک میں ہاتھ ڈالتے دیکھ کر سنی نے غصے سے کہا تھا۔

وہ میں اکیلا بعد میں کھاؤں گا جب تیری ختم ہو جائے گی۔۔

عیسٰی نے مطمئن انداز میں منہ میں لیز رکھتے جواب دیا تو سنی اسے خونخوار تاثرات سے دیکھتے اسکا ہاتھ جھٹک گیا۔ اور جلدی سے ساری لیز ہاتھ پر نکال کر منہ میں ڈالی تھی۔ اب گھورنے کی باری عیسٰی کی تھی۔۔ پر سان کو دلی خوشی محسوس ہونے لگی تھی۔ جس نے اپنی ساری لیز خود ہی کھائی تھی۔

کمینوں کچھ بکو اس پوچھی ہے ہم نے۔۔۔

ضرار دونوں کو خود میں گم دیکھ کر گر جا۔ تو وہ دونوں دانتوں تلے لب دباتے انکی طرف دیکھنے لگے۔۔

مینجر کہاں ہے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

انکے کچھ بھی بولنے سے پہلے سلطان نے استفسار کیا تھا۔

وہ گنجو سب وہاں اڑتا ہوا گرا ہے۔۔۔

سنی نے معصومیت سے دائیں جانب اشارہ کرتے بتایا تو وہاں وہ سچ میں بے ہوش پڑا تھا۔ وہ باہر نکلنے میں کامیاب تو ہو گیا تھا۔ لیکن اپنے پیچھے ہوتے دھماکے کی وہ سے وہ اڑتے ہوئے جہاں آگرا تھا۔ اسکے اڑنے کے منظر کو بغور سنان نے دیکھا تھا اسی لئے اسے سب کا لقب دے گیا۔

کچھ کیا تو نہیں تم لوگوں نے اسکے ساتھ۔۔۔

سلطان نے مشکوک نظروں سے دوسرا سوال کیا تو وہ دونوں پھاہے کٹنی عورتوں کی طرح کانوں کو ہاتھ لگاتے توبہ توبہ کرنے لگے۔

خدا بچائے ایسے منحوس گنجو سے، نتاشہ کافرا سکی عزت پہلے ہی لوٹ چکی ہے۔۔۔ بھلا ہم نے اس باسی دہی کے ساتھ کیا کر لینا تھا۔

عیس نے برے مناتے جواب دیا تو ضرار اور سلطان انکے ڈرامے پر گہری سانس خارج کرتے اپنی اپنی شیو پر ہاتھ پھیر گئے۔ سلطان کے اشارے پر ضرار مینجر کو دیکھنے کے لئے اسکی جانب گیا تھا۔ خان اسے گولیاں لگیں ہیں۔۔۔

ضرار نے واپس آتے ان بے غیرتوں کو دیکھ کر چباتے ہوئے بتایا۔ اس سے پہلے کہ سلطان انکو کچھ کہہ پاتا۔ ہوٹل میں اک آخری زور دار دھماکہ ہوا تھا۔ جس سے ہوٹل کی عمارت مکمل طور پر زمین بوس ہو گئی۔

دھماکے پر ضرار اور سلطان کی توجہ ہوٹل پر دیکھ کر سنی اور عیس نے شکر ادا کیا تھا۔ یہ کیوں کیا ہے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ضرار نے چبتی نظروں سے ہوٹل کی طرف اشارہ کرتے استفسار کیا۔

کیونکہ یہاں پر اب ہمارا پرسنل لینڈ بنے گا۔

عیس نے جلتی ہوئی آگ کی طرف دیکھتے ریلیکس انداز میں بتایا تو وہ دونوں اسے دیکھ گئے۔

یہ جتنے کام تم لوگوں نے آرڈرز کے خلاف جا کر کیے ہیں نہ ان سب کو اب بھگتنا خود تم دونوں۔۔۔

سلطان نے سلگتے ہوئے کہا تو عیس اور سنان اپنی اپنی بیٹیسی دیکھا گئے تھے۔ جس پر ضرار اور سلطان دونوں کا خون کھولنے لگا تھا۔

سلطان اور ضرار اچانک آگے بڑھتے ان دونوں کی گردن مڑوڑ گئے تھے۔ تو انکے کب کے رکے ہوئے قہقہے اس ویرانے میں گونجنے لگے۔ جس پر آخر ضرار اور سلطان بھی ہنس پڑے تھے۔

ضرار اور سلطان کو پیچھے ہٹا کر عیس اور سنان اچانک سے انکے گلے لگے تھے۔ جس پر وہ دونوں ساکت ہو گئے تھے۔۔ کیونکہ ان دونوں کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

تجھے گولی صرف بازو پر لگی تھی۔۔ لیکن تکلیف یہاں اندر تک پہنچی تھی ہمیں۔ میں اسی وقت سوچ لیا تھا۔ کہ جس جگہ پر ہمارے جگر کا خون بہا ہو وہاں ہم غیر لوگوں کو قدم بھی نہیں رکھنے دیں گئے۔ اسی لئے راتوں رات ہم نے یہ ہوٹل خرید لیا ہے۔ اور آج اسے ایسے تباہ کرنے کا اک ہی مقصد تھا۔

تاکہ دیکھنے والے سبق حاصل کر لیں۔ کہ بلیک گینگ کے کسی اک ستون کو بھی اگر کسی نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو ہم اسے اسی آگ میں بھون کر رکھ دیں گئے۔۔

عیس نے سلطان کے گلے لگے ہوئے مضبوط لہجے میں اک اک لفظ کہا۔ تو سلطان اور ضرار کی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں۔

کیونکہ وہ بہت کم انکے سامنے اپنا یہ روپ ظاہر کرتا تھا۔ اور جب بھی کرتا تھا۔ انکو حیران کر دیتا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

یہاں پر بناؤ گئے کیا اب۔۔

ضرار نے نم آنکھوں سے مسکراتے سوال کیا تھا۔

یہاں پر ہماری پریوں کے لئے پرستان بنے گا۔

سنی نے رازدارانہ لہجے میں جواب دیتے انکشاف کیا تو ضرار اور سلطان الجھ گئے۔

ابھی سمجھ نہیں آئے گا تم لوگوں کو تھوڑا ویٹ کر لو پھر اپنی اپنی آنکھوں سے دیکھ لینا۔

عیس نے انکے الجھنے پر کہا تو وہ دونوں سر ہلا گئے تھے۔

تم لوگ اب یہاں سے نکلو میں زرا گرمی میں گرماہٹ محسوس کر کے آتا ہوں۔

عیس نے اپنے پرانے روپ میں آتے ہوئے سنی کو دیکھ کر کمینے پن سے کہا تو عیس قہقہہ لگاتا جلدی سے

گاڑی میں بیٹھتے وہاں سے دھول اڑاتے ہوئے گاڑی بھگانے لگا۔ جبکہ پیچھے سنی سلگتا رہ گیا تھا۔

ضرار نے اپنے آدمیوں کو بلا کر زمین پر پڑے بے ہوش پڑے میجر کو ہو سپٹل پہنچانے کا کہا تھا۔ اور خود

بھی وہ تینوں وہاں سے نکل گئے تھے۔۔۔۔۔۔

نیند میں مشعل کو اپنی ٹانگوں پر جلتا ہوا لمس محسوس ہوا تو وہ مشکل سے نیند سے بھاری ہوتی آنکھیں کھول

کر سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔ لیکن اندھیرے میں وہ کچھ بھی دیکھ نہیں پائی تھی۔

لیکن ٹانگوں پر ریگنے والا لمس جب اوپر کی جانب بڑھنے لگا تو مشعل بے چین ہوتے بیڈ شیٹ کو پکڑ گئی۔

عیس بارہ بجے گھر پہنچ کر کھڑکی سے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ کمرے میں نائیٹ بلب کی روشنی جل رہی

تھی۔ اور اسکا چھوٹا چوزہ اسکی براؤن ٹی شرٹ پہنے سکون سے گہری سانسیں کھینچتے سو رہا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ابھی چار دن پہلے مشعل نے عہد کیا تھا کہ وہ آئندہ کبھی بھی اسکی ٹی شرٹ نہیں پہنے گی۔ جب سے ڈریسنگ ایریا میں اسکی دوستوں نے اسکی ہاٹ لک دیکھی تھی۔۔ وہ اسے میسج کرتے ہوئے چھیڑ رہیں تھیں۔۔

اس دن مشعل نے واپس کمرے میں آکر سوئے ہوئے عیس کے بالوں کو کھینچتے ہوئے اپنا غصہ نکالا تھا۔ نیند میں ایسے حملے پر عیس کے ہوش ٹھکانے لگے تھے۔ کیونکہ حملہ اسکے جان سے پیارے بالوں پر کیا گیا تھا۔

جاگنے پر جب اس نے مشعل کے غصے کی وجہ جاننا چاہی تو مشعل چینختے ہوئے اسے بتا گئی تھی۔ جس پر عیس دانتوں تلے لب دباتے مسکراہٹ روک گیا تھا۔ وہ ہنس کر اسے مزید غصہ نہیں دلانا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ وہ شرمیلی چوڑی ہے۔۔ دوستوں سے شرم آنے پر وہ غصے میں ہے۔ عیس نے تب مشکل سے اسے قابو کر کے پھر اپنے ساتھ سلا دیا تھا۔

لیکن آج پھر اسے اپنی ٹی شرٹ میں دیکھ کر اسکے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ عیس۔۔۔

مشعل نے اپنی ٹانگوں پر جھکے ہوئے عیس کو پکارنا چاہا۔ وہ ابھی تک اسکا چہرہ نہیں دیکھ پائی تھی۔ کیونکہ وہ چہرہ جھکائیے ہوئے اسکی ٹانگ پر ہونٹوں کا لمس چھوڑ رہا تھا۔

مشعل کے بیدار ہونے پر تضاد اسکے نرم ہونٹوں سے اپنا نام سنتے عیس نے اک جھٹکے میں اسکا ٹراؤزر کھینچ کر اتار اتو وہ چیخ اٹھی۔۔

جبکہ عیس اسکی چیخ کو نظر انداز کرتے اسکی شرٹ اوپر کرتے اسکی ناف پر ہونٹ رکھ گیا تھا۔ مشعل کو اپنے جسم میں کرکٹ ڈورتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔ وہ اسے یونیورسٹی سے گھر چھوڑ کر تب سے غائب اب اچانک ایسے آیا تھا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس نے بے خود ہوتے اسکی ٹانگوں پر ہونٹ رکھے تو مشعل کی اچانک سسکی نکلی تھی۔

وہ ٹانگوں کو الجھاتے اسے دور ہٹانے لگی۔۔۔ جواک دم سے پھر اسکے اوپر آکر اسکے ہونٹوں سے لپٹ گیا تھا۔

مشعل کے ہونٹوں کو زرا سی رہائی بخشے عیس نے اپنی شرٹ اتار کر نیچے پھینک دی تھی۔ اور ساتھ ہی مشعل کو بھی ہر پردے سے آزاد کرتے خود کے ساتھ جلدی سے لپٹایا تھا۔ مشعل اسکے جنونی روپ پر سہمنے لگی تھی۔ اس کے برعکس مشعل کے نرم و ملائم بدن کو اپنے جسم کے ساتھ لپٹاتے ہی عیس کے انگ انگ میں سکون ڈور گیا تھا۔

کیا ہو گیا ہے اچکو۔۔۔

خود کو چھپاتے ہوئے مشعل نے ڈرتے ہوئے پوچھا تو عیس اپنی سرخ ہیزل براؤن آنکھوں سے اسے بے باک نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔

وہ اسکے دیکھنے کے انداز پر لرزنے لگی تھی۔۔۔

آدھی رات کو تمہاری قربت کسی زہریلے نشے کی طرح میرے جسم کو تڑپانے لگتی ہے۔ کہ میرا جسم اس چھوٹے نرم و ملائم بدن کو خود کے ساتھ لپٹانے کے لیے مچلتے ہوئے مجھے پاگل کرنے لگتا ہے۔ تمہاری قربت و محبت میرے لئے نشے کی مانند ہو گئی ہے۔ اور میں یہاں اپنا نشہ پورا کرتے سکون حاصل کرنے آیا ہوں۔۔۔

عیس نے اسکی گردن کو مسلسل چومتے ہوئے اپنا اک ایک لفظ اسکے گوش گزارا تو مشعل کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں تڑپ اٹھتی ہوئی محسوس ہونے لگی تھی۔

وہ گہرے سانس لیتی آنکھیں بند کر گئی۔۔۔ عیس کے بے باک لفظوں کے بعد کچھ کہنے کو بچا نہیں تھا۔ اسی لئے وہ اسکے بالوں میں اپنا ہاتھ الجھائی۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مشعل کو گھرے سانس لیتے دیکھ کر عیس نے مبہوت ہو کر اسکے سفید خوبصورت بدن کو دیکھا تھا۔
آنکھوں میں خماری لیے وہ اسکی ڈھرنوں پر جھکنے کے ساتھ ساتھ اسکی ٹانگوں کو کمر پر سیٹ کیے اسکے اندر
داخل ہوتے مشعل کو آخری حد تک تڑپا گیا۔ کہ وہ سسکتے ہوئے عیس کے کندھوں پر دانت گاڑنے لگی
تھی۔

جبکہ عیس ہمیشہ کی طرح اسے ریلکس کرتے اپنی شدتوں پر پاگل کرنے کے شوق میں مگن ہو گیا۔۔۔

Epsiode 75

سنی کے بچے تم خود بھی مرو گئے اور ساتھ مجھے بھی مروا گئے کسی دن۔۔

شرزا سے شرم دلاتے دبے دبے انداز میں بول پڑی تھی۔ جس نے آدھی رات کو ہزاروں کالز کر کے
اسے اٹھنے پر مجبور کیا تھا۔

ڈیئر بھابھی کیوں ڈرتی ہیں میں اس گھر کا اکلوتا داماد ہوں۔ اپنی اکلوتی نند کا سہاگ ہوں۔ بھلا مجھے کوئی کچھ
کہہ سکتا ہے کیا۔۔

سنی نے دروازے سے اندر داخل ہو کر ڈرامائی انداز میں کہا تو شرزا اپنی مسکراہٹ ضبط کرنے لگی۔ اس
گھر کا داماد بہت بڑی فلم تھی۔۔ اسے اتنا توندازہ ہو ہی گیا تھا۔

شو کے انسان میں بھی اس گھر کی بہو ہوں اور میرا عہدہ تمہاری نسبت سینسیٹو ہے۔ تمہاری سیٹ تو پھر
اونچی ہے۔۔ تمہاری بچت ہو جائے گی۔۔ پر میری نہیں ہوگی۔۔

شرزا سے حقیقت دیکھائی تو وہ اپنی گولڈن آنکھیں مٹکاتے ہوئے شرزا کو شرارت سے آنکھ و نک کر گیا۔ تو
شرزا اسکی شوخی پر ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی۔ وہ سیریس نہیں ہونے والا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جاؤ اب یہاں نہ کھڑے رہو کوئی آجائے گا۔

شزانے اسے جلدی سے وہاں سے غائب ہونے کا کہا تھا۔ رات کے ایک بجے وہ پچھلے دروازے پر کھڑے تھے۔ جہاں سے سنان اینٹر ہو کر اب ایرہ کو ملنے آتا تھا۔

آج بھی سلطان اور ضرار کو اپنے اپنے فلیٹ پر ڈراپ کر کے خود ایرہ سے ملنے آگیا تھا۔ صبح ان سب کو فارم ہاؤس پر حاضری دینا تھی۔ اور کر نلز کب تک انکی جان چھوڑنے والے تھے۔ کیونکہ اس دفعہ انکا کوئی اک کانٹ نہیں تھا جو انہوں نے حکم کے خلاف کیا ہو۔ تو اسی لحاظ سے سزا کتنی لمبی ہوتی وہ کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔

سنان مصطفیٰ جب پہلے دن ایرہ کو ملنے آیا تھا۔ تب وہ ایرہ کے کمرے میں دیوار پھلانگ کر اندر گیا تھا۔ سنان کو دیوار پھلانگتے ہوئے شزانے دیکھ لیا تھا۔ کسی غیر مرد کو ایرہ کے کمرے میں جاتے دیکھ کر وہ شکد ہوئی تھی۔ وہ کسی کی آہٹ سن کر باہر نکل آئی تھی۔ کیونکہ انکے کمرے سے بیک سائیڈ منظر صاف نظر آتا تھا۔ اور انکے کمرے کا اک دروازہ بیک سائیڈ پر کھلتا تھا۔

وہیں عیس نے بھی شزا کو ایرہ کے کمرے پر نظریں جمائے ہوئے دیکھا تھا۔ کیونکہ سنان اسکے کندھوں پر پاؤں رکھ کر ہی اوپر چڑھتا تھا۔ چونکہ عیس اندھیرے میں کھڑا تھا۔ اسی شزا سے وہاں کھڑا ہوا نہیں دیکھ پائی تھی۔

اندھیرے سے نکل کر عیس جب اچانک شزا کے سامنے آیا تو اک اور غیر مرد کو اپنے گھر میں دیکھ کر وہ ڈر گئی۔ تب عیس نے شزا کو ریلکس کرتے اپنا کارڈ دیا تھا۔ تاکہ شزا ان سے مل کر اپنے سوالات کے جواب لے سکے۔۔

عیس کے لہجے کی سنجیدگی اور پھر ایرہ کے کمرے میں کسی غیر مرد کو سوچ کر شزا اگلے دن عیس سے ملنے چلی گئی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس کے بتائے گئے ایڈریس پر جب شزا پہنچی تو وہ کسی کمپنی کا ایڈریس تھا۔ بلیک کمپنی کا نام پڑھتے شزا مزید تشویش میں مبتلا ہو گئی۔۔ کیونکہ جس کمپنی کے سامنے وہ کھڑی تھی۔ وہ ملک کی معروف و مشہور کمپنی تھی۔

اس کمپنی کے بارے میں شزا آئیے دن ٹی میں بہت کچھ دیکھتی رہتی تھی۔ اسکے دماغ میں مزید سوال پیدا ہوئے تھے۔ جن کا جواب لینے کے لیے وہ اندر کی طرف بڑھ گئی تھی۔

لیکن اندر جانے پر شزا اپنی جگہ حیران ہوئی تھی۔۔ کیونکہ اسکے سامنے اک نہیں بلکہ چار مرد موجود تھے۔

اپنے سامنے چار خوبصورت مرد دیکھ کر شزا جہاں سٹل تھی۔۔ وہیں انکی رعب دار اور سحر انگیز شخصیت اسے کنفیوز کر رہی تھی۔

لیکن عیس نے اسے ریلکس کرتے سیٹ پر بٹھایا تھا۔۔ شزا انکے ساتھ اک بڑے سے لکٹری آفس میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔ جس کی گلاس وال سے سامنے کا منظر صاف نظر آ رہا تھا۔ جہاں آفس کے لوگ کام کرتے نظر آ رہے تھے۔۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ اچانک کسی الگ دنیا میں آگئی ہے۔

سنان کی واپسی پر جب عیس نے سب کو شزا کا بتایا تو سلطان نے شزا کے ساتھ ہونے والی میٹنگ کے لئے عیس کو آفس کا ایڈریس بتانے کے لیے کہا تھا۔

کیونکہ یہاں سنان کے سسرال کا معاملہ تھا۔ اسی لئے سلطان کو یہ ہی بہتر لگا تھا۔ کہ انکی کمپنی کے آفس میں ہی شزا کے ساتھ ملاقات کی جائے۔ تاکہ شزا سنان کے بیک گراؤنڈ کو اچھے سے سمجھ سکے۔۔ اور آئندہ آنے والے حالات میں ایرہ کو گھر والوں کے سامنے سپورٹ بھی کر سکے۔

شزا سے ملاقات میں سلطان نے اپنے ازلی سنجیدہ لہجے میں شزا کی سستی سے ایرہ اور سنان کے نکاح کی ساری بات بتائی۔ تو شزا جہاں ایرہ کے نکاح کا سن کر بے یقین ہوئی تھی۔ وہیں سنان نے اسے یقین دلایا

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تھا۔ کہ وہ کبھی بھی ایرہ کو اکیلا نہیں چھوڑے گا۔ بلکہ اسے عزت سے رخصت کروا کے لے کر جائے گا۔

انکی ملاقات اتنی لمبی نہیں ہوئی تھی۔۔ لیکن شروع کے کچھ منٹوں میں ہی وہ شزا کو ہر لحاظ سے مطمئن کر چکے تھے۔۔ جس پر شزا نے بھی گہری سانس خارج کرتی بہتری کی دعا مانگ کر سب کچھ اللہ پر چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ نکاح تو انکا ہو ہی چکا تھا۔

شزا کو ریلکس کرنے اور خود کے ساتھ فرینک کرنے میں سراسر عیس علی ہمدانی کا ہاتھ تھا۔ شزا کے استفسار کرنے پر عیس نے اسے بتایا تھا۔ کہ وہ کمپنی ان چاروں کی ہے۔ اور وہ اس وقت کمپنی کے تمام بوس کے ساتھ بورڈ میٹنگ میں ہے۔۔

عیس نے آخر میں اسے شرارت سے بتایا تھا۔۔ تو عیس کی بات سن کر شزا یہ سوچ کر صدمے میں چلی گئی تھی۔ کہ وہ اس وقت کمپنی کے تمام بوس کے ساتھ بیٹھی ہے۔۔ اور وہ اتنی آسانی سے ان سے ملاقات کر پائی ہے۔۔ جن سے ملاقات کرنے کے لیے لوگ ترستے ہیں۔

وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔ کہ بلیک کمپنی کا بوس سنان مصطفیٰ کاظمی ایرہ جیسی اک عام گھرانے کی لڑکی سے اتنی محبت کر سکتا ہے۔۔ وہ اک گھنٹے میں اچھے سے ان چاروں کو جان گئی تھی۔ اور ساتھ میں اسکی معلومات میں یہ بھی اضافہ ہوا تھا۔ کہ ایرہ کی دو ستیاں ان تینوں کی بیویاں ہیں۔

عیس کو مشعل جیسی ڈرپوک اور موم سی گڑیا والی لڑکی کے شوہر کے روپ میں سوچتے وہ حیرت زدہ تھی۔ بلیک تھری پیس میں لمبے بالوں کی پیچھے چھوٹی سی پونی بنائے وہ ہیزل براؤن آنکھوں والا انسان شزا کو دلکش کینگسٹر لگ رہا تھا۔ وہ سب غیر معمولی نقوش اور شخصیت کے مالک تھے۔ اسی لیے شزا مکمل طور پر مطمئن ہو گئی تھی۔۔ ویسے بھی ایرہ اسکے لیے چھوٹی بہنوں جیسی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اس اک گھنٹے کی مکمل ملاقات میں انہوں نے شزا کو ہر لحاظ سے ایرہ یقین دلانے کی کوشش کی تھی۔ کہ ایرہ کسی غلط انسان کے نکاح میں نہیں آئی۔

بلکہ سیکورٹی کے طور پر ایرہ کے نام پر تیار ہونے والے گھر کے پیپرز بھی سنان مصطفیٰ کاظمی نے شزا کو دیکھا دیے تھے۔ بس اب شزا کو کچھ وقت تک خاموش رہتے انکا ساتھ دینا تھا۔ سنان کی اس بات کو شزا نے مانتے ہوئے اسے یقین دلایا تھا۔ کہ وہ اسکا راز اپنے تک ہی رکھے گی۔

اس ملاقات کے بارے میں تو ایرہ بھی کچھ نہیں جانتی تھی۔

اور جب سے شزا سب جان چکی تھی۔ تب سے وہ ایرہ کو ملنے کے لیے اسکی مدد لے لیتا تھا۔ کیونکہ عیس تو اسے صاف طور پر ٹھینکا دیکھا چکا تھا۔ کہ وہ اسکی دیواروں کو پھلانگنے والی کوئی مدد نہیں کرے گا۔ جس پر مجبوری میں اسے شزا کی مدد لینی پڑی تھی۔ شزا نے بھی فرینکلی اسکی مدد کی تھی۔ کیونکہ وہ دونوں اک دوسرے کے نکاح میں تھے۔ تو اس لحاظ سے کچھ بھی غلط نہیں تھا۔ ویسے بھی شزا کو پورا یقین تھا کہ آنے والے

حالات میں سنان مصطفیٰ کاظمی سب کچھ ٹھیک کر لے گا۔

سنان دیوار پر چڑھتے ہوئے اپنی منکوحہ کی بالکنی میں کودا۔ تو بیڈ پر بیٹھی ایرہ ٹھٹکی تھی۔ اسے وہم ہونے لگا تھا۔ کہ یہ قدم اسکے بے وفا منکوحہ کے ہی ہیں۔

وہ اس وقت تک پڑھائی کر رہی تھی۔ کیونکہ انکے فیلنلز کے پیپرز ہونے والے تھے۔ اسی لئے آج کل وہ پڑھائی میں مصروف تھی۔

بالکنی کا پردہ ہٹاتے سنان کمرے میں داخل ہوا تو اپنی منکوحہ کو بیڈ پر کتابیں پھیلائے دیکھ کر مسکرا دیا۔ جبکہ ایرہ نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ وہ سائیڈ لیپ کی روشنی میں پڑھ رہی تھی

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کیا ہوا ہے جان من۔۔۔

سنی نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے اسکے قریب آتے استفسار کیا تھا۔ کیونکہ وہ اسے پیار سے نہیں دیکھ رہی تھی۔

وہیں رک جاو۔۔۔

ایرہ نے انگلی اٹھاتے سنان کو وہیں ٹھہرنے کا کہا تو سنی نے آنکھوں میں حیرانی لیے اسے دیکھا۔ جبکہ اسکے کہے کے مطابق وہ اپنے قدم وہیں روک گیا تھا۔

ایرہ غصے میں بیڈ سے اترتے ننگے پاؤں لئے اسکی طرف آئی تو۔ بلیک سلک کے نائیٹ سوٹ میں ایرہ کی سفید چمکدار رنگتے دیکھ کر سنی کا دل دھڑک اٹھا۔

بلیک شرٹ کے آگے سے دو بٹن کھلے ہوئے تھے تو ٹراؤزر کافی اونچا تھا۔ جو سفید پنڈلیوں کو واضح کر رہا تھا۔ جبکہ گولڈن ویوی بال اس وقت رف جوڑے میں قید تھے۔ سنان کو اندازہ ہوا تھا کہ اسکی گولڈن پری کے بال کافی ہیلتھی اور کمر تک لمبے ہیں۔ جبکہ اسکا منہ درمیان سائیز کا تھا۔ جس کے تیکھے نقوش اسکے دل پر وار کرتے تھے۔ اور سب سے پیاری تو اسکی ناک تھی۔ جس کو دیکھ کر سنان کا دل کرتا تھا کہ اسے چبا جائے۔ وہ اگر جان جاتی کہ وہ اسکے منہ کو درمیانے سائیز کا کہہ رہا ہے تو یقیناً وہ اس پر جھپٹ پڑتی۔

کہاں سے آرہے ہو اس وقت۔۔۔

ایرہ نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے پوچھا تو سنی کو سمجھ نہ آئی کہ وہ کیا کہنا چاہ رہی ہے یا پوچھنا چاہ رہی ہے۔

کام سے فری ہوتے ہی تمہارے پاس آیا ہوں بے بی۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سنی نے اسکی بیوی والی تیکھی نظروں کو دیکھ کر آرام سے سچ بتایا تھا۔ وہ اپنی تیکھی نظروں سے جیسے سنان مصطفیٰ کا اندر تک معاینہ کرنا چاہ رہی تھی۔

کام پر ایسے کون جاتا ہے۔۔

ریڈی ٹی شرٹ کے ساتھ بلیک ٹراؤزر پہنے اپنے الجھے گولڈن بالوں کے ساتھ سفید و سرخ رنگت کے لیے ایرہ کو وہ بے حد پیار الگ رہا تھا۔ اور اگر وہ اپنی بیوی کو اتنا پیار الگ رہا تھا۔ تو پھر باقی کتنی لڑکیوں کو لگتا ہو گا۔ ایرہ نے اپنے دماغ میں بے اختیار سوچا تھا۔۔

میں فلیٹ سے چیئنج کر کے تمہارے پاس آیا ہوں جان من۔۔

سنی نے چہرہ جھکاتے ہوئے اسے بتایا تھا۔ کہ وہ چیئنج کر کے اسکے پاس آیا ہے۔ وہ اسکے مقابل قریب آ کھڑی ہوئی تھی۔ چھوٹی ہائیٹ کی وجہ سے سنان ہمیشہ چہرہ جھکا کر اس سے بات کرتا تھا۔

جبکہ سنی کے جواب کو نظر انداز کرتے ایرہ اسکے مزید قریب ہو کر اسکی خوشبو سونگھنے لگی تھی۔ وہ سچ میں آج اسکے خلاف کوئی نہ کوئی ثبوت اکٹھا کرنا چاہ رہی تھی۔ تاکہ اس سے لڑ سکے۔

ایرہ کے قریب ہونے پر سنی کی بے اختیار دھڑکن تیز ہوئی تھی۔ کیونکہ وہ آنکھیں بند کیے اسکے سینے سے اسکے پرفیوم کی خوشبو محسوس کرنے لگی تھی۔

سنی کے گلون کی تیز خوشبو ایرہ کو اپنے حواسوں پر چھاتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

لیکن وہ آنکھیں کھول کر اسکے گرد گھوم کر چکر لگاتے اسے ہر اینگل سے غور سے دیکھ رہی تھی۔ سنی تو حیرت و پریشانی سے اسکا تفتیشی انداز دیکھ رہا تھا۔ جو تھانے دارنی کی طرح اس کے گرد چکر لگانے میں مصروف تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

آج بخش رہی ہوں۔ پراگرائندہ تم مجھے اتنے بن سنور کر باہر نکلتے نظر آئے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔

وہ اسکے سامنے رک کر تیکھے چتون سے اسے باور کروا رہی تھی۔
سنی نے اپنے سامنے ڈیڑھ فٹ کی سنڈی کو دیکھا تھا۔ جو اسکے کندھوں تک آتی تھی۔ لیکن اسے ایسے گھور کر دیکھ رہی تھی۔ جیسے چھ فٹ کے سنان مصطفیٰ کو نگل لے گی۔
آج خیر ہے نہ میری سنڈی اتنی جوش میں کیوں ہے۔۔۔

سنی نے آگے بڑھتے اسے بازوؤں میں اٹھایا تو ایرہ نے چہرہ ترچھا کرتے جھکتے ہوئے اسکی گردن پر دانت گاڑے تھے۔

کیا کر رہی ہو یار۔۔۔

وہ عیس پھا ہے کٹنا یہ نشان دیکھ لے گا۔ اور اگر اس نے دیکھ لیا نہ جیونیوز پر تمہارے شوہر کو ہر طرف مشہور کر دے گا۔۔۔

سنی نے اپنی جنگلی بلی کو احساس دلانا چاہا تھا۔ پر اس کے باوجود ایرہ اسے بھرپور نشان دے کر ہی پیچھے ہٹی تھی۔

ایرہ کو بیڈ پر بٹھانے کے بعد سنی نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیرتے تاسف سے اسے دیکھا تو وہ ناک چڑھا گئی۔

تمہارا یہ چھوٹا سا منہ زیادہ نہیں تیز ہوتا جا رہا کیا۔۔۔

سنی نے اپنی گولڈن آنکھیں سکیرٹے ہوئے اسے کہا تو ایرہ اسے منہ چڑا کر بیڈ پر پیچھے گر گئی۔

تم نہ مجھے الٹے پلٹے ناموں سے پکارا کرو اور نہ یہ منہ چلے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ایرہ نے سر کے نیچے بازو رکھتے بے پرواہی سے کہا۔ تو اسکا لاپرواہ انداز سنی کے دل میں گدگدی سا کر گیا۔

کس سائیز کے کپڑے پہنتی ہو تم۔۔۔

سنی نے اسکے نائیٹ سوٹ کا معائنہ کرتے پوچھا تو ایرہ اسکے سوال پر نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔
سمال سائیز پہنتی ہوں، تم کیوں پوچھ رہے ہو۔۔۔

ایرہ نے اسے بتاتے ہوئے اسکے سوال کا مقصد جاننا چاہا تھا۔۔۔

اس لئے کہ تمہارا یہ نائیٹ سوٹ تمہاری باڈی کے حساب سے چھوٹا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ تم نے غلط سائیز لے لیا ہے۔۔۔

سنان نے بغور اسکے سلک کے ٹراؤزر اور شرٹ کو دیکھا تھا۔ اسکا ٹراؤزر پیروں سے کافی اونچا تھا اور شرٹ بھی کافی چھوٹی لگ رہی تھی۔ کیونکہ اسکے لیٹنے پر اسکی شرٹ اوپر ہوتی اسکا پیٹ واضح کر رہی تھی۔۔۔
ایرہ نے شرم سے لال ہوتے جلدی سے اپنی شرٹ نیچے کی اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔

تم کل میرے ساتھ شاپنگ پر چلنا، میں خود تمہیں شاپنگ کرواؤں گا۔۔۔

سنی نے بیڈ پر بیٹھتے اس سے کہا تو سنان کے انداز پر ایرہ کا دل اسکے کانوں میں سیٹیاں بجانے لگا تھا۔
یہ ڈریس ایسا ہی ہے۔۔۔

ایرہ نے اپنی شرٹ پر ہاتھ پھیرتے اسے بتانا چاہا تو سنی اسے الجھن سے دیکھنے لگا۔۔۔
ایسے ہی مطلب کیسا ہے۔۔۔

سنی نے کتابوں کو پیچھے کرتے اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھایا۔ تو ایرہ پزل ہوتی نظریں جھکا گئی۔۔۔
بولو بھی اب۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سنی نے پھر پوچھا تو وہ تیز ہوتی ڈھرنکوں کے درمیان بامشکل بولی۔۔

یہ ٹھیک سائز ہے بس فیشن کی وجہ سے یہ شارٹ ہے۔۔ مطلب اس ڈریس کو خود ایسے بنایا گیا ہے۔۔

ایرہ نے اسکی گولڈن بیرڈ پر نظریں جماتے اسنا لفظوں میں اسے بتایا تو سنی اسکو حیرت سے دیکھ گیا۔۔

مطلب تم جان بوجھ کر ایسے شارٹ ڈریس پہنتی ہو۔۔

سنی نے جلتے کڑھتے پوچھا تو ایرہ مشکل سے سرہاں میں ہلا پائی تھی۔

ایسی کی تیسری تمہارے اس گندے فیشن کی۔۔

سنی جلال میں آتے اسے بیڈ پر پیچھے پھینک کر اسکے اوپر جھکا تھا۔۔ جبکہ ایرہ اس اچانک افتاد پر اسے نا سمجھی

سے دیکھنے لگی تھی۔۔ اپنی گولڈن آنکھوں کو پھیلاتے وہ اسکے غصے والے تاثرات کو دیکھ رہی تھی۔

تم جب میرے کمرے میں شفٹ ہو گی۔ تب جتنے مرضی شارٹ کپڑے پہننا یا پھر چاہے کچھ بھی نہ

پہننا پر اب میں تمہیں یہاں ایسے کپڑے نہ پہنے دیکھوں۔۔

سنی غصے سے اسکی آنکھوں میں جھانکتے کہہ رہا تھا۔۔ اسے پورا یقین تھا کہ وہ اسی شارٹ سلپنگ ڈریس

میں گھر میں لا پر واہی سے گھومتی ہو گی۔۔

تم پھر مجھ پر غصہ کر رہے ہو اس رات کی طرح۔۔

ایرہ رکتے ہوئے اسے یونیورسٹی کی پارٹی والی رات یاد کروانے لگی۔۔ جب سنان نے بلا وجہ اس پر غصہ کیا

تھا۔

تم بس اس بات کا اقرار کرو کہ تم آئندہ ایسے شارٹ کپڑے نہیں پہنو گی۔۔

سنی نے اپنی بات پر زور دیتے پھر اپنے الفاظ دہرائے۔ تو ایرہ کا پارہ ہائی ہو گیا۔۔ جو آدھی رات کو اک

فضول بات پر اس پر غصہ کرنے لگا تھا۔ وہ کونسا اس حلیے میں باہر گئی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔

میں پہنوںگی۔۔

ایرہ اپنی پوری آنکھیں کھول کر اسکی آنکھوں میں دیکھتے غرائی۔۔ تو سنی کو مزید بھڑکائی۔

تو تم میری بات نہیں مانوگی۔۔

سنی نے دھمکی آمیز لہجے میں پھر اک دفعہ استفسار کرنا چاہا تھا۔

نہیں، نو۔۔

ایرہ جواب میں اپنے لفظوں پر مزید زور دیتے پورے دھڑلے سے اسے انکار گئی تھی۔

تو سنی اک دم سے اسکے اوپر سے اٹھ کر کھڑے ہوتے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔

جبکہ ایرہ اسکے اٹھنے پر پریشان ہوئی تھی۔

سنی کمرے میں ہر طرف دیکھتے کچھ سوچتے ہوئے واڈروب کی طرف بڑھا تھا۔

ایرہ کی وارڈروب کھول کر سنی نے اس میں ہینگ کیا اک سکارف نکالا۔ اور دوبارہ ایرہ کی طرف آیا۔ جو

کمنوں کے بل اٹھتے سنان کو ہی دیکھ رہی تھی۔

سنان اپنے پاؤں چپل سے آزاد کرتے بیڈ آیا اور ایرہ کے آدھا کلو کے سراپے کو اٹھاتے تکیے پر لٹاتے اسکے

بازو بیڈ سے پن کرتے سکارف کے ساتھ باندھ گیا۔

اپنے ہاتھ بندھے دیکھ کر ایرہ کو ہوش آئی تو وہ ڈر سے اپنی سنہری آنکھوں کو بڑا کر گئی۔ اور ساتھ مزاحمت

کرنے لگی۔۔

سنی اگر میرے ساتھ کوئی بد تمیزی کی تو میں سچ میں بہت براناراض ہو جاؤں گی۔

وہ دھمکی آمیز لہجے میں دبی دبی چینی تھی۔۔ جبکہ سنان اسکی چینخوں پر کان دھرے بنا اسکی کتابوں کو اٹھا

کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر اسکی طرف مڑا تھا۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

پہلے میں جو تم سے ناراض ہوا ہوں نہ اسکی فکر کرو پھر تمہاری اس ناراضگی کا کچھ سوچا جائے گا۔

سنان اسکے اوپر اتنا سرد لہجے میں بولا تو ایرہ اسکے سنجیدہ انداز پر اندر تک کانپ گئی۔

دیکھو سنان مصطفیٰ تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔

وہ گہرے سانس لیتی پر یقین لہجے میں بولی تھی۔ جبکہ اپنی منکوحہ کی ابھی سے پتلی حالت پر سنان مصطفیٰ استہزایہ انداز میں مسکراتے ہاتھ بڑھا کر اسکی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا۔

جس پر ایرہ کی شاکڈ کیفیت میں آنکھیں پھیلتی جارہیں تھیں۔ وہ مزاحمت بھی نہیں کر سکتی تھی۔

سنان نے اسکی شرٹ کے سارے بٹن کھولے تو اسکی شرٹ مکمل طور پر ایرہ کا نازک سراپا واضح کر گئی۔ جس کو دیکھ کر سنی کو اپنے جسم میں سرور سا محسوس ہونے لگا تھا۔ اس کے برعکس ایرہ لال انگارہ ہوتے آنکھیں میچ گئی تھی۔

اگر تم نے اپنی آنکھیں نہ کھولیں تو آئی سویر ایرہ سنان مصطفیٰ کہ میں ابھی ہر حد بھلاتارخصتی کے تقاضے پورے کر دوں گا۔ کیونکہ مجھے تمہاری یہ آنکھیں دوبارہ دیکھنی ہیں۔ جو کچھ دیر پہلے غراتی ہوئیں مجھے گھور رہیں تھیں۔۔۔

سنی نے اسکے اوپر سایہ فگن ہوتے اسکے کان میں پر اسرار سرگوشی انڈھیلی تو ایرہ نے پٹ سے اپنی آنکھیں واہ کرتے اسے دیکھا۔ جو اسکے اوپر سایہ فگن ہوتے ہوئے لیٹا تھا۔

سنی کی دھمکی پر ایرہ نے مجبور ہو کر اپنی آنکھیں کھول لی تھیں۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ غلطی سے غلط پزنگا لے گئی ہے۔ بنا خود کو دیکھے وہ آنکھوں میں معصومیت پیدا کرتے اسے دیکھنے لگی۔

تمہیں اپنی کمزوری کو دھمکاتے ہوئے شرم نہیں آتی کیا۔ خود تو بلڈوزر ہو اسی لئے فائدہ اٹھاتے مجھ معصوم کو دھمکا رہے ہونہ۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ایرہ نے اس کے چوڑے مضبوط وجود کو دیکھ کر اسے احساس دلانا چاہا کہ وہ اسے ڈرا رہا ہے۔ جبکہ سنی تو اس کے بدلے لہجے پر ایبر واچکاتے اسے دیکھ گیا۔

یہ تمہیں اپنے بلڈ وزر شوہر سے پنگا لینے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا معصوم سنڈی۔

سنی اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے بھاری گھمبیر لہجے میں بولا تو اس کی سانسوں کی تپش سے ایرہ کو اپنے جسم میں خون گرم ہوتا محسوس ہونے لگا تھا۔

اچھا ٹھیک ہے میں نہیں پہنوں گی اب ایسے ڈریس اب پیچھے ہٹو تم۔

ایرہ نے خود میں سمٹتے اقرار کرتے سنی کو پیچھے ہٹانا چاہا تھا۔ اسے اب ڈر لگنے لگا تھا۔ کہ کہیں سچ میں وہ ہر حد پار نہ کر دے۔

ایرہ کے اقرار پر سنی اپنی گولڈن سرخ آنکھوں سمیت اس کی گردن سے چہرہ اٹھاتے اسے دیکھنے لگا۔ جو گہرے سانس لیتی خشک ہونٹوں سے اب اقرار کر گئی تھی۔ جو کچھ دیر پہلے دھڑلے سے منع کر رہی تھی۔

ایرہ کے خشک ہونٹوں کو دیکھ کر سنی نے دانتوں تلے لب دبایا تھا۔

تم مان گئی ہو تو بہت اچھی بات ہے پر ابھی میں تمہیں محسوس کیے بنا پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ اس لئے خاموشی سے مجھے محسوس کرو، ورنہ دو۔

سنی نے جھکتے ہوئے اس کے خشک آدھ کھلے ہونٹوں پر پھونک مارتے کہا تو ایرہ نفی میں سر ہلانے لگی تھی۔

جبکہ سنی اس کی نہ نہ کو انور کرتا اس کے سلم سفید پیٹ کو دیکھنے لگا۔

سنی نے اپنا کھر در اہا تھ اس کے پیٹ پر پھیرا تو وہ مچلتے ہوئے مزاحمت کرنے لگی۔

سنی پلیز نہیں کرو۔۔۔ وہ منت کرنے والے انداز میں بولی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تمہارا پیٹ اتنا سہل اور سافٹ ہے۔ دل کر رہا ہے کہ سینڈوچ سمجھ کر کھا جاؤں اسے۔۔۔

سنی نے اسکے کان میں سرگوشی کرتے کہا تو ایرہ کا دل کیا کہیں چھپ جائے۔

اوپر اٹھتے ہوئے سنی نے اپنی ٹی شرٹ اتار کر سائیڈ پر رکھی۔ تو ایرہ اسکے چوڑے سینے کو دیکھ کر تھوگ نکل گئی تھی۔۔

سنی نے اک دم جنونی ہوتے جھک کر اسکے پیٹ پر دانت گاڑے تو وہ مچلتے ہوئے اپنے ہاتھ کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔۔ لیکن سنی نے کافی مضبوطی سے اسکے ہاتھ باندھے تھے۔۔ جو کھول پانا مشکل تھا۔ ایرہ کی شرٹ کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔۔ سنی اسکے سفید چھوٹے سے پیٹ پر کبھی ہونٹوں اور دانتوں سے نشان بنارہا تھا۔ اسکے پیٹ کو چھوتے وہ اوپر بڑھنے لگا تھا۔ سنی نے ہاتھ پیچھے لے جاتے اسکی ہک کو کھولا تھا۔ جس پر ایرہ کو اپنے جسم میں سنسنماٹ ڈورتی ہوئی محسوس ہونے لگی تھی۔ اسکا انگ انگ جلنے لگا تھا۔

سنی نے ہاتھ بڑھاتے سائیڈ لیمپ آف کر دیے تھے۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ روشنی میں کمفرٹیبل نہیں ہو گی۔۔ حالانکہ اسکا دل کر رہا تھا۔ کہ اسکے خوبصورت سراپے کو نظروں میں بسالے۔۔ پر اسکے باوجود اپنے دل کی نفی کرتا وہ لائیٹ بند کر کے اسکے ڈھرنکوں کو ہونٹوں سے چومنے لگا۔

ہاتھ اوپر لے جاتے ہوئے سنی نے اسکے ہاتھ آزاد کیے تھے۔ اک ہاتھ ایرہ کی کمر میں لپیٹتے سنان نے اسے اوپر اٹھایا ہوا تھا۔ جبکہ دوسرا ہاتھ اس ٹانگوں پر گردش کر رہا تھا۔ ایرہ ہمیشہ کی طرح مدہوش ہوتے لمبے لمبے سانس کھینچتے جا رہی تھی۔

سنان مصطفیٰ نے اسکے ہاتھ اپنی کمر پر رکھے۔ کیونکہ وہ جب اپنے نرم و نازک ملائم ہتھیلیاں اسکی کمر پر پھیرتی تھی۔ تو سنان کا انگ انگ اسکا طلبگار بن جاتا تھا۔

وہ مسلسل اسکی دھڑکنوں چومتے بھگوئے جا رہا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جب اچانک ایرہ نے اسکے بال کھنچتے اسکے چہرہ اٹھاتے سنان کو اپنے ہونٹوں پر جھکایا تھا۔ سنان مصطفیٰ کے لئے اپنی منکوحہ سے لڑنا بھی فائدہ مند تھا۔ اور یہ بات وہ وٹوک سے کہہ سکتا تھا۔ کہ وہ دونوں میاں بیوی لڑنے کے بعد بھی سکون میں رہتے تھے۔ فقط وہ دونوں واحد تھے۔ جو لڑنے کے بعد اک دوسرے کے تڑپتے اک دوسرے کو پاگل کر دیتے تھے۔ جیسے ابھی وہ دونوں سب کچھ بھلا کر اک دوسرے سے اپنا اپنا سکون حاصل کر رہے تھے۔۔۔۔۔



سنی نے شدت سے اسکے نچلے ہونٹ کو اپنے ہونٹوں میں لیتے سک کیا۔ تو سنی کی سختی پر ایرہ کی سسکی، اسکے ہونٹوں میں دب گئی۔

وہ ایک بجے اسکے پاس آیا تھا۔ اور اب صبح کے پانچ بج رہے تھے۔۔ لیکن سنی نے اسکی جان بخشی نہیں کی تھی۔

وہ ایرہ کے ہونٹوں کو آزادی دے کر پھر اسکے دل کے مقام پر ہونٹوں کو رکھ گیا تھا۔ اتنے گھنٹوں سے سنی کو جھیل کر ایرہ کی مکمل طور پر اب بس ہو گئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود بھی سنان مصطفیٰ اس پر رحم نہیں کھا رہا تھا۔۔

سنی بس کروپلیز میں تھک گئی ہوں۔۔

ایرہ نے کانپتے ہوئے لبوں سے بامشکل الفاظ دہرائے تھے۔۔ جو وہ پچھلے کتنے وقت سے دہرا رہی تھی۔

وہ مسلسل کتنے کتنے منٹ اسکے ہونٹوں پر جھک کر اسے بار بار ڈیپ کس کر رہا تھا۔ کئی دفعہ تو کس کا دوران پہلے سے بھی زیادہ بڑھ جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے ایرہ کو اپنی سانس رکھنے پر اسکی سانسیں کھینچنی پڑتیں تھیں۔

تم تھکی ہو جان من، میں تو نہیں تھکا نہ ابھی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سنی نے اپنی خمار زدہ آنکھیں اسکی آنکھوں میں گاڑتے جواب دیا تو ایرہ اندر تک سلگ گئی۔ اتنے گھنٹوں سے وہ اسکی جان کو چمٹا ہوا تھا۔ کیا وہ جن تھا جو تھک نہیں رہا تھا۔
پھر ایسے کرو بھون کر کھالو مجھے تاکہ ایسے تمہیں سکون آجائے۔۔

ایرہ نے بھڑکتے ہوئے اسے مشورہ دیا تھا۔۔

بھوننے کی کیا ضرورت ہے جان من، بس الٹی لیٹنے کی کرم نوازی کر دو۔ تاکہ میں تمہاری دودھیا نازک کمر کا بھی کچو مر بنا سکوں۔ جیسے تمہارے پیٹ اور دھڑکنوں کا بنا دیا ہے۔
سنی نے اسکے پیٹ اور دل کے مقام پر اپنی بنائی گئی لو بایٹس کو شان سے دیکھ کر مزید فرمائش کی تھی۔
ایرہ اسکی فرمائش سنتے کانوں کی لوح تک سرخ پڑ گئی تھی۔ اپنا بس نہ چلتا دیکھ کر وہ اسکے کندھوں پر مکے مارنا شروع ہو گئی تھی۔

جس پر سنی نے ہنستے ہوئے اسکے ہاتھوں کو قابو کرتے ہوئے اسکے گال کو شدت سے چوم لیا۔
دفع ہو جاؤ ورنہ مار دو گی میں تمہیں۔۔ آنکھوں میں بے پناہ غصہ لیے وہ چیخ پڑی تھی۔

جار رہا ہوں، بے بی، میں ویسے بھی تمہیں تین چار دنوں کے لیے نظر نہیں آنے والا اب تو اسی لئے میں نے سوچا کہ آنے والے دنوں کا کوٹا بھی ابھی پورا کر لوں۔ یہ اتنے گھنٹوں کی محبت دراصل میں آنے والے دنوں کے لئے کی ہے۔ تاکہ میں وہاں تمہیں یاد کرتا بے چین نہ ہوں۔

اور میری غیر موجودگی میں تم بھی کچھ دن سکون سے گزارو گی۔۔

سنی نے آخری بار اسکے زخمی ہونٹ کا گہرا بوسہ لیتے اسے اٹھا کر بٹھایا تھا۔ جس پر ایرہ نے شرم سے اپنے آگے ہاتھ رکھتے خود کو چھالیا۔۔

اگر ایسے چھپاؤ گی انکو تو میں پھر لیٹ جاؤں گا ان سے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سنی اسکے لال چہرے کو دیکھ کر پھر گھمبیر لہجے میں بولا تو ایرہ غصے سے اسکے قریب ہو کر اسکی گال پر زور سے بائٹ کر گئی۔

جس پر سنی پھر اچانک اسے پیچھے تکیے پر گراتے اسکے ہونٹوں پر جھکا تھا ایرہ کی زبان کو اپنے ہونٹوں میں دباتے وہ اک دم جنونی ہوا۔ تو ایرہ خود کو کوس گئی۔

سنی رف کس کرتے پیچھے ہٹا اور نرمی سے اسکے دل کے مقام پر ہونٹ رکھنے لگا۔

کونسی ترسی روح ہے تمہارے اندر جو تمہیں سکون نہیں لینے دے رہی۔۔۔

اسے پھر نیچے جھکتے دیکھ کر وہ بھڑک اٹھی تھی۔ جس پر سنی نے دانتوں تلے لب دباتے چہرہ اٹھاتے اپنی منکوحہ کو غور سے دیکھا تھا۔

تمہیں نہیں لگتا بی بی کہ مجھے قصور وار ٹھہرانے کی بجائے تمہیں اپنے فکر کو الزام ٹھہرانا چاہیے۔۔۔ اب اگر اتنا ہاٹ سلم فکر رکھو گی۔ تو شوہر تو جنونی ہو گا نہ بیچارہ۔۔۔

سنی نے اسکی نائیٹ شرٹ پکڑتے اسے دوبارہ پہنا شروع کی۔ تو وہ ناک چڑھا گئی۔ اس بار سنی نے اسے اٹھانے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر وہ اٹھ کر بیٹھی تو وہ اسکے نازک سراپے کو دیکھ کر پھر بہک جائے گا۔

تم کہاں جانے والے ہو۔۔۔ سنی کو اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتے ہوئے ایرہ نے اسے تھوڑی دیر پہلے کے بارے میں پوچھا۔۔۔ جب وہ کہیں جانے کا کہہ رہا تھا۔

کام کے سلسلے میں جارہے ہیں سب تو کچھ دن وہیں مصروف رہیں گئے ہم۔۔۔

اسکی شرٹ کے سارے بٹن بند کرتے سنی نے اسکے ماتھے کو محبت سے چھوا تو وہ ابھی اداس بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ وہ شرٹ لیس اسکے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کیا ہوا۔

سنی نے اسکے اتری ہوئی شکل کو دیکھ کر استفسار کیا۔

میں اتنے دن کیا کروں گی اکیلی۔۔

وہ اسکے قریب ہو کر اسکے کندھے پر سر رکھتے اداس لہجے میں پوچھنے لگی تھی۔

ابھی تو تم مجھ سے تنگ پڑ رہی تھی۔

اک ہاتھ اسکی کمر میں لپیٹ کر دوسرے ہاتھ سے ٹانگوں کو اٹھاتے سنی نے اسے گود میں شفٹ کیا تو وہ اسکے شرٹ لیس سینے پر سر رکھ گئی۔

فضول نہیں بولو، اور تم مجھے اپنے کام کے بارے میں کیوں نہیں بتاتے، نہ ہی اس دن یونیورسٹی کی ڈگری کے بارے میں بتایا تھا۔ مجھے تمہارے ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں بھی کچھ نہیں معلوم ہے۔ ویسے سنی تمہاری اتج کیا ہوگی۔ کیونکہ اپنی اتج سے تم میچور لگتے ہو یونیورسٹی کے سٹوڈینٹ تو بالکل نہیں لگتے۔ ایرہ نے اسکے سینے سے سر اٹھا کر اسکی ٹھوڑی کی بیرڈ پر نظریں جماتے ہوئے اپنے دماغ میں آئے سب سوال پوچھے تو سنان اسکے اتنے سوالوں کو سن کر چکرا گیا۔

اسکے یاروں کی بیویوں میں سے ابھی تک کسی نے اپنے اپنے شوہر سے یہ سوال نہیں پوچھے تھے۔ پتہ نہیں اسکی بیوی ہی کیوں اتنی جاسوس سنڈی بن رہی تھی۔ دماغ میں عیس کا گائنا کالوجسٹ والا جواب بھی گونجتا تھا۔ جسے یاد کرتے وہ توبہ کر گیا۔

جان تم مجھے اتنا سوچتی ہو پر آج تک اک چھینک بھی نہیں آئی مجھے۔ سچ بتاؤ دل سے نہیں یاد کرتی نہ۔ سنان نے اسکے سوالوں کو اپنے سوال میں گھماتے ہوئے پوچھا تو ایرہ اسکے شک پر آنکھیں چھوٹی کر گئی۔ میں صرف اتنا نتیجہ نکالا ہے کہ تم اک بے وفا، بد تمیز انسان ہو بس۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔

ایرہ دانت پیستے ہوئے گویا ہوئی تو سنی زور سے ہنس پڑا۔

اب میں جارہا ہوں میرے آنے تک انکا خاص خیال رکھنا اور میرے دیے گئے زخموں پر مرہم تو بالکل نہ لگانا۔ میں چاہتا ہوں کہ ان زخموں کی جلن تمہارے اندر میرے لمس کی بے چینی پیدا کرتی رہے۔۔۔
سنی نے شرٹ کے اوپر سے اسکی دھڑکنوں کو چومتے آنکھ و نک کرتے کہا۔ تو ایرہ شرم سے پانی پانی ہو گئی۔

سنی نے اسکی حیا پر واری ہوتے اسکے ماتھے اور گالوں ہو اپنا آخری لمس چھوڑ کر اٹھتے شرٹ پہنی اور ایرہ پر آخری نظر ڈال کر بالکونی سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔

صبح نوبے وہ چاروں فارم ہاؤس کے دروازے پر کھڑے تھے۔ آج انہیں ہر حال میں یہاں حاضری دینا تھی۔ مزید دیری کی صورت میں انکی خیر نہیں ہونی تھی۔ خیر تو انکی اب بھی ممکن نہیں تھی۔ اور اگر آج وہ یہاں نہ پہنچتے تو وہ یقیناً وہ اٹھالیے جاتے۔

یہ کوئی عام فارم ہاؤس نہیں تھا۔ بلکہ اس فارم ہاؤس کی عمارت آرمی کے یونیفارم کے رنگ کے مطابق پینٹ کی گئی تھی۔ یہ اک خطرناک اڈا تھا۔

وہ لوگ دروازے کے سامنے کھڑے تھے اک منٹ بعد ان پر دروازہ کھول دیا گیا تھا۔

دروازہ کھولنے پر وہ اندر داخل ہوئے تو دایئیں جانب نظر پڑتے ہی سنی نے استغفار پڑھا تھا۔

کیونکہ دایئیں جانب بنے ہوئے چھوٹے سے آفس میں اک سیاہ فارم آدمی بیٹھا ان چاروں کو دیکھ کر پراسرا مسکرایا تھا۔

توبہ ہے یار بندہ دھوپ میں تو سن بلاک لگالے۔ تاکہ دوسروں کو نظر آسکے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سنی اسکے سفید دانتوں دیکھ کر ڈرتے ہوئے بولا تو عیس زور سے قہقہہ لگا گیا تھا۔ جبکہ ضرار اور سلطان نے سمجھداری کا مظاہرہ کرتے اپنی اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔ وہ اس سیاہ فام انسان کے سامنے ہنس نہیں سکتے تھے۔ پرانے ڈھیٹ نمونوں کو کونسا اثر ہونا تھا۔

سالا چمکیلا گنجو کہیں کا۔ عیس اسکے زبان نکال کر چڑانے پر بھڑک کر بولا تھا۔ وہ اپنے آفس میں بیٹھا ان سب کو اپنی لمبی زبان نکال کر تپا رہا تھا۔

ناگ بول یا راسے۔۔۔

سنی نے عیس کی درستی کرتے اسکی لمبی زبان دیکھ کر کہا تھا۔ کہ وہ ناگ لگ رہا ہے۔۔

سنی کی درستی پر ان تینوں کا فلک شگاف قہقہہ گونجا تھا وہاں۔ انکے قہقے پر سیاہ فارم آدمی کے چہرے کے تاثرات بگڑ گئے تھے۔

سالے ناگ کی اپنی دفعہ کتنی جلتی ہے۔۔ عیس اسکے بگڑے تاثرات دیکھ کر مزید بولا تھا۔

وہ چاروں اس وقت آرمی کے یونیفارم میں سر پر کیپ پہنے ہوئے بے حد ہینڈ سم لگ رہے تھے۔ اگر انکی بیویاں انکو آرمی یونیفارم میں دیکھ لیتیں تو ضرور ان پر پھر بری طرح فدا ہو جاتیں۔

وہ چاروں رہداری سے گزر کر فارم ہاؤس کے بڑے سے ہال میں داخل ہوئے۔ تو وہاں اک سیاہ فارم عورت اور اک انگریز عورت انہیں کام کرتیں نظر آئیں تھیں۔

یہ دھوپ اور سیاہ آج بھی اکھٹے رہتے ہیں کیا۔۔

سنی ان دونوں عورتوں کی رنگت کو دیکھ کر انہیں انکے پرانے نام سے پکارتے بول پڑا تھا۔ اک لمبے عرصے بعد وہ یہاں آئے تھے۔

دونوں عورتوں نے انکو دیکھ کر استقبالی مسکراہٹ اچھالی تو وہ چاروں اک دوسرے کو دیکھ گئے۔

خان مجھے لگ رہا ہے کہ اس دفعہ بہت ہینڈ بجنے والی ہے۔۔

ضرار نے سلطان کی جانب گردن گھومتے پیش گوئی کی۔ تو وہ متفق ہوتے ہنکارہ بھر گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ہال میں پڑے صوفوں پر وہ آکر بیٹھ گئے تھے۔ سب کچھ ویسے کا ویسے ہی تھا۔ اس جگہ میں کچھ بھی بدلاؤ نہیں آیا تھا۔

سنی جاؤ کر نلز کے بارے میں پوچھ کر آؤ۔۔۔ خان نے صوفے کی بیک پر ہاتھ رکھتے سنی کو کہا تھا۔
میں اس دھوپ چھاؤں سے جا کر بالکل نہیں مخاطب ہونے والا کاٹ کھانے کو ڈورتے ہیں یہاں کے
سب لوگ۔۔۔ سنی ہاتھ کھڑا کر تا صاف منکر ہوا تھا۔ سنی کے انکار پر ضرار اور سلطان کی نظروں کا رخ
عیس پر ٹھہر گیا تھا۔۔۔ جو ان کو اپنی طرف دیکھتے پا کر بدک کر پیچھے ہوا تھا۔۔۔
میری طرف کوئی نہ دیکھے۔۔۔ عیس نے بے مروتی کی انتہا کرتے مسلسل سرنفی میں ہلاتے نہ کی تھی۔
ہمیں اس دھوپ چھاؤں کے پاس بھیجنے کی بجائے اس نقطے والی آنکھوں کے آدمی کو ڈھونڈو۔۔۔
سنی نے اس پاس نظروں کو دہراتے سلطان سے کہا۔ تو وہ سب متفق نظر آنے لگے۔۔۔
سالوں اگر ان لوگوں نے اپنے بارے میں یہ الٹے نام سن لیے نہ تو کر نلز سے زیادہ وہ بینڈ بجا دیں گئے
ہماری۔۔۔

ضرار نے انہیں باز کرنا چاہا تھا۔ لیکن عیس اور اور سنان باز آنے والی بلائیں نہیں تھیں۔
لو آگیا وہ نقطے والا۔۔۔

سنی دائیں جانب اشارہ کرتے زور سے بولا تھا۔ جہاں کمرے سے اک چینی (چائینہ) آدمی نکل رہا تھا۔
ان چاروں کو ہال میں بیٹھے دیکھ کر وہ مسکراتے ہوئے انکی طرف بڑھنے لگا۔
اس سے چہ چہ کرتے پوچھو کہ کر نلز کب تک آئے گئے۔۔۔
عیس نے سنی کو ہاتھ سے اشارہ کرتے چہچہانے کہا تو وہ اسے گھور گیا۔

ضرار اور سلطان مسلسل اپنی مسکراہٹ روک رہے تھے۔ کیونکہ اس جگہ پر آکر ان دونوں نمونوں کی
ویکبلری مکمل طور پر بدل جاتی تھی۔ اپنی ڈکشنری سے وہ نئے سے نئے الفاظ نکالتے تھے۔ چائینہ کی زبان
میں جیسے کہ سچ لفظ زیادہ سنائی دیتا ہے۔ اسی لئے عیس نے اسے چہچہانے کا کہا تھا۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مجھے کیوں کہہ رہے ہو خان کو کہو نہ کیونکہ اسکی چہچہاہٹ مجھ سے زیادہ اچھی ہے۔۔
سنی اپنی جانب آئی گوئی کو خان کی طرف موڑ گیا تھا۔

Epsiode 76

آپس کی بات ہے میں آج تک اس انسان کے نام کو نہیں سمجھ سکا۔۔

عیس نے پر سوچ انداز میں اپنے سامنے کھڑے چائنی آدمی کو دیکھ کر کہا تھا۔

صحیح کہہ رہے ہو یا رہلایہ بھی کوئی نام ہوا "Boo"

سنی مزاق اڑانے والے انداز میں Boo کو لمبا کھینچتے ہوئے بولا۔ تو بوا اسکی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ جس پر سنی نے گڑ بڑا کر نفی میں سر ہلایا تھا۔ وہ سنی کے بو کہنے پر اسکی طرف متوجہ ہوا تھا۔ سلطان گوگل ٹرانسلیٹر کی مدد سے اس سے کر نلز کی آمد کا پوچھ رہا تھا۔ لیکن سگنلز پر اپر نہ ہونے کی وجہ سے گوگل ٹرانسلیٹر صحیح سے کام نہیں کر رہا تھا۔ جسکی وجہ سے بو کو اسکے سوال کی کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی۔

سلطان اور بو مسلسل آدھے سے اک دوسرے کی بات سمجھنے کی کوشش میں عیس غصے سے چی چا کرتا بول اٹھا۔ اسکے اچانک چہچہاہنے پر ضرار اور سنی کا چھت پھاڑ قبہ گو نجا تھا۔ جبکہ سلطان نے بامشکل اپنی اڈتی مسکراہٹ کو ہاتھ کی مدد سے چھایا تھا۔

سالاکلا سوکھ گیا ہے ہمارا چی چا کرتے ہوئے اور اس نقطے والے کو سمجھ نہیں آرہی کہ ہم کیا پوچھنا چاہ رہے ہیں۔

عیس بھڑکنے والے انداز میں صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

یار مجھے کیوں لگ رہا ہے کہ یہ چوہے کھانے والا بندہ جان بوجھ کر میسنا بن رہا ہے۔۔ اتنے سال یہاں رہتے ہوئے بھی

اسکو اردو نہیں آتی میں مان ہی نہیں سکتا اس بات کو۔۔۔

ضرار نے بو کو بغور دیکھ کر اپنا اندیشہ ظاہر کیا تو وہ دونوں بھی سر ہلا گئے۔

بو کو بھیج کر سلطان گرنے والے انداز میں صوفے پر بیٹھا تھا۔

اسے سچ میں اردو نہیں آتی یہ تم لوگ کیوں بھول گئے ہو کہ ہماری حرکتوں کی وجہ سے ہی یہ لوگ یہاں موجود ہیں۔

سلطان نے گہرا سانس خارج کرتے بتایا تو وہ تینوں بھی یاد آنے پر چونکتے ہنسے تھے۔

ان سب کی ابتدائی ٹریننگ کے دنوں میں فارم ہاؤس پر یہاں کے لوگ ہی مقیم تھے۔ جو فارم ہاؤس کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ چونکہ تب یہ لوگ انتہائی ینگ ایج میں تھے۔ تو ٹف ٹریننگ کرتے ہوئے روز رات کوانکے جسم ٹوٹ جاتے تھے۔ لیکن رات ہونے پر بھی انکی جان بخشی نہیں ہوتی تھی۔

بلکہ فارم ہاؤس کی صفائی اور پھر اپنے لئے کھانا بنانے کے بعد تو وہ لوگ رونے والے ہو جاتے تھے۔

چونکہ فارم ہاؤس پر یہاں کی دیکھ بھال کرنے والے ملازمین بھی رہتے تھے۔ تو وہ سب انکو بھلا پھسلا کر اپنا اپنا کام کروالیتے تھے۔ اور خود گھوڑے بیچ کر سو جاتے تھے۔

اک مہینے تک تو وہ سب عیاشی کرتے رہے تھے۔ لیکن جس دن دلاور خان اور شیراز پاشا نے اپنی آنکھوں سے انکو سوتے اور ملازمین کوانکے حصے کا کام کرتے دیکھا۔ تو اگلا دن انکے لئے قیامت کا دن تھا۔ کیونکہ اگلا پورا دن ان چاروں کو بھوکا رکھتے مشکل ترین مشق کروائی گئی تھی۔ اور ساتھ مستقبل کا حل سوچتے ہوئے دونوں کر نلزنے یہاں کے لوگوں کو کہیں اور شفٹ کرتے غیر ملکی لوگوں کو یہاں

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ملازمت پر رکھ لیا تھا۔ اور وہ غیر ملکی لوگ بھی کسی اک ملک سے نہیں بلکہ الگ الگ ملک کے لوگ تھے۔

مختلف ممالک کے لوگوں کو یہاں لانے کا اک ہی مقصد تھا۔ تاکہ وہ چاروں کسی اک سے بھی فرینک نہ ہو سکیں۔ اور اگر وہ کسی اک ملک کے باشندے کی زبان سیکھ بھی لیتے تو دوسرے شخص سے بات کرنے کے لیے انکو دوسری زبان کی ضرورت پڑتی۔ اسی لیے عیس سمیت وہ تینوں بھی ان رنگ برنگے لوگوں پر فٹے منہ بھیج کر ٹریننگ کی مشکلوں کو برداشت کرتے رہے تھے۔

ٹریننگ ختم ہونے کے بعد بھی وہ سب دو دفعہ یہاں آئے تھے۔ اور ان دو دفعہ میں بھی ان چاروں کو سزا کے لیے ہی یاد کیا گیا تھا۔

کوئی بھی آفیسر اسپیشل کام میں اتنی من مرضی نہیں کرتا تھا۔ جتنی وہ چاروں کرتے تھے۔

اگر انکے گروپ میں ضرر اور سلطان کی شخصیت سنجیدہ تھی۔ تو اس سنجیدہ شخصیت کا آرمی سمیت ان کر نلز کو کوئی فائدہ نہیں تھا۔ کیونکہ وہ چاروں اک دوسرے میں گم ہو کر کون سی شکل اختیار کر لیتے تھے کوئی بھی نہیں جان پاتا تھا۔

وہ چاروں اسپیشل آفیسرز کی نسبت زیادہ تر سیکڑٹ ایجنٹ کے طور پر کام کرتے تھے۔

آج تک وہ کسی مشن میں ناکام نہیں ہوئے تھے۔۔۔ پر ان چاروں کی من مرضیوں کی وجہ سے کر نلز بے حد تنگ پڑ چکے تھے۔

وہ کسی اک کو بھی سدھار نہیں سکتے تھے۔ جس کسی اک کی طرف وہ اسے سدھارنے کی نیت سے بڑھنے لگتے تھے۔ اسی اک نمونے میں باقی تینوں کی روح بھی سما جاتی تھی۔ جس پر کر نلز دانت کچکچا کر رہ جاتے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

چارپانچ دن پہلے ملنے والے آرڈر کو وہ لوگ ہو ابنا کر اڑاتے آج اپنی مرضی سے یہاں آئے تھے۔ جبکہ کر نلز کی موجودگی میں وہ صرف بہانے بناتے رہ جاتے تھے۔ عیس سے بڑا تو کوئی بہانے باز پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔

وہ کہہ رہا ہے کہ کر نلز رات تک تک آجائے گئے۔ سلطان نے ان سب کو بتایا تھا۔

تو وہ سب آنکھوں سے اشارے میں باتیں کرتے دھوپ چھاؤں کو ہاتھ ہلاتے اٹھ کر جم روم کی طرف بڑھے تھے۔ لیکن وہ ان دونوں کو چکما دے کر اپنے ماسٹر بیڈ روم میں بھاگ نکلے تھے۔ کر نلز کے آنے سے پہلے پہلے نیند پوری کرنا ضروری تھا۔ کیونکہ آنے والے دنوں میں تو وہ نیند کو ہی ترسنے والے تھے۔۔۔۔

گڑیا کیا بات ہے، تمہاری آنکھیں کیوں اتنی لال ہیں۔۔

ٹیبل پر نیند میں جھولتی ناشتہ کرتی ہوئی ایرہ کو دیکھ کر اسد فکر مندی سے پوچھا تھا۔

تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نہ۔۔

سلطانہ بیگم نے بھی فکر مندی سے ایرہ کی طرف دیکھا تھا۔ پوری رات جاگنے کے باعث اسکی سنہری آنکھوں میں اس وقت نیند کے لال ڈورے واضح نظر آ رہے تھے۔ داؤد صاحب اپنی میٹنگ کے لئے جلدی چلے گئے تھے۔ اس لئے وہ ٹیبل پر موجود نہیں تھے۔

بلو فرائک کے ساتھ جینز پہنے گلے میں سکارف سے گردن کو کور کیے اپنی سنہری رنگت میں ایرہ سنان مصطفیٰ کی سنہری پری بیٹھی نیند میں جھول رہی تھی۔ وہ اگر اسے ایسے نیند میں دیکھ لیتا تو اسکے صدقہ واری جاتے اسے اپنی گود میں سلا دیتا۔ لیکن وہ ابھی بے خبر کر نلز کے ہتھے چڑھا ہوا تھا۔

گولڈن بالوں کی راف سی پونی بنائی گئی تھی۔۔ جس کی آوارہ لٹیں اسکے چہرے پر احاطہ کیے ہوئے تھی۔ سلطانہ بیگم نے اپنی حسین بیٹی کو دیکھتے دل میں بے ساختہ ماشاء اللہ کہا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جو آج بلوڈریس میں اپنے لاپرواہ حسن کے ساتھ اپسر الگ رہی تھی۔

شرزا معنی خیزی سے اپنی چھوٹی سی نند کو دیکھ رہی تھی۔ جو اس وقت ہوش میں نہیں تھی۔

شرزا نے چپکے سے اسکی تصویر لیتے سنان کو بھیجی تھی۔ اور ساتھ میسج بھی کیا تھا کہ دیکھ لونپچی کو جگانے کا انجام۔۔

اما میں ٹھیک ہوں مجھے بس کافی بنا دیں۔۔

ایرہ نے انہیں مطمئن کرتے کافی مانگی تھی شاید وہ پی کر تھوڑا بہتر محسوس کر پاتی اور نیندا اسکی جان چھوڑ دیتی۔

ایرہ نے بے دھیانی میں اپنے سکارف کو زرا کھسکایا تو اسکی گردن پر گہرا نیلا نشان دیکھ کر شرزا سٹپٹا گئی تھی۔ اس نے جلدی سے پھر ایرہ کا سکارف ٹھیک کیا تھا۔ تاکہ اسکا نشان کوئی اور نہ دیکھ لے۔

ایسے زیادہ ٹھیک لگ رہا ہے۔۔ شرزا نے مسکراتے ہوئے اسکو سکارف ٹھیک کرنے کی وجہ بتائی۔ تو وہ مسکرا دی۔

کافی پی کر وہ اسد کے ساتھ یونیورسٹی چلی گئی تھی۔

علیزے ادا سی سے بستر سے اٹھتے تیار ہو کر ڈرائیور کے ساتھ یونیورسٹی آگئی تھی۔ سلطان نے اسے بتایا تھا کہ وہ کچھ دنوں کے لئے کہیں جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے علیزے کا دل انتہائی ادا اس تھا۔۔ لیکن وہ ابھی یہ نہیں جانتی تھی۔ کہ اسکی تمام دوستوں کے دل بھی ادا اس ہیں۔

سب باری باری اتری ہوئیں شکلوں کے ساتھ کیفے میں داخل ہوئیں اپنی اپنی سیٹ پر بیٹھتی چلی گئیں تھیں۔

کیا بکو اس ہے یار، آئے دن انکو کہیں نہ کہیں جانا ہوتا ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

گرین ویسٹرن ڈریس میں منیزے غصے سے بیگ ٹیبل پر پھینک گئی۔ گردن ڈریس اسکی سبز آنکھوں سے میچ ہونے کی وجہ سے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

پتہ نہیں کہاں جاتے ہیں یہ سب، کچھ بتاتے بھی نہیں ہیں۔۔

مشعل جو کہ براؤن ڈریس میں اپنے بالوں کی پونی بنائی ہوئی تھی۔ وہ بھی اداسی سے بول گئی تھی۔ جبکہ ایرہ ٹیبل پر چہرہ رکھے آتے ہی سو گئی تھی۔

اسے کیا ہوا ہے، یہ کیوں سستانشہ کر کے پڑی ہے۔

منیزے نے ایرہ کو سوتے دیکھ کر استفسار کیا تھا۔ تو وہ دونوں لاعلمی سے کندھے آچکا گئیں۔

ایرہ۔۔

علیزے نے اسکا کندھے ہلاتے اسے پکارا تھا۔۔ وہ علیزے کے قریب ہی بیٹھی ہوئی تھی۔

سنی نہیں تنگ کرو نہ پہلے ہی پوری رات سونے نہیں دیا مجھے۔۔۔

وہ نیند میں بڑبڑاتے ہوئے ان تینوں کی آنکھیں پھیلا گئی۔

مشعل نے ان دونوں کو اشارہ کرتے شرارت سے اس کے گلے کا سکارف کھولنا شروع کیا۔ تو ایرہ کی پچھلی

دودھیا گردن پر دانتوں کے نشان واضح تھے۔۔ اس کے علاوہ لوہا بیٹس کے نشانات نیلے پر چکے تھے۔ اور وہ

نشان گنے چنے بھی نہیں تھے۔۔ بلکہ ان گنت سرخ نیلے نشانوں سے اسکی سفید پتلی گردن سجی ہوئی تھی۔

ایرہ کی گردن پر بے شمار نشانات دیکھ کر وہ تینوں منہ کھولتے منہ پر ہاتھ رکھ گئیں۔

تو جاگنے کی یہ وجوہات ہیں۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

منیزے معنی خیزی سے بولی۔ تو علیزے اور مشعل اپنی مسکراہٹ روک گئیں تھیں۔ مشعل نے اسے اٹھانا چاہا تو علیزے نے اسے اشارے سے منع کر دیا۔

سونے دو بیچاری کو یار پہلے ہی رات میں فرض پورا کرتی رہی ہے وہ۔۔

علیزے نے مشعل کا ہاتھ روکتے اسکا ٹیبل پر رکھا سر اپنی گود میں شفٹ کیا تو ایرہ ریلیکس ہوتی مزید گہری نیند میں چلی گئی۔ ایرہ کو پھیل کر سوتے دیکھ کر وہ تینوں اسکے معصوم انداز پر زور سے ہنس گئیں۔ منیزے اپنا فون نکال کر ایرہ کی گردن کی تصویریں بنانا شروع ہو گئی۔ اور پھر ساتھ ہی اس نے مشعل اور علیزے کی تصویریں بنائی۔ مختلف پوز میں وہ سیلفیاں لیتے منٹوں میں ڈھیروں تصاویر بناتی چلی گئیں تھیں۔

علیزے بلیک عبائے میں اپنی سیاہ آنکھوں کے ساتھ مسکرا رہی تھی۔ کہ سامنے نظر پڑتے اسکی مسکراہٹ سمٹی تھی۔ اس نے جلدی سے چہرے پر اپنا نقاب کیا تھا۔ کیا ہوا لیزو۔۔۔

منیزے اور مشعل نے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو سامنے منہاج علی کسی اجنبی انسان کے ساتھ کھڑا ان پر نظریں جمائے تھا۔



سامنے اک انجان شخص کو اپنی جانب دیکھتا پا کر وہ خوفزدہ ہو گئی تھی۔

آج منہاج علی اکیلا نہیں تھا۔ اسکے ساتھ اسکا بڑا بھائی وہاج علی صدیقی بھی کھڑا تھا۔ اور اسکا آنا کوئی عام نہیں تھا۔ ڈارک ورلڈ کا وہ اک خطرناک انسان تھا۔ اور اس ڈارک ورلڈ میں اس جیسے خطرناک انسان سے ہر کوئی ڈرتا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

وہ پراسرار شخصیت والا انسان نقاب میں چھپی دو سیاہ آنکھوں پر ایسا دل ہار اٹھا۔ کہ دنیا کے اجالے میں جہاں وہ خود کو غائب کر دیتا تھا۔ آج اس روشنی میں وہ اس حسینا کو دیکھنے کے لیے یہاں قدم رکھ چکا تھا۔ سامنے بیٹھی اپسرانے اسکے دل کی دنیا تباہ کر دی تھی۔

سب کو تباہ کرنے والا آج خود کو تباہ کرنے والی کا دیدار کرنے آیا تھا۔

یہ دنیا کا اجالہ اسکے لیے نہیں تھا۔ کیونکہ رات کی سیاہی میں وہ اپنے لیے خود اجالہ کرتا تھا۔ اس نے اپنے لیے خود اک دنیا تخلیق کی ہوئی تھی۔ جس دنیا کا وہ بے تاج بادشاہ تھا۔

لیکن وہ بادشاہ بھی آج اک عورت کے لیے مجبور ہوتے اپنے ہی بنائے قوانین بھول چکا تھا۔ دنیا کا آدھا حسن عورت میں رکھا گیا ہے۔ لیکن وہاں علی صدیقی کو لگ رہا تھا۔ کہ اس دنیا کا مکمل حسن سامنے بیٹھی کالے پردے میں چھپی ہوئی لڑکی میں سما گیا ہے۔

اسکی ڈارک بلو آنکھوں میں علیزے کو ڈرے سہمے دیکھ کر گہرا تاثر چھاتا جا رہا تھا۔ اور سچ میں ڈر بھی رہی تھی۔ منیزے اور مشعل حیرانگی سے اپنے سامنے منہاج کے ساتھ اس انجان شخص کو دیکھ رہیں تھیں۔ جوار د گرد کا ہوش بھلائے علیزے پر نظریں جمائے ہوا تھا۔

علیزے نے ڈرتے ہوئے منیزے کا ہاتھ تھاما تھا۔ جبکہ منہاج اپنے سامنے منیزے کو دیکھ کر بے تاب ہو گیا تھا۔

جس دن انہوں نے ہوٹل میں بلیک گینگ پر حملہ کیا تھا۔ اس دن اگر منہاج علی نے منیزے کو سامنے دیکھ کر ہوش بھلائے تھے۔ تو اسی دن اسکے بڑے بھائی نے بھی علیزے سلطان کو دیکھ کر اپنے دل کی دنیا لوٹائی تھی۔

ان دونوں بھائیوں کو اس دن ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ لیکن وہ اپنے بھائی کے دیوانہ پن پر حیران کن تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اسکا بڑا بھائی کوئی عام انسان نہیں تھا۔ جبکہ انڈر ورلڈ کا ڈون اور بزنس ٹائیکون تھا۔ ہر رات کو اسکے بستر پر اک نئی لڑکی موجود ہوتی تھی۔ شاید ہی کوئی ایسی رات گزری ہو جب وہاں علی کے بیڈ روم میں کوئی لڑکی موجود نہ ہو۔

پر یہ معجزہ گزرے پانچ دن میں ہو چکا تھا۔ اسکا بھائی پچھلے پانچ دن سے اپنی سددھ بھلائے کمرے میں بند رہا تھا۔ منہاج جس کو گولی لگنے کی وجہ اسکا علاج چل رہا تھا۔ وہ اپنے بھائی کے اس رویے پر شکا کڈ ہوا تھا۔ جو اپنا کاروبار بھلائے اپنے کمرے میں کرسی پر بیٹھا سوچوں میں گم رہا تھا۔ وہ زندگی میں پہلی بار اسے اتنا لا پرواہ دیکھ رہا تھا۔ تو اسکا حیران کن ہونا بنتا تھا۔

منہاج علی کل اپنے کمرے میں آرام کر رہا تھا۔ کہ اپنے بڑے بھائی کو اپنے کمرے میں دیکھ کر وہ شکا کڈ ہو گیا تھا۔ کیونکہ وہ آج تک اسکے کمرے میں نہیں آیا تھا۔ ضرورت کے وقت ہمیشہ منہاج ہی اسکے کمرے میں جاتا تھا۔

وہاں علی صدیقی نے سیدھا سیدھا اس سے علیزے سلطان کے بارے میں پوچھا تو منہاج علی صدمے سے دوچار ہو گیا تھا۔ لمحے کے گیارویں حصے میں وہ بات کی تہہ تک پہنچ چکا تھا۔ اور اپنے بھائی کے حال کے پیچھے وجہ بھی جان گیا تھا۔

اسی لئے وہ کل وہاں علی کو علیزے سلطان کے بارے میں سب کچھ بتاتے ہوئے آج یونیورسٹی لے کر آیا تھا۔

منہاج علی جانتا تھا کہ وہ سب ہمیشہ کیفے ٹیریا میں بیٹھی ہوتی ہیں۔ اسی لئے وہ سیدھا یہی آیا تھا۔ وہ اتفاقاً آج ان سب نے اپنے دل اداس ہونے کی وجہ سے کلاس بھی بنک تھی۔ اسی لئے وہ سب یہاں بیٹھ کر گپیں لگاتے ہوئے کھلکھلا رہی تھیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

وہاج علی علیزے سلطان کی اتنی خوبصورت کھلکھلاہٹ سنتے ہوئے مبہوت ہو کر اسے دیکھے جارہا تھا۔ جب اسکی خودپر نظر پڑتے ہی علیزے کی ہنسی سمٹی تھی۔ اور وہ چہرے کو نقاب میں چھپا گئی تھی۔

ڈارک براؤن بالوں کے ساتھ ڈارک بلو آنکھوں میں بلیک فور پیس سوٹ پہنے وہ اپنی بھرپور وجاہت کے ساتھ علیزے پر نگاہیں جمائے تھا۔ ڈارک بلو آنکھوں میں اس وقت اک خاص چمک واضح تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ انکے گروپ کی طرف قدم بڑھاپاتا۔ میرال اور بیہ جلدی سے اسکے سامنے آکھڑی ہوئیں تھیں۔

اپنے سامنے دو لڑکیوں کو دیکھتے وہاج علی نے ایبر وچکاتے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔

خیریت ہے بزنس ٹائیکون وہاج علی صدیقی آج عام یونیورسٹی کے کیفے میں کھڑے ہیں۔

وہاج کی سوالیہ نظروں کو دیکھ کر میرال نے ہاتھ باندھتے آنکھوں میں سنجیدگی لے بھرپور اعتماد سے استفسار کیا تھا۔

جبکہ وہاج علی صدیقی اک نظر سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھتے پیچھے بیٹھی اس حسینا کو دیکھ گیا۔ جو اپنے سفید ہاتھ میں ساتھ بیٹھی لڑکی کا ہاتھ جکڑے ہوئے تھی۔

اسکا کایہ خوفزدہ روپ وہاج علی صدیقی کو بہت بھارہا تھا۔ آخر کو وہ اسکی آنکھوں میں لکھی محبت کی تحریر جو سمجھ پارہی تھی۔

کیونکہ وہاج علی صدیقی کو اتنا تواضع تھا۔ کہ عورت اپنی طرف اٹھتی ہر نگاہ کو پہچان لیتی ہے۔ اسی لئے اس نے بھی علیزے سلطان پر نظریں جمائے رکھیں تھیں۔ تاکہ وہ اسکے دل میں جلتی ہوئی شمع کو محسوس کر سکے۔ اور وہ محسوس کر چکی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

وہ سب اک دم میرال اور بیہ کو ادھر دیکھ کر حیران ہوئیں تھیں۔ ایرہ بھی ہوش میں آتی سب نا سمجھی سے دیکھ رہی تھی۔

وہاج علی صدیقی ہر عام جگہ کو اپنی موجودگی سے خاص بنانا جانتا ہے۔ لہذا آپ بتائیے کہ آپ نے وہاج علی صدیقی کے رستے میں آنے کی ہمت کیسے پیدا کر لی۔

پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتے وہاج علی صدیقی نے سرد لہجے میں میرال کو جواب دیا تھا۔ پیچھے کھڑا منہاج بھی اپنے بھائی کے ساتھ آکر کھڑا ہو گیا تھا۔

آپکی موجودگی کتنی خاص ہے یا عام اس بات میں ہمیں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے مسٹر صدیقی۔ بہر حال آپکے اٹھتے قدم ہمیں بتا رہے ہیں کہ آپ کی موجودگی یہاں کس وجہ سے ہے۔ تو ہم آپکو بتاتے چلیں۔ کہ خود کو کسی بھی خوش فہمی کا شکار مت کیجیے گا۔ کیونکہ یہاں بیٹھی یہ چاروں لڑکیاں جن کی ملکیت ہیں۔ آپ ان بادشاہوں سے بے خبر ہیں۔ لہذا اپنے بڑھتے قدم موڑ لیں۔

بیہ اسکی جانب استہزاء مسکراہٹ اچھالتے ہوئے اک اک لفظ پر زور دیتے بولی تھی۔

وہاج علی اپنے سامنے اک عام لڑکی کو یوں بولتے دیکھ تیزی سے مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔ جبکہ منہاج علی نے آگے بڑھ کر اپنے بھائی کو یہاں سے نکلنے کا کہا تھا۔ کیونکہ وہ چاروں اطراف گارڈز کو دیکھ چکا تھا۔

وہاج علی نے منہاج کے اشارے کو دیکھتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ اور اک آخری نظر علیزے کو دیکھ کر وہ کیفے سے نکلتا چلا گیا۔ جس کے پیچھے منہاج بھی منیزے پر آخری نظر ڈال کر نکلا تھا۔

ان دنوں کے وہاں سے دفع ہونے پر میرال اور بیہ نے تشکر بھری سانس خارج کی تھی۔ سلطان جانے سے پہلے لڑکیوں کی ذمہ داری ان دونوں کو سونپ کر گیا تھا۔ وہ اس کام کو مکمل ذمہ داری سے نبھا بھی رہیں تھیں۔ پر آج یوں اچانک وہاج علی صدیقی جیسے انسان کو وہ یہاں دیکھ کر چونکی تھیں۔ وہیں اسے علیزے کی طرف قدم بڑھاتے دیکھ کر وہ جلدی سے آگے بڑھ گئیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کیونکہ اگر وہ علیزے کے سامنے پہنچ جاتا تو کوئی بعید نہیں تھا سلطان احمد خان آج ہی اسکی جان لینے پہنچ جاتا۔

گارڈز ان کو چاروں اطراف سے سیکورٹی میں رکھے ہوئے تھے۔ وہ انکی پل پل کی خبر بھی نعمان خان جو پہنچا رہے تھے۔

خیریت ہے تم دونوں یہاں کیا کر رہی ہو۔

منیزے اپنے دراز قد سمیت آنے پیچھے کھڑے ہوتے انکو مخاطب کریں گی۔

میرال اور بیہ اسکے سوال پر مڑی تھیں۔ میرال اچھے جانتی تھی۔ کہ پارٹی والی رات سے منیزے اس پر بھری پڑی ہے۔ پر اس میں میرال کا کوئی قصور نہیں تھا۔ اسے جیسا حکم ملا تھا۔ اس نے ویسے ہی کیا تھا۔ جی میم کام تھا کچھ اس لئے۔

بیہ نے منیزے کی سبز کانچ سی آنکھوں کو دیکھ کر آہستگی سے جواب دیا۔ تو منیزے ہنکارہ بھر گئی۔ البتہ اسکی سبز گھورتی آنکھیں میرال پر ہی ٹکیں تھیں۔ جیسے وہ موقع ملتے ہی اس پر جھپٹ پڑے گی۔ وہ کون تھا۔

منیزے نے وہاج علی کے بارے میں پوچھا۔ تو وہ دونوں لاعلمی سے کندھے آچکا گئیں۔

اگر تم دونوں اسے نہیں جانتی تو کھسر پھسر کرتے اسے کونسے گیت سنار ہیں تھیں۔

منیزے انکے جھوٹ بولنے پر بھڑک اٹھی تھی۔

سوری میم اپکو غلط فہمی ہوئی ہے کوئی۔ ہم غلطی سے ان کے ساتھ ٹکرا گئے تھے بس ورنہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

میرال اسے جلد جواب دیتے بیہ کا ہاتھ پکڑے وہاں سے نکلی تھی۔ جبکہ منیزے غصے سے مٹھیاں بھینچ گئی تھی۔ وہ خود انکوبات کرتے ہوئی دیکھ رہی تھی۔ پھر وہ اسکے منہ پر جھوٹ کیسے بول سکتی تھی۔
نخوت سے سر جھٹکتے وہ جا کر دوبارہ ٹیبل پر بیٹھ گئی۔

جبکہ میرال اور بیہ نے باہر نکلتے ہی سکھ کا سانس لیا تھا۔

توبہ ہے یار جس طرح سے یہ ہمیں دیکھتی ہیں نہ کسی دن کچا چبا جائیں گی۔

میرال نے جھر جھری لیتے کہا تھا۔ وہ منیزے کی سب آنکھوں میں اپنے لئے غصے کو اچھی سے محسوس کر چکی تھی۔

ہمیں نہیں بے بی صرف تمہیں دیکھتی ہیں۔۔

بیہ نے اسکی درستی کرتے اسے بتایا تھا کہ وہ اکیلی ہی اس غصے کی وجہ ہے۔ جس میں بیہ کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

میرال اسے گھور کر رہ گئی تھی۔

ویسے یار جتنی یہ سب خوبصورت ہیں نہ سر لوگوں کو چاہیے کہ انکو پنجرے میں قید کر کے جائیں۔ دیکھا نہیں وہ منحوس صدیقی جیسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر علیزے میم کو دیکھ رہا تھا۔

بیہ نے پر سوچ انداز میں کہا تھا۔۔

بے وقوف یہ چاروں لڑکیاں انکی محبت ہیں، باندیاں نہیں ہیں۔ جنہیں سر لوگ قید کر کے رکھیں۔۔

میرال اسکی عقل پر ماتم کرتے بولی تھی۔ اور گارڈر کی طرف قدم بڑھائی گی۔ جس کی پیروی میں بیہ بھی اسکے ہم قدم ہوئی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

شان تک وہ چاروں لمبی تان کر سوتے رہے تھے۔۔ اور سنی تو سوتے ہوئے یہ سوچ سوچ کر خوش ہو رہا تھا۔ کہ اسکی نیند پوری ہو رہی ہے۔۔ اس نے پہلے ہی پوری رات خود کے ساتھ ایرہ کو بھی جگائے رکھا تھا۔۔ اور اگر یہاں اسے سونے کا موقع نہ ملتا تو نیند سے پتہ نہیں اسکا کیا حال ہو جاتا۔۔

اپنے ماسٹر بیڈ روم میں وہ سب لائیٹ آن کیے سو رہے تھے۔۔ کیونکہ یہاں وہ لائیٹ آف کرنے کا رسک نہیں لے سکتے تھے۔۔ بڑے سے کمرے میں ان سب کے بیڈ اک سائیڈ پر لگائے گئے تھے۔ اور کمرے میں بیڈ کے سوا دوسرا اور کوئی فرنیچر نہیں تھا۔

اگر انہوں نے کمرے کی لائیٹ آف کی ہوتی تو اب تک یہاں کے رنگے برنگے لوگ انکی جان کو آگئے ہوتے۔ اسی لئے وہ لوگ جم کی بھی لائیٹ آن کر آئے تھے۔ تاکہ باہر دیکھنے والوں پر یہ ہی تاثر پڑے کہ وہ لوگ جم کرنے کے ساتھ ساتھ اپنا کمرہ صاف کر رہے ہیں۔

جو کہ انکے آنے کی خبر سن کر دو دن سے صاف کرنا چھوڑا ہوا تھا۔

ان لوگوں نے جب بھی یہاں آنا ہوتا تھا۔۔ کرنگز کے اڈر ز پر انکے کمرے کو صاف نہیں کیا جاتا تھا۔ بلکہ وہ سب خود آکر صفائی کرتے تھے۔ اور یہ ہی انکی پہلی ڈیوٹی تھی۔ پر یہاں وہ ایسے ہی ہوش و حواس سے بے گانہ پڑے تھے۔

عیس اور سنی کا کہنا تھا۔

کمرے کی صفائی کا بس بہانا ہے۔

اصل مقصد تو ہماری نیند کو بھگانا ہے۔

سب کچھ بھاڑ میں جھونکتے وہ سب نیند میں اپنی اپنی بیویوں کے ساتھ رو مینس میں مصروف تھے۔۔ کہ جان نے کمرے میں داخل ہوتے ہی ان پر خونخوار نظر ڈالی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جان وہ ہی افریقین آدمی تھا۔ جو باہر گیٹ پر ان چاروں کو چیلنجنگ بھری نظروں سے دیکھ کر چڑا رہا تھا۔

روم میں آتے ہی جان نے اپنے ساتھ لائی پانی کی بالٹی ان سب پر ترتیب سے انڈھیلی تھی۔ کہ وہ سب ہڑبڑاتے ہوئے آنکھیں کھول گئے تھے۔

سیلاب سیلاب۔ سنی نیند میں ہڑبڑاتے ہوئے بولتے اٹھ بیٹھا تھا۔

سیلاب نہیں آیا یہ گنجو چمکیلا اگیا ہے۔۔

عیس اپنے سامنے جان کو دیکھ کر دانت کچکا گیا تھا۔ جبکہ سنی نے بھی عیس کی طرح غصے بھری نظر اس پر ڈالی تھی۔ جو پہلے ہی خطرناک تیوروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

سلطان اور ضرار نے بالوں اور چہرے پر ہاتھ پھیرتے تیش بھری نظروں سے اپنے سامنے کھڑی بلا کو دیکھا تھا۔ جو اپنی زبان میں پتہ نہیں غصے میں کیا کیا بولتا جا رہا تھا۔

یار اس سالے ناگ کو بول کہ گوگل ٹرانسلیٹر کی مدد سے ہمیں اپنی بکواس سمجھائیے جو بھی کہنا ہے۔۔

سنی بے زاری سے کہتے پھر پیچھے بستر پر گرا تھا۔ جبکہ جان جو آنکھوں میں غصہ لیے انہیں باہر آنے کو کہہ رہا تھا۔ بالٹی میں بچا پانی سنی پر پھراک دفعہ اندھیل گیا۔ جس پر سنی چینختے پھراٹھ بیٹھا تھا۔

سمجھا لو اسے گنجو ناگ پان کو میں میجر ہوں اسکا یہ کالا تشدد نہیں برداشت کروں گا اس دفعہ۔۔

سنان اپنی نیند خراب ہونے پر غصے میں اسے سارے اٹے ناموں سے پکارتے ڈھار تھا۔ جس پر جان اس سے بھی زیادہ اونچی آواز میں غرانے لگا تھا۔ جس پر سنان اک لمحے کو بوکھلا گیا تھا۔

جان ان پر چینختے ہوئے باہر چلا گیا۔ تو پیچھے وہ تینوں سنی کی حالت پر قہقہہ لگا گئے۔

کیا ہوا ڈر گیا تھا کیا۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

عیس نے اسے چھیڑا تو سنی منہ بنا گیا۔۔

سالا مگر مجھ اتنا بڑا منہ کھولتا ہے۔ کہ میرے جیسے نازک دل والا کوئی بھی ڈر جائے۔

سنی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو وہ تینوں ہنستے ہوئے فریش ہونے کی غرض سے بیڈ سے کھڑے ہو گئے۔

کیا ہے یار میرا نہیں موڈ ابھی باہر جانے کا مجھے نیند آرہی ہے۔

سنی انکو اٹھتے دیکھ کر بے زاری سے بولا تھا۔ اسے ابھی بھی نیند آرہی تھی۔

تو نہ اٹھ گنوجب خود تجھے آکر اٹھائے گا نہ پھر تجھے سمجھ لگے گی۔۔

ضرار نے اسکی بے زاری پر آرام سے اسے مشورہ دیا۔ تو سنان گنجو کو یاد کرتے ناک چڑھا گیا۔

تجھے کس نے کہا تھا۔ پوری رات جاگ کر بیوی کے ساتھ محنت اور انرجی لگا۔ سالا ابھی رخصتی ہوئی نہیں اور پوری رات پھر بھی جاگتا ہے۔۔

عیس نے اسکی گردن پر دانتوں کے نشانات دیکھ کر سلگتے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔ وہ یہ سوچ کر اس پر بھڑکتا تھا۔ کہ وہ اپنی بیوی کو ملنے کے لئے ترستا تھا۔ تو اس میسنے انسان کے لئے رخصتی سے پہلے ملنا کیوں اتنا آسان تھا۔

عیس کے کڑھنے پر سنان نے چوڑے ہوتے اپنی کالر کھسکا کر اسکی جناب اپنی دلکش مسکراہٹ اچھالی تو ضرار اسکی ایکٹنگ پر ہنستے ہوئے اسکے منہ پر شرٹ پھینک گیا۔

ان لوگوں کو تیار ہو کر اب باہر نکلنا تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے میں وہ سب فریش ہو کر ٹریننگ یونیفارم پہنے باہر نکلے تو باہر سے مخصوص آواز سننے ان چاروں کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

Epsiode 77

اس گنجو کو نہیں چھوڑوں گا میں۔۔

عیس جان کو دیکھ کر غراٹھا تھا۔

جان بڑی سی لوڈڈ گاڑی میں بوریاں لادے گاڑی کے اک طرف لٹکا ہوا تھا۔ جبکہ گاڑی آہستہ آہستہ فارم ہاؤس کے اندر داخل ہو رہی تھی۔

جان نے ان چاروں کو گراؤنڈ میں کھڑے دیکھ کر شیطانی مسکراہٹ پاس کی تھی۔

جس پر ان سب کا خون کھولنے لگا تھا۔

اس جیسے کوئی دس گنجه مرے ہونگے تب جا کر یہ گنجو چمکیلا پیدا ہوا ہو گا شاید۔۔

ضرار بھڑک کر بولنے لگا تھا۔ جبکہ سنی ضبط سے اپنی گولڈن ڈارہی کو انگلی کی مدد سے چھو رہا تھا۔ اور سلطان ٹراؤزر کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے لاپرواہی سے کھڑا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ تیش سے جان کی طرف بڑھ پاتے جان کی گاڑی کے پیچھے اک آرمی کی گاڑی فارم ہاؤس کے اندر داخل ہوئی تھی۔

آرمی کی گاڑی دیکھ کر وہ چاروں چوکننا ہو کر پوزیشن میں کھڑے ہو گئے تھے۔

جان اچانک گاڑی سے چھلانگ لگاتے ہوئے نیچے اتر کر انکے سامنے آکھڑا ہو گیا تھا۔

جان نے ان چاروں کو چوکننا کھڑے دیکھ کر انکی طرف جلی کٹی مسکراہٹ پھرا چھالی۔ تو وہ چاروں ضبط سے مٹھیاں بھینچنے لگے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مانا کہ اسکے دانت ایکسٹرا اینٹ ہیں پر اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ اب یہ ہر وقت کو لگیٹ کی کمرشل دینا شروع کر دے۔

سنی پوزیشن میں کھڑا تھا۔ اپنے سامنے جان کو منہ پھاڑ کر کرہنتے دیکھ کر وہ دبے دبے انداز میں بولا تو وہ تینوں اپنے اپنے ہونٹ اک دوسرے کے ساتھ زور سے پیوست کر گئے۔ تاکہ اپنی اپنی ہنسی کو کنٹرول کر سکیں۔

دیکھ سالانہ ہنستا ہے تو ایسے لگتا ہے۔ جیسے منہ کھولتے ہی ساری دھرتی نکل جائے گا۔ سالانہ جرک کہیں کا۔۔۔

(اجرک سب سے بڑے سانپ ک نام ہے۔ جو جانوروں کو پورا نکل لیتا ہے۔)

جان کو مسلسل چڑاتے دیکھ کر عیس بھی چپ نہیں رہا تھا۔ اور اب کی بار ان تینوں کے چہرے ہنسی کے زور سے سرخ پڑ گئے تھے۔

دلاور خان اور شیراز پاشا اپنی رعب دار شخصیتوں کے ساتھ ان چاروں کے سامنے آئے تھے۔ جہاں وہ چاروں مؤدب ہو کر ایسے کھڑے تھے۔ جیسے ان سے اچھا اس دنیا میں کوئی اور نہیں ہے۔
کر نلزان سب کو اشارہ کرتے اندر کی طرف بڑھ گئے۔

پیچھے وہ سب بھی انکے پیچھے ہوئے تھے۔ جبکہ عیس علی ہمدانی اور سنان مصطفیٰ کاظمی جان کو چڑانا نہیں بھولے تھے۔

لیکن جان لا پرواہی سے اپنے کام میں مصروف تھا۔ کیونکہ وہ تھوڑی دیر میں انکی بینڈ بجانے والا تھا۔
ہمیں اک اک چیز کی وضاحت چاہیے تو شروع ہو جاؤ۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

دلاور خان نے سپاٹ لہجے میں کہا تھا۔ شیراز پاشا اور دلاور خان اس وقت اپنے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور انکے سامنے وہ چاروں سیدھے اپنی بیک پر ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔

یہ اک بلیک سپاٹ آفس تھا۔ بلیک سپاٹ اس وجہ سے کیونکہ اس آفس میں فرنیچر سے لے کر پینٹ تک ہر چیز کا لے رنگ کی تھی۔ اس آفس کو ضرار پاشا نے ڈیزائن کیا تھا۔ کیونکہ پچھلے سال انکے فارم ہاؤس پر کچھ لوگ چوری چھپے داخل ہو گئے تھے۔

جن کا مقصد آفس میں پڑے پیپر زچرانا تھا۔ لیکن خوشی قسمتی سے وہ لوگ ناکام ہوتے جان کے ہتھے چڑھ گئے تھے۔ اور پھر انکی جو خاطر تواضع جان نے کی تھی۔ وہ قابل تعریف تھی۔ یہ اسکی قابلیت کا ثبوت تھا۔ کہ اس نے اک بڑے نقصان سے بچا لیا تھا۔

لیکن اس چیز کا صرف اک نقصان ہوا تھا۔ کہ جان انکو پہلے سے بھی زیادہ چڑانے لگا تھا۔ کیونکہ اس رات وہ پہنچنے میں لیٹ ہو گئے تھے۔ اور انکی اسی دیری کی وجہ سے پھر جان کے طعنے تھے اور ان چاروں کے کان۔۔

وہ اپنی زبان میں انکو جتنا سنا سکتا تھا اس نے سنایا تھا۔ عیس اور سنی یہ سوچ کر خوش ہوتے رہے تھے۔۔ کہ جان کو نسا رد بول رہا ہے۔ جو وہ جلتے ہوئے اپنا خون جلائے۔ لیکن بونے جان کی کہی ہوئی ساری باتوں کو ریکارڈ کر کے بعد میں لاؤڈ سپیکر پر ٹرانسلیٹ کر کے ان چاروں کے کانوں سے خون نکال دیا تھا۔

کیونکہ جان کی باتیں ہی اتنی خطرناک تھیں۔

اسی وجہ سے اس آفس کو دوبارہ ڈیزائن کرنے کا خیال ضرار پاشا کو آیا تھا۔ جس نے اپنی ذہانت کی وجہ سے اس آفس کو ایسے ڈیزائن کیا تھا۔ کہ اگر کوئی بھی انسان اس آفس میں پہلی بار داخل ہوگا۔ تو اسے خالی جگہ کا ہی گمان ہوگا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کچھ سپیشل لائٹس صرف ان سب کی موجودگی میں ہی آن ہوتیں تھیں۔ ورنہ یہاں کسی انجان شخص کی آمد پر یہ آفس خود بخود بلیک روشنی پھیلاتے خود میں گم ہو جاتا تھا۔

اس وقت بھی ان چاروں کے اوپر اک اک سپاٹ لائٹ آن تھی۔ جو ان چاروں کو مکمل طور پر واضح کی ہوئی تھی۔

کر نلز کے سیدھا سیدھا سوال پوچھنے پر وہ اپنی بیک پر بندھے ہاتھوں کی مٹھیوں بنا گئے تھے۔

ان چاروں نے بیک وقت یہ اکٹھا کیا تھا۔ جو کر نلز اپنے سامنے لگے کیمرے میں دیکھتے اک دوسرے کو دیکھ گئے تھے۔ آج تک انکو لگتا تھا۔ کہ وہ چاروں جان بوجھ کر اک دوسرے کی طرح بنتے ہیں۔

پرانگی حرکتوں سے تنگ آتے جب سے کر نلز نے ان سے چوری خفیہ کیمرے لگوائے تھے، تاکہ انکی ہر حرکت پر نظر رکھ سکیں۔ تب سے انکو پتہ چلنے لگا تھا۔ کہ اکٹھا ہونے کی صورت میں فطری طور پر وہ سب اک ہی امیج شو کرتے تھے۔ جیسے وہ چار نہیں بلکہ اک ہی انسان ہو۔۔

جبکہ الگ الگ ہونے کی صورت میں بھی وہ اپنے روپ میں نہیں بلکہ اک دوسرے کے روپ میں ملتے تھے۔ دشمن آج تک اندازہ نہیں لگایا تھا۔ کہ بلیک گینگ میں حقیقی طور پر کونسا انسان کیسا ہے۔ کیونکہ انہوں نے کبھی اپنا ریئل امیج کسی پر ظاہر نہیں کیا تھا۔ انکے اصلی چہرے تو صرف انکی بیویوں کو ہی پتہ تھے۔

کچھ پوچھا ہے ہم نے۔۔

شیراز پاشا نے انکو ہنوز چپ دیکھ کر غصے میں پھر پوچھا تھا۔

سر ہم نے تو کچھ کیا ہی نہیں ہے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سنی نے سامنے دیکھتے بھولے پن سے جواب دیا۔ تو وہ تینوں اک سکینڈ کے لئے انکھیں بند کر کے کھول گئے۔ یہ ریکشن انہوں نے اپنے نمونے کے بھولے پن پر دیا تھا۔

دلاور خان اور شیراز پاشا ضبط سے اپنے اپنے ماتھے کو ہاتھ سے مسلنے لگے تھے۔ وہ جانتے تھے۔ کہ سامنے کھڑے نمونوں سے کوئی بی سیدھی بات نکلوانا اتنا آسان نہیں ہے۔ یہ برداشت کی آزمائش کا اک مشکل مرحلہ تھا۔

آپ لوگوں نے اپنا حلیہ دیکھا ہے۔ کہاں سے آپ آرمی کے نوجوان لگتے ہیں۔ یہ کونسے فیشنوں کو آپ نے اپنایا ہوا ہے۔۔

دلاور خان ان سب کے حلیے دیکھتے گرجے تھے۔ بس نہیں چل رہا تھا۔ سامنے کھڑے چاروں انسانوں کا کچھ کر دیں۔

سر ہم سیکڑٹ ایجنٹ ہیں۔۔

عیس بلند آواز میں انکی تصحیح کرتا بولا تھا۔ وہ چاروں اپنے چہروں کو سپاٹ بنائے کھڑے تھے۔ لیکن انکے جواب انکے چہروں سے میل نہیں کھا رہے تھے۔

تو سیکڑٹ ایجنٹ کیا فیشن کرتے ہیں۔۔

کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے شیراز پاشا نے تحمل سے پوچھا تھا۔ کیونکہ ان دونوں کر نلز کا اس وقت غصے سے برا حال ہو رہا تھا۔

سرفیشن ضروری ہے۔ کیس حل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ کبھی کبھار انفارمیشن لڑکیوں سے بھی نکلوانے کی ضرورت پڑتی ہے نہ۔۔ اور میں کیوں لوگوں کو اپنے آس پاس اسی وجہ سے فیشن کرتے دیکھا ہے۔ تاکہ وہ کامیاب ہو سکیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سنان مصطفیٰ نے سامنے دیوار پر دیکھتے انکو فیشن کی وجہ سمجھانا چاہی تھی۔

روز آپ کتنے ایسے سیکرٹ ایجنٹس سے ملتے ہیں میجر سنان جو فیشن میں ڈوبے ہوتے ہیں۔

دلاور خان نے طنزیہ انداز میں اس سے پوچھا تو سنان منہ میں زبان کو رول کرنے لگا، پرچپ رہا تھا۔

اور میجر عیسٰی علی ہمدانی آپ یہ اپنی لمبی زلفیں کب کٹوانا پسند کریں گئے۔۔۔

شیر اپاشانے اپنی تیکھی نظریں عیسٰی کی طرف موڑیں تو وہ اچانک بوکھلا گیا تھا۔

دونوں کرنلز باری باری سوال کرتے انکو ہوش دلارہے تھے۔ کہ وہ ان سب بے خبر نہیں ہیں۔۔

اک سال پہلے کسی مشن کی وجہ سے عیسٰی علی ہمدانی کو یہ لک اپنا نا پڑی تھی۔۔ لیکن وہ دن اور یہ آج کا دن

تھا۔ عیسٰی نے اس لک کو بدلنے کا سوچا نہیں تھا۔ اور ایسا سوچنے والے کو بھی وہ منع کر دیتا تھا۔ جیسے ابھی کرنے والا تھا۔

سر آرمی چھوڑ دوں گا۔ پر بال نہیں کٹے گئے میرے۔

عیسٰی نے بلند آواز میں شان سے جواب دیا۔ تو ان تینوں کے چہرے ہنسی کی وجہ سے سرخ پڑ گئے۔ سال

کتنے دھڑلے سے بول رہا تھا۔۔ حالانکہ اسکی اک بھی چلنے والی نہیں تھی۔ سنی نے اپنے دل میں بے

اختیار سوچا تھا۔۔ ضرار اور سلطان مکمل خاموشی اختیار کیے ان سب کے مذاکرات سن رہے تھے۔

برخوردار آپ کیوں بھول رہے ہیں۔۔ کہ آپ پہلے ہی آرمی سے نکلے ہوئے ہیں۔۔

دلاور خان نے اسے حقیقت دیکھائی۔ تو عیسٰی منہ بسور گیا۔ عیسٰی کے چیف کو ہٹ دھرمی جواب دینے

کی وجہ سے ان چاروں کو آفیشل کک آؤٹ کیا گیا تھا۔ کیونکہ سیکرٹ ایجنٹ کے طور پر کام کرتے ہوئے وہ

چاروں ہی اپنی لکس سٹائل بدل نہیں رہے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جبکہ آرمی کی اپنی ایک امیج ہے۔ اور اسی امیج کو ان چاروں نے بھاڑ میں جھونکا ہوا تھا۔ انکی اسی ہٹ دھرمیوں کی وجہ سے وہ سب آئے دن ذلیل ہوتے تھے۔ پر اثر کسی کو بھی نہیں تھا۔ سب کا ہی ماننا تھا۔ کہ وہ آرمی کے ہیر کٹ میں اچھے نہیں لگتے۔

تم لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لیے ہی یہاں بلایا گیا ہے۔

دلاور خان نے استہزاء مسکراہٹ سے انکو بتانا چاہا تھا۔ لیکن وہ ڈھیٹ پھر بھی ریلیکس نظر آرہے تھے۔

سراپکی ساری سزائیں سر آنکھوں پر ہیں۔ پر جان والا ٹارچر ہمیں قابل قبول نہیں ہے۔۔۔

سنی نے انتہائی معصوم انداز میں ڈیمانڈ کی تو وہ دونوں اسے گھور کر رہ گئے۔

جیسی تم لوگوں کی حرکتیں ہیں۔ تم لوگوں کو لٹکانا چاہیے بس۔۔

وہ گھور کر بولے تھے۔

مسٹر سلطان احمد خان مجھے سارے معاملے کی بریفنگ چاہیے۔۔

دلاور خان نے سنجیدگی سے اپنا رخ سلطان کی طرف موڑا تو گہری سانس خارج کر گیا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ آخر پر اسکی باری آنے والی ہے۔

سر سوات جانے کی وجہ سے آپ سب آگاہ ہی ہیں۔ اصولی طور پر ہم نے آپکے اڈر زمانتے ہوئے میجر عیس کو اکیلے ہی بھیجا تھا۔ پر پھر ایمر جنسی کی وجہ سے ہمیں اڈرز کے خلاف ایکشن لینا پڑا تھا۔ کیونکہ بات صرف میجر عیس کی نہیں تھی۔ بلکہ گڑیا کی سفیٹی کی بھی تھی۔

باقی تفصیل آپکو میجر ضرار آگاہ کر سکتے ہیں۔۔

سلطان نے مختصر تفصیل بتاتے ہوئے انکی توجہ ضرار کی طرف موڑی۔ تو ضرار سر کو جنبش دیتے بولنا شروع ہو گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سر ہوٹل پر حملے والی بات سے بھی آپ اچھی طرح واقف ہیں۔ وہ حملہ بالکل اچانک تھا۔ اس حملے میں ہماری غفلت کی وجہ منیزے ضرار پاشا ہیں۔ ابھی ضرار مزید بول پاتا پر شیراز پاشا ہاتھ کھڑا کرتے اسے وہیں روک گئے۔

اک اچھا فوجی کسی وجہ سے غفلت نہیں برت سکتا۔ عام انسان کے پاس دو آنکھیں اور اک عام انسانی دماغ ہوتا ہے۔ جبکہ اک فوجی کے پاس چار آنکھیں اور اک غیر معمولی دماغ ہوتا ہے۔

اسکی آنکھیں ہر طرف کا جائزہ لیتے اسکے غیر معمولی دماغ کو سگنلز اسی لئے بھیجتی ہیں۔ تاکہ وہ دماغ کا استعمال کرتے ہوئے موجودہ صورت پر حاوی ہو سکے۔ نہ صورت حال کو خود پر حاوی ہونے دے۔

اور میری بیٹی کو قصور وار ٹھہرانا بند کریں میجر ضرار پاشا، وہ اک محبت کرنے والی عورت ہے۔ اسکے محبت کے جذبے نے ہی اسکو آپ کے پاس رکنے پر مجبور کیا تھا۔ آپ اک مرد ہونے کے ساتھ ساتھ فوجی بھی ہیں۔ منیزے پاشا کی ذمہ داری آپکا فرض تھی، نہ کہ انکا اپنا۔

اس لئے آئندہ دوسروں کو الزام ٹھہرانے کی بجائے اپنی قابلیت پر دھیان دینے کی کوشش کریں۔ کیا ہماری ٹریننگ میں کسی چیز کی کمی رہ گئی تھی۔ جو آپ سب ہمیں نفسیات کا کھیل سمجھنے میں ناکام دیکھائی دے رہے ہیں۔

ہم دونوں نے اپنی جمع پونجی آپ چاروں پر لوٹائی ہے۔

ہم نے ہمیشہ آپ سب کو جسمانی طور پر مضبوط بنانے کی بجائے اپکو ذہنی طور پر مضبوط بنانے کی کوشش کی ہے۔ پھر آپ سب کو کب سے کمزوروں کو ٹارگٹ کرنا آگیا ہے۔

شیراز پاشا ٹھہر ٹھہر کر بولتے ہوئے انکی زبان تالو سے چپکا چکے تھے۔ وہ چاروں سپاٹ ایکسپریشن سے انہیں سن رہے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کیا آپ سب کے پاس کوئی جواب ہے اس سب کے بارے میں۔۔

دلاور خان نے گرجتے ہوئے پوچھا تھا۔

آپ سب کو کیا لگتا ہے کہ ہم آپ سے بے خبر رہتے ہیں۔ حالانکہ ہم اک قدم بھی آپ سے پیچھے نہیں رہتے۔ آپکی بے خبری میں بھی اپکو پروٹیکٹ کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اور یہ سب کرنے کے لیے بھی مجبور ہیں۔ کیونکہ آپکی ہٹ دھرمیوں کی وجہ سے ہماری بہوئیں دشمنوں کی لسٹ میں پہلے نمبر پر آ گئیں ہیں۔



ہوٹل میں بمب لگا کر اسے تباہ کیوں کیا گیا۔۔

دلاور خان نے شدید غصے کے عالم میں پوچھا تھا۔

وہ چاروں اب حقیقت میں سنجیدگی سے کھڑے تھے۔ لیکن کرنلز کو انکی سنجیدگی پر پھر بھی یقین نہیں تھا۔ وہ ان سے ایکٹنگ کی امید بھی رکھتے تھے۔

سر وہ جگہ خرید لی گئی ہے۔ وہاں نئی عمارت بنانے کے لیے پہلی عمارت کو گرانا ضروری تھا۔

عیس نے ہیزل براؤن آنکھوں میں سنجیدگی لئے انہیں بتانا چاہا تھا۔ کہ وہ اس جگہ کو خرید چکا ہے۔ پھر چاہے وہ بمب لگائے یا آگ بھلا کیا فرق پڑتا ہے۔

کونسی نئی عمارت بننے والی ہے وہاں۔۔

شیراز پاشا نے استہزایہ انداز میں استفسار کیا۔۔

سر وہاں جو بھی بنے گا وہ ہماری بیویوں کے لئے ہوگا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سنی نے بھی گولڈن آنکھیں سامنے ٹکاتے انہیں بتایا تو دونوں کر نلز ہنکارہ بھر گئے۔ اپنی بہوؤں کی دفعہ انہوں نے مزید کوئی سوال نہیں پوچھا تھا۔

ہوٹل کے مینجر کو کیوں زخمی کیا گیا تھا۔

شیراز پاشا نے یاد آنے پر پھر سوال کیا۔ تو وہ چاروں مٹھیاں بھینچنے پر مجبور ہو گئے۔ آج کوئی انوکھی عدالت لگائی گئی تھی۔ جس میں وہ کاروچ کا بھی حساب دینے پر مجبور تھے۔

سرف اک گولی لگی تھی اسے۔

سنی نے عام سے لہجے میں انکو بتایا تھا۔ انداز بالکل ویسے تھا۔ جیسے کہنا چاہ رہا ہو۔ کہ اک ٹھوکر ہی تو لگی ہے۔ کونسا پہاڑ سے دھکا دیا گیا ہے۔

کر نلزدانت کچکا پاٹھے تھے۔

بے شرموں اسے دو گولیاں لگیں تھیں۔ اور ہسپتال میں ہوش میں آتے ہی وہ پاگل ہو گیا تھا۔

مینجر کو جب ہسپتال میں ہوش آیا تھا۔ تو وہ چیختے ہوئے خود کو چادر میں چھپانے کی کوشش کرنے لگا تھا۔ ڈاکٹر زاسکے رد عمل کو سمجھنے سے قاصر تھے۔ کیونکہ اسے صرف دو گولیاں لگیں تھیں۔ اور گولیاں بھی

ٹانگ اور بازو پر تھی۔ دماغ پر کسی چوٹ کا نشان نہیں تھا۔ پھر اسکا پاگل پن انکی سمجھ سے باہر تھا۔

لیکن کوئی نہیں جانتا تھا۔ کہ عیس علی ہمدانی وہاں نکلنے سے پہلے اسکے کان میں ایسا سور پھونک کر آیا تھا۔

کہ مینجر پاگلوں کی طرح خود کو چادر تلے چھپاتے ہوئے بس کچھ مخصوص الفاظ دہراتا جا رہا تھا۔

"کہ اسکو اس نے دیکھ لیا ہے"

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ڈاکٹر زاسکے ان الفاظ کو سمجھنے سے بھی قاصر تھے۔ کہ کس نے کس کو دیکھ لیا ہے۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ عیس علی ہمدانی اور سنان مصطفیٰ کاظمی اسے کس حد تک ٹارچر کرتے رہے تھے۔ کوئی بھی انسان اپنی نازیبا حالت کسی کے سامنے عیاں ہوتا برداشت نہیں کرتا ہے۔

پھر وہ دونوں تو باقاعدہ طور پر اسے بتاتے ہوئے آئے تھے کہ وہ بیڈ پر کس کس حالت میں رہا ہے۔ مینجر کو یہ سوچ ہی پاگل کر گئی تھی۔ کہ اسے نازیبا حالت میں دیکھا گیا ہے۔

انکے گرجنے پر وہ اپنی مسکراہٹ دبا گئے۔

سراک فائر تو میں نے کیا تھا۔ اور دوسرا شاید غلطی سے لگ گیا ہو گا۔ سنان نے پر سوچ انداز میں انکو بتایا تو وہ دونوں ہنس بولنے لگے۔

جی مینجر سنان سارے کام تو آپ سے ایسے ہی ہو جاتے ہیں۔ اور اپکو پتہ بھی نہیں چلتا۔ مینجر کو پہلے ٹارچر کرتے اسے گولیاں ماری گئیں۔ پھر ہوٹل میں بمب لگا کر اسے زخمی حالت میں بھاگنے پر مجبور کیا گیا۔ یہ سب کچھ خود ہی تو ہو گیا۔ آپ لوگوں کا تھوڑی اس میں کوئی قصور ہے۔۔

شیراز پاشا طنز یہ انداز میں بولنا شروع ہوئے تو بولتے ہی چلے گئے۔

انہوں نے ان پر سخت گھوری ڈالتے جان کو اندر بلایا تھا۔ جو اگلے ہی منٹ مودب انداز میں انکے سامنے کھڑا تھا۔ جس کو دیکھ کر ان چاروں کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

جان سے اسکی زبان میں بات کرتے ہوئے دونوں کر نلزا سے ہدایات دینے لگے۔

جان انکی ساری باتے سن کر ان سے اجازت لے کر روم سے نکل گیا۔

جائیے آپ لوگ بھی اس دفعہ آپکی ٹرینگ جان کرے گا۔۔

دلاور خان نے سنجیدہ انداز میں انکو کہا تو وہ چاروں انکو شکوہ کناں نظروں سے دیکھنے لگے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سریہ غلط بات ہے۔ آپ سزا دیں لیکن مینٹلی ٹارچر تو نہ کریں پلیز۔۔

عیس نے بیچارے پن کی انتہا کرتے دہائی دی تھی۔

کیوں مینٹلی ٹارچر کرنے کی اجازت صرف تم لوگوں کو ہے کیا۔ اگر اک سکینڈ میں آپ لوگ یہاں سے غائب نہ ہوئے تو میں اس ٹرینگ میں جان کے ساتھ بو بھی شامل کر دوں گا۔

دلاور خان نے انکو طنزیہ انداز میں کہنے کے ساتھ ساتھ دھمکی آمیز پیغام دیا۔ تو وہ چاروں پل میں وہاں سے غائب ہوئے تھے۔

کیونکہ بو کے ٹارچر کا بھی الگ لیول تھا۔ وہ گندی چیزے کھانے والا انسان انکے سامنے بیٹھ کر جب سانپ اور مینڈک کھاتا تھا۔ تو اگلے کئی کئی دن وہ لوگ کھانا بھول جاتے تھے۔ بو کا ٹارچر تو وہ لوگ اک بار بھی برداشت نہیں کر پائے تھے

آفس سے نکل کر وہ چاروں ہال میں آکھڑے ہوئے۔ گول دائرے میں کھڑے ہوتے وہ چاروں اپنے رائٹ ہینڈ کی مٹھی بنا کر اک دوسرے کی مٹھی کے ساتھ جوڑ کر شیطانی مسکراہٹ دبانے لگے۔

انکے کر نلز کو لگتا تھا۔ کہ وہ نفسیات کا کھیل نہیں سمجھ سکتے۔ جبکہ ابھی وہ انکی نفسیات سے ہی کھیل کر آ رہے تھے۔ ہوٹل میں حملہ اچانک ضرور تھا۔ پر اتنا شدید نہیں تھا۔ کہ وہ لوگ اس کو ہینڈل نہ کر پاتے۔ بلیک گینگ نے خود کمزور پڑتے ہوئے دشمن کو موقع دیا تھا۔ تاکہ وہ دشمن کے ارادوں کو جان سکے۔

کیونکہ انہیں اک تیر سے دو شکار کرنے تھے۔ اور وہ دو شکار کر بھی چکے تھے۔

باقی رہی فارم ہاؤس میں سزا تو وہ بھی اک رات کی بات تھی۔ وہ لوگ یہاں سے بھی رفو چکر ہونے والے تھے۔ کیونکہ گنجو چمکیلے کو برداشت کرنا دشمن سے گولی کھانے سے بھی زیادہ مشکل تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان نے مختصر بریفنگ بتاتے ہوئے ضرار کو بولنے کا اس لئے کہا تھا۔ تاکہ کرنلز اس بات پر بھڑک نہ اٹھیں کہ وہ اکیلا ٹیم کو آرڈرز کے خلاف چلانے کی کوشش کر رہا ہے۔۔۔

ضرار نے بھی موقع دیکھ کر کرنلز کی کمزوری پر وار کیا تھا۔ منیزے پاشا کا نام لینے کا مقصد کرنلز کو اصل بات سے بھٹکانہ تھا۔ اور ایسا ہوا بھی تھا۔ منیزے کا نام سنتے ہی شیراز پاشا اسکو سناتے ہوئے اصل بات بھول گئے تھے۔

اس وقت وہ چاروں شیطان لگ رہے تھے۔۔۔ جو اپنی بیوی کو بھی اپنے بچاؤ کے لیے استعمال کر گیا تھا۔ آجاؤ باہر دیکھیں کہ وہ گنجوناگ ہمارے لئے کونسی قیامت لگا کر بیٹھا ہے۔

بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ چاروں گراؤنڈ میں آئے جہاں دو بڑی لوڈڈ گاڑیاں کھڑی تھیں۔ اک گاڑی میں ریت سے بھری بوریاں تھیں تو دوسری گاڑی خالی تھی۔

چاروں کو گراؤنڈ میں آتے دیکھ کر جان کر سی پر شان سے بیٹھ کر جو س کے چھوٹے چھوٹے سیپ لینے لگا۔ اور ساتھ انگلی سے گاڑیوں کی طرف اشارہ بھی کر رہا تھا۔ کہ آکر لگ جاؤ کام پر۔۔۔

سو بوریاں ہیں۔۔۔

ضرار نے گاڑی میں پڑی بوریوں کو دیکھ کر انکو بتایا تھا۔

بڑی جلدی حساب لگا لیا ہے تو نے۔۔۔

عیس نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

وہ اس لئے کیونکہ پانچ لائینیں ہیں۔ اور ہر لائن میں دس بوریاں ہیں۔

سلطان نے صحیح حساب کتاب کرتے انکو مزید بتایا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ٹھیک ہے پھر پندرہ پندرہ بوریاں اٹھالیتے ہیں۔ باقی جو بچیں گئیں۔ اس گنجو کو ان پچی ہوئی بوریوں کے نیچے دبا کر مار دیں گئے۔

سنی نے جو س پیتے ہوئے جان کو زہریلی نظروں سے دیکھتے غصے سے کہا تو وہ تینوں آہستہ سے ہنس گئے۔۔ کیونکہ زور سے ہنس کر اپنی شامت نہیں بلا سکتے تھے۔

اس گنجو کو چھوڑا اور میری بات سنو غور سے۔۔ پچیس پچیس بوریاں ہم سب کے حصے میں آرہیں ہیں۔ اور اس دفعہ اس سزا کو سزا نہیں بلکہ چیلینج مان کر پورا کرنا ہے۔ اور پینتالیس منٹوں میں اس چیلینج کو پورا کر اس کالے گنجو کا جو س اس کے لئے زہر بنانا ہے۔

سلطان نے انکو الفاظ سے موٹیویشن دیتے وارم اپ کیا تھا۔ کسی نے صحیح ہی کہا ہے۔ کہ انسان کے الفاظ ہی ہار اور جیت بن سکتے ہیں۔ انسان جس چیز کو بوجھ مان کر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ کام کبھی بھی وہ مکمل یا صحیح نہیں کر پاتا۔ اس وجہ سے سلطان نے انکے سامنے چیلنج رکھتے انکو اور خود کو ہار جیت کے کانسیپٹ میں ڈالا تھا۔

کیونکہ اگر وہ اس کام کو سزا سمجھ کر کرنے کی کوشش کرتے تو رات تک پورا نہ کر پاتے۔ سلطان کے کہنے پر وہ سر کو جنبش دیتے اپنی اپنی شرٹ کے بازو فولڈ کر کے پوری شان سے لوڈڈ گاڑی کی طرف بڑھے تھے۔ جو س پیتے ہوئے جان اک لمحے کے لیے انکے ایڈیٹیوڈ پر حیران ہوا تھا۔ پھر سر جھٹک کر مزے سے انکو دیکھنے لگا۔

ریت کی بوریاں ترتیب سے اٹھاتے ہوئے انکو دوسری خالی گاڑی میں رکھنا تھا۔ کچھ سال پہلے اس کام سے انکی جان جاتی تھی۔ پر تب اور اب کے وقت میں بہت فرق تھا۔ وہ وقت انکی ٹرینگ کا ابتدائی دور تھا۔ جس میں انکو ہر کام مشکل ترین لگتا تھا۔ پر اب وقت بدل گیا تھا۔ اب تو وہ چاروں کتنے ہی ایسے چالاک گنجو فریائی کر کے کھا جائیں لیکن پھر بھی ہار نہ مانیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ضرار نے سب کی پوزیشن سیٹ کرتے ٹارگٹ شروع کیا تو جان حیران ہوتے منہ کھول گیا۔

گاڑی کے اندر ضرار کھڑا تھا۔ اور گاڑی کے باہر عیس اس سے بوری لے کر دوسری گاڑی کے سامنے کھڑا سنی کو دے رہا تھا۔ سنی خالی گاڑی میں کھڑے سلطان کو بوریاں پکڑاتے جا رہا تھا۔ جو کہ سنی سے بوری لے کر ترتیب سے سیٹ کرتا جا رہا تھا۔

کچھ سال پہلے وہ لوگ غلطی کرتے تھے۔ جب ہر کوئی گاڑی کے اندر داخل ہو کر بوری اٹھا کر نیچے اترتے دوسری گاڑی میں لے کر جاتا تھا۔ جس کی وجہ سے ہر کسی کو تنہا زیادہ ہوتی اور کام بھی دیر سے مکمل ہوتا تھا۔ پر اس دفعہ انہوں نے اس غلطی کو رپیٹ نہیں کیا تھا۔

بیس منٹوں میں وہ لوگ چالیس بوریاں لگا چکے تھے۔ مزید پچیس منٹوں میں انکو چینج مکمل کرنا تھا۔ اسی لیے پوزیشن چینج کرتے وہ تیزی سے کام کرنے لگے۔ اب عیس اور سنان گاڑی کے اندر کھڑے تھے۔ جبکہ ضرار اور سلطان باہر کھڑے انکو پکڑاتے جا رہے تھے۔

جان تو صدمے سے فوت ہوتا جا رہا تھا۔ کہاں وہ انکو روتے بلکتے ہوئے دیکھنے کی تیاری میں تھا۔ اور کہاں وہ بازی ہی الٹ گئے تھے۔

جان بس یہ بات بھول گیا تھا۔ کہ اس وقت وہ ابتدائی جوانی میں تھے۔ جبکہ آج بھر پور میچور مضبوط مرد کے روپ میں کھڑے تھے۔

ٹھیک بتالیس منٹوں میں وہ چینج پورا کر چکے تھے۔۔ تین منٹ پھر بھی باقی رہ گئے تھے۔ پسینے سے شرابور ہوتے وہ جان کے سامنے چاروں کھڑے ہوئے تو وہ انکو کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا۔ اسی وقت میری ٹرے میں جو س کے گلاس اٹھائے ادھر آئی تھی۔

میری وہ ہی انگریز عورت تھی۔۔ جس کو صبح سنی دھوپ پکا رہا تھا۔ میری جان کی بیوی تھی۔ جبکہ لیزا جو کہ اک افریکن عورت ہے۔ وہ بو کی بیوی تھی۔ انکی یہ کہ اس شادیاں یہاں رہتے ہوئے ہی ہوئی تھیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

میری سے جو س کے گلاس لیتے وہ جان کو جلاتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ایٹوڈ سے جو س کے چھوٹے چھوٹے سیپ لے کر پینے لگے۔۔ جیسے تھوڑی دیر پہلے وہ پی رہا تھا۔

Epsiode 78

رات کے دس بجے وہ کچن میں اپنے لیے کھانا بنانے کا محاذ لڑ رہے تھے۔

یہ بھی انکی سزا کا اک حصہ تھا۔ کہ یہاں آکر انہیں خود کھانا بنانا پڑتا تھا۔ حالانکہ کہ آج میری اور لیزا نے انہیں کھانا بنانے کی آفر کی تھی۔ پر جان انہیں روک دیا تھا۔ وہ انکے آرام سے چیلنج پورا کرنے کے بعد سے غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔ اور اب اگر انہیں کھانا بھی بنانا یا مل جاتا تو جان پر خود کشی حلال ہو جانی تھی۔

کھانا تو ہم بنا ہی لیں گئے پر کچن صاف نہیں رہنا چاہیے۔۔

سنی نے سبزیاں کاٹتے ہوئے جان کو تیش دلانے کا اک اور طریقہ بتایا جو ان سب پسند کافی آیا تھا۔ اس لئے عیس جو کہ انڈے فرایے کر رہا تھا۔ وہ انڈوں کے چھلکے ادھر ادھر پھینکنے لگا۔

جبکہ ضرار اور سلطان برتنوں کی تباہی میں مصروف ہوئے۔ جان کو دیکھ کر ضرار پاشا اور سلطان احمد خان بھی اپنے اپنے خول سے باہر آجاتے تھے۔ اسی لئے وہ بھی اس وقت عیس اور سنان کا برابر کا ساتھ دے رہے تھے۔ تاکہ جان کا خون جلا سکیں۔

اک گھنٹے کی محنت لگا کر وہ دس سینڈوچ تیار کر چکے تھے۔ اور ان سینڈوچز کو انہوں نے ٹوسٹ، انڈوں، ٹماٹر اور کیچپ اور بند گو بھی جیسے اجزا ملا کر تیار کیے تھے۔ ساتھ میں فرایز بھی بنائی گئیں تھیں۔۔۔ یہاں آنے سے پہلے وہ ساری تیاری کر کے آئے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کھانا بنانا اک مشکل کام تھا۔ اور یہ کام وہ لوگ نہیں کر سکتے تھے۔ اسی لئے بھوک مٹانے کے لیے انھوں نے کوئیک ریسی تیار کی تھی۔ کیونکہ وہ صبح سے بھوکے تھے۔

سینڈوچز کی ٹرے، جو س اور ساتھ کوک اٹھا کر وہ لاؤنج میں آکر بیٹھ گئے۔ جان کو مختلف القابات سے نوازتے ہوئے وہ ہنسی مزاق میں کھانے میں مصروف تھے۔ کہ اسی وقت وہاں جان نمودار ہوا تھا۔
لو آگیا دجال۔۔

جان کو اندر آتے دیکھ کر عیس نے سینڈوچ کی بائٹ لیتے اطلاع دی۔

وہ سب مستی کرتے ہوئے جان کو زہر سے بھی برے لگ رہے تھے۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ ان چاروں کو مزہ اچکھا دے۔ انہیں مزے سے سینڈوچز کھاتے دیکھ کر وہ حیران ہوا تھا۔ کیونکہ وہ تو سوچ رہا تھا۔ کہ ہمیشہ کی طرح وہ لوگ کھانا بنانا نہیں پائے ہوں گئے۔ اور ایسے ہی بھوکے پیٹ سونے بھی جا چکے ہونگے۔

جان کو خود کی طرف گھورتا پا کر عیس نے سنان کو اشارہ کیا۔ تو وہ دونوں اٹھ کر اسکے سامنے آکھڑے ہوئے۔ جان کے بگڑے تاثرات کا مزہ لیتے ہوئے وہ لوگ جان بوجھ کر اسکو چڑانے کی خاطر اسکے سامنے منہ کھول کھول کر مزے سے سینڈوچ کھانے لگے تھے۔

تو جان شدید غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ گیا۔ بنا نہیں کوئی جواب دیے وہ واپس مڑتا چلا گیا تھا۔ تو پیچھے وہ چاروں فلک شکاف قمقہ لگاتے پھر کھانے میں مصروف ہو گئے۔ کر نلزا اپنے اپنے روم میں تھے۔ انکے کمرے ساؤنڈ پروف ہونے کی وجہ سے وہ باہر ہوتی جنگ سے بے خبر تھے۔۔

وہ چاروں رات کے اندھیرے میں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے ہوئے مین گیٹ کی طرف آئے تو وہاں جان کو پہرہ دیتے دیکھ کر ضبط سے مٹھیوں کو بھینچ گئے۔

دیکھ سالے کو کیسے کتے کی طرح ادھر ادھر چکر لگا رہا ہے۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سنی جان کو دروازے کے بلکل قریب چکر لگاتے دیکھ کر تلملا گیا تھا۔

کمینوں تم دونوں کا قصور ہے یہ۔ کس نے کہا تھا منہ پھاڑ پھاڑ کر اسکے سامنے سینڈ وچ کھاؤ اور قہقہے لگا کر اسکے گنج پن کو گرم کر دو۔

ضرار ماسک کو نیچے کرتے سنی اور عیس کی طرف چہرہ گھما کر دانت پیس کر بولا۔ تو وہ دونوں انجان بننے کی ایکٹنگ کرنے لگے۔

سالے کی کتاب دیکھو جیسے آدھی رات کو پی ایچ ڈی کرنے والا ہو۔۔۔

سلطان بھی کرسی پر کتاب پڑی دیکھ کر غصے سے بول اٹھا تھا۔

جان اس وقت گیٹ کے بلکل قریب چکر لگا رہا تھا۔ اور اک سائیڈ پر اسکی چیئر پڑی ہوئی تھی۔ وہ چاروں اس وقت یہاں سے رفو چکر ہوتے اپنی اپنی بیویوں کو ملنے کے لئے جانے والے تھے۔۔۔ پر بھلا ہو جان کا جو اس وقت پہرہ دیتے ان سب کے پلین پر پانی پھیر چکا تھا۔

اب کیا کرنا ہے۔ اس سالے ناگ کی بیٹری لو ہوتی نظر نہیں آرہی مجھے۔۔۔

عیس جان کو بلکل چوکس انداز میں چلتے دیکھ کر فکر مندی سے پوچھنے لگا۔

پچھلے گیٹ کی طرف چلو۔۔

ضرار نے انکو دوسرا حل بتایا۔ تو ان سب کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

وہ لوگ چوری چھپے پچھلے گیٹ کی طرف آئے۔ پروہاں آتے ہی انکے منہ کے ساتھ ساتھ انکی آنکھیں بھی کھل گئیں تھیں۔

کیونکہ سامنے ہی بو اپنی بیوی لیزا کے ساتھ رو مینس میں مصروف تھا۔

استغفار یار کیا کیا دیکھنا پڑ رہا ہے مجھے۔ اس سے اچھا تھا۔ میں اندھا ہی رہتا۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سنی نے کھلے منہ کے ساتھ اک مشہور میم کا ڈائلاگ کہا۔ تو وہ سب ہنستے ہوئے اسکے سر پر تھپڑ رسید کر گئے۔۔

رک ابھی بتاتا ہوں تجھے۔۔

عیس نے بالکل سنان والے انداز میں جواب دیا تھا۔ تو وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔ اگلے ہی منٹ عیس نے موبائل نکال کر بو کی تصویریں اور وڈیو بنانا شروع کر دی۔

آپس کی بات ہے یا یہ اسکی بیوی کو اپنے شوہر کے منہ سے مینڈک کی بو نہیں آتی کیا۔۔

بو کو لیزا کو کس کرتے دیکھ کر سنی نے گنداسا منہ بنالیا تھا۔

تو تو ایسے بول رہا ہے۔۔ جیسے تیرے منہ میں مینڈک ہو۔۔

عیس نے چہرہ گھما کر اسے تپایا تو سنی کو الٹی والی فیلنگ آنے لگی۔

آدھی رات کو میرے ہاتھوں پٹ نہ جائی سالا۔۔

سنی نے دانت کچکچاتے ہوئے اسکی کمر میں مکہ جھڑا تھا۔

چل آجا چلیں لگتا ہے آج ملنا قسمت میں نہیں ہے۔۔

عیس نے موبائل بند کر کے پاکٹ میں ڈالا تو وہ لوگ بھی متفق ہوتے واپس قدم اٹھاتے ہوتے پھر مین گیٹ کی طرف آگئے۔

سالوں یہ ہو کیا رہا ہے ادھر۔۔

سامنے کا منظر دیکھ کر سنی کو تو گویا دوہرا صدمہ لگا تھا۔ جہاں جان کر سی پر بیٹھ کر اپنی بیوی میری کے ساتھ سے رو مینس کرنے میں مصروف تھا۔

خدا معاف کرے دیکھ کیسے منہ کھول کھول کر اسے نگلنے کی کوشش کر رہا ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔

جان کو اپنی بیوی میری کورف کس کرتے دیکھ کر عیس نے منہ ٹیڑھا کرتے ان سب کو بتایا تھا۔

چپ کرو یا ر نہیں تو وہ کالا بلا ہماری آواز سن لے گا۔

سلطان نے ہونٹوں پر انگلی رکھتے انہیں چپ ہونے کا اشارہ کیا تھا۔ اور ساتھ وہ بھی عیس کی طرح کیمرہ آن کر کے جان کی وڈیو ریکارڈ کرنے لگ گیا تھا۔

یار میری سمجھ سے باہر ہے۔ یہ دھوپ اس اجرک کے ساتھ لگی ہے۔ وہاں وہ اندھیرا اس نقطے والی آنکھوں کے ساتھ لگی ہے۔ یہ ہو کیا رہا ہے یا ر انکے یہ کر اس کنیکشن کچھ سمجھ میں نہیں آئے۔

حالانکہ انکو اپنی اپنی ذات برادری والے سے بیاہ کرنا چاہیے تھا۔

سنی نے پر سوچ انداز میں جان کو دیکھتے ہوئے اپنے دل کے سوالات زبان پر لائے تھا۔

کیمسٹری میٹر کرتی ہے یا ر۔

عیس نے جھنجھلاہٹ سے جواب دیا تھا۔ اسے سنی کی آواز سے ڈسٹر بنس ہو رہی تھی۔ کیونکہ اس وقت اسکے غور و فکر کامرکز تو جان اور میری کارومینس تھا۔

ڈن، چلو اب سونے چلتے ہیں کل یہ گنجو چمکیلا خود گیٹ کھول کر ہمیں عزت سے باہر جانے دے گا۔

سلطان نے موبائل پاکٹ میں رکھتے کہا تو ضرار اسے کہنی مارتے دوسری جانب اشارہ کر گیا۔ جہاں اسکے نمونے آنکھیں منہ سب کھولے سامنے کا منظر انجوائے کر رہے تھے۔

سالوں کچھ شرم کر لیا کرو۔۔۔

ضرار دونوں کو تھپڑ رسید زبردستی کھینچتے ہوئے کمرے کی جانب لے کر بڑھ گیا تھا۔ وہ دونوں ارے ارے کرتے رہ گئے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

صبح سات بجے وہ فریش ہو کر اک بار پھر گراؤنڈ میں کھڑے تھے۔ آج انکی شوٹنگ پریکٹس تھی۔ آج کی پریکٹس کر نلز خود کروانے والے تھے۔

دیکھ یہ بھی نہا کر آیا ہے۔۔۔

سنی نے عیس کو کہنی مارتے ہوئے اسکی توجہ جان کی طرف کر دانا چاہی تھی۔ جو وائیٹ ٹی شرٹ اور بلیک پیٹ میں فریش لگ رہا تھا۔ سنی کے شوٹے پر ان چاروں کا تھقہ روکنا محال ہو گیا تھا۔

شیراز پاشا اور دلاور خان آرمی یونیفارم میں اپنی اپنی رعب دار شخصیت کے ساتھ وہاں آئے تو اک دم سے وہاں گہرا سکوت چھا گیا۔

ٹیبیل پر انکی گنز سیٹ کی گئیں تھیں اور سامنے پوائنٹس تھے۔ جس پر انہیں شوٹ کرنا تھا۔ یہ مسلسل اک گھنٹے کی شوٹنگ تھی۔ جس میں سامنے سیٹ کی ہوئی سب چیزوں پر شوٹ کرنا تھا۔ کر نلز نے انہیں اشارہ کیا تو وہ چاروں ٹیبیل کے قریب آکھڑے ہوئے۔

سامنے گول دائرے پر نشانہ لیتے ان سب نے اپنا اپنا پہلا فائر کیا تھا۔ سب کا نشانہ بالکل پوائنٹ پر لگا تو کر نلز سر کو جنبش دیتے انہیں اگلا فائر کرنے کا حکم دے گئے۔

آہستہ آہستہ وہ سب چیزوں کو ٹارگٹ کرتے فائر کرنے لگے تھے۔ کہ فائرنگ میں اچانک سنی نے گن گھماتے ہوئے جان کے پیروں میں اچانک فائر کیا تو وہ ڈر کے مارے اچھل پڑا تھا۔

جان کے اچھلنے پر سنی نے بتیسی دیکھاتے اپنی گن پر پھونک ماری تھی۔ اسکے یاروں نے اپنی اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے اور تیزی سے فائرنگ شروع کر دی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ سنان مصطفیٰ کاظمی نے جان سے خود پر پانی گرانے کا بدلہ لیا ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کر نلز کی گھورتی نظروں کو دیکھ کر سنی نے اپنے ہونٹوں پر بکھری مسکراہٹ کو سمیٹ کر جیب میں ڈالتے ہوئے اپنی توجہ جلدی سے دوبارہ فائرنگ کی طرف کی تھی۔

انکا پورا دن ایسی ہی مختلف سرگرمیوں میں گزر گیا تھا۔ کر نلز نے اپنی کبھی نگرانی میں ان سے سب مشقیں کروائی تھیں۔

شام کے وقت وہ سب چوکس انداز میں لاؤنچ میں بیٹھے تھے۔ آس پاس نظریں گھما کر تسلی کر کے انہوں نے پلین پر کام کرتے ہوئے جان کو اسکی وڈیو سینڈ کر دی تھی۔ جبکہ بو کو تو وہ پہلے ہی گھیر چکے تھے۔ اپنے پرائیوٹ موومنٹ انکے موبائل میں دیکھ کر بو کے پسینے چھوٹے تھے۔

وہ غصے و تاسف سے ان چاروں کمینوں کو دیکھتا رہ گیا تھا۔ ناچارہ اسے انکی بات میں حامی بڑھنی پڑی تھی۔ جان کو وڈیو بھیجنے کے بعد وہ کاؤنٹنگ کرنے لگے تو دس تک جان لال چہرے سمیت انکے سر پر کھڑا تھا۔ کوئی فائدہ نہیں لال پیلے ہونے کا کونسا کوئی رنگ نظر آ جاتا ہے۔

سنی نے اسکا مذاق اڑایا تو وہ اپنی زبان میں انکو گالیاں بکنے لگا۔

سلطان اور ضرار شان سے چلتے ہوئے اسکے سامنے موبائل کی سکرین کر گئے۔ جہاں افریقی زبان میں آج رات باہر جانے کی پوری ڈیٹل لکھی ہوئی تھی۔

سکرین پر لکھے الفاظ کو پڑھتے ہوئے جان نے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا۔

تو یہ چاروں نمونے شادی شدہ ہو گئے تھے۔ جان نے اپنے دماغ میں بے اختیار سوچا تو اسے یاد آیا کہ آج صبح ہی تو شیراز پاشا نے اسے انکی شادی کا انوٹیشن دیا تھا۔ تو مطلب وہ چاروں اپنی بیویوں کو ملنے کے لئے جانا چاہتے تھے۔ اس لئے اسے بلیک میل کر رہے تھے۔ کچھ سوچتے ہوئے وہ حامی بھرتے پل بھر میں وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

یہ تو بہت جلدی مان گیا یار۔۔۔

جان کے اتنی جلدی ماننے پر عیس کو حیرت ہوئی تھی۔

ماننا تو تھا ہی اپنی عزت جو اسکی داؤ پر لگی ہے۔۔

سلطان موبائل پاکٹ میں ڈال کر ریٹھیوڈ سے بولا تھا۔

چلو کھانا بنانے چلیں پھر نکلنا بھی ہے۔۔

ضرر انکو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے کچن کی طرف بڑھ گیا تھا۔

فرایے چکن اور نوڈلز بنا کر وہ سب لاونج میں کھانے آکر بیٹھ گئے۔۔ تو جان ان پر سلگتی ہوئی نظر ڈال کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔۔ وہ پانی پینے کے لئے اندر آیا تھا۔

فریج کھول کر پانی کی بوتل نکال کر وہ ابھی مڑا ہی تھا۔ کہ اسے سامنے کاؤنٹر پر موبائل پڑا نظر آیا تھا۔ جس پر کسی کی کال آرہی تھی۔

جان نے قریب ہو کر دیکھا تو پروفائل پر کسی لڑکی کی نقاب میں چھپی سیاہ آنکھوں والی اک خوبصورت تصویر لگی ہوئی تھی۔

اسی وقت میری بھی کچن میں داخل ہوئی تو جان جلدی سے کال ریسیو کر کے موبائل میری کو پکڑا گیا۔ میری اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔ موبائل سے کسی لڑکی کے ہیلو ہیلو کرنے کی آواز آرہی تھی۔ جان نے اسے ہیلو بولنے کا کہا تو میری حیران ہوتی موبائل کان سے لگا کر ہیلو بول گئی۔

جبکہ دوسری طرف اپنے خان کے نمبر سے کسی لڑکی کی آواز سن کر علیزے بے یقین ہوئی تھی۔ وہ موبائل ہٹا کر دیکھنے لگی کہ شاید اس نے غلطی سے کسی اور کا نمبر نہ ملا لیا ہو۔ پر وہ سلطان کا ہی نمبر تھا۔ وہ جب سے گیا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اس نے اک دفعہ بھی علیزے کو کال نہیں کی تھی۔ اسی لئے علیزے نے اسے خود کال کرنے کا سوچا تھا۔ لیکن کسی لڑکی کی آواز سن کر اس کا دل انجان خدشوں کا شکار ہونے لگا تھا۔

کیا سلطان احمد خان کسی لڑکی کے ساتھ تھا۔ کیا وہ لڑکی بہت خاص تھی۔ جس کو سلطان احمد خان نے اپنا موبائل تھمایا ہوا تھا۔ علیزے کو یاد تھا۔ کہ آج تک اس نے بھی سلطان کے موبائل کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ میری مسلسل ہیلو ہیلو کرتی فون بند کر گئی تھی۔ جبکہ علیزے کا پورا وجود تکلیف میں جلنے لگا تھا۔ منفی سوچوں کا شکار ہوتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی تھی۔ اسی لئے تو وہ اسے یاد نہیں آئی تھی۔ اونچی اونچی روتے ہوئے وہ منیزے کو کال ملا گئی۔

جبکہ دوسری طرف جان نے خوش ہوتے میری کے گال پر کس کی تھی۔ میری نہیں جانتی تھی کہ جان نے اس سے یہ سب کیوں کروایا ہے۔ البتہ اپنے شوہر کو خوش کو دیکھ کر وہ بھی مسکرا دی تھی۔ جان پانی پی کر چلا گیا تو میری بھی اپنا کام کر کے باہر نکل گئی۔

تھوڑی دیر بعد سلطان اپنا موبائل لینے آیا تو اسے کچھ غیر معمولی سا محسوس ہوا تھا۔ موبائل پاکٹ میں ڈال کر وہ باہر نکلتا چلا گیا۔ اس سے بے خبر کے اسکی خانم رورو کر اپنی حالت بگاڑ چکی ہے۔۔۔۔



وہ سب مقررہ وقت پر گیٹ پر ایے تو ان سب کو دیکھ کر جان کی آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔ کھانا کھانے کے بعد وہ چاروں تھوڑی دیر ریست کرنے کے لیے اپنے کمرے میں چلے گئے تھے اور اب رات کے بارہ بجے تک سک سے تیار ہو کر کر نلز کے سونے کی یقین دہانی کر کے وہ جلدی سے نکلے تھے۔ یہ سال اتنی لائٹیں کیوں مار رہا ہے۔۔

عیس نے جان کی آنکھوں کی چمک دیکھ کر بڑا بڑا تے ہوئے آہستہ آواز میں پوچھا تو وہ نا سمجھی سے کندھے اچکا گئے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ گیٹ سے باہر نکل پاتے انہیں پیچھے سے اپنے نام کی پکار سنائی دی تھی۔ اس پکار کو سنتے ہی ان چاروں کے قدم زمین پر جکڑے گئے تھے۔

میسر کی ٹیم اس وقت کہاں جا رہی ہے۔

دلاور خان نے رات کے اندھیرے میں غراتے ہوئے اونچی آواز میں پوچھا تو وہ سب انکے سوال پر آنکھوں کو میچ گئے۔

انکے دل کہنے لگے تھے کہ انکے ساتھ غداری کی گئی ہے۔ وہ ابھی تک ویسے ہی رخ موڑ کر کھڑے تھے۔

جان انکو تمسخر بھری نظروں سے دیکھتے آہستہ آواز میں سیٹی کی دھن بجانے لگا تھا۔

اگلے اک منٹ میں مجھے سب آفس میں چائیے۔۔۔

دلاور خان انکو ہنوز ویسے ہی کھڑا دیکھ کر زوردار آواز میں حکم دے کر پلٹ گئے تھے۔

میں اس گنجو کو نہیں چھوڑوگا۔

دلاور خان کے جاتے ہی سنان مصطفیٰ کے وجود میں غصے بھری لہر دوڑی تھی۔

جان کے جلدی ماننے کی وجہ انہیں اب سمجھ میں آرہی تھی۔ غصے سے حال تو ان تینوں کا بھی برا ہو رہا تھا۔

پر ضبط کرتے وہ سنی کو زبردستی کھینچتے ہوئے آفس کی جانب لے کر بڑھ گئے۔

کسی چیز کو آپ سب نے سیریس لینا بھی ہے کہ نہیں۔۔۔

شیراز پاشا نے شدید تیش سے استفسار کیا تھا۔

وہ سب اک دفعہ پھر آج آفس میں کھڑے تھے۔ سفید روشنی کے گول دایروں میں ان سب کے چہرے بے حد سپاٹ نظر آرہے تھے۔ دلاور خان غصے و غضب سے آفس میں چکر لگاتے اپنے غصے کو ٹھنڈا کرنے کی ناکام کوشش میں تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جان نے اسی وقت کر نلز کو انکی ویڈیو ریکارڈنگ والی حرکت کے بارے میں آگاہ کر دیا تھا۔ اور یہ بھی بتایا تھا۔ کہ اسکے ساتھ ساتھ بو کو بھی بلیک میل کیا گیا ہے۔

کر نلز آج خود ان سب کو واپس بھیجنے والے تھے۔ کیونکہ انہیں نعمان خان کی طرف سے وقفے وقفے سے اطلاع مل رہی تھی۔ کہ یونیورسٹی میں لڑکیوں پر کچھ مخالفت لوگ نظر رکھے ہوئے ہیں۔ اور ان میں پہلے نمبر پر علیرزے سلطان خان تھی۔ جس کے ہر مومنٹ پر نظر رکھتے فالو کیا جا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اک ہفتے میں ضرار کی رخصتی بھی طے پائی گئی تھی۔ کیونکہ جس دن سے منیزے نے گل جہاں بیگم کو کال کر کے ضرار کی رخصتی کی رٹ کے بارے میں بتایا تھا۔

اسی دن سے گل جہاں بیگم کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں رہا تھا۔ گل جہاں بیگم نے صاف طور پر شیراز پاشا کو کہہ دیا تھا۔ کہ وہ جلد از جلد اپنے بیٹے کی شادی کی ڈیٹ فکس کرنا چاہتی ہے۔

لیکن شیراز پاشا انہیں یہ نہیں سمجھا پائے تھے۔ کہ انکا بیٹا صرف رخصتی چاہتا ہے۔ شادی کے فنکشنز تو وہ اپنے یاروں کے بنا نہیں کرنے والا تھا۔ اسی لئے شیراز پاشا نے فیصلہ کیا تھا۔ کہ گاؤں میں بڑی تقریب کرتے ان دونوں کی رخصتی کر دی جائے۔ اور پھر حالات نارمل ہوتے ہی ان چاروں کے ولیمہ کی تقریب ادا کر دی جائے گی۔ اب جب ان سب کے نکاح ہی عام حالات میں اک ساتھ نہیں ہوئے تھے۔ تو پھر شادی اک ساتھ کیسے ممکن ہوتی۔

شیراز پاشا نے آج اس حوالے سے بھی ضرار سے بات کرنی تھی۔۔۔ پر ان سب کی فضول کی پلینگ سب خراب کر چکی تھی۔

کچھ کرنے سے پہلے انسان تھوڑی تو شرم محسوس کر لے۔۔

شیراز پاشا نفی میں سر ہلاتے تاسف سے انہیں دیکھنے لگے۔۔ جو چاروں اس وقت بت بنے کھڑے تھے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

میرے خیال سے ہم انکے ساتھ صرف الفاظ کا ضائع کر رہے ہیں کرنل اس لئے انکو جانے دیں۔ اور اپ سب واپس مشن پر جاسکتے ہیں۔

دلاور خان شیراز پاشا کی طرف مڑ کر بولتے ان سب کو یہاں سے جانے کا کہہ چکے تھے۔ جس پر وہ سب سیلوٹ کرتے وہاں سے باہر نکل گئے۔

ان کے جانے کے بعد دلاور خان کرسی پر تھکے انداز میں بیٹھے تھے۔

اتنا غصہ نہ کرو یا رخاں سدھر جائیں گئے۔

شیراز پاشا نے انہیں پانی کا گلاس تھماتے ہوئے تسلی دینا چاہی تو وہ اپنی نیلی آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگے۔ جیسے کہنا چاہ رہے ہوں کہ تمہیں سچ میں لگتا ہے کہ یہ نمونے سدھر جائیں گئے۔

ایسے نہ دیکھو اب ویسے بھی جان نے جو خان کے ساتھ کیا ہے نہ سلطان احمد خان کبھی نہیں بھولنے والا۔۔۔

شیراز پاشا نے مسکراتے ہوئے انہیں یاد دلایا تو دلاور خان بھی ہنس دیے۔ جان انکو یہ بھی بتا چکا تھا۔ کہ اس نے سلطان احمد خان کے موبائل پر آنے والی کال کو کیسے ٹریپ کیا ہے۔ کرنل نے جان کو اس بارے میں کچھ نہیں کہا تھا۔ کیونکہ جب وہ چاروں بے شرم بنتے انکی پرائیویسی کو ریکارڈ کر سکتے ہیں۔ تو پھر اتنا حق تو جان کو بھی تھا۔

اور جو ہماری بہونے رور و کر اپنا حال برا کر لیا ہے اسکا کیا پاشا۔

دلاور خان کو اچانک علیزے خان کی فکر ہوئی تھی۔ اک گھنٹے پہلے ہی تو منیزے نے شیراز پاشا کو کال کر کے ضرار کا پوچھا تھا۔ اور ساتھ علیزے کے رونے کی تفصیلی وجہ بھی بتائی تھی۔ جس پر وہ مشکل سے انہیں تسلی دے پائے تھے۔ منیزے نے شیراز پاشا کو علیزے کے بارے میں اس لئے بتایا تھا۔ تاکہ وہ ان سے دلاور خان کا نمبر لے کر انہیں سلطان احمد خان کی کر توت بتا سکے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کل صبح ان دونوں کو بھی اپنے اپنے گاؤں واپس جانا تھا۔

کیونکہ گاؤں میں سرداری کے معاملات الجھے پڑے تھے۔ اور اک ہفتے کے بعد ضرار کی رخصتی کی تقریب بھی تھی۔

گرین نائیٹی میں بیڈ کراؤن کے ساتھ تکیے لگائے منیزے بے خبر بیٹھی ہوئی سوئی رہی تھی۔ اور کان کے ساتھ موبائل لگا تھا۔ گردن اک طرف ڈھلکنے لگی تھی۔

ضرار کمرے کا منظر دیکھ کر سٹل ہوا تھا۔ گرین رنگ میں قیامت خیز حسن لیے بے پرواہ سورہی تھی۔ ابھی رات دو بجے وہ سب یہاں پہنچے تھے۔ ضرار فلیٹ میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے منیزے کے کمرے کی طرف آیا تھا۔

اک تو رخصتی پہلے نہیں ہو رہی اوپر سے یہ میرے ساتھ پتہ نہیں کیا کرنا چاہتی ہے۔

ضرار نے اپنی تھوڑی پرہاتھ پھیرتے سلگتے ہوئے سوچا۔

وہ ناچاہتے ہوئے بھی مبہوت ہو کر منیزے کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ ہاف سلیوز کی شرٹ کے ساتھ شارٹس پہنے وہ کمرے میں آگ لگائے سورہی تھی۔ اسکی تھائیز سے لے کر باقی پوری ٹانگیں برہنہ تھیں۔ پہلے تو وہ گھٹنوں تک نائیٹی پہنے اسکا خون پیتی رہتی تھی۔ آج تو شاید اس سے بھی خطرناک ارادے تھے۔ جویوں لا پرواہ بنی ہوئی تھی۔

اگر وہ یوں اچانک واپس نہ آتا تو یقیناً اتنا خوبصورت منظر نہ دیکھ پاتا۔ ضرار بے اختیار اپنے دماغ میں سوچ رہا تھا۔ تو اسکا مطلب تھا۔ کہ اسکی بیوی اسکی غیر موجودگی میں مکمل ویسٹرن بنی ہوتی تھی۔

انہی سوچوں میں اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے وہ بیڈ کی طرف بڑھا تھا۔

ضرار کو اپنے وجود سمیت ارگرد کی ہر چیز جلتی ہوئی محسوس ہونے لگی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

وہ بیڈ کنارے منیزے کے قریب بیٹھا۔ تو ضرار کا دل نہ کیا کہ اس حسین مورت کو جگائے۔ وہ لا پرواہی اتنے خوبصورت پو سچر میں سو رہی تھی کہ ضرار اسے باقی رات یوں ہی دیکھتے گزار سکتا تھا۔

کالی زلفیں اک کندھے پر سمیٹ کر رکھی گئیں تھیں۔ جس کی وجہ سے دائیں طرف کی گردن شفاف روشن نظر آرہی تھی۔ ٹانگیں سیدھی کیے وہ اک ہاتھ میں فون پکڑے جبکہ دوسرا ہاتھ پیٹ پر رکھے چھوٹی چھوٹی سانسیں بھر رہی تھی۔

منیزے کو اپسرا بنے دیکھ کر ضرار کا دل مسلسل گدگد ا رہا تھا۔ وہ مچلتے دل کے ساتھ اسکے بالوں پر جھک کر انکی خوشبو اپنے اندر اتار گیا۔ کہ اسی وقت منیزے کا سر زور سے نیچے ڈھلکتے اسے بیدار کر گیا۔ نیند سے بھری سبز آنکھیں کھول کر اس نے سمجھنا چاہا تو ضرار کا چہرہ نظر آتے ہی منیزے کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ مچلی تھی۔

وہ بازو اں کرتی اسے لٹاتے خود اسکے اوپر لیٹ کر سو گئی۔ وہ خواب میں اسے اپنے پاس تصور کرتے یہ حرکت انجام دے گئی تھی۔ جبکہ منیزے کے نیچے لیٹا ضرار تو پاگل ہوتے سمجھنے کی کوشش میں تھا۔ کہ اسکی بیگم اسکے ساتھ کرنا کیا چاہتی ہے۔

اپنے بھڑکتے جذباتے اور پھر منیزے کے لا پرواہ ظلم پر وہ دانت کچکا اٹھا۔ وہ مزے سے اسے بیڈ سمجھتے اسکے اوپر پھر سو گئی تھی۔ جبکہ نیچے ضرار پاشا کی حالت خراب ہونے کے قریب تھی۔ لیٹ رخصتی کا غصہ بھی یاد آیا تھا۔

منیزے کے بالوں میں ہاتھ پھنساتے ضرار نے اک جھکٹے میں اسکا چہرہ اوپر اٹھاتے ہوئے اسکے نرم ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کیا تھا۔ جبکہ دوسری طرف منیزے جو اپنے خواب میں ضرار کے سینے پر سر رکھ کر سو رہی تھی۔ حقیقت میں اپنا سانس رکنے پر وہ پیٹ سے آنکھیں کھول گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

منیزے کے آنکھیں کھولنے پر ضرار نے اسکی نیند کے باعث سرخ سبز آنکھوں میں اپنی سرد سرمئی آنکھیں گاڑی تو وہ ہوش میں آتی اسکے کندھے پر مکے مارنے لگی۔

جبکہ منیزے کو ہوش آنے پر ضرار نے اور شدت سے اسکے نرم ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں سے الجھاتے اسکا سانس خشک کیا تھا۔ منیزے کی زبان پر بائٹ کرتے وہ اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسنٹ پیدا کر گیا تھا۔ منیزے کو کمر سے تھامتے ضرار نے اک دم سے کروٹ بدلتے اسکو اپنے نیچے شفٹ کیا۔

ہونٹوں کو نرم رکھو اب اگر تم نے ہونٹوں میں سختی پیدا کی نہ تو یاد رکھنا بیگم کہیں سارے تقاضے آج ہی نہ پورے ہو جائیں۔۔

منیزے کے ہونٹوں کو زرا سی رہائی بخشے ضرار نے سرد لہجے میں اسکے کان میں دھمکی آمیز سرگوشی کی تو اپنی تیز ہوتی سانسوں میں منیزے کو اپنے جسم میں سپارک ہوتا محسوس ہونے لگا تھا۔ وہ اگلے ہی لمحے پھر اسکے ہونٹوں کو قید کر گیا تھا۔

سرمئی آنکھوں نے سبز آنکھوں میں گھورتے وارنگ دی تو منیزے شرافت سے ہونٹوں کو ڈھیلا چھوڑتے نرم بنا گئی۔ جس پر ضرار مسرور ہوتے اور بے باکی سے اسکے ہونٹوں سے لپٹنے لگا تھا۔ وہ بار بار اسکے نرم ریلے ہونٹوں کو کھینچتے ہوئے چوم رہا تھا۔ ضرار کے بے رحمی سے دانتوں سے کھینچنے پر منیزے کی سسکیاں دم توڑتی جارہیں تھیں۔

ضرار نے تھوڑا سا اوپر اٹھتے اک جھٹکے میں اپنی شرٹ اتار کر نیچے پھینکی۔ تو منیزے کی آنکھیں پھیلی چلی گئیں۔ اب تو وہ اس ڈھکن سائیں کی بات بھی مان چکی تھی۔ پھر وہ کن چکروں میں تھا۔

ضرار نے منیزے کے نچلے ہونٹ پر دانت گاڑے تو منیزے درد سے مزاحمت کرتے ہوش دلانے لگی۔ وہ کب سے اسکی سانسوں کا دشمن بنا ہوا تھا۔ اب تو منیزے کو لگ رہا تھا۔ کہ دم گٹھنے پر وہ بے ہوش ہو جائے گی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

منیزے کے مزاحمت کرنے پر ضرار نے پھر اسکی کمر کو جکڑتے کروٹ بدلتے اچانک اسے اپنے اوپر شفٹ کرتے اسکی ٹانگوں کو اپنی کمر پر لگاتے وہ اٹھ کر بیٹھا تھا۔ ہمیشہ کی طرح وہ اسے اپنی فیورٹ پوزیشن میں لے آیا تھا۔

منیزے کے مزاحمت کرنے کی وجہ سے ضرار نے اسکے ہونٹوں کو آزادی بخشی تو وہ اسکے کندھے پر سر ٹکا کر اپنی سانس بحال کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ جبکہ ضرار کا دھیان تو اسکی سفید ملائم ٹانگوں کی طرف ہو گیا تھا۔ جو اسکی کمر پر وہ لگائے بیٹھی تھی۔ ضرار نے اسکی تھائیز پر ہاتھ پھیرتے انکی نرم ہٹ محسوس کرنا چاہی تو منیزے ہوش میں آتی اسکی گود سے اٹھنے لگی۔

جس پر ضرار نے شدت سے اسے اپنے ساتھ لپٹاتے ہوئے اسکی ٹانگوں کو لاک کر لیا تھا۔ منیزے اپنی سبز آنکھوں میں حیران و شرم لیے اپنے شوہر کو دیکھ رہی تھی۔ جو اچانک ٹپکتے اس پر حاوی ہو گیا تھا۔

آپ نے تو کہا تھا کہ آپ میرے منہ نہیں لگیں گئے اب جب تک رخصتی نہیں ہو جاتی۔۔۔ منیزے نے چباتے ہوئے ضرار کو اسکے الفاظ یاد کروانے چاہے تو ضرار اسکو کمر سے کھینچتے ہوئے قریب کر گیا۔ منیزے کو اپنے بدن میں کرنٹ سا محسوس ہونے لگا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

Epsiode 79

بے فکر رہو نیند میں منہ لگایا ہے تمہیں۔۔۔

ضرار نے منیزے کے یاد کروانے پر بالکل الٹ جواب دیا تو منیزے اسے گھورنے لگی۔۔

اگر آپ نیند میں ہوتے تو یوں بیٹھے نہ ہوتے۔۔

منیزے نے طنزیہ لہجے میں کہتے اسے مسلسل گھورا تھا۔

جبکہ ضرار تو ہوش و حواس بھلائے بس اسکی حسین سبز آنکھوں کو دیکھے جا رہا تھا۔

لو پھر لیٹ جاتا ہوں۔۔۔

منیزے کی ٹانگوں کو اپنی کمر پر لگائے وہ پیچھے گرنے والے انداز میں لیٹ گیا تھا۔ تاکہ منیزے کو بتا سکے کہ اس نے سچ میں منیزے کو نیند میں منہ لگایا ہے۔

سائیں تنگ نہیں کریں مجھے سونا ہے۔۔

منیزے نے اسکی گرے آنکھوں سے چھلکتے جذبات سے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

تو ضرار نے اس چالاک لومڑی کو تاسف سے دیکھا جو سونے کی ایکٹنگ کر رہی تھی بس۔۔

پھر یہ سوغات کیوں پہنی ہے اگر سونا ہی تھا۔

ضرار نے تیکھے لہجے میں اسکے نائیٹ سوٹ کی طرف اشارہ کرتے پوچھا تو منیزے اک نظر خود کو دیکھ کر خود میں سمٹ سی گئی۔

مجھے کیا پتہ تھا کہ آپ ایسے اچانک آجائیں گئے۔۔

منیزے نے منہ بناتے اسے جواب دیا تو ضرار اسے دیکھتا رہ گیا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مطلب میں جب گھر نہیں ہوتا تو تم ایسی آفتیں پہن کر گھومتی ہو۔۔

ضرار آنکھیں چھوٹی کرتے اسے بولا تو منیزے جلدی سے سر نفی میں ہلا گئی۔

ضرار نے اسکا ہاتھ کھینچتے اسے خود پر گرایا تو منیزے ڈر سے آنکھیں بند کر گئی۔ جبکہ ضرار اسکی بند آنکھوں اور خوبصورت چہرے کو دیکھ کر اپنے دھڑکتے دل کو سکون پہنچانے لگا تھا۔

ضرار نے آہستہ سے اسکے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں پھرا لجا یا تو منیزے اسکے دھکتے لمس پر آنکھیں میچ گئی۔

ایک ہفتے کے بعد پکار خستی۔۔۔

منیزے جلدی سے پیچھے ہوتے بند آنکھوں سے بولی تو ضرار جو اسکے پیچھے ہٹنے پر بد مزہ ہوا تھا۔ اسکے ہونٹوں سے ادا ہوتے لفظوں کو سن کر حیرت میں غوطہ زن ہوا۔۔۔

ضرار کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر منیزے نے اپنی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تو وہ آنکھوں میں بے یقینی لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

سچ کہہ رہی ہو۔۔

ضرار نے بے یقینی سے پوچھا تو منیزے ہولے سے سر ہاں میں ہلا کر اسکے تاثرات دیکھنے لگی۔

منیزے کے کنفرم کرنے پر ضرار نے اسے دوبارہ کھینچتے ہوئے خود پر پھر سے جھکایا تھا۔ منیزے کے ہونٹوں کو سک کرتے وہ اسکے الفاظ یاد کرتے پاگل ہونے کے در پر ہو گیا۔

جبکہ منیزے کو اپنے سائیکو سائیں کی سمجھ نہیں آرہی تھی۔ اس نے تو اپنی جان خلاصی کروانے کے لیے اسے بتایا تھا۔ پر وہ الثا شدت سے اسکی سانسوں کا دشمن بن گیا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

منیزے کی زبان کو اپنے ہونٹوں میں لیتے ضرار نے بے باکی سے اسکی ٹانگ پر ہاتھ پھیرا تو منیزے لرزتے ہوئے اس کے کندھوں کو تھام گئی۔ اسکی سانس رکنے والی ہو گئی تھی۔ جب ضرار نے اسے آزادی بخشے اپنے سینے پر لٹالیا۔

سو جاؤ اب رخصتی تک موج کر لو۔۔

ضرار نے اس کے سلکی ملائم بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسے ریلیکس کرنا چاہا تو منیزے اسے گھور بھی نہ سکی۔ میں بیڈ پر سو جاتی ہوں نہ۔۔

منیزے نے اس کے شرٹ لیس سینے کو دیکھتے تھوگ نکلتے کہا تو ضرار آنکھیں کھول کر اسے گھور گیا۔ میں پھر رخصتی ختم کر لیتا ہوں۔۔۔

ضرار نے اسی کے انداز میں آرام سے جواب دیا تھا۔

نہیں تو میں ادھر ہی ٹھیک ہوں۔ بیڈ پر تو نیند بھی اچھی نہیں آتی۔۔۔

منیزے اس کے سینے پر سر رکھتے جلدی سے بولی تو ضرار اسکی ایکٹنگ پر سر نفی میں ہلاتے مسکرا دیا۔۔۔ ضرار اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے بامشکل لیٹا ہوا تھا۔ منیزے کا آج کاروپ دیکھتے وہ ضبط نہیں کر پارہا تھا۔

کیا کوئی چھوٹی موٹی رخصتی والی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ جسے پورا کر کے ضرار پاشا بھی اپنے سلگتے ارمانوں کو سکون پہنچا پاتا۔

آج پہلی بار وہ سنی اور عیس جیسے انداز میں سوچ رہا تھا۔ ضرار نے سراٹھاتے اپنے اوپر لیٹی منیزے کو دیکھا تو وہ پھر سو گئی تھی۔ منیزے کو پھر سوتا دیکھ کر پتہ نہیں کیوں ضرار کو تپ چڑھنے لگی تھی۔ جب وہ تڑپ

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

رہا تھا تو پھر وہ کیوں سکون سے سو گئی تھی۔ وہ یہ بات بھول رہا تھا کہ اس نے خود اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اسے سلایا ہے۔

منیزے کو اٹھاتے ہوئے ضرار نے اسے بیڈ پر سیدھا لٹایا۔ اور غور سے اسکا چہرہ دیکھنے لگا۔ جہاں اسکے بھرے بھرے گلابی ہونٹ اسکی شدتوں کی وجہ سے سرخ ہو گئے تھے۔ اور لمبی پلکیں مڑیں ہوئیں تھیں۔ حسین آنکھیں اس وقت بند تھیں۔

ضرار نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے خود کو شانت کرنا چاہا پر اسے مسلسل ناکامی ہو رہی تھی۔ اوپر سے وہ اسے رخصتی کا بھی سگنل دے چکی تھی۔

سب کچھ بھاڑ میں جھونکتے وہ اسکی سفید ملائم تھائی پر ہونٹ رکھ گیا تھا۔ منیزے کی تھائی پر ہونٹ رکھتے ہی ضرار کا دل کیا ابھی اسکی روح میں داخل ہوتے اسکی اپنی جان اک کر دے۔ پر لگ رہا تھا کہ ابھی اسے مزید صبر کرنا ہے۔ اسی لئے اسکی تھائی پر زور سے بایٹ کرتے وہ وہاں سرخ نشان بناتا اور پراٹھتے منیزے پر سایہ فگن ہوتے اسکے ہونٹوں کو اک بار پھر جکڑ گیا۔

منیزے نیند میں پھر اچانک افتاد پر ہڑبڑا گئی تھی۔۔۔۔

سلطان اپنے کمرے میں داخل ہوا تو سامنے بیڈ پر علیزے کو نہ پا کر پریشان ہو گیا۔ اس نے نظریں گھماتے ہوئے اپنی خانم کو تلاش کرنا چاہا تو وہ اسے صوفے پر سکڑی سمٹی نظر آئی۔

سلطان نے فکر مندی سے اسکی طرف قدم بڑھائے۔ اس نے صوفے پر بیٹھ کر علیزے کو سیدھا کرتے دیکھنا چاہا تھا۔ کہ وہ کیوں ایسے لیٹی سو رہی ہے۔

علیزے کو سیدھا کرنے پر وہ اسکے چہرے پر آنسوؤں کے نشان دیکھ کر مزید پریشانی میں گرفتار ہوا تھا۔

بکھرے بال اور بلیک شلوار قمیض میں وہ کہیں سے بھی وہ علیزے خان نہیں لگ رہی تھی۔۔ جسے دو دن پہلے وہ چھوڑ کر گیا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

گالوں پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان اور چہرہ بھی سرخ ہوا پڑا تھا۔ شاید وہ بہت دیر تک روتی رہی تھی۔ پر وہ آخر کس بات پر اتنی شدت سے روئی تھی۔ سلطان نے لب بھینچے سوچا۔

اسے علیزے کا رونا کسی صورت بھی پسند نہیں تھا۔ وہ بارہا اسے رونے سے منع کر چکا تھا۔ پر اس کے باوجود وہ آج بری طرح روتی خود کا حشر بگاڑ گئی تھی۔ سلطان احمد خان کو اس وقت شدید غصے نے آن گھیرا تھا۔ جب اس نے علیزے کو حکم دیا تھا کہ وہ کبھی نہیں روئے گی۔ تو پھر وہ کون ہوتی تھی اسکی خوبصورت آنکھوں کا حشر بگاڑنے والی۔

سلطان نے منہ پر ہاتھ پھیرتے خود کو کنٹرول کرنا چاہا پر اسکا ضبط جواب دے رہا تھا۔ اسی لئے اگلے ہی پل وہ علیزے کو جگانے لگا۔

خانم اٹھیں۔۔۔

سلطان نے سرد لہجے میں اسے جگایا تو وہ نیند کے باعث سرخ کالے نیند بامشکل کھول گئی۔ علیزے کے آنکھیں کھولنے پر سلطان کو مزید تیش نے آن گھیرا۔ کیونکہ زیادہ دیر رونے کے باعث علیزے کی خوبصورت آنکھوں پر سویلینگ ہو گئی تھی۔ اور اسی وجہ سے وہ آنکھیں کھول بھی نہیں پارہی تھی۔ علیزے نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو سلطان کو خود پر جھکے دیکھ کر اسکی نیند بھک سے اڑی۔ وہ جلدی سے اٹھتے سلطان کو غور سے دیکھنے لگی۔ کہ سچ میں وہ موجود ہے یا وہ خواب دیکھ رہی ہے۔

روئی کیوں ہیں آپ اتنا۔۔۔

سلطان نے اسکی سرخ کالی آنکھوں کو دیکھ کر چباتے ہوئے پوچھا۔ تو علیزے اس کے انداز پر ڈر گئی۔ دماغ نے اسے یاد دلایا کہ وہ کیوں رہ رہی تھی۔ تو اک بار پھر اسے رونا آنے لگا۔

کیوں آئے ہیں آپ یہاں جانیئے اسی کے پاس جس کے پاس دو دن سے گئے ہوئے تھے۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے اسکی شرٹ کے کالر کو پکڑتے جنونی انداز میں روتے ہوئے بولی۔ تو سلطان اسکے انداز پر الجھا۔
کیا بول رہیں ہیں آپ کس کے پاس جاؤں میں۔۔۔

بنا اسکے ہاتھ ہٹائے سلطان نے سنجیدگی سے اس سے اسکے الفاظ کا مطلب پوچھا۔ اپنا غصہ تو اسے سائیڈ پر
ہوتا نظر آ رہا تھا۔ کیونکہ اپنی خانم کے انداز اسے گڑ بڑ کا اشارہ دے رہے تھے۔

وہ ہی بول رہی ہوں جو میں اپنے کانوں سے سن چکی ہوں۔

علیزے اپنی آنکھیں اسکی نیلی آنکھوں میں گاڑتی چینیخی تو سلطان اسے غور سے دیکھ گیا۔ پارٹی والی رات
وہ پاگل ہوتے اسکے گریبان پکڑے اپنی صفائی دینے کی کوشش کرتی رہی تھی۔ تو آج کونسی ایسی بڑی وجہ
اسے مل گئی تھی۔ جو وہ پھر اسکے گریبان تک پہنچ گئی تھی۔

مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا خانم کہ آپ کیا بول رہیں ہیں۔۔۔

سلطان نے اسکے بال سنوارنے کی کوشش کرتے پھر کہا۔ تو علیزے اپنا سر جھٹکتے اسکی کوشش ناکام
کرتے پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی۔

علیزے کو پھر بری طرح روتے دیکھ کر سلطان نے اسکی گردن میں ہاتھ ڈالتے اسکے ہونٹوں پر اپنے
ہونٹ رکھے تھے۔

علیزے اسکے اچانک حملے پر سٹل ہوتی بھیگی آنکھوں سے اسے دیکھ گئی۔ جو اپنی آنکھیں بند کیے اسکے
ہونٹوں پر اپنی جنون خیزی دیکھانے لگا تھا۔

سلطان نے اسکی پتلی خم دار کمر سے تھامتے اسے اٹھاتے اپنی گود میں شفٹ کیا تو وہ بری طرح مزاحمت
کرتی اس سے دور ہونے کی کوشش کرنے لگی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تو سلطان نے چہرہ ترچھا کرتے اسکی گردن پر سختی سے ہاتھ لپیٹتے اک ہاتھ پیچھے لے جاتے اسکی شرٹ کی ذپ کھول دی۔ جس پر علیزے اپنی مزاحمت ترک کرتی اسکو شکوہ بھری نظروں سے دیکھنے لگی تھی۔۔

جبکہ سلطان تو اسے سیاہ لباس میں دیکھ کر انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔ بے شک وہ اس سیاہ لباس میں چاندنی کی طرح دہمکتی تھی۔ اسکی آنکھیں اس لباس میں گہرا ازبنتی اسے مزید خود میں الجھا دیتیں تھیں۔ پر اس کے باوجود بھی اسے یہ رنگ اپنی محبوب بیوی کے تن پر گوارہ نہیں تھا۔

جو رنگ اسکی بیوی کے چہرے کے رنگوں کو چھین لے وہ ایسے رنگ اسکی زندگی سے ہی ختم کر دے گا۔ علیزے کی شکوے بری نظروں کو دیکھتے سلطان نے اسکے ہونٹوں کو آزاد کیا تو وہ بھگے ہونٹوں سے گہرے سانس لیتی اسکے کندھے پر سر ٹکا گئی۔

یہ لباس کیوں پہنا ہے۔ کیا میں مر گیا ہوں۔۔

سلطان نے اسکا چہرہ اوپر اٹھاتے علیزے کے جڑے کو ہاتھ میں دپوچتے اپنے مقابل کیا۔ تو علیزے نے اسکے الفاظ پر دہل کر اسے دیکھا۔

میں نے مان اور محبت سے آپ سے وعدہ لیا تھا۔ کہ آپ نہ تو اب کبھی روئیں گی اور نہ ہی کبھی یہ رنگ پہنے گی۔ پھر میں اس سب کو کیا سمجھوں کہ میرے کسی الفاظ کی کوئی ویلیو نہیں ہے آپکی نظر میں۔۔

سلطان بھڑکتے ہوئے زور سے بولا۔ تو علیزے اسکے غصے والے انداز پر آنکھیں بند کرتے خاموشی سے آنسو بہانے لگی۔

خود وہ کسی لڑکی کے ساتھ تھا۔ اور اسکے رونے اور یہ رنگ پہنے پر اسے سنار ہا تھا۔ علیزے نے بھرائے دل سے سوچتے ہنسی بھری۔ تو سلطان کا دل کیا اپنا سردیوار میں مار لے۔ کیونکہ وہ آدھی رات کو اپنی بیوی کے سوگ منانے کے پیچھے کی وجہ نہیں جان پار ہا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے خان میں میں آپ سے مخاطب ہوں۔ اگر آپ نے جواب نہیں دینا تو میں واپس چلا جاتا ہوں۔
آپ اپنا سوگ منالیں۔ کیونکہ مجھے لگ رہا ہے کہ میں نے واپس آکر اپکو اس ماتم میں ڈسٹرب کر دیا ہے۔
سلطان نے پھر اسکے رونے پر ضبط بھرے الفاظ ادا کیے تو علیزے کے جسم میں غصے بھری لہر دوڑ گئی
تھی۔ وہ شدید غصے سے پاگل ہوتے پھر اسکے گریبان کو پکڑ گئی۔ اسکے جانے کا سن کر اسکا دل پھر کٹنے لگا
تھا۔

کہاں جائیں گئے آپ پھر اسی لڑکی کے پاس جائیں گئے نہ۔ جس کو آپ نے اپنا موبائل تھمایا ہوا تھا۔۔۔
وہ غراتے ہوئے اسکے کالر پر اپنی پکڑ مضبوط کرتے تکلیف سے پوچھنے لگی۔ یہ اسکی کیفیت کا عالم تھا۔ کہ
اسکا دل کر رہا تھا۔ ہر چیز کو آگ لگا دے۔ شوہر کی محبت اسکے دماغ کو مفلوج کرتی جا رہی تھی۔
علیزے کے الفاظ پر سلطان کا دماغ ہلا تھا۔ وہ کیوں ایسا کہہ رہی تھی۔ سلطان اپنے دماغ میں تانے بانے
بننے لگا تھا۔

اب یہ تو مت کہیے گا کہ آپ اس بارے میں کچھ نہیں جانتے اور آپ کو نہیں پتہ کہ آپ کا موبائل کس
کے پاس تھا۔ ویٹ میں اپکو دیکھاتی ہوں۔۔۔

علیزے اک ہاتھ سے سلطان کا گریبان پکڑے ادھر ادھر نظریں دوہراتے صوفے پر اپنا موبائل
ڈھونڈنے لگی۔ تاکہ سلطان کو اپنی بات کا ثبوت دے سکے۔ اسے سلطان احمد خان کے چہرے پر نا سمجھی
کے تاثرات اچھے نہیں لگ رہے تھے۔

منیزے سے بات کرتے کرتے وہ روتے ہوئے یہاں ہی سو گئی تھی۔ سلطان نے اک نظر اپنے گریبان
پر تو دوسری نظر اپنی بیوی کے ہاتھ میں موبائل پر ڈالی۔ جہاں وہ کال ہسٹری نکال رہی تھی۔

یہ کیا ہے۔ میں نے جب اپکو کال کی تو کال کس نے نہیں بلکہ کس لڑکی نے اٹھائی تھی۔ مجھے اسکا نام جاننا
ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے نے سلطان کی آنکھوں کے سامنے موبائل لہراتے اسے دیکھا یا تو سلطان دیکھ کر پھر بھی چپ رہا۔
وہ مزید جاننے کا ارادہ رکھتا تھا۔

آپکا موبائل کدھر ہے۔

سلطان کی آنکھوں میں رعب سے آنکھیں ڈالتے علیزے نے استفسار کیا۔ تو سلطان نے آنکھیں جھکاتے
اپنی پاکٹ کی طرف دیکھا۔

سلطان کے اپنی پاکٹ کی طرف دیکھنے پر علیزے نے پورے حق سے اسکی پاکٹ میں ہاتھ ڈالتے اسکا
موبائل نکالا تو اسکے یوں حق سے لڑنے پر سلطان کا دل زوروں شور سے پاگل ہونے لگا۔ وہ صرف غصے
میں اسکے ساتھ ایسی حرکتیں انجام دیتی تھی۔

ورنہ نارمل انداز میں وہ شرمائی سی یا میٹھی میٹھی باتیں کرنے میں لگی رہتی تھی۔

علیزے نے موبائل کو نفرت بھری نظروں سے دیکھا تو سلطان اسکے انداز پر اپنی مسکراہٹ ضبط کر گیا۔
کیونکہ وہ موبائل کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ ابھی تک اسکا اک ہاتھ سلطان کے گریبان
پر ہی تھا۔ جبکہ دوسرے ہاتھ سے وہ موبائل یوز کر رہی تھی۔

یہ کال کس نے اٹھائی تھی۔ کس نے نہیں سوری کس لڑکی نے اٹھائی تھی۔ کس کے ساتھ تھے آپ۔۔
وہ پھر لڑکی پر لفظ پر زور دے گئی

علیزے نے سلطان کی آنکھوں کے سامنے اسکا آئی فون کرتے اپنی کال کا پھر پوچھا۔ تو سلطان سر دسانس
خارج کر گیا۔

آپ شانت ہو جائیں پھر آپکو ساری بات بتاتا ہوں۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیتے سلطان نے نرم لہجے میں کہا تو وہ اسکے ہاتھ ہٹاتی نفی میں سر ہلانے لگی۔ سلطان اسکے ہاتھ جھٹکنے پر لب بھینچ کر ضبط کرنے لگا تھا۔

مجھے ابھی جاننا ہے بس دو دن آپ گھر سے غائب ہوں میں ادھر اکیلی بد روحوں کی طرح بھٹکتی رہوں۔ اکیواک بار بھی مجھے فون کرنے کا مجھ سے بات کرنے کا خیال نہیں آیا۔ اور جب میں نے فون کیا تو کسی لڑکی کی آواز سناتے میرا دل بند کر دیا۔ میں روں گی اور زور زور سے رو کر دکھاؤ گی۔ اور یہ کالا رنگ بھی پہنوں گی۔

علیزے سلطان کا موبائل زمین پر مارتے زور سے چینختے اپنے بال نوچ گئی۔ میرون لمبے گھنگریالے بال اسکے چہرے پر بکھر سے گئے تھے۔ سلطان کا موبائل توڑ کر بھی جب اسے سکون محسوس نہ ہوا تو اپنا موبائل اٹھا کر دیوار کے ساتھ مار گئی۔

یہ ہی موبائل پکڑا تھا نہ آپ نے اس لڑکی کو کیوں دیا تھا جب آج تک میں اسے ہاتھ نہیں لگایا تو کوئی اور کیوں لگائے۔

آنسوؤں سے لبریز آنکھوں سے سلطان کو گھورتے ہوئے وہ سلطان کو دیوانی لگ رہی تھی۔ علیزے کے پاگل پن پر سلطان کو غصے کی بجائے اس پر پیار آ رہا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اسے لے کر اتنی پوزیسو ہو گئی ہے۔ کیونکہ وہ بہت کم اپنے جذبات کا اظہار کرتی تھی۔

روئیں گی آپ۔۔

سلطان نے علیزے کے بالوں میں ہاتھ الجھاتے اس سے سرد لہجے میں استفسار کیا۔ تو وہ ضدی بنتی ہاں میں سر ہلا گئی۔

یہ رنگ بھی پہنے گی آپ۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان نے اسکی کمر پر اپنی گرفت سخت کرتے دوبارہ پوچھا تو وہ پھر جنوبی بنتی ہاں کر گئی۔ جس پر سلطان نے اپنے ہاتھ پیچھے لے جاتے اک جھٹکے میں اسکی شرٹ کو پھاڑا تھا۔ سلطان کے اس اچانک عمل پر علیزے کی بھیگی آنکھیں بڑی ہوئیں۔

تو آپ یہ رنگ پھر پہنے گی۔

سلطان نے اسکی آنکھوں میں وارنگ دیتے آگے سے اسکی شرٹ کو چیرا تو وہ اختیار سہمتے ہوئے پیچھے ہونے کی کوشش کرنے لگی۔ جو ہاتھ تب سے سلطان کے گریبان پر تھے۔ وہ ہاتھ اب کر اس میں وہ اپنے آگے رکھ کر خود کو چھپا رہی تھی۔

اب مجھے یہ رنگ پہن کر دیکھا دیں اپ زرا۔

سلطان نے اسکی پھٹی ہوئی شرٹ کو اک آخری جھٹکے میں اتار کر نیچے فرش پر پھینکتے کہا تو وہ شرم و حیا سے آنکھیں بھی نہ اٹھاپائی۔

میں ہمیشہ اپکو پیار سے ڈیل کرنے کی کوشش کرتا ہوں پر آج آپکے اس ضدی انداز نے مجھے جنوبی بننے پر مجبور کیا ہے۔ آپکا ہر انداز سر آنکھوں پر یہ دونوں چیزیں ناقابل فراموش ہیں۔ جو آپ نے ضدی بنتے کی ہیں۔ سلطان اسکے رونے اور بلیک ڈریس پہنے کی طرف اشارہ کرتے اسے بازوؤں میں اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا۔ تو وہ مزید ضدی بنتی ٹانگوں کو ہلاتے مزاحمت کرنے لگی۔

میں اپکو اپنے قریب نہیں آنے دوں گی خان۔

علیزے چیختے ہوئے بولی تو سلطان اسکے انداز پر ہونٹ کا کونہ دبا گیا۔

علیزے کو زور سے بیڈ پر پھینکتے سلطان نے اک جھٹکے میں اپنی شرٹ اتار کر سائیڈ پر پھینکی اور اٹھنے کی کوشش کرتی ہوئی علیزے کو ٹانگ سے پکڑ کر اپنے نیچے شفٹ کیا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

آپ نے رخصتی ختم کرتے مجھے صفائی دی تھی۔ بلکل اسی طرح آج میں بھی اپنی روح میں شدت سے اترتے آپکے ہر سوال کا جواب دوں گا۔

سلطان نے اسکے سینے پر پھیلے بازوؤں کو اوپر اٹھاتے سائیڈ پر پڑے علیزے کا دو بٹہ اٹھاتے اسکے ہاتھ بیڈ کراؤن سے باندھے تو علیزے ہوش میں آتی نفی کرنے لگی۔
خان میں چینخوں کی اگر آپ نے ایسا کچھ کیا تو۔۔

علیزے اسکے روکنے کی کوشش کرتے دھمکی آمیز لہجے میں بولی۔ تو سلطان نے اسے گہری نظروں سے دیکھتے اپنی ویسٹ اتار کر نیچے پھینکی۔

ریموٹ سے کمرے میں اندھیرا کرتے اس نے چادر اٹھاتے خود کو اور علیزے کو ہر پرزے سے آزاد کرتے کو رکھا تو علیزے زور سے آنکھیں میچ گئی۔

آج میں آپکو بتاؤں گا کہ جنون کیا ہوتا ہے۔۔

علیزے کے کان کی لوح کو زور سے کاٹتے سلطان نے گھمبیر لہجے میں اسکے کان میں سرگوشی کی تو وہ آنے والے وقت کا سوچتی اندر تک کانپ گئی۔

سلطان نے جھکتے ہوئے اسکے نرم پیٹ پر ہونٹ رکھے تو علیزے آنکھیں بند کر گئی۔۔ جبکہ سلطان جذبات سے چور ہوتے اسکے پیٹ کو زور سے چومتے ہوئے کاٹنے لگا تھا۔۔

اسکے ہاتھ اوپر اسکی ڈھرنوں کو محسوس کرنے میں لگے تھے۔ علیزے اس وقت مکمل طور پر بے بس تھی۔ ہاتھ بندھے ہونے کی وجہ سے وہ سسکنے کے سوا کچھ بھی نہیں کر پار ہی تھی۔ سلطان نے اسکی ٹانگوں کے درمیان ہونٹ رکھے تو علیزے آنکھیں کھولتے چہرہ اوپر اٹھا گئی تھی۔ سلطان آج ساری حدیں پار کرتے اسے تڑپا رہا تھا۔ علیزے مچلتے ہوئے اپنا سر پٹکنے لگی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

خان نہیں پلیز۔۔۔ سسکیاں بھرتے وہ ہلتے ہوئے اسے پیچھے ہٹانے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔ جب علیزے کی بھرپور مزاحمت دیکھتے سلطان اوپر اٹھتے اسکی ٹانگوں کو کھول کر اسکے اندر شدت سے داخل ہوا۔ تو علیزے کی چیخ بے ساختہ تھی۔

آپکی یہ ہی سزا ہے۔۔ کہ آج میں آپکے ہونٹوں کو جھک کر نہ اپکواپنے لمس کا احساس دلاؤں گا نہ آپ تڑپتے ہوئے مجھے تھام سکیں گی۔

سلطان نے اسکے ہونٹوں پر پھونک مارتے کہا تو علیزے شرم سے لال انگارہ ہوتے اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھنے لگی۔۔

علیزے کے شکوے پر سلطان نے اپنی شدت میں اضافہ کیا تو علیزے چینختے ہوئے رو دی۔ وہ ہمیشہ اسے نرمی سے چھوتا تھا۔ پر آج بے رحم بنتے اسکی جان لبوں پر لارہا تھا۔

رو لیں اپکو ویسے بھی رونے کا بہت شوق ہے نہ۔ آج یہ شوق ایسا پورا کروں گا۔ کہ کل صبح خود سے نظریں ملاتے ہوئے بھی شرمائے گی آپ۔۔

سلطان نے اسکے کندھے پر زور سے بایٹ کرتے اسکے کان میں بے باک سرگوشیاں کیں۔ تو علیزے نہ کرتی اپنے آنسو روکنے لگی۔

میں نہیں روگی خان پکا پر پلیز ایسا نہ کریں نہ۔۔ وہ روتے ہوئے التجائیہ انداز میں کہنے لگی تھی تو سلطان اسکی آنکھوں میں دیکھتے اپنے عمل میں تیزی لا گیا۔ جس پر علیزے کی آنکھیں باہر نکلنے کو بے تاب ہوئیں تھیں۔ ستم تو یہ تھا کہ اسکے ہاتھ اوپر بندھے ہوئے تھے۔

خان۔۔

کمرے میں علیزے کی چیخ پھر گونجی تو سلطان اس پر رحم کرتا اسکے ہاتھ کھول کر اپنا عمل روک گیا۔ جس پر علیزے جلدی سے اسکے سینے میں چھپ گئی تھی۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے کو کانپتے دیکھ کر وہ خود کو کوس گیا۔ آج پہلی بار وہ اسکے زرا سے غصے کا شکار ہوئی تھی۔ اور اسکی یہ حالت ہو گئی تھی۔

ریلیکس کچھ نہیں کر رہا۔ سلطان نے اسکی برہنہ پشت پر ہاتھ پھیرتے اسے شانت کرنا چاہا۔

Epsiode 80

سلطان اسکی کمر پر ہاتھ پھیرتے اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسکے باوجود علیزے کا کانپنا کم نہیں ہوا تھا۔

بلیک ڈریس پہنا ہے اب۔۔۔

سلطان نے اپنے سینے سے اسکا چہرہ باہر نکالتے زو معنی انداز میں پوچھا۔ تو سلطان کے سوال پر جہاں علیزے کی آنکھوں میں ڈرا بھرا تھا۔ وہیں وہ نچلے ہونٹ کو مڑوڑتے رونے کی تیاری پکڑنے لگی۔ پھر رونا ہے کیا۔۔۔

سلطان نے اسے پھر رونے کی تیاری کرتے دیکھ کر آنکھیں سکیڑتے دوسرا سوال پوچھا تو وہ خوف کے مارے اپنے خوبصورت ہونٹوں کو مسکراہٹ میں زبردستی ڈھال گئی۔ علیزے کی معصوم حرکت پر سلطان کا دلکش قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔ سلطان کو ہنستے دیکھ کر آنکھوں میں معصومیت لیے وہ اسے دیکھنے لگی۔

سلطان نے اوپر اٹھتے اسکی بھیگی سرخ آنکھوں کو شدت سے چوما تو علیزے نخرے سے منہ ٹیڑھا کر گئی۔ البتہ منہ پھیرنے والی غلطی اب دوبارہ نہیں کی تھی۔

پیار کریں۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان نے اسکی آنکھوں اور گالوں پر اپنا لمس بکھیرتے جذبات سے چور ہوتے اپنا ہمیشہ والا فقرہ کہا۔ تو اسکے الفاظ پر علیزے کی آنکھیں لرزیں تھیں۔ تھوڑی دیر پہلے وہ اسکی شدت پر چینخ رہی تھی۔ اب پھر چھوٹی موٹی بنی اسکی آغوش میں سکون سے لیٹی تھی۔

وہ لڑکی کون تھی۔۔۔

سلطان جو اسے ماتھے اور آنکھوں کو چومنے میں مصروف تھا۔ علیزے کے سوال پر رکتے گہری سانس خارج کر گیا۔

علیزے کے اوپر سے اٹھتے سلطان نے اسکے نازک بکھرے سراپے کو اٹھاتے خود پر شفٹ کیا اور خود وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

علیزے اسکی بے باک پوزیشن پر سٹپٹا گئی تھی۔ اس نے چادر کو پکڑتے خود کو چھپانا چاہا تو سلطان نفی میں سر ہلاتے اسے گود میں بٹھاتے سیٹ کر گیا۔ سینے تک چادر اوڑھے وہ اسکی گود میں بیٹھی ہوئی تھی۔

جبکہ سلطان بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اپنی خانم کو اب فرصت سے دیکھ رہا تھا۔ علیزے نے اسکی نظروں سے گھبراتے سائیڈ پر پڑے کپڑوں کو حسرت بھری نظروں سے دیکھنا شروع کر دیا۔

وہ میراڈریس پڑا ہے خانم آپکا ادھر کوئی ڈریس نہیں ہے۔۔۔

سلطان نے اسے ڈریس کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ کر بتانا چاہا تھا۔ کہ اسکے ادھر دیکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

مم۔۔ می۔۔ میں ایسے کمفرٹبل نہیں ہوں۔۔

علیزے نے کانپتے ہوئے ہونٹوں سے بامشکل اپنے الفاظ ادا کیے تو سلطان لاپرواہی سے کندھے اچکا گیا۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

آپکا لباس میں ہوں اور میرا لباس آپ ہیں۔ اور ہم دونوں نے اس وقت اک دوسرے کو اوڑھا ہوا ہے۔
کافی ہے۔۔

سلطان نے چادر کے اندر سے اسکے دھڑکنوں پر ہاتھ پھیرتے اسے بتایا۔ تو علیزے اسکی بے باکیوں پر خود
میں سمٹنے لگی۔

خان نہیں کریں نہ پلیز۔۔۔

علیزے روہانسی ہونے کو ہوئی تھی۔ چادر کے اندر سے وہ اسکے بدن پر اپنا کھر در ہاتھ پھیرتے مسلسل
چھیڑ خانی کر رہا تھا۔

اپکو اپنے سوالوں کے جواب چاہیے اور مجھے اس وقت آپ چاہیے۔ ویسے بھی اس حالت میں کون کافر
باتوں میں وقت ضائع کرنا پسند کرتا ہے۔۔ پر اسکے باوجود میں پھر بھی اپکو سن رہا ہوں اور بولنے کا ارادہ
بھی کر رہا ہوں۔ تو کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میرے ہونٹ آپکے بدن پر سرکتے جائیں اور اپکو آپکے سوالوں
کے جواب بھی ملتے جائیں۔

چادر کے اندر سے علیزے کو کمر سے پکڑتے سلطان نے اپنی طرف کھینچا تو وہ لہرا کر اسکے سینے سے لگی
تھی۔

علیزے کے بدن کو اپنے جسم کے ساتھ ٹپچ کرتے ہی سلطان پر پھر خماری سوار ہونے لگی تھی۔ لیکن ابھی
اسے پہلے جواب دینے تھے۔ اور پھر جنون خیزی کی بارش میں خود کو اور اپنی خانم کو بھگونانا تھا۔ اسی لئے وہ
اسکی کمر اور ٹانگوں پر ہاتھ پھیرتے بولنا شروع ہوا۔

میں ڈیوٹی پر تھا۔ وہاں ساتھ کام کرنے والے سے جھگڑا ہوا۔ تو جس وقت آپکی کال آئی اس وقت آفس
میں میرا موبائل پڑا تھا۔ اور میں باہر کام میں مصروف تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

آفس میں میرا موبائل پڑا دیکھ کر اس نے بدلے میں اپنی بیوی کو موبائل پکڑتے شرارت کی۔ تاکہ میری بیوی کسی غیر لڑکی کی آواز سن کر مجھ پر شک کرنا شروع کر دے۔ اور ہماری لڑائی ہو جائے۔
پر یہاں میری بیوی لڑنے کے ساتھ ساتھ بے اعتباری دیکھاتی میرا دل توڑ چکی ہے۔

سلطان کو سمجھ نہ آئی کہ اسے کن مناسب الفاظ میں بیان کرے۔ تو وہ مختصر الفاظ ملاتا اسے ملتی جلتی بات بتا گیا۔ کیونکہ اگر وہ تفصیل بتانے بیٹھتا تو اسکے سوال بڑھتے جاتے۔ جو ابھی وہ افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔
سلطان کی مختصر سی بات سن کر علیزے کو سمجھ نہ آیا کہ اسے کیا کہے۔ تھوڑی دیر پہلے کے اپنے الفاظ اور عمل یاد آیا تو وہ شرمندہ سی ہو گئی۔

کیا آپ نے کبھی مجھے کسی لڑکی کو نظر اٹھا کر دیکھتے نوٹ کیا ہے۔
سلطان نے اسکے چہرے سے لے کر گردن تک لیکر کھینچتے سنجیدگی سے سوال کیا۔ تو علیزے نے سر ہلا گئی۔

پھر اتنی بے اعتباری کیوں خانم، میری زندگی میں آپ کے آنے سے پہلے لڑکی نام کوئی کانسیپٹ نہیں تھا۔
لیکن آپ کو دیکھ کر جب پہلی نظر کی محبت دل میں پیدا ہوئی۔ تو میرے دل سمیت میرا جسم اور آنکھیں بھی اپنی پابند ہو گئیں۔

ہوسٹل میں پوری پوری رات میں آپ کو بیٹھ کر دیکھتے گزار دیتا تھا۔ اور جب آپ مکمل طور پر حاصل ہو گئیں ہیں۔ تو میرا دل مزید آپ کا دیوانہ ہوتا چلا گیا۔ تو پھر کیسے ممکن ہے کہ کسی لڑکی کو دیکھوں گا یا بات بھی کروں گا۔

آپ کی ناراضگی یا لڑائی سر آنکھوں پر ہے۔ پر جاناں اگر ایسے بے اعتباری دیکھا یا کریں گی تو معاملہ بگڑ سکتا ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان نے اسکے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں لیتے محبت سے اک اک لفظ کہا۔ تو علیزے شرمندگی کی انتہا گہرائیوں میں گرتی چلی گئی۔ اسکی آنکھوں میں پھر آنسو چمکنے لگے تھے۔

رونا نہیں ہے نہ خانم مجھے آپکا لڑنا یا حق جتنا برا نہیں لگا۔ پر اس کے ساتھ ساتھ مجھ پر اعتبار بھی رکھیں۔ یہ بات آپکو سمجھانا چاہتا ہوں۔ تاکہ ہمارے رشتے میں کوئی کمزوری نہ رہے۔۔ کیونکہ جب رشتوں میں بے اعتباری جیسی چیز پیدا ہو جائے تو رشتے خراب ہونے لگتے ہیں۔ ایسے کل کو کوئی آپکو میرے بارے میں آ کر کبھی بھی غلط کہے گا۔ تو کیا آپ یقین کر لیں گی۔۔

سلطان نے نرم لہجے میں اسکو سمجھانے کے ساتھ ساتھ سوال کیا تو وہ جلدی سے نفی میں سر ہلانے لگی۔ کہ وہ کبھی بھی یقین نہیں کرے گی۔

اسکے جلدی سے نفی کرنے پر سلطان ہنس پڑا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے۔ اتنی چھوٹی سی بات پر اس نے اتنا بڑا ہنگامہ کھڑا کر دیا تھا۔ تو پھر وہ کیا ہی اسکے حق میں بولتی۔۔

آپ نے مجھے فون نہیں کیا تھا۔ میں ادھر اکیلی کیا کرتی۔ آپکو فون کیا تو اس لڑکی کی آواز سن کر میرا دماغ خراب ہو گیا۔ مجھے لگا کہ آپ کا مجھ سے دل بھر گیا ہے۔ بس یہ ہی سوچ سوچ کر مجھے رونا آنا شروع ہو گیا۔ اور پھر میں بلیک ڈریس پہن کر روتی چلی گئی۔

علیزے سوں سوں کرتے اسے بتانا چاہ رہی تھی کہ اس نے جو بھی کیا وہ خود ہی ہو گیا۔ حالانکہ وہ ایسا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

سلطان بس اپنی خانم کی اداؤں پر فدا ہوتا جا رہا تھا۔ جو ہونٹوں کو مروڑتے ہوئے کیوٹ بنتی اسے گھائل کرنا چاہ رہی تھی۔ اور ساتھ اپنے رونے کی مکمل تفصیل بھی بتا رہی تھی۔ کہ وہ بلیک ڈریس پہن کر مکمل تیاری کرتے روتی رہی ہے۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

باقی باتیں ہم صبح کریں گئے ابھی پیار کا وقت ہے۔ سلطان نے بے قرار ہوتے اسکی سفید لمبی گردن پر زور سے دانت گاڑے تو علیزے کی بے ساختہ سسکی نکلی تھی۔

خان کیا کر رہے ہیں۔۔

سلطان کے کندھوں کو تھامتے وہ پوچھنے لگی تھی۔۔ جبکہ سلطان کی شدت پر اسکے ہاتھوں سے چادر بھی چھوٹ گئی تھی۔ اسکی چادر نیچے گرتے ہی سلطان مہبوت ہو کر اسکے خوبصورت سراپے کو دیکھنے لگا۔ سفید کندن سا حسین بدن خوبصورت سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔

سلطان کی بے خود نیلی آنکھوں کو خود پر محسوس کرتے علیزے کو چھپنے کی جگہ نہیں ملی تھی۔

علیزے کو چھپنے کی کوشش کرتے دیکھ کر سلطان نے اسے اپنی جانب جھکاتے اسکے ہونٹوں پر قفل لگایا تو علیزے اسکی شدت سے آنکھیں بند کرتی اسکے کندھوں کو تھام گئی۔

علیزے کے ہونٹوں کو بے دردی سے سک کرتے وہ اسے اک جھکے میں پیچھے گراتے اس کے پیٹ پر جھکا تھا۔ جھک کر علیزے کے پیٹ پر دانت گاڑتے وہ اسکی جان اک بار پھر لبوں پر لے آیا۔

خان ننن۔۔

بیڈ پر پیچھے گری وہ بے اختیار اسے پکار گئی۔ جس پر سلطان نے اسکے بیڈ شیٹ کو جکڑے ہوئے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لے کر اس پر اپنا بوجھ منتقل کرتے اک جھٹکے میں اسکے اندر داخل ہوتے پھر اسے بری طرح تڑپایا تھا۔

علیزے کے ہاتھوں کو اک ہاتھ میں جکڑے اسکی گردن کو چومتے ہوئے سلطان نے اپنی شدت میں اضافہ کیا تو وہ مچلتے ہوئے چہرہ اوپر اٹھاتے گہرے سانس لینے لگی۔ جس پر سلطان نے اسکے دل کے مقام پر زور سے دانت گاڑتے تھے۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

اب مجھے آپکی صرف میٹھی سسکیاں سنی ہیں۔ میرے کانوں کو اپنی بے چین آواز سے سکون پہنچانے کی کوشش کریں شاید میں آپ پر رحم کر سکوں پھر۔۔

سلطان اپنے عمل میں تیزی لاتا علیزے کے پینے میں شرابور چہرے کو دیکھتا شدت پسندی سے بولا تو وہ ہونٹوں کو پیوست کرتی آنکھیں بند کرتے اسکی پشت پر ناخن گاڑ گئی۔

کمرے میں ان دونوں کی سانسوں کو رقص چلنے لگا تھا۔ علیزے کے سوکھے ہونٹوں پر اپنے ہونٹ رکھ کر وہ اسکی سانسوں ہموار کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔۔

مشعل اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی پڑھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ پر اسکا سر بری طرح سے چکرارہا تھا۔ آج صبح سے اسکی طبیعت کچھ بوجھل سی تھی۔ پر اس نے اس بارے میں ابھی تک کسی کو بھی نہیں بتایا تھا۔

عیس تین دنوں سے پھر غائب تھا۔ عیس کا خیال آتے اور پھر اپنی طبیعت کے پیش نظر اچانک اسکا دل انتہائی برا ہونے لگا۔

ڈارک براؤن آنکھوں میں آنسو چمکے تو وہ بے دردی سے آنکھیں صاف کرتی کتابوں کو پرے کر گئی۔ وہ صبح سے عیس علی ہمدانی کو کال کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ پر وہ کال نہیں اٹھا رہا تھا۔ مسلسل بیل ہونے کے بعد کال بند ہو جاتی تھی۔

مشعل اپنی آنکھوں میں آئے آنسو کو صاف کرتی کتابوں کو اٹھانے کی غرض سے اٹھی۔ تو چکر اکر رہ گئی۔ اسکا سر بری طرح چکراتا اسکی آنکھوں کے آگے زمین آسمان گھما گیا تھا۔

وہ اپنے سر کو پکڑتے وہیں نیچے بیٹھتی چلی گئی۔ کچھ منٹ بعد اسکے ہوش بحال ہوئے تو وہ پھر اٹھنے کی کوشش کرتی کھڑی ہوئی ہی تھی۔۔ کہ منہ پر ہاتھ رکھتے واش روم کی طرف بھاگی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

بیسن پر جھکے جب اسے زوردار ابکائی آئی۔ تو اسے لگا تکلیف سے اسکا سب کچھ باہر آجائے گا۔ اتنی سی دیر میں اسکا رنگ پیلا پڑ گیا تھا۔ سانسوں کی روانی بھی متاثر ہونے لگی تھی۔

الٹی کر کے اس نے منہ پر پانی کے چھینٹیں مار کر شیشے میں اپنا چہرہ دیکھا۔ تو چہرے پر زرد رنگ کے سوا کچھ بھی تھا۔ ڈارک براؤن آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں تھیں۔

اس نے کچھ الٹا سیدھا بھی نہیں کھایا تھا۔ پھر اسے ووٹنگ کیوں ہو رہی تھی۔ مشعل نے چہرے کو خشک کرتے دل میں سوچا اور سست روی سے واشروم سے باہر نکل آئی۔

اک دم سے اسے بے حد ڈاؤن محسوس ہونے لگا تھا۔ وہ کتابوں کو اٹھائے بنا نہیں پرے کرتی بیڈ پر سیدھی لیٹ گئی تھی۔

مشعل نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو آنکھوں کے سامنے چھت پر لگا پنکھا نظر آیا۔ یہ مڈل کلاس کی طرز کا بنا ہوا گھر تھا۔ اسکے روم میں ضرورت کا سارا فرنیچر تھا۔ پر جدید زمانے کے طرز زندگی کے مطابق کچھ بھی نہیں تھا۔

پر عیس علی ہمدانی کے پاس ہر طرح کی گاڑی تھی۔ اور پھر ہیوی بائیک بھی تو تھی۔ وہ عیس کے ساتھ بائیک پر دو تین مرتبہ ہی یونیورسٹی گئی تھی۔ کیونکہ اسے بائیک پر بیٹھتے ڈر محسوس ہوتا تھا۔ اسکے ڈر کی وجہ سے ہی عیس گاڑی استعمال کرنے لگا تھا۔

اسکی اماں کو لگتا تھا۔ کہ انکے پیٹا اپنے دوست کی گاڑی چلاتا ہے۔ پر پتہ نہیں کیوں مشعل کو ایسا نہیں لگتا تھا۔ وہ فلیٹ میں بھی تو اسکا لائف سٹائل دیکھ کر آئی تھی۔ پھر وہ یہ بھی تو نہیں جانتی تھی نہ کہ وہ اتنے دن کہاں غائب رہتا ہے۔ کیا وہ کسی لڑکی کے ساتھ ہوتا ہوگا۔

مشعل نے لرزتے دل کے ساتھ سوچا تو اگلے ہی پل اپنے خیال کی نفی کرنے لگی۔ ایرہ فضول کی چیزیں اسکے دماغ میں ڈالتی رہتی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

پر وہ آخر کہاں جاتا ہوگا۔ حسن صاحب کا ماننا تھا۔ کہ وہ صرف آوارہ گردی اور مار کٹائی کرتا ہے۔ تو پھر وہ اپنا خرچہ کیسے پورا کرتا ہے۔

مشعل نے چھت کو گھورتے ہوئے اپنے دل و دماغ میں اپنے شوہر کے متعلق کئی باتیں سوچیں تھیں۔ جن پر آج سے پہلے اسے کبھی غور کرنے کا خیال نہیں آیا تھا۔ عیس سے اپنے سوالوں کے جواب لینے کا سوچتی وہ وہیں لیٹے آنکھیں موندے گئی۔ اسے اپنے دماغ پر غنودگی طاری ہوتی محسوس ہونے رہی تھی۔ اسی لئے آنکھیں بند کرتی وہ سوتی چلی گئی۔۔۔

سائیں یہ کیا بات ہوئی کہ بس برات کی تقریب ہوگی۔۔

گل جہاں بیگم نے نروٹھے پن سے شیراز پاشا کو دیکھا۔ جو دو دن سے کہیں گئے ہوئے آج صبح گیارہ بجے حویلی واپس آئے تھے۔ اور اب ان سے کہہ رہے تھے کہ ضرار کی بس رخصتی والی تقریب ادا کی جائے گی۔

میری خوبصورت بیگم آپکا لاڈلا بیٹا اپنے یاروں کے ساتھ اپنی دھوم دھام سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ ابھی اسے صرف رخصتی چاہیے۔۔

شیراز پاشا نے انکے ہاتھ کو تھامتے محبت سے بتایا۔ وائیٹ کلر کے خوبصورت سے سوٹ میں وہ شیراز پاشا کو آج بھی اتنی ہی اٹریکٹ کرتی تھیں۔ جتنی کہ کچھ سال پہلے۔۔۔

تو ہم انکی بھی ساتھ شادی کر لیتے ہیں نہ۔۔

گل جہاں بیگم نے انکے کندھے پر سر رکھتے فٹ سے حل بتایا تو وہ ہنس دیے۔

بیگم سائیں آپکا بیٹا ابھی کچھ کاموں میں الجھا ہوا ہے۔ ان سے فری ہوتے ہی وہ شادی کرے گا۔

شیراز پاشا نے انکو کندھے سے تھامتے آگاہ کیا تو وہ خفا نظر آنے لگیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سائیں مجھے کچھ نہیں پتہ میں اپنے بیٹے کی دھوم دھام سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ ورنہ میں آپ دونوں سے ناراض ہو جاؤں گی۔ اور میں ہی نہیں میری بہو بھی ناراض ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ بھی کہہ رہیں تھیں۔ وہ اپنی دوستوں کے ساتھ ہی دو لہن بنے گی ورنہ نہیں۔۔

گل جہاں بیگم نے چہرہ اوپر اٹھا کر منیزے کے الفاظ یاد کرتے انہیں بتایا تو شیراز پاشا سرد سانس خارج کر گئے۔

لوگوں کو بھائی چارہ نقصان دیتا ہے ادھر یہاں انکو دوستی چارہ نبھانا پڑ رہا تھا۔

ٹھیک ہے جیسے آپ چاہتی ہیں ویسے ہی ہو گا۔ وہ انکا ماتھا چوم کر محبت سے بولے تو وہ مطمئن نظر آنے لگیں۔

وہ دلاور خان سے پہلے ہی بات کر چکے تھے۔ کہ اب آفیشلی ان چاروں کی رخصتی کر دی جائے۔ جس پر دلاور خان بھی متفق دکھائی دیے تھے۔ اب اک ہفتے بعد ان چاروں کی رخصتی ہونی تھی۔۔۔



خانم اٹھ جائیں یونیورسٹی نہیں جانا کیا۔۔

سلطان نے اپنے سینے پر سوئی ہوئی علیزے کو اٹھانا چاہا تو وہ مزید اس کے اندر گھسنے کی کوشش کرتی سونے لگی۔

خانم۔۔۔

سلطان نے اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے اسے پیار سے دوبار اپکارا تو وہ نیند کے باعث اپنی سرخ کالی آنکھیں کھول کر اسے دیکھ گئی۔۔ جو اپنی نیلی آنکھوں میں محبت کا جہاں لیے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے نے آنکھیں کھول کر سلطان کو دیکھا اور اگلے پل پھر وہ آنکھیں موندے سو گئی۔ ساری رات تو وہ اسکی شدتوں کو سہتے جاگتی رہی تھی۔ اور اب پھر وہ اسے جگا رہا تھا۔ کچھ سکینڈ کے لیے آنکھیں کھول کر وہ پھر گہری نیند میں چلی گئی تھی۔

علیزے کو پھر سوتے دیکھ کر سلطان نفی میں سر ہلاتے اسے چادر سمیت گود میں اٹھا کر بیڈ سے اترتے باتھروم کی طرف بڑھا۔ لیکن پھر بھی علیزے ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی۔ پتہ نہیں آج اس پر نیند کیوں اتنی حاوی ہو رہی تھی۔ ورنہ وہ جلدی اٹھ جاتی تھی۔

سلطان نے باتھروم میں اسے پیروں پر کھڑا کرتے سہارا دیا تو وہ نیند میں جھولتے اسے سینے پر سرٹکائی۔ علیزے کو نیند کے مزے میں دیکھ کر سلطان کا دل پھر بے ایمان ہونے لگا تھا۔ اسی لیے وہ دانتوں تلے لب دباتے شاور کھول گیا۔

پانی کی ٹھنڈی پھوار جب علیزے کے چہرے پر پڑی تو وہ ہڑا کر آنکھیں کھول گئی تھی۔
خان ننن۔۔۔

باتھروم میں علیزے کی چینج بلند ہوئی تو سلطان کا فلک شکاف قہقہہ وہاں گونج اٹھا۔ ٹھنڈے پانی کی پھوار اس کے چہرے پر پڑتی اسے بھگوتی جا رہی تھی۔

خان کی حسین خانم۔۔۔

سلطان نے شاور میں بھیسگتے ہوئے اسکے کان میں سرگوشی کی تو وہ ہوش میں آتی زور سے چادر کو پکڑ گئی۔
آپ نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ۔۔۔

چہرے کو پانی کی پہنچ سے دور کرتی وہ پھر چلائی تو سلطان اسکا چہرہ زبردستی شاور کے نیچے کرتے اسکی چادر کو کھول کر اسکے ہونٹوں پر جھکا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

چادر کھلنے پر علیزے کانوں کی لوح تک سرخ پڑی تھی۔ اس نے بھیگی آنکھوں سے اسے التجائیہ انداز میں دیکھا تو سلطان نفی میں سر ہلاتے اسے کمر سے کھینچتے مزید قریب کر گیا۔ سلطان کو پھر رات والے انداز میں آتے دیکھ کر علیزے کا سانس حلق میں اٹکنے لگا تھا۔

خان میں بات نہیں کروں گی اگر آپ نے اب کوئی بد تمیزی کی تو۔۔۔

علیزے زبردستی اپنا ہونٹ چھڑا کر جلدی سے بولی تو سلطان ایبر واچکاتے اسے دیکھ گیا۔

ٹھیک ہے میرا بچہ میں کچھ نہیں کرتا پر شاور تو ہم اک ساتھ ہی لیں گئے۔ ورنہ پھر وہ سب ہی ہوگا۔ جس کی وجہ سے آپ رات بھر بیڈ پر چینختی رہیں ہیں۔۔۔

سلطان نے اس کا رخ موڑتے اسکی برہنہ پشت کو اپنے سینے سے لگاتے گھمبیر لہجے میں کہا تو علیزے خود میں سمٹنے لگی۔ اپنے پیٹ پر سلطان کے بندھے ہوئے ہاتھوں کو وہ بے اختیار تھام گئی تھی۔

میں خود شاور لے لوں گی نہ۔۔۔

وہ روہانسی ہوتی بولی تو سلطان اسکا چہرہ اپنی طرف اٹھاتے آنکھیں دیکھا گیا۔

سلطان علیزے کو بازوؤں میں اٹھائے ہاتھ ٹب میں بیٹھا تو علیزے کا دل کیا اسی پانی میں ڈوب کر کہیں چھپ جائے۔۔۔ پتہ نہیں رات سے اسکا شوہر کیوں اتنا وائلڈ ہو رہا تھا۔

سلطان اسکا شیمو اور باڈی واش لے کر اسکی طرف آیا تو علیزے اس سے نظریں چرای گئی۔

ایسے شرمائیں گی تو اس دن کی طرح ٹب رو مینس شروع کر دوں گا۔ اور پھر یہاں بھی اپکی ہائے ہائے شروع ہو جائے گی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے کو شرماتے دیکھ کر سلطان شرارت سے کہنے لگا تو وہ خفگی سے اسے دیکھ گئی۔ وہ بالکل چپ تھی۔۔ کیونکہ جانتی تھی۔ مقابل اپنی مرضی کر کے ہی پیچھے ہٹے گا اس لیے بولنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

سلطان نے اسے بھگے لمبے میروں گھنگریالے بالوں میں شیمو کرنا شروع کیا تو علیزے اپنی مسکراہٹ دبا گئی۔ باتھروم کے ٹب میں وہ اس اپنے آگے بٹھائیے اسکے بال شیمو کر رہا تھا۔ سلطان نے اسکے بال واش کر کے اسکی جسم پر باڈی واش لگانا چاہا تو علیزے اسے روک گئی۔

کیا ہوا۔۔ سلطان نے اسکو سوالیہ نظروں سے دیکھا تو علیزے نے انگلی سے کنڈیشنر کی طرف اشارہ کیا۔ بالوں میں وہ لگانا ہے اب۔۔

علیزے نے شرم سے دوچار ہوتے آہستہ آواز میں بتایا تو سلطان سر کو جنبش دیتے کنڈیشنر لے کر آیا۔ رات کوئی میرا گریبان پکڑ کر چیخ رہا تھا۔ اور اب انکی آواز بھی نہیں نکل رہی یہاں۔۔

سلطان نے سیریس انداز میں علیزے کو چھیڑا تو وہ اسکے سینے پر چٹکی کاٹتے سینے پر ہی سرٹکا گئی۔

سلطان ہنستے ہوئے اسکے بال واش کرنے کے بعد اسکے جسم پر باڈی واش لگانے لگا۔ تو علیزے کو اپنے سینے پر سر رکھے سوتے دیکھ کر حیرت کا شکار ہو گیا۔

وہ باتھروم میں شاور لیتے ہوئے پھر سو گئی تھی۔ سلطان نے اسکے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے بے باک شرارت کی تو علیزے نے پٹ سے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں

میرے بچے کو اتنی نیند کیوں آرہی ہے آج۔۔

علیزے کی آنکھوں کو چومتے سلطان نے استفسار کیا تو وہ منہ بناتے دوبارہ اسکے سینے پر سر رکھ گئی۔

کیونکہ آپ مجھے سونے ہی نہیں دیتے ہیں۔۔

یہ ای۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

علیزے نے اسکے گرد بازو لپیٹتے معصومیت سے جواب دیا تو وہ اپنی ہنسی ضبط کر گیا۔

آپ آپ خود میرے قریب آرہیں ہیں خانم۔۔

علیزے کے بدن کو اپنے جسم کے ساتھ ٹپچ ہوتے ہی وہ خمار زدہ لہجے میں کہنے لگا تو علیزے چہرہ اٹھاتے اپنی سرخ آنکھوں سے اس خوبصورت مرد کو دیکھنے لگی۔ جس نے اسکی زندگی کو خوبصورت بنا دیا تھا۔

علیزے کو مبہوت ہو کر اپنی طرف دیکھتا پا کر سلطان نرمی سے اسکے ہونٹوں پر جھک کر اسکی سانسوں کو قید کر گیا تھا۔ سلطان کے پرحدت لمس پر علیزے پر سکون ہوتے آنکھیں بند کر کے اسکے لمس کو محسوس کرنے لگی تھی۔

قطرہ قطرہ اسکی سانسوں کو پیتے جب سلطان نے بے خود ہوتے شدت سے اسے خود میں قید کیا۔ تو علیزے اسکے کندھوں پر مکے مارتی اسے ہوش دلانے لگی۔ اسکا سانس رکنے والا تھا ہر اسکا شوہر پیچھے ہٹنا بھول گیا تھا۔

سلطان شدت بھرا بوسہ لیتے پیچھے ہٹا تو علیزے کو لمبے لمبے سانس لیتے دیکھ کر اسکی پشت پر ہاتھ پھرتے اسے ریلیکس کرنے لگا۔

چلیں آئیے اپکو تیار کروں۔ پھر باقی کارومینس یہاں سے واپس آکر شروع کریں گئے۔ سلطان اسکا چہرہ واش کر کے علیزے کے سرپے کو ٹاول میں لپیٹا۔ اور اک بار پھر اسے گود میں اٹھا کر باہر لے کر آیا تو وہ کسی بچی کی طرح اسکے سینے پر سر ٹکا گئی۔

علیزے کو ڈریسنگ روم میں صوفے پر بٹھاتے سلطان واڈروب سے اسکے لئے پنک کلر کا ڈریس نکال کر اسکی مڑا۔

ٹاول سے اسکے بال خشک کرنے کے بعد سلطان نے علیزے کو اسکے انر زپہنائے تو وہ لال انگارہ ہوتے اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

یہ سب کچھ میں ہی لے کر آیا ہوں۔ سلطان نے ہنستے ہوئے اسے بتانا چاہا تو وہ ہونٹ کا ٹٹی نفی کرنے لگی۔ وہ خود کو یقین دلانا چاہ رہی تھی۔ کہ خود وہ یہ سب نہیں لے کر آیا۔

ٹھیک ہے میں نہیں لایا اب چہرہ تو باہر نکالیں۔

سلطان نے مسکراتے ہوئے اسکی بات مان لی۔ تو وہ اپنا چہرہ باہر نکال گئی۔ اسکا چہرہ نکالنے پر سلطان نے اسکے گال پر زور سے بائیٹ کی۔ تو علیزے سی کرتی رہ گئی۔

سلطان اسے ڈریس پہنا کر پھر بازوؤں میں اٹھائے ڈریسنگ مرر کے سامنے لایا تو شیشے میں دونوں کا عکس دیکھ کر وہ نظریں جھکا گئی۔

میرے شاور لینے تک بال ڈرائے کریں پھر آکر اپکو آپکا گاؤن پہناتا ہوں۔

سلطان اسکا ماتھا چومتے اپنا ڈریس پکڑتے جلدی سے باتھ روم کی طرف بڑھا تھا۔ پیچھے علیزے شرمیلی مسکراہٹ سے تیار ہونے لگ گئی۔۔۔۔۔

یونیورسٹی میں انکا پورا دن بھر پور بزی رہا تھا۔ کیونکہ آج انکا لاسٹ پیپر تھا۔ آج کے دن اس یونیورسٹی میں انکا پورا اک سال مکمل ہو گیا تھا۔ پیپر ختم کرتے ہی منیزے ان سب کو ساتھ لیے شاپنگ کے لیے نکل آئی تھی۔

کیونکہ چھ دن بعد تو سب کی شادی کے فنکشنز شروع ہونے والے تھے۔ اور وہ سب ہی اپنی شادی سے بے خبر تھی سوائے منیزے کے۔

یار کونسے کمر کے لہنگے لیں۔۔

منیزے نے الجھن سے ان سب کو پوچھا جو خود بوتیک میں ادھر ادھر نظریں دوہراتے ہر چیز دیکھ رہیں تھیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

کوئی دس دفعہ یہ سوال پوچھ چکی ہو۔ کیا جواب ملا تمہیں نہیں نہ تو پھر ڈھونڈو خود۔۔۔

ایرہ نے بار بار اک ہی سوال پرتپ کر اسے تیکھے چتون لہجے میں جواب دیا تو منیزے اسے گھور کر رہ گئی۔

تم لوگوں کو ہیلپ کرنے کے لیے ہی لے کر آئی ہوں نہ تو بتاؤ مجھے۔۔۔

منیزے نے چباتے ہوئے اسے روعب سے کہا تو ایرہ اسے زبان نکال کر چڑا گئی۔

کیوں بد تمیزی کر رہی ہوں تم دونوں اک دوسرے سے۔۔۔

علیزے نے ان دونوں کو بلیوں کی طرح لڑتے دیکھ کر گھور کر دیکھا۔ تو وہ دونوں شرافت سے منہ سیدھے کر گئیں۔

مشعل چہرے پر معصومیت سجائی ان تینوں کو دیکھنے لگی تھی۔

ادھر آؤ۔۔

علیزے ان تینوں کو ساتھ لے کر اک کونے میں آئی جہاں ڈسپلے پر اک بہت ہی خوبصورت سالہنگا موجود تھا۔

علیزے کے اشارہ کرنے پر وہ مبہوت ہو کر لہنگے کو دیکھنے لگیں۔۔ منیزے اور ایرہ تو خوشی سے اک دوسرے کے گلے لگ گئیں تھیں۔ آخر کار انکی مشکل جو حل ہو گئی تھی۔

پچھلے دو گھنٹوں سے وہ ذلیل ہو رہیں تھیں۔ اب جا کر انہیں انکی پسند کا کچھ ملا تھا۔

یار لیزو یہ تو بہت خوبصورت ہے۔۔

مشعل نے آنکھوں میں چمک لیے کہا تو علیزے ہنستے ہوئے اسکے بال بگاڑ گئی۔

چلو اسکو ڈن کرتے ہیں۔ آج کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ باقی کا بعد میں کریں گئے۔ تم لوگ ویٹ کرو میں

زرا چار لہنگوں کا آڈر دے کر آتی ہوں۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

مینزے جلدی سے کہتے سٹاف کی طرف بڑھی تو چار لہنگوں کا سن کر وہ سب حیرانی سے اک دوسرے کو دیکھ گئی۔

کچھ سمجھ نہ آنے پر وہ نا سمجھی سے کندھے اچکاتے آگے بڑھ گئیں تھیں۔

فوڈ کارنر میں وہ سب بیٹھی برگر کھا رہی تھیں۔ پرجنک فوڈ کو دیکھ کر مشعل کی حالت خراب ہو رہی تھی۔ مشعل خود پر کنٹرول کیے بیٹھی تھی۔ اسکی طبیعت ٹھیک ہونے کی بجائے مزید خراب ہو گئی تھی۔ صبح اٹھتے ہی اسے دوبارہ ووٹنگ ہوئی تھی۔ اور اسکے ساتھ جو اسکا دل بھر رہا تھا۔

وہ کچھ بھی سمجھ نہیں پارہی تھی۔ بلکہ بار بار آنکھوں میں جو آنسو آ رہے تھے۔ اسے ان سے بھی چڑھونے لگی تھی۔ وہ اپنی حالت کی وجہ سے بے خبر تھی۔

وہ تینوں جانتی تھی۔ کہ مشعل کی طبیعت ٹھیک نہیں اسی لئے اسکا دل بہلانے کی خاطر اسے چھیڑنے لگیں۔ تو وہ اداسی سے مسکرا دی۔

جبکہ دور کھڑا وہاج علی صدیقی تو سامنے کا منظر دیکھ کر ساکت ہوا تھا۔ بے بی پنک کلر کے خوبصورت گاؤں میں خوبصورت چہرے کو حجاب کے حالے میں قید کیے وہ وہاج علی صدیقی کی دنیا ہی تو ہلا گئی تھی۔ اتنے دنوں بعد علیرزے کو اپنے سامنے دیکھ کر اسے اپنے دل کی دنیا اتھل پھل ہوتی محسوس ہونے لگی تھی۔ وہ تیزی سے اسکی طرف قدم بڑھانے ہی لگا تھا۔ کہ وہ سب اٹھ کر دوسری طرف سے نیچے کی طرف بڑھ گئیں۔

اتنے رش میں وہاج علی لوگوں کو پیچھے کرتا انکی طرف بڑھنے کی پوری کر رہا تھا۔ پروہیں سے باہر نکلتے ہوئے پارکنگ میں اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئیں تھیں۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے گاڑی اسکی نظروں سے نکلتی چلی بھی گئی وہاں پہنچنے پر وہاج علی صدیقی ہاتھ ملتا رہ گیا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

جبکہ گارڈروہاج علی صدیقی کے پیچھے بھاگ کر آئے تھے۔ جو اچانک ایسے جلدی میں پارکنگ کی طرف آ گیا تھا۔

شٹ۔۔۔

زمین پر پاؤں مارتے وہ غرا اٹھا۔ بلوکلر کے فورپیس میں وہ اپنی ڈارک بلو آنکھوں سے ہر آنے جانے والے کی توجہ کھینچ رہا تھا۔ وہ یہاں اک میٹنگ کے سلسلے میں آیا تھا۔ میٹنگ سے فارغ ہوتے ہی اسکی نظر علیزے کی جانب پڑی تو وہ سب کچھ چھوڑ کر اسکی طرف کھینچا چلا آیا۔۔۔ پر وہ آج بھی اسکے روبرو نہیں ہو پایا تھا۔ اسکو قریب سے دیکھنے کی خواہش آج بھی پوری نہیں ہو سکی تھی۔

آنکھوں پر گلاسز لگاتے وہ گاڑی کی طرف بڑھا تو گارڈز بھی اسکی پیروی میں گاڑیوں میں بیٹھے تھے۔۔۔ شادی کے فنکشنز کہاں ہونے ہیں۔۔۔

علیزے نے آئیس کریم کھاتے منیزے سے پوچھا تھا۔

مال سے واپسی پر وہ ان سب کو اپنے ساتھ فلیٹ پر لے آئی تھی۔ وہ اس وقت سب لاونج میں بیٹھیں تھیں۔۔۔ شبوانکو آئیس کریم دے کر گئی تھی جسے انجوائے کرتی وہ سب ساتھ باتوں میں مصروف تھیں۔ اور شادی کے بارے میں پلیننگ کرنے میں لگیں تھیں۔

رکو میں ہینڈ واش کراؤ۔

آئیس کریم ٹیبل پر رکھتے علیزے اٹھ کر واش کی طرف بڑھی۔

منیزے کے کمرے میں داخل ہوتے علیزے واش روم میں ہینڈ واش کرنے آئی تو اسے اچانک اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ دیوار کا سہارا لیتے وہ ہاتھ دھو کر باہر نکلی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

تو اسے پھر اپنے گرد زمین گھومتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔ لیکن اس بار وہ چاہ کر بھی خود کو سنبھال نہیں پائی تھی اور ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتے وہ نیچے گرتی چلی گئی۔۔۔۔۔

یہ ابھی تک واپس کیوں نہیں آئی

ایرہ نے کمرے کی طرف دیکھتے پھر پوچھا تھا۔ پچھلے دس منٹ سے وہ سب علیزے کے لوٹنے کا انتظار کر رہیں تھیں۔

رکومیں دیکھ کر آتی ہوں۔۔

منیزے اسے تسلی دیتی کمرے کی طرف آئی تو علیزے کو زمین پر گرا دیکھ کر وہ چیخ پڑی۔ اسکی چیخ پر ایرہ اور مشعل بھی تیزی سے کمرے کی جانب بھاگی تھیں۔

لیزوو۔۔۔

منیزے اسکا چہرہ گود میں رکھتے اسے پکارنے لگی۔ ایرہ اور مشعل جب کمرے میں آئیں تو علیزے کو اسکی گود میں دیکھ کر جلدی سے منیزے کی طرف بڑھیں۔۔

کیا ہوا اسے۔۔

مشعل نے پریشانی سے منیزے سے پوچھا جو علیزے کے گال تھپتھپا رہی تھی۔

مجھے نہیں پتہ میں جب کمرے میں آئی تو یہ نیچے گری ہوئی تھی۔

منیزے فکر مندی سے جواب دیتے علیزے کی ہتھیلیوں کو رب کرنے لگی۔

اسکو اٹھا کر بیڈ پر لٹاؤ میں ڈاکٹر کو فون کرتی ہوں۔

انہوں نے علیزے کو اٹھاتے بیڈ پر لٹایا تو ایرہ اسکے پاس بیٹھ کر اسکے ہاتھوں کو رب کرنے لگی۔ جبکہ

منیزے نے سب سے پہلے سلطان کو کال کی تھی۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

شبواس وقت فلیٹ پر موجود نہیں تھی۔ وہ ان سب کو آئیں کریم سرو کر کے مارکیٹ چلی گئی تھی۔ اسی لیے کچن اس وقت خالی تھا۔ مشعل پانی لے کر مڑی تھی۔ کہ لڑکھڑا کر وہ بھی نیچے گرتے چلی گئی۔

پانی کا گلاس اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر زور سے نیچے گرا تھا۔

گلاس کے گرنے کی آواز پر ایرہ نے ڈر کے مارے دل پر ہاتھ رکھ لیا۔ کیونکہ پورے فلیٹ میں گلاس کے گرنے کی آواز گونجی تھی۔ ایرہ پریشان ہوتے مشعل کو دیکھنے باہر نکل کر کچن میں آئی تو مشعل کو فرش پر بے پوش پڑے دیکھ کر وہ چلا اٹھی تھی۔

یا وحشت۔۔۔ کیا ہو گیا ہے تم لوگوں کو۔۔۔

منیزے کے لیے۔۔۔

ایرہ نے منیزے کو پکارا تو منیزے فون چھوڑ کر دھڑکتے دل کے ساتھ کچن میں آئی تھی۔ جہاں مشعل کو بھی بے ہوش دیکھ کر اپنے دل پر ہاتھ رکھتی چلی گئی۔۔

وہ سب اس وقت لاونج میں بیٹھے ڈاکٹر کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہے تھے۔

منیزے نے جب سلطان کو علیزے کے بے ہوش ہونے کا بتایا تو اس نے دس منٹ میں پہنچنے کا کہا تھا۔
پر جب منیزے نے کال پر عیس کو بھی مشعل کے بے ہوش ہونے کا سنایا تو اگلے پانچ منٹ میں ڈاکٹر
سمیت ضرار کے فلیٹ پر سب موجود تھے۔

سنی ایرہ کا ہاتھ تھامے اسے حوصلہ دے رہا تھا۔ جو اک ساتھ اپنی سہیلیوں کو بے ہوش دیکھ کر فکر مندی سے ہونٹ کاٹنے میں لگی تھی۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

آں۔ں۔ں ہاں نہیں کرو بھا بھی لوگ ٹھیک ہیں۔۔

سنی نے انگوٹھے سے ایرہ کا ہونٹ اسے دانتوں سے چھڑاتے اسے اپنے خوبصورت لبوں پر ظلم ڈھانے سے منع کیا تو ایرہ زور سے اسکا ہاتھ تھام کر اسکے کندھے پر سر رکھ گئی۔

منیزے کمرے کے باہر ضرار کا بازو تھامے کھڑی تھی۔ تاکہ جیسے ہی ڈاکٹر زباہر نکلے اور وہ اپنی دوستوں کی حالت کے بارے میں جان سکے۔ ضرار مسلسل اسے کام ڈاؤن کرنے کی کوشش کر رہا تھا پر اسکے باوجود منیزے خود پر کنٹرول نہیں کر پار ہی تھی۔

روم میں اس وقت دو ڈاکٹر موجود تھیں۔ باقی سب باہر بیٹھے انکا انتظار کر رہے تھے۔ سلطان احمد خان اور عیس علی ہمدانی کی آنکھیں تو بس کمرے کے دروازے پر ٹکیں تھیں۔

عیس جب سے فارم ہاؤس سے واپس آیا تھا۔ وہ ابھی تک مشعل کو ملا نہیں تھا۔ پر ایسے اچانک اسکی طبیعت خرابی کا سنتے وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر سنی کو ساتھ لیے بھاگا چلا آیا۔ جہاں اسکی چھوٹی سی بیوی زرد چہرے کے ساتھ ہوش و حواس سے بیگانہ بیڈ پر پڑی تھی۔ ڈاکٹر نے چیک اپ کرنے کی غرض سے ان سب کو روم سے باہر نکال دیا تھا۔

بیس منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھولا۔ تو وہ سب جلدی سے ڈاکٹر زکی طرف بڑھے۔ سب کی سوالیہ نظریں ڈاکٹر پر ٹکیں تھیں۔ جو انتہائی سیرس تاثرات سے سب کو دیکھنے لگیں تھیں۔

یہ ڈاکٹر ایسے کیوں دیکھ رہی ہے جیسے اسکا اپنا گلو کو زکسی نے پی لیا ہو۔

ڈاکٹر کے گھورنے پر سنی نے جھکتے ہوئے ایرہ کے کان میں سرگوشی کرتے پوچھا تو وہ اسکے ہاتھ پر ناخن گاڑ گئی۔ یہ اسکو منہ بند رکھنے کا اشارہ کیا گیا تھا۔

میری وائف کیسی ہیں۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سلطان نے سنجیدگی سے ڈاکٹر سے استفسار کیا۔ تو ڈاکٹر اک نظر کمرے میں دیکھ کر بولیں۔۔۔
مبارک ہو مسٹر خان آپ باپ بننے والے ہیں۔

ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے اسے خوش خبری سنائی تو سب کو سمجھنے میں چند سیکنڈز لگے تھے۔ اور پھر اگلے ہی پل فلیٹ شور سے گونج اٹھا تھا۔

انکے اس قدر زور سے چلانے پر ڈاکٹر اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ گئیں تھیں۔ جبکہ سلطان کو تو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کن لفظوں میں اپنی کیفیت بیان کرے۔

سنی اور ضرار نے آگے بڑھتے زور سے اسے گلے لگاتے مبارک باد دی تو وہ نم آنکھوں سے انہیں شدت سے خود میں بھینچ گیا۔

ڈاکٹر میری وائف کیسی ہیں۔۔

عیس نے اپنے یار کی خوشی میں خوش ہوتے پوچھا تو دوسری ڈاکٹر اسے گھورنے لگی۔

ڈاکٹر کے گھورنے پر عیس پریشان سا اپنے دوستوں کو دیکھنے لگا۔

خوش قسمتی سے آپ بھی باپ بننے والے ہیں پر کم از کم اپنی بیوی کو تو پہلے بڑا ہونے لینے دیتے زرا۔۔

دوسری ڈاکٹر نے جب اپنی پوری بات بتائی پہلے تو عیس کو سمجھ نہ آئی۔ پر جب عیس کے ساتھ سب کو سمجھ میں آیا تو فلیٹ ان سب کے قہقہوں سے گونجنے لگا تھا۔

جبکہ عیس علی ہمدانی اتنی بڑی خوشخبری ملنے پر پاگل ہوا تھا۔ آج انہیں اک ساتھ دو بڑی گڈ نیوز مل گئیں تھیں جس پر وہ سب اک دوسرے کے گلے لگتے فلیٹ کو سر پر اٹھا گئے تھے۔

ایرہ اور منیزے تو صدمے سے اک دوسرے کو دیکھ رہیں تھیں۔ اندر بیٹھی عورتوں کے دھوکہ دینے پر وہ کچھ بولنے کے قابل بھی نہیں رہیں تھیں۔ ڈاکٹر تو انکے پاگل پن پر حیران ہو رہیں تھیں۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

پوری بات سن لیں اب۔۔۔ ڈاکٹر کے مخاطب کرنے پر وہ سب اپنا شور بھول کر ڈاکٹر کی طرف پھر متوجہ ہوئے تھے۔

آپ دونوں ہی کی بیویاں بے حد ویک ہیں اور چونکہ یہ انکی ارلی پریگننسی ہے۔ تو انہیں بہت سی مشکلوں کا سامنا کرنا ہوگا۔ پر آپ سب کو انکا بے حد خیال رکھتے انکے مکمل چیک اپ کے لئے انکو ہسپتال لے کر آنا ہے۔ ڈاکٹر زانہیں مختصر تفصیل بتا کر انکی طرف پر فیشنلی مسکراہٹ اچھال کر باہر کی جانب بڑھ گئیں تھیں۔ ڈاکٹر ز کے جانے کے بعد سب نے کمرے میں دھاوا بولا تو سنی ایرہ کو اپنی طرف کھینچ کر اسکے ہونٹوں پر جھکتے اسے کمرے سے اوپر اٹھاتے دیوار کے ساتھ لگا گیا۔

ایرہ کے ہونٹوں کے شدت سے کاٹتے سنی نے جب اسکی زبان کو سک کیا تو ایرہ کو اپنا خون گرم ہوتا محسوس ہوا تھا۔ ایسے اچانک وہ اس ٹھکر کی حرکت پر ہلن بھی نہیں پار ہی تھی۔ سب کچھ بھلائے وہ ہونٹوں کو قید کیے ہوئے تھا۔

کسی کے دیکھ لینے کے خوف سے وہ اسکے کندھوں پر مکے مارتے اسے ہوش دلانے لگی۔ جب وہ اک ہاتھ سے اسکی کلائیوں کو اوپر لگاتے دوسرے ہاتھ میں اسکی کمر کو جکڑ گیا تھا۔

ایرہ کے ہونٹوں پر اپنی من مانیاں پوری کرے کے بعد وہ پیچھے ہٹا تو ایرہ سر گراتے گہرے سانس لینے لگی۔

چچی بننے کی مبارک ہو میری جان، اتنی بڑی خوشخبری ملی۔ تو کچھ میٹھا کھانے کو دل کر رہا تھا۔ سنان نے اسکے بھیکے ہونٹوں پر انگوٹھا پھیرتے گھمبیر لہجے میں اسے مبارک دی تو ایرہ کا دل کیا اسکا سر پھاڑ دے۔ اپنے ہاتھ چھڑاتے وہ اسے ہاتھ پر زور سے بائٹ کرتے کمرے میں بھاگی تھی۔ اسکے چکما دے کر بھاگنے پر سنی اسکی پشت کو گھورتا رہا گیا۔۔۔۔۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

Episode 81

وہ سب کمرے میں داخل ہوئے جہاں وہ دونوں اب ہوش میں آگئی تھیں۔

علیزے صبح والے پنک کمر کے خوبصورت ڈریس میں سر پر ڈوپٹہ لیے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر شرمائی سی بیٹھی تھی۔ اسکے بے ہوش ہونے کے بعد میں منیزے اور ایرہ نے اسکا گاؤن اتار دیا تھا۔ کمرے میں سلطان سمیت سب کو اندر آتے دیکھ کر اسکا چہرہ خون چھلکانے لگا تھا۔ البتہ مشعل کا حال اس سے مختلف تھا۔

سلطان نے بیڈ پر بیٹھی اپنی عورت کو اک نظر دیکھا تو اس محسوس ہوا کہ جیسے سلطان احمد خان کی کل کائنات اس اک وجود میں سمٹ کر رہ گئی ہے۔ صبح کے اس کے پہنائے ہوئے گلابی ڈریس میں وہ اس وقت سرخ گلاب بنی اس سے نظرے چرا رہی تھی۔

سلطان محبت سے سرشار ہوتے آکر اسکے سامنے بیڈ پر بیٹھا تو علیزے بے اختیار اپنے پاؤں پیچھے کر گئی۔ علیزے کے پاؤں سمیٹنے پر سلطان نے ہاتھ بڑھا کر اسکے سفید پاؤں پھر اپنی طرف کھینچے تو علیزے سب کے سامنے اسکی اس حرکت پر سٹپٹا گئی۔

باقی سب دلچسپی سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔ جبکہ سب کی نظروں کو خود پر محسوس کر کے علیزے خائف سی ہونے لگی۔

سلطان نے اپنی نیلی آنکھیں علیزے کے چہرے پر ٹکاتے دلفریب انداز میں مسکراتے ہوئے جھک کر علیزے کے پاؤں پر اپنے ہونٹ رکھے۔ تو علیزے کی کالی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ سلطان کے اس قدر دلکش محبت بھرے انداز پر کمرے میں سب کی ہونٹنگ کا شور بلند ہوا تھا۔

یہ ای۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

سب کی معنی خیز نظروں اور شور کو سنتے علیزے شرم سے دوچار ہوتے سلطان کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔ جس پر سلطان نے بھرپور دل سے مسکراتے ہوئے علیزے کو سینے میں چھپاتے اسکے سر پر ہونٹ رکھے۔ علیزے دھڑکتے دل کے ساتھ اسکی بلیک شرٹ کو مٹھی میں جکڑ گئی تھی۔

آنے والے بچے اپنی جنت کے پاؤں چومے یا نہ چومے پر انکا باپ تو ضرور چومے گا وائی۔۔

سنان نے سلطان کے علیزے کے پاؤں چومنے پر بلند آواز میں پھلجڑی چھوڑی تو سلطان اسے مصنوعی غصے سے آنکھیں دیکھانے لگا۔ جبکہ علیزے مزید شرم میں گرتے سلطان کے سینے پر کاٹ گئی۔ جس کی وجہ سے سلطان نے ہنستے ہوئے پھر اسکے سر کو پھر چوم لیا۔

عیس جو کب سے سلطان اور علیزے کے پیار کے مظاہرے دیکھتا شور مچا رہا تھا۔ اپنی چھوٹی سی بیوی کی خود پر خطرناک نظروں کو دیکھ کر وہ الجھ بھی رہا تھا۔ لیکن پھر اپنا وہم سمجھ کر وہ مشعل کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا۔ عیس کے اپنے سامنے بیٹھنے پر مشعل کی گھورتی نظروں میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ البتہ اضافہ ضرور ہوا تھا۔

عیس مشعل کی طرف مسکراہٹ اچھال کر اسکے مزید قریب ہو گیا اور اس نے مشعل کے قریب ہونے والی ہی سب سے بڑی غلطی کر دی تھی۔

عیس کی پیار بھری مسکراہٹ کو دیکھ کر مشعل عیس علی ہمدانی کے اندر غصے بھری لہر پیدا ہوئی تھی۔ اور وہ اگلے ہی پل عیس عیس علی ہمدانی پر حملہ کرتے اسکے لمبے بالوں کو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کی مٹھیوں میں جکڑ گئی۔

میں چھوڑوں گی نہیں اپکو۔۔۔

یہ ای۔۔۔ بک صرف رائٹر اور ویب سائٹ کی ملکیت ہے۔ اس کی کسی بھی قسم کی چوری سے احتیاط کریں۔۔۔

ای۔بک۔ یاروں کے یار، دلدادہ

محبت کی شدت، جذبات کی گرمی، اور وہ لمحے
جو دل کی دھڑکن تیز کر دیں۔۔۔

یہ کہانی یہاں ختم نہیں ہوتی! اگلا باب مزید دلکش، مزید جاندار!
🔥 پریم ایڈیشن میں وہ سب کچھ جو آپ چاہتے ہیں! 🔥

📖❤️ ابھی خریدیں اور محبت کی اس دنیا میں کھو جائیں! 💖💖

مکمل ای۔بک کے لیے رابطہ کریں۔ رائٹر۔ آمرینہ قیس۔ 03704867373